زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء

61

یعنی

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ آنریبل اسٹریچی صاحب و مسٹر رپورٹر ہائیکورٹ
و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بہادر

مترجمہ

منشی شیوسہاے منصف و منشی رگھبر دیال
وکیل عدالت ضلع الہ آباد

مطبع زبدۃ النظایر الہ آباد میں منشی اودہ بہاری لال مینیجر کے اہتمام سے طبع ہوا

اسمائے حکام ہائیکورٹ

آنریبل سر جان ایج صاحب بی اے ایل ایل بی کے ایل ایوسی ایٹ چیف جسٹس

ڈگلس اسٹریٹ صاحب بیرسٹر ایٹ لا	جسٹسان
بلیوڈل صاحب بی اے سی ایس	
سید محمود صاحب بیرسٹر ایٹ لا	
جی ای ناکس صاحب سی ایس	

پی ریٹ صاحب سی ایس رجسٹرار

جے کلارک صاحب ڈپٹی رجسٹرار

جے ڈبلیو والش صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار

اے اسٹریچی صاحب بی اے ایل ایل بی بیرسٹر ایٹ لا - رپورٹر

ڈبلیو ٹی پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا قائمقام رپورٹر

سی ایچ ہل صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا پبلک پراسیکیوٹر

سی سی ڈلن صاحب بیرسٹر ایٹ لا قائمقام

منشی رام پرشاد صاحب گورنمنٹ پلیڈر

بمعاملہ درخواست دلدار خان	۴۷۸	جواہر لال بنام کشور چند	۳۲۹
——— دولت سنگھ	۴۷۹	جوالا پرشاد بنام سالگرام	۴۲۷
——— شیو سہاے بھگت	۴۸۸	——— دی بنام پربھو	۱۱۵
——— عبد العزیز	۴۸۶	چاند مل بنام انگن لال	۳۵۶
——— قدم سنگھ	۲۲۹	چندر پالی کنوری بنام بھیرو سنگھ	۲۹۸
——— لٹی رام	۴۸۴	چین سکھ بنام پاربتی	۵۸۷
——— میری ڈی کاسٹرو	۳۱۷	چھدو بنام ہردیو پرشاد	۱۰۸
——— ہرداس	۵۷۷	چھیدا لال بنام مول چند	۴۶۵
——— سی دی بنام سیتا رام	۳۹۹	خوشحال چند بنام نظام النسا	۲۳
۵ رام رائے بنام سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل	۳۶۹	درگا دئی بنام بھگونت پرشاد	۲۸۷
بدا بنام کونسلیا	۴۷	دوارکا پرشاد بنام غلام قنبر	۳۱۴
بودہن بنام فضل علی	۳۶۱	دولہن سونراج کنور بنام اودان سنگھ	۳۰۹
بودہی بی بی بنام بابو رام	۱۸۱	دیبی داس بنام امراؤ سنگھ	۴۰۱
بجناتھ بنام سیتل سنگھ	۱۹۰	دہرم نراین لال بنام جگ موہن ...	۴۴۷
بھگوانی بنام منی لال	۱۲۰	رادہا بنام بیچو رام	۴۷
بھوانی بخش بنام رام دئی	۱۵۳	——— پرشاد بنام پرکاش رائے	۲۳۱
——— پرشاد بنام رگھوناتھ پرشاد	۵۴۸	——— سنگھ بنام متھرا چوبے	۵۷۸
پتیسری پرتاپ نراین سنگھ بنام چمپا لال	۳۲۸	——— کشن بنام راج کشور	۴۲۶
پیلشی بنام اولاد فاطمہ	۲۴۳	رام کشن اوپادہیا بنام دیبا اوپادہیا	۴۴۶
تلسا بنام خوب چند	۵۱۵	——— لال دوبے بنام ہرنندن سنگھ	۴۰۸
ٹھاکر داس بنام گوبند سنگھ	۴۰۰	رحیم بخش بنام الکو بنیتڈ سروس بنک لمیٹڈ	۴۳۹
جانکی بنام بلدیو سنگھ	۵۰۸	رستم علی خان بنام عباسی بیگم	۳۹۷
جسودا نند بنام کنہیا لال	۳۷۲	رعایت النسا بنام حاجی محمد اسمعیل خان	۵۰۳
جگروپ رائے بنام رادہی سنگھ	۱۷۵	رگھبیر سنگھ بنام نندو سنگھ	۳۶۶
جنگ بہادر سنگھ بنام شنکر رائے	۱۴۸	رمضان بنام گرٹرڈ	۱۱

دو کمنی بنام پیاری لال	۸۷	قیصر ہند بنام بدھ سین	۳۰۰	۱۳/۳۵۱
سری لال بنام کشن لال	۴۴۷	——— برمہہ جیت	۳۹۴	
۱۴/۳۴ نواس رام پانڈے بنام اودت نراین	۱۸۳	——— بشنبھر لال	۴۵۴	۱۳/۵۵۷
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام	۲۷۰	——— بھوبن	۱۲۹	۱۳/۱۶۱
بھگونتی بی بی ———		——— پیارے	۴۰۷	
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام	۲۳۷	——— چڑیجی	۳۰۵	
مداری لال ——— ۱۳/۴۹۶		——— شیودیال	۲۹۲	
سمیع الدین خان بنام کنور پان سنگھ	۱۰۲	——— کرم علی	۴۰۵	
سنت لال بنام کشن سہائے	۴۳۵	——— کلو	۲۲۵ و ۱۷۷	
سونکلی بنام بھیرون بخش رام	۴۱۴	——— کلیان سنگھ	۵۴۷	
سوہنا [illegible] بنام خلق سنگھ	۱	——— کنہال	۲۲۴	
سید حسن بنام میر خان	۲۸۴	——— گورا	۳۲۱	
شاہ صفات عالم بنام دینا پرشاد سنگھ	۲۷۳	——— لیکھراج	۵۲۰	
شیری بنام گنیشی	۵۴۵	——— ۱۳/۳۳۷ محمد معمور خان	۲۵۸	
شیو برن بنام منوک رام	۴۹۳	——— میکو	۵۰۰	
شیر سنگھ بنام ۱۳/۵۶۲ دیارام	۴۴۵	——— ناگو	۴۹۱	
ظہور احمد بنام چھیدی لال	۲۹	——— ۱۴/۳۸ زندہ	۴۷۱	
عباس علی بنام غلام نبی	۳۷۴	——— ہردیو سنگھ	۳۳۲	
عبدالعلی خان بنام کھیت سنگھ	۲۴۰	——— ۱۴/۲۵ سیوز	۴۵۶	
عبدالغفور بنام للتو	۱۷۳	——— بھگوانداس	۱۰۹	
علی بخش بنام صاحب دین	۴۲۲	——— بھونی رام	۲۴	
قبول سنگھ بنام سانول داس	۳۴۲	کالو رام بنام فہمین	۸۸	۱۳/۱۶۴
قیصر ہند بنام آریا تہورن	۲۸۱	کالی داس بنام جانی بچے شنکر	۳۹۱	۱۳/۳۹۱
——— الکزنیڈر ولیم	۵۵۰	کرامت خان بنام میر علی احمد	۴۳۴	
——— بچنا	۱۴۹	کشن سہائے بنام الہ داد خان	۵۸۴	۱۲/۹۴

۱۳/۳۸۴	آتش لال بنام محمد صفدر علیخان	۳۷۷
۱۳/۴۳۹	سوبیان سنگھ بنام کامتا پرشاد	۲۷۸
	کنور تیر سنگھ بنام چھتر سنگھ	۲۵۵
	گنپت رائے بنام عیدو	۱۷۹
۱۳/۴۸۹	گوبند ناتھ تواری بنام گجراج متی	۳۸۰
	گوپال جی بنام جگو مصر	۵۵۱
	گوکل سنگھ بنام ٹیکا رام	۳۵۳
۱۳/۴۹۶	گیا سنگھ بنام اودت سنگھ	۳۸۲
	گھنشام داس بنام شیو منگل سنگھ	۴۰۷
	لچھمن سنگھ بنام ایشری سنگھ	۱۸۰
	مادھو پرشاد بنام دیبی دیال	۴۵۰
۱۳/۴۷۷	محمد بہار بنام نجال سنگھ	۲۲۳
	ـــ سعدی بنام محمد عبدالرزاق	۳۷۵
	ـــ عباس بنام معشوق علی	۹۴
۱۳/۴۵۴	مرتضائی بی بی بنام جمنا بی بی	۳۳
	مرزا انند رام بنام معصومہ بیگم	۲۹۳
	مریم بی بی بنام سکینہ بی بی	۵۶۳
۱۳/۵۳۳	ملک رحمت بنام شیو پرشاد	۴۶۱
	ملو خان بنام تھان سنگھ	۴۹۷
	نسا رام بنام سندر	۵۸۷
	منگل سین بنام روپ چند	۲۶۰
	مہابیر پرشاد بنام شاہ وحید عالم	۴۱۱
۱۳/۳۸۶	ـــ مصر بنام مہادیو دت مصر	۳۸۹
۱۳/۴۲۰	ـــ سنگھ بنام بہاری لال	۲۶۶
		۲۹۵

مہگو کنور بنام فوجدار کنور	۲۹۰
منیوسپلٹی کانپور بنام نتھی مل	۲۲۷
متھرا داس بنام بھوانی غلام پال	۳۴۶
متھو لال ۱۳/۵۷۹ بنام محمد احمد	۵۸۱
نامدار چودھری بنام ۱۳/[illegible] اکرم راجی	۲۵۰
نصرت اللہ بنام ۱۳/[illegible] مجیب اللہ	۳۲۲
نگیشر پرشاد بنام سری لواس پانڈے	۹۰
نوبت سنگھ ۱۳/[illegible] بنام اندر سنگھ	۱۳
نورنگ رائے بنام لطیف چودھری	۴۰۳
نتھن بنام ۱۳/۵۷۱ کملا کنور	۴۴۹
ولی احمد خان بنام ابودھیا [illegible]	۱۳/۵۹۱
ہربلاس بنام لچھمنداس	۱۱۴
ہرگولال سنگھ بنام ۱۳/۱۱۹ محمد رضا خان	۴۲
ہری بخش بنام گلاب رائے	۴۶۹
یوسف خان بنام ۱۳/[illegible] سرون	۳۸۶

فہرست مضامین

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۷رجنوری سنہ ۱۹۱۰ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈینیوکے پورٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اپیل معہ رپورٹ سپیشن

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر بابت چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر ۴
معمولی	اسپیشل ایڈیشن		جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ اسلات و زرہائے چندہ بنام منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹیبیہا جی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و
مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر
مفصلات	اسپیشن		جلد ۱۱

بنڈل بنام کونسلیا	۴۰

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے
زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۷ر فروری ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب ڈبلیو کے پور صاحب بیرسٹران ہائیکورٹ

مترجمہ منشی شمبو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۶
[illegible]		جلد ۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئیے

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر یحییٰ صاحب بیرسٹر و مسٹر ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا

مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی گمبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن مقصلات

فہرست مضامین

چندہ ملازمات وزر ہائے چندہ پاس منشی گمبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۱۲/ فروری ۱۸۹۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب بیرسٹر ان و ڈبلیو کے پورٹر صاحب مترجمہ منشی شیو سہا مصنف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اشتہار مقدمات

فہرست مضامین

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو ٹی بورڑ صاحب بیرسٹران و
سٹریچی منشی شیو... مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ			
...	...	## فہرست مقدمات	نمبر ۸ جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۷ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹے شیر یحی صاحب و ڈبلیو کسپولہ رنر صاحب بیرسٹران و
مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱ / جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ / اشتہار معہ مفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پیڈر صاحب بیرسٹران

مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۱		قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن مفصل

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ ارسالات وزرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۲ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکوٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پور صاحب بیرسٹران حسب
و مترجمہ منشی شیو سہا منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۱۲
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر

و مترجمہ منشی شیو سہائے عفی عنہ و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۲
اسٹیشن مفصلات	## فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

[illegible]

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۴ اپریل ۱۸۸۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ [illegible]

و ترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۴ / جلد ۱۱	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ [illegible]

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے بھیجنا چاہیے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر ایچ مناو ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۱۵
ایسٹشن سے منفصل		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے بھیجا جانا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و دبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۶
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ تمام ارسال زر آیندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے
زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة الاخبار ہفتہ وار

مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۷۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ آے اسٹیرچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران ومترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیمپ منفصلہ

ام رحیم بنام ضیا احمد	۲۴۵	کنور سین بنام چھتر سنگھ	۲۵۵
دیشمر نہد بنام محمد محمود خان	۲۵۸	نامدار چودہری بنام کرم راجی	۲۵۰

فہرست مضامین

اجرا ڈگری	۲۵۵	عدالت سشن	۲۵۸
اسیران	۲۵۸	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۷ و ۲۴۶	۲۵۵
اسیران کا بوجہ وفات یا بیماری کے حاضر عدالت ہونا	۲۵۸	فوجداری دفعات ۸۰ و ۲۵۸	۲۵۸
اوسکے استحقاق انفکاک پر اوس سے خلل نہ آنا	۱۵۱	مواخذجات مقدم و موخر	۲۵۰
ایکٹ ۵ ۱۸۶۱ء ضمیمہ مد ۲	۲۴۰	مواخذہ دار موخر کا اوس نالش میں فریق کیا جانا جو بربناء مواخذہ مقدم کے ہو	۲۵۰ ۲۵۵
درخواست اجراء ڈگری سے بلا اجازت دربارہ داخل کرنے درخواست جدید کے دست بردار ہونا	۲۵۵	میعاد سماعت	۲۴۵
رہن	۲۵۰	نالش منجانب مسلمان واسطے دخلیابی حصص واقعہ جایداد اونکے مورث متوفی کے باستحقاق وراثت	۲۴۵

واضح ہو کہ جملہ ارسال زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدة الاخبار پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۱ مئی ۱۹۰۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ لے مسٹر یجی صاحب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۸	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اشتہارات مفصلہ

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہاے چندہ پاس منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۶ مئی سنہ ۱۸۸۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	# فہرست مقدمات	نمبر ۲
اسٹیشن سے مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۹ مئی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ / اشتہارات مفصلات	فہرست مقدمات	نمبر ۱۹ / جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب عنلوڈ بلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران ۱
ومترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت حالانہ		نمبر ۲۱
اسٹیشن منصفی	فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات اور زر چندہ پاس منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ الانظار ہفتہ وار

۳۰ مئی ۱۸۹۱ء

مقدمات فیصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ | اسٹیشن مفصلات

نمبر ۲۲ | جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

مطبوعہ مطبع انتظار پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۶ جون ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الٰہ آباد

نمبر ۲۳ جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اشتہار بن مفصلاً

پیسری پرتاب نراین سنگھ بنام چمپالال	۳۴۰	قیصر ہند بنام ہردیو سنگھ	۳۴۲
جواہر مل بنام کستور چند	۳۴۹	کرامت خان بنام میر علی احمد	۳۴۴
نصرت احمد بنام مجیب احمد			۳۴۳

فہرست مضامین

اجراے ڈگری	۳۳۰	تجویز جدید	۳۴۲
اختیار مجسٹریٹ ضلع کا	۳۴۴	خریدار نیلام کا شامل نکیا جانا	۳۳۴
امر تجویز شدہ	۳۴۳	درخواست منسوخی نیلام صیغہ اجراے ڈگری	۳۳۴
اوس ڈگری مین کیا شامل ہونا چاہئے	۳۳۰	ڈگری عدالت اپیل	۳۳۰
ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۳ و ۱۱	۳۴۳	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳	۳۴۳
۹ سنہ ۱۸۷۵ء دفعہ ۳	۳۴۸	دفعات ۱۱ ۳ و ۳۱۲	۳۳۴
ہدایت بوجہ غیر حاضری مستغیث کی اوس تاریخ کو کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی ہوئی تھی	۳۳۴	فوجداری دفعات ۴۷ و ۵۰	۳۳۲
برطبق درخواست بٹوارہ کے جو بجث حقیت کی روبرو عدالت مال کے پیدا ہوا اوسکی تجویز کیونکر ہونا چاہئے	۳۴۳	معاوضہ استغاثہ تکلیف دہ کا	۳۴۲
		نالش استقرار حق بٹوارہ	۳۴۳
		ولی اور نابالغ	۳۴۸
ولی کی تقرری اور نابالغ کی بلوغیت کا اثر			۳۴۸

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۳؍ جون ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے شریجی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۴
اسٹیشن مع محصولات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات در باب چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۲۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ آسلے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۵		قیمت سالانہ
جلد ۱۱	## فہرست مقدمات	اسٹیشن مفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۰ جون سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسسٹ رجسٹر جناب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ان
و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۴
اسٹامپ اشتہار معہ محصول		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہاے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۴ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

اسٹیشن منفصلہ | نمبر ۲۷ | جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۱ جولائی [illegible]

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۸ جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اشتہار منفصلہ

کشن لال بنام محمد صفدر علیخان	۳۷۷	گیا سنگھ بنام اودت سنگھ	۳۸۲
گوبند ناتھ تیواری بنام مہاراج متی تہکراین	۳۸۰	یوسف خان بنام سرون	۳۸۶

فہرست مضامین

اجرائے ڈگری	۳۷۷	رسوم عدالت جو نالش مذکور پر قابل ادا ہے	۳۸۰
اسامی ساقط الملکیت	۳۸۲	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۵ و ۳۱۵	۳۷۷
استحقاق ساقط الملکیت کا ترک کرنا	۳۸۲	مرتہنان اول و دوم	۳۸۶
استقراریہ کہ بعض جائداد مرہونہ مشترکہ		نالش بغرض بیدار نیلام بواسطے البسی زر ثمن نیلام کے	۳۷۷
بحالہ ڈگری کے اجرا میں قابل نیلام نہیں ہے	۳۸۰	نالش منجانب مرتہن دوم واسطے فک رہن ...	۳۸۶
انتقال کاشت دخیلکاری کا	۳۸۶	واسطے صدور ڈگری استقراریہ کے	۳۸۰
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعات ۹ و ۳۱	۳۸۲	نیلام صیغہ اجرائے ڈگری	۳۷۷
		نیلام کا منسوخ ہو جانا	

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

بسم اللہ

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۸ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ سٹ سی جی حسن اے ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۵
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۵ جولائی ۱۹۰۹ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے شریحی حسب ڈو ہا یوٹ ہو۔ مرحم نا ہیر سٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۳۰
اسٹیشن منفصلاً		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

یکم اگست سنہ ۱۸۹۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ جناب اسٹیریجی صاحب ڈبلیو کے لو بی ... حسب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳
قیمت اشتہار مفصلات	**فہرست مقدمات**	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزر ... بنام منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۳ اگست ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ آنریبل جسٹس ایچ صاحب ڈبلیو کے وہ ڈریٹنا بیرسٹرایٹ لا و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۲	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اشتہار منفعلات

فہرست مضامین

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۵ اگست ۱۸۹۱ء

[illegible] منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۳		قیمت سالانہ
جلد ۱۱		[illegible]

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۲ اگست ۱۸۸۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے صاحب و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳۴
اسٹیشن [illegible] معہ مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

زبدة النظائر ہفتہ وار

۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۱ع

مقدمات منتخبہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر جی ہنری رجرڈ ولیمز کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا
و بہ سعی منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۵ — جلد ۱	فہرست مقدمات	قیمت ۱۰ آنہ — اسٹیشن محصول ۳

قیصر ہند بنام بشمبر لال	۴۵۴	مادہو پرساد بنام دیبی دیال	۴۵۰
بنام مہا بیر —	۴۵۶	سوہن بنام اکملا کنور	۴۴۹

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدة النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہوار

۱۰/ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اشتریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ ... اسٹیشن منفصلہ	فہرست مقدمات	نمبر ۳۹ جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ ایڈیٹر مسٹر جی صاحب ڈ ذبلیو کے پورٹر مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۲		قیمت سالانہ
جلد ۱۱		ایڈیشن مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اشٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرشٹران
و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹیشن معہ محصول	## فہرست مقدمات	نمبر ۴۳ جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۳۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جنکے اڈیٹر جناب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا
و محرم منشی شیو سہای منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳۹
اسٹیشن معہ محصول		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہاے چندہ بپاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

مطبوعہ زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة الانتظار ہفتہ وار

۷ر نومبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی و ریاستہائے ... مسٹر جسٹس ... کے ... صاحب بیرسٹر ایٹ لا
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴۴
اسٹیشن مفصل ...		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ نامہ اسلاوزر ... چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

مطبوعہ زبدة الانتظار پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۴ نومبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و سترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹامپ مع محصول	فہرست مقدمات	نمبر ۴۶ جلد ۱۱

تلسا بنام خوب چند	۵۱۵	قیصر ہند بنام لیکھراج	۵۲۰

فہرست مضامین

ایکٹ ۵ بابت ۱۸۶۱ء دفعات ۹۹ و ۳۴ و ۱۴۳	۵۲۰	رہن ہائے مقدم و مابعد	۵۱۵
حفاظت خود اختیاری مال	۵۲۰	شکل اوس ڈگری کی جو دیجانی چاہئے	۵۱۵
حقوق اون اشخاص کے جو روپیہ واسطے ادا کرنے رہن مقدم کے پیشگی دیتے ہیں	۵۱۵	فعل ملازم سرکار جو اوسکے اختیار بحیثیت ملازم سرکاری سے متجاوز ہو	۵۲۰
رہن	۵۱۵	نالش نیلام کرانے جائداد مرہونہ بعلت رہن مابعد کے	۵۱۵

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۸ نومبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب آنریبل کے پور ترجمہ صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴۴
اسٹامپ کے ...		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

التماس ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۷ دسمبر ۱۸۸۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ آنریبل اسٹیریچی صاحب بہادر و ٹبلیو کے پور صاحب بیرسٹرایٹ لا
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

جلد ۱۱ — نمبر ۴۴	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ

فہرست مضامین

مطبوعہ زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ راے ستیرچی صاحب آو دلیہو کے پدر ترمنابہ شرن لال
و مترجمہ منشی شنو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اٹھ روپے	**فہرست مقدمات**	جلد ۱۱ نمبر ۴۴

اشفاق احمد بنام وزیر علی — ۵۵۷	مریم بی بی بنام سکینہ بی بی — ۵۶۳

فہرست مضامین

استحقاق انفکاک شریک راہن کا بمقابلہ دیگر راہنان کے — ۵۵۷	رہن اجمالی — ۵۵۷
انفکاک رہن کل جائداد کا منجانب یک از راہن کے — ۵۵۷	شرائط ضروری واسطے تکمیل جائز دستاویز منجانب عورت مذکور کے — ۵۶۳
ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ضمیمہ دفعہ ۱۴۸ — ۵۵۷	عورت پردہ نشین — ۵۶۳
رہن — ۵۵۷	میعاد سماعت — ۵۵۷

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

مطبوعہ زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

وارد دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۴ — جلد ۱۱ — قیمت سالانہ ؏ اسٹیشن سے مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات مفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ سے شیریمی ہنا وڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و ترجمہ منشی شیوسہائے مصنف و منشی رگھبردیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۹		قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

درخواست ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبردیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

سنہ ۱۸۹۱ عیسوی

صفحہ انگریزی

ضلع کانپور — اپیل اول احکام نمبر ۶۷ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۴ مئی

سومینا بنام ختیوق سنگھ و یک کس دیگر

اختیار سماعت - اختیار سماعت عدالت ضلع کو ججان ماتحت کا استعمال کرنا - اپیل ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعات ۲۱ و ۲۲ - اختیار عدالت اپیل کا دربارہ ازدیاد کرنے رسپانڈنٹ کے - میعاد سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۵۹ - نابالغ - ولی ایکٹ نابالغان بنگال (ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء) دفعہ ۷ -

الفاظ موقوعہ دفعہ ۲۲ - ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء) برعایت دفعہ قواعد کے جو اس قسم کی کارروائیوں سے جب کہ ضلع جج ان کا تصفیہ کرے - میں قواعد متعلقہ اپیل داخل ہیں - لہذا جو احکام موجب دفعہ مذکور کے جج ماتحت نے کارروائیات متعلقہ ایکٹ نابالغان بنگال (ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء) میں جو اونکے اجلاس میں موجب دفعہ ۲۲ (۲) (ب) ایکٹ سابق الذکر منتقل ہوئے ہوں صادر کئے ہوں وہ ہائیکورٹ میں قابل اپیل ہیں اور نہ عدالت ضلع جج میں اختیار عدالت اپیل پر جو دربارہ کسی شخص کو موجب دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی رسپانڈنٹ کے کردا سنے کا ہے ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) موثر نہیں ہوتا ہے - دربارہ استعمال اپنے اختیارات متعلقہ دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل مجاز ہے کہ کسی ایسے

شخص کو سپانڈنٹ قایم کرے جو مقدمہ ابتدائی مین اوسی طرفکے زمرہ مین تہا کہ جسمین اپیلانٹ تہا سرٹیفکٹ ولایت حکم دفعہ ۔ ایکٹ نابالغان بنگال کا عطا ہوتا تہا اور قربت رشتہ مندی کے بلالحاظ دیگر حالات مقدمہ کے جو فواید نابالغ پر اور لیاقت اوس شخص پر جو ولی مقرر ہو موثر ہون مبنی ہونا چاہئے ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین ۔

موتی لال نہر دینجانب اپیلانٹ   مادہو پرساد بنجانب سپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل اول بنا راضی حکم کے ہے جو دیسے مقدمہ سے ظہور پذیر ہوئے جسکا اغاز حسب ایکٹ نابالغان (ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء) کے بہ نسبت ولایت ذات و جایداد ایک نابالغ لڑکی مسماۃ بختاوری دختر مسمی سردار سنگہ متوفی کے ہوا تہا ۔ اغاز کارروائی کا ساتہ ایک درخواست مدخلہ خلق سنگہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۷۹ء کے ہوا تہا جسمین یہہ استدعا تہی کہ وہ حافظ ذات و جایداد نابالغ کا مقرر کیا جاوے درخواست مذکور کے نسبت ایک شخص مسمی بچا سنگہ نے اعتراض کیا تہا جس نے دعوے سرٹیفکیٹ ولایت کا بترجیح خلق سنگہ سایل کے کیا تہا اور چونکہ اوسکا اعتراض منظور ہوا تہا لہذا ۲ جنوری ۱۸۸۰ء کو جج ماتحت کانپور نے جنکے اجلاس مین معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حسب دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۶ ۱۸۷۱ء) کے منتقل ہوا تہا سرٹیفکٹ نامبردہ کو عطا کیا ۔

بنا راضی حکم جج ماتحت کے عدالت ہذا مین خلق سنگہ کیطرف سے (مقدمہ نمبر ۱۸۸۰ء) اپیل دایر تہا اور وہ بغرض سماعت میرے روبرو با جلاس جلسہ جج واحد کے پیش ہوا تہا اور مینے ۲۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو منفیصل کیا تہا ۔ بموجب اون وجوہ کے جو مینے اپنی فیصلہ تاریخ مذکورہ مین بیان کی تہین مینے اپیل ڈگری کیا تہا اور منسوخی حکم جج ماتحت مورخہ ۲ جنوری ۱۸۸۰ء کے مقدمہ اونکی عدالت مین واسطے تجویز سرنو کے واپس بہیجا تہا ۔ اوس موقع پر مینے منجملہ دیگر امور کے یہہ تجویز کی تہی کہ جج ماتحت نے قربت فریقین مین جو نابالغ سے متعلق ہے غلط فہمی کی ہے اور درباره عطاے سرٹیفکٹ بنام بچا سنگہ کے مشار الیہ نے قاعدہ خاص مندرجہ دفعہ ۲۷ ۔ ایکٹ مذکور پر لحاظ نہین کیا جسمین بجز عورت کے کسی اور شخص کی تقرری بطور ولی ذات عورت کے ممنوع ہے ۔

جب مقدمہ جج ماتحت کی عدالت مین اسطور پر واپس بہیجا گیا تو دو عورتین عذر دار بخواہش شرکت مقدمہ بحیثیت عذرداران درخواست بچا سنگہ اور بطور دعویداران سرٹیفکٹ ولایت اوس لڑکی نابالغ مسماۃ بختاوری کے موقع عدالت مین حاضر ہوئین ۔ منجملہ ان عذرداران دعویداران ایک

مسماۃ بہتیا ہمشیرہ خلق سنگہ اور دوسری مسماۃ سوہنا تہی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون مقدمہ مین فریق بنائی گئین تہین - جیسا کہ مسٹر موتی لال نے بجانب اپیلانٹ کے اوسکو بیان کیا ہے بحیثیت جزو اوس وقت کے زمرہ فریقین کا اسطرح پر ظاہر ہوتا ہی کہ اصل سایل خلق سنگہ بطور مدعی کے ہے اور اصل عذردار کا بچا سنگہ بطور فریق ثانی معہ مسماۃ بہتیا اور مسماۃ سوہنا کے - چونکہ زمرہ فریقین کا اسطرح پر قایم تہا ڈویژنل جج ماتحت نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۰ع کے سرٹیفکیٹ ولایت کا مسماۃ بہتیا کو عطا کیا اور خلق سنگہ سایل اور نیز بچا سنگہ و مسماۃ سوہنا عذرداران کے دعاوی کو نامنظور کیا - بناراضی اسی حکم کے یہہ بات ہے کہ صرف مسماۃ سوہنا نے یہہ اپیل ۶ نومبر ۱۸۸۰ع کو دایر کیا ہے اور اوسنے اپیل مین صرف خلق سنگہ کو فریق رسپانڈنٹ کیا ہے - لیکن ۹ فروری ۱۸۸۱ع کو مسماۃ مذکورہ نے عدالت ہذا سے یہہ درخواست کی کہ نام مسماۃ بہتیا کا بطور فریق رسپانڈنٹ اپیل مین کے بڑہایا جاوے اور بعد جاری ہونے اطلاعنامے کے عدالت ہذا نے یہہ حکم دیا کہ نام مسماۃ بہتیا کا بطور فریق رسپانڈنٹ مقدمہ کے برعایت ایسے عذرات کے جو مسماۃ مذکورہ کو نسبت میعاد سماعت کے بروقت پیشی اپیل بغرض تصفیہ کے پیش کرنیکی صلاح دیجاوے قایم کیا جاوے -

جب مقدمہ اسطرح پر بغرض سماعت کے پیش ہوا تو مسٹر مادہو پرشاد نے جو مسماۃ بہتیا کیطرف سے حاضر ہوے ہین تین عذرات ابتدائی اس مضمون سے پیش کئے کہ جہانتک مسماۃ بہتیا کو تعلق ہے اپیل قابل پذیرائی نہین ہے - منجملہ ان عذرات کے اول عذر یہہ ہے کہ چونکہ مقدمہ جج ماتحت کے اجلاس مین منتقل ہوا یا تہا اور اونہون نے اوسکو فیصل کیا تہا تو یہہ اپیل بناراضی اونکے فیصلہ کے صرف بموجب دفعہ ۴۷ ایکٹ نابالغان (ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ع) کے ہو سکتا ہے اور اسلئے ضلع جج کے حضور مین ہو سکتا ہے اور نہ حسب منشاء دفعہ مذکور کے عدالت ہذا مین - دوسرا عذر یہہ ہے کہ فیصلہ جواب زیر اپیل ہے وہ مورخہ ۸ اگست ۱۸۸۰ع ہے اور اپیل صرف بمقابل خلق سنگہ کے ۶ نومبر ۱۸۸۰ع کو دایر ہوا تہا اور درخواست اپیلانٹ مورخہ ۹ فروری ۱۸۸۱ع مشعر استدعا ازدیاد نام مسماۃ بہتیا بزمرہ فریق رسپانڈنٹ اپیل ہذا کے خارج المیعاد ہے لہذا حکم عدالت ہذا مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۱ع صادر نہین ہو سکتا تہا اور اوسپر اس نوبت مین اعتراض ہو سکتا ہے - تیسرا عذر یہہ ہے کہ چونکہ بعد واپسی مقدمہ کے عدالت ماتحت نے مسماۃ سوہنا اپیلانٹ حال اور مسماۃ بہتیا دونون کو ایک ہی جانب کے زمرہ مین بطور عذرداران درخواست خلق سنگہ کے قایم کیا تہا لہذا وہ اپیل مین بزمرہ مخالف ایک دوسرے کے مقابل نہ

قایم نہین ہو سکتی ہین۔

ان کل امور پر مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹ کے حجت کی ہے اور قبل لحاظ کرنے اوپر روداد مقدمہ کے مین اونکو فیصل کرنا چاہتا ہون۔

بہ نسبت امر اول کے میری یہہ راے ہے کہ جج ماتحت کے اجلاس مین مقدمہ کے منتقل ہو جانیکا یہہ اثر ہوا کہ اونکو بہی اختیار سماعت حاصل ہو گیا جو ضلع جج کو حاصل تہا جنکے عدالت مین درخواست سرٹیفکیٹ کی ابتداً داخل ہوی تہی۔ مضامین دفعہ ۴ ۔ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کی مثل دیگر بعض اجزاے ایکٹ مذکور کے بالتخصیص صاف نہین ہین لیکن جو تعبیر مین اونکی نسبت قایم کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ خود اونکا مقصود اس امر کا نہین ہے کہ کوئی قواعد بہ نسبت اون عدالتون کے قرار پاوین جو اپیل ہاے متعلقہ دفعہ مذکور کی سماعت کرینگی بلکہ یہہ امر اوپر دیگر احکام قانون متعلقہ ضابطہ اختیار در بارہ سماعت اپیل ہاے کے چہوڑ دیا گیا ہے۔ اسمقدمہ مین ایسا حکم قانون کا ایکٹ عدالتہاے دیوانی یعنے ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء مین دستیاب ہوتا ہے اور دفعہ ۴ ۔ ایکٹ مذکور مین بعد تذکرہ دفعہ ماسبق کے (جسمین ضمن (ب) متعلق انتقال کارروائی محکومہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء داخل ہے) یہان تک قرار پایا ہے کہ ایسی کارروائی کا فیصلہ عدالت ماتحت سے برعایت اون قواعد کے جو متعلق ایسی ہی کارروایات کے ہین جبکہ اونکا فیصلہ ضلع جج کرے ہوگا۔ میری یہہ راے ہے کہ جس عبارت کی مینے نقل کی ہے اور جسپر خط دیا گیا ہے اوسمین قواعد اپیل کے داخل ہین چونکہ اپیل بنا راضی فیصلہ جج ضلع کے عدالت ہذا مین ہوگا لہذا اپیل بنا راضی حکم جج ماتحت کے بہی جبکہ کارروائی محکومہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء اونکے اجلاس مین منتقل ہو آوے عدالت ہذا مین ہوگا اور نہ عدالت ضلع جج مین۔ اس راے مین میری تائید اس مدلل واقعہ سے ہوتی ہے کہ شرط متعلقہ ضمن اول دفعہ ۲۱ ایکٹ عدالت ہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء) مین واضعان قوانین نے بالخصوص یہہ ضابطہ معین کیا ہے کہ بنا راضی حکم منصف کے جبکہ ایسی کارروائی اونکے اجلاس مین منتقل ہو جاوین اپیل ضلع جج کے حضور مین ہوا کرینگے پہر تابع اپیل بعدالت ہذا کے۔ لہذا واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہ رہا ہوگا کہ جو کارروایات جج ماتحت کے اجلاس مین منتقل ہو جاوین وہ واسطے اغراض اپیل کے اوسی بنیاد پر قایم ہونگے کہ جس بنیاد پر منصف کے کارروایات قایم ہین۔ اور نہ مین یہہ تجویز کر سکتا ہون کہ اگر اپیل ضلع جج کے حضور مین ہو سکتا ہے

تو واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہ تہا کہ تجویزیں جیسے کہ احکام اپیل نہ پر صادر ہون وہ قطعی اور اپیل عدالت ہذا سے مبرا ہونگے - لہذا یہہ اپیل صحیح طور پر عدالت ہذا مین دایر ہوا ہے -

بلحاظ بحث امر دوم کے جو متعلق بحث میعاد سماعت ہے مستدعا و پرشاد فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد و رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۸) پر استدلال کرتے ہین جسمین آنریبل صاحب چیف جسٹس و سپنکی صاحب جسٹس نے دربارہ تعبیر دفعہ ۵۰۴ جسکے ساتہ دفعہ ۵۸۲ پر مبنی جاننے (مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) بروقت تجویز اس امر کے کہ عدالت اپیل مجاز ہے کہ اپیل مین رسپانڈنٹ زیادہ کرے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ عدالت اسکی نہ صادر کرے ڈگری اوپر اوس رسپانڈنٹ کے جو اسطرح پر لایا جاتا ہے نہین ہے بشرطیکہ حال بلحاظ تاریخ ایزادگی رسپانڈنٹ مذکور کے حسب دفعہ ۴ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے خارج المیعاد ہے - ذیعلم وکیل اوپر فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ دی کارپوریشن اف دی ٹاؤن کلکتہ بنام اینڈرسن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۵) کے بہی استدلال کرتے ہین جسمین منجملہ دیگر امور کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ یہہ امر کہ آیا مدعی نے اطلاعنامہ کی تعمیل ہونیکے بعد بہی اس امر پر لحاظ نہین کیا کہ جو شخص عدالت ماتحت مین مدعا علیہ تہا وہ اپیل مین رسپانڈنٹ نہین کیا گیا تہا اس امر کے کہ مدعی نے جو درخواست اوس مدعا علیہ کے رسپانڈنٹ کرنیکے لئے بعد انقضاے میعاد سماعت کے گذرانی تہی وہ اسکا نا موقع اولین پہ نہین گذری تہی حسب دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کے وجہ کافی اسکی نہین ہے کہ پیروی اپیل کی اندر میعاد معینہ نہین ہو سکی - بجواب دیگر مسٹر موتی لال یہہ بحث کرتے ہین کہ مقدمہ حال پر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حاوی نہین ہے بلکہ دفعہ ۵۵۹ حاوی ہے جو دفعہ ۳۲ سے بلا تعلق ہے اور فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۸) متعلق نہین ہے کیونکہ احکام دفعہ ۵۵۹ کی اوس مین تجویز نہین ہوئی ہے - ذیعلم وکیل یہہ بہی بحث کرتے ہین کہ از روے احکام دفعہ ۵۵۹ عدالت پر ایک فرض قایم ہوا ہے یا اختیار عطا ہوا ہے لہذا جو عمل دفعہ مذکور کی روسے ہو وہ اثر میعاد سے مبرا ہے جسکا مقصود ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) مین ہے اور اسلئے حکم عدالت ہذا مصدرہ ۵ مارچ ۱۸۸۹ع مشعر ازدیاد نام مسماۃ مبتیا بطور فریق رسپانڈنٹ اپیل کے گو بعد انقضاے میعاد سماعت کے صادر ہوا تہا خلاف اختیار نہین ہے کیونکہ ایسا عمل ہے جو عدالت اپنی مرضی سے بلا لحاظ درخواست سایل کے عمل مین لا سکتی تہی - علاوہ برین ذیعلم وکیل بحوالہ سند

کبہی اوسکے استعمال کی ضرورت اوسوقت تک ثابت ہو کہ جب تک مقدمہ زیر تجویز ہے اونکا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ دوسری راے کے قایم کرنیسے نتایج دقیق پیدا ہو نگے۔ اسمقدمہ مین یہہ ایما ہوا تہا کہ اگرچہ عدالت اپنی مرضی سے ہر وقت عمل کر سکتی ہی لیکن بر طبق درخواست کسی شخص کے عدالت ایسا عمل نہین کر سکتی ہے بشرطیکہ استحقاق شخص مذکور دربارہ دعویداری دادرسی کے تاریخ المیعاد ہوگیا ہو۔ مین خیال کرتا ہون کہ ایسا نہین ہے۔ مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کسی شخص کے درخواست کرنیکا واقعہ عام اس سے کہ اندر میعاد ہو یا بیرون میعاد ہو عدالت کے اوس اختیار کو کیونکر اوٹہا سکتا ہے جو دربارہ عمل کرنیکے بر طبق یا بلا درخواست کے حاصل ہے۔

اس راے قانونی کو فاضل صاحب چیف جسٹس نے قبول کیا تہا اور مین بہی قبول کرتا ہون کہ اگرچہ مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ وجوہ جہانتک وہ اوس اصول سے متعلق ہین خلاف فیصلجات دویزن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۷) وگیا پرشاد بنام سکری پرشاد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۳) وجمنا بنام ابراہیم کے ہین۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ میرا حکم صادرہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ء بدین حکم کہ مسماۃ بہتیا فریق رسپانڈنٹ اس اپیل مین کیجاوے تابع کسی اعتراض بربنا قواعد میعاد سماعت کے نہین ہے اوراس لیئے مین عذر ابتداے کو جو اسبارہ مین ہے نامنظور کرتا ہون۔

اب مین اعتراض سوم ابتداے پر جو مسٹر مادہو پرشاد نے خلاف اپیل کے کیا ہے آتا ہون۔ ذیعلم وکیل ہا استدلال اوپر فیصلہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب وٹرل صاحب بمقدمہ اتمارام بنام مالکشن (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۶۴) کے یہہ بحث کرتے ہین کہ جس حیثیت سے زمرہ فریقین مقدمہ کا عدالت ماتحت مین قایم تہا اوسمین مسماۃ سوہنا اپیلانٹ اور مسماۃ بہتیا دونون بزمرہ فریق ثانی درخواست خلق سنگہ کے قایم تہین لہذا بطور امر ضابطہ کے مسماۃ سوہنا اپیلانٹ اور مسماۃ بہتیا رسپانڈنٹ بزمرہ مخالف اس اپیل مین قایم نہین ہو سکتی ہین۔ جہانتک اس امر کو تعلق ہے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ فیصلہ میرے ذیعلم بہائیون کا موافق اون نتایج کے نہین ہے جو عدالت ہذا کے دوسرے ڈویزن بنچ نے مقدمہ مذکورہ بالا یعنی مقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد رام (انڈین لارپورٹ

سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۸ مین اخذ کیے تھے جسمین اختیار عدالت دربارہ تبدیل جانب اپیل بزمرہ مخالف میر گا تسلیم ہوا ہے گو فیصلہ مذکورہ مین دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی پیہ لحاظ نہین ہوا تھا۔

اثنا کی ایسی کیفیت پر مین خیال کرتا ہون کہ مجھے خود اپنے نتایج نسبت بحث قانونی کے اخذ کرنا چاہیے۔ مین بہ نسبت بحث میعاد سماعت کے اسلیئے کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ میرے نسبت اس امر کا تجویز کرنا نہ سمجھا جاوے کہ دفعہ ۵ یا دفعہ ۴ – ایکٹ میعاد سماعت کو کوئی تعلق ایسے مقدمہ سے ہے جیسا کہ یہہ ہے – در اصل مدار معاملہ کا نوعی اور تمامتر اوس تعبیر پر ہے جو ایک خاص حکم قانون یعنی دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی نسبت قایم کیجاوے۔ دربارہ تعبیر دفعہ مذکورہ اور نیز دیگر دفعات کے تعبیر کے بارہ مین جبکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین عبارت عام مستعمل ہوئی ہو مین برابر اس رائے پر قایم رہا ہون کہ جب الفاظ قانون کے بہت صاف ہون اور شرایط سے خارج ہون تو انکو کسی ایسے شرایط کا تابع نکرنا چاہیے جنکا ظاہر کرنا خود واضعان قوانین نے مناسب نہین سمجھا ہے – دفعہ ۵۵۹ مجموعہ مین کوئی ایسی شرط نہین ہے جس سے عدالت اپیل کا کسی فریق مقدمہ کو فریق اپیل بطور رسپانڈنٹ کے کرنا خلاف قانون ہو جاوے۔ اگر کوئی شرط ہے تو مشتمل اس امر پر ہے کہ استعمال اختیار فریق مقدمہ کو اپیلانٹ قایم کرنیکے بارہ مین استعمال کیا جاوے جسکی تمیز رسپانڈنٹ سے ہوتی ہے۔ ایک وجہ مشابہہ ایسی شرط کے فقرہ دوم دفعہ ۳ مجموعہ مذکورہ مین پائی جاتی ہے جسمین یہہ قرار پایا ہے کہ کوئی شخص بلا اوسکے رضامندی کے بطور مدعی شامل نکیا جاویگا۔

یہان یہہ صورت نہین ہے کہ کوئی شخص فریق اپیلانٹ قایم کیا جاوے بلکہ صرف ایسی صورت ہے جسمین مسماۃ سبتیا فریق رسپانڈنٹ قایم کی گئی ہے اور مین تجویز کرتا ہون کہ اوس دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے حکم صادر کرنیکا اختیار کافی مناسب طور پر دیا گیا ہے جسکے رو سے مسماۃ سبتیا اس اپیل مین فریق رسپانڈنٹ قایم کی گئی ہے کہ جسمین اوسکا حق مخالف حقوق اپیلانٹ کے ہے۔

نتیجہ ان امور کا یہہ ہے کہ یہہ کل تینون عذرات ابتدائی جو اس اپیل مین مشار دہوپرد نے منجانب مسماۃ سبتیا رسپانڈنٹ کے پیش کیے ہین ساقط ہوتے ہین اور مجھے اب روداد

مقدمہ کی تجویز کرنا باقی ہے۔

بہ نسبت روداد کے میری یہہ راے ہے کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت نے واقعات اور حالات مقدمہ پر غور کامل نہین کیا ہے اور اپنا فیصلہ بہ نسبت حقوق مسماۃ بحیثیت ریسپانڈنٹ عدالت ہذا کو اوپر واقعہ اوسکی قرابت کے جو مسماۃ بختاوری نابالغ کے ساتھہ اوسکو حاصل ہے محدود کیا ہے۔ مین یہہ نہین کہتا ہون کہ قرابت رشتہ مندی کا واقعہ ایسا واقعہ نہین ہے جو واسطے اغراض تجویز امور نزاعی کے قابل لحاظ ہو اور نہ اس سے زیادہ مین یہہ کہتا ہون کہ قواعد دہرم شاستر کی جن سے رشتہ مندی فریقین کی بہ نسبت حقوق جایداد کے ظاہر ہوتی ہے معرض غور مین نہ لانا چاہئے۔ لیکن مین خیال کرتا ہون کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت نے تصفیہ معاملہ کا تمامتر بلحاظ اوس کرسی نامہ کے جو اونکے فیصلہ مین شامل ہے اور تمامتر بلحاظ قربت رشتہ مندی کے کیا ہے اور مشار الیہ نے کسی ایسے امر کو جو نسبت اوس لیاقت کے ہے جسکا خیال از روے دفعہ ۷ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے ہونا چاہئے تجویز نہین کیا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ایکٹ مذکور ایسی مکمل نہین ہے کہ اوس سے مصلحت واضعان قوانین کی دربارہ مرتب کرنے ایکٹ مذکور کے ظاہر ہو تاہم اوسمین اس امر کے ظاہر کرنیکے لئے مضمون کافی شامل ہے کہ عطا ہونا سرٹیفکیٹ ولایت کا محض امور رشتہ مندی پر مبنی ہونا چاہئے اور عدالت کو ہر مقدمہ مین اوسکے حالات پر غور کرنا چاہئے اور قواعد نابالغ کو بہ نسبت تقرری ولی اور اجراے سرٹیفکیٹ ہاے متعلقہ ایکٹ مذکور کے ملحوظ رکھنا چاہئے اس سے بالضرور یہہ نتیجہ نہین نکالا جاسکتا ہے کہ نابالغ کیواسطے بہت قریبی رشتہ مند بہترین ولی ہوگا لہذا بوجہ قریب رشتہ مندی کے کوئی شخص فی الواقعہ مستحق حاصل کرنے سرٹیفکیٹ محکومہ ایکٹ مذکور کا نہوگا۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ راے کل ایکٹ سے ظاہر ہے لیکن عدالت ماتحت نے مقدمہ پر اس نظر سے مطلق خیال نہین کیا ہے۔ عدالت موصوف نے میرے فیصلہ کے نسبت جسکی رو سے مقدمہ اول مرتبہ واپس کیا گیا تھا اوسکی نسبت ایسی مراد کی تعبیر قایم کرنے مین غلطی کی ہے کہ مینے یہہ قاعدہ قرار دیا تھا کہ واسطے تعمیل اقتضایات قانون کے قربت رشتہ مندی کی کافی ہے

اسمقدمہ مین علاوہ اوس دقت کے جو مین بیان کرچکا ہون ایک اور دقت اوس بحث سے پیدا ہوتی ہے جو مسٹر موتی لال نے بجانب اپیلانٹ کے کی ہے۔ وہ دقت یہہ ہے کہ ذیعلم جج عدالت

ماتحت نے اون دو عذرون کو مخلوط کردیا ہے جو اونکو قانوناً انصرام کرنا نہین ایک نسبت تقرری ولی ذات نابالغ برعایت دفعہ ۹ ایکٹ مذکور جسکے ساتھ دفعہ ۷ پڑہنی چاہیے اور دوسرا عذر متعلق تقرری ایسے شخص کے جو انتظام اوس جایداد کا کرسکے جسکی مالک نابالغہ ہے۔ عدالت ماتحت نے مقدمہ کی ان دونون صورتون کو پیش نظر نہین رکہا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ مسمّٰی موتی لال بالکل اپنے استحقاق مین ہین جب وہ یہہ حجت کرتے ہین کہ مسماۃ سوہنا امکانا بہترین ولی ولی ذات اور جایداد دونکا اوسکی نابالغہ کے ہوسکتی ہے۔

لہذا مجہے افسوس ہے کہ مجہے بپہر ضرورت معلوم ہوئی ہے کہ منسوخی حکم عدالت ماتحت کے مقدمہ واپس کرون اور عدالت ماتحت سے یہہ درخواست کرون کہ جو امور بلحاظ اون تحریرات کے جو فریقین کی ہین پیدا ہوئے ہین اونکو طے کرین۔

مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

منفصلہ ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء متفرقہ نمبر ۲۹ ۱۹۰۹ء دیوانی

رمضان بنام گریڈ

ضامن کی ذمہ داری۔ مدیون ڈگری کا بغرض استقرار النسالونٹ کے درخواست کرنا۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۳۶ و ۳۴۴۔

جو شخص اقرارنامہ بدین اقرار تحریر کرتا ہے کہ جسوقت حکم دیگی وہ مدیون ڈگری کو حاضر کریگا اور ضامن بموجب دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدیون ڈگری کا اسلئے ہوتا ہے کہ وہ درخواست واسطے استقرار النسالونٹ کے کریگا وہ ذمہ داری از روے اقرارنامہ مذکور کے اوسیوقت بری ہوجاتا ہے کہ جب مدیون ڈگری اپنی درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ واسطے استقرار النسالونٹ کے داخل کرتا ہے۔ کیلاس چندر شاہا بنام کرستو فرنیڈی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۱) منظور ہوا۔

یہہ استصواب ہائی کورٹ سے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب جج ماتحت دیوانی کے تہا۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے۔

بموجب احکام دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مین اقرار نامہ الف بی سیکلاثہ متعلقہ دفعہ ۳۳۶ کو مسئلہ واسطے صدور حکم بالعزاز ارسال کرتا ہون

مختصراً مسٹر گریرڈ اجرائے ڈگری مین گرفتار ہوا تہا اور مسٹر الیف بی سیکلاتہہ نے اقرار نامہ لکہدیا تہا۔ مسٹر گریرڈ نے اپنی درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کی تہی لیکن درخواست مذکور نامنظور ہوئی تہی کیونکہ تاریخ معینہ سماعت پر وہ حاضر نہین ہوا تہا۔ ایک درخواست سابق بلحاظ ورود کے ضلع جج راول پنڈی نے منظور کی تہی۔ بعد درخواست مسٹر گریرڈ کے الیف بی سیکلاتہہ نے ایک درخواست اس مضمون سے دی تہی کہ وہ اب اپنی ذمہ داری کو سمجہتا ہے کہ ختم ہوگئی لیکن اگر یہہ صورت نہو تو اس تحریر کے روسے وہ اپنی ضمانت کو تہا تک اوس سے ذمہ داری آئندہ متعلق ہو فسخ کرتا ہے۔ لہذا اوسکو حکم ہوا تہا کہ مسٹر گریرڈ کو حاضر کرے۔ ۲۳ ستمبر کو یہہ حکم ہوا تہا اور ۸ نومبر تک یعنی تاریخ سماعت حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تک نامبردہ نے حاضر نہین کیا۔

سوال یہہ ہے کہ آیا الیف بی سیکلاتہہ اپنے اقرار نامہ سے جب مسٹر گریرڈ نے درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کر دی رہا ہو گیا یا نہین۔

میری رائے ہے کہ وہ بری نہین ہوا۔ اقرار نامہ اگرچہ لکہا ہوا مسٹر طول کا ہے جو بہت عرصہ سے کیس مین حسب نمونہ مندرجہ صفحہ ۴۴۶ کتاب مسٹر کلر کے نہین لکہا گیا ہے اور جسوقت وہ پیش ہوا تہا اوسوقت اس امر پر میری توجہ نہین ہوئی تہی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی مضامین ضروری یکسان ہین جو یہہ ہین اول مین مسٹر گریرڈ درخواست کریگا وغیرہ وغیرہ دوم اور جب طلب ہوگا تو وہ حاضر ہوگا۔ اس اخیر مضمون سے مین یہہ سمجہتا ہون کہ تا فیصلہ مقدمہ انفصال کے۔ یہہ دونون شرطین دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین پائی جاتی ہین۔ لیکن مسٹر طول نے مجہے مقدمہ کیلاش چندر شاہا بنام کرسٹو فرینڈ سے واقع انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۱ پر متوجہ کیا ہے جو برخلاف معلوم ہوتا ہے لیکن وجوہ اوس فیصلہ کی مقدمہ کی رپورٹ سے ظاہر نہین ہوتی ہین۔ ممکن ہے کہ وہ مضامین اقرار نامہ پر مبنی ہو

پس مین اس امر کے دریافت کرنیکا حکم حاصل کرتا ہون کہ آیا اوس فیصلہ کی تقلید کرنا چاہیے اور اگر مجہے تقلید کرنا چاہیے تو مجہے اوسوقت کونسا ضابطہ اسلئے اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ داخل کرے تو اوسکی حاضری مابعد تا رہائی یا عدم رہائی کی صورت مین حاصل ہو سکے۔

ریچ صاحب چیف جسٹس و ٹمل صاحب جسٹس۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ کیلاش چندر شاہا بنام کرسٹو فرینڈ سی دا انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۱ کا صحیح فیصلہ ہوا ہے اور متعلق ہے اور ضامن بری ہوگیا ہے مسل واپس بہیجی جاوے گی۔

صفحہ ۵ انگریزی

ضلع مرادآباد اپیل اول نمبر ۱۶۷ ۱۸۸۶ع منفصلہ ۳ جولائی ۱۸۸۹ع

نوبت سنگہ وغیرہم بنام اندر سنگہ وغیرہ

میعاد سماعت — نالش بنام راہن واسطے والاپانے زر بحسب ازروی رہننامہ رجسٹری شدہ کے — ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع ایکٹ میعاد سماعت ضمیمہ ۲ مد ۱۳۲ و ۱۱۶ —

نالش بنام راہن واسطے والاپانے زر بحساب ازروی رہننامہ رجسٹری شدہ خلاف ہمراہ ... مذکور کے ایسی نالش نہین ہے جس سے میعاد سماعت معینہ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع ضمیمہ ۲ مد ۱۱۳) واسطے تعمیل مخصوص معاہدہ کے متعلق ہو میعاد سماعت جو اس نالش سے متعلق ہوتی ہے وہ وہ میعاد سماعت ہے جو ازروی مد ۱۱۶ ایکٹ مذکور کے متعلق ہوتی ہے واسطے خلاف ورزی معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ کے) اور جسوقت سے میعاد سماعت بمقابلہ راہن کے شروع ہونی چاہیے وہ وقت بحالت ہونے کسی خاص شرط کے ... تاریخ تحریر رہننامہ کی ہے (گوری شنکر بنام سرجو انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۷۶ حسین علیخان بنام حافظ علیخان انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۶۰۰ ونو کمار ... بنام ... ملک انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۴۹ و درتہا نگاپلی بنام تہچاپلی انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۰۰ و بنیش کرشن بنام ... انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۷۶ بحوالہ ہوئے)

واقعات مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین —

کانلن و سکہہ نندن لال منجانب اپیلانٹ امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — اس مقدمہ کے واقعات اور نیز شہادت جسپر اونکی تجویز کا مدار ہے بہت سادہ ہین —

اندر سنگہ اور بسنت سنگہ مدعیان نے ایک رہننامہ مورخہ ... اپریل ۱۸۸۲ع کو بنام نوبت سنگہ وغیرہم مدعا علیہم اپیلانٹان عدالت ہذا کے لکہدیا تہا حسب شرائط دستاویز مذکور کے تعداد زر رہن پیشگی دادہ شدہ مبلغ ... تہی اور بہ نسبت اوس رقم کے رہننامہ مین یہہ ذکر ہوا تہا کہ زر مذکور مرتہنان سے راہنان کو وصول ہو چکا ہے — جسوقت دستاویز مذکور بغرض رجسٹری کے رجسٹرار کے روبرو پیش ہوا تہا اندر سنگہ اور بسنت سنگہ نے کہ وہ دونون رجسٹرار کے روبرو حاضر ہوے تہے ایک بیان اس مضمون سے کیا کہ ہمنے دستاویز مذکور لکہا ہے اور دستاویز

مذکور ہمکو ملنا چاہئے کیونکہ بروقت حوالگی دستاویز کے مرتہنان سے ہمکو روپیہ ملیگا۔ یہہ بیان رجسٹرار سے کیا گیا تہا اور جو عبارت ظہری رجسٹرار نے دستاویز پر ثبت کی ہے اوسمین وہ بیان شامل ہے۔

پہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ چند نزاعات کے جو فیمابین فریقین پیدا ہوئے تہے مدعا علیہم حال یعنی مرتہنان نے ایک نالش بنام مدعیان حال واسطے دلاپانے دخل اوپر جایداد مرہونہ کے اس بیان سے دایر کی تہی کہ راہنان نے بیجا طور پر ہمکو بیدخل کیا ہے ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یہہ نالش دایر ہوئی تہی اور اوسکا جواب در اصل اُس عذر کے ساتہہ ہوا تہا کہ بطور امر واقعہ کے مرتہنان مدعیان نے مبلغ لعمہ ہزار جسکے عیوض مین بیناما لکہا گیا تہا کبہی ادا نہین کیا اور اسلئے وہ مستحق نالش دخلیابی کے نہین ہین اور اور عذرات بہی کئے گئے تہے جنپر اسموقع پر لحاظ کرنیکی ضرورت نہین ہے۔

بروقت تجویز اس مقدمہ کے جو جج ماتحت مراداباد نے کی تہی حاکم موصوف نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۶ء مین نالش دخل کی ڈگری کی تہی اور اپنے فیصلہ کے دوران مین مشارالیہ نے یہہ راے ظاہر کی ہے کہ عذر راہنان کا دربارہ کلیتاً ادا ہونے زر رہن کے بے بنیاد ہے اور مرتہنان نے جو روپیہ کہ رو برو مدعیان تہے بار رجسٹرار قبل مبلغ صہ ۱۰۹۹ جو زر قرضہ ہاے باقیہ ناموردگان ذمہ راہنان بابت حساب سابق کے تہا ادا کئے ہین۔ بہ نسبت بقایا کے جج ماتحت نے یہہ تحریر کیا۔ بہ نسبت بقایا زر رہن کے کوئی ثبوت کافی ادسکی بابت نہین ہے اور نہ بالفعل اوس امر کی طے کرنیکی ضرورت ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون عام اثر جج ماتحت کی ڈگری کا یہہ تہا کہ نالش دخلیابی مدعیان کی بحق مرتہنان صادر کی تہی۔ لیکن اگرچہ ڈگری مذکور بحق اونکے تہی تاہم معلوم ہوتا ہے کہ ناموردگان جج ماتحت کے اوسقدر تجویز سے ناراض ہوے تہے کہ جسکے رو سے رنگت اس راے کی ظاہر ہوئی تہی کہ صرف مبلغ صہ ۱۰۹۹ اونہون نے ادا کئے ہین اور بقیہ کا ادا ہونا ثابت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اُس تجویز کے ناموردگان نے عدالت ہذا مین ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کو اپیل دایر کیا تہا۔ اپیل مذکور بغرض سماعت رو برو جناب چیف جسٹس و ڈیوہاسٹ صاحب جسٹس کے ۱۲ دسمبر ۱۸۸۶ء کو پیش ہوا تہا اور اون ذیعلم ججون نے ایک فیصلہ مقدمہ مین صادر کیا تہا جسکی لفظ بلفظ نقل ہوئی چاہئے

کیونکہ وہ مختصر ہے ۔ جو کچھہ تجویز ہوئی تہی وہ کل یہہ ہے کہ مدعی مستحق ڈگری کا ہے کیونکہ وہ مستحق دخل بقالت کا ہے اور یہہ امر کہ آیا کل زر معاوضہ تمسک ادا ہوا ہے یا نہین ایک امر صریحا زیر تنقیح مابین فریقین کے نہین ہے لہذا اس مقدمہ مین اوسکی نسبت کچھہ تجویز نہین ہوئی ہے ۔

اسی بنیاد پر عدالت ہذا نے اپیل جو اوسکے روبرو تہا ڈسمس کیا تہا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تا انقضائے عرصہ تین سال کے فیصلہ ہائیکورٹ سے معاملات اسطرح پر رہے کہ جب ۳ ار دسمبر ۱۸۷۸ء کو یہہ نالش راہنان مدعیان نے دایر کی تہی غرض نالش کی یہہ ہے کہ بقایا زر رہن رہننامہ مورخہ ۳ ار اپریل ۱۸۶۸ء کا دلا دے لیکن بیان مدعیان کا ٹہیک وہی بیان نہین ہے جو اونکی جوابدہی نالش سابق مین تہی ۔ اس نالش مین اونہون نے منجملہ تعداد زر رہن کے مبلغ ... کے وصول ہونیکا اقرار کیا ہے اور اسطرح پر تجویز جج ماتحت کو جو اونکی فیصلہ مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۷۵ء مین تہی قبول کیا ہے اور اونکا دعوی بابت مبلغ ... بقایا اصل زر رہن اور مبلغ ... سود بالائے زر مذکور بطور خسارہ کے یعنی جملہ دعوی مبلغ ... کا ہے ۔

جوابدہی نالش کی اصل دو امور کے بنا پر ہوئی ہے اول یہہ کہ نالش خارج المیعاد ہے اور ثانیاً یہہ کہ بابت معاوضہ رہننامہ مورخہ ۳ ار اپریل ۱۸۶۸ء کے جو روپیہ مدعا علیہم مرتہنان سے مدعیان راہنان کو واجب الادا تہا وہ اونہون نے یعنی مدعا علیہم مرتہنان نے کما حقہ ادا کر دیا ہے لہذا نالش ڈسمس ہونی چاہئے ۔ اب دیکہنا چاہئے کہ منجملہ ان امور کے امر اول کی نسبت یعنی میعاد سماعت کے نسبت معلوم ہوتا ہے کہ ذیلی جج ماتحت کی یہہ رائے قرار پائی ہے کہ جو بنا مخاصمت اس نالش کی قایم رکہنے کی مدعیان کو حاصل ہوئی تہی وہ تاریخ فیصلہ و ڈگری ہائیکورٹ مصدرہ ۲ ار دسمبر ۱۸۷۵ء سے ہے اور نہ کسی دوسری تاریخ سے اور چونکہ نالش ایک روز بین المیعاد داخل ہوئی ہے لہذا خارج المیعاد نہین ہے ۔ فیصلہ عدالت ماتحت مین یہہ رائے صاف طور پر ظاہر نہین کی گئی ہے اور مسٹر کانلن نے منجانب اپیلانٹان کے اوسپر یہہ تعبیر قایم کرنیکی کوشش بدین ایما کی ہے کہ غالباً جج ماتحت نے اون خیالات کو دخل دیا ہے جنکا مقصود دفعہ ۱۶ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) مین ہے جب کہ مشار الیہ نے نالش سابق کے کل جہگڑہ کو شمار میعاد سماعت سے خارج کیا ہے ۔ مسٹر کانلن نے ایک طویل بحث اس امر کی ثابت کرنیکو کی ہے

کہ دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کی اسمقدمہ کے حالات پر جاری نہین ہے اور لہذا غیر متعلق ہے۔ لیکن اس حجت کو ہمنے ایسا سمجھا ہے کہ جسکی تجویز کی ضرورت اس مقدمہ مین نہین ہے کیونکہ اگر یہہ حجت منظور بھی کیجاوے تاہم نالش اندر میعاد ہے۔

مسٹر کالمن کی یہہ بحث ہے جو مد اس مقدمہ پر جاری ہے وہ مد ۱۱۳۔ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کا ہے جسمین واسطے نالشات بابت تعمیل مختص معاہدات کے صرف تین سال کی میعاد معین ہے اور وہ میعاد تاریخ معینہ تعمیل سے یا اگر کوئی ایسی تاریخ مقرر نہو تو اوسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب سے مدعیکو علم ہوا ہو کہ تعمیل سے انکار کیا گیا ہے

ذیعلم کونسل نے یہہ بحث کی ہے کہ اسمقدمہ مین چونکہ رہننامہ ۳ اپریل ۱۸۸۴ء کو لکھا گیا تھا اور خود اوسمین ایک ضروری معاہدہ یہہ شامل تھا کہ رہننامہ بعیوض اوس روپیہ کے لکھا گیا تھا جو مرتہنان راہنان کو پیشگی دینگے تو نالش حال واسطے دلاپانے بقایا از زرہن مذکور کے ایک نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے ہے اور اسلئے خود تاریخ رہننامہ کی وہ تاریخ ہے کہ جس تاریخ کو کل زرہن ادا ہونا چاہئے اور عدم ادای زر مذکور کی بمنزلہ ایسے بنا مخاصمت کے ہے جس سے میعاد سماعت بمقابلہ مدعیان کے شروع ہونا چاہئے۔

مسٹر امیر الدین نے منجانب مدعیان رسپانڈنٹیان کے جواب اس حجت کا اون بحثون کے ساتھہ دیا ہے کہ جنکی نسبت ہم خیال کرتے ہین کہ اونپر طوالت تمام لحاظ کرنا چاہئے کیونکہ ہماری راے مین مد ۱۱۳۔ ایکٹ میعاد سماعت کا نالش پر جاری نہین ہے کیونکہ یہ نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے نہین ہے۔

میری راے مین نوعیت نالش کی حیطہ مد ۶۵ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل ہے کیونکہ یہہ نالش واسطے دلاپانے معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ کے ہے جو کسی امر کے ایک وقت معین پر یا کسی شرط معین کے وقوع پذیر ہونے پر کرنیکی بابت ہوا اور ایسی نالش کیواسطے میعاد سماعت تین سال کی مقرر ہے جسکا شمار اوسوقت سے ہوگا کہ وقت معین آگیا ہو یا شرط وقوع پذیر ہوگئی ہو۔ یہہ میعاد اس مقدمہ سے متعلق ہوتی بشرطیکہ رہننامہ ۳ اپریل ۱۸۸۴ء کا ایک دستاویز بلا رجسٹری شدہ ہوتا لیکن جس دستاویز کی بنا پر مدعیان دعویدار ہین وہ رجسٹری شدہ دستاویز ہے اور اسوجہ سے میری راے مین مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد سماعت کا متعلق ہے کہ جس مد مین واسطے نالشات دلاپانے معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ

تحریری رجسٹری شدہ کے چھہ سال کی میعاد عموماً مقرر ہے جسکا شمار اوسوقت سے ہونا چاہیے کہ جب سے میعاد سماعت اوس نالش کی واسطے شروع ہوتی ہے کہ جو بربناء معاہدہ بشکل بلا رجسٹری شدہ کے دایر کیجاتی ہے۔

معاہدہ رہنامہ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۸۲ع مین یہہ اقرار تہا کہ راہنان کو مرتہنان روپیہ بطور ایسے قرضہ کے پیشگی ادا کرینگے جسکا اطمینان جایداد ارضی پر کیا گیا ہے اور بحالت عدم موجودگی کسی عبارت یا اشارات مخالف کے اقرار مذکور سے یہہ مراد لینا چاہیے کہ روپیہ بروقت تحریر دستاویز کے ادا کیا جاویگا۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو محض مرتہنان کی طرف سے راہنان کو زر رہن کا ادا نہونا جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے بمنزلہ خلاف ورزی معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ کے ہے اور نالش دلا پانے بقایا کی بجز اوس نالش کے اور کچھہ نہین ہے جو واسطے دلا پانے اوس معاوضہ یا خسارہ کے ہوتی ہے جو خلاف ورزی معاہدہ کے باعث سے عاید ہوتا ہے دراصل کوئی فرق مابین اوس نالش کے جو ایسے حالات مین معاوضہ دلا پانیکی ہو اور اوس نالش کے نہین ہے جیسی کہ یہہ ہے جسمین راہن مرتہن سے زر رہن دلا پانیکا دعویدار ہے۔ چونکہ خلاف ورزی معاہدہ یا بحث خسارہ کی ہوتی ہے تو تشخیص اور معیار اون خسارون کا مجموعی طور پر تعداد زر مقصودہ معاہدہ ہے یعنی جس رقم کا ذکر اوس معاہدہ مین بطور اوس رقم کے ہے جو پیشگی دیجاویگی ہو اور دیگر نقصان سکے ہے جسکا عاید ہونا بوجہ خلاف ورزی معاہدہ مذکور کے مدعی ثابت کرسکے اصولاً یہہ راے مطابق فیصلجات مختلف ہائیکورٹون کے ہے (دیکھیے مقدمہ بنو کمار ملہو پادہیا بنام سر و ملک انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۹ و ہتلنگاپلی بنام چہانپور نی پلی انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۷ و گنیش کرشن بنام مادہو راو انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۶ صفحہ ۷۵ و گوری شنکر بنام سرجو انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۷۴ اور حسین علی خان بنام حافظ علی خان انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۶۰۰ اجلاس کامل)

اب امر دوم باقی ہے جو روداد سے متعلق ہے یعنی یہہ کہ ایا جو رقم رہنامہ ۳ اپریل ۱۸۸۲ع مین بطور زر رہن کے درج ہے وہ دراصل بذریعہ مرتہنان سے مدعیان راہنان کو ادا کی ہے یا نہین اس امر کے نسبت ذیعلم جج ماتحت نے اپنی تجویز بعبارت

ذیل ظاہر کی ہے۔

المختصر خود مدعیان کو منجملہ للعہ ہزار زر رہن مذکورہ کے مبلغ للعہ کا وصول ہونا تسلیم ہے اور بعد منہائی رقم مذکورہ کے وہ اس نالش میں دعوی مبلغ مالوعہ بطور بقایا اصل زر رہن مذکورہ کے کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ شہادت موجودہ مسل مقدمہ ہذا سے ثابت ہی کہ مدعاعلیہم نے زر رقوم ذیل بھی ادا کی ہیں یعنی مبلغ ماصہ قبل تحریر رہنامہ بغرض خریداری کاغذ اسٹامپ رہنامہ اور نیز بغرض رجسٹری وغیرہ اور مبلغ ساسہ جو مدعیان نے مدعاعلیہم سے ۴ اپریل ۱۸۷۶ء کو وصول کیے اور کچہری میں جمع کیے اور مبلغ ما حسب لال کو بابت قرضہ ذاتی مدعیان کے ادا کیے۔ ان تینون رقوم کی میزان سمالسہ ہے۔ لہذا جن رقموں کا وصول ہونا تسلیم ہے اور جو رقوم ثابت ہوئے ہیں اونکی تعداد مبلغ سمالسہ ہوتی ہے۔

اس تجویز کی نسبت مدعیان رسپانڈنٹیان نے عدالت ہذا میں اعتراض نہیں کیا ہے اور اوس سے ثابت ہے کہ اس مقدمہ میں اونکا بیان بہ نسبت عدم وصولی زر رہن عدالت ماتحت نے بقدر مبلغ سمالسہ کے غیر صحیح تجویز کیا ہے کہ جسکا ادا ہونا یعنی بذریعہ مدعاعلیہم کے قابل اطمینان عدالت ماتحت کے ثابت ہوا ہے۔ بہ نسبت بقیہ مبلغ مالوعہ دریا زیادہ صحت کے ساتھ (مالوعہ) کے عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اوسکا ادا ہونا منجانب مدعاعلیہم مرتہنان بجانب مدعیان رسپانڈنٹان قابل اطمینان طور پر ثابت نہیں ہوا ہے۔ اصل وجوہ اسبات کے کہ کیون عدالت ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے یہہ بیان ہوے ہیں کہ مدعاعلیہم نے رسید جداگانہ پیش نہیں کی اور یہہ امر کہ چند قرضے ذمگی مدعیان راہنان یافتنی دیگر کو اسیان ادا نہیں ہوئے ہیں۔ عدالت ماتحت نے اپنے نتایج کا خلاصہ بعبارت ذیل تحریر کیا ہے۔

عدالت کی یہہ رائے ہے کہ جب مدعیان نے بعد رجسٹری ہوجانیکے رہنامہ پایا تہا تب مدعاعلیہم نے مدعیان کو یہہ ترغیب دی تہی کہ اگر مدعیان رہنامہ مدعاعلیہم کے حوالہ کردین اور داخل خارج نام کا نسبت جائداد مرہونہ کے بدین اقرار کرا دین کہ کل زر رہن ادا ہوگیا ہے تو ایک رقم معقول زر نقد کی مدعاعلیہم سے منجملہ زر رہن کے ملیگی۔ اس سبب سے مدعیان وہ سب کچہہ کرتے رہے جو مدعاعلیہم اونسے کہتے تہے۔ لیکن آخرکار باہم فریقین نسبت قبضہ و تصرف اراضیات سیر کے نزاع پیدا ہوگئی اور مدعاعلیہم نے مدعیان کو کچہہ

زرِ تعداد انکیا اور نالسات وغیرہ عدالت مین واسطے دخلیابی جایداد مرہونہ کے دایر ہوئی ہین ۔ اون مقدمات کے سلسلہ مین جو بہ نتیجہ اون کل نزاعات کے ہوئی تہی اوسمین یہہ مقدمہ اخیر ہے ۔ مین بلا کسی تامل کے یہہ تجویز کرتا ہون کہ منجملہ مبلغ لعمہ زرِ رہن کے مدعا علیہم نے صرف سمہ ادا کئے ہین ۔ یہہ کسیطور پر ثابت نہین ہے کہ بقیہ مبلغ اعمال مدعا علیہم نے ادا کئے ہین ۔

مسٹر کانکن منجانب مدعا علیہم اپیلانٹان کے یہہ بحث کرتے ہین کہ یہہ نتایج محض قیاسی ہین اور قاعدہ بار ثبوت کے جو ایسے مقدمات سے متعلق ہوتا ہی غلط فہمی پر مبنی ہین ۔ ذیعلم کونسل نے ہماری توجہ ایک فقرہ مندرجہ رسالہ رہن مولفہ میکفرسن صاحب (طبع ہفتم صفحہ ۱۷۴) پر مایل کی ہے جسمین قاعدہ اسطرح پر بیان ہوا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دستاویز تحریری کا لکھنا تسلیم کرتا ہے جسمین یہہ ذکر ہے کہ معاوضہ وصول ہوگیا ہے لیکن اوس ذمہ داری سے برایت بدین عذر چاہتا ہے کہ معاوضہ کامل حسب شرایط معاہدہ کے اوسکو وصول نہین ہوا ہے تو بار ثبوت اوس عدم وصولی کا اوسکے ذمہ ہوتا ہے اور بحالت عدم موجودگی ثبوت مذکور کے شخص مذکور ذمہ دار اوس دستاویز کے شرایط کا قرار پانا چاہئے جسپر اوس نے اپنی دستخط ثبت کئے ہین ۔ دستاویز تحریری شہادت بادی النظری اس امر کی ہے کہ معاوضہ متذکرہ وصول ہوگیا ہے لیکن وہ قطعی نہین ہے اور اس شہادت بادی النظری کی تردید ہوسکتی ہے ۔

اس راے کی تائید متعدد فیصلونسے ہوتی ہے جنکا حوالہ فقرہ مذکور کے یادداشت ذیل مین ہے اور مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ فقرہ مذکور کے رو سے صحیح قاعدہ قانون کا قرار پایا ہے یعنی یہہ وسیع اصول قرار پایا ہے کہ جب کوئی شخص خود اپنے فایدہ کے خلاف اقرار کرتا ہے عام اس سے کہ زبانی ہون یا تذکرات مندرجہ دستاویزات تحریری ہون تو بار وجہ ظاہر کرنے اون اقرارات کا اسلئے کہ جو اثر اون اقرارات کا شہادت مین ہو اوس سے نجات حاصل ہو ذمہ اوسی شخص کے ہے ۔ فی الحقیقت یہہ بخوبی ثابت شدہ قاعدہ قانون کا ہے اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہت سے مقدمون مین اوسکو منظور فرمایا ہے ۔ جہانتک اس قاعدہ کو اقرارات مندرجہ دستاویزات سے تعلق ہے اوسکو بمقابلہ انگلستان کے ہندوستان مین بہت کم قوت ہے کیونکہ اس ملک مین کیسے

اقرارات قابل تردید ہوتے ہین قاعدہ مانع تقریر مخالف ازروے دستاویزات کے ہمارے قانون
متعلقہ میں لا معلوم ہے - اب دیکھنا چاہیے کہ جو کچھہ اسمقدمہ مین ہوا ہے اوسکو خود
اندر سنگہ مدعی نے جسکا اظہار گواہانہ اسمقدمہ مین ہوا تہا عمدہ طور پر بیان کیا ہے - گواہ مذکور
نے یہہ بیان کیا ہے - رہنامہ مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء تعدادی نصف ہزار نوشتہ میرا
اور میرے بہائی بسنت راے کا ہے دفتر رجسٹری مین وسی روز یعنی ۱۳ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو پیش
ہوا تہا اور میرے اور بسنت راے کے اقرار پر تحصیل چاندپور مین وسپر رجسٹری ہوئی تہی
بعد تکمیل رجسٹری کے رہنامہ رجسٹری شدہ مجہکو دیا گیا تہا - مینے دفتر رجسٹری مین یہہ
لکہوا دیا تہا کہ دستاویز مذکور مجہکو دیدیجاوے کہ مین دستاویز کو حوالہ کرکے روپیہ وصول
کرسکون - مینے اور بسنت راے دونون نے اقرار مذکور کیا تہا - مینے اور بسنت راے میرے بہائی
نے رہنامہ رجسٹری شدہ دفتر رجسٹری سے پایا تہا - گواہ نے بعد بہت حیلہ و حوالہ کے تسلیم کیا
جب رہنامہ اونکو حوالہ کیا گیا تہا اوسوقت ایک جزو زر رہن کا نقد مرتہنان سے وصول ہونیکو تہا -
بعدہ اوسنے یہہ بیان کیا - جب مینے اور بسنت راے نے رہنامہ دفتر رجسٹری سے پایا تہا اوسکے
تخمیناً دس یا بیس روز بعد نوبت سنگہ کے حوالہ کردیا تہا - مینے صیغہ داخلخارج مین بہی بیان کیا ہی
یعنی یہہ بیان کیا تہا کہ مجہکو کل زر رہن وصول ہوچکا ہے - مینے کل کام راسپر یعنی مرتہن پر اعتبار کرکے کیا تہا
مجہے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بیان منزل مقدمہ مدعی کا ہی جو بہ نسبت عدم ادای زر رہن کے
ہی - خود رہنامہ مین ایک اقرار بہ نسبت ایصال کل زر رہن کے ہے اور اوس اقرار کی وجہ جزواً
صرف اس امر سے ظاہر کیجاتی ہے کہ مدعیان نے عہدہ دار رجسٹری سے کہا تہا کہ بعد رجسٹری
کے دستاویز ہمکو واپس دیجاوے کہ ہم خود دستاویز حوالہ مرتہنان کے کرکے اونسے زر رہن وصول
کرینگے - اس احتیاط کی قوت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعیان مرتہنان پر اعتبار نہین کرتے
تہے جیسا کہ اندر سنگہ مدعی نے خود اپنے اظہار مین بیان کیا ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہی تو بموجب
خود شہادت اندر سنگہ کے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑے ہی عرصہ بعد رجسٹری کے رہنامہ مرتہنان
کو حوالہ کردیا گیا تہا - یہہ ایسی شرط ہے جو خود مدعی کے بیان کے بموجب بروقت وصول ہونے زر
رہن کے مرتہنان سے وقوع پذیر ہونیکو تہی - بجز اس مبہم بیان مختصر کے کوئی وجہ اثبات
کی نہین ہے کہ کیوں مدعیان نے دفتر رجسٹری مین بالصراحت اس بیان کرنیکے بعد کہ
ہم رہنامہ مرتہنان کو بروقت وصول ہونے کل زر رہن کے حوالہ کرینگے فی الواقعہ رہنامہ اونکو

بلا وصول تمام و کمال کے حوالہ کر دیا۔ اور نہ یہیں تک مقدمہ خلاف مدعیان کے ہے کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ۹ اپریل ۱۸۸۳ء کو مدعیان راہنان حکام مال کے روبرو حاضر ہوئے اور مستدعی داخل خارج تمام بحق مرتہنان اس بیان کے ساتھ ہوئے کہ ہمکو زر رہن تمام و کمال وصول ہو گیا اگر اونکو زر رہن تمام و کمال بوصول نہیں ہو گیا تھا تو اوسکی کوئی وجہ قابل اطمینان نہیں ظاہر کیجاتی ہے کہ اونہوں نے کیوں ایسا بیان کیا تھا۔

ذی علم جج ماتحت نے مدعی کے طریق عمل کے اثر شہادت پر جو دوبارہ حوالگی رہنامہ مرتہنان کے ہوا ہے اور حاکم مال کے روبرو اقرار صالح کیا ہے کہ ہمکو تمام و کمال زر رہن وصول ہو گیا ہے وقعت کچھ نہیں کی ہے جج ماتحت نے مبہم اور لکھ دربیان معتبری کو قبول کیا ہے اور جوابدہی بہ نسبت اس بنیاد پر نا منظور کی کہ مدعا علیہم نے رسید جداگانہ بقایا زر رہن یعنی مبلغ ... کے حاصل نہیں لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ قیاس اختیار کیا جاوے تو اگر رسید پیش بھی ہوتی تو بھی یہ عذر پیش ہوتا جیسا کہ متعلق ہے میری یہ رائے ہے کہ سب حالات مقدمہ کے کہ شہادت قوی سے اثبات کا ثابت کیا بالکل مدعیان پر لازم تھا کہ انکا یہ طریق عمل کہ مرتہنان کو رہنامہ حوالہ کر دیا اور صیغہ داخل خارج میں حکام مال کے روبرو تمام و کمال زر رہن کے وصولیابی کا اقرار صالح کیا ہے قابل توضیح بنا دبا و ناجایز یا فریب یا دیگر ایسی امور کی وجہ سے ہوئی ہے جس سے وجہ اوس طریق عمل کی صاف ظاہر ہو جاتی۔ اونہوں نے کسی ایسی شہادت کے پیش کرنے کی کوشش بھی نہیں کی ہے۔

بجانب دیگر بیان مدعا علیہ کی تائید بہ نسبت وصول ہی کے ہی نہ صرف اقرارات یا طریق عمل خود مدعیان سے ہوتی ہے بلکہ صریحی شہادت سے ہوتی ہے۔ اونہوں نے اپنے کارندہ یعنی گماشتہ ہیتم مصر بلیعل کو اور نیز گنگارام پٹواری کو پیش کیا ہے جن دونوں کا بحلف یہ بیان ہے کہ مبلغ ... مرتہنان مدعا علیہم نے مدعیان راہنان سے حساب طے کرنے کی بعد ادا کی ہیں اور اوس رقم کے پانے کے بعد اشخاص مذکور الذکر نے رہنامہ لوبت سنگھ ولد ... مرتہنان کو حوالہ کر دیا تھا۔ جج ماتحت نے بھی اس شہادت کی نامعتبری کی کوئی وجہ تحریر نہیں کی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اونکی رائے پر جداگانہ رسید نہ ہونے کا بہت زیادہ اثر ہوا تھا۔ میری رائے میں رہنامہ کا مرتہنان کو حوالہ کر دینا اور مدعیان کا صیغہ داخل خارج میں اقرار کرنا کامل طور پر کافی بمنزلہ ایسی معقول شہادت کے اگر اوس سے زیادہ قوی نہ بھی ہو جیسی کہ رسید جداگانہ ہو سکتی تھی ہے اور شہادت زبانی موجودہ مقدمہ معہ طریق عمل و اقرارات خود مدعیان سے تمام و کمال زر رہن کا وصول ہونا ثابت ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کل نزاعات متعلقہ رہن ہذا کے دوران میں طریق عمل مدعی کا قابل الزام اور حیلہ

دعوالیکے ساتھہ ہوتا رہا ہی نالش سابق مین بالکل زر رہن کے وصولیابی سے انکار کیا تہا لیکن یہہ تجویز ہوئی
تہی کہ بدرجہ اقل اونکو مبلغ صمہ؎ وصول ہو چکا ہی۔ اس نالش مین اونہون نے اوس وہسیکی رقم کا وصول
پانا تسلیم کیا ہی لیکن اوس سے زیادہ وصول ہونیسے انکار کیا ہی۔ باوجود اپنی غلط فہمی کے جو بہ نسبت بار ثبوت کے
اسمقدمہ مین ہوئی ہے جج ماتحت نے بہی تجویز کیا ہی کہ مبلغ ۱۳۰ مدعیانکو مبلغ صمہ؎ کے علاوہ جسکو
اونہون نے تسلیم کیا ہی وصول ہوا ہی۔ مدعیان نے اس تجویز کی نسبت اس اپیل مین بحث نہین کی ہے
اور مدار اونکی مقدمہ کا جو بہ نسبت بقیہ زر رہن کے ہی بالکل مرتہنان کی معتبری کے داستان پر ہے اور
جس داستان کی نسبت مین اوپر کہہ چکا ہون کہ بلحاظ حالات اسمقدمہ کے مبہم وضعیف اور بیوقعت ہی
صرف ایک دوسری امر جو تجویز طلب ہی۔ مسٹر امیر الدین نے اپنی بحث کے دوران مین منجانب مدعیان رسپانڈنٹ کے
یہہ حجت کی تہی کہ ہرگاہ مقدمہ سابق مین جج ماتحت نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۰ ارپریل ۱۸۸۰ء مین یہہ تجویز کی تہی کہ مرتہنان
کیطرف سے صرف مبلغ صمہ؎ کا ادا ہونا ثابت ہوتا ہی اور ہرگاہ فیصلہ مذکور بصیغہ اپیل عدالت ہذا اندریوا اوسکے
فیصلہ مصدرہ ۲۰ ار دسمبر ۱۸۸۰ء کے بحال رہا تہا تو تجویز مقدمہ سابق بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہی اور مدعا علیہم
اس عذر کے کرنے سے مانع ہی کہ علاوہ اوس رقم کے نامبردگان نے کبہی کوئی رقم مدعیان کو بطور معاوضہ رہن کے ادا کی ہے
اسمقدمہ کی سماعت کے دوران مین ہمنے یہہ اطلاع کر دی تہی کہ اس عذر مین کچہہ وقعت نہین ہے۔ فیصلہ عدالت خاص مورخہ
۲۰ ار دسمبر ۱۸۸۰ء ہمنے نقل کر دی ہی اور اوس سے کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہی کہ مقدمہ سابق مین جس امر کی تجویز کرنیکا مقصود
تہا وہ کل یہہ تہا کہ آیا مرتہنان نے جزو زر رہن ادا کیا ہی یا نہین جس سے اونکو استحقاق دخلیابی کا حاصل ہوا اور
یہہ مقصود نہین تہا کہ کوئی تجویز محدود معین بہ نسبت صحیح تعداد اوس رقم کے اخذ کیجاوے جو مرتہنان نے پیشگی دی تہی
بدینوجوہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت کی نالش مع خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتا ہون

نیگ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے واقعات کو میرے بہائی محمود صاحب نے ایسی کامل طور پر بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ
کہنا غیر ضروری ہے کہ مین اونکی ساتہہ اون نتایج سے اتفاق کرتا ہون جو اونہون نے اخذ کئے ہین۔ تنقیح میعاد
سماعت کی جسکی بحث اونکی فیصلہ کے جزو اولین مین ہوئی ہے ایسی تہی کہ جسمین ہمارا کچہہ وقت صرف ہوا تہا
مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ نالش میعادی ہی۔ لیکن اس امر سے کہ مدعیان نے باوجود اپنی سمجہہ بوجہہ کے کہ مرتہنان
رہنامہ حوالہ کر دینیکے بعد رقوم مزید کے مرتہنان سے پانیکی امید نہین ہے رہنامہ مرتہنان کو حوالہ کر دیا اور اس
امر سے کہ صرف چند ہی روز قبل اوسکے مدعیان نے عہدہ دار رجسٹری کے روبرو بیان کیا تہا کہ ہم رہنامہ اوسوقت
تک نہ دینگے کہ جب بقیہ زر معاوضہ پا جاوینگے اور مزید برآن اس واقعہ سے کہ خود مدعیان نے صیغہ داخلخارج مین بقیہ
زر معاوضہ کا وصول ہونا تسلیم کیا ہی میرے ذہن پر کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین رہتا ہی کہ مدعیان اب عدالت مین نہین
آسکتے ہین اور عدم وصولیابی زر معاوضہ کا بیان پیش نہین کر سکتے ہین۔ اگر ایسی صاف وصریح طریق عمل اور ایسی
صاف وصریح اقرارات بطور ہمہ تنی کے تصور کیجاوین تو حد انتہائی انصاف کو کسی محدود نتایج اخذ کرنا غیر ممکن ہوجاویگا
مدینہ حد۔ اپنے بہائی محمود صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور نالش مدعیانکی ڈسمس کرتا ہون اور اپیل مع خرچہ ڈگری کرتا ہون

ضلع بریلی — اپیل دوم نمبر ۱۵۰۱ سنہ ۱۸۹۸ء — منفصلہ ۱۲ جون ۱۸۹۹ء — صفحہ ۹ انگریزی

خوشحال چند بنام نظام النسا وغیرہم

مواخذہ۔ مالگذاری سرکار کا منجانب نمبردار کے ادا ہونیکا مواخذہ جایداد مقبوضہ خریداران مابعد پر ہونا۔ ادای مذکور کی اطلاع خریدار کو ہونا۔ نمبردار و شریک۔

ورثا اوس نمبردار کے جسنے مالگذاری سرکار کسی اراضی کی بابت ادا کی ہو جب وہ دعوی دلاپانے زر مذکور کا بطور مواخذہ ا۔ پر جایداد مقبوضہ مشتریان مابعد کے کرتے ہون بمقابلہ مشتریان مذکور بلا ثبوت علم اس امر کے کامیاب نہین ہو سکتے ہین کہ مالگذاری مذکور نمبردار نے حسب معینہ بابت اوس اراضی کے ادا کی ہے جو اونہون نے خرید کی ہے۔

(لچھمن سنگہ بنام سالگرام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۰۴)

پر استدلال ہوا و نگیندر چندر گہوس بنام سریمتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ سورصاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۴) سے امتیاز کیا گیا)

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

شیو ناتہ سنہا و خوشوقت رای منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتہ چودہری منجانب ریسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مدعی منتقل علیہ اوس نمبردار کے وارث کا ہے جس نے وہ مالگذاری سرکار ادا کی تہی جو بعض آراضیات کی بابت باقی پڑی تہی اور جس اراضی کو بعد ادا ے مالگذاری مذکور کے بعض مدعا علیہم نے بذریعہ بیع خانگی کے خرید کی تہی۔ مالک سابق بہی مدعا علیہ ہے۔ اس نالش مین جو عدالت دیوانی مین دایر ہوئی ہے مدعی مستدعی اس امر کے استقرار کا ہے کہ مدعیکو مواخذہ اراضی پر بابت زر مودی کے حاصل ہے۔ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے باطلاع ادا ہو جانے زر مذکور کے خریداری کی تہی۔ مسٹر شیو ناتہ سنہا نے منجانب اپیلانٹ کے فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ لچھمن سنگہ بنام سالگرام (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ ۴۳ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۰۴) اور فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ نگیندر چندر گہوس بنام سریمتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ سور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۸) اور سنگاگری بنام بیجو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۵۲) پر استدلال کیا ہے۔ بجانب دیگر مسٹر

جوگندر ناتھ چودہری فیصلہ کثرت راے ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ کنیورام داس بنام مظفر حسین شاہ (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۰) پر استدلال کرتے ہین - چونکہ نہ یہہ بیان ہوا اور نہ یہہ ثابت ہوا ہے کہ مدعا علیہم نے باطلاع خریداری کی ہے اور چونکہ بایع مدعا علیہ جہانتک دادرسی مستدعیہ کو تعلق ہے غیر ضروری فریق مقدمہ ہذا ہے لہذا ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا جو روپیہ نمبردار نے ادا کیا ہے وہ جایداد پر سواجدہ ہے یا نہین - مدعی جو اپیلانٹ عدالت ہذا ہے اس امر کے ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے کہ وہ مستحق قایم کرنے مواخذہ کا اوپر جایداد مقبوضہ مدعا علیہم مشتریان کے ہے - نگیند حیدر گھوس بنام سیرمتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰) ایسا مقدمہ نہین ہے جسمین خریدار نیک نیت مالعید بمعاوضہ قیمتی بلا اطلاع کے رہا ہو - اگر مدعیان رسپانڈنٹان مقدمہ لچھمن سنگہ بنام سالگرام (زبدۃ النظایر مفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۴۳) جنہون نے بعد ادا ہو جانے بقایا مالگذاری صاحب لچھمن سنگہ کے خریداری کی تہی خریدار نیک نیت بمعاوضہ مالیتی بلا اطلاع ادا ہو جانے رقم مذکور کے تہے تو ذیعلم جج نے اس امر کے کہنے مین کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ بذریعہ ادا کرنے بقایا مالگذاری کے جسکا ادا کرنا اوسپر فرض تہا مدعا علیہ کو مواخذہ اوپر جایداد کے بمقابلہ کل اشخاص کے جنکو اوسمین غرض حاصل ہے بعوض رقم ادا شدہ کے حاصل ہوگیا ہے اور یہہ قاعدہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ نگیند رحیدر گھوس بنام سیرمتی کامنی داسی قرار دیا ہے (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰) بہت وسیع تعبیر نسبت اوس فقرہ مندرجہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے قایم کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ مین ریپورٹ مذکور کے درج ہے اور جسپر جج ممدوح نے حوالہ کیا تہا -

---

ضلع اگرہ | اپیل فوجداری نمبر ۳۳۸ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء
نمبر ۱۰ لریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بہوانی رام

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۵ ضمیمہ ۲ مدہ ۱۵۵ - میعاد سماعت - اپیل ہاے فوجداری -

احکام ایکٹ میعاد سماعت کو مقدمات فوجداری سے اوسی سنحتی کیساتھ

متعلق ہونا چاہئے کہ جسطرحسے وہ مقدمات دیوانی سے متعلق ہوتے ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

پبلک پراسیکیوٹر (بل) منجانب سرکار اپیلانٹ کیطرفسے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹرایٹ صاحب جسٹس وٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل جب ہمارے بہائی

براڈ سٹ صاحب مرحوم کے روبرو ۱۹ جولائی ۱۹۰۹ء کو پیش ہوا تہا تو بلاشبہہ تیرہ روز

خارج المیعاد تہا مجرم سے وجہ طلب ہوئی تہی کہ جو وقت مناسب پر واپس آئی تہی اور ہ ار

۱۹۰۹ء کو مسٹر جسٹس نیگ صاحب نے اپیل منظور کیا تہا گو کوئی وجوہ اونکی حکم مین بیان

نہین ہوئے ہین کہ کیون ممدوح الیہ نے اوسکو ایسی وجہ کافی ثابت تصور کیا تہا کہ رعایت

معلومہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کے اپیلانٹ کو عطا کیجاوے۔ ہماری راے مین یہہ

عمدہ وقت ہے کہ بالصراحت یہہ سمجہا جاوے کہ قانون میعاد سماعت کو سختی متعلق کرنا

چاہئے اور مقدمات اپیل فوجداری سے اوسی سختی کے ساتہہ متعلق کرنا چاہئے کہ جس

سختی سے مقدمات دیوانی سے متعلق کیا جاتا ہے۔ ایکٹ میعاد سماعت مین کوئی فرق

درمیان اپیل ہاے فوجداری اور اپیل ہاے دیوانی کے قایم نہین کیا گیا ہے بجز

اوس میعاد کے کہ جسمین درخواست اپیل داخل ہوجانا چاہئے۔ ازروی مدہ ۱۵۴ ضمیمہ ۲

ایکٹ میعاد سماعت کے سشن ججون کے فیصلون کی ناراضی سے عدالت ہذا مین اپیل

اندر ساٹہہ یوم کے تاریخ حکم سزایابی اوس حکم کے تاریخ سے داخل ہوجانا چاہئے کہ جسکی ناراضی

سے اپیل ہوا ہے۔ اگر درخواست بعد انقضا میعاد مذکور کے پیش کیجاوے تو وہ صریحا

خارج المیعاد ہے اور جو اختیار ہمکو حاصل ہے وہ صرف بموجب فقرہ دوم دفعہ ۵ ایکٹ

میعاد سماعت کے سایل کو رعایت عطا کرسکنے کا ہے بشرطیکہ وہ عدالت کا یہہ اطمینان کردے

کہ اوسکو وجہ کافی اپنے اپیل نہ داخل کرسکنے کی حاصل ہے۔ مجرم کا یہہ کہنا کافی نہین

ہے کہ اوسکو یہہ معلوم نہتا کہ اوسکو اپیل کا استحقاق حاصل ہے یا اوسکو خیال تہا کہ

اوسکے رشتہ دار لوگ اپیل کرینگے۔ یہہ علم عام ہے کہ ہر مجرم کو جب وہ اوس جیلخانہ

مین داخل ہوتا ہے کہ جسمین اوسکو اپنی سزا بہگتنا پڑیگی یہہ اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ

اپیل کرسکتا ہے اور اوسکی درخواست بذریعہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پیش کیجاسکتی ہے

اگر یہہ بہی نہوتا ہم اس امر کا علم ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ازروی قانون کے

اوسکو استحقاق اپیل عطا ہوا ہے اور بدرجہ مساوی یہہ بہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اپیل مذکور اندر ساٹھہ یوم کے تاریخ حکم بنزاسے یا اوس حکم کے تاریخ سے جسپر وہ اعتراض کرتا ہے داخل ہونا چاہئے۔ ہمکو صرف یہہ اور کہنے کی ضرورت ہے کہ بلا شبہہ حکم مسٹر جسٹس ینگ کا جو مورخہ ۹ اگست ۱۸۸۹ء ہے وہ قابل نظر ثانی ڈویژن بنچ کے ہے اور حکم مذکور صرف حکم شرطی منظوری اپیل کا تابع اوس رائے کے ہے جو ڈویژن بنچ بہ نسبت بحث میعاد سماعت کے قائم کرے۔ ہم دونوں حکام کی صاف یہہ رائے ہے کہ کوئی وجہ کافی واسطے منظوری اس اپیل کے تین روز بعد میعاد کے ثابت نہین کی گئی ہے اور ہمارا اوسکو منظور کرنا احکام قانون میعاد سماعت کے صریحاً اختلاف کرنا ہوگا۔ لہذا ہم اپیل نا منظور کرتے ہین۔

صفحہ ۱ ریزی | ضلع غازیپور | اپیل دوم نمبر ۲۳۲ سنہ ۱۸۸۹ء | منفصلہ ۱۸ نومبر ۱۸۸۹ء

هرج باسی رائے وغیرہم بنام شیو ٹہلو رائے وغیرہم

امر تجویز شدہ۔ عملدرآمد۔ اپیل دوم۔

عذر امر تجویز شدہ کا اپیل دوم مین باوجودیکہ عذر مذکور یادداشت اپیل مین درج نہو زبانی پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ عذر مذکور متعلق بحث اختیار سماعت کے ہے جسکا پذیرا کرنا عدالت کو ہر وقت لازم ہے جب کبھی اوسکی معرض اطلاع مین لایا جاوے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان   جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ ایشے دعوی اپیل ہذا کا وہی قطعہ نمبری ۹، ۵، اور وہی مسئلہ ہے جو ایشے دعوی اپیل دوم نمبر ۳۰۵ سنہ ۱۸۸۹ء کا تہا۔ نالش رسپانڈنٹان مقدمہ ہذا کی بحکم قاعدہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بموجب اون وجوہ کے ممنوع السماعت ہے جو وجوہ مینے اپنے فیصلہ اپیل دوم نمبر ۳۰۵ سنہ ۱۸۸۹ء مین بطوالت تمام بیان کئے ہین۔ مسٹر کاشی پرشاد نے اس عذر کو منجانب اپیلانٹان کے اپنے یادداشت اپیل مین بیان نہین کیا ہے لیکن آج اونہون نے عدالت سے اجازت اس عذر کے پیش کرنیکی استدعا کی تہی اور اجازت حاصل کی ہے۔ مین اونکو اس اجازت کے دینے سے انکار نہین کر سکا کیونکہ دفعہ ۱۳ اوس عدالت کے اختیار سماعت پر حاوی ہے جسکو اس مقدمہ کی تجویز چاہئے تہا اور بحث

اختیار سماعت کے ایسی بحث ہے جسکو خود عدالت کو پذیرا کرنا چاہئے جب یہہ بحث اوسکے معرض اطلاع مین لائی جاوے باوجودیکہ عذر مذکور یادداشت اپیل پر معرض تحریر مین نہ بہی لایا گیا ہو۔ بنسمسی نالش رسپانڈنٹان کے اپیل ڈگری کیا جاتا ہے لیکن اندرینحالات فریقین اپنا اپنا خرچہ کل عدالتونکا ادا کرینگے۔

صفحہ ۱۱ انگریزی | ضلع بنارس | اپیل اول نمبر ۱۲ ۱۸۸۸ء | منفصلہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۹ء

رادہا دیکا لس دیا بنام بیچو رام

اجراء ڈگری۔ ڈگریدار کو ادا کیا جانا۔ اعتراض بہ نسبت حکم اجراء ڈگری کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۸۔

جب مدیون ڈگری یہہ عذر کہ ڈگریدار کو بیرون عدالت وصول دیا ہے بطور اعتراض بنسبت درخواست اجراء ڈگری کے کرے تو ٹھیک طور پر کہتے مین اعتراض مذکور بطور کارروائی مطابق فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور نہین ہو سکتا ہے۔

بنظر ثابت کرنے واقعہ وصول یا تصفیہ بیرون عدالت حسب احکام دفعہ متذکرہ بالا کے مدیون ڈگری کو خود اپنی تحریک سے عدالت مین یہہ درخواست کرنا چاہئے کہ ڈگریدار اس امر کی وجہ دکھلانیکے لئے طلب کیا جاوے کہ کیون وصول یا تصفیہ مذکور کی تصدیق نکیجاوے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان دوارکا ناتھ بنرجی منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس وٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اجراء ڈگری کی ایک کارروائی سے ظہور پذیر ہوا ہے جسکی نسبت وکیل اپیلانٹ کی یہہ حجت ہے کہ اونکے موکلون نے فی الحقیقت بموجب فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی تہی۔ میرے ذہن مین شبہہ عظیم بہ نسبت اس امر کے ہے کہ آیا وہ حکم قانون کا صحیح طور پر اوس امر سے جو فی الواقع عمل مین لایا گیا ہے متعلق ہے یا نہین لیکن میرے بہائی ٹرل صاحب نے اور خود مینے خیال کیا تہا کہ یہہ قیاس کرنا بہتر ہے کہ وہ متعلق ہے اور روداد مقدمہ پر لحاظ کرنا چاہئے جس سے

ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیلانٹ کو وجہ شکایت حاصل نہین ہے ۔ جس درخواست سے
اعتراضات اپیلانٹان کے جو عدالت ماتحت مین نامنظور ہوئے تھے ظہور پذیر ہوے ہین
وہ درخواست اجرای ڈگری ڈگریدار مدخلہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۷ء ہے جسکے ذریعہ سے اوس نے
بیان کیا تہا کہ زر بقایا مبلغ اعہ لنایا ۳ ـــــ واجب اور اوسکا یافتنی از روی ڈگری کے ہے
اور ساتھہ ہی اوسکے اوس نے تصدیق کیا تہا کہ مدیونان ڈگری نے اوسکو دو قسطین
بیرون عدالت ادا کی ہین ایک ۱۰ اپریل ۱۸۸۵ء کو الہ / ۱۹ ـــ کی اور دوسری ۸ جنوری
۱۸۸۷ء کو الہ / سا ـــ کی ۔ ڈگریدار کی اسی درخواست پر یہہ بات ہے کہ مدیونان ڈگری نے
بطور اعتراض کے ایک درخواست بدین بیان داخل کی ہے کہ ہمنے بشمول رقوم مودی
ڈگریدار کے تین رقوم اور ادا کی ہین الہ / ـــ جون ۱۸۸۵ء مین اور الہ ـــ نومبر ۱۸۸۵ء مین
اور لہ ـــ جنوری ۱۸۸۶ء مین اور اس ذریعہ سے ڈگری بیباق کر دی اور اپنے کو
ذمہ داری بروے ڈگری مذکور سے سبکدوش کر لیا ہے ۔

یہہ بات کہ کیون مینے یہہ کہا ہے کہ مجھے شک ہے کہ آیا جو درخواست اسطور پر
بجواب درخواست اجرای ڈگری داخل کیجاوے اوسکی نسبت ٹہیک طور پر کہا جا سکتا ہے
کہ وہ فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اوسکی وجہ یہہ ہے کہ
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت کے کہ مدیون ڈگری کو بہی اختیار ہے کہ ایسے مبلغ
کے ادا یا تصفیہ کے وقوع سے عدالت کو مطلع کرے ضرور یہہ معنی ہین کہ مدیون ڈگری کو
خود اپنے تحریک سے عدالت سے درخواست واسطے جاری ہونے نوٹس بنام ڈگریدار کے
بدین مضمون کرنا چاہئے کہ وجہ اسبات کی ظاہر کرے کہ ایسا ادا یا تصفیہ کیون تصدیق نکیا جاوے
اس مقدمہ مین اگرچہ حسب بیان اپیلانٹان کے مبلغ اعہ / ـــ اونہون نے ڈگریدار کو نومبر
۱۸۸۵ء تک ادا کیا ہے لیکن اونہون نے اوسکا ذکر عدالت مین اپنے اعتراض کے وقت
تک جو ۲۶ جنوری ۱۸۸۸ء کو ہوا تہا نہین کیا ۔

بہرکیف ہمنے یہہ مناسب نہین سمجھا کہ فیصلہ اس اپیل کا بلحاظ سخت قانونی رای
کے کرین جو فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ کی ہے بلکہ ہمنے یہہ خیال کیا تہا کہ فیصلہ اوسکا باعتبار روداد کے
کرنا بہتر ہے ۔ ہمکو اطمینان کلی ہے کہ راے جج ماتحت کی صحیح راے ہے اور اونکا اندازہ
نسبت شہادت کے صحیح اندازہ ہے اور اونکا اعتراض بہ نسبت سرخط کے بنیاد معقول پر مبنی

اور اونکے تحریرات بہ نسبت بیہودگی اس امر کے کہ دو ور قوم غیر مسلمہ ڈگریدار کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی پر لکھی گئی ہین حالانکہ دیگر دو ور قوم مسلمہ ڈگریدار ڈگری صیغہ اپیل پر لکھی گئی ہین بالکل بنیاد معقول پر مبنی ہین - کوئی اور امور قانونی کسی قسم کے بجز اوسکے جسکا مین اوپر ذکر کر چکا ہون ہمارے روبرو پیش نہین ہوئے ہین لہذا امور متذکرہ حکام استقرار پر غور کرنا غیر ضروری ہے - ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین - سرخط تا صدور حکم ثانی بحوالہ محافظ دفتر عدالت ہائیکورٹ رکھا جاوے -

---

ضلع جونپور اپیل اول نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۲ انگریزی

مرزا ظہور محمد بنام جہید بلیعل و یککس دیگر

اجراء ڈگری - اقرار باہم فریقین بغرض ادای ڈگری بذریعہ اقساط - نوعیت اجازت جو بغرض جواز اقرار مذکور کے ضروری ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۷ الف -

چونکہ ایک ڈگری مصدرہ جج ماتحت مورخہ ۲ جون سنہ ۱۸۸۱ء بغرض اجرا صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہوگئی تہی فریقین ڈگری مذکور نے ایک اقرار تحریری واسطے بیباقی ڈگری بذریعہ اقساط کے حضور مین کلکٹر کے پیش کیا - کلکٹر نے اقرار مذکور کو منظور کیا اور عدالت صادر کنندہ ڈگری مین اوسکو بہیجدیا - برطبق پہونچنے اقرار تحریری مذکور کے عدالت موصوف نے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء کو حکم ذیل صادر کیا - آج موصول ہوکے حکم ہوا کہ بجنسہ عدالت ضلع مین واسطے شمول مسل کے مرسل ہو - ۴ اگست کو ضلع جج نے یہہ حکم دیا کہ دستاویز مذکور محافظ دفتر کے پاس بہیجی جاوے کہ مسل مقدمہ اجراء ڈگری مین شامل کر دیوے - ۱۷ جون سنہ ۱۸۸۸ء کو درخواست اجراء ڈگری ساتہہ موثر کرنے شرائط اقرار تحریری مذکور کے داخل ہوئی -

تجویز ہوئی کہ حکم متذکرہ بالا مصدرہ جج ماتحت ایسا حکم نہین ہے جسکا مقصود دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے اور واسطے جواز اقرار مذکور بابت ادای ڈگری بذریعہ اقساط کے ناقابل ہے اور چونکہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری اقساط مذکور کو منظور نہین کر سکتی تہی لہذا اجراء ڈگری مین تمادی عارض ہے -

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

عبد الرؤف و عبد المجید منجانب اپیلانٹ کالون و شمبہو ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول بصیغہ اجرا ڈگری مورخہ ۲۷ جون ۱۸۸۱ء
کے ہے جو رسپانڈنٹان ڈگریداران نے بنام مدیون ڈگری اپیلانٹ کے زرنقد کی بابت
حاصل کی تہی - اجرا ڈگری مین بعض جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کی قرق ہوئی تہی
اور واضح ہوتا ہے کہ مقدمہ اجرا ڈگری مذکور مارچ ۱۸۸۵ء مین کلکٹر کے یہان منتقل ہوگیا
تہا - قبل اسکے کہ کلکٹر نے کوئی کارروائی عملی معاملہ مین کی تہی اونکے حضور مین ایک
درخواست منجانب ڈگریدار و مدیون ڈگری مشعر گا بدین بیان داخل ہوئی کہ باہم اونکے
ایک معاہدہ ہوگیا ہے جسکے روسے زر ڈگری معہ سود چند اقساط مین ادا کیا جاویگا اور
تا ادائے اقساط مذکور جایداد مقروقہ بصیغہ اجرا ڈگری بعلت زر اقساط مذکور کے مکفول رہیگی
اس درخواست کو صاحب کلکٹر نے منظور کیا اور اونہون نے یہہ حکم دیا کہ وہ عدالت جج ماتحت
مین جہانسے اجرا ڈگری منتقل ہوائی تہی بغرض اطلاع عدالت موصوف کے بہیجدیجاوے
برطبق بہوپچنے اقرار تحریری مذکور کے جج ماتحت نے حکم بعبارت ذیل صادر کیا -

آج موصول ہوکے حکم ہوا کہ بجنسہ عدالت ضلع مین واسطے شمول مسل کے مرسل ہو
المرقوم ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء -

حکم ہوا کہ

بغرض شمول مسل حوالہ محافظ دفتر ہووے - ۴ اگست ۱۸۸۵ء

۳۱ جولائی کو جج ماتحت نے ایک حکم صادر کیا تہا کہ آج موصول ہوکے عدالت ضلع
مین بہیجدیا جاوے کہ شامل مسل کردیا جاوے ۴ اگست کا ایک حکم ہے جو ضلع جج کا حکم
معلوم ہوتا ہے جسکے روسے دستاویز مذکور اونکے عدالت کے محافظ دفتر کے پاس اس غرض
سے بہیجا گیا کہ اوس مقدمہ کے اجرا ڈگری کے مسل مین وہ شامل کردیا جاوے جس سے
یہہ نتیجہ ناگزیر پیدا ہوتا ہے کہ یہہ تصور کیا گیا تہا کہ کارروائی اجرا ڈگری ختم ہوگئی - یہہ درخواست
اجرا ڈگری کی جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے ۱۶ جون ۱۸۸۸ء کو داخل ہوئی تہی
اور اوسمین مفصل ذکر اون کارروائی ہائے سابق کا ہے جو کی گئی تہین - درخواست
مذکور عدالت دیوانی مین پیش ہوئی تہی اور اوسکا مقصود یہہ تہا کہ ڈگری مورخہ ۲۷ جون
۱۸۸۱ء ساتہہ موثر کرنے شرایط مندرجہ صلحنامہ مظہرہ مورخہ ۲ جون ۱۸۸۵ء کے نافذ
کیجاوے - ہر دو جانب سے یہہ امر مسلمہ ہے کہ اگر صلحنامہ مورخہ ۲۵ جون ۱۸۸۵ء ایسا ہے

جس سے اقتضایات دفعہ ۲۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعمیل ہوئی ہے تو ڈگری قابل اجرا ہے۔ لہذا کل بحث ہمارے روبرو اس اپیل مین یہہ ہے کہ آیا ہمارے روبرو ایسا مواد موجود ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ صلحنامہ جو بلا شبہہ بعض امور مین خلاف شرائط اصل ڈگری مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۸۸۱ء کے ہے عدالت صادر کنندہ ڈگری نے منظور کیا ہے یا نہین۔ اگر منظور نہین کیا ہے تو مدیون ڈگری کی یہہ حجت ہے کہ وہ کالعدم ہے اور مرور میعاد سماعت مین بمقابلہ خود ڈگری کے سد راہ نہین ہوسکتا ہے کہ جسکے مقابلہ مین میعاد ۲۷ جون سنہ ۱۸۸۱ء سے شروع ہوگئی ہے۔ پنڈت بشمبہر ناتہ نے بتائید فیصلہ عدالت ماتحت کے ہمارے روبرو یہہ اصرار کیا ہے کہ اصلی اور ضروری نتیجہ جو حکم جج ماتحت مصدرہ اوسوقت سے کہ جب صلحنامہ اونکے پاس واپس بہیجا گیا تہا نکالنا چاہئے یہہ ہے کہ مشار الیہ نے جو کارروائی کلکٹر نے کی تہی اوسکو اختیار اور منظور کیا تہا۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ مین اس راے کو اختیار نہین کرسکتا ہون مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب قانون مین یہہ حکم ہے کہ ہر اقرار بابت دینے مہلت واسطے ادای دین ڈگری شدہ کے ناجایز ہوگا الا اس صورت مین کہ وہ کسی معاوضہ کے بدلے اور عدالت صادر کنندہ ڈگری کے اجازت سے ہوا ہو اور عدالت موصوف کی راے مین وہ معاوضہ بلحاظ حالات موجودہ کے معقول ہو اور نیز یہہ کہ ہر اقرار متعلقہ بیباقی کسی دین ڈگری شدہ کا جو مقتضی اس بات کا ہو کہ کوئی مبلغ علاوہ اوس تعداد کے جو ڈگری کے رو سے واجب ہو یا واجب الادا ہونے والا ہو حیلتاً یا صراحتاً ادا کیا جاوے ناجایز ہوگا الا جب کہ وہ اجازت متذکرہ صدر سے وقوع مین آئے اس سے یہہ مقصود ہے کہ اجازت عدالت صادر کنندہ ڈگری کی بعبارت صریحی ہونی چاہئے اور ایسے حالات مین ہونی چاہئے جس سے ثابت ہو کہ عدالت موصوف نے صحت اقرار مجوزہ پر غور کرلیا ہے اور عدالت موصوف کو اجازت مذکور مین یہہ بیان کرنا ہوگا کہ عدالت اوس معاوضہ کو جسکے بدلے مین وہ اقرار کیا جاتا ہے اوسکو معقول تصور کرتی ہے۔ وہی مضمون فقرہ دوم دفعہ ۲۵۷ الف سے بہ نسبت ادا کے متعلق ہے جیسا کہ اسمقدمہ مین بذریعہ صلحنامہ کے اقرار ادا اے ایک رقم کا علاوہ اوس رقم کے ہے جو از روی ڈگری واجب ہے یعنی بہ نسبت اوس سود کے اقرار کیا گیا تہا جو ادن اقساط پر قایم کیجانیکو تہا۔ بعد ملاحظہ حکم مصدرہ

کلکٹر کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو یہہ خیال تہا کہ اونکو کچہہ اختیار ازروی قانون کے دربارہ منظوری اور پسند کرنے اوس صلحنامہ کے حاصل ہے جو فریقین مین منعقد ہوا تہا لیکن پنڈت بشمبہر ناتہہ ہمکو کوئی ایسی سند قانونی نہین بتلا سکے اور اگرچہ ایسے احکام قانونی موجود ہین جو دفعہ ۳۲۰ اور دفعات مابعد مین مجموعہ ضابطہ دیوانی مین بہ نسبت اس امر کے دستیاب ہوتے ہین جو کلکٹر بہ نسبت اون ڈگریات کے عمل مین لاسکتے ہین جو اونکے پاس بغرض اجرا کے منتقل ہوآوین لیکن کسیطرح بہی اونکے روسے اونکو کوئی ایسا اختیار حاصل نہین ہوتا ہے جیسا کہ ازروے دفعہ ۲۵۷ الف کے عطا ہوا ہے جسکے نسبت یہہ ملحوظ رہے کہ وہ ایسا اختیار ہی جسکو عدالت دیوانی جب وہ خود اپنی ڈگری جاری کررہی ہو بطور عدالت جاری کنندہ ڈگری کے استعمال نہین کرسکتی ہے بلکہ صرف بحیثیت عدالت صادر کنندہ ڈگری کے استعمال کرسکتی ہے یہہ امر قابل افسوس ہے کہ اس راے کے قایم کرنیسے مدیون ڈگری اپنے قرضہ جایز سے بچ جاویگا لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی ہے کیونکہ میرے ذہن مین یہہ امر بخوبی موجود ہے کہ واقعات مقدمہ پر دلیبہ لگا نیکی کوشش کرتا ہے کہ ان سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جج ماتحت نے فی الواقعہ اجازت دی تہی درحالیکہ عبارت صریحی سے کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ ایسی اجازت دیگئی تہی۔ مین مقدمہ مدیون ڈگری پر ایسی غیر مفید راے سے نظر کرتا ہون کہ بدرجہ اقل مین اوسکو کوئی خرچہ ان کارروائیون کا نہین دلاؤنگا۔ مین اپیل ڈگری دار حکم جج ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور تجویز کرتا ہون کہ ڈگری مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۸ء کی اجرا کرانے مین تمادی عارض ہے لیکن بلاخرچہ۔

ٹڈبال صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع گوجرانوالہ اپیل اول نمبر ۱۴۳ ۱۸۹۸ء منفصلہ ۷ دسمبر ۱۸۹۹ء

مرتضائی بی بی و بیگم وغیرہ بنام جنابائی بی بی وغیرہم

شرع محمدی ۔ وقف ۔ تعبیر دستاویز

جس صورت میں کسی مسلمان فرقہ شیعہ نے اپنی بیماری کے دوران میں ایک دستاویز ایسی تحریر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیوہ اوسکے وفات کے بعد عمل پذیر ہوگی اور جس دستاویز میں مکمل طور پر بطریق تفویض اوسکی جایداد کا علانیہ طور پر اس نیت سے تھا کہ جایداد دوامًا بلا خلل کسی اہل خاندان مذکور کے افسری قبضہ میں رہے بعوض کفالت دیگر اہالیان خاندان اور العام عظمت ریاست کے اور جسمین کوئی ذکر صریح کسی قسم کا ایسا نہیں تھا کہ جایداد واسطے اغراض خیرات کے مخصوص کردی گئی ہے گو ضمنًا تذکرہ بعض فرائض مذہبی کا ہوا ہے ۔

تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور کی ایسی تعبیر نہیں ہوسکتی ہے کہ اوس سے وقف پیدا ہوتا ہے ۔ اگرچہ یہ غیر ممکن نہیں ہے کہ جس دستاویز سے وقف پیدا ہوتا ہے اوسمین کفالت خانوادہ تملیک کنندہ کا بھی شامل ہوسکتا ہے کیونکہ جایداد کا واسطے استعمال خیرات کے مخصوص ہونا ملتوی رہتا ہے لیکن اس مقدمہ مین جایداد واسطے استعمال خیرات کے قطعی طور پر مخصوص بھی نہیں کی گئی ہے بلکہ غرض نویسندہ دستاویز مذکور کی صریحًا محض یہ ہے کہ جایداد خاندانی اور رتبہ ریاست کا قایم رہے ۔

(شیخ محمد احسان الدہ چودہری بنام امر چند کندو (لا رپورٹ جلد ۱۷ اپیل ہند صفحہ ۲۸) کی تقلید ہوی ر رانی کہجورالنسا بنام مسماۃ روشن جہان (لا رپورٹ جلد ۳ اپیل ہند صفحہ ۲۹۱) و نظام الدین غلام بنام عبدالغفور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۴) پر استدلال ہوا)

[نوٹ ۔ یہ مقدمہ متعلق اپیل اول نمبر ۱۴۲ ۱۸۹۸ء کے ہے اور دونوں میں ایک ہی تجویز صادر کی گئی ہے ۔ اس تجویز سے صرف اوس مقدمہ کی رپورٹ کیگئی ہے جو متعلق اوس امر قانونی کے ہے جسکی بابت اوسمین تجویز ہوئی ہے جزو اول جسمین بیان واقعات مقدمہ کا شامل ہے ترک کردیا گیا ہے ۔

شیخ عبدالمجید و مہدی حسن منجانب اپیلانٹان کالون و بل منجانب ریسپانڈنٹان

یاسٹر ریٹ صاحب جسٹس ۔ بعدہ امر سیوم ہے جو امر قانونی ہے اور مدار اس امر کا تمام تر اوس

جیسے جو دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کی نسبت قایم کیجاوے - بہ نسبت حجت بعض
دستاویز کے کوئی مناظرہ نہین ہوا ہے اور ہمکو ضرور یہہ فرض کر لینا چاہئے کہ اوسکو بطور اصل
صورت فریقین نے تحریر کیا تھا - اس فیصلہ کے شروع مین مین نے بیان جوابدہی بیان
جو مقدمہ اوسمین پیش کیا گیا ہے اوسپر غور کرنیکا موقع پایا تھا اور اسی سلسلہ مین
یہہ تجویز کر دینا چاہئے کہ اوس بیان تحریری مین اس دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کا
ذکر بطور دستاویز تملیک نامہ کے ہوا ہے اور اوسی حیثیت سے وہ مدعی بذریعہ جج ماتحت کے
پیش کیا گیا اور اوسپر استدلال کیا گیا ہے - دو یادداشت اپیل کے عذر ہفتم مین یہہ کہا گیا
ہے - کیونکہ دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء نوشتہ لبشارت علی نوعیت مین تملیک نامہ ہے
اور نہ وصیت نامہ اور فریقین پر قابل پابندی ہے علاوہ برین اوسکی تعمیل ہو چکی ہے -
باوجودیکہ یہہ بحث عدالت ماتحت اور عذر اپیل مین پیش کی گئی تھی برعکس اسکے
ہمارے روبرو ایک کلیتًا نیا عذر اختیار کیا گیا ہے کیونکہ حجت یہہ ہے کہ اس دستاویز سے
ایک وقف موضوع ہوا ہے جو وصیت سے پیدا ہوا ہے - جب یہہ امر مسٹر ہنری نے بجانب
اپیلانٹان پیش کیا تو مسٹر بل کا یہہ اصرار بیجا نہین ہے کہ کل حیثیت اپیلانٹان کی تبدیل
ہو گئی ہے اور جو حجت اب اپیلانٹان کیطرف سے کیجاتی ہے وہ اوس حیثیت سے مغایر
اور برخلاف ہے جو اونہون نے عدالت ماتحت مین اور اپنے یادداشت اپیل مین بیان
کی تھی - مجھے ہرگز یہہ یقین نہین ہے کہ اگر مین اپیلانٹان کو اوس حجت پر محدود کر دیتا کہ
جسپر تجویز عدالت مرافعہ اولی کی مبنی ہے تو مین زیادہ تر سختی کے ساتھ اپنے خدمت کو
انجام نہ دیتا لیکن چونکہ بلحاظ کل حالات مقدمہ کے مین خیال کرتا ہون کہ اوس طریقہ کے
اختیار کرنیسے دقت پیدا ہوگی لہذا امور قانونی مقدمہ کو اوس تنگ راے کے لحاظ سے
تجویز کرنیکو آمادہ نہین ہون بلکہ مین اوسکے وسیع صورت مین تجویز کرنیکو طیار ہون - پس
دیکھنا چاہئے کہ دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کیا شے ہے - از روے فقرہ اول کے
اوسکے نویسندہ نے یہہ بیان کیا ہے ایام پیری حیات اپنے کے درجہ اخیر مین یہہ وثیقہ
بطور دستاویز جایز بہ نسبت ارث اور وراثت کے لکھتا ہون بعد ازان اوس نے اپنے
متعدد جایداد جسکو اوس نے اپنے پیدا کردہ یا ایجاد کردہ بیان کیا ہے ظاہر کی ہین اور یہہ کہ اوسکو
اونپر اختیار کامل بذریعہ ہبہ یا انتقال خواہ بنام یگانہ و بیگانہ کے

حاصل یہہ ہے فقرہ دوم مین اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکا بیٹا مہدی حسن کہ جو اوسکو
سنت جماعت طریقہ سے عمل کرتا ہے جسکو وہ پسند نہین کرتا ہے لہذا اوس نے اوسکو وراثت
سے خارج کر دیا ہے۔ بہ نسبت اپنے بقیہ دو پسران امام علی و قربان علی کے اوس نے یہہ
بیان کیا ہے کہ قربان علی نے دربارہ انتظام اوسکی جایداد و خبرگیری اوسکے معاملات اور
اوسکو حملون اور جھگڑون سے محفوظ رکھنے مین بدرجہ غایت اپنے کو مفید کیا ہے اور اوس نے
مابعد ذیل استعمال کی ہے۔ بجز قربان علی کے میرے ورثا مین سے کوئی لیاقت حفاظت
معاش کی نہین رکھتا ہے۔ پس یہہ سب استحقاق اور مکسوبات ذاتی اور کل اسکی ہی
بعد وضع اخراجات دروازہ و دربار و تعزیہ جات و تفویے داری محرم وغیرہ متعلقات ہمارے
کے بطریقہ مناسب باختیار قربان علی ہوگا۔ بعدہ دوسرے فقرہ مین اوس نے تقسیم کا ذکر
کیا ہے اور یہہ کہا ہے۔ فرض کیجئے کہ میری کل معاش ایک روپیہ ہے جملہ اوس کے
قربان علی کو بوجہ حق المحنت انتظام معاش اور مقابلہ دعویداران و مخالفان کے کہ اوس سے
متعلق ہے یہہ باقی سہام ۱۲ اسمین قربان علی و امام علی کو حصہ مساوی مقرر کیا گیا یعنی فی کس
حصص مساوی دیا جاویگا۔ لیکن درباب پٹہ و قبولیت رعایا و ٹھیکہ دار و خرید و فروخت
و ہبہ و تملیک وغیرہ یعنی امورات انتظامی مین بلا استصواب و صلاح قربان علی کے
امام علی جاہل کو اختیار نہین ہے اور نہ ہوگا لیکن بعض اوقات مین بحالت مشغول و
مصروف ہونے قربان علی کے دوسرے کامون مین حسب اجازت و صلاح قربان علی
مالگذاری معین کے طلب و تصفیہ و رسید و فارخطی مین امام علی کو بھی اختیار ہوگا۔ اوسکے بعد
ایک مضمون زینب بی بی کے باب مین درج کیا گیا ہے اور اوسکے بعد فقرہ اخیر ہے جسکی نسبت
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بطوالت تمام پڑھنا ضروری ہے۔
واضح ہو کہ یہہ جایداد معہ اوسکے منفعت کے ہمارے وارث کو جہت کفافا و حفظ
و بقائے ریاست کے مفوض ہے نہ واسطے کسی نوع انتقال کے لیکن طریقہ انتظام کا یہہ ہے
کہ ایک ہی شخص مالک اور منتظم کل کا ہی اور بقیہ تابع اوسکے اور حصہ دار منافع مین بذریعہ
زر نقد بقدر اپنے اپنے حصص معین کے بلا ہیچ یک تقسیم کسی اراضی کے ہونگے کیونکہ بذریعہ
تقسیم کے قوت کم ہو جاویگی اور ریاست کے قلیل حصے ہو جاوینگے اور سبب نہ بقای ریاست
و بقاء حیثیت و نہ امتیاز ہمارے خاندان کا رہیگا۔ لہذا اختیارات انتظام دیہات اور ہو

حاصل ہوا ہو اسے مالگذاری و جو اہر ہی مخالفین ریاست وغیرہ یعنی جملہ امور جو بالفاظ دیگر
حکومت و ملکیت جیسا کہ متعلق بذات خاص ہمارے ہے بلا اطلاع امری سے قرار پائے
مفوض کئے گئے تھے - نامبردہ کو چاہیے کہ دیا ہے بنابر تسلیم دفعات اسر فیصلہ کے اپنے بعد ہمیشہ النسب
خود ہی پوتی ہی لیا ہو ایک شخص کو اور وہ بھی بعد اپنے ایک کو علی التدریج بعد دیگری پاس
ریاست کو انہیں دستاویزات سے مفوض کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ریاست ہمارے
خاندان میں پشت در پشت قایم رہے - یہہ بھی واجب التعمیل ہے کہ جب تک نسلی
کی اولاد ذکور موجود ہو یہہ حق کسی دختر یا دختر کی اولاد کو نہ دیا جاوے - مگر بصورت حقیق
معاش نقدی کفاف تا حیات مقرر کرینگے جیسا کہ ہمنے کیا ہے الحاصل سو تعداد اس
دستاویز کا بجمیع خبر الیہ بعد ہمارے ہمارے ارث اور ہوا ہت میں موجود ہے ہر ایک
تعمیل اسکی بذمہ خود واجب جانیں و تا حیات ہمارے جیسے کہ امتیاز ہمارے لیے رہیگا -

پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہر معقول شخص جو اس دستاویز کو تمام و کمال پڑھیگا بجز اسکے اور کچھہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا ہے کہ نویسندہ دستاویز کے خیال میں خود اوسکی عبارت سے صرف یہ غرض تھی کہ ریاست مدام رہے اور عزت اور امتیاز اوسکے خاندان کی مدام رہے اور یہہ کہ ریاست پشت در پشت قایم رہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز کے درمیان میں محض اتفاقیہ ذکر اخراجات متعلقہ دروازہ و تفریحات و تعزیہ داری محرم سے حقیقی اور اصل اور صریحی حیطہ اور غرض دستاویز کی بابت اوس منشا اور غرض کے تبدیل نہیں ہو جاتی ہے جسکے نسبت مجھے کوئی موقع دور اسے قایم کرنیکا نہیں معلوم ہوتا ہے -

چونکہ نوعیت دستاویز کی ایسی ہے مسٹر برجی نے بتقویت ایک فقرہ مندرجہ صفحہ ۲۰۳ ٹاگور لا لکچر مولفہ مسٹر امیر الدین کے یہہ حجت کی ہے کہ اوسکے رو سے وقف معقول کل جایداد کا پیدا ہوتا ہے - میں اقرار کرتا ہوں کہ اس بحث سے مجھے تامل ہوا تھا اور اوس وقت سے جسقدر زیادہ میں نے اوسپر غور کیا ہے اوسیقدر زیادہ مجھے اوسمیں کسی قوت کا نظر آنا مشکل معلوم ہوتا ہے - مقدمہ رانی ہجور النسا بنام مسماۃ روشن جہان لا رپورٹ جلد ۶ اپیل ہند صفحہ ۲۹۱ میں ایسا مقدمہ ہے جسمیں ایک طور پر علاوہ اون اغراض کے جسکے لئے میں اوسکو استعمال کرنا چاہتا ہوں دیگر اغراض متعلقہ اپیل ہذا کے لئے کام میں لایا جا سکتی ہے ایک فقرہ حسب ذیل فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل میں موجود ہے

مصلحت شرع محمدی کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ موصی بذریعہ وصیت نامہ کے طریقہ وراثت جایداد مطابق قانون مین مابین اپنے ورثا کے دست اندازی نکرنے پاوے اگرچہ اوسکو اختیار ہے کہ ایک جز و معین بقدر ایک ثلث کے شخص اجنبی کو دیدیوے - لیکن یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ قابض جایداد اپنے حیات مین کل یا کوئی جز و اپنی جایداد کا اپنے پسران مین سے کسی ایک کو دیکر اوس مصلحت قانونی کو شکست کر سکتا ہے الا شرط یہہ ہے کہ اوس نے بعض صورتون کی تعمیل کردی ہو - لیکن جو لوگ اس قسم کی کارروائی کرانا چاہتے ہین اونپر اس امر کا بہت صاف طور پر ثابت کرنا لازم ہے کہ جن صورتون کی رو سے مصلحت شرع محمدی کی شکست کیجاتی ہے اونکی تعمیل ہو چکی ہے - اسلئے روسے ایک قاعدہ طلاقی قرار پایا ہے جسکی تقلید در بارہ تجویز کرنے ایسی دستاویزون کے مسلمانون کے باہمی مقدمون مین اوسوقت سے ہوتی آئی ہے -

فقرہ مندرجہ کتاب مولفہ مسٹر امیر الدین جو بنام مجث مسٹر بنرجی کی ہے یہہ ہے -

قاضی خان بہ تقلید امام ابن الفضل یہہ بیان کرتے ہین کہ وقف بہ تعلق اوس حالت کے جسمین وہ کیا جاوے تین قسم کا ہوتا ہے -

(۱) جب بحالت تندرستی کیا جاوے -

(۲) جب حالت بیماری مین کیا جاوے -

(۳) جب اوسکا عمل وفات پر منحصر کردیا جاوے -

لہذا قبضہ اور تصرف کا صورت اول مین ضروری ہے لیکن صورت سیوم مین ضروری نہین ہے کیونکہ وہ اپنی نوعیت مین وصیتی قسم کا ہی لیکن صورت دوم مثل اول کے ہے اگرچہ وہ بہ نسبت ثلث حصہ جایداد وقف کے مثل اوس ہبہ کے موثر ہوتا ہے جو مرض الموت مین کیا جاتا ہے -

یہہ بیان ہو چکا ہے کہ وقف ناقابل لاسترداد ہی لیکن جو کوئی وقف کسی شخص نے اسطرح پر کیا ہو کہ اوسکے وفات کے بعد وہ موثر ہوگا یا جسکو وقف بالوصیت کہتے ہین وہ وقف قبل اوسکے وفات کے ہر وقت قابل استرداد ہوتا ہے -

اگر اس مقدمہ مین مجرد یہہ بحث متعلق ہوتی کہ آیا وصیت سے کوئی وقف پیدا ہو سکتا ہے یا نہین اور مین فیصلہ اس اپیل کا بلا تجویز اسکے کر سکتا تو [illegible] سمجہتا

کہ اپنے بھائی ٹرل صاحب کی رضامندی اسلئے حاصل کرون کہ فیصلہ اپیل کا اوسوقت تک کے لئے ملتوی کردیا جاوے کہ جب تک فیصلہ اجلاس کامل کا اوس مقدمہ مین صادر نہو جاوے جو میرے بھائی محمود صاحب اور ینگ صاحب نے سپرد کیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بنرجی کی رضامندی سے جو بجواب اوس سوال کے ہے جو مین نے اونسے کیا تھا مین اس دقت سے سبکدوش ہوگیا ہون اور یہ کہ ہم تصفیہ اس اپیل کا اس قیاس پر کرسکتے ہین کہ وصیت سے وقف پیدا ہوسکتا ہے۔ ہرگاہ مسٹر بنرجی کی حجت بربنا اوس فقرہ کے یہہ ہے کہ وصیت سے وقف پیدا ہوسکتا ہے تاہم مجبوراً اونکو یہہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اگر اسطرحپر بھی وقف کیا جاوے تو اوسکے ساتھہ کل لازمات وقف کے ہونا چاہئے اور بجز اوسقدر کے کہ جسقدر فوراً تبدیلی قبضہ کو تعلق ہے وقف جو وصیت سے پیدا ہوتا ہے اور وقف جو بذریعہ دستاویز فوراً بحالت حیات واقف کے عمل پذیر ہونیکو پیدا ہوسکتا ہے بنیاد واحد پر قایم ہوتے ہین۔ اگر ایسا نہوتا تو اوس امر کا نظر آنا آسان ہے۔ کہ ہر مسلمان معمولی قواعد اپنے قانون وراثت کو اور اپنے وارثون کو اپنی جایداد بذریعہ وقف کے علیحدہ کرکے محروم کرسکیگا۔ اسمقدمہ مین بہ نسبت اس دستاویز کے یہہ بحث نہین پیدا ہوسکتی ہے کہ بشارت علی نے اوسکو اپنے مرض الموت مین لکھا تھا یا وہ فوراً عمل پذیر ہونیکو تھی فی الحقیقت کامل طور پر یہہ ظاہر ہے کہ اوسکا مقصود یہہ تھا کہ اوسکے حیات مین حالت اشیاء کی بلا التغیر قایم رہے۔ میری راے مین شرع محمدی عام اس سے کہ شرع شیعہ کی ہو یا سُنی کی اور مجھے کوئی سند خلاف اسکے نہین دکھلائی گئی ہے مقتضی اس امر کے ہو کہ واسطے پیدا کرنے وقف جائز کے وہ واسطے ایسے اغراض کے ہونا چاہئے جو کبھی ساقط نہین ہوتے ہین اور اوسکے لئے کوئی غرض مذہبی اور خیرات کے ہونا چاہئے۔ اگر لازمہ اخیرالذکر مطلوب نہوتا تو ہر مسلمان جسکی نیت اپنے کل جایداد کی وصیت کرنیکی ہو وہ ایک وقف بذریعہ وصیت کے پیدا کرکے ایسا کرسکتا ہے۔ بسبیل تذکرہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مقدمہ سابق مین جو بہ نسبت اسی دستاویز کے تھا اس دستاویز کو قربان علی کے قایمقامون نے بطور وصیت نامہ کے تصور کیا تھا اور اوسی حجت کی بنیاد پر یہہ بات ہوئی تھی کہ اون کارروائیون مین وہ کامیاب ہوسکتے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ حسب متذکرہ بالا اس سے انکار نہین ہے کہ واسطے اغراض
پیدا کرنے وقف کے چند خاص شرائط کا ہونا ضروری ہے اور مین یہہ تسلیم کرنیکو بھی اٰمادہ
ہون کہ کوئی سرمایہ جو وقف کی قسم کا ہو وہ اسوجہ سے ناقص نہین ہو جاتا ہے کہ جایداد
موقوفہ سے خاندان واقف کے لئے کچھہ کفاف مقرر کیا گیا ہے ۔ لیکن اگر یہہ بھی تسلیم
کر لیا جاوے کہ ہرگاہ اوسکے قبضہ کی نوعیت کا تبدیل ہونا بذریعہ لینے یعنی صریحی قبضہ
کے ضروری ہے درحالیکہ واقف خود اپنے آپ کو متولی مقرر کرتا ہے یا جب وہ
کسی اور دوسرے شخص کو متولی مقرر کرتا ہے اور جب وقف بذریعہ وصیت کے پیدا
کیا جاتا ہے تو قبضہ کا تبدیل ہونا ضروری نہین ہے تاہم دوسرا لازمہ ضروری وقف
کا ہونا چاہئے یعنی جایداد خیراتی استعمالون کے لئے دراصل مخصوص کردیجاوے جو
کسی ایک وقت یا کسی دوسرے وقت مین موثر ہونگے ۔ جیسا کہ اسوقت صلاح
دی گئی ہے مین یہہ تجویز کرنیکو اٰمادہ نہین ہون کہ اپنے وارثان ذکور کے نام جو درجہ بدرجہ
ملکیت کے وارث ہون کسی شخص کا ہبہ کرنا ایک ہبہ خیراتی اوس لفظ کے کسی منشا مین
ہے او رتا وقتیکہ کسی سند یا لا دست سے میری اس راے کی تصحیح نہوگی مین ایسی تجویز
کرنے سے انکار کرتا ہون ۔ بذریعہ دستاویز مورخہ ۶ ؍ مارچ ۱۸۴۸ء کے بشارت علی نے
جو کچھہ کیا ہے وہ یہہ تھا کہ واسطے قایم رکھنے اپنی کل ریاست اور عظمت اپنے خاندان کے
اوس نے اپنی جایداد کو مقید کردیا ہے اور اوسکے دست بدست جانیکی بابت ہدایت
کی ہے اور محدود کردیا ہے اور اوسکے کل انتقالات کی بابت ممانعت کی ہے ۔ مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ جو راے مین نے ظاہر کی ہے وہ صریحاً مطابق فیصلہ حکام عالیمقام پریوی
کونسل بمقدمہ شیخ محمد احسان اللہ چودہری بنام امرچند کندو (لا رپورٹ جلد ۱۷ اپیل ہند صفحہ ۲۸)
کے ہے جسمین کل بحث کی نسبت مباحثہ کامل طور پر ہوا ہے ۔ صفحہ ۳۶ مین فقرات ذیل
پاے جاتے ہین جسکی نسبت مین خیال کرتا ہون کہ مین باسایش اونکو بیان کرسکتا ہون

حکام عالیمقام اس مقدمہ مین کسی خاص تعریف کا اوس امر کی نسبت قایم کرنیکا
قصد نہین کرسکتے ہین کہ کس امر سے وقف جایز موضوع ہوسکتا ہے اور نہ اس امر کی تجویز
کرنیکا قصد کرسکتے ہین کہ کہانتک شرائط کفاف خاندان واقف کے وقف مذکور پر بلا
اتلاف اوسکی نوعیت کے جو ہبہ خیراتی ہی قایم ہوسکتی ہین ۔ بلحاظ واقعات اسمقدمہ کے [illegible]

عالیمقام کو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا جو ہبہ جایداد کا واسطے فواید خیرات کے
ہوا اور جو صرف اوسی حالت مین موثر ہوگا کہ جب اولاد واقف کی موجود نہ ہے وہ ہبہ باطل ہے
یہہ امر ایسا ہے جسکی نسبت ہندوستان مین مختلف فیصلجات ہوے ہین -

ایک جانب حکام عالیمقام یہہ خیال کرتے ہین کہ وجہ معقول اس تجویز کرنیکی ہے کہ
کفاف خاندان کا جایداد واقف سے موافق ہبہ کے جو بطور وقف کے ہے ہو سکتا ہے - اس
بارہ مین حکام عالیمقام ارا ہے ہائیکورٹ کلکتہ سے جو مسٹر جسٹس کیمپ صاحب نے ایک مقدمہ
من جملہ مقدمات محولہ کے بیان کی ہین اتفاق کرتے ہین اور اونکو اختیار کرتے ہین - بعد بیان
کرنے عدالت کے اس نتیجہ کے کہ جن اصلی اغراض کے لئے اراضیات وقف کی گئی تھی وہ یہہ ہین
کہ خبر گیری ایک مسجد کی ہوا و اخراجات عبادت و خیرات متعلقہ مسجد کے ادا کیجاوین اور جو
فواید خاندان واہب کو دی گئی تھی وہ بعد اغراض اصلی کے قرار دی گئی تھی جج ممدوح نے
یہہ بیان کیا ہے - ہماری یہہ رائے ہے کہ منافع جایداد پر چند ر قوم کا مواخذ عاید کرنے سے
کہ جو رقوم کچھہ عرصہ مین ضرور موقوف ہوجاوینگے کیونکہ صرف ایک خاندان کے لئے محدود ہین
اور جنکے منقضی ہوجانے کے بعد کل جایداد متعلق اون اغراض اصلی کے لئے رہجاویگی
کہ جن اغراض کے لئے وقف ہوا تھا وقف مذکور شرعاً ناجایز نہین ہوجاتا ہے -

بجانب دیگر حکام ممدوح کے روبرو حوالہ کسی ایسے سند کا نہین ہوا اور نہ اونکو ایسی سند
دستیاب ہوسکی جس سے یہہ ثابت ہو کہ بموجب شرع محمدی کے ہبہ بطور وقف کے جایز ہے
بجز اوس صورت کے کہ دراصل تخصیص جایداد کی واسطے اغراض خیراتی ایک وقت یا دوسرے
وقت کے کردیجاوے - فی الحقیقت مسٹر امیر علی صاحب نے ایک فقرہ مندرجہ ٹیگور لا لکچر
جو تعلیم مسلمانان اہل قانون کے ۱۸۸۴ء مین دیا تھا یہہ حجت کی ہے کہ خود تملیک خاندان کی
ہبہ بھی غربا کے پیدا ہوجاتا ہے - لیکن اوس مسئلہ کے واسطے کوئی سند پیش نہین ہوئی -
تحریرات مسٹر جسٹس امیر علی صاحب کے جنپر ذی علم لکچرر نے استدلال کیا ہے یہانتک ہین
نہ سمجھے گئے ہین اور وہ خود غیر عدالتانہ قسم کے ہین کیونکہ جس مقدمہ مین وہ بیان کی گئی ہین
اوسمین یہہ بحث پیدا نہین ہوئی تھی - لہذا حکام عالیمقام اس امر پر لحاظ کرتے ہین کہ آیا جایداد
متنازعہ دراصل واسطے فواید خیرات کے دی گئی تھی یا نہین -

اوس فیصلہ کے جزو اخیر مین حکام عالیمقام نے یہہ بتلایا ہے کہ دستاویز متنازعہ سے

یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بہبودی خاندان سے مقصود ہے اور نہ خیرات سے اور یہہ فرمایا ہے کہ یہہ تمناء محض تخصیص جایداد کی بہ نیک نیتی نہین ہے اور استعمال عبارات فی سبیل اللہ وقف اور ایسی ہی الفاظ اغاز دستاویز مین صرف ایک پردہ واسطے مخفی کرنے انتظامات بہبودی خاندان اور ناقابل الانتقال کرنے اپنی جایداد کے ہوا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ صریحاً مطابق مقدمہ ہذا کے ہے صرف یہہ فرق ہے کہ وہ وقف دوران زندگی کا ہے حالانکہ یہہ وقف ایسا ہے جو بذریعہ دستاویز بعد وفات کے عمل پذیر ہونیکو تھا۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ قانوناً کوئی وقف وقوع پذیر نہین ہوا ہے اور واسطے تائید مزید اس راے کے مین فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۴ نظام الدین غلام بنام عبد الغفور پر حوالہ کرتا ہون جسمین یہہ بحث کامل طور پر داخل ہے کہ ایا کوئی وقف بلا ہونے کسی ایسی شرط صریحی کے پیدا ہو سکتا ہے کہ جس جایداد کی نسبت وقف ہوا ہے اوسکی انتہائی تبدیلی قبضہ کے واسطے غرض خیرات یا مذہبی کی ہوئی ہے۔ یہہ بیان ہوا ہے کہ چونکہ امام علی نے اپنے حیات مین دستاویز مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کی نسبت اعتراض نہین کیا تھا لہذا اوسکی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اوسنے دستاویز مذکور کو قبول اور منظور کر لیا تھا۔ یہہ حجت عدالت ماتحت مین پیدا نہین کی گئی تھی اور نہ مین اوسکے قبول کرنے پر اَمادہ ہون فی الحقیقت برعکس اسکے شہادت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جہانتک اوسکی بیوہ اور وارثان کو تعلق ہے وہ لوگ بعد اوسکے وفات کے فوراً معہ نالش بنام قربان علی باظہار اپنے استحقاق مصرحہ شرع محمدی کے اس مسلہ پر اعتراض کرتے ہوے عدالت مین آے کہ وہ لوگ پابند شرائط دستاویز سنہ ۱۸۴۸ء کے ہین۔

لہذا میری یہہ راے ہے کہ یہہ دستاویز مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء وقف بذریعہ وصیت کے نہین ہے اور یہہ کہ مدعیان بطور بیوہ اور دختر محمد ہادی کے مستحق لینے اپنے حصص کے ہین کہ گویا دستاویز مذکور کبھی بالوجود ہی نہین تھی۔

اب صرف وہ بحث باقی ہے جو بذریعہ اعتراضات متقابل داخلہ منجانب ریسپانڈنٹان بہ نسبت حکم ذیعلم جج ماتحت متعلقہ خرچہ کے پیش ہوئی ہے۔ مشار الیہ نے اپنے فیصلہ مین یہہ بیان کیا ہے۔ دربارہ تجویز خرچہ مقدمہ ہذا کے مین یہہ تحریر کرنے سے باز نہین رہ سکتا

ہون کہ اس مقدمہ مین لذت شام پارٹی کی آئی ہے۔ اسمقدمہ مین دو مختار جو بحیثیت پیشہ وران قانونی کے زیادہ تر واقف رہے ہونگے جمعا کے ساتھ شریک مدعیان مین جایداد کا جزو کثیر اونکو پہونچا ہے۔ اگر یہہ لوگ تنازعہ خاندانی سے علیحدہ رہتے تو شاید باہم تصفیہ ہو گیا ہوتا۔ اگرچہ قاعدہ شام پارٹی اسعصل مین متعلق نہین ہے تاہم عدالت العالیہ کو اس قسم کے معاہدہ پر بہت بے التفاتی کے ساتھ نظر کرنا چاہیئے وکلاء اور مختاران کو بالخصوص مقدمات دیوانی بطور معاملہ پیشہ تجارتی کے برپا نکرنا چاہیئے اور اوس ذریعہ سے جھگڑہ فضول اور تکلیف دہ کو ترقی نہ دینا چاہیئے۔ بلحاظ ان واقعات کے اور بعد غور اور کل حالات مقدمہ کے مین یہہ مناسب اور قرین انصاف سمجھتا ہون کہ فریقین اپنے اپنے خرچہ کے متحمل رہین۔

مین دراصل یہہ نہین سمجھتا ہون کہ کیون ذیعلم جج ماتحت نے اس عبارت کا استعمال کیا ہے کہ فضول اور تکلیف دہ مقدمہ کا ترقی دینا۔ محمد یار دی ۲ جون ۱۸۷۵ء فوت ہوا تھا یہہ نالش ۲ جون ۱۸۸۷ء کو خارج المیعاد ہو جاتی اور مدعیان صرف اپنے شریک مدعیان کیوجہ سے اوس نالش کو ۱۴ مئی ۱۸۸۷ء کو دایر کر سکے مین خود جج ماتحت کی تجویزون سے یہہ بات قابل اطمینان طور پر ثابت ہوئی ہے کہ نالش غیر ضروری نہین ہے اور مقدمہ تکلیف دہ نہین ہے۔ برعکس اسکے مدعیان امانت کامل طور پر مستحق اوس حصہ کے بذریعہ وراثت کے ہین جسکا اونہون نے دعوی کیا ہے اور مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کیون مدعیان مذکور اور وہ لوگ جنہون نے اونکی اعانت کی ہے اپنا خرچہ نہ پاوین۔ مین اپیل دونون مقدمون مین ڈسمس کرتا ہون اور اعتراضات مدعا علیہم کے معہ خرچہ منظور کرتا ہون۔

ٹرل صاحب سلیٹس۔ جو کچھہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہے اوس سے اور ڈگری مصدرہ معزی الیہ سے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مرادآباد اپیل اول نمبر ۱۹۴ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۹ دسمبر ۱۸۹۰ء

ہرگولال سنگہ بنام محمد رضا خان و یک کس دیگر

اجرائے ڈگری۔ فرق۔ صحیح بیع جایداد مطلوب القرق کا۔ خریداری بایع

بعض جایداد کی بعلت ڈگری شفع کی مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۴۔

بہاری لال و مکند رام نے ڈگریدار سے ایک ڈگری خرید کی تھی کہ جو ڈگری بنام موہن لال و چند اشخاص کی تھی جو مالکان مشترک حقیت معافی واقعہ موضع ڈہاک شہید کے تھے۔ بعض ڈگریداری مذکورہ بالا کے ایک حصہ حقیت معافی مذکور کا بیع ہوا تہا اور مدعیان مقدمہ ہذا نے دعوی شفع دایر کیا تہا اور ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء کو ڈگری حاصل کی تھی جس ڈگری کے ذریعہ سے نامبردگان نے دخل حاصل کیا تہا۔ اوس مقدمہ کے دوران میں یعنی ۱۱ مئی ۱۸۸۵ء کو بہاری لال و مکند رام نے حکم قرقی حصہ موضع ڈہاک شہید کا حاصل کیا تہا حالانکہ مدیونان ڈگری کی کوئی زمینداری موضع تہا نہ مین تھی جایداد مذکور جسکی نسبت ظاہر ہوتا ہے کہ اسطور پر قرق ہوئی تھی ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء کو نیلام عام مین فروخت ہوئی اور مدعاعلیہ نے خریدی جس نے باضابطہ دخل پایا تہا۔ مدعیان نے واسطے استقرار اپنے حق مالکانہ نسبت جایداد مذکورہ کے دعوی کیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ استحقاق شفیعانہ مدعیان کا سرسبز ہونا چاہئے۔ قرقی بوجہ اہم طور پر غلط ہونے کے جایداد قرقی طلب نا جایز ہے اور اسطور پر موثر نہین ہوسکتی ہے کہ استحقاق مدعاعلیہ کا تاریخ ماقبل تاریخ ڈگری مدعیان سے شروع کرا سکے علاوہ برین جن کارروائیات کے بموجب قرقی ہوئی تھی انمین مدعیان اجنبی مطلق ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین

جوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹ عبدالمجید و ظہور حسین منجانب ریسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری یہہ راے ہے کہ جج ماتحت نے فیصلہ اسمقدمہ کا بحق مدعیان صحیح طور پر کیا ہے۔ جو بحث فیمابین اونکے اور مدعاعلیہ کے ہے وہ ایک سادہ بحث ہے اور واقعات مختصر ذیل سے ظاہر ہوتی ہے جنکو مین باسایش بیان کرسکتا ہون

۱۸ دسمبر ۱۸۸۰ء کو مسمی امداد حسین نے ایک ڈگری زرنقد رقم قلیل کی بنام بیدار شاہ کے حاصل کی تھی۔ بیدار شاہ باپ محمود شاہ و فیروز شاہ و تیمور شاہ و مقصود شاہ کا تہا۔ امداد حسین نے اپنی ڈگری دو شخص مسمیان بہاری لال و مکند رام کے نام بیع کردی ۵ جون ۱۸۸۱ء کو محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون نے بعینا مہ اپنی حقیت معافی واقعہ موضع ڈہاک شہید پرگنہ سنبہل کا بنام مسمی مظفر علی بعوض مبلغ سمہ ۱۰۰ کے لکہدیا مدعیان

حال نے جب اونکو بیع مذکور سے علم ہوا نالش شفع کی دایر کی اور ۱۲ر دسمبر ۱۸۸۵ء کو باداے مبلغ
[illegible] مدعاعلیہ مشتری کو ڈگری حاصل کی۔ اگر استحقاق مدعیان کا نسبت حقیت
معافی محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کے کسی تاریخ ماقبل سے نہ بہی شروع ہوا ہو تاہم
وہ بذریعہ اپنی ڈگری شفع کے مالک اوس حقیت کے ۱۲ر جون ۱۸۸۶ء سے ہوے تہے۔
۲۰ رجنوری ۱۸۸۶ء کو مکندرام اور بہاری لال نے حقیت محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون
کی جو موضع ڈہاک شہید مین تہی نیلام کرائی اور مدعاعلیہ نے بعوض مبلغ [illegible] کے
خرید کی۔ بہ تقویت اوس خریداری کے نامبردہ نے امانت عدالت دیوانی اجراکنندہ
اوس ڈگری کی دربارہ اپنی دخلدہانی کی جاے اور اوسکو قبضہ باضابطہ دلادیا گیا۔
بشمول اوسکے نامبردہ نے عدالت مال سے حکم داخل ہونے اپنے نام کا بجاے محمود شاہ
اور اوسکے دو بہائیون کے کاغذات مال مین حاصل کیا۔ واسطے ارجاع نالش ہذا کے
یہی بناء مخاصمت ہے اور یہہ مسلمہ ہے کہ مدعیان فی الواقع قابض اور متصرف بذریعہ
اوس استحقاق کے ہین جو اونہون نے بتقویت اپنی ڈگری شفع کے حاصل کیا تہا جو
باعتبار بیان واقعات ہاے کے بادی النظر مین قطعی طور پر یہہ ظاہر ہے کہ چونکہ مدعیان کو استحقاق
نسبت کل حقیت محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیونکے ایسا حاصل تہا جسکی تاریخ بدرجہ اقل
۱۲ر دسمبر ۱۸۸۵ء سے کم عرصہ کی نہین ہے تو استحقاق مذکور کو بمقابلہ اور اوپر استحقاق مدعاعلیہ کے
جو ۲۰ رجنوری ۱۸۸۶ء تک حاصل نہین ہوا تہا دعوی اعلی حاصل ہے۔ لیکن مسٹر جوگندر ناتہہ نے
بجانب مدعاعلیہ اپیلانٹ کے بہت ہوشیاری اور لیاقت کے ساتہہ یہہ بحث کی ہے کہ مرگاہ محمود شاہ
اور اوسکے دو بہائیونکی حقیت پر حسب درخواست مکندرام و بہاری لعل کے ۱۱ر مئی ۱۸۸۵ء کو قرقی
ہو چکی تہی اور چونکہ بعلت اوسی قرقی کے نیلام اجراے ڈگری ۲۰ رجنوری ۱۸۸۶ء کو ہوا تہا تو جہان
استحقاق مدعاعلیہ کو دربارہ جائداد بہی استحقاق مدعیان کے تعلق ہے اوسکا اعتبار تاریخ قرقی
سے ہے یا بدرجہ اقل قرقی موقوعہ ۱۱ر مئی ۱۸۸۵ء مانع بیع بجانب ہریونان ڈگری بابت اونکی
حقیت موسومہ مظفر علی کے ۵ر جون ۱۸۸۵ء کو تہی۔

لہذا میری راے مین جو بحث ہمارے روبرو ہے اور نیز بعلم جج ماتحت کے روبرو تہی وہ
اس امر پر محدود ہو جاتی ہے کہ آیا محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیونکی حقوق معافی کی قرقی جو بتاریخ
۱۱ر جون ۱۸۸۵ء کو ہوئی تہی ایک جائز قرقی حقوق معافی پر قایم ہوئی تہی یا نہین جیسے مسٹر جوگندر ناتہہ نے

کہا تہا کہ سوای دستاویز نمبر ۱۲ کے اور جو رسپانڈنٹ کی کتاب کے صفحہ ۱ مین دستیاب ہوتی ہی اور کوئی دستاویز بہ نسبت فرقی کے دکھلانے ہی چنانچہ وہ نہ دکھلا سکے اور فی الحقیقت صرف ایک دوسری دستاویز ہی جسکو خود ہمنے ظاہر کیا ہی اور جو اوسی کتاب کے صفحہ ۴ مین دستیاب ہوتی ہی اور کوئی شہادت دستاویزی مسل مین ایسی نہین ہی جس سے حالات اور نوعیت فرقی ظاہر ہون ـ لیکن شہادت زبانی ایک گواہ بہولا ناتہ کی ہی جو وکیل اون ڈگریداروںکا ہی جنہون نے فرقی کرائی تہی ـ اوس سے ہمکو کسیقدر اطلاع اوس امر کی حاصل ہوتی ہے ـ جو وقت فرقی ہونیکے وقوع پذیر ہوا تہا اور جو کچھہ اوسکا بیان ہے اوس سے مدعا علیہ کو کچھہ مدد نہین ملتی ہی ـ پس دستاویز مندرجہ صفحہ ۴ اپر لحاظ کرنیسے جسپر تاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۸۴ء ثبت ہی وہ فرقی تحریریہ حسب دفعہ ۲۷۳ (دفعہ ۲۷۴) ہونا چاہئی (مجموعہ ضابطہ دیوانی معلوم ہوتی ہی اور اوسمین جایداد مقرقہ بطورہ ۵ بسوہ زمینداری حصہ موضع ڈہاک شہید جمعی ۵ جایداد مدعا علیہم بیان ہوی ہی ـ دستاویز نمبر ۲ مندرجہ صفحہ ۱۱ فہرست جایداد محمود شاہ و دیگر مدیونان ڈگری کے ہی جو بمقدمہ اجرائے ڈگری بہاری لعل و مکند رام وغیرہم مدعیان بنام محمود شاہ وغیرہم مدیونان ڈگری واقعہ موضع ڈہاک شہید پرگنہ سمبھل کے فرقی طلب ہتی اور مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۸۴ء ہے ـ اگرچہ یہ دستاویز فہرست ظاہر ہوتی ہے لیکن اصلیت مین ایک دستاویز بہ ثبوت اس امر کے ہی کہ ۵ بسوہ زمینداری واقعہ موضع ڈہاک شہید جمعی ۵ اور اراضی مدعا علیہم فرق ہوئی تہی اور دستاویز مذکور دستخطی اوس امین کے جسنے فرقی کی تہی اور نیز دستخطی منصف عدالت کے ہی جسنے حکم دیا تہا کہ فرقی کیجاوی ـ میری ذہن مین یہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ ان دونون دستاویزون سے یعنی حکم باضابطہ مقتضیہ دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور رپورٹ سے فرقی شدہ مین جو کچھہ ڈگریدار فرق کرانا چاہتا تہا اور جو کچھہ فرق ہوا تہا وہ ۵ بسوہ حصہ زمینداری اوسکے مدیونان ڈگری کا واقعہ ایک خاص موضع کا تہا اور وہ حصہ زمینداری ذمہ دار مالگذاری مبلغ ۵ سالانہ کا بیان ہوا ہے ـ

مسٹر جوگندر ناتہ نے منجانب اپیلانٹ کے بہت مستعدی سے اور صحیح طور پر یہہ تسلیم کیا ہی کہ محمود شاہ اور اوسکے بہائیون کی حقیت زمینداری موضع ڈہاک شہید مین بوقت اس فرقی کے نہین تہی بلکہ جو کچھہ اوسکی حقیت تہی وہ معافیداری تہی جو بالضرور محض حقیت زمینداری سے جو فی الواقعہ فرق ہوئی تہی بہت زیادہ بیش قیمت تہی ـ

ہماری رو برو نہ صرف مضامین ان دو دستاویزات کے موجود ہین بلکہ ہم پہر اظہار بہولا ناتہ

غور کرتے مین جو وکیل تہا اوبہاری لعل و مکند رام ڈگریداران کیطرف سے عمل کرتا تہا اوسنے بیان کیا ہے۔
کمیوٹ سے مجہے یہ نہین معلوم ہوا کہ آیا وہ جایداد زمینداری ہی یا معافی لہذا مینے اوسکو درخواست
مین جایداد زمینداری بیان کیا تہا۔ کمیوٹ سے یہہ ظاہر نہین ہوتا تہا کہ وہ زمینداری ہی۔ مینے اپنی
رای کے مطابق اوسکو زمینداری بیان کیا تہا بلحاظ الفاظ مالگذاری مندرجہ خانہ ۲ نقل کمیوٹ کے مینے
اوسکو زمینداری سمجہا تہا۔ مجہے یاد نہین ہی کہ کلکٹر نے منصف سے یہ دریافت کیا تہا یا نہین کہ وہ جایداد مدیونان
ڈگری کے نام سے درج نہین ہے بلکہ مظفر علی خان کے نام سے درج ہی۔ مجہے یاد نہین ہے کہ کوئی اعتراض ہوا تہا یا
نہین۔ یہ مقدمہ کلکٹر کے پاس منتقل ہو گیا تہا اور اوسنے نیلام کیا تہا۔ بجواب وکیل مدعیان۔ مینے
جایداد مدعا علیہم کی زمینداری سمجہکر قرق کرائی تہی۔ مین نے اوس جایداد کو زمینداری سمجہا تہا اور زمینداری
کو قرق کرایا تہا۔

ہمین بحث نہین ہوسکتی ہی کہ جس شے کے قرق کرانیکی نیت تہی وہ حقیت زمینداری مدیونان ڈگری
کی تہی اور جو کچہہ قرق ہوا تہا وہ حقیت زمینداری ہی ہی۔ واسطے اغراض فیصل کرنے اس اپیل کے مین مانے
لیتا ہون اور اس امر کے بطوالت تجویز کرنیکی ضرورت نہین سمجہتا ہون کہ فی الواقعہ کون سی شے نیلام
ہوئی تہی حالانکہ اشتہار نیلام اور اصل سرٹیفکیٹ نیلام سے جو دستاویز حقیت ہے میرے ذہن مین کوئی شبہہ
باقی نہین رہتا ہی کہ جو کچہہ دراصل نیلام ہوا تہا وہ محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کی حقیت زمینداری
ہے اور جس شے کیبابت بروے سرٹیفکیٹ نیلام کے حق ملکیت عطا ہوا ہی وہ حقیت زمینداری ہی ہی۔
اپیلانٹ کی حجت کا ماحصل یہ ہی کہ ہر گاہ مدیونان ڈگری کی حقیت زمینداری قرق ہوئی تہی اور
بہ تعمیل اوس قرقی کے نیلام ہوا تہا اور حقیت زمینداری کا سرٹیفکیٹ نیلام عطا ہوا تہا گو مدیونان ڈگری
کے حقیت زمینداری نہین تہی بلکہ حقیت معافی تہی تاہم خریدار نیلام کی نسبت یہ تصور ہونا چاہئے کہ
اوسنے حقیت معافی خرید کی تہی۔ کسی ایسی رای کا قایم کرنا بہت مستحکم امر ہے۔ یہ یاد رکہنا چاہئے کہ ہم ایسے
شخصون کی بطور مدعیان کے تجویز رہی ہین جنکا اوس مقدمہ مین کچہہ حصہ نہین تہا جسکی علت مین قرقی
حقیت مدیونان ڈگری کی اوس مقدمہ مین ہوئی تہی وہ شخص ثالث ہین جو اوس مقدمہ سے بالکل باہر ہین جنہون نے
صاف حق ملکیت یکم دسمبر ۱۸۹۶ء کو حاصل کیا تہا اوس صورت سے کہ قرقی ۱۱ مئی ۱۸۹۱ء کی قایم رکہی جاوے۔ مین خیال کرتا
ہون کہ وہ مستحق ہین کہ مدعا علیہ زیر بحث ثبوت اس امر کا چاہین کہ جس قرقی کے ذریعہ سے اوسکا نام نیلام ہوا تہا وہ
قانوناً قرقی جایز تہی اور یہ کہ بتہ جایداد مین ایسی غلط بیانی اوس قرقی مین نہین ہوئی تہی جس سے خریداران نیلام کو
بولی بولنے مین یا اشخاص حقدار ان جایداد کو اسبارہ مین مغالطہ نہین ہوا کہ اوسکو حق حاضر آنیکا اور کسی دعوی کے
پیش کرنیکا نہین ہی جناب کی یہی وجوہ مین خیال کرتا ہون کہ ڈگری ماتحت کی صحیح ہے مین اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔
ٹرل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

منفصلہ ۲ رمئی سنہ ۱۸۹۰ء — صفحہ ۱۸ انگریزی

ضلع الہ آباد — اپیل دوم نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۸۶ء

نبدا بنام کونسلیا وغیرہ کس دیگر

شاستر۔ نالش اعادہ حقوق زناشوئی۔ ترک کردینا۔ بیرحمی قانونی۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعات ۴ و ۲۳ ضمیمہ ۲ مدات ۳۴ و ۳۵ و ۱۲۰۔

بموجب شاستر ہنود کے اصل حقوق و فرائض باہمی زوجہ و شوہر کے قانونی حقوق و فرائض تہذیب سے جداگانہ ہین اور اونکا نفاذ ذمہ راجہ کے چھوڑ گیا تھا۔ علاوہ برین شاستر ہنود کا یہہ مقصود ہے کہ نفاذ حقوق و فرائض مذکورہ ہر فریق کیطرف سے بمقابلہ دوسرے کے ہونا چاہئے اور نہ یہ کہ تنہا شوہر کیطرف سے بمقابلہ زوجہ کے نفاذ ہونا چاہئے۔ عدالتہائے دیوانی برٹش انڈیا کو ہرگاہ بہ نسبت خدمات عدالتہائے کے وہ منصب حاصل ہے جو سابق مین حسب طریقہ شاستر ہنود کے راجہ کو حاصل ہوتا تھا اختیار سماعت بہ نسبت حقوق و فرائض مذکورہ کے حاصل ہے۔ لہذا عدالتہائے برٹش انڈیا مناسب طور پر نالش اعادہ حقوق زناشوئی مابین ہندو لوگون کے بابت واسطے دلا پانے اوس زوجہ کے جسنے اپنی شوہر کو ترک کردیا ہو تدبیر کرسکتے ہین۔

بطور شرط مقدم ایسی نالشات کے جبکہ فریقین ہندو ہون یہہ ضرور نہیں ہے کہ بجانب مدعی کے طلب اور بجانب مدعا علیہ کے انکار ہونا ضرور رہے۔ اس قسم کی نالشات سے احکام مدات ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت متعلق مقصود نہین ہین۔ یہہ تجویز کرنے سے کہ مدات مذکور متعلق ہین ایجاد ایسے اہم کا ہندون کے (اور مسلمانون کے) قانون دائی مین داخل کرنا ہے جو ایکٹ میعاد سماعت کے نوعیت اور حیطہ کے قانون کا مقصود نہین ہوسکتا ہے۔

زوجہ کا اپنے شوہر کو ترک کردینا شاستر اً چند حالات مین روا رکھا گیا ہے لیکن شوہر کے دیوانگی سے زوجہ کو اوسکا ترک کردینا مناسب نہوگا۔ کسی حالت مین ترک کردینے سے رشتہ شوہر و زوجہ کا ختم نہین ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت مین نالش حقوق زناشوئی کی جوابدہی قرار واقعی ایسے عذر کے ثابت کرنے سے جو مستغیث کے کسی جرم متعلقہ شادی کے بنا پر ہو ہوسکتی ہے کہ جس سے مدعا علیہ مستحق افتراق کا ہوسکے۔

بیرحمی قانونی بجانب مستغیث ایک وجہ انکار حقوق زناشوئی کی بادعی [illegible] قائم کرنیکی ہوسکتی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

بندا مدعی سنے نالش اعادۂ حقوق زناشوئی مولا یلنے اپنی زوجہ کے بنام مسماۃ کوشلیا اپنی زوجہ اور ایک شخص مسمی شیو کے جسکی نسبت بیان ہوا ہی کہ وہ اوسکو بہکا لیگیا تہا ۲۶ نومبر ۱۸۸۶ء کو دایر کی تہی۔ عدالت مرافعہ اولی نے دعوی مدعیکا ڈگری کیا تہا۔ عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ اور نالش مدعی بطور خارج المیعاد کے ڈسمس کی تہی۔ تب مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا اور مقدمہ محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور جسٹس ممدوح نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۸ء کے اوسکو اوس بنچ مین سپرد کیا تہا جسمین اسٹریٹ صاحب جسٹس اور وہ خود شریک تہے۔ ۳۱ جولائی ۱۸۸۸ء کو اوس بنچ نے جو اسطرح پر موضوع ہوئی تہی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز تنقیح ذیل کے واپس بہیجا تہا۔ کہ آیا ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یا قریب اوسوقت کے جیسا کہ عرضی نالش کے فقرہ چہارم مین بیان درج ہے کوئی تقاضا مدعیکی طرف سے اوسکی زوجہ مسماۃ کوشلیا مدعا علیہا پر اوسکے پاس واپس آنیکا اور اوسکے طرف سے واپس آنے مین انکار ہوا تہا یا نہین۔ اس تنقیح پر عدالت اپیل ماتحت نے ۲۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کو چند تجاویز تحریر کین کہ جو تجاویز محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین۔ بعدہ مقدمہ بغرض سماعت روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ   سمین منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے واقعات ابتدائی اور امور قانونی جو اون سے ظہور پذیر ہوتے ہین پہلے اپنے حکم مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۸ء مین تحریر کئے ہین جسکے روسے مقدمہ دو ججون کے بنچ مین جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور مین خود شریک تہا سپرد کیا گیا تہا اور جب مقدمہ بغرض سماعت ہمارے روبرو پیش ہوا تہا تو ہمنے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۸ء کے مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت مین واسطے صاف تجویز اس تنقیح کے واپس بہیجا تہا کہ آیا ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یا قریب اوس زمانہ کے (جیسا کہ فقرہ چہارم عرضی نالش مین بیان ہوا ہے) کوئی تقاضا مدعیکی طرف سے اوسکی زوجہ مسماۃ کوشلیا مدعا علیہا پر اوسکے پاس واپس آنیکے لئے اور مسماۃ کیطرف سے

واپس آنیسے انکار ہوا تھا یا نہین -

اس تنقیح کی نسبت ذیعلم جج عدالت اپیل تحت سنے یہہ تجویز کی ہے کہ زوجہ مدعی کی مفروری اور اوسکا تقاضا واپسی کا اور اوسکا انکار پانچ برس قبل نالش کے وقوع پذیر ہوا ہے - اور مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا اوسوقت سے برابر بیچ مدعا علیہ کے ساتھ ہم بستر ہوتی رہی ہے اور اوس سے دو لڑکے پیدا ہوئے جسمین سے ایک ابتک زندہ ہے اور کوئی طلب بجانب شوہر یا انکار بجانب زوجہ دربارہ اعادہ حقوق زناشوئی کے اندر دو سال قبل نالش کے ثابت نہین ہے -

بہ نسبت تجاویز مذکورہ کے کوئی اعتراض کسی فریق نے بموجب دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین کیا ہے لیکن ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ یہہ بحث کرتے ہین کہ تجاویز مذکور قاطع نالش ہین - اونکی یہہ حجت ہے -

اول یہہ کہ شاستر ہنود مین مقصود چارہ کار بذریعہ نالش اعادہ حقوق زناشوئی بذریعہ نفاذ واپسی وہم بستری کے نہین ہے اور اسلئے اس قسم کی نالش قابل پذیرائی عدالت دیوانی کے نہین ہے -

ثانیاً - اگر ایسی نالش قابل پذیرائی کے بھی ہو تو طلب و انکار اعادہ حقوق زناشوئی ایک شرط مقدم اوپر قابل پذیرائی ہونے ایسی نالش کے ہے -

ثالثاً - بعد ہونے طلب مذکور کے منقضی ہوجانا دو سال کا ہمیشہ کیواسطے حسب ضمن ہائے ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے مانع نالش ہے -

رابعاً - بلحاظ حالات اسمقدمہ کے مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا کو بطور زوجہ متروکہ تصور کرنا چاہیئے اور اب وہ تابع طلب اعادہ حقوق زناشوئی شوہر کے شاستر نہین ہے اور

خامساً - یہہ کہ ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کا صادر کرنا ہر حال مین اختیار امتیازی عدالت مین داخل ہے کہ جو حسب حالات اسمقدمہ کے مستعمل نہونا چاہیئے -

اپیلانٹ کی بحث سے ان کل امور پر حجت ہے اور مقصد اس امر کے ثابت کرنیکا ہے کہ نالش قابل پذیرائی ہے اور خارج المیعاد نہین ہے اور شاستر اگر ڈگری ہونا چاہیئے -

قرین آسائش یہ ہوگا کہ مقدمہ پر ان امور کی ترتیب سے غور کیا جاوے جنپر رسپانڈنٹ

کی طرف سے اصرار ہوا ہے۔

بہ نسبت امر اول کے میری یہہ راے ہے کہ شاستر مین سند کافی اس امر کے ثابت کرنیکو موجود ہے کہ زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھہ ہم بستری زناشوئی مین اون خدمات کو ادا کرتی رہے جو از روے قاعدہ خانگی ہنود کے اوسپر مقرر ہین۔ یہہ اسناد ڈائجسٹ ہندو مؤلفہ کولبروک صاحب جلد ۲ کتاب ۴ باب ۱ اور باب ۲ مین جمع کئے گئے ہین اور جب وہ ایک ساتھہ پڑہے جائین تو اونسے بہت دلچسپ اور تعلیمی تصویر خانگی زناشوئی حالت زندگی زوجہ وشوہر کی جیساکہ مقصود شاستر ہنود کا ہے حاصل ہوتی ہے۔

اونمین سے چند کتابون کا یہان ذکر کیا جاسکتا ہے شاید اونمین سے سب سے عمدہ ایک منو کی کتاب ہے کہ جسکے ساتھہ باب ۲ ڈائجسٹ کولبروک صاحب کا (جلد ۲ صفحہ ۱۳۱) دربارہ خدمات زوجہ کے شروع ہوتا ہے۔

عورت لڑکپن مین اپنے باپ کے اختیار مین رہے اور جوانی مین اپنے شوہر کے اختیار مین اور بعد وفات اپنے شوہر کے اپنے بیٹون کے اختیار مین رہے۔ عورت کو خود مختار رہنے کی قابو نہ کرنی چاہئے۔ اوسکو اپنے باپ اور شوہر اور بیٹون سے علیحدہ ہونیکی خواہش کبہی نہ کرنی چاہئے کیونکہ اونسے علیحدہ ہونیمین استری دونون کل کو بدنامی دلاتی ہے۔ اوسکو ہر وقت خوشدل اور امور خانگی مین خوش انتظام رہنا چاہئے اور گہر کی چیزون کو اچہی طرح رکہنا چاہئے اور [illegible] اخراجات مین کفایت شعاری کرنا چاہئے۔ باپ جسکو یا بہائی برضامندی باپ کے اوسکو دیدے اوسکی تعظیم اوسکو دل وجان سے جب تک وہ زندہ رہے کرنا چاہئے اور جب وہ فوت ہو جاوے تو اوسکی طرف سے اوسکو غافل نہونا چاہئے۔ بواہ مین شانت منتر کے پڑہنے اور پرجاپتی (خداوند مخلوقات) کے واسطے یگیہ کرنیکے استعمال دولہنون کے انند کیواسطے کیا جاتا ہے لیکن پہلا دان یا شوہر کیجانب سے وفا کا مرہون کرنا اصلی اور ابتدائی باعث شوہر کے مالک ہونیکا ہے جب شوہر نے حقوق بواہ کے وید منترون سے تعمیل کردی ہے تو وہ ہمیشہ اپنی زوجہ کو اس لوک اور پرلوک مین رت کال اور غیر رت کال دونون مین سکہہ دیتا ہے۔ اگرچہ شوہر معمولی رسم ورواج یہہ عدم توجہی کرتا ہے یا دوسری عورت سے محبت رکہتا ہے یا عمدہ صفتون سے محروم ہے تو بہی پتی برتا استری کو ہمیشہ اوسکی تعظیم مثل دیوتا کے کرنا چاہئے (منو باب پنجم اشلوک ۱۴۸ لغایت ۱۵۴) رات دن عورت کو اپنے اختیار مین اوسکے محافظونکو

رکھنا چاہیئے لیکن جایز اور نیک شغلون مین گو اوسکی زیادہ عادت ہوگئی ہو اونکو خود اختیار
رہنے دینا چاہیئے - لڑکپن مین اونکا باپ حفاظت کرتا ہے اور جوانی مین اونکا شوہر اور
بڑہاپے مین اونکا بیٹا عورتونکی حفاظت کرتا ہے کیونکہ عورتین خود مختار ہونیکے لایق نہین
ہوتی ہین (منو باب ۹ اشلوک ۲ و ۳) - علاوہ کل باتون کے تہوڑی بہی احتیاط ناجایز کی
عورت کو محفوظ رکھنا چاہیئے کیونکہ اگر اسطرح پر محفوظ نہ رکھی جائین تو دونون کل کو رنج پہونچاتی
ہین - یہہ بات شوہرونکو بطور قاعدہ اتم دہرم کے سمجہنا چاہیئے جو سب ورنونکے لئے مقرر
ہے اور کیسے ہی کمزور کیون نہون اونکو اپنی زوجگان کو حفاظت جایز مین قرار واقعی طور پر
رکھنا چاہیئے - شوہر کو اپنی زوجہ کو دولت کی تحصیل اور تصرف مین پاکیزگی و فرض منصبیات
کے روزمرہ کہانا پکانے مین اور ظروف خانگی کے نگرانی مین مشغول و مصروف رکھنا چاہیئے
اطفال کی پیدائش اور بعد پیدائش کے اونکی حفاظت اور امور خانگی کے روزمرہ کی نگرانی
زوجہ کے لئے مخصوص ہے اولاد اور خوش انتظام خانہ داری اور توجہ فکرمند اور محبت اعلی درجہ
کی اور خوشی اسمانی عورت ہی سے پیدا ہوتی ہے جو بزرگونکی روح اور خود شوہر
کی روح کے لئے حاصل کرتی ہے جو عورت اپنے شوہر کو ترک نہین کرتی بلکہ اوسکے اطاعت
مین اپنا دل و زبان و بدن رکھتی ہے وہ اپنا مکان سورگ مین پاتی ہے اور پت برتا
ہونے سے دنیا مین شادہیونی یا نیک چلن کہلاتی ہے - لیکن زوجہ اپنے شوہر سے
بیوفائی کی وجہ سے اس زندگی مین مذمت کے قابل ہوتی ہے اور دوسرے جنم مین
شغال کے بطن سے پیدا ہوتی ہے اور پاپ روگ سے علیل یا بیماری سے بدی کی سزا ہوتی ہے (منو باب ۹ اشلوک ۳۰)
منو کے ان اقوال کے تائید اکثر دیگر معتبر اقوال دہرم شاستر سے ہوتی ہے اور
جن سے قول ڈاکٹر گورداس بنرجی کا مناسب معلوم ہوتا ہے -
کوئی قاعدہ قانونکا خود بنا ہے اوس قانون پر کبھی غالب نہین آیا ہے کہ جسکے رو سے
زوجہ پر فرض شوہر کی اطاعت اور اوسکے ذات کی تعظیم کا قایم ہوا ہی (ٹاگور لا لکچرز ۱۸۷۸ء صفحہ ۴۳)
خود شادی کے تعلق کی نوعیت سے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ شوہر اور زوجہ ہر ایک مستحق
دوسرے کے صحبت کے ہین - ہندون کے اقرار شادی کے شرایط صریحی مین سے ایک شرط
یہہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کا ہم صحبت رہیگا (کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۱۱۴) اسبات کی تائید اصلی
اسناد سے بخوبی ہوتی ہے اور قول ہیرپتہ کا دربارہ تذکرہ اوس طریق عمل کے جسکا بیاہی عورتونکے لئے

علم ہے اس قول کے ساتھ شروع ہوا ہے :-

زوجہ گہر ہے مرد کو وہ مسکن جسمین زوجہ نہوا ہیاکہر نہ سمجھنا چاہیئے لہذا زوجہ دوسرا گہر ہی جس مسلہ کو کو لبہروک صاحب نے حوالہ دیا ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ الغایت ۱۴۳) اوس مین جزو کی جزو کی تفصیل زوجہ کے خدمات خانہ داری کی ہے لیکن اون مین سے بہت موقع قول سانکہیا اور لیجیا کا تمثیلاً مین بیان کرتا ہون (کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۱۳۹)۔

ہر دوسرے روز زوجہ تو وہ ظروف جو کہانیمین مستعمل ہوے ہون صاف کرنا چاہیے اور مکان مسکن اور ہیاٹک مین جہاڑو دینا چاہیئے اور جب صاف ہوجاوے تو اوسکو لیپنا بہی رکہنا چاہیئے۔ اوسکو دہی چاول اور درواگہاس اور پہول پوجا کے لئے مہیا کرنا چاہیئے اور اپنے شوہر کے والدین کو تعظیماً پالاگن کرنا چاہیئے اور بعد اوسکے ضروری کاروبار خانہ داری کا اوسکو کرنا چاہیئے۔ دیوتاؤن اور مہمانون کے فارغ ہوجانیسے پہلے اوسکو کچہہ کہانا نچاہیئے اور بجز دوا کے طور پر کہلنیکے اوسکو اپنے شوہر کے کہا چکنے سے پہلے نہین کہانا چاہیئے۔

ڈاکٹر گورداس بنرجی نے اپنے شاستر متعلقہ نواہ مین (ٹاگور لاکچر ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۱۸) خلاصہ عام تاثیر اسناد کا بعبارت ذیل لکہا ہے۔

ازروے شاستر ہنود کے جیسا کہ فی الحقیقت اکثر دیگر قواعد کے روسے بہی زوجہ کی ازادی زیادہ تر قابل مزاحمت شوہر کے ہے۔ اپنے شوہر کے پاس حاضر رہنا اور اوسکی خدمت جسکے نسبت باستحکام نصیحت ہے اوسکو مجبوراً ہر کہین جہان وہ رہنا پسند کرے اوسکے ساتھہ جانا چاہیئے اور یہہ عام اصول قانون کا ہیکہ سکونت مستقل زوجہ کی وہی ہوتی ہے جو اوسکے شوہر کی ہوتی ہے۔ اوسکو ہر ایسی جگہہ کے جانیسے اجتناب کرنا چاہیئے جہان جانیکیواسطے اوسکا شوہر اوسکو منع کرے۔

مین نے اس اسناد پر خصوصاً اس امر کے خیال سے استدلال کیا ہے کہ ایسے مقدمات متعلقہ شادی مین ازروے دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۲ ۱۸۸۷ء) کے جسمین صرف مکرر احکام ۲۴ ایکٹ ۶ ۱۸۷۱ء کے موضوع ہوے ہین ہمکو صریحاً حکم ہے کہ شاستر کو متعلق کرین اور اوس قانون کو مثل قاعدہ فیصلہ کے متعلق کرین۔ قواعد قانون مذکور دربارہ محدود کرنے فرائض باہمی اور ذمہ داریہاے شوہر اور زوجہ کے بہت صاف ہین اور جبکہ شوہر پر اوسکی پرورش اور خبرگیری اور حفاظت کرنا لازم ہے تو زوجہ پر بہی اوسکے

ساتھ ہم بستری زناشوی مین رہنا اور اون امور خانگی کا انصرام کرنا لازم ہے جو قانونًا اوسکے لئے مقرر ہین ہندون کے پاک مسایل کے روسے جو دربارہ بیان کرنے خدمات زوجہ کے ہین بلاشبہہ بہت سے امور تفصیلی معین ہوے ہین جو صرف بطور احکام تہذیب کے متصور ہو سکتے ہین جسکی تمیز مدارہاے قانون سے ہوتی ہے اور یہہ فرق خود مضامین مسایل مذکورہ سے اور اوس عبارت سے ظاہر ہے جسمین احکام مذکور ظاہر کئے گئے ہین لیکن مجھے یقین ہے کہ مسایل جہانتک وہ ہم بستری زناشوی سے متعلق ہین اور اوسکے روسے ازادگی زوجہ پر قیود قایم ہین اور زوجہ اپنے شوہر کے تحت حکومت ہوتی ہے ایسے قواعد قانون کے ہین جنسے شوہر کو ایک حق قانونی برتنا اوس تعلق قانونی سے پیدا ہوتا ہے جو فیمابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے۔ حقوق مذکور مین بعض احکام تہذیب کو مخلوط نکرنا چاہئے کیونکہ وہ اون ہمشکل مسایل پر مبنی ہوتے ہین جنکے روسے شوہر پر مستقل فرض اپنے زوجہ کے پرورش کرنیکا اور دیگر ایسی ذمہ داریان قایم ہوتی ہین جو قانون مین مسلم ہین اور قانونًا نافذ ہوتے ہین۔

اسقدر فی الحقیقت اہم طور پر بحث نہین ہو سکتی ہے کہ استحقاق ہم بستری زناشوی کا ایک حق قانونی ازروے شاستر متعلقہ شادی کے نہین ہے جو شوہر اور زوجہ کو جانبین سے قابل استفادہ ہو۔ لیکن جس امر کی بابت اہم طور پر بحث ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ باوجودیکہ حقوق مذکور شاستر الحقوق قانونی ہین تاہم اوس قاعدہ مین کوئی چارہ کار اوسوقت کے لئے نہ معین ہے اور نہ مقصود ہے کہ جب شوہر یا زوجہ اون ذمہ داریون کے خلاف ورزی کرے کہ جو استحقاق مذکور کے روسے پیدا ہوتی ہین اور اسلئے نالش اعادہ حقوق زناشوی کی شاستر مین لامعلوم ہے اور ہماری عدالتون مین پذیرا نہین ہو سکتی ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ یہہ بحث باعتبار عام اصول جورس پروڈنس اور نیز بطور امر شاستری یعنی دونون کے روسے صحیح نہین ہے۔ یہہ مسلہ کہ جہان استحقاق ہے وہان چارہ کار بھی ہے ایک مسلہ بالعموم متعلق ہوتا ہے کیونکہ قانون مین ایسا استحقاق تسلیم نہین ہوتا ہے جو نافذ نہین ہو سکتا ہے۔ کسی ایسے مباحثہ مین داخل ہونا فضول ہے کہ جن قواعد یا انصاف کے روسے عدالت کو کسی دادرسی خاص کے عطا کرنے مین انکار کرنا مناسب ہوتا ہے یا جب ڈگری ہو جاوے تو اوس استحقاق پر قیود اور شرایط قایم کرنیکا اونکو اختیار دیا جاتا ہے تو اون قواعد کے روسے کوئی اختلاف اوس عام مسلہ پر قایم نہین ہوتا ہے جو مینے ابھی بیان

کیا ہے۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ جب استحقاق ہم بستری زناشوی کی خلاف ورزی ہو تو باعتبار عام اصولون کے استحقاق مذکور بذریعہ اعادہ حقوق زناشوی کے نافذ کیا جاتا ہے مقدمہ منشی بذل الرحیم بنام شمس النسا (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۱ دیکھیے صفحہ ۶۱۴) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ فرمایا ہے۔ اگر از روے اوس قانون کے جسمین تعلق فریقین کا منضبط ہوا ہے فریقین مین سے ایک کو استحقاق عطا ہوا ہے اور اوس استحقاق سے انکار کیا جاوے تو انکار سمجہا جاوے اور بحز اوس صورت کے کہ سند سے یا دلایل سے مخالف ثابت کیا جاوے یہہ قیاس کرنا چاہیئے کہ اوس بحالت کے لئے عدالت الضاف کوئی چارہ کار ضرور ہے۔

جہانتک شاستر کو بہ نسبت اعادہ حقوق زناشوی کے تعلق ہے روبرو مسٹر جسٹس پنہی صاحب ہائیکورٹ بمبئی کے مشہور مقدمہ دادا جی بہیکا جی بنام رکما بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۲۹) مین ایک بحث پیش کی گئی تہی اور اون ذیعلم جج نے بقبولی عذر زوجہ کے جو مدعا علیہا تہی یہہ تجویز کی تہی کہ ایسی نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے کیونکہ وہ شاستر مین تسلیم نہین ہوئی ہے۔ لیکن اوس فیصلہ کی ناراضی سے اوس نیچ مین اپیل ہوا تہا جسمین سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور بیلی صاحب جسٹس شریک تہے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۱) اور رپورٹ سے ثابت ہے کہ اون ذیعلم ججون کے روبرو بہت عالمانہ اور لایق بحث ہر دو جانب سے بہ نسبت اوس امر کے ہوئی تہی اور کل اعلیٰ اسناد پر حوالہ ہوا تہا۔ مسٹر تیلنگ نے منجانب زوجہ کے جو مجیب نالش تہی یہہ بحث کی تہی (دیکھیے صفحہ ۳۰۴) کہ اگرچہ شاستر مین زوجہ اور شوہر کے خدمات معین ہین تاہم کوئی طریقہ اونکی تعمیل کا اوسمین معین نہین ہے اور خدمات مذکور محض مذہبی ہین اور عدالتہاے دیوانی سے وہ نافذ نہین کیجا سکتی ہین۔ ذیعلم کونسل موصوف نے باعتبار سند مقدمہ کیتمر امنی داسی بنام کاشی ناتہہ داس (بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵ اپیل دیوانی) کے درمیان ذمہ داری مذہبی مین جو ذمہ داری قانون سے قابل امتیاز ہین ایک فرق نکالا تہا اور یہہ بتلایا تہا کہ عدالتہاے دیوانی اب اوس اختیار کو استعمال کرتی ہین کہ جو اختیار اوسوقت راجہ کا تہا کہ جب شاستر کی کتابین لکہی گئی ہین چنانچہ مناصبت عدالت سے بحوالہ اون مناصبت کے تحقق ہونا چاہیئے کہ جو مدارات راجہ کے لئے مقرر تہے اور اس عہدہ

کونسل موصوف نے اقرار کیا تھا کہ طریقہ نفاذ حقوق زناشوی کا صرف بذریعہ ہراج ڈنڈ کے تھا اور از روے شاستر کے صرف اوس صورت کا مقصود ہے کہ جب شوہر اپنی زوجہ کو چھوڑ دے اور صرف یہی نتیجہ ہو سکتا ہے کہ راجہ کو ڈنڈ دیا جاوے لیکن اوسمین کوئی حکم اوس صورت کے لئے نہین ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے علیٰحدہ ہو جاوے۔ اور بحالت نہونے کسی ایسے حکم کے یہہ فرض کر لینا چاہیئے کہ ایسا ہی چارہ کار یا سزا اوسکے لئے متعلق ہے لیکن کسی صورت مین اعادہ حقوق زناشوی کا حکم نہین ہے اور نہ اوسکا ضابطہ معین ہے۔ بتائید اس حجت کے ذیعلم کونسل نے ویوہار میوکھہ باب ۲۰ ہندو لا بکس مولفہ اسٹوکس صاحب صفحہ ۱۶۴ سے بہی استدلال کیا تھا اور یہہ کہکر اوسپر زور دیا تھا کہ بیوستہ چندر کا مین کوئی حکم اعادہ کا نہین ہے مین نہین خیال کرتا ہون کہ جس طریقہ سے مسٹر تلنگ نے اوس موقع پر یہہ بحث کی تہی اوس سے زیادہ لایق طور پر یہہ بحث کیجا سکتی ہے اور مین اوسکو نہ دہرم شاستر کے روسے جانچونگا خصوصًا اسوجہ سے کہ بینچ اپیل کے ذیعلم ججون نے کہ جنہون نے بحث مسٹر تلنگ کو نامنظور کیا اور جسٹس پنہی کی ڈگری کو منسوخ کیا اپنا فیصلہ بمقابلہ کسی خیال نسبت دہرم شاستر کے کسیقدر حالت قاعدہ مقدمات منفصلہ پر مبنی کیا ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ اسمین شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ از روے قاعدہ ہندو جو رسم پرونس کے معدلت گستری ایک خدمت منجملہ خدمات سلطان وقت کے ہے اور جو تذکرات اوسکے خدمات کے شاستر مین ہین اونکو دربارہ نافذ کرنے شاستر کے ایسے مقدمات مین بطور ہدایت کے ہماری عدالتونکو قبول کرنا چاہیئے۔ لیکن ہرگاہ یہہ بات اسطرح پر ہے تو بطور ایک مسئلہ غیر مشتبہ کے یہہ بہی اقرار کر دینا چاہیئے کہ سایل دہرم شاستر مین راجہ بحیثیت میرپنچ اور عدل گستر کے نگہبان حقوق اور سزا دہندہ بیجایت کا اور اشخاص ضرر رسیدہ کو چارہ کار کا عطا کنندہ تصور کیا جاتا ہے۔ بلا ان تین اختیارات کے جنکا استعمال بلاشبہہ مطابق قانون کے ہونا چاہیئے راجہ کو اون امور کا معوض کرنا جو بلاشبہہ از روے شاستر کے اوسکو مفوض ہوے ہین یعنی اختیارات و منصب عدالتانہ کا مفوض کرنا لاحاصل ہوگا۔

توبہ نسبت تاثیر شادی کے جو اوسکے فریقین پر ہے شاستر کے کیا احکام ہین۔ شانا بجرن سرکار ایک مشہور شاستری کی عبارت جو اونہون نے اپنے بیوستہ چندر کا

(جلد ۲ صفحہ ۴۸۰) مین استعمال کی ہے استعمال کیجاتی ہے ۔

تاثیر بواہ یعنی شادی کی یہہ ہے کہ بواہ کی ریت و رسم کر چکنے کے بعد خصوصًا ویدکے اس منتر کے پڑھنے کے بعد دولہہ اور دولہن ایک ہو جاتی ہین ہاڑ سے ہاڑ (شناخت ہو جاتی ہے) ماس سے ماس یہان سے کہان شوہر اور زوجہ ایسے ہو جاتے ہین کہ گویا ایک ہی شخص ہین ایسا ہی منو نے کہا ہے شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ ایک ہی شخص ہے ۔ ورہسپتی نے بھی ایسا ہی کہا ہے سو ہم سیتکون اور مجموعہ قانون مین اور نیز عام عملدرآمد مین زوجہ اپنے شوہر کا نصف جسم یعنی اردہنگ قرار پاتی ہے جو نیک اور بد اعمال کے پہل کا برابر حصہ لیتی ہے جسکی زوجہ مری نہو اوسکا نصف جسم یعنی آدہا انگ زندہ رہتا ہے ۔

چونکہ مقصود قانونی نسبت تاثیر بواہ یعنی شادی کے یہہ ہے تو اوہنین ذیعلم مصنف نے خلاصہ نتیجہ اسناد کا (صفحہ ۵۰۸ دفعہ ۱۷) یہہ قاعدہ قرار دیکر بیان کیا ہے کہ جب معاہدہ شادی کی تکمیل بواہ کے رسمون سے مناسب طور پر ہو جاوے تو شادی قابل انفساخ نہین ہوتی ہے اور تعلق مابین بیاہے جوڑے کا ایک یا دونون کی اصلی وفات کے بعد بھی قایم رہتا ہے مصنف موصوف نے اپنا یہہ نتیجہ بالخصوص منو کے قول پر مبنی کیا ہے (باب ۹ اشلوک ۴۶) استری فروخت کرنے اور ترک کرنے سے اپنے شوہر سے علیحدہ نہین ہوسکتی ہے ہم سب کو کامل طور پر وہ قانون تسلیم ہے جو سری برہماجی نے سابق مین صادر کیا ہے ۔ اوسکے بعد ہمارے روبرو قول نارد کا موجود ہے وہ یہہ ہے کہ ۔ اگر ایک دوسرے کو ترک کردے یا اگر وہ جانبین کی تکرار پر اصرار کرین بجز صورت زناکاری زوجہ کے جو حفاظت مین رہتی ہو تو دونو نکا قصور ہے (ڈائجسٹ کولبرک صاحب دفعہ ۲ صفحہ ۱۳۰ مسئلہ ۵۳) ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ بمبئی ہائیکورٹ کے روبرو مسٹر تلنگ کی یہہ بحث تہی کہ ممانعت خلاف ترک کرنیکے ایک ذمہ داری تہذیبی یا مذہبی ہے اور قانونًا راجہ اوسکو نافذ نہین کرسکتا ہے اوسکا اختیار رتا وان یعنی وندیر محدود ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ذیعلم ایڈوکیٹ نے بعض شانت منترون کو جو ڈائجسٹ کولبرک (جلد ۲ صفحہ ۱۲۹) مین دستیاب ہوتے ہین نظر انداز کیا ہے یا انکو کم قدر سمجھا ہے ۔ منتر ۹۵ نارد کے قول سے ہے ۔ جو شوہر اپنے عزیز زوجہ یا اوسکو جو بدزبان نہین ہے اور جو ذیہوش اور ثابت قدم اور بار آور ہے یا ترک کردی تو بذریعہ سخت سزا کے راجہ اوسکو اپنی خدمت پر واپس لاویگا ۔ پس اس مسئلہ کو اسطرح پر

پڑھنے سے جیسا کہ مین اوسکو پڑھتا ہون صاف یہہ مقصود ہے کہ راجہ کو اختیار نافذ کرنے تعمیل خدمات زناشوی بجانب شوہر کے حاصل ہے اور ذکر سزا کا بطور وسایل تعمیل اون ذمہ داریون کے ہوا ہے۔ یہہ سچ ہے جیسا کہ وشنو کے قول (۱: ۱) سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کسی بےقصور زوجہ کو ترک کردے اوسکو مثل چور کے سزا بھگتنی پڑیگی اور یہہ واقعہ بھی ہے کہ دیگر رشیون نے بھی سزا کا قاعدہ مقرر کیا ہے۔ مثلاً یجنولکیا نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے۔

جو شخص کسی زوجہ کو باوجودیکہ وہ اوسکے احکام کے مطیع انتظام خانہ داری مین مستعد اور پسر سعیدکی مان ہے اور مہربانی کے ساتھ بولتی ہے ترک کردے تو اوس سے ایک ثلث اوسکی دولت جبراً ادا کرا دیجاویگی یا اگر وہ غریب ہے تو اوس زوجہ کے لئے اوس سے نان و نفقہ مقرر کرا دیا جاویگا۔

بلاشبہہ یہہ اور اور سزائین قانوناً اوس شوہر کے لئے مقرر ہوے ہین جو خلاف قانون اپنی زوجہ کو ترک کردیتا ہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ برامد نہین ہوتا ہے اور فی الحقیقت ایسا قیاس صریحاً نارد کے اوس قول کے خلاف ہے جسکا مینے ابھی ذکر کیا ہے (کہ اختیار عدالتہائے سلطان وقت کا سزا تک محدود ہے اور نفاذ تعمیل ذمہ داریہای زناشوی تک وسعت پذیر نہین ہوتا ہے۔ نارد کے قول کی یہہ عبارت ہے راجہ بذریعہ سخت سزا اوسکو اپنی خدمت پر واپس لاویگا۔ پس اس قول سے جب صاف طور پر پڑہا جاوے ثابت ہوتا ہے کہ سزا معاون اعادہ حقوق زناشوی کی ہے۔ چنانچہ ان اقوال کی تعبیر مشہور شاستری شاما چرن سرکار نے اپنے ویوستہ چندرکا (جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ دفعہ ۲۱) مین جس موقع پر اونہون نے خلاصہ اوس قاعدہ کا لکھا ہے حسب مضامین ذیل کی ہے۔

بلا کسی ایسے قصورون کے جو قانون مین حسب متذکرہ بالا تسلیم ہوے ہین زوجہ کو ترک نکرنا چاہئے۔ جو کوئی نیک اور بلاقصور زوجہ کو ترک کرتا ہے اوسکو اپنی خدمت پر راجہ واپس لاویگا یا جبراً اوسکی دولت کا ایک ثلث ادا کرا دیا جاویگا یا اگر غریب ہے تو اوسکے لئے نان و نفقہ مقرر کرا دیا جاویگا۔

میری راے مین یہہ صحیح بیان شاستر کا درباره بیجا ترک کردینے زوجہ بجانب شوہر کے ہے اور اوس سے میرے ذہن مین کچھہ شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ شاستر مین مقصود

اعادہ حقوق زناشوی کا حسب خواہش زوجہ کے پایا جاتا ہے۔

لیکن جو بحث مسٹر تلنگ کی بمبئی ہائیکورٹ کے روبرو تھی وہ اس سے تجاوز کر گئی تھی کیونکہ ذیعلم ایڈوکیٹ نے بحوالہ اقوال دہرم شاستر بہت وسعت کے ساتھ اقرار کیا ہے کہ اگر کوئی حکم اوس صورت کے لئے نہین ہے کہ جب زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جاوے اور گوذات یعنی قوم دست انداز ہو کسی موقع پر یہہ ذکر نہین ہے کہ اختیار راجہ کا اوس معاملہ مین دست انداز ہو سکتا ہے جب زوجہ اپنے شوہر کو خلاف قانون ترک کر دے۔ فی الحقیقت اسمقدمہ مین اس بحث کا اعادہ کیا گیا ہے اور فی الحقیقت مسٹر تلنگ کے بحث کے دیگر اجزا کا اعادہ ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ نے کیا ہے جس سے بدرجہ مساوی وسیع نفی اختیار راجہ کا اوپر ترک کرنیوالی زوجہ کے ظاہر کیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وسیع نفی بعض عمدہ اور ضروری اقوال شاستر کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ مثلاً منو (باب ۹ اشلوک ۸۳) مین یہہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے۔

جس عورت کے اوپر دوسری الواہ شوہر نے جو اثر کیا ہوا اور وہ عورت غصہ ہو کر نکل جاتی ہو تو اوسکو یا تو فوراً روک رکھا جانا چاہئے خواہ کل خاندان کے روبرو ترک کر دیا جانا چاہئے۔

معقول تعبیر جو اس قول پر قائم ہونا چاہئے وہ یہہ ہے کہ حبس روک رکھنے کا مقصود اس قول مین ہے وہ وہ قید جابرانہ ہے جسکا حکم بعد کسی قسم کی تجویز کے کوئی حاکم قانونی صادر کرے اور حاکم مذکور معمولی طور پر راجہ ہو سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر مین باستحکام اس امر کے تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ حبس قید کا مقصود اس حکم قول مین ہے وہ وہی قید ہے جو ایسے مدیون ڈگری کے لئے ہوتی ہے جو ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کے نافرمانی کرتا ہے اور جسکا حکم ہمارے ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۲۶۰ مین ہے۔ لیکن اختیار راجہ کا جو اوس زوجہ پر ہوتا ہے جو بیجا طور پر اپنے شوہر کو ترک کرتی ہے منحصر اس نتیجہ یا صرف مشابہت پر نہین ہے۔ منو کا ایک صاف و صریح قول ہے جسکو مین زیادہ زور کے ساتھ نقل کرتا ہون کیونکہ وہ قدیم منشا شاستر کا ایک نمونہ ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اختیارات راجہ کے بہ نسبت بیجا ترک کرنے شوہر کے زوجہ کیطرف سے کہانتک وسیع ہین۔ قول مذکور مجموعہ متبرک مین بطور اشلوک ۳۷۱ باب ۸ مین موجود ہے۔

اگر کوئی زوجہ اپنے خاندان اور اپنے رشتہ مندون کے صفتون پر مغرور ہو کر اوسکی اطا

اوس خدمت کی نافرمانی کرے جو اوسکے ذمہ شوہر کے لئے عاید کی گئی ہے تو راجہ اوسکو ایسے مقام پر جہان بہت لوگ آتے جاتے ہون کتون سے نوچن کراوے۔

یہہ سچ ہے کہ یہہ قول اوس باب مین واقع ہے جو قانون فوجداری سے بابت ہے لیکن جیساکہ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ عدالتہائے انصاف کو دربارہ تعبیر الیسر قدیم دستور قانون بطور ہندو جو بس پر دونس کے اور اوسکے قواعد زمانہ حال سے متعلق کرنے مین اس امر کو فراموش نکرنا چاہئے کہ اون قدیم ایام مین انتظام قانونی خیالات قانونی کا جیساکہ اب سمجہا جاتا ہے نہ معلوم تہا اور نہ تسلیم ہوا تہا اور شاستر منو کا بطور خود مجموعہ کے بہت عمدہ تمثیل اس امر کی ہے کہ اون متبرک قانون بنانیوالون نے مذہبی اور دیوانی اور فوجداری قواعد قانون کو کیونکر مخلوط کر دیا ہے۔ اسکے ساتہہ مین اس تحریر کو شامل کرنا چاہتا ہون کہ بہ نسبت نزاعات متعلقہ شادی کے بالخصوص دیگر قوانین بہی مثل شرع اور قانون انگریزی کے کوئی فرق صریح مابین مذہبی اور دیوانی اور فوجداری ہمشکل مقدمہ کے ہمیشہ نہین قایم کرتے ہین اور ان مقدمات کی کارروایات ہمشکل فوجداری کے تصور کیجاتی ہین۔ اس امر کو ذہن نشین کرکے یہہ حجت نہین ہوسکتی ہے کہ از روے اقوال شاستر کے راجہ کو اختیار دنیاوی ترک کرنیوالی زوجہ پر نہین دیا گیا ہے اور یہہ کہ حبس سزا یا چارہ کار کا مقصود ہے وہ تہذیبی یا مذہبی قسم کی ہے۔ بلاشبہ یہہ ظاہر ہے کہ جب ایک مرتبہ اختیار سلطان وقت کا ثابت ہوجاوے تو جس طریقہ سے وہ حقوق کی حفاظت کریگا یا اونکو نافذ کریگا اوسکا ضابطہ بلحاظ حالات وقت کے ہوا کریگا۔

البتہ ہماری عدالتین ترک کرنیوالی زوجہ کی نسبت ایسی سزا صادر نہین کرسکتی ہین جیساکہ اقوال مذکور مین مقصود ہے لیکن یہہ بات قرین عقل ہے کہ اگر قدیم ایام مین راجہ اوسکو کتون سے نوچن کرا سکتا تہا تو ہماری عدالتون کے نسبت یہہ تجویز ہوسکتی ہے کہ اس زمانہ مین اونکو کم اختیار اوسکے قید کرنیکا حاصل ہے بشرطیکہ وہ بیجا طور پر اپنے شوہر کو ترک کردے اور ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کی تعمیل محکومہ دفعہ ۲۶۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے انکار کرتی ہو۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مین کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ بموجب منشاء اور عبارت خود شاستر کے نفاذ حقوق زناشوی کا بجانب حاکم عدالت مشتہر حکم

اعادہ کے بیرون حیطہ اختیارات رعیہ کے نہین ہوتا ہے اور اسلئے اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی سے اس زمانہ مین باہر نہین ہے - اس نتیجہ کی بخوبی تائید عدالتون کے سلسلہ طویل فیصلہ بندی سے ہوتی ہے جیسا کہ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے اپنے فیصلہ مقدمہ داداجی بہکاجی بنام رکمابائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۱) مین بتلایا ہے اور مین اوس فیصلہ سے ایک فقرہ کی نقل کرنا چاہتا ہون کیونکہ وہ ایسے طریقہ سے بہتر عبارت مین ظاہر کیا گیا ہے کہ جس طریقہ سے مین خود اس امر کو اور اون امور اور نتایج کو جو مین نے اس مقدمہ مین اخذ کئے ہین تصور کرتا ہون - بہ نسبت مقدمات منفصلہ کے جو اس بارہ مین ہین سر چارلس سارجنٹ صاحب نے یہانتک فرمایا ہے -

لہذا ہم صحت کے ساتھہ کوئی ایسا عذر پذیرا نہین کر سکتے ہین جو اختیار سماعت کی حد تک پہونچتا ہے جیسا کہ یہہ ہے جسپر مسٹر تلنگ نے اصرار کیا ہے یعنی یہہ کہ کتب شاستری مین تعمیل جبریہ خدمات شادی کی تسلیم نہین ہوئی ہے بلکہ اونکو بطور خدمات ناکامل ذمہ داری کے جو اجازت مذہبی سے نافذ کیجاتی ہین تصور کیا ہے - لیکن ہم یہہ تحریر کر سکتے ہین کہ اگر کتب شاستر مین کوئی مسئلہ ایسا نہین پایا جاتا ہے جسکے رو سے راجہ کے واسطے یہہ ضابطہ معین ہو کہ شوہر یا زوجہ کو واپس اونکا حکم دے لیکن کوئی مسئلہ مشعر ممانعت یا معذر جبر کے نہین دکھلایا گیا اور یہہ مسئلہ ہے کہ خدمات متعلقہ تعلق شوہر و زوجہ کے ہمیشہ سے تابع قواعد ذات یعنی قوم کے رہی ہین اور اسلئے باثبات معدلت گستری قانونی کے عدالتہاے مناسب طور پر اور بالضرور اپنی نسبت حاصل ہونا اختیار سماعت کا نسبت حقوق زناشوی کے حنبلی تجویز شاستر کے رو سے ہوئی ہو تصور کرینگے اور بموجب اپنے خاص طریقہ ضابطہ کے اونکو نافذ کرینگے -

اس سے مجھے بحث کے جزو دوم پر جو مجانب رسپانڈنٹ کے کی گئی ہے رہبری ہوتی ہے یعنی یہہ کہ شوہر کیطرف سے اعادہ حقوق زناشوئی کا صاف و صریح مطالبہ اور زوجہ کیطرف سے انکار ایک شرط مقدم ایسی نالش کے قابل پذیرائی پر ہے - یہہ مسلم ہے کہ شاستر کا کوئی ایسا مسئلہ نہین ہے جسمین کسی ایسے قاعدہ کا حکم ہو لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ معاملہ ضابطہ کا ہے اور اسلئے باعتبار عام اصول ضابطہ کے فیصلہ اوسکا بالضرور بر اقرار ہونا چاہئے کہ ضرورت مطالبہ مقدم کی ہے - پس جہانتک اصول عام کو تعلق ہے

میری یہہ راے ہے کہ عورت کا چلا جانا اور بیجا طور پر خود اپنے شوہر کے گھر سے اور اوسکے ساتھہ ہم بستری سے باز رہنا واسطے موضوع ہونے بنا مخاصمت واسطے نالش اعادہ حقوق زناشوی کے کافی ہے واقعہ بیجا ترک کرنیکا فی نفسہ ایک خلاف ورزی اوس استحقاق کی ہے جو نافذ کیا جا سکتا ہے ۔ با ستعمال عبارت سارجنٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ دلواجی بھکاجی بنام روکما بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰) کے منشا نالش اعادہ حقوق زناشوی کی یہہ ہے کہ جن لوگونکا بیاہ ہو چکا ہو اونکو ایک ساتھہ رہنا لازم ہے اور یہہ کہ ایک یا دوسرا بلا وجہ جایز کے مثلاً عورت ہو علیحدہ ہو گیا ہے ۔ دیگر دستور قانونی کو لحاظ کرنیسے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ مندرجہ دفعہ ۳۲ ایکٹ طلاق ہند (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۹ع) صحیح عام اصول پر مبنی ہے ۔ دفعہ مذکور مین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ جب شوہر یا زوجہ نے بلا عذر معقول کے دوسرے کی صحبت سے علیحدگی کر لی ہو تو شوہر یا زوجہ کو اختیار ہے کہ بذریعہ سوال کے عدالت ضلع یا ہائیکورٹ مین واسطے اعادہ حقوق زناشوی کے درخواست کرے اور بعد اطمینان اس امر کے کہ بیانات مندرجہ سوال مذکور سچ ہین اور کوئی وجہ قانونی اس امر کی نہین ہے کہ کیون درخواست مذکور منظور کیجاوے ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کی اوسی مطابق صادر کر سکتی ہے ۔ دفعہ مذکور مین یہہ کچھہ بیان نہین ہے کہ مطالبہ مقدم بطور شرط مقدم نسبت سوال اعادہ حقوق زناشوی کے ضرور ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور عام اصول قانون انگریزی اور عدالت طلاق کے اوسوقت تک کے عملدرآمد پر مبنی ہے جو عملدرآمد مقابلہ کے رو سے حالیہ بذریعہ اوس قاعدہ جدید نمبر ۱۷۵ کے تبدیل ہو گیا ہے جو اسٹیٹری جج نے اوس اختیار کے رو سے صادر کیا ہے جو قوانین پارلیمنٹ کے رو سے اونکو عطا ہوا ہے ۔ قاعدہ مذکور بطور ضمیمہ کے رسالہ مولفہ براونس صاحب دربارہ طلاق و مقدمات متعلقہ شادی (طبع چہارم صفحہ ۵۴۸) مین چھپا ہے ۔ عام تاثیر قاعدہ مذکور کی یہہ ہے کہ سایل کیطرف سے پہلے سے تقاضا ہم بستری کا ہونا چاہئے اور قبل درج رجسٹر ہونے سوال کے اوسکی تعمیل کے لئے موقع معقول گذر جانا چاہئے لیکن مسٹر براون نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹ مین چند مقدمات کا بہ ثبوت اس امر کے حوالہ دیا ہے کہ قاعدہ مذکور کی سختی سے دست برداری کیجا سکتی ہے اور جن صورتون مین تقاضا تحریری کی تعمیل رسپانڈنٹ کی ذات پر نہو سکتی ہو تو قاعدہ مذکور کے تعلق مین ترمیم

کیجاسکتی ہے۔ خود قاعدہ مذکور ۱۹۰۶ء تک مرتب نہین ہوا تھا اور مین واقف نہین ہون کہ قاعدہ مذکور کبھی ہندوستان مین مقدمات متعلقہ ایکٹ طلاق ہند مین بہی داخل کیا گیا ہے۔ اور اس امر سے تو کہین کم واقف ہون کہ قاعدہ مذکور ہماری عدالتون مین مقدمات اعادہ حقوق زناشوی باہم اہل ہنود مین کبھی متعلق کیا گیا ہے۔

لیکن منجانب رسپانڈنٹ کے بطور تمہید جزو سیوم بحث کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ ازروے احکام مد ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے عام قاعدہ تبدیل ہو گیا ہے۔ مدات مذکورہ مین سے اول مد مین دو برس کی میعاد واسطے نالشات دلاپانے زوجہ کے مقرر ہے اور جسوقت سے وہ میعاد شروع ہوتی ہے اوسکی نسبت یہہ بیان ہوا ہے کہ جب عورت مانگی جاوے اور دینی سے انکار کیا جاوے اسی طرح پر مد آخر الذکر مین دوبارہ مقرر کرنے وہی میعاد واسطے نالشات اعادہ حقوق زناشوی کے یہہ بیان ہوا ہے کہ میعاد مذکور کا شمار اوسوقت سے ہوگا جب اعادہ چاہا جائے اور اوس سے شوہر یا زوجہ بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل کیطرف سے انکار کیا جاوے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ ضرورت تقاضا کی ایک معاملہ متعلقہ ترتیب نالش کا ہے اور چونکہ قانون میعاد سماعت کا قانون کے اوسی شاخ سے متعلق ہے اور الفاظ ایکٹ میعاد سماعت متذکرہ بالا کو بوجہ ضروری مفہوم کے ایسا تصور کرنا چاہیے جس سے قانون ذاتی شرع محمدی اور شاستر کے قواعد مین تخفیف ترمیم یا ازدیاد اسبارہ مین ہوتی ہے اور اسلئے کوئی امر مغایر قوانین ملکی کے اوس حفاظت کی نسبت نہین ہوسکتا ہی جسکی ذمہ داری ازروے دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء) کے کیگئی ہے بشرطیکہ ایسے مقدمات اعادہ حقوق زناشوی مین عدالت قبل تحریک نالش کے تقاضا اور انکار کے ثابت ہونے پر اصرار کرے اور جس صورت مین تقاضا مذکور نہوا ہو اوسحالت مین نالش کو بطور قطعی ممنوع السماعت کے خارج کر دے۔

مین نے اس حجت پر تمام تر فکر کے ساتھہ غور کیا ہے کہ اس بخوبی مسلہ قاعدہ تعبیر قوانین سے چشم پوشی نہین ہوسکتی ہے کہ واضعان قوانین کی نسبت یہ اعتبار نہین ہوسکتا ہی کہ غیر ضروری فضولیات یا اختلاف قایم کیا ہوگا اور قبل اسکے کہ مین اپنی راے اسبارہ مین ظاہر کرون مین خیال کرتا ہون کہ اوس علت غائی کا دریافت کرنا ضروری ہی جسکی رہبری اس بحث سے متعلق ہوتی ہے چونکہ اس بحث کا دراصل استدلال الفاظ متعلقہ

مدہ ۳۴ یہہ ہے تو اوس سے ضرور یہہ نتیجہ متعلق ہے کہ واسطے قابل سر سبزی ہونے نالش اعادہ حقوق زناشوئی کے نہ صرف تقاضا اور انکار ہی لازمی ضرور ہے نہین بلکہ یہہ بہی ہے کہ تقاضا و انکار مذکور مابین شوہر و زوجہ کے اوسوقت ہونا چاہئے کہ جب مرد یا عورت بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل ہو پس بالفاظ دیگر اگر یہہ حجت صحیح ہے تو ایکٹ میعاد سماعت کے نسبت یہہ تصور ہونا چاہئے کہ اوسکے روسے اعادہ حقوق زناشوئی کا مابین نابالغان یا بمقابلہ نابالغان اور اشخاص مجنون کے قابل استفادہ نہین ہے اور جس صورت مین فریقین مین سے کوئی نہ کوئی ناقابلیت مذکور مین مبتلا ہو تو ایسی نالش معدوم ہو جائیگی۔

بعدہ یہہ بحث اہم پیدا ہوتی ہے۔ کہ آیا واضعان قوانین کا بذریعہ مرتب کرنے مدہ ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت کے کسی ایسے نتایج اہم کا مقصود یا مفہوم تہا جو متعلق دست اندازی ملکی. قوانین ذاتی متعلقہ شادی اور تعلقات زناشوئی کے ہین۔ اس سوال کے جواب دینے کے لئے چند ضروری قواعد تعبیر قوانین کا ذہن نشین رکہنا ضروری ہے تمہید قوانین کے نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ عمدہ وسیلہ اوسکے منشاء دریافت کرنیکا ہے اور گویا اوسکے سمجہنے کے لئے وہ ایک کنجی ہے کیونکہ عموماً اوسمین بیان واضعان قوانین کی عام غرض اور مقصود اوس ایکٹ کے صادر کرنیکا ہوتا ہے یا اوس بیان کا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور صحیح طور پر تمہید مذکور بغرض رفع کرنے کسی ابہام یا قایم کرنے معنی اون الفاظ کے جنکی ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہین یا بغرض قایم رکہنے تاثیر ایکٹ مذکور کے اوسکے اصلی حیطہ مین درحالیکہ کوئی جزو حکمی قانون مذکور کا منجملہ ان امور کے کسی امر کے بابت بغرض استشباہ مین غور کرنا چاہئے (میکسول صفحہ ۵۲) لیکن تمہید مذکور جزو حکمی کو محدود یا وسیع نہین کرسکتا ہے درحالیکہ عبارت جزو حکمی کے صاف ہوتی ہے اور بہ نسبت اوسکی معنی یا اوسکے حیطہ کے کنجایش شبہہ کے نہین ہوتی ہے (کتاب مذکور صفحہ ۵۶)

جو کچہہ مسٹر ولیس فورس نے اپنی کتاب مین قواعد کا ہونا بیان کیا ہے اوسکا بہی ایسا ہی اثر ہے اور مجہکو کچہہ شبہہ نہین ہے کہ قانون کی تمہید ایک عمدہ وسیلہ اطلاع کا واسطے دریافت کرنے غرض و مقصد واضعان قوانین اور حیطہ قانون کے ہے۔ چونکہ کیفیت یہی اور دیگر اصول تعبیر کے بدرجہ مساوی بخوبی مسلمہ ہین جنکو مسٹر میکسول صاحب نے اپنی مشہور کتاب دربارہ تعبیر قوانین مین بیان کیا ہے (صفحات ۹۵ و ۹۶) قبل اسکے کہ

رکہونی تعبیر مجوزہ نسبت کسی ایسے فقرہ کے قایم کیجاوے جسمین ایک سے زیادہ معنی کی
گنجایش ہو اون تاثیرات اور نتایج پر غور کرنا ضروری ہے جو اوس سے منتج ہو سکتے مین
کیونکہ اوس سے اکثر اصلی معنی الفاظ کے ظاہر ہوتے ہین - چند ایسے اغراض ہین جسکی نسبت
قیاس کیا جاتا ہے کہ واضعان قوانین کا مقصد نہین ہے لہذا جس تعبیر سے رہبری اونمین
سے کسی طرف ہو تو اوس سے پرہیز کیا جانا چاہئے - اکثر اوقات نہ صرف الفاظ کے اصلی یا لفظی
معنی سے اختلاف کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے بلکہ قواعد صرف و نحو کی تعبیر سے بھی اختلاف
کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے جب یہہ امر خلاف قیاس ہوتا ہے کہ اوسنے اصلی مقصد
واضعان قوانین کا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس امر کا تجویز کرنا زیادہ تر قرین عقل ہے کہ واضعان
قوانین نے اپنا مقصد کو زیادہ تر عاقلانہ طور سے ظاہر کیا ہے یعنی وہ مقصد ظاہر کیا ہے کہ جس
مقصد کا ہونا قیاس نہین کیا جا سکتا ہے - منجملہ ان قیاسات کے ایک قیاس یہہ ہے
کہ واضعان قوانین کا مقصد یہہ نہین ہوتا ہے کہ قانون مین بجز اوسکے کوئی تبدیل و تغیر ہو
جسکو وہ یا تو بذریعہ عبارت صریح کے یا بذریعہ ایسے الفاظ کے جو قابل غلطی ہونیکے نہون صریح طور پر
ظاہر کرتے ہین یا یون کہنا چاہئے کہ عین حیطہ او رعرض قانون کی علاوہ طور پر ظاہر کرتے ہین بجز اسکے کل عام
اصولون مین قانون بلا دست اندازی کے قایم رہتا ہے بدرجہ اخیر یہہ امر قرین قیاس نہین
ہے کہ واضعان قوانین اصلی اصولون کو نکالدینگے اور حقوق کو ضبط کر دینگے اپنے ارادہ کو ساتہہ
ناکافی صفائی کے ظاہر کرنیکے قانون کے عام قاعدہ سے اختلاف کر دینگے اور الفاظ عام کو کوئی
ایسے تاثیر صرف اسوجہ سے بخشنا کہ اونکے وسیع اور شاید اونکے اصلی معنی مین اسکے وہی
معنی ہین اونکے ایسے معنی قایم کرتا ہوگا کہ جس معنی مین در اصل اونکا استعمال نہین ہوا تھا -
لہذا تعبیر کا یہہ قاعدہ مشتہر ہے کہ لفظون کی تعبیر کو وہ کیسی وسیع اور اپنے معنی مین قابل فہم ہون
ایکٹ کے عین اغراض کے ٹہیک طور پر محدود ہونی چاہئے اور اسطرح پر تعبیر ہونی چاہئے کہ عام اصول
قانون کے تبدیل نہ ہو جاوین -

ان قواعد کے متعلق ہونیکی تمثیل مسٹر میکسول صاحب نے (صفحہ ۱۰۴) باعتبار نظیر
مقدمہ [illegible] (لا رپورٹ جلدہ چینسری صفحہ ۴۰۳) لکہدی ہے جس موقع پر یہہ تجویز
ہوئی تہی کہ مضمون قانون میعاد سماعت ۳ و ۴ جلوس ولیم [illegible] باب ۲۷ دفعہ ۲۶ کی تعبیر جسکے
رو سے اراضیات کا مالک اپنے اس [illegible] دلالہ سے بوجہ [illegible] [illegible]

س خریدار سے جسکو علم نہین ہے یا وجہ باور کرنیکی نہین ہے کہ فریب مذکور کا ارتکاب ہوا ہے
ابندی کی اصل قیاس ہے جو یا جاسکتی ہے بذریعہ او سکی عام عبارت کے
ضعان قوانین کا مقصود بطور قرینہ بر خلاف برگزیدنے ان عادلانہ اصولون کے نہین تہا جو دربارہ اطلاع
یری کے مین بہ اداد فعہ مذکور سطور بہ بنی گئی ہین اور سکے یہہ معنی ہین کہ خریدار جو خود یا بذریعہ اپنے
رندہ کے جسکا علم و وجہ یقین اضافتاً مساوی ہو دیسی عالم او یقین کے بسبب علم تہا و نہ باور
ینکی وجہ حاصل تہی -

مین نے ان تعبیر کے اصولون پر اسوجہ سے استدلال کیا ہے کہ مین خیال کرتا ہون کہ
اصول مذکور قانون برٹش انڈیا سے بقوت مساوی متعلق ہوتے ہین اور اب مین اس امر کا
ذکر کرونگا کہ بہ نسبت اوس خاص امر کے جواب زیر مباحثہ ہے انکا اثر اوپر تعبیر ایکٹ میعاد سماعت
ند ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے کیا ہے -

پس اول مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہید مین دربارہ محدود کرنے غرض اور حیطہ ایکٹ
کے ذکر نالشات وغیرہ اور حصول ملکیت حق آسائش و جایداد کا بطور اون امور کے ہوئے جسکی
نسبت وضع قانون کے عمل مین لائی گئی تہی - تمہید مین ایک لفظ نہی اس امر کے ثبوت
کے لئے نہین ہے کہ نوعیت قوانین ذاتی متعلقہ شادی یا تعلقات زناشوہی کے کسی تبدیلی
مقصود تہا اور بحالت نہونے اظہار صریحی خواہ بذریعہ عبارت صریحی یا کنایہ ناقابل غلطی کے حیطہ
ایکٹ کا تمہید سے تجاوز نہین کر سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ متن ایکٹ مین کوئی نتیجہ مختلف
ستعمال عبارت جلی کے جو بلا خلش صاف ہون ظاہر کیا گیا ہو - دوسرے طور پر یہہ تجویز کرنے سے
اضعان قوانین کی نسبت یہہ سمجہا جاویگا کہ اشخاص اور جایداد کے حقوق موجودہ اور تجویز
تحکم مین بذریعہ ضمنی اور فریبی طریقون کے دست اندازی کی گئی ہے - اور منجملہ اون وجوہ
کے ایک وجہ ہے کہ تعبیر قوانین مین کیون اوس فرق کا ذہن نشین رکہنا ضروری ہوتا ہے
جو درمیان اون الفاظ و عبارت کے جنکا محض استقراریہ یا اختیاری ہونا مقصود ہے اور اون
الفاظ اور عبارت کے ہوتا ہے جنکا استعمال بنظر اظہار حکم یا ممانعت بذریعہ عبارت تاکیدی کے
تاکیدی کے کیا جاتا ہے - حکم واضعان قوانین کا اون نتائج سے برآمد نہین کیا جا سکتا ہے
جو محض استعمال الفاظ پر بلا صریحاً محدود کرنے عبارت کے مبنی ہوتے ہین اور یہہ قاعدہ بقوت
مخصوص اوس موقع پر متعلق ہوتا ہے جہان حکم یا ممانعت متن ایکٹ کے اون الفاظ سے

برآمد کیا جاتا ہے جو متعلق اون امور کے ہوتے ہین جو ایکٹ کے اوس حیطہ کے علاوہ ہوتے ہین
جو ایکٹ مذکور کے تمہید سے ظاہر کیا گیا ہے۔

پس یہہ ظاہر ہے کہ جو الفاظ ضمن ہاے ۲ و ۳ و ۵ و ۳۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت مین
مستعمل ہوے ہین وہ محض بیانیہ ہین اور کسی منشا ہین الفاظ حکمی نہین ہین کہ جنہین فی نفسہ
کوئی حکم یا ممانعت شامل ہو۔ خانہ اول مین بیان قسم نالشات کا ہے خانہ دوم مین ذکر میعاد
سماعت کا ہے اور خانہ سیوم مین بیان وقت اغاز میعاد مذکور کا ہے۔ خود ان تینون خانونکو
یکجا پڑہنے سے کوئی الفاظ حکمی ایسے ظاہر نہین ہوتے ہین جو اپنی نوعیت مین حکم یا ممانعت
ہدایتی یا تاکیدی ہون اور یہہ بات صرف اوسی وقت ہوتی ہے کہ جب وہ ایکٹ کے دفعہ ۴ کے
ساتھہ پڑہی جاتی ہین تو اونکا اثر اجازتی یا امتناعی ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھنا چاہئے کہ
دفعہ ۴ کیا کہتا ہے۔ اوسمین صرف یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ نالشات وغیرہ جو بعد اوس میعاد
سماعت کے داخل ہون جو اوسکے لئے ایکٹ کے ضمیمہ ۲ مین معین ہے وہ ڈسمس کیجاوینگے
وہ یہہ نہین کہتا ہے کہ جو الفاظ اور عبارات ضمیمہ کے خانہ سیوم مین مشعر بیان اغاز وقت
میعاد سماعت کے مستعمل ہوے ہین اونسے یہہ مقصود ہے کہ غرض بیانیہ سے زیادہ کار آمد
ہونگے اور یہہ کہ اونسے قواعد متضمن ایسے حکم یا ممانعت کے برآمد کیجا سکتی ہین جو مشعر تخفیف
و ترمیم یا ازدیاد قواعد اون قوانین اصلی کے ہین جو حیطہ و اختیار تمہید سے باہر ہین۔ بقرارداد
ان ارائکے مین یہہ تجویز نہین کر سکتا ہون کہ الفاظ مندرجہ خانہ سیوم مدہ ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت
کو اسطرحپر پڑہنا چاہئے یا اونکی تعبیر کرنا چاہئے کہ گویا قانون کے رو سے امور ذیل قرار پائے ہین
(۱) یہہ کہ کوئی نالش اعادہ حقوق زناشوی کی بجز اوس صورت کے پذیرا نہین ہو سکتی
ہے کہ پہلے سے طلب اعادہ کا کیا جاوے اور اوس سے انکار کیا جاوے۔
(۲) یہہ کہ کوئی نالش اعادہ حقوق زناشوی کی نابالغ یا شخص غیر صحیح العقل کے
طرف سے قابل پذیرائی کے نہوگی۔
تاہم ضروری منطقی نتیجہ اوس حجت کا جو رسپانڈنٹ کیطرف سے اسمقدمہ مین ہوئی
ہے یہی ہے۔ مین تجویز کرتا ہون کہ الفاظ مندرجہ خانہ سیوم مدات ۴۳ و ۵ و ۳ محض بیانیہ
نسبت اغاز وقت میعاد سماعت کے ہین اور الفاظ مذکور صرف اس قیاس پر مبنی ہین کہ قوانین
ملکی متعلقہ شادی و حقوق زناشوی کے رو سے تقاضا ضروری ہے لیکن الفاظ مذکور ایسے

الفاظ ملکی ہنین ہین جنکے روسے کوئی ایسی قواعد قرار پاسکین جو مشعر کسی تخفیف یا ترمیم قوانین
ملکی کے ہون یا اونمین کچھہ ازدیاد کرسکین - اونکی لنسبت یہہ متصور ہونا چاہئے کہ قوانین ملکی
کو بہ ادست اندازی کے چھوڑدیا ہے لہذا اثر ان دونون مدات کا اس سے زیادہ نہین
ہوسکتا ہے کہ اونسے یہہ عام اشارہ حاصل ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا یہہ قصد تہا
کہ ایسی نالشات کے لئے دوسال کی میعاد سماعت قایم ہوجسکا شمار وقت انتزاع یا دخل بیجا
خانہ سیوم سے ہونا چاہئے جس موقع پر دہ بیان متعلق ہونگے لیکن دوسری صورتونمین
معمولی قواعد میعاد سماعت کے متعلق کرینگے نافذ ہونگے اور اوسکا شمار اوسوقت سے
کیا جاویگا کہ جسوقت سے استحقاق نالش کرنیکا پیدا ہوا تہا - بالفاظ دیگر مین یہہ تجویز کرتا
ہون کہ جن صورتون مین فریقین کے قانون ذاتی کے روسے پہلے سے طلب کی شرط
نہین ہے اور نابالغ اور اشخاص غیر صحیح العقل اعادہ حقوق زناشوی کے مستثنیٰ نہین
کئے گئے ہین اون صورتون مین ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت اور نہ مد ۳۴ ایکٹ ہذا کو
کو تعلق ہے بلکہ نالش مذکور عام احکام مد ۱۲۰ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل ہوگی - اس
تعبیر سے بلاشبہہ تاثیر مدات ۳۴ و ۳۵ کی بوجہ محدود ہوجانے اونکے تعلق کے کمزور ہوجاتی ہین اور اونکی
تجزیہ ہوجاتا ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ جب واضعان قوانین ایسی عبارت استعمال کرتے
ہین جسمین یا تو ایسے مقدمون کے لئے کوئی حکم نہین ہے جو پیدا ہونیوالی ہین یا کسی خاص
قاعدہ کے تعلق کو کسی خاص قسم مقدمات پر محدود کرتے ہین تو ضروریتی صورت پیدا ہوگی
اسکی تمثیلین مقدمات رپورٹ شدہ مین دستیاب ہوتی ہین -

بمقدمہ ناتہہ پرشاد بنام رام پلٹن رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ
(۲۱۸) ایک اجلاس کامل عدالت ہذا نے جبکہ اوس بعض البطلی کا افسوس تہا جو اونکے فیصلہ
سے متعلق تہی یہہ تجویز کی تہی مد ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت کا جسمین ایک سال کی میعاد نالش
شفع کے لئے مقرر ہے اوس نالش نفاذ حق شفع سے متعلق نہین ہے جو بہ نسبت بیع
شرعی حصہ محال غیر منقسمہ کے ہو لہذا ایسی نالش عام احکام مد ۱۲۰ مین داخل ہے جسمین چہہ
سال کی میعاد مقرر ہے - اسکی تقلید بمقدمہ ملک لال بنام گمراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۴) اور عاشق علی بنام متہرا کاندو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵
صفحہ ۱۸۷) مین ہوئی تہی اور اس قاعدہ پر بمقدمہ درگا بنام حیدر علی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ ۱

الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۶۷) اور اودت سنگہ بنام پدارتہہ سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۴) وسعت دی گئی تہی۔

قابلیت تعلق معہ تاثیرمات ۴۴ و ۳۴ مین صرف انہین خیالات سے جو مینے بیان کئے ہین کمزوری اور تجزیہ نہین ہوتا ہے۔

جن دیگر خیالات کی بحث مین اب مین مصروف ہوتا ہون اونسے بہی اونکی وہ تاثیر جو بطور امر مانع بوجہ میعاد کے ہوتا ہے بالکل زایل ہوجاتی ہے ۔ مین بتلا چکا ہون کہ جن الفاظ حکمی سے یہہ دونون مدات بطور عارضہ میعاد سماعت کے موثر ہوتے ہین وہ مضامین دفعہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین جو تاکید آ مقتضی ڈسمسی اون نالشات کے ہین جو بعد انقضاے میعاد سماعت مندرجہ ضمیمہ دوم کے دایر ہوئی ہین ۔ لیکن یہہ حکم تاکیدی عبارت صاف صریح مین میعاد سماعت مندرجہ ضمیمہ دوم کو تابع احکام مندرجہ دفعہ ۵ لغایت دفعہ ۲۵ ایکٹ میعاد سماعت کے کرکے خود محدود ہوجاتا ہے ۔ منجملہ دفعات مذکورہ کے ایک بہت ضروری دفعہ ۲۳ ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

> در صورت تسلسل خلاف ورزی معاہدہ اور درصورت تسلسل کسی فعل امر ناجایز کے جو معاہدہ سے علاقہ نہ رکہتا ہو جسقدر عرصہ مین کہ تسلسل اوس خلاف ورزی یا امر ناجایز کا جیسی کہ صورت ہو قایم رہی ہر لحظہ پر جدید میعاد سماعت شروع ہوگی۔

قبل اسکے کہ مین اس دفعہ کی تاثیر کے بیان سے دست کش ہون مین ضرور یہہ بتلاؤنگا کہ دفعہ مذکور بحیثیت موجودہ حال ہو قوہ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) بجاے دفعات ۲۳ و ۲۴ ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء) کے قایم ہوئی ہے جنمین سے دفعہ اول الذکر متعلق متواتر اور مسلسل خلاف ورزی ہاے معاہدہ کے تہا اور دفعہ آخر الذکر مسلسل امور تکلیف دہ کی صورتون پر محدود تہا اور اونمین میعاد ہاے سماعت جدید اور استحقاق نالش جدید کا ضابطہ معین تہا ۔ حال کی دفعہ نے اون دونون دفعات کو تخفیف کردیا ہے اور بہت وسیع قاعدہ دربارہ مقرر کرنے میعاد سماعت جدید کے قرار دیا ہے جو ہر لحظہ پر بصورت مسلسل خلاف ورزی معاہدہ اور مسلسل امور ناجایز کے یکسان شروع ہوتی ہے ۔ دوسری تبدیلی یہہ ہے کہ مدہ ۳۴ حال جو نمبر ۴۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین قایم تہا اور مدہ ۳۵ جو نمبر ۴۲ ایکٹ مذکور میں بلا ان الفاظ کے قایم تہا منجانب شوہر یا زوجہ بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل۔

بحوالہ قانون کے جیساکہ وہ بموجب ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے تہا پنجاب چیف کورٹ کے اجلاس کامل کو جسمین مسٹر پلوڈن و مسٹر اسمایتہ اور مسٹر ایلیسی شریک تہے مقدمہ غزنی بنام مسماۃ مہران (پنجاب ریکارڈ نمبر ۴ صفحہ ۱۵۰) پر غور کرنا پڑا تہا کہ جو مقدمہ باسمہ مسلمانون کے اسی قسم کا تہا جیساکہ یہہ ہے اور جنہون نے امر تجویز طلب بعبارت ذیل مرتب کیا تہا۔

نالش مابین مسلمان فریقین مین جب شوہر دعوی اعادہ حقوق زناشوئی کا بمقابلہ اپنی زوجہ کے اور دعوی دلا پانے اپنی زوجہ کا بمقابلہ اوس شخص کے جو اوسکو روکتا ہو کرے اور جب نالش مذکور دو سال سے زیادہ عرصہ مین بعد طلب و انکار (الف) اعادہ حقوق زناشوئی اور (ب) دلاپانے اپنی زوجہ کے اور تعلق شوہر اور زوجہ کا ابتک قایم ہے تو آیا نالش (الف) بمقابلہ زوجہ از روے مد ۲۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اور (ب) بمقابلہ دیگر مدعا علیہ از روے مد ۱۱۴ ضمیمہ مذکور کے خارج المیعاد ہے یا نہین۔

بجواب اس سوال کے سر ایم پلوڈن صاحب نے جنہون نے فیصلہ سر برآوردہ مقدمہ مین صادر کیا تہا بعد بیان کرنے اس امر کے کہ یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ بموجب شرع محمدی کے نکاح ایک معاہدہ دیوانی کا ہے اور اوسکے روسے زوجہ پر اپنے شوہر کے ساتھہ ہم بستر ہونیکی ذمہ داری قایم ہوتی ہے بجز اوس صورت کے کہ کوئی وجہ معقول اوسکے اجتناب کرنیکی ہو اور یہہ کہ نالش شوہر کے پاس اوسکے واپس آنیکے لئے ہوسکتی ہے یہانتک فرمایا ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو زوجہ کو خود اپنے آپکو بے مناسب طور پر روک رکھنا ایک خلاف ورزی معاہدہ نکاح کی ہے اور ایسی خلاف ورزی ہے جو اوسوقت تک قایم رہتی ہے کہ جب تک وہ اسطرحپر روکی رہے۔ اور بعد غور کے مین کوئی وجہ کافی اس امر کے تجویز کرنیکی نہین پاتا ہون کہ حسب منشاء دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت کے کیونکہ وہ اوسکے مضامین داخل ہے یہہ خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی نہین ہے پس اگر وہ دفعہ متعلق ہے کیونکہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متعلق ہے تو مد ۱۱۴ ضمیمہ کا اوس قسم کے مقدمہ کے فیصلہ پر جیساکہ اب زیر غور ہے حاوی نہین ہوتا ہے۔ بعدہ ذیعلم جج نے یہہ بتلایا ہے کہ مد ۲۴ (جو بمضمون مد ۳۵ ایکٹ حال کے ہے) پر دفعہ ۲۳ غالب ہے جسکے روسے مد مذکور بہ نسبت ایسی نالش کے جیسی کہ یہہ نالش منجانب مسلمان شوہر بنام اپنی زوجہ کے ہے غیر موثر ہو گیا ہے مزید بران ذیعلم جج موصوف نے اپنی راے یہہ کہکر ظاہر کی ہے۔

مسلسل کسیطرحپر یہہ نتیجہ برآمد نہین ہوتا ہے کہ مد ۲۴ بالکل دفعہ ۲۳ کے روسے بے اثر ہو گیا ہے

کیونکہ مذکور کل نالشات قسم متذکرہ سے متعلق ہوتا رہیگا جہان ازروے عام قانون فریقین کے نکاح معاہدہ دیوانی کا نہین ہے اور جن سے بدینوجہ دفعہ ۲۳ متعلق نہین ہوتا ہے۔ لہذا ایک نالش مسلمان شوہر بنام اوسکی زوجہ واسطے دلاپانے اپنی زوجہ کے خارج المیعاد ہونیکے قابل نہین ہوتی ہے۔

قبل اسکے کہ فیصلہ مذکور سے کچھہ اور استعار کردن مین یہہ بتلانا چاہتا ہون کہ جو فرق فقرہ متذکرہ بالا کے روسے درمیان اوس شادی کے جو معاہدہ دیوانی ہے اور اوس شادی کے جو فرض مذہبی ہے جیسا کہ ہندؤن مین ہے نکالا گیا ہے اوسکا ہر اثر بنظر اس امر کے موقوف ہوجاتا ہے کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت حال کا خلاف ورزی مسلسل معاہدہ اور امر ناجایز سے جو معاہدہ سے علاقہ نرکہتا ہو بدرجہ مساوی متعلق ہوتا ہے پس وجوہ ذیعلم جج ممدوح کے اب بدرجہ مساوی ہندو کی شادیون کے مقدمے متعلق ہونگے۔ بہمون وجہ کوئی فرق درمیان اخر دفعہ ۲۳ کے جو اوپر نالشات دلاپانے زوجہ (مد ۱۴ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ہمضمون مد ۳۴ ایکٹ حال) بنام شخص ثالث اور نالشات اعادہ حقوق زناشوی بنام زوجہ (مد ۳۴ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ہمضمون مد ۳۵ ایکٹ حال) یہ موباقی نہین رہا ہے کیونکہ صورت اول الذکر مین امر ناجایز مسلسل ایسے شخص کیجانب سے ہوتا ہے جو معاہدہ شادی مین شریک نہین ہے اور صورت اخر الذکر مین خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی منجانب فریق معاہدہ کے ہوتی ہے ہر صورت مین خلاف ورزی مسلسل ذمہ داری پر دفعہ ۲۳ ایکٹ حال کا حادی ہے۔

بالتخصیص اس قاعدہ کے قرار دینے کے بعد کہ جب تک شادی قایم رہے نالشات اعادہ حقوق زناشوی کی جو باہم مسلمانون کے ہون خارج المیعاد نہین ہوتی ہین ذیعلم جج ممدوح نے تحریرات مزید کی ہین جو ہندو اور مسلمانون کی شادیون سے جہانتک نالشات اعادہ حقوق زناشوی کو تعلق ہے یکسان متعلق ہونگے ممدوح الیہ نے یہہ تحریر کیا ہے کہ

قبل ترک کرنے اس امر کے مین یہہ اور لکھنا چاہتا ہون کہ علاوہ یہی نتیجہ حاصل ہے یعنی یہہ کہ شوہر اپنا استحقاق بذریعہ نالش دلاپانے اپنی زوجہ کے کسی مدت کے بعد نافذ کرسکتا ہے بشرطیکہ یہہ تجویز قرار پاوے کہ دفعہ ۲۳ معاہدہ شادی سے متعلق نہین ہے اور یہہ کہ زوجہ کا خود اپنے آپکو روک رکھنا کوئی خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی حسب منشاء دفعہ مذکور کے نہین ہے۔ کیونکہ اگر یہہ قیاس کیا جاوے کہ مد ۳۴ متعلق ہے اور اگر نالش

اعادہ حقوق زناشوی کی اس بنیاد پر ڈسمس کردیجاوے کہ نالش طلب اور انکار شقتہ سے دو سال کے اندر دایر نہیں کی گئی ہے تاہم میری راے مین شوہر مجاز طلب جدید کرنے اور نالش جدید دایر کرنیکا ہے بشرطیکہ اوس طلب کی تعمیل نکی گئی ہو۔ شادی تاہم قایم رہیگی اور استحقاق صحبت زوجہ کا بھی قایم رہیگا اور دفعہ ۳۲ ایکٹ مذکور سے بالکل بلا تعلق ایک استحقاق رو سے جبراً اوسکی ذمہ داری کی تعمیل کرنیکا ہوگا ایکٹ مین کوئی حکم مسل حکم مندرجہ دفعہ ۲۹ کے جو بہ نسبت نالشات دخلیابی اراضی یا منصب موروثی کے ہے مشعر زوال حق شوہر بابت صحبت اپنی زوجہ کے نہین ہے اور محض ڈسمس ہونا نالش کا بر بناء عذر میعاد سماعت کے مانع نالش جدید بہ لحاظ حق مذکور کے نہوگا۔

بہ نسبت میعاد سماعت (محکومہ مدام ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء بمضمون مدبہ ۳۵ ایکٹ حال) بمقابلہ اوس شخص ثالث کے جس نے زوجہ کو پناہ دی ہو ذیعلم جج نے یہ تجویز کی ہے کہ دفعہ ۳۲ ایکٹ سابق (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء) متعلق نہ تھی کیونکہ وہ خلاف ورزی ہاے مسلسل معاہدہ سے متعلق ہی اور نہ دفعہ ۲۴ متعلق ہے کیونکہ وہ صرف ایک قسم کے ضرر یعنی امر تکلیف دہ مسلسل تک محدود ہے لہذا نالش تاریخ طلب اور انکار سے دو سال کی میعاد پر ممنوع السماعت ہو جاویگی۔ یہ فرق جو مین بیان کر چکا ہون بخیال زیادہ قابل الفہم ہونے نوعیت احکام دفعہ ۳۲ ایکٹ حال سے ختم ہو جاتا ہے اور علاوہ برین جیسا کہ ذیعلم جج ممدوح نے اپنے فیصلہ کے اخیر مین بتلایا ہے اونکے دلایل جو بہ نسبت عملی تاثیر طلب کنتواتر دوبارہ زایل کرنے میعاد سماعت کے ہین اون نالشات کے بمقابلہ زوجہ اور نیز بمقابلہ اوس شخص ثالث کے جس نے اوسکو پناہ دی ہے یکسان متعلق ہین۔

جو اراء مسٹر ایچ ایم پلوڈن صاحب نے بمنصب سینئر جج پنجاب چیف کورٹ کے ظاہر کی ہین اون کو جج ممدوح کے ذیعلم ہم جلیسون نے اختیار کیا تھا اور مینے اونکو اس طوالت کے ساتھ اسوجہ سے نقل کیا ہے کہ جس مقدمہ مین وہ ظاہر کی گئی ہین صرف وہی ایک مقدمہ رپورٹ شدہ ہے جو رپورٹ ہاے مطبوعہ مین پایا جاتا ہے۔ لیکن ایک فیصلہ بمبئی ہائیکورٹ کا ہیم چند بنام جیون بنام شیوجی جو میرے دست رس سے باہر ہے کیونکہ وہ کسی سندی رپورٹون مین ظاہر نہین ہوتا ہے لیکن اوسکا حوالہ مسٹر اسٹارلنگ صاحب نے اپنی یادداشت دفعہ ۳۳ اور مدہ ۳۵ مین اسطرح پر کیا ہے کہ فیصلہ مطبوعہ ہائیکورٹ بمبئی سنہ ۱۸۸۳ء مین بصفحہ ۱۲۴ و ۱۲۵

مین طبع ہوا ہے۔ اوس فیصلہ کا حوالہ مسٹر متر کے رسالہ میعاد سماعت مین بھی ہوا ہے (طبع دوم صفحہ ۲۱۱ه) اور اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس مقدمہ کا حوالہ برنیین صاحب کے دایجسٹ فیصلجات غیر رپورٹ شدہ ہائیکورٹ بمبئی کے صفحہ ۱۲۱ مین ہوا ہے۔ مسٹر اسٹارلنگ صاحب نے تاثیر اس فیصلہ کی یہہ بیان کی ہے کہ زوجہ کا اپنے شوہر کے پاس واپس جانیسے انکار کرنے اور اوسکو اپنے حقوق زناشوہی کے استعمال کرنے دینے سے انکار کرنے اور زوجہ کو کسی ایسے شخص کے روکنے سے جسکے گھر مین وہ رہتی ہے امور ناجایز مسلسل پیدا ہوتے ہین جنسے ہمیشہ متواتر بنا دعوی مخاصمت طلب اور انکار کی پیدا ہوتی ہے اور ذیل مصنف نے تاثیر مقدمہ پنجاب اور مقدمہ بمبئی کے خلاصہ کر ضمن یہہ قانون بیان کیا ہے کہ استحقاق شوہر کا دربارہ اپنی زوجہ کے دلاپانیکے ایسا ہے جو اوسوقت تک قایم رہتاہے کہ جب تک شادی قایم رہتی ہے لہذا یہہ معلوم ہوتاہے کہ جب جب وہ اپنی زوجہ پر قبضہ اوس سے طلب کرے یا اعادہ حقوق زناشوہی کا چاہے اور انکار کیا جاوے تو اوتنی ہی مرتبہ بنا دعوی مخاصمت جدید پیدا ہوگی۔ عملی نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ اوسکے لئے کوئی میعاد سماعت دربارہ نالش دلاپانے زوجہ یا اعادہ کے اوسوقت تک عارض نہوگی کہ جب تک شوہر نالش اندر دو سال کے کسی طلب یا انکار سے دایر کرے (اسٹارلنگ صاحب کا ایکٹ میعاد سماعت صفحہ ۱۰۷)۔

پنجاب کا مقدمہ ایک نالش مابین مسلمانون کے تھی اور بمبئی کا مقدمہ نالش مابین ہندوون کے تھی اور جہانتک اون فیصلون کے روسے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے مین اونکے اتفاق کرتا ہون کہ تعلق قانونی جو شادی سے پیدا ہوتاہے اوس سے ذمہ داری مسلسل ہم بستری زناشوہی کی شوہر اور زوجہ پر عاید ہوجاتی ہے اور جب تک یہہ تعلق قانونی قایم رہتاہے اوسوقت تک انحراف ناجایز اس ذمہ داری کا گو بجانب شوہر کے ہو یا بجانب زوجہ کے ہو خواہ کسی شخص ثالث کیطرف سے ہو (جیسا کہ کسی ایسے شخص کیصورت مین ہوتاہے جو زوجہ مفرور کو پناہ دیتاہے) بمنزلہ امر ناجایز مسلسل یا خلاف ورزی ذمہ داری حسب منشاء دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے ہے پس میعاد جدید اوسوقت کے ہر لحظہ پر پیدا ہوتی ہے کہ جسوقت تک خلاف ورزی یا امر ناجایز مذکور جیسی کہ صورت ہو قایم رہے۔

اسمقدمہ مین مجھے اس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ مین اون فیصلون کو قبول کرنے پر آمادہ ہون جسکی نسبت یہانتک مفہوم ہو سکتا ہے کہ اونکے رو سے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ متواتر طلب اور انکار بطور بنیاد متواتر نالشات اعادہ حقوق زناشوہی کے ضروری ہین یا کیجا سکتے ہین بدین نتیجہ کہ کوئی میعاد سماعت یا کوئی دوسرا عذر ایسا نہین ہو سکتا ہے جو قطعی طور پر مانع ایسی نالشات کا اوسوقت تک ہو سکے کہ جب تک نالشات مذکور کسی طلب یا انکار سے دو سال کے اندر دایر کیجاوین - لیکن مین یہہ تحریر کر سکتا ہون کہ اسوجہ سے بہت شبہہ اور دقت پیدا ہوئی ہے کہ کوئی فرق کافی صاف و صریح درمیان اوس طلب کے جو از روے قانون اصلی کے جزو ضروری بنا مخاصمت جو بنیاد نالش ہے اور اسوجہ سے ایک شرط مقدم دربارہ نفاذ استحقاق بذریعہ نالش کے ہے اور اوس طلب کے نہین قایم کیا گیا ہے جو بنیاد نالش کی نہین پیدا کرتا ہے لہذا جواز و قانون کے لازمی نہین قرار پایا ہے -

قسم اول کی بہت عمدہ تمثیل شرع محمدی کے شفع کے قاعدہ مین دستیاب ہوتی ہے جسکے رو سے ابتدائی طلب و تقاضا بطور شرط مقدم نسبت قابل النفاذ ہونے استحقاق مذکور کے ضروری قرار پاے ہین اور جنکے متروک ہو جانیسے نالش نا قابل پذیرائی ہو جاتی ہے - اخیر قسم کے طلب و تقاضا کی تمثیلات یعنی جو طلب اختیاری ہین اونکی تمثیلین خود ایکٹ میعاد سماعت کے مدات ۵۹ و ۶۰ مین پاے جاتے ہین کہ جسمین اگرچہ از روے اقرار کے روپیہ عند الطلب واجب الادا ہو جاتا ہے لیکن تاریخ قرضہ کی ایک صورت مین اور تاریخ بل یا نوٹ کی دوسری صورت مین وقت آغاز میعاد سماعت کا قرار پایا ہے چنانچہ نالش بلا کسی طلب ماسبق کے قایم رکھی جا سکتی ہے - یہہ امر کہ آیا ایسا قاعدہ جو رسم پرودنس کے رو سے بنیاد معقول پر مبنی ہے یا نہین ایک امر فایدہ عظیم کا ہے اور سر لوئس جیکسن صاحب نے بمقدمہ تارکی پرشاد گھوس بنام رام کرشن بانرجی (بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۴۰) اوسپر بخوبی بحث کی ہے جسمین باعتبار سند سجاد نیز اسٹن صاحب کے تعلیم جج ممدوح نے یہہ تجویز کی ہے کہ طلب بنا مخاصمت کا جزو اصلی ہے اور ہالوی صاحب جسٹس نے بمقدمہ ایتھاموکالا سیامہ بنام راجیہ (مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۹) اور سی ونکٹا راما نیر بنام مانک ریڈی (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۹۸) باختلاف

اصول اسٹن صاحب کو رد کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ عدم موجودگی طلب و انکار کے بعد مدعا علیہ مقبل کے صرف ایسا معاملہ ہے جو بحث خرچہ پر موثر ہوتا ہے۔ لیکن مین اس امر کے مباحث مین داخل ہونا نہین چاہتا ہون کیونکہ واسطے اغراض اسمقدمہ کے یہہ تجویز کرنا کافی ہے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون کہ شاستر متعلقہ شادی مین پہلے سے طلب و انکار حقوق زناشوئی کا قاعدہ بطور شرط مقدم اوپر نفاذ حقوق مذکور بمقابلہ اوس زوجہ کے معین نہین ہے جو خود اپنے شوہر کے ساتھہ ہم بستری سے کنارہ کش ہوگئی ہے لہذا از روے احکام دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت کے جسکے تابع مدات ۳۴ و ۳۵ ہین نالش بمقابلہ زوجہ یا اوس شخص ثالث کے جو اوسکو پناہ دیتا ہے خارج المیعاد ہونیسے محفوظ رہتی ہے اگرچہ طلب و انکار حقوق زناشوی سے اسمقدمہ مین پانچ برس قبل نالش کے فضول ہوئی تھی میری راے کا یہہ اثر ہے کہ عام مد ۱۲۰ اس نالش سے متعلق ہوگا اور مد مذکور کو دفعہ ۲۳ ایکٹ کے ساتھہ پڑھکر یہہ تجویز کیا جاویگا کہ میعاد سماعت کیوجہ سے نالش بمقابلہ زوجہ خواہ شخص ثالث کے جو اوسکو پناہ دیتا ہے ممنوع السماعت نہوگی اور یہہ نالش بلا اس امر کے منظور کیجاینگی کہ مدعی سے دوسری اس نالش کی قبول کرایجاوے اور یہہ خواہش کیجاوے کہ طلب جدید بطور بنیاد دوسری نالش بمقابلہ انہین فریقین اور بابت اوسی دادرسی کے عمل مین لاوے مجھے اس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا وہ دوسری نالش قابل پذیرائی کے ہوگی یا نہین کیونکہ یہہ وہ دوسری نالش نہین ہے بہرحال بعد غور اوپر فیصلہ پنجاب چیف کورٹ اور بمبئی ہائی کورٹ کے اور نیز اوپر اون اراکے جو مین نے اس مقدمہ مین ظاہر کی ہین مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ اگر واضعان قوانین مدات ۳۴ و ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت کو بالکل مرتب نفرملتے تو بہت بہتر ہوتا کیونکہ جو نزاعات حقوق زناشوی کے ہندو اور مسلمانون مین ہوتے ہین اونپر عام احکام اونکے ذاتی قوانین کے حاوی ہوتے ہین اور جیسا مین اوپر ثابت کر چکا ہون مد ۱۲۰ اونکے لئے کافی حکم قانونی ہے۔ اسطرح کسی خاص میعاد سماعت کا واسطے نزاعات حقوق زناشوئی مابین آبادی باشندگان ملک کے مقرر نکرنا موافق اوس مصلحت کے ہوتا جسکے بنا پر دفعہ ۱ ایکٹ کا مبنی ہے جسکے رو سے نالشات متقضیہ ایکٹ طلاق ہند میعاد سماعت سے محفوظ رکھے گئے ہین۔ لیکن جیسا کہ

ثابت کر چکا ہون) عملی اثر وہی ہے کیونکہ مدات ۳۴ و ۳۵ کو اسطور پر پڑہنا چاہیئے کہ گویا وہ ہیسی نالشات سے جیسی کہ یہہ ہے غیر متعلق ہین لہذا انا غیر افضول ہے ۔ مدات مذکور کی نسبت کوئی دوسری راے قایم کرنا تاخیر ابمنزلہ اس تجویز کرنیکے ہوگا کہ حقوق زناشوی کے طلب اور انکار کے بعد دو برس کا گذر جانا یا تو بمنزلہ انفساخ شادی یا طلاق کے یا بمنزلہ افتراق کے ہوگا جو قانوناً لاعلاج ہے ۔ بالفاظ دیگر ایسے تعبیر سے یہہ نتیجہ ہوگا کہ واضعان قوانین صحیح دہرم شاستر مین نافیڈ ایک طرجہ طلاق کو داخل کر دیا ہے کہ جس خیال سے شاستری مضامین نفرت ہے اور عبارت ذیل مین تسلیم نہین ہوا ہے اور مسلمانون کی صورت مین اگرچہ ایکا ہم ایجاد ایسے قانون کے روسے داخل کیجاتی ہے کہ جسکے حیطہ اور اغراض کا یہہ مقصود نہین ہے کہ کوئی دست اندازی اونکے ملکی قانون متعلقہ ازدواج اور حقوق زناشوی مین کیجاوے ۔ مین اس امر کے ثابت کرنیکو کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ کیون مین یہہ اعتبار نہین کرتا ہون کہ واضعان قوانین کے ایسے مقاصد ہین اور یہہ کہ کیون کسی ایسے تعبیر کو نامنظور کرتا ہون جو ایسے نتایج سے متعلق ہوسکے ۔

اب مین بحث کی امر چہارم پر جو رسپانڈنٹ کی طرف سے ہوئی ہے یعنی اس امر کا ذکر کرتا ہون کہ حسب حالات اس مقدمہ کے مسماۃ کوسلیا مدعا علیہا کو بطور زوجہ متروکہ کے سبب قصور کرنا چاہیئے اور یہہ تصور کرنا چاہیئے کہ اب وہ شاستر آتابع طلب حقوق زناشوی بجانب اپنے شوہر کے نہین ہے ۔

ظاہر ہے کہ از روے دفعہ ۳۶ ایکٹ عدالتہاے دیوانی ایکٹ ۳ ۱۸۷۳ء کے ہمکو لازم ہے کہ تجویز اس امر کی مطابق دہرم شاستر کے کرین ۔ خود اس قانون مین ایسے احکام موجود ہین جنکے روسے عورت کو اپنے شوہر کا ترک کر دینا مناسب ہوتا ہے اور جن حالات مین وہ ایسا کر سکتی ہے اونکا شمار ہوا ہے ۔ قول دیوالہ مین جسکا ترجمہ کولبروک صاحب نے کیا ہے (ڈائجسٹ جلد ۲ صفحہ ۶۴ مسئلہ ۱۰) یہہ قاعدہ قرار پایا ہے ۔

شوہر کو اوسکی زوجہ ترک کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ ترک کیا ہوا یا کافر فقیر یا نامرد یا ذات سے گر ادیا گیا ہو یا بعارضہ سل مین مبتلا ہو یا پردیس مین عرصہ تک غیر حاضر رہا ہو اور اوسمین یہانتک کہا گیا ہے (قول ۱۵۴) تمام اس سے کہ ایسا شوہر ترک [illegible] ہو یا مر گیا ہو اوسکی زوجہ بغرض اولاد پیدا کرنیکے دوسرا شوہر کر سکتی ہے بذریعہ خود مختاری لسایت کے نہین

بعدہ اونہین مصنف نے (صفحات ۵۶۱ و ۶۶۱ جلد ۲ اقوال ۱۴۴ و ۱۱۵) حوالہ اون اقوال کا دیا ہے جسمین بیان اوس مدت کا ہوا ہے کہ جس مدت تک زوجہ کو خیر حاضر یا مفقود الخبر شوہر کا انتظار قبل دوسرے شوہر کے کرنیکے کرنا چاہئیے اور اس مدت مین باعتبار ذات یا ورن فریقین کے فرق کیا گیا ہے - مثلاً نجرن کے بیوستہ حیدر کا (جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) مین پاراسر کے اس قول کا حوالہ ہوا ہے - اگر شوہر مفقود الخبر ہو یا مر گیا ہو یا حالت خانہ داری کو ترک کر دیا ہو یا نامرد ہو یا ذات سے گرا دیا گیا ہو تو منجملہ ان پانچ مصیبتون کے (کسی مصیبت مین) عورت کو دوسرا شوہر کر لینا جایز ہوگا - اور ذیعلم مصنف موصوف نے قول مذکور پر یہہ کہکر شرح کی ہے - چونکہ پاراشر نے عورت کا دوسرا شوہر کرنا اوس حالت مین جایز قرار دیا ہے کہ جب اوسکا پہلا شوہر حالات متذکرہ بالا مین سے کسی ایک حالت مین مبتلا ہو تو بوجوہ قوی قرین یہہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اونکے اصول کے مطابق عورت اپنے شوہر کو جب ایسی حالت ہو ترک کر سکتی ہے - سر ولیم میگناٹن صاحب نے اپنی کتاب دہرم شاستر (جلد ۱ صفحہ ۶۰) مین قانون بعبارت ذیل بیان کیا ہے -

زناکاری جرم فوجداری ہے لیکن جرم دیوانی نہین ہے اور نالش خسارہ کی جو شوہر دایر کرے بمقابلہ زانی کے نہین ہوسکتی ہے - زوجہ کے لئے واسطے ترک کر دینے اپنے شوہر کے یہ وجہ کافی نہین ہے اور ایسے بہت قول نہین ہین جنکے روسے اوسکی طرف سے ایسا فعل مناسب قرار پایا ہو - جنون نامردی اور ذات سے گر جانا شاید صرف ایسے حالات ہین جنکے روسے اوسکا اپنے شوہر کو ترک کر دینا بطور جرم قابل سزا کے تصور نہین کیا جاتا ہے

اس فقرہ مین ذیعلم مصنف موصوف نے دیوانگی شوہر کو اون وجوہ کے فہرست مین شامل کر دیا ہے جو زوجہ کو اپنے شوہر ترک کرنیکے بارہ مین وجوہ مناسب ہین اور جس سند پر مصنف موصوف نے استدلال کیا ہے وہ منو کا قول ہے (باب ۹ اشلوک ۷۹) جو عورت اپنے مجنون یا پاپی یا مخنث یا جسکو قوت مردانگی نہو یا جو ایسے عوارض مین مبتلا ہو جو بطور سزا پاپ کے ہوتی ہین ایسے شوہر سے فساد کرتی ہو اوسکو نہ ترک کرنا چاہئیے اور نہ اوسکی دولت لینا چاہئیے ذنکم حیدر کا کے مصنف نے (جلد ۲ صفحہ ۴۰۹ یادداشت ذیل) اس راے پر اعتراض کیا ہے اور تعبیر لکا بہت پر عمل کرکے عبارت شوہر سے فساد کرتی ہے یہہ تعبیر کی ہے کہ اوس سے صرف یہہ مراد ہے کہ شوہر کیطرف کم توجہی ہو اور بعد ازان مصنف موصوف نے یہ اقرار کیا ہے

کہ کونسا قول مستند ہے شاید اس رائے کے نہین ہے کہ شوہر کی دیوانگی سے زوجہ کو اوسکا ترک کردینا مناسب ہوگا۔ یہہ رائے مطابق مشکل استحقاق شوہر مندرجہ قول دیوالوڈ ایجسٹ مولفہ کولبروک صاحب جلد ۲ قول ۵۲ صفحہ ۱۲۹ کے ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے۔ مرد اپنے پلنگ سے باتقیر جائز اپنی ایسی زوجہ کو خارج کر سکتا ہے جو کوڑھی ہے یا اپنے بدن سے گرادی گئی ہے یا مجنون ہے یا جسکا حیض موقوف ہوگیا ہے یا جو عمر رسیدہ ہے لیکن اوسکو وہ کل کاروبار سے خارج نہین کر سکتا ہے۔ لہذا مین مصنف ونک جیندر کا اسے اس رائے پر اتفاق کرنیکو آمادہ ہون کہ دیوانگی وجہ قانونی واسطے ترک کردینے شوہر یا زوجہ کے نہین ہے اور از روے قانون انگریزی کے تو کسیطرحپر نہین ہوسکتی ہے۔ مین اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہون (الصفحہ ۴۹۰) کہ اگرچہ بیاہی ہوئی جوڑی مین سے ہر ایک دوسرے کو حسب حالات متذکرہ بالا ترک کر سکتا ہے لیکن اس ترک کر دینے سے اونکا بیواہ فسخ نہین ہوجاتا ہے کیونکہ منو کا یہہ قول ہے کہ استری فروخت کرنے اور ترک کر دینے سے اپنے شوہر سے علحدہ نہین ہوسکتی ہے سری پرجاپتی اول ہی یہہ قانون قرار دیا ہے ہم سب کو اسکا اقرار ہے (باب ۹ اشلوک ۴۶)

جو کچھہ مین کہہ چکا ہون اوس سے مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ از روے شاستر کے ترک کردینے سے وہ تعلق قانونی ختم نہین ہوجاتا ہے جو بیواہ کے منعقد ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور صرف خاص معین حالات مین یہہ بات ہوتی ہے کہ فریقین مین سے ایک دوسرے کو ترک کر سکتا ہے اور یہہ نتیجہ بطور معاون کے برآمد ہوتا ہے کہ جب شوہر یا زوجہ ایک دوسرے کو بلا وجہ جایز ترک کرے تو نالش اعادہ حقوق زناشوئی کے قابل پذیرائی کے ہوتی ہے اور جو ابتدا ہی کامیابی کے ساتھہ صرف باثبات اس امر کے ہوسکتی ہے کہ قانوناً وجہ کافی ترک کرنیکی موجود ہوئی تھی اور ابتک قایم ہے۔ یہہ رائے مجھے باعتبار عام اصولون کے صحیح اور معقول معلوم ہوتی ہے اور اوسکی تائید انگریزی قانون کی تشبیہہ سے ہوتی ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ نالش اعادہ حقوق زناشوئی مین کوئی واقعات دربارہ [illegible] کاروائی کے کافی نہین ہین بجز اونکے جن کے روسے فریقین کافی طور پر مستحق طلاق کے برطبق نالش ابتدائی کے ہوچکے ہین۔ جو واقعات بطور امتناع نالش اعادہ کے قابل عذر ہین وہ صرف ایسے ہوتے ہین جیسے وہ فریق جو اونکو پیش کرتا ہے مستحق اصدار حکم افتراق

کا ہو جبکہ حکم مذکورکی استدعا کیجاوے۔ (رسالہ طلاق مولفہ بردن صاحب صفحہ ۱۴۱ طبع چہارم) ایسا ہی قاعدہ ایکٹ طلاق ہند مین قایم کیا گیا ہے جسکی دفعہ ۳۳ مین یہہ حکم ہے کہ بجواب بنیاد نالش اعادہ حقوق زناشوئی کے کوئی ایسا امر عذر پیش نکیا جاویگا جو وجہ نالش افتراق عدالتانہ یا ڈگری معدومی نکاح کی نہو سکے۔

جو کچھ وجہ کافی واسطے طلاق یا واسطے افتراق عدالتانہ کے ہو سکتی ہے اوسکا مدار بالضرور اشخاص متعلقہ کے قانون ذاتی متعلقہ شادی پر ہوگا چنانچہ اسمقدمہ مین شاستر ہنود اس بحث کے فیصلہ پر حاوی ہوگا اور حسب متذکرہ بالا قانون مذکور مین یہہ حکم نہین ہے کہ خلاف قانون ترک کر دینا عام اس سے کہ بجانب شوہر کے ہو یا زوجہ کے ہو مانع نالش حقوق زناشوئی کا ہوگا۔ قانون انگریزی کے روسے بھی سابق مین یہہ قرار نہین پایا تھا کہ ترک کر دینے سے وجہ افتراق عدالتانہ کے پیدا ہوتی ہے اور یہہ قاعدہ تھا کہ ترک کرنیکے لئے چارہ کار اعادہ ہے۔ مسٹر بردن نے (صفحہ ۱۴۴) عبارت سر ولیم اسکاٹ کی جو مقدمہ ایوانس بنام ایوانس مین ہے مستعار کی ہے۔

یہہ کہنے سے کہ عدالت کو افتراق کا منظور کرنا اسوجہ سے لازم ہے کہ شوہر نے اپنے کو علیحدہ کر لینا مناسب سمجھا ہے تو ترک کر دینے کو استحکام دینا اور ترک کئے ہوئے شخص کو مجروح کرنا ہے۔

بعدہ مصنف موصوف نے باعتبار سند مقدمہ مینگ بنام مننگ (ایرلینڈ رپورٹ اکیوٹی جلد ۱ صفحہ ۵۲۰) یہہ کہا ہے کہ بموجب قانون ایرلینڈ کے ترک کرنا بجانب زوجہ کے گو بالارادہ بھی ہو مانع نالش اعادہ حقوق زناشوئی بجانب زوجہ مذکورہ کے نہین ہے لیکن یہان تحریر ہے تابع بحث ہے کہ یہہ فیصلہ کہانتک مطابق قانون انگریزی کے ہے (صفحہ ۱۴۳) مصنف موصوف نے (صفحہ ۱۴۶) یہانتک بتلایا ہے کہ لیکن وضع قانون حال مین ترک کرنا بطور وجہ کافی واسطے افتراق عدالتانہ کے صریحا تسلیم ہوا ہے اور اوسکی وجہ مشار الیہ نے یہہ ظاہر کی ہے کہ الزام ترک کرنیکا قایم کرنا یعنی جس فعل پر اوس حیثیت سے استدلال کیا جاوے وہ ضرور خلاف مرضی اوس شخص کے ہوا اوسکا الزام لگا نیکے عمل مین لایا گیا ہوگا۔ یہی وہ قاعدہ ہے جو ضمن (۹) دفعہ ۳ ایکٹ طلاق ہند مین اختیار کیا گیا ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے ترک کر دینا مفہوم یہہ ہے جو شخص اوسکا الزام

لگاتا ہے وہ اوسکے مرضی کے خلاف ترک کر دیا گیا ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ صرف ایسا ہی ترک کرنا اندر وسے دفعہ ۲۲ ایکٹ مذکور کے وہ ترک کرنا ہوتا ہے جس سے وجہ افتراق عدالتانہ کے پیدا ہوتی ہے یا جواب دہی حسب دفعہ ۳۳ بہ نسبت نالش اعادہ حقوق زناشوی کے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص حالت موجودہ ہم بستری کو فی الواقعہ اور بالعمد ختم نہین کرتا ہے وہ ترک نہین کر سکتا ہے اگر حالت ہم بستری کی بوجہ فعل مخالفانہ خواہ شوہر خواہ زوجہ کے یا اون دونون کی رضامندی سے موقوف ہو گئی ہے تو بدرجہ اقل جب تک اونکی عام زندگی اور گھر دوبارہ قایم ہے تب تک اونمین سے ہر ایک کو ترک کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے اونمین سے ہر ایک کی خواہش پر دوبارہ حقوق زناشوی قایم کرنیکے انکار کرنیسے جرم ترک کرنیکا پیدا نہین ہو سکتا ہے (بردن صفحہ ۴۷) لیکن اگرچہ علیحدگی اپنے آغاز مین ترک کرنا قرار پاوے تاہم ممکن ہے کہ بعدہٗ وہ ترک کرنا قرار پاوے کیونکہ جسصورت مین کسی شوہر نے اپنی زوجہ سے ایسی حالتمین علیحدہ رہکر کہ حالات سے ترک کرنا نہین قرار پا سکتا ہے ناگہانی طور پر سلسلہ و رسایل کا اوس سے شکست کر دیا ہو اور کسی دوسری عورت سے تعلق زناکاری کا قایم کیا ہو تو اوسی صورت کے لئے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ان واقعات سے ثابت ہے کہ شوہر نے اپنی زوجہ کے ترک کرنیکا قصد کر لیا تھا لہذا ترک کرنیکا جرم پیدا ہے (۴۹ صفحہ)

کتاب مسایل سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کتنا ستر اکن امور سے مکمل ترک پیدا ہوتا ہے اور اگر مین قانون انگریزی پر اسنباط رو مین استدلال کرون تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بہ تقلید تمثیل سار جنٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ دادا جی بھیکا جی بنام رکھما بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰۳) کے مین خیال کرتا ہون کہ جو تشبیہ اوس قانون سے حاصل ہوتی ہے وہ مقدمہ ہذا سے بطور قاعدہ انصاف وعدل اور نیک نیتی کے متعلق ہو سکتی ہے کہ جو بالضرور اوس صورت مین متعلق ہونا چاہیئے کہ جب قانون کسی خاص امر کی نسبت بالکل خاموش ہو۔ اندروسے قانون اور تعبیر ایکٹ طلاق ہند کے بلا وجہ معقول دو برس یا اوس سے زیادہ عرصہ کے ترک سے بموجب دفعہ ۲۲ کے وجہ افتراق عدالتانہ کے پیدا ہوتی ہے اور بموجب دفعہ ۳۳ کے نالش اعادہ حقوق زناشوی کی مغلوب ہو جاویگی۔ لیکن یہ قاعدہ ایجاد قانونی ہے اور وہ کسی ایسے عام اصولون پر مبنی نہین ہے جس سے اوسکا کتنا ستر مین داخل کرنا بہ نسبت روا رکھنے افتراق عدالتانہ یا بہ نسبت اختیار کرنے بے سر و پا میعاد

سلوک ہونا چاہئے۔ منو (باب ۳ اشلوک ۵۵) مین یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ بیاہی ہوئی عورت کی
عزت اور آرایش اوسکے باپ اور بہائی اور اوسکے شوہر اور اوسکے شوہر کے بہائیون کو کرنا
چاہئے بشرطیکہ وہ بہت طالعمندی چاہتی ہون۔ اور اور بہی مسایل ہین (۵۶ لغایة ۶۲)
جنسے یہانتک ثابت ہوتا ہے زوجون کی نسبت مہربانی کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم بعبارت
صاف و صریح ہے کہ جسکی نسبت تعبیر ازادانہ سے بہی تصور نہین ہوسکتا ہے کہ وہ صرف احکام
تہذیبی اور مذہبی ہین بلکہ بمنزلہ ذمہ داری قانونی کے ہین۔ جو نتایج ان مسایل سے اخذ
ہوسکتی ہین صرف اونکی استنباط سے یہہ بات ہوتی ہے کہ بیرحمی کی ممانعت کا نتیجہ برآمد کیا
جاسکتا ہے لیکن کسی خاص مسلہ سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ از روے شاستر کے جو
سراسر مفید حکومت شوہر کے ہے بیرحمی سے زوجہ کو اپنے شوہر کا ترک کردینا یا اوسکے
ہم بستری کو چہوڑ دینا بہی مناسب ہوتا ہے۔ لیکن انسانیت کے عام اصولون کے رو سے
جنپر ہماری عدالتین ایسے معاملات مین عمل کرتی ہین رہبری بہت طول و طویل سلسلہ
فیصلجات پر ہوتی ہے جنمین یہہ قاعدہ تسلیم ہوا ہے کہ بیرحمی قانونی شوہر کی وجہ انکی واسطے
انکار اعادہ حقوق زناشوی کے ہوگی یا دعوی مذکور مین اثر مخالف پیدا کریگی حکام عالیمقام پریوی
کونسل نے بمقدمہ ملنتی بذل الرحیم بنام شمس النسا (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱
صفحہ ۵۵۱) چند ایسے تحریرات کئے ہین جو مقدمات ہندو اور مسلمان سے برابر مساوی متعلق
معلوم ہوتی ہین اور جنسے ایسے قاعدہ کا واضح ہونا تصور کرنا چاہیے کہ جسکی تعمیل عدالتہاے
برٹش انڈیا کو کرنا چاہئے۔ حکام ممدوح نے یہہ فرمایا ہے۔ حکام عالیمقام کو صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اگر بیرحمی اس درجہ کی ثابت ہو جس سے زوجہ کا اپنے شوہر کے قابو مین واپس جانا بلا خطر
نہو عدالت کو اوسکے واپس بہیجنے سے انکار کرنا چاہئے یہہ بہی ممکن ہے کہ شوہر کیطرف سے
تعمیل اون ذمہ داریون کی قطعاً نہو جو از روے معاہدہ شادی کے واسطے فایدہ زوجہ
کے اوسپر قایم ہوتی ہین تو اگر یہہ قصور اوسکا مناسب طور پر ثابت ہو تو اوس سے وجہ اس
بات کی حاصل ہوتی ہے کہ عدالت اوسکو مدد دینے سے انکار کرے اور جیسا کہ حکام عالیمقام
نے یہہ اتمام کیا ہے کہ بہت ایسی صورتین ہوسکتی ہین جسمین عدالت اپنی دست اندازی کو
شوہر پر بشرط ایفا قایم اپنے مشروط کرسکتی ہے۔ بمقدمہ جمنا بائی بنام نرائین مورو یشوپرنہ سی
(انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴) ہائیکورٹ بمبئی نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ خانگی

ہنود اور قانون انگریزی مین اس امر کی نسبت فرق اہم نہین ہے کہ کس امر سے بیرحمی قانونی کافی اسطور پر پیدا ہو سکتی ہے جو مانع دعوی اعادہ حقوق زناشوئی کے ہو سکے اور واسطے پیدا کرنے بیرحمی قانونی کے واقعی زبردستی اس قسم کی ہونی چاہیے جس سے تندرستی یا آسایش ذاتی معرض خطر مین اوسے یا اوسکا اندیشہ معقول ہو اور محض درد خیالات دلی مثلاً بے بنیاد الزام بیوفائی گو کیسا ہی بے سر و پا ہو سمجھا جاوے یا کیسا ہی سخت معلوم ہو تعریف بیرحمی قانونی مین داخل نہین ہو سکتا ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ جو اصول اسطور پر قرار پائے ہین وہ اسمقدمہ سے متعلق مین ورنہ عذر بیرحمی پیش کردہ مسماۃ کونسلیا مدعاعلیہا پر حاوی ہو سکے۔ اس موقع پر مین ایک دوسرا امر مشابہت کا مابین مقدمہ بمبئی اور اس مقدمہ کے بتلا سکتا ہون کہ اوس مقدمہ مین شوہر مسلماً ایک آدمی بہت کم عقل کا قریب قریب خبطی تہا اور اسمقدمہ مین ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی تجویز بطبق والیسی مقدمہ مین یہ تحریر کیا ہے کہ مدعی لضعف العقل اور بودا ہے اور وہ اس سے بہی واقف نہین ہے کہ اوسنے اپنی زوجہ دلا پانیکی نالش عدالت منصف مین دایر کی ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ اوسکو کسی شخص نے اسمقدمہ مین کہڑا کر دیا ہے۔ ہائیکورٹ بمبئی نے کمزوری عقل شوہر کو وجہ کافی واسطے انکار اعادہ حقوق زناشوئی کے تصور نہین کیا ہے اور نہ مین اسمقدمہ مین ایسے عذر کا سر سبز ہونا روا رکہونگا۔

مقدمہ مولا بنام نندی (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۸۲ء جلد ۲ صفحہ ۱۰۹) سے مقدمونکی ایک خاص قسم کی تمثیل حاصل ہوتی ہے۔ اوسمین ہندو شوہر اور زوجہ کی شادی تیرہ سال قبل ہوئی تہی جبکہ زوجہ کی عمر تیرہ سال تہی۔ زوجہ مذکور چند ماہ تک اوس شوہر کے ساتہہ ہم بستر رہی تہی لیکن اوس شوہر نے اوسکے ساتہہ بدسلوکی کی تہی اور اوسکو اسوجہ سے نکال دیا تہا کہ شوہر مذکور نے اپنے بہائی کے بیوہ کے ساتہہ تعلق ناجایز پیدا کر لیا تہا کہ جسکو اوسنے اپنے گہر کا اہل خانہ بنا لیا تہا اور اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے تہے اور بطور اپنے مدخولہ کے ہی رکہے ہوے تہا۔ زوجہ کو جب سے اوسکے شوہر نے نکال دیا تہا وہ اپنے باپ کے ساتہہ رہتی تہی اور شوہر اوسکے پرورش مین کچہہ مدد نہین دیتا تہا۔ واضح ہوتا ہے کہ اس نزاع پر ایک پنچایت نے غور کیا تہا اور اوس سب نے اون بیاہی ہوئے جوڑے کے علیحدگی کی تجویز کی تہی۔ اندرینحالات ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے جسمین

اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس و پرسن صاحب جسٹس شریک تھے بلا تجویز اس امر کے کہ آیا
پنچایت کے حکم سے شادی ختم ہو گئی ہے یا نہین اعادہ حقوق زناشوئی کے نافذ کرنے سے انکار
کیا تہا۔ معزی الیہم نے یہہ تجویز کی تہی واسطے اغراض اس مقدمہ کے یہہ تجویز کرنا کافی ہے کہ تیرہ
برس ہوئے جب علیحدگی پر وہ رضامند ہو گئے تہے اور نظر اون حالات کے جنکی وجہ سے
وہ علیحدگی ہو گئی تہی اور وہ حالات ابتک موجود ہین ہماری یہہ راے ہے کہ مدعی بلا رضامندی
مسماۃ یونیا کے مستحق مسترد کرنے اوس انتظام کا نہین ہے اور نہ ہم اس امر سے واقف
ہین کہ جو راے ہم ظاہر کرتے ہین وہ شاستر کے کسی احکام کے خلاف ہے۔ مین یہہ کہنے
کو آمادہ نہین ہون کہ وہ فیصلہ کہانتک مطابق دہرم شاستر کے ہے لیکن واقعات
مقدمہ کے بہت مختلف ہین اور مجہے اوسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ یہ بیان
نہین ہوا ہے کہ ویسے ہی واقعات اس مقدمہ مین موجود ہین۔ لیکن وہ فیصلہ سند اس
امر کی تجویز کرنیکی لئی ہے کہ خاص خاص مقدمون مین عدالت اختیار امتیازی عالمانہ بذریعہ
مسدود کرنے دادرسی اعادہ حقوق زناشوئی کے استعمال کر سکتی ہے۔ بمقدمہ گوکند رو
نندنی داسی بنام ہری داس گہوس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۰۰) معلوم
ہوتا ہے کہ شوہر بہت فضولخرچی کے ساتہہ بسر کرتا تہا اور علانیہ طوائفون کے صحبت مین
رہنے کا عادی تہا اور کئی مرتبہ اونمین سے ایک کو اپنے خانگی گہرون مین داخل کرنے سے اوسنے
اپنی زوجہ کی توہین کی تہی۔ علاوہ برین وہ نشہ خوری کا عادی تہا اور جب حالت
نشہ مین ہوتا تہا اپنی زوجہ کے ساتہہ بدسلوکی کرتا تہا اور چہوری اور دیگر ہتہیارون سے
اپنی زوجہ کو اسطور پر دہمکاتا تہا جس سے اوسکو معمولی طور پر اپنے ذاتی آسایش کے خطرہ کے
اندیشہ کی ترغیب ہوتی تہی۔ اندرینحالات اوسنے اپنے شوہر کا گہر چہوڑ دیا اور اپنے باپ کے
ساتہہ زیر حفاظت خود اپنے خاندان کے رہنے کو چلی گئی۔ لیکن وہ وہان بہی اوس سے
ملاقات کرتا تہا اور مثل مرد اور عورت کے اوس سے ہم بستر ہوتا تہا۔ گارتہہ صاحب چیف جسٹس
نے یہہ تجویز کی تہی کہ حالات مقدمہ سے زوجہ کیطرف سے رضامندی ثابت ہے جسکا اثر بوجہ
جہرہ پر اوس تہپڑ مارنیکی وجہ سے زایل نہین ہو سکتا ہے جو اوس وقت مین کشادہ دست سے
مارا گیا تہا جب شوہر حالت نشہ مین تہا اور ایسی جوش کے وقت مین مارا گیا تہا جب اوسکی
زوجہ اوس سے روپیہ کا تقاضا کرتی تہی۔

ذیعلم چیف جسٹس نے باتفاق بانشیلکس صاحب جسٹس کے دعوی اعادہ حقوق زناشوی ڈگری کیا اور اپنی ڈگری کو یہہ کہکر مشروط کیا - لیکن جو کہ وقوع پذیر ہوچکا ہی اوسکے بعد ہم یہہ مناسب خیال کرتے ہین کہ مدعا علیہا کے لئے ایک گہر ایسا مہیا کیا جاوے جو اشخاص بدچلن کی موجودگی سے مبرا ہو لہذا ہم ڈگری عدالت ماتحت کو یہانتک ترمیم کرنا چاہتے ہین جس سے یہہ شرط قایم ہوجاوے کہ جو مکان شوہر تجویز کرے وہ ہر حال مین بیت پرتا اور معزز زوجہ کے رہنے کے قابل ہو - پہر مقدمہ بہگی بنام شیونراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۷) ایسا ہے جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے یہہ تجویز کی ہی کہ از روے شاستر کے یہہ امر کہ شوہر دوسری عورت کے ساتھہ تعلق زناکاری کا رکھتا تہا جو بوقت ارجاع نالش موقوف ہوگیا ہے جواب دعوی اعادہ حقوق زناشوی شوہر کا اوسوقت تک نہین ہوسکتا ہے کہ جب تک شادی قایم ہے لیکن عدالت پر اون عذرات معقول پر عدم توجہی کرنا لازم نہین ہے جو بہ نسبت ضرر اور بیرحمی ذاتی منجانب شوہر کے ہون یا یہہ ہو کہ فی الواقعہ وہ دوسری عورت کے ساتھہ زناکاری مین مبتلا ہے یا یہہ ہو کہ اگر ہمبستری اوس شوہر کے ساتھہ پہر قایم کرادیجاوے تو وہ زوجہ ذات سے خارج کردیجاویگی اور حسب حالات اوسمقدمہ کے مغزی الیہ نے یہ تجویز کی تہی کہ وقت ڈگری کرنے دعوی اعادہ حقوق زناشوی کے عدالت مستحق قایم کرنے اون شرایط کے اور نفاذ حقوق شوہر کے بذریعہ حکمنامہ قانونی کے ہے جو حسب حالات مقدمہ کے صاف طور پر ضروری ہون بشرطیکہ عدالت کو اس امر کے کرنیکی وجہ معقول نظر آتی ہو اور اس اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے مدعا علیہا عدالت سے مناسب طور پر یہہ درخواست کرسکتی ہے کہ قبل اسکے کہ عدالت اوسکو اپنے شوہر کے پاس واپس جانیکے لئے مجبور کرے یہہ شرط قایم ہونی چاہئے کہ شوہر مذکور پہلے اپنی ذات مین پہر داخل ہولیوے -

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمات اس امر کے تجویز کرنیکے لئے اسناد کافی ہین کہ عدالت مقدمات حقوق زناشوی کے طے کرنے مین بر بناء وجوہ صحیح کے دادرسی کے عطا کرنے سے انکار نکریگی اور ایسے امور کے تجویز کرنے مین عدالت معمولی طور پر خود احکام دہرم شاستر کی پابندی کریگی اور دعوی ڈگری کریگی الا یہہ کہ وجہ کافی اس امر کی ثابت ہو کہ زوجہ اپنے شوہر کو شاستراً مناسب طور پر چہوڑ سکتی ہے اور خاص صورتونمین عدالت مستحکم اختیار تمیزی

عدالتانہ کو بذریعہ قایم کرنے شرطاوپر ڈگری کے بغرض اطمینان اسایش زوجہ کے استعمال کریگی۔
محض زوجہ کا زیور سے لینا اور دوسری زوجہ کے ساتھہ شادی کرلینا مانع دعوی اعادہ حقوق
زناشوی شوہر کا نہین قرار پایا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۲۵ ۔ رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱
صفحہ ۳۰۳ ۔ ویکلی رپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۳۷۷) اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ بیرحمی ماضیہ تو کہان
زناکاری ماضیہ شوہر سے بہی جوابدہی کافی ایسے نالش کی نشا سترا پیدا نہین ہوتی ہے اور مین
تجویز کرتا ہون کہ مقدمات باہم اہل ہنود مین جب کہ بیرحمی ماضیہ سے وجہ معقول اندیشہ بیرحمی
آیندہ کے پیدا ہوتی ہو تو عدالت کو نالش اعادہ حقوق زناشوی کی ڈسمس کرنا مناسب نہین
ہے درحالیکہ حالات سے یہہ نتیجہ لازم آتا ہے کہ منشا قانونی مین کسی بیرحمی کا اندیشہ نہین ہے
اور زوجہ کے بخیر وعافیت اور اسایش کا اطمینان ہوسکتا ہے بشرطیکہ نالش ڈگری ہو۔

بدینوجوہ اور چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز رودادی مقدمہ کی نہین کی ہے مین اپیل
ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت موصوفہ کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی واسطے تجویز رودادی اور صادر ہونے ایسی ڈگری کے واپس کرتا ہون جو حسب حالات
اور بعد تجویز بلحاظ اون تحریرات کے جو مینے کی ہین مناسب ہو خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ میرے بہائی محمود صاحب نے جو آزمائیش جانفشانی کے
ساتھہ اور تمام وکمال نسبت اون امور کے کی ہے جو مقدمہ مین پیدا ہوئے ہین اور جو نتایج معزی
الیہ نے اخذ کئے ہین وہ وہی ہین جو مینے وقت اختتام سماعت اپیل کے قایم کئے تہے
اور جس وجہ سے فیصلہ زیر غور ملتوی رکہا گیا تہا وہ صرف یہہ تہی کہ میرے بہائی محمود صاحب کو معاملہ
مین کچہہ شبہہ ناسخی ہوا تہا اور مین اس امر کے خیال کرنے سے خوش ہون کہ ہمارے روبرو وہ شئی
موجود ہے جو مجہے بالکل مکمل اور لاجواب بحث واسطے ثابت کرنے صحت اون نتایج کے معلوم
ہے جسکا مینے ابہی ذکر کیا ہے ۔ جو حکم معزی الیہ نے صادر کیا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مرزاپور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۳ انگریزی

رکمنی بنام پیارےلعل

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۸۸ و ۴۸۹ — حکم مشعر دلائے جانے نان و نفقہ زوجہ کے جس شخص کو نان و نفقہ ادا کرنیکا حکم ہوا اوسکی حالت مین تغیر و تبدل ہونا۔

اختیار عطیہ از روے دفعہ ۴۸۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مستعمل ہونیکا مقصود بہ تبدیلی اوس رقم کے جو ایسے شخص سے واجب الادا ہے جسکے خلاف حکم بموجب دفعہ ۴۸۸ صادر ہوچکا ہے برطبق ثبوت تبدیلی حالات شخص مذکور کے شخص بوجہ تبدیلی چندروزہ یا اتفاقیہ ایک حالت منجملہ حالات مذکور کے نہین ہے بلکہ بحالت ثبوت تبدیلی کل حالات کے قابل استعمال ہوتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین

۲۰ فروری ۱۸۹۰ء کو جنٹ مجسٹریٹ مرزاپور نے ایک حکم بنام مسمی پیارے لال صادر کیا کہ نامبردہ پچاس روپیہ ماہوار بطور نان و نفقہ اپنی زوجہ کو ادا کیا کرے اور اپنے حکم کو دراصل اس امر پر مبنی کیا کہ پیارےلعل کی تنخواہ ماعہ روپیہ ماہواری ہے۔ فی الواقعہ اوسوقت اوسکی تنخواہ صرف ماعہ اسوجہ سے تہی کہ وہ رخصت فرلو پر تہا۔ بعدہ پیارےلعل نے ایک درخواست بحضور ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ اول بغرض تبدیلی زر نان و نفقہ کے اس بنیاد پر گذرانی کہ آمدنی سایل کی اوس سے کم ہے جسپر جنٹ مجسٹریٹ نے لحاظ کیا تہا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے نان و نفقہ کو تخفیف کرکے ســہ ماہوار مقرر کیا۔ اسپر زوجہ نے درخواست نگرانی بحضور سشن جج کے گذرانی اور مشارالیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ تنخواہ اور دیگر وسایل آمدنی شوہر پر لحاظ کرکے ـمعہ ماہوار کا دلایا جانا ایک رقم معقول ہے اور مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور احکام حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا ہے۔

جوگندر ناتھہ چودہری منجانب سایل — فریق ثانی کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ناکس صاحب جسٹس — جو استصواب ذیعلم جج نے کیا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون۔ الفاظ مندرجہ دفعہ ۴۸۹ جسمین یہہ حکم ہے کہ بحالت ثبوت تبدیلی حالات کسی ایسے شخص کے جو وظیفہ ماہانہ پاتا ہے مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ وظیفہ معینہ از روے دفعہ ۴۸۸ مین تغیر و تبدل کردے شخص مذکور کے کل حالات کی تبدیلی سے صرف متعلق ہین اور

نہ حالات مذکورین سے محض ایک حالت کے چند روزہ اور اتفاقیہ تبدیلی سے خصوصًا اوسحال مین جیساکہ اسمقدمہ مین شہادت سے ثابت ہوتاہے کہ وسایل (بالفاظ دیگر حالات) شوہر کے مساوی اون وسایل کے مین جنپر عدالت صادرکنندہ حکم ابتدائی نے اپنے اس حساب کو مبنی کیا تہا کہ زوجہ کے لئے کسقدر نان ونفقہ مناسب ہوگا عدالت ہذا یہہ حکم دیتی ہے کہ حکم مصدرہ قاضی عزیز الدین احمد مجسٹریٹ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء منسوخ ہو اور حکم ابتدائی صدرہ مسٹر رینلڈس مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۸۹۹ء بحال کیا جاوے۔

---

۳۲ زیری | ضلع غازیپور | اپیل اول نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۹۹ء | منفصلہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

کالورائے وغیرہم بنام فہیمن وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - درخواست ڈگری کو مطابق فیصلہ کے کرانیکی - اجراء ڈگری - میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹۔

منظوری درخواست سے جو مشعر اسکے ہو کہ ڈگری مطابق فیصلہ کے کرادیجاوے میعاد جدید مفید ڈگریدار کے نہین شروع ہوتی ہے اور نہ ایسی درخواست تدبیر معاون اجراء ڈگری حسب منشا مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہے۔

(کشن سہائے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷) سے امتیاز کیا گیا)۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

مادہو پرشاد بجانب اپیلانٹان عبدالرؤف وعبدالمجید بجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل سرسری ہونی چاہئے۔ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو ایک ڈگری زرنقد کی عدالت جج ماتحت غازیپور سے بحق ڈگریداران رسپانڈنٹان کے صادر ہوئی تہی۔ ۲۸ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو بوجہ کسی نقص حساب موقوعہ ڈگری کے ڈگریداران نے عدالت صادرکنندہ ڈگری مین درخواست بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض ترمیم ڈگری کے گذرانی تہی یہہ امر قابل تحریر ہے کہ درخواست مقتضیہ دفعہ ۲۰۶ کا یہہ مقصود ہے کہ تجویز صحیح ہے لیکن ڈگری اوسکے مطابق نہین ہے بلکہ تجویز کے خلاف ہے۔ مقدمہ حال مین جج ماتحت نے حسب مستدعیہ ۵ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء کو ڈگری ترمیم کی تہی - اول درخواست اجراء ڈگری کے ۵ نومبر

۱۸۸۵ء کو گذری تھی - عدالت ماتحت مین روبرو جج ماتحت کے اور نیز اس عدالت مین یہ حجت ہوئی ہے کہ ڈگری مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۳ء کا اجرا خارج المیعاد ہے کیونکہ اول درخواست اجرای ڈگری مورخہ ۵ نومبر ۱۸۸۶ء تاریخ ڈگری سے عرصہ تین سال کے بعد داخل ہوئی تھی۔ اسکا جواب ڈگریداروں نے یہہ دیا تھا کہ ہم حکم مشعر ترمیم ڈگری مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۵ء کو اسطور پر تصور کرنیکے مستحق ہین کہ اوس سے میعاد سماعت جدید اور آغاز میعاد جدید کا حاصل ہوتا ہے اور اوس رائے کو ذیعلم جج ماتحت نے باعتبار سند مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷) کے اختیار کیا ہے - مدیون ڈگری اس عدالت مین اپیل کرتا ہے اور اوسکی یہہ حجت ہے کہ اولاً وہ مقدمہ متعلق نہین ہے لیکن اگر متعلق بھی ہو تو وہ فیصلہ صحیح نہین ہے اور ڈگریدار مستحق شمار کرنے میعاد سماعت اجرای ڈگری کا ۲۵ نومبر ۱۸۸۵ء سے نہین ہے - بہ نسبت مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷) مین نے واقعات مندرجہ رپورٹ کو ملاحظہ کیا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس فقرہ مین مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب نے یہہ تحریر کیا ہے کہ جو کارروائی اس درخواست کے بموجب ہوئی ہے وہ دراصل تجویز ثانی کی قسم کی ہین اوس فقرہ کو غالباً کسی ایسے خاص مقدمہ کے خاص حالات سے تعلق ہو جسمین کارروائی جو ظاہرا بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی تھین وہ صرف بذریعہ تجویز ثانی ہی کے طے ہو سکتی تھین - لہذا مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ سند فیصلہ مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷) کی کسی طرح پر اس اپیل کے منظور کرنے مین میری سد راہ ہو سکتی ہے - جو درخواست ترمیم کی ڈگریداران مقدمہ ہذا نے ۲۸ جون ۱۸۸۵ء کو داخل کی تھی وہ خالص اور سادہ درخواست ترمیم ڈگری کی تھی اور جو کچھہ اوسمین استدعا تھی وہ یہہ تھی کہ اوسمین چند ہندسون کے بیان کی صحت کر دیجاوے جسمین وہ ڈگری مطابق ہدایات متعلقہ خرچہ مندرجہ تجویز کے مطابق ہو جاوے - یہہ ایسا ہوا تھا کہ ہمکو ان کارروائی متقضیہ دفعہ ۲۰۶ کو ایسا تصور کرنا چاہیئے کہ گویا بمنزلہ تدبیر معاون اجرای ڈگری بموجب فقرہ چہارم مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین - ہم یہہ اسے قبول نہین کر سکتے ہین - جب عدالت کو درخواست متقضیہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی طے کرنا تھی وہ عدالت صادر کنندہ ڈگری ہے اور نہ عدالت اجرا کنندہ

ڈگری ۔ علاوہ برین اس مقدمہ مین یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کوئی درخواست اجراء ڈگری کی کبھی نہین ہوئی تھی لہذا کوئی بنیاد ایسے درخواست کی قایم نہین کی گئی تھی کہ جسمین کوئی عذر مساوان اجراء ڈگری کی بابت یہہ کہو کہ بہ تعمیل ڈگری کے ہو سکتی ہو مین خیال کرتا ہون کہ درخواست ۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کی خارج المیعاد تھی اور بدین وجوہ مین اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈگری معدرہ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء خارج المیعاد ہے اور جاری نہین ہو سکتی ہے ۔

ڈکصاحب جسٹس ۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون ۔

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۹ء منفصلہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

جگیشر پرشاد سنگھ وغیرہم بنام سری نواس پانڈے وغیرہم

اجراء ڈگری ۔ امر تجویز شدہ ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ۔

اصول امر تجویز شدہ کا اجراء ڈگری سے اوسی طور پر متعلق ہوتا ہے کہ جسطرح چہ نالشات سے متعلق ہوتا ہے ۔

پس جب صورتین برطبق اعتراض بہ نسبت اجراء ڈگری کے کوئی حکم بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین ہدایت صادر ہوا تھا کہ جن مواضعات پر ڈگری موثر ہے وہ ایک ترتیب سے نیلام کیجاوین اور حکم مذکور کا اپیل نہین ہوا اور اسطور پر قطعی ہو گیا ۔

تجویز ہوئی کہ اوسی ڈگری کی درخواست اجراء ڈگری مابعد پر امر مذکور کی نسبت اعتراض مجدداً نہین ہو سکتا ہے بلکہ بربنا حکم متذکرہ بالا کے اجراء ڈگری مین کارروائی مزید ہونی چاہئیے ۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین ۔

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان

جوالا پرشاد و رام پرشاد و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ڈکصاحب جسٹس ۔ یہہ تین اپیل (نمبر ۱۱۳ و ۱۲۱ و ۱۲۲) متعلق ڈگری واحد مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ء کے ہین جنمین سے سری نواس پانڈے اپیلانٹ اپیل اول نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۹ء ڈگریدار ہے اور اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۹ء جگیشر پرشاد وغیرہم مدیونان ڈگری ڈگری مذکور کے ہین اور اونکو یہہ حیثیت اسوجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ

بت نالش ابتدائی کے موضع انی پور پر قابض تھے جسکی نسبت اونکا یہہ بیان ہے کہ ہم منجانب
سماۃ دولہن روپ کنور راہنہ مدعاعلیہا مقدمہ کے موہوب لہم ہین ڈگری مورخہ
۲۰ جنوری ۱۸۸۵ء بہت غلطی کے ساتہہ مرتب ہوئی تہی بشہ طیکہ اوس ڈگری سے مقصود
فاذ کفالت رہن کا ہو۔ اور مین خود یہہ خیال کرتا ہون کہ اس امر کا تجویز کرنا بہت
مید ہوگا کہ ڈگری کے روسے حکم نیلام جایداد غیر منقولہ کا بہ تعمیل معاہدہ مختص کے بہ
جایداد مذکور پر موثر ہوا ہے۔ زیادہ تر مین اس امر کے تجویز کرنے پر آمادہ ہون کہ وہ
عل زرنقد کی ڈگری ہے اور اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ یہہ راے خلاف کثرت راے عدالت
المقدمہ دیبی پرشن بنام پرمہود ین رام (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۴۸)
ہے تاہم یہہ امر قابل تحریر ہے کہ وہ فیصلہ بہ نسبت اوس ڈگری کے تہا جو قبل نفاذ
ایکٹ انتقال جایداد کے صادر ہوئی تہی جس سے میری راے مین بالکل فرق پیدا ہوگیا
ہے کیونکہ قانون مذکور مین ایک خاص ہدایت بہ نسبت اوس طریقہ کے ہے کہ جس
ذریعہ سے وہ ڈگریان طیار کیجاتی ہین جنمین حکم نیلام کا بوجہ رہنون کے ہوتا ہے۔ لیکن یہہ جو
یہہ ہو سو ہوا ہمارے روبرو کسی فریق کیجانب سے کوئی بحث اس امر کے طے کرانیکے
لیئے نہین ہے ڈگریدار نے ۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو درخواست اجراء ڈگری کی گذرانی اور کل
مواضعات متذکرہ تمہید ڈگری قرق ہوے تہے۔ اوسکے بعد نگیشر پرشاد نے ۸ جنوری ۱۸۸۷ء
و عذرات بہ نسبت قرقی موضع انی پور کے داخل کیے اور عدالت سے یہہ درخواست کی کہ
بر جز اقل پہلے دو دیگر موضع لسری اور سالوان دیہہ نیلام کیے جاوین اور یہہ دیکہا جاوے
کہ آیا مواضعات مذکورسے زرشن کافی واسطے بیباقی قرضہ رہن کے حاصل ہوتا ہے یا نہین اور
صرف بحالت نہ حاصل ہونے زرشن کافی کے موضع انی پور نیلام کیا جاوے۔ ایک تاریخ
واسطے سماعت درخواست مذکورہ اور عذرات کے جو اوسکے نسبت ہون یعنی ۵ فروری ۱۸۸۷ء
مقرر ہوئی اور اوس تاریخ کو عدالت نے جسکو اجراء ڈگری سے تعلق تہا بعبارت صاف وصحیح
یہہ تجویز کی کہ نگیشر پرشاد کے عذرات باوقعت ہین اور استدعا مندرجہ عذرات مذکور منظور ہونا
چاہئے۔ پس مجہے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہہ حکم جا تہا یا بیجا تہا مگر بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے صادر ہوا تہا اور اگر ڈگریدار حکم مذکور مین نقص کا گرفت کرنا ضروری سمجہتا تو اوسکی
ناراضی سے اپیل ہوسکتا تہا لیکن چونکہ اوسکا اپیل نہین ہوا وہ حکم قطعی ہوگیا اور جو امر فیمابین

ڈگریدار اور اوسکے مدیون ڈگری کے پیدا ہوا تھا اور جسپر عدالت کو اختیار کامل حاصل تھا اس
طرح پر فیصل ہوا اور ایسا معاملہ ہو گیا ہے جسپر پھر اعتراض نہین ہو سکتا ہے - یہہ کارروائی
درخواست مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۰ء سے شروع ہوئی ہے اور ناگیشر پرشاد کیطرف سے وہی
عذر ہوا ہے جسکے روسے دراصل پھر وہی عذر شروع ہوا ہے جسکی تجویز بذریعہ حکم مورخہ
۵ فروری ۱۸۸۹ء کے ہو چکی ہے - اگر ہم کوئی اور رائے علاوہ اوس رائے کے قایم
کرین جو ہم قایم کر چکے ہین تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ بے شمار ایسے ہی درخواستین اور ایسے ہی عذرات
پیش ہو سکتے ہین اور ایک ہی امر کی بار بار تجویز ہوا کریگی جیسا کہ اسمقدمہ مین ہے اور
ایک جج ماتحت رائے اپنے متقدم عہدہ دار سے قایم کر سکیگا - ایسی کیفیت قابل
برداشت نہو گی اور صرف واقعات مقدمہ ہذا سے یہہ بات ثابت ہے کہ یہہ امر کیسا ضروری
ہے کہ اصول امر تجویز شدہ کا کارروائی اجراء ڈگری سے متعلق کرنا چاہیئے - ناگیشر پرشاد
اپیلانٹ اپیل اول نمبر ۱۱۳ یہہ عذر بہ نسبت حکم جج ماتحت کے کرتا ہے اور میری یہہ رائے
کہ اوسکا اپیل بدین نتیجہ سرسبز ہونا چاہیئے کہ جہانتک کہ وہ خلاف اور موثر اوپر حکم مورخہ ۵ فروری
۱۸۸۹ء کے ہے حکم جسکا اپیل ہے منسوخ ہونا چاہیئے اور ڈگریدار اگر اوس طور پر مستحق ہے تو اجراء ڈگری
مین بربنا حکم مذکور مورخہ ۵ فروری ۱۸۸۹ء کے کارروائی مزید ہونا چاہیئے - اپیلانٹان اپیل
اول نمبر ۱۱۳ اپنا خرچہ خود اب ادا کرینگے - اپیل اول نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء مین مسٹر رام پرشاد
منجانب ڈگریدار یہہ کہتے ہین کہ ہمنے بہ نسبت درخواست ناگیشر پرشاد کے جو دربارہ اوس
ترتیب کے ہے جسمین مواضعات کا نیلام ہونا چاہیئے تھا کبھی عدالت ماتحت مین اعتراض
نہین کیا اور یہہ کہ بتائید اپنی اپیل کے وکیل موصوف کو کچھہ کہنا نہین ہے کہ جو اپیل کم و بیش
ذریعہ حکم جج ماتحت کی وجہ سے مجبوراً اوسکو کرنا پڑی تھی - اونکا اپیل نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء ڈسمس
کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ - اپیل اول نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین مسٹر رام پرشاد جنکے پاس خلاصہ
مسٹر جوالا پرشاد کا موجود ہے یہہ کہتے ہین کہ اونکو دراصل بتائید عذرات اپیل کے کچھہ اصرار
نہین ہے لہذا اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ - اثر اس حکم کا یہہ ہوگا کہ درخواست
مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۰ء فہرست جج ماتحت مین بحیثیت مکمل قایم ہوگی اور جج ماتحت
موصوف بربنا حکم مورخہ ۵ فروری ۱۸۸۹ء کے اوسکے طے کرنے مین مصروف
ہونگے -

ضلع جونپور اپیل نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۴ء فرمان شاہی منفصلہ ۲ جنوری صفحہ ۴ انگریزی

بشناتھ وغیرہ بنام بشیشر سنگھ ویک کس دیگر

امر تجویز شدہ - امر زیر تجویز فیمابین مدعی اور مدعا علیہ جسکی تجویز اوس مقدمہ سابق مین ہولی جسمین ہردو فریق شریک مدعا علیہم تہے ۔

اس امر سے کہ ایک امر جو زیر تنقیح فیمابین مدعی و مدعا علیہ کے ہے اوسکی تجویز سابق ایک مقدمہ مین ہوچکی ہتی جسمین مدعی اور مدعا علیہ دونون ایک ہی جانب کے زمرہ فریق مین مدعا علیہم تہے امر مذکور بجز حالات خاص کے امر تجویز شدہ نہین ہوتا ہے ۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین فیصلہ ٹرل صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۱ء سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے ۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ جو عذر اپیل دوم مین پیش ہوا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ امر متنازعہ حال فیمابین فریقین ایک امر تجویز شدہ ہے کیونکہ امر متنازعہ کی تجویز پہلے ایک مقدمہ مین ہوچکی ہے جسمین ایک شخص مسمی جینی جو اس نالش مین شخص اجنبی ہے مدعی تہا اور فریقین عدالت ہذا سب مدعا علیہم تہے ۔ اب دیکہنا چاہئے کہ یہہ قانون بدرجہ اعلی عدالت ہذا مین طے یافتہ ہے کہ کوئی فیصلہ بطور مانع سماعت ایسے امر کا جو فریقین نے پیش کیا ہو محض اسوجہ سے نہین ہوسکتا ہے کہ فریقین اوسمقدمہ مین مدعا علیہم تہے جسمین امر مذکور کی تجویز شخص ثالث کے نسبت ہوئی ہتی ۔ فیصلہ عدالت بمبئی بمقدمہ رام چندر نراین بنام نراین مہادیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶) پر مسٹر سمین نے بتائید اپنی حجت کے حوالہ کیا ہے لیکن مجہے یہہ دریافت نہین ہوسکتا ہے کہ اسمقدمہ مین وہ واقعات موجود ہین جسکی نسبت اوسمقدمہ مین یہہ قرار پایا تہا کہ اوسنے کوئی فیصلہ باہم شریک مدعا علیہم کے امر تجویز شدہ ہوگیا تہا ۔ ایک فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ شادل خان بنام امین الہ خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۹۲) پر بہی حوالہ ہوا تہا لیکن مین اونکے سند کی تقلید کرنے سے انکار کرتا ہون ۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے ۔

بنا راضی اس فیصلہ کے اپیلانٹان نے حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اپیل کیا تہا

سمین منجانب اپیلانٹان سکہہ نندن لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ منجانب مدعا علیہم اپیلانٹیان

عدالت ہذا کے صرف یہہ بحث ہے کہ امر متنازعہ اوس نالش کا جس سے یہہ اپیل متعلق ہے امور تجویز شدہ ہین کیونکہ نالش سابق مین جسمین مدعیان اور مدعا علیہم مقدمہ ہذا ایک ہی زمرہ مین بطور شریک مدعا علیہم تہے امور نزاعی بہ نسبت اونہین امور کے فیصل ہوچکے تہے۔ عدالت ہذا کا یہہ صاف قاعدہ ہے کہ بجز بہت خاص اور مخصوص حالات کے جیسا کہ نالش تقسیم اور اوسی قسم کی نالشات کے کوئی فیصلہ فیمابین شریک مدعا علیہم کے قابل پابندی مابین مدعا علیہم شریک کے نہین ہوسکتا ہے۔ ہمارے بہائی شرلہ حب کی وہ رائے کامل طور پر صحیح ہے جو معزی الیہ نے قایم کی تہی اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

---

۲۰ فروری منفصلہ جنوری ضلع فرخ آباد اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۹ء فرمان شاہی

محمد عباس بنام معشوق علی وغیرہم

اجراے ڈگری۔ ڈگری کو مطابق فیصلہ کے کیجانیکی درخواست۔ تجویز ثانی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۶ و ۶۲۲۔

مدعی نے دعوی دخلیابی ایک مکان و صحن کا کیا تہا۔ منصف نے عبارت عام مین اوسکا دعوی ڈگری کیا تہا لیکن بلا ذکر خاص صحن کے اور ضلع جج نے بصیغہ اپیل ڈگری منصف کی بحال رکہی تہی۔ مدعی نے اجراے ڈگری کی درخواست کی لیکن بہ نسبت اوسکے استحقاق دربارہ جاری کرانے ڈگری بہ نسبت صحن کے اعتراض ہوا تہا۔ بعدہٗ مدعی نے بحضور منصف اور ضلع جج کے درخواست بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی اور دونون صورتونمین اوسکی درخواست منظور ہوئی تہی۔ بعدہٗ مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین درخواست نگرانی حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۶ کے کی۔

تجویز ہوئی کہ حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۶ فضول تہا کیونکہ ڈگری گو بیجا طور پر مرتب ہوئی تہی مفید دعوی مدعی کے تہی لیکن اوس حکم مین کوئی امر ایسا نہین تہا جس سے کوئی وجہ نگرانی کی حاصل ہوسکے۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مقدمہ متفرقہ نمبر ۲۰۶ سنہ ۱۸۸۸ء مین کافی طور پر درج ہین جو حسب ذیل ہے۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر استدعا

دست اندازی عدالت ہذا بہ نسبت حکم مصدرہ ذیعلم جج ضلع فرخ آباد مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء
کے ہے - حکم مذکور حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ڈگری مصدرہ عدالت موصوف مورخہ
۱۰ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء مشعر بحالی ڈگری منصف مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے -

واضح ہوتا ہے کہ ڈگری منصف کی اوس نالش مین صادر ہوئی تھی جسمین اول استدعا بیع
واسطے دخلیابی جائداد غیر منقولہ کے تھی جسمین ایک مکان اور ایک صحن واقعہ اوتر مکان مذکور
حسب صراحت عرضینالش کے شامل ہے - جس منصف کو مقدمہ مبنی طے کرنا تہا اونہون نے معلوم
ہوتا ہے کہ اپنے فیصلہ مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء مین کوئی تنقیح بہ نسبت صحن متذکرہ عرضینالش
کے نہین قایم کی اگرچہ بیان تحریری مین مدعاعلیہم نے دربارہ استحقاق مدعی بہ نسبت صحن
مذکور کے اعتراض کیا تہا اور یہہ عذر پیش کیا تہا کہ وہ جزو اوس مکان کا نہین ہے جو بقیہ
منشاء دعوی نالش مذکور کا تہا - لیکن مقدمہ کا خاتمہ اوس ڈگری کے ساتھہ ہوا جو فیصلہ
خاتمہ پر حسب عبارت ذیل ہے -

حکم ہوا کہ دعوی مدعی معہ خرچہ اور معمولی سود آئندہ بمقابلہ مدعاعلیہم حسیب نمبر ۲ لغایت ۴ کے ڈگری
ہو اور عبدالرحمن مدعاعلیہ بری ہو اور مدعاعلیہ حسیب اپنا خرچہ آپ ادا کرے لیکن اوسمین بہ نسبت
صحن کے کچھہ ذکر نہین ہے - بہرکیف ڈگری جاری کرائی گئی اور مدعاعلیہم مدیونان ڈگری نے
بہ نسبت اجراے ڈگری دربارہ صحن متذکرہ بالا کے اعتراض کیا تہا - باعتبار ایک نقل مصدقہ کے
جو اونکے ہاتھہ مین ہے مسٹر موتی لال یہہ بیان کرتے ہین کہ ابھی سنہ ۱۸۸۵ء کو اونکے موکلین کے عذرات بہ نسبت
ڈگری کے جہانتک اوسکو صحن سے تعلق ہے منظور ہوئے تھے اور یہہ کہ حکم مذکور اب قطعی ہو گیا ہے
اسوقت ہمین ہمکو اوس حکم سے کچھہ سروکار نہین ہے اور اوسکے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے -
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ اون درخواستون سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۸۴ء کو داخل ہوئی
تہین ایک بحضور منصف جسمین استدعا تہی کہ ڈگری مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء بذریعہ اندراج الفاظ و معہ
صحن شمالی مندعویہ کے ترمیم کر دیجاوے کہ جس سے اوس جائداد مین جو اوس تاریخ کو ڈگری
ہوئی تہی اوسمین صحن بہی شامل ہوجاوے اور دوسرے درخواست اوسی قسم کی بحضور ذیعلم جج
عدالت اپیل ماتحت واسطے ترمیم ڈگری مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء کے گذرانی گئی تہی - معلوم ہوتا ہے
کہ دونو عدالتون نے ایک ہی وقت کارروائی کی تہی کیونکہ منصف نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۴ مارچ
سنہ ۱۸۸۵ء ترمیم مستدعیہ کو منظور کیا تہا اور جج نے بہی بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء کے ترمیم منظور کی تہی

اسمقدمہ مین مجھکو صرف حکم اخیر الذکر سے سروکار ہے مجھکو صرف یہ غور طلب ہے کہ آیا استعمال اختیارات نگرانی عدالت ہذا سے مجھکو حکم مذکور قایم رکھنا چاہئے یا منسوخ کر دینا چاہئے۔ یہ امر کہ آیا ایسے مقدمات بصیغہ نگرانی قابل پذیرائی کے ہین یا نہین اب اسمعالتمین قابل اشتباہ کے نہین ہے بلکہ بوجہ اجلاس کامل سے مقدمہ سورتا بنام گنگا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۷۵) ورگھونا تھ داس بنام برج کمار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۸۰) مین طے ہو چکا ہے مین یہ بھی کہہ سکتا ہون کہ ان اجلاس کامل کے فیصلون مین تقلید اوس امر کی ہوئی ہے جو مینے اپنے فیصلون مین بیان کیا تھا اور صفحات ۴۱۲ اور ۷۲۸ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ مین دستیاب ہوتا ہے اور یہ کہ مجھے اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا ڈگری ڈسٹرکٹ جج کی جو اونھون نے ترمیم کی ہے مطابق اوس فیصلہ کے تھی یا نہین جسکا موثر کرنا از روے ڈگری کے مقصود تھا۔

اس امر کے غور کرنے مین یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ڈگری باضابطہ مصدرہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۵ء مین کوئی ذکر بہ نسبت صحن شمالی جو بحق مدعی ڈگری ہوا ہے شامل نہین ہے فی الحقیقت ڈگری مین بیان مکان اور کسی خسارہ کا ہے لیکن بہ نسبت صحن کے جسکی نسبت بلاشبہ مدعا علیہ نے جوابدہی کی تھی ڈگری مذکور خاموش ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اندرین حالات اور چونکہ کوئی خاص ذکر فیصلہ منصف مین بہ نسبت صحن کے نہین ہے تو چارہ کار مناسب ہر ایسے فریق کا جو اوس ڈگری سے ناراض تھا یہ تھا کہ عدالت مناسب مین اوسکا اپیل کرتا۔ فی الحقیقت مدعا علیہم نے جنکی طرف سے اب مسٹر موتی لال حاضر مین بنا راضی کل ڈگری کے اپیل کیا تھا اور بعد واپسی کے جو ڈسٹرکٹ جج نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۵ جنوری ۱۸۸۶ء کے کی تھی ڈسٹرکٹ جج نے اپیل بقدر نامنظوری خسارہ کے ڈگری کی تھی لیکن بقیہ ڈگری بحال رکھی تھی۔ اونکا فیصلہ حسب ذیل ہے۔

جو تجویز برات منصف کی واپس آئی ہے (اور جو مورخہ ۲۵ مارچ ۱۸۸۶ء ہے) اوس سے واضح ہوتا ہے کہ حدود مندرجہ عرضیدعوی صحیح ہین اور مدعا علیہم کیطرف سے اس تجویز پر اعتراض نہین ہوا ہے لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ مدعیان مستحق استقرار اپنے حق کے نسبت مکان مندرجہ و مصرحہ عرضیدعوی کے ہین اور اسقدر مین اپیل ڈسمس کرتا ہون۔ لیکن بہ نسبت امر دوم کے کوئی شہادت بتائید دعوی موجود نہین ہے اور نتیجہ تحقیقات موقع سے جو امین نے کی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی اندیشہ نہین اوٹھاے گئے۔ لہذا اس امر کے بارہ مین مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور وہ جزو دعوی مدعیکا ڈسمس کرتا ہون۔ خرچہ رسدی دلایا جاویگا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ منجانب سایلان کے مسٹر موتی لال نے یہ اصرار کیا ہے کہ حکم مذکور صرف مکان تک محدود تھا اور اوسکے علاوہ صحن یعنی صحن شمالی سے متعلق نہین ہے اور چونکہ خود عدالت مرافعہ اولی نے بھی ڈگری یا فیصلہ مین وہ دعوی ڈگری نہین کیا ہے تو نتیجہ قانونی ذیعلم جج کے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کے ڈگری مذکور کے بحال کرنیکا یہہ ہے کہ حیطہ ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے تجاوز نکرنا چاہیئے۔

بجانب دیگر مسٹر نول بہاری نے بجواب درخواست مذکور کے یہہ بحث کی ہے کہ ہرگاہ ذیعلم جج نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء مین ذکر صدور مسند جو عرضی نالش کے صحیح ہونیکا کیا ہے تو یہ تصور کرنا چاہیئے کہ اونکا مقصد کل دعوی کے ڈگری کرنیکا تھا اور نہ صرف بہ نسبت مکان کے بلکہ نسبت صحن کے بھی۔

اس حجت کے طے کرنیکے لئے مین اپنے ذہن مین پھر اوس امر کو لانا چاہتا ہون جو مینے مقدمہ رگھوناتھ داس بنام راج کمار (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۷۶) بیان کیا تھا جب کہ مینے صفحہ ۲۸۱ مین یہہ کہا تھا۔ لہذا مجھے اطمینان ہے کہ حکم صادرہ حسب دفعہ ۲۰۶ ایک تصفیہ جداگانہ ہے اور حسب دفعہ ۵۸۸ قابل اپیل نہین ہے اور عدالت جو اوس اختیار سے تجاوز کرتی ہے جو از روے فقرہ اخیر دفعہ ۲۰۶ کے عطا ہوا ہے وہ عملی طور پر نوعیت ڈگری کو تبدیل کرتی ہے۔ اگر ایسا طریقہ منظور کیا جاوے تو پھر جج جسنے راے اپنی غلط فیصلہ مین قایم کی ہو (جیسا کہ اکثر ہوتا ہے) یہہ کہہ سکتا ہے کہ میری مراد میرے فیصلہ مین نسبت اس امر کے اسطرح پر اور اوس امر کے اوسطرح پر تھی اور اسطرح سے اکثر ایسی تبدیلات ہو سکتی ہین جو درستی غلطی محض حساب یا کتابت سے بہت بعید ہے۔

مین اب بھی اونہین راے پر قایم ہون اور بہ نسبت اونکے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء خواہ فیصلہ جج مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء مین جو کچھہ غلطی یا نقص رہا ہو وہ ہو لیکن حیطہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے روسے اونکو اپنی ڈگری صحت کرنیکا اختیار اوسطرح پر نہین دیا گیا کہ جسطرح پر اونہون نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کے ڈگری کو صحیح کیا ہے۔ فریقین مین سے جو ناراض ہوتا اوسکا یہہ کام تھا کہ ڈگری کے کسی جزو کی ناراضی سے اپیل کرتا لیکن فیصلہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء اور فیصلہ جج مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کو ایک مرتبہ سے زیادہ پڑہنے کے بعد میری یہ راے ہے کہ ڈگری مین کوئی ایسی غلطی نہین تھی جسکی صحت بموجب دفعہ ۲۰۶ کے ہو سکے۔ لہذا ذیعلم جج نے خلاف اختیار عمل کیا ہے اور اسلئے مین درخواست منظور کرتا ہون اور حکم ذیعلم جج مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء معہ خرچہ ہر دو عدالت کے منسوخ کرتا ہون۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے اپیل حسب دفعہ ۱ فرمان شاہی کے منجانب سایل کے پیش ہوا تہا۔

سندر لال منجانب سایل موتی لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہ فرمان شاہی کا اپیل ہے۔ مدعی نے ایک نالش دایر کی تہی جسمین اوسنے ایک مکان اور کسی صحن شمالی اور خسارہ کا دعوی کیا تہا۔ مدعا علیہ نے اوسکے استحقاق پر اعتراض کیا تہا۔ منصف نے اپنے فیصلہ مین ذکر شہادت متعلقہ صحن کا ذکر نہین کیا بلکہ اونہون نے عبارت عام مین دعوی مدعی معہ خرچہ ڈگری کیا تہا۔ مدعا علیہ نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تہا اور بعد ناقصی کے ضلع جج نے اپیل ڈسمس اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بجز بہ نسبت خسارہ کے جس سے ہمکو اس مقدمہ مین سروکار نہین ہے بحال کیا تہا۔ اپنے فیصلہ صیغہ اپیل مین ضلع جج نے حدود جایداد متنازعہ کا ذکر کیا ہے اور اون حدود مین صحن شامل ہے۔ مدعی نے اپنی ڈگری جاری کرائی تہی اور اس امر کی نسبت نزاع پیدا ہوئی تہی کہ آیا اوسکا استحقاق نسبت صحن کے ڈگری ہوا ہے یا نہین۔ نامبردہ نے حضور منصف اور نیز حضور ضلع جج یہہ درخواست کی کہ ڈگری مطابق فیصلونکے کردیجاوے منصف نے جہانتک اونکو تعلق تہا اور ضلع جج نے جہانتک اونکو تعلق تہا درخواست مدعی منظور کی اور بالصراحت صحن متنازعہ کو جایداد ڈگری شدہ بحق مدعی مین شامل کردیا۔ بناراضی حکم ضلع جج کے ایک درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ہذا مین کی گئی۔ بر طبق سماعت اوس درخواست کے جج نے حکم عدالت ماتحت کا منسوخ کردیا اور بناراضی اوسی حکم کے جو اوس درخواست پر ہے یہ اپیل فرمان شاہی رجوع کیا گیا ہے۔ بطور امر تحریر مسودہ کے میری راے مین ڈگری عدالت مرافعہ اولی اور ڈگری ضلع جج بصیغہ اپیل مین بالتصریح دادرسی ہاے ڈگری شدہ کا ذکر بجاے اس عام عبارت کے ہونا چاہئے تہا کہ دعوی مدعی کا ڈگری ہوا لیکن مجھے شبہہ اسبات کا ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی ضرورت ترمیم کی تہی یا نہین۔ بناراضی ڈگری کے مدعی اپیل نہین کرسکتا تہا جو اوسکے حق مین تہی اور جسکے رو سے بعبارت عام کل وہ شے اوسکو عطا ہوئی تہی جسکی اوسنے استدعا کی تہی مدعا علیہم نے بناراضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے اپیل کیا تہا اور محض بہ نسبت بحث خسارہ کے وہ کامیاب ہوے تہے۔ میری راے مین اگرچہ حکم عدالت ماتحت کا فضول ہے کیونکہ اوسکے رو سے مدعیکو اوس سے زیادہ کچھہ عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو پہلے عطا ہوچکا تہا تاہم میری راے مین یہ مقدمہ ایسا نہین ہے جو حیطہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہوسکے مین یہہ اپیل منظور کرکے حکم عدالت ماتحت کو بحال کرتا ہون

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

انگریزی صفحہ

ضلع بنارس مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۶۱ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۳ / دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

امرتا لال بنام لچھمن داس

درخواست انتقال مقدمہ فوجداری — بیان حلفی — مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۶ — قواعد عدالت مصدرہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۸۹ء قاعدہ ۳۳ و ۳۴ —

ہر درخواست بعدالت العالیہ ہائیکورٹ واسطے انتقال مقدمہ فوجداری جو عدالت العالیہ موصوفہ کے کسی عدالت ماتحت مین دایر ہو اوسکی تائید کسی بیان حلفی سے ہونی ضرور ہے محض بیان تحریری اوس کونسل کا جو عدالت ماتحت مذکور مین حاضر ہوا تھا اسلئے کافی نہین ہے کہ عدالت العالیہ موصوفہ اوسپر عمل کرے۔

ہورڈورتھ جوگندر ناتھ منجانب سایل

اسپنکی منجانب فریق ثانی۔

سیلک پراسکیوٹر ڈلن منجانب سرکار۔

اینج صاحب چیف جسٹس — یہہ درخواست بموجب دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے صدور حکم مشعر انتقال مقدمہ فوجداری جو ایک مجسٹریٹ کے روبرو دایر ہے ہوئی ہے اور مقدمہ مذکور بموجب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور کے دایر ہوا ہے۔ جب درخواست مذکور بغرض صدور حکم مذکور کے داخل ہوئی تھی تو اوسکی تائید مین کوئی بیان حلفی یا اقرار نہین تھا اور سایل ایڈوکیٹ جنرل نہین ہے۔ اوسکی تائید مین ایک بیان تحریری مرتبہ ایک ایڈوکیٹ عدالت ہذا کا داخل ہوا تھا کہ جن ایڈوکیٹ کی صداقت اور عزت کی ہم سب تعظیم کرتے ہین۔ بمشکل مجھے یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ بیان تحریری کسی ایڈوکیٹ کا جو بشکل بیان حلفی نہو اور جسکی تصدیق نہوئی ہو اوس سے تعمیل دفعہ ۵۲۶ کی بلا لحاظ اس امر کے نہین ہوتی ہے کہ ایڈوکیٹ مذکور کیسا ہی ممتاز کیون نہو۔ ایک نوبت اخیر پر سایل نے بتائید اپنی درخواست کے ایک بیان حلفی داخل کردیا ہے۔ مجسٹریٹ تحقیقات کنندہ سے یہہ خواہش کی گئی تھی کہ بہ نسبت بیانات مندرجہ بیان ایڈوکیٹ کے جو جوابات وہ ضروری سمجھین بھیجدین۔ جہانتک بیان حلفی کو تعلق ہے مجھے قطعاً کوئی وجہ صادر کرنے حکم انتقال مقدمہ کی نظر نہین آتی ہے۔ بیان حلفی مذکور سے جو کچھہ واضح ہوتا ہے وہ کل یہہ ہے کہ مجسٹریٹ نے فریق ثانی کے ایڈوکیٹ سے یہہ

ایما کیا تہا کہ اوس ایڈوکیٹ کی درخواست پر اعتراض کرے جس نے بیان مدخلہ عدالت
ہذا کیا ہے اور ایک نوبت اخیر مین کچہہ تہوڑی تیزہ تیزی عدالت مین ہوگئی تہی۔ مجسٹریٹ
نے یہہ خیال کیا تہا کہ ایڈوکیٹ موصوف اونپر طرفداری کا الزام لگاتے ہین۔ ایڈوکیٹ
موصوف نے فی الفور کسی ایسے ارادہ سے انکار کیا تہا اور جو معاملہ بذریعہ بیان حلفی
کے ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے اوس سے مین بلاشبہہ یہہ نتیجہ اخذ نکرونگا کہ مجسٹریٹ
پر کوئی ارادہ طرفداری کے الزام لگانیکا تہا۔ اکثر یہہ ضرور ہوتا ہے کہ فیمابین
عدالتوں اور اون ایڈوکیٹون کے جو اون عدالتون کے یا جنکو عہدہ داران اجلاس
کنندہ کہتے ہین اونسے اختلاف رائے ہوجاتی ہے۔ بطور معمولی قاعدہ کے اون تیزہ تیزیون
کا کچہہ نتیجہ نہین ہوتا ہے وقت کی گرمی مین جو کچہہ کہا گیا وہ کہا گیا یہہ ایسے امور ہین
جنپر توجہہ نکیا جانا بہتر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم ہر ایسے مقدمہ مین حکم انتقال مقدمہ
کے صادر کرنیکا عملدرامد قایم کرین جسمین مجسٹریٹ نے کچہہ مزاج نمائی کی ہو اور ہم
یہہ نہ کہتے ہین کہ اسمقدمہ مین مجسٹریٹ نے ایسا کیا ہے تو جو لوگ یہہ چاہتے ہین کہ
کوئی خاص مجسٹریٹ کسی خاص تحقیقات مین اجلاس نکرے اونکو ہم یہہ ترغیب
دینگے کہ مزاج مجسٹریٹ کو اس نظر سے تیز اور تند کردین کہ واسطے درخواست متفقہ
دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بنیاد قایم ہوجاوے۔ جہانتک ہم دیکھتے ہین
اسمقدمہ مین قطعاً کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے ہم یہہ نتیجہ اخذ کرسکین کہ مجسٹریٹ
اپنی خدمت کو ٹہیک طور پر یا بین اون فریقین کے جو اوسکے روبرو ہین انجام دیگا
ملنے اپنی توجہہ کو صرف بیان حلفی پر محدود رکہا ہے کیونکہ مینے اپنی خدمت کے نسبت
دفعہ ۵۲۶ مین اور نیز قواعد عدالت ہذا کے رو سے اسیطرح پر پڑہا ہے۔ دفعہ ۵۲۶
اور نیز ہمارے قواعد کی غرض واحد ہے یعنے یہہ کہ کل واقعات ضروری جنپر تائید
درخواست کے استدلال کرنیکا مقصود ہو چاہیے کہ بیان حلفی مین درج کیجاوین یا
درخواست مین مناسب طور پر اونکی تصدیق کیجاوے۔ ہم سب کی یادداشت
مین یہہ امر ہے کہ قبل صدور قواعد ۳۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے درخواست انتقال مقدمات
دیوانی اور نیز فوجداری کے اکثر عدالت ہذا مین بربنا ابلاغات مبہم اور عام بلکہ
نہایت مزیل حیثیت عرفی خاص عہدہ دار اجلاس کنندہ کے گذرانی تہین۔

بلاشبہہ جو فریق کسی خاص عدالت پر بلا ہونے کسی ایسے اصلی حالات کے اعتراض
رکھتے ہوں کہ جو واقعات عدالت انصاف سماعت کریگی اونکو اپنی اعتراضات
کے ذریعہ پیش کرنے ایسے مبہم اور عام بیانات کے تائید کرنا فریقین اشتباہ میں ہوگا جن بیانات سے
سچے واقعات ظاہر نہیں ہوتے ہیں اور جن سے اکثر چھپے واقعات مخفی رہتے ہیں اور جن سے عدالت مجوزہ امر متنازعہ
اور نہ فریق مخالف کو وہ اطلاع حاصل ہوتی ہے جسکا دیا جانا ہمیشہ عدالت انصاف
چاہتی ہے۔ میں اپنے نسبت تو یہہ کہتا ہوں کہ بجز اوس صورت کے اور اوسوقت
تک کہ جبتک حکام بالادست سے میں مجبور نکیا جاؤں میں اس قسم کی درخواستونکی سماعت
کرنے سے انکار کرتا ہوں الا یہہ کہ جن بیانات کے اعتبار پر مجھے عمل کرنا چاہیے وہ
بیان حلفی میں یا درخواست باضابطہ تصدیق شدہ میں درج کیجاوین۔ میں یہہ
درخواست ڈسمس کرتا ہوں۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میں ذیعلم چیف جسٹس سے اس امر میں اتفاق
کرتا ہوں کہ درخواست انتقال مقدمہ کا تصفیہ تنہا اور تمامتر باعتبار بیانات
مندرجہ بیان حلفی سائل کے کرنا چاہیے۔ مینے اون بیانات کو بلحاظ احتیاط پڑھا ہے
اور مجھے اوسمیں کوئی امر ایسا نظر نہیں آتا ہے جس سے اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی
ترغیب ہو کہ مسٹر گریون اسسٹنٹ مجسٹریٹ بنارس صاف اور بلا طرفدارانہ تحقیقات
مقدمہ محکومہ دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں نکرینگے اور نہ یہہ واضح ہوتا
ہے کہ بنظر عدالت گستری کے حکم انتقال مقدمہ کا ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ سائل کے بیان حلفی سے اس سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ کچھہ مناظرہ کا
فیما بین مجسٹریٹ ایک جانب اور ذیعلم کونسل مسٹر ہورڈ بتجانب دیگر کے ہوا تھا اور
یہہ امر غیر معمولی نہیں ہے۔ کہ اس قسم کے مناظروں میں دونو جانب سے
کچھہ گرمی ہو جایا کرتی ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نہ مجسٹریٹ کے طرف سے
اور نہ مسٹر ہورڈ کے طرف سے کوئی بات ایسی ہوئی تھی جو قریب قریب بد اعمالی
کے ہو اور فی الحقیقت کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ مجسٹریٹ
اپنا کام ایمانداری اور بلا طرفداری کے نکریگا۔ مجسٹریٹ کے روبرو ایسی کارروائی پیش
تھی جسمیں محض بغرض مصلحت چند روزہ اور امن عامہ خلائق کے ایک حکم بدین استقرار

صادر کرنا مطلوب تھا کہ کوئی خاص فریق مندر پر قابض ہے۔ اس کارروائی مین جو کچھہ حکم مجسٹریٹ صادر کریگا اوس سے اوس فریق کے عدالت دیوانی مین آنے اور اپنا استحقاق پیش کرنے کے استحقاق مین خلل نہ اویگا جسکے خلاف حکم مذکور صادر ہوگا۔ لہذا مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون کہ درخواست انتقال مقدمہ کی نامنظور ہونی چاہئیے۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست ایک مقدمہ فوجداری مین واسطے منتقل کرنے مقدمہ مذکور بموجب اوس اختیار کے جو عدالت ہذا کو بموجب دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل ہی ہے۔ یہہ مقدمہ میرے روبرو ایک مرتبہ سے زیادہ پیش ہوچکا ہے اور اخیر مرتبہ یہہ مقدمہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کے اور خود میرے روبرو ۵ و ۲۲ نومبر ۱۸۹۰ء کو پیش ہوا تھا اور جن وجوہ کے اظہار کا اوسوقت مجھے موقع ملا تھا اونکے روسے مقدمہ ذیعلم چیف جسٹس کے روبرو پیش ہوا تھا اور بذریعہ اونکے حکم مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کے مقدمہ اس جلسہ کے قبضہ مین آیا ہے۔ بلا خیال کرنے اصل امر کے کہ حد اختیارات عدالت ہذا مقتضہ دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تعبیر کرنا ضروری ہے اور باوجود فقرہ مندرجہ دفعہ مذکور بہ نسبت اس امر کے کہ درخواستونکی تائید بیان حلفی سے ہونی چاہئیے اور باوجود مشکل احکام قواعد عدالت ہذا نمبری ۳۳ و ۳۴ کے مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے صادر کیا ہے۔

ضلع مین پوری اپیل اول نمبر ۹۶ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۷ دسمبر

سمیع الدین خان بنام کنور مان سنگھ

رہن۔ رہن ہاے اول و دوم۔ انفکاک۔ واصلات۔

مدعی نے جو مرتہن ثانی تھا حق و مرافق راہتان کا نیلام کرایا اور اوسکو خود خرید کرلیا لیکن مدعاعلیہ کو جو مرتہن مقدم تھا اوس کارروائی مین فریق نہین کیا تھا بعدہٗ اوس نے ایک نالش انفکاک رہن کی بنام مدعاعلیہ دایر کی اور ڈگری بدین شرط حاصل کی کہ مبلغ عہ ہزار عدالت مین جمع کردے۔ زر مذکور ۲۲ جون ۱۸۸۹ء کو ادا کردیا گیا۔ مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور حسب حالات مقدمہ ڈگری شرطیہ بحق اوسکی

صادر ہوئی تہی۔ شرط مذکور کا ایفا نہین کیا گیا چنانچہ ڈگری مدعی کی قطعی ہوگئی۔ مدعی نے دخل واقعی جایداد مرہونہ پر ۱۵ جون ۱۸۸۵ء کو حاصل کیا اور ۲۲ جون ۱۸۸۸ء کو اوس نے نالش واسطے واصلات دو سال کے مدعا علیہ پر دایر کی۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ استحقاق مدعی کا بہ نسبت جایداد کے بدرجہ اقل اوسوقت سے جایز ہوا تہا کہ جب اوس نے بموجب اپنی ڈگری انفکاک رہن کے عدالت مین روپیہ جمع کردیا تہا اور مدعا علیہ ذمہ دار واصلات کا اوسی طور پر ہے کہ گویا وہ مداخلت بیجا کنندہ ہے جسپر نالش بیدخلی کی ہوئی ہے اور اوسکی ذمہ داری کو جایداد کی پوری منافع تک وسعت ہے اور نہ محض اون رقوم تک وسعت ہوگی جو واقعی طور پر اوسکے ہاتہہ مین وصول ہوئی ہین۔ لیکن وہ ذمہ دار سود کا اوپر زر واصلات مذکور کے نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔ اجودہیا ناتہہ و حمید اللہ منجانب اپیلانٹ۔ کالون و عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو مدعی رسپانڈنٹ نے بنام اپیلانٹ مدعا علیہ کے واسطے دلاپانے خسارہ لبشکل واصلات موضع پلوا بابت ۱۲۹۳ لغایت ۱۲۹۶ فصلی کے دایر کی تہی زر متدعویہ مبلغ معہ [illegible] ہے۔ جن حالات سے یہہ دعوے ظہور پذیر ہوا ہے وہ کسیقدر مخصوص ہین اور اونکا بیان مختصر حسب ذیل ہوسکتا ہے۔

مدعا علیہ دو رہن موقوعہ ۱۲ اکتوبر اور ۲ دسمبر ۱۸۶۵ء کو ظاہر کرتا ہے جسکی روسے مالکان موضع پلوا نے اوسکو پاس متقدمین حقیت مدعا علیہ مسمیان ہدایت علیخان و صدر الدین کے رہن کیا تہا۔ مدعی نے کہ وہ بہی مرتہن بتوسط اونہین اشخاص کے ہے اپنی رہن کے بنا پر نالش کی اور ڈگری حاصل کی اور حق و مرافق راہنان کا نیلام کرایا اور اونکو خود نیلام مین خرید کیا۔ بعد حاصل کرنے اس استحقاق کے اوس نے ایک نالش انفکاک رہن کی ۱۸۸۵ء مین بنام مدعا علیہ دایر کی اور ۹ جون ۱۸۸۵ء کو اوس نے ڈگری پائی جسکے روسے یہہ قرار پایا تہا کہ بشرط عدالت مین جمع ہونے مبلغ [illegible] ہزار کے جایداد فک الرہن ہوجاویگی اور وہ مستحق دخل کا ہوگا۔ بطور امر واقعہ کے مدعی نے

۲۲ جون ۱۸۸۵ء کو عدالت مین عہ ہزار جمع کر دیا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو اوسکی نالش ڈسمس متصور ہوتی لہذا میرے ذہن پر ظاہر ہے کہ جب مدعا علیہ نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا کیونکہ اوس نے اپیل کیا تہا تو اوسکو ضرور معلوم رہا ہوگا کہ روپیہ جمع ہوجانے سے ڈگری کے شرط کی تعمیل ہوگئی ہے ورنہ کوئی ڈگری نہتی کہ جسکی ناراضی سے وہ اپیل کرسکتا۔ اپیل مذکور کی سماعت میرے بہائی ٹرل صاحب نے اور خود مینی ۱۴ ڈسمبر ۱۸۸۶ء کو کی ہتی اور اوس مقدمہ کا ہمارا فیصلہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۵ مین دستیاب ہوتا ہے۔ اور حسب وجوہ مندرجہ مقدمہ مذکور کے چونکہ مدعا علیہ اوس نالش ابتدائی مین فریق نہین کیا گیا تہا جو مدعی نے اپنی راہنون پر دایر کی ہتی ہمنے یہہ مناسب سمجہا تہا کہ اوسکو ایک موقع مدعی کے اوس رہن کے انفکاک کرانیکا ملنا چاہئے جسکے روسے مدعی نے کاروائی بمقابلہ راہنان مذکور کے کی ہتی اور ہماری ڈگری حسب ذیل ہے۔

اپیل اسقدر ڈگری اور ڈگری جج ماتحت کی اوسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ مدعا علیہ مستحق قابض ہونے موضع بلوا کا قرار دیا جاویگا بشرطیکہ وہ تاریخ ڈگری عدالت ہذا سے اندر ۹۰ یوم کے قرضہ رہن مدعی ریسپانڈنٹ معہ سود اس عدالت مین جمع کردے ورنہ جو ڈگری جج ماتحت نے صادر کی ہے قایم رہیگی۔

اوس نے قرضہ رہن مدعیکا اندر میعاد معینہ کے ادا نہین کیا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ مدعی کی ڈگری انفکاک رہن کی جیسے کہ ابتداءً عدالت مرافعہ اولے سے صادر ہوئی ہتی بحال رہی اور اوسکا استحقاق بدرجہ اقل اوس تاریخ سے متعلق ہے کہ جب اوس نے عدالت مین مبلغ عہ ہزار جمع کردیا یعنے ۲۲ جون ۱۸۸۵ء سے۔ صرف ایک امر جسکا بیان کرنا باقی ہے یہہ ہے کہ مدعی نے واقعی دخل موضع بلوا کا ۱۵ جون ۱۸۸۶ء کو پایا تہا۔ اس نالش کی غرض یہہ ہے کہ مدعا علیہ سے خسارہ لشکل واصلات بابت اوس زمانہ کے وصول کرے جو مابین ۲۲ جون ۱۸۸۵ء اور ۱۵ جون ۱۸۸۶ء کے گذرا تہا اور جو محاصل بجائے ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ فصلی کے ہے۔ ذیلی جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی بابت مبلغ اعہ ۸ پائی مع سود بشرح ۱۲ فی سال یعنے ۱۴ ۵ کے صادر کی ہے۔ مشار الیہ نے اوسپر سود بہی ابتداے تاریخ وجوب زرہائے مذکور تا تاریخ نالش بشرح یک روپیہ سیکڑا ماہوار اور سود اینده و دوران مقدمہ بشرح

سے ۶ فیصدی ماہوار تا تاریخ وصول دلایا ہے۔ یہہ رقوم بربنا حساب بلحاظ جمعبندی لگان جو موضع بلیوا سے واجب الوصول ہے اور بمنہای مالگذاری و دیگر اغراض کے قایم کی گئی ہین جس سے منافع موضع مذکور کا [illegible] سالانہ برامد ہوتا ہے۔ ذیلعلم جج ماتحت کے اسی فیصلہ کے ناراضی سے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ اپیل دایر کیا گیا اور در اصل اوسمین صرف دو امور ہمارے روبرو پیش ہین۔ اونمین سے اول امر یہہ ہے کہ واسطے قایم رہنے اس نالش کے کوئی بناء مخاصمت نہین ہے اور دوم یہہ ہے کہ جو رقوم جج ماتحت نے برامد کئے ہین وہ غیر کافی اور ناقابل اطمینان اندازہ پر مبنی ہین اور مدعا علیہ ذمہ وار خسارہ کا صرف بقدر اوسی روپیہ کے قرار پاسکتا ہے جو فی الواقعہ اوسکو وصول ہوا ہے۔ ان امور مین سے اول امر کی نسبت مجھے اطمینان ہے کہ اوسمین کچھہ قوت نہین ہے۔ نتیجہ ڈگری عدالت ہذا مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کا یہہ ہے کہ جب مدعا علیہ نے زر رہن مدعیکا ادا نہین کیا تو ڈگری ابتدائی جج ماتحت مین پوری کی بحال اور برقرار ہو گئی اور اوسکے رو سے استحقاق مدعی کا اوس تاریخ سے برعایت شرط ڈگری کے جسکی تعمیل اوس نے ۲۲ جون ۱۸۸۵ء کو کرنی تھی قایم ہو گیا۔ اوسکی حیثیت اوس معمولی مدعی سے مختلف نہین ہے جو عدالت مین بذریعہ نالش بیدخلی بمقابلہ مدعا علیہ کے آتا ہے کہ جو مدعا علیہ بذریعہ اپیل کرنے دوسری عدالت اور امکاناً عدالت اپیل دوم کے مدعی کو اپنی ابتدائی ڈگری کے تمتع مین توقف کرتا ہے اور وہ ڈگری کارروایات اپیل مین بحال رکھی جاتی ہے اور عدالت اپیل سے بحال رہکر قطعی ہو جاتی ہے۔

محض اس امر سے کہ حیثیت مدعی مین بوجہ اوسکی راہن مستحق انفکاک رہن ہونے اور زر رہن ادا کر دینے کے ایک پیچیدگی مزید ہے میری راے مین اوسکی حقوق بدل نہین جاتے ہین۔ ایسے سادہ صورت مین جو مین نے بیان کی ہے مناسب طور پر یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ مدعی جو حسب متذکرہ بالا بیدخل رکھا گیا ہے مستحق اوس کل زمانہ کے خسارہ کا نہین ہے جسمین بوجہ کارروائی اپیل منجانب مدعا علیہ کے وہ اپنی ڈگری ابتدائی کے تمتع سے محروم رکھا گیا ہے۔ جج ماتحت نے اپنی فیصلہ کے فقرہ دوم مین یہہ تحریر کیا ہے۔

چونکہ سمیع الدین خان زر متذکرہ ڈگری ہائیکورٹ کے ادا کرنے مین قاصر رہا ہی

لہذا ڈگری جج ماتحت مورخہ ۹ جون ۱۸۸۵ع بحال ہوگی اور اوسکا یہی اثر ہے کہ گویا ہائیکورٹ مین کبہی اپیل ہی نہین ہوا تہا۔ بموجب اوس ڈگری کے مدعی مستحق دخل کا ۹ جون ۱۸۸۵ع کو ہوگیا تہا کہ جس تاریخ کو اوس نے قرضہ رہن کا ادا کردیا تہا۔ وہ اوسی تاریخ سے مستحق واصلات کا لینے بابت سنہ ۱۲۹۲ و سنہ ۱۲۹۳ف کا ہے۔

جو راے جج ماتحت نے ظاہر کی ہے وہ مطابق اوسکے ہے جو مین نے اپنی راے قانونی بنسبت معاملہ کے بیان کی ہے اور اسلیئے بہ نسبت عذر اول کے جو مقدمہ مین پیش کیا گیا ہے یہہ راے ہے کہ اوسمین کچہہ قوت نہین ہے اور وہ سرسبز نہین ہوسکتا ہے

دوسرا امر بہ نسبت اوس حساب کے ہے جو جج ماتحت نے قایم کیا ہے۔ اس امر کے طے کرنےمین پنڈت اجودہیا ناتہہ نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ ایما کیا ہے کہ بلحاظ اس امر کے کہ نالش ابتدائی مین اوسکی ساتہہ اور بہی مدعا علیہم مدیون ڈگری تہی لہذا محض سمیع الدین خان اپیلانٹ تنہا ذمہ دار نہین قرار پا سکتا ہے اور مدعی کو یہہ کہنے کا حق نہین ہے کہ سمیع الدین خان نے کل لگان موضع بلوا کا تحصیل کیا ہے یا اوسکو تحصیل کرنا چاہیئے تہا۔ اسبارہ مین یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اپنی بیان تحریری مین سمیع الدین خان مدعا علیہ نے کہ جو تنہا اپیل کرتا ہے اور دیگر مدعا علیہم کو مدعی نے اپنی دعوے سے بری کردیا ہے یہہ ایما نہین کیا ہے کہ صرف وہی موضع بلوا پر قابض نہین تہا۔ فی الحقیقت مجہی معلوم ہوتا ہے کہ بیان تحریری کے فقرات سوم و چہارم مین ایما اس اقرار کا ہے کہ وہ قابض تہا لیکن اگر اسبارہ مین کچہہ شبہہ ہو تو شہادت پٹواری اور غوث محمد خان اور اسد اللہ گواہان سے جو مدعا علیہ کے طرف سے طلب ہوے تہی اثبات کا اطمینان ہوجاتا ہے۔ لہذا مجہی اس امر کے تجویز کرنےمین کچہہ تامل نہین ہے کہ صرف سمیع الدین خان ذمہ دار مدعی کا بابت خسارہ بیدخلی ناجائز مدعی موضع بلوا سے بابت سنین ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ فصلی کے ہے۔

دوران بحث مین ذیعلم پنڈت نے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون بزور یہہ اصرار کیا تہا کہ مدعا علیہ اوس سے زیادہ رقم کی بابت ذمہ دار قرار نہین پا سکتا ہے جو فی الواقع اوسکے ہاتہہ مین آئی تہی یا اوسکو وصول ہوئی تہی مین اس کل بحث کو جسکا ایما ذیعلم وکیل کے اس تقریر سے ہوتا ہے قبول کرنیسے انکار کرتا ہون اور قبول نہین کرسکتا ہون واصلات کا امر خسارہ کہا جاتا ہے اور اوسپر ٹہیک اوسی طور پر نظر کیجاتی ہے جیسے

معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک شخص بذریعہ اپنی مداخلت بیجا کے دوسرے شخص کے اراضی پر دخل رکھتا ہے اور اوس دوسرے شخص کے اختیار تحصیل لگان و مالگذاری مین جو اوس اراضی سے واجب الوصول ہو دست اندازی کرتا ہے یا اوسکے اختیار سے باہر کردیتا ہی تو شخص مذکور کو اوس دوسرے شخص کا ذمہ دار قرار پانا چاہئے کیونکہ وہ دوسرا شخص اوس سے مناسب طور پر یہہ کہہ سکتا ہے اگر مین اپنی آپ قابض ہوتا تو مین کل لگان وصول کرلیتا اور اسامیون کو باقیدار نرہنے دیتا۔ لہذا اس حساب کے طے کرنیکے لئے تجاویز جج ماتحت بطور تجاویز خسارہ کے تصور کرنا چاہئے اور بجز اوس صورت کے کہ ذیعلم پنڈت منجانب اپیلانٹ کے ہمارا یہہ اطمینان کردین کہ جو خسارہ تشخیص ہوا ہے وہ زاید ہے ہمکو اوسمین دست اندازی کرنیکا حق حاصل نہین ہے کیونکہ اوس امر کا تجویز کرنا عدالت مرافعہ اولے ہی کی اختیار مین تہا۔ یہہ سچ ہے کہ جج ماتحت نے اپنی فیصلہ مین وہ طریقہ حساب کا ظاہر کردیا ہے جس سے اوسنے میزان روپیہ کی برامد کی ہے لیکن اگر وہ طریقہ کسی امور کے بابت قابل اعتراض بہی ہوتا ہم ہم اوس نتایج مین دست اندازی نکرینگے الا یہہ کہ ہمارا اطمینان کردیا جاوے کہ جو رقم مدعیکو دلائی گئی ہے وہ بہت زاید ہے۔ مینے مقدمہ کے حساب کو بہت احتیاط کے ساتھہ ملاحظہ کیا ہے اور مجھے یہہ اطمینان نہین ہوتا ہے کہ رقم للعہ جو مدعیکو بابت خسارہ ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ فصلی کے دلائی گئی تہی وہ غیر مناسب ہے لیکن بہ نسبت دلایجانے سود اوس رقم کے ابتداے تاریخ وجوب لغایت تاریخ نالش کے اعتراض ہوا ہے۔ اسکے نسبت مین یہہ خیال کرنیکو آمادہ ہون کہ مدعی مستحق نہین ہے اور اسقدر اپیل کامیاب ہوتا ہے اور ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم ہونی چاہئے۔ یہہ امر قابل تحریر ہے کہ اس راے کے قایم کرنیمین ہم کوئی امر حساب کا باہم راہنان اور مرتہنان یا مرتہن اور راہن کے اوس رقم کے بابت طے نہین کرتے ہین جو مستحق ہوئی ہو یا ایک طور پر یا دوسرے طور پر واجب الادا ہوئی ہو کہ جسپر سود دلانا چاہئے بلکہ ہم اوس امر کو طے کرتے ہین جو سادہ امر خسارہ کا اس امر کے بابت ہے کہ مدعاعلیہ نے مدعیکو اپنی جایداد غیر منقولہ کے دخل سے دو سال نزاعتی مین بیدخل رکہا ہے جسقدر مینے کہا ہے اوسقدر ڈگری جج ماتحت کی ترمیم کیجاویگی اور کل خرچہ مقدمہ کا اسی بنیاد پر محسوب کیا جاویگا اور مدعاعلیہ مدعیکو ادا کریگا۔ صرف ایک لفظ اور اضافہ کرنیکی ضرورت ہے اور وہ یہہ ہے کہ جج ماتحت کے فیصلہ کے اخیر فقرہ مین جو ایک فقرہ درج ہے وہ بطور اظہار راے کے ہے یعنی

یہہ کہ جس موقع پر مشار الیہ نے یہہ تجویز کیا ہے کہ - کہ مدعا علیہ کو اختیار وصول اون رقوم کا اسامیون سے حاصل رہیگا جو ذمہ اونکی بابت بقایا ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ ف یا سالہای ما قبل کے واجب ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ اگر کوئی مقدمہ اس امر کے بابت رجوع کیا جاویگا تو اوسوقت اس امر کا تجویز کرنا کافی ہوگا کہ اوس زر بقایا کے وصول کرنیکا کسکو استحقاق حاصل ہے -

ٹرل صاحب - مین بالکل اتفاق کرتا ہون -

ضلع فرخ اباد مقدمہ متفرقہ نمبر ۹۰ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۱۳ جنوری

چہدو بنام ہردیو پرشاد

اجازت ارجاع استغاثہ بابت جرایم مصرحہ دفعہ ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند - درخواست صدور اجازت جدید بوجہ خارج المیعاد ہو جانے اجازت ابتدائی کے - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ -

اگر وہ شخص جسکو اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بابت جرایم مصرحہ دفعہ ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند عطا ہو چکی ہو حکم مذکور کو بذریعہ انقضا میعاد کے کالعدم ہو جانے دے تو بعد ازان بلا ثابت کرنے وجہ واقعی کے حکم جدید بابت اجازت بحق اپنی حاصل نہین کر سکتا ہے -

واقعات اسمقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال منجانب سایل فریق ثانی کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ٹرل صاحب جسٹس - یہہ درخواست نگرانی منجانب اوس شخص کے ہے جسکی درخواست اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بابت جرایم محکومہ دفعات ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے نامنظور ہوئی ہے - سایل کو اجازت ملی تہی لیکن ۹ مہینہ بلا کرنے کوئی تدبیر دربارہ ارجاع استغاثہ کے گذر جانے دئے - نامبردہ نے درخواست صدور حکم اجازت ثانی بدین وجہ گذرانی کہ حکم اول بوجہ اوسکی بیماری کے خارج المیعاد ہو گیا ہے اوس نے کوئی وجہ توقف تین مہینہ زاید کی بیان نہین کی ہے - ڈسٹرکٹ جج فتحگڈہ نے اجازت دینے سے انکار کیا ہے اور یہہ درخواست متعلق اوسی حکم کے ہے اور عذر یہہ ہے کہ تاریخ حکم اول اجازت سے محض ۹ مہینہ کا گذر جانا اسلئے کافی نہین ہے کہ اجازت لینے سے انکار کیا جانا مناسب ہو - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصلی معنی دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس حکم کے قایم ہونا چاہئے کہ کوئی اجازت اوس تاریخ سے چہہ مہینہ سے زیادہ نافذ نہ رہیگی کہ جس تاریخ کو وہ اجازت دیگئی تہی - اگر بلا اظہار کسی وجہ یا تشریح منجانب سایل کے مین یہہ تجویز کرون کہ بعد گذر جانے چہہ مہینہ سے

زیادہ عرصہ کے اجازت پھر زندہ کردیجاے تو احکام قانونی کو مین معلق کردونگا۔ حکم عدالت ماتحت کا قانوناً بیجا نہین ہے اور مجھکو اوسمین دست اندازی نکرنا چاہئیے۔

ضلع مراداباد نگرانی فوجداری نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۳ جنوری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھگوانداس

نیک چلنی کی ضمانت۔ بیضابطگی کارروائی مجسٹریٹ کی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۵۳۷۔

جو مجسٹریٹ کسی شخص سے ضمانت نیک چلنی کی طلب کرے اور حکم تحریری مشعر خلاصہ اوس اطلاع کے جو اوسکو پہونچی ہے وغیرہ حسب اقتضاے دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحریر نکرے تو وہ متعلق فی نفسہ ایسی بیضابطگی نہین ہے کہ جس سے کارروائی ناقص ہوجاوے لیکن اگر وہ باعث بے انصافی کی ہوئی ہو تو صرف اوسی حالت مین وہ ناقص ہوگی

واقعات مقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

ہاملن منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ مسٹر ہاملن جو منجانب بھگوانداس و چترداس کے ان مقدمونمین حاضر ہوے ہین اسبات پر رضامند ہین کہ اونکی تجویز بیلی کیجاے۔ اول مرتبہ جب یہہ درخواستین میرے روبرو پیش ہوئی تہین تو مجھے معلوم ہوا تہا کہ ان دونو مقدمونمین عدالت مرافعہ اولے نے بہت سی بیضابطگیان کی ہین۔ سایلان و چترداس کے باشندے ہین اور اونمین سے ہر کس دو ضامن تعدادی پانچ پانچسو روپیہ اور خود اونکا مچلکہ تعدادی ایک ایک ہزار روپیہ میعادی ایکسال طلب ہے و بحالت ندینے ضامن یا مچلکہ کے ایکسال کی قید سخت بہ گشتی کا حکم صادر ہوا کیونکہ مجسٹریٹ یہہ خیال کرتے ہین کہ حسب اطمینان اونکی یہہ ثابت ہے کہ یہ دونو سایل اشخاص متذکرہ دفعہ ۱۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے زمرہ مین داخل ہین جس بیضابطگی کا اشارہ مین نے کیا تہا وہ یہہ تہی کہ جس مجسٹریٹ کے سامنے سایلان ابتدائً حاضر ہوئے تہے اوس نے حکم تحریری باندراج خلاصہ اوس اطلاع کے جو اوسکو پہونچی تہی اور تعداد اقرارنامہ تکمیل طلب کے اور اوس میعاد کے کہ جبتک وہ نافذ رہیگا اور تعداد و حیثیت و قسم ضامنان مطلوبہ کے تحریر کرنیمین غفلت کی تہی مجھکو ملاحظہ کرنا مسل کا بغرض دریافت اس کے ضروری معلوم ہوا تہا کہ آیا بوجہ نہونے اوس حکم کے سایلان کو کسیطرح مضرت پہونچی ہے یا نہین۔ مجھکو اوس امر مین بہی ہم شکوک تہی کہ آیا عبارت دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی ایسی تاکیدی نہین ہے کہ جبتک

مذکورہ کے بعینہ تعمیل تک ہرگز ایسا خیال نہین ہوسکتا ہی کہ وہ بمنزلہ ایسی بیضابطگی کے ہوگا کہ جو کاروائی بموجب
دفعہ مذکورہ کے کیجاوی وہ ناقص متصور ہوگی۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہی کہ دفعہ ۵۳۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یا
اون دفعات مین جو مابعد اوس دفعہ کے ہین کوئی ذکر عدم تعمیل احکام مندرجہ دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ کا بطور بیضابطگی
منجملہ اون بیضابطگیون کے نہین ہوا ہی جن سے کاروائیان ناقص ہوجاتی ہین۔ میری یہہ رای ہے کہ اگر واضعان قوانین
کا یہہ مقصود ہوتا کہ بیضابطگی کاروائی متعلقہ دفعہ ۱۱۲ مہلک مقدمہ ہوگی تو واضعان قوانین حکم صریح ایسے مضمون
سے ضرور صادر کرتے۔ بحالت عدم موجودگی کسی ایسے حکم صاف و صریح کے بیضابطگیان حسب دفعہ ۱۱۲ احکام
دفعہ ۵۳۰ مجموعہ مین داخل ہین اور حسب ایک امر پر عدالت ہذا کو بنظر خیال کرنے ایسی بیضابطگیونکی نظر کرنا لازم ہی
وہ یہہ ہی کہ آیا اون بیضابطگیون کی وجہ سے کوئی خلاف انصافی ہوئی ہے یا نہین۔ اسمقدمہ مین مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ دونو سائلونکی مقدمہ مین عدالت مرافعہ اولی نے صرف دو گواہونکی بیان کے شامل مسل کرنے پر قناعت نہین کی
ہی۔ ہر مقدمہ مین طول طویل تحقیقات کے بعد جو لوگ بھگوانداس و متھراداس کے چال چلن اور رنگ نامی بیان
کرنیکو حاضر ہوے اونکا اظہار بطوالت تمام قلمبند کیا۔ یہہ سچ ہی کہ جن گواہون کا اسطرح پر اظہار لکھا گیا تہا اون
مین سے بعض گواہون نے بہت مبہم بیانات کئے ہین اور اگرچہ اطلاع مجسٹریٹ نے قلمبند کی ہے وہ انہین بیانات
پر محدود ہوتی تو مجھکو مجبوراً یہہ تجویز کرنا پڑتا کہ جو اطلاع پہونچی تہی اوسکا خلاصہ نہ درج کرنے سے سائلون
کو مضرت اہم پہونچی ہے۔ لیکن گواہ موجود ہین مثلاً بھگوانداس کے مقدمہ مین بنسی دہر بقال
ہزاری لال بقال جمیدالال بقال بلدیو سہای بقال اونا اور اسیطرح پر اور مقدمہ متھراداس مین بنسی دہر
بقال متھراداس بقال ہزاری لال بقال جمیدالال بقال ہین جو یقیناً یہہ اقرار کرتے ہین کہ بھگوانداس
و متھراداس عادتاً مال مسروقہ کے لینے والے ہین اور بالخصوص اون لوگون کے نام کا ذکر کرتے ہین جنکو وہ
مذکورہ چور اور بد معاش بیان کرتے ہین اور جو بھگوانداس و متھراداس سے ہم صحبت رہتے ہین۔ یہہ کل
شہادت بمواجہ سائیلان شامل مسل کی گئی اور بعد اسکی بعرض تحریر مین لائی گئی مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ بھگوانداس سائل سے بذریعہ ایک سوال کے جو اوس سے پوچھا گیا تہا وجہ دکھلانیکو کہا گیا تہا اور علاوہ
سوال مین تعداد اقرارنامہ تکمیل طلب اور میعاد اوسوقت کے کہ جسوقت تک وہ نافذ رہیگا اور تعداد اور
قسم اور حیثیت ضامنان کی جو اوس سے مطلوب تہی درج ہی۔ اور متھراداس کے مقدمہ مین بہی ایسا ہی ہوا تہا
جو جواب ہر دو سائیلان نے دیا تہا اوس سے ثابت ہی کہ وہ اوس شہادت اور اوس اطلاع سے بخوبی واقف تہی جو انکی
خلاف ہی اور یہہ بہی کہ بھگوانداس کے مقدمہ مین دو ہفتہ سے زیادہ مہلت دیگئی تہی اور متھراداس کے
مقدمہ مین نہ صرف مہلت ہی دیگئی تہی بلکہ مقدمہ عدالت اپیل سے واپس بہی کیا گیا تہا کیونکہ عدالت موصوف نے
یہہ خیال کیا تہا کہ عدالت ماتحت نے دربارہ قلمبند کرنے اوس شہادت کے جو متھراداس نے بجواب اوس اطلاع کے
پیش کی تہی کہ جو اوسکے خلاف قلمبند ہوئی تہی احتیاط کافی نہین کی ہی۔ لہذا مین یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون
کہ کوئی امر باعث بی انصافی کا ہوا ہی اور بھگوانداس کے مقدمہ مین یہہ حکم دیتا ہون کہ درخواست نامنظور اور مسل واپس کیجاوے

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۸ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۷ جنوری انگریزی صفحہ ۱

اوگرناتھہ تیواری بنام بہوناتھہ تیواری

اجرا ڈگری۔ نالش منظوری اوس نیلام اجرا ڈگری کی جو کلکٹر نے منظور کیا تھا لیکن صاحب کمشنر نے منسوخ کیا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۱ و ۳۱۲۔

جس صورت مین ایک ڈگری عدالت دیوانی کی کلکٹر کے پاس بغرض اجرا منتقل ہوئی تہی اور اوسکے روسے نیلام بحکم کلکٹر کے حضور سے منظور ہوا اور نیلام مذکور کو صاحب کمشنر نے منسوخ کیا۔ تجویز ہوئی کہ واسطے منظوری نیلام مذکور کے عدالت دیوانی مین نالش ہو سکتی ہے۔ بلندی بی بی بنام کالکا (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۲۰۲) کی تقلید ہوئی۔

واقعات اس مقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

مدعی اون عدالت دیوانی کے چند ڈگریون کے اجرا مین خریدار نیلام ہوا تہا جو کلکٹر کے پاس بغرض اجرا کے منتقل ہوئی تہین۔ مدعا علیہ مدیون ڈگری نے دربارہ منظوری نیلام کے اعتراض کیا تہا لیکن اوسکے عذرات نامنظور ہوئے تہے اور نیلام منظور ہوا تہا۔ بعدہ مدعا علیہ نے بناراضی حکم کلکٹر مشعر نامنظوری اپنی عذرات کے اپیل کیا تہا اور صاحب کمشنر نے حکم مذکور اور نیلام کو منسوخ کیا تہا۔ تب مدعی نے نالش منظوری نیلام مذکور کی عدالت جج ماتحت مین دایر کی۔ جج ماتحت نے دعوے مدعی ڈگری اور نیلام منظور کیا تب مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

جوالا پرشاد و درگاچرن منجانب اپیلانٹ رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مسٹر درگاچرن ذیعلم وکیل نے منجانب اپیلانٹ کے بہت متعدد سے یہہ بیان کیا ہے کہ جس امر پر تا کید اپنے اپیل کے اونکو اصرار کرنا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ اس قسم کی نالش جیسے کہ یہہ ہے قایم نہین رہ سکتی ہے کیونکہ حکم صاحب کمشنر کا بصیغہ اپیل جسکے روسے نیلام ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء منسوخ ہوا ہے ایک قطعی حکم ہے اور مانع ایسی نالش کے قایم رہنیکا ہے۔ بموجب فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ عظیم الدین بنام بلدیو (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۵۵۴) کے نالش خریدار نیلام بصیغہ اجرا ڈگری کی کہ جو بموجب دفعہ ۳۱۱ و ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوسوقت

کسی منسوخ ہو گیا تہا مشعر استدعا سے منظور کرایا نے نیلام مذکور یا وجود فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ کے قائم رہ سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ نالش استقرار اس امر کی کہ فلان نیلام جائز ہے نالش منسوخی نیلام بربنا ء بیضابطگی اشتہار و عمل مین لانے نیلام کے نہین ہے کہ جو نالش ایسی ہوتی ہے کہ جس سے امتناع فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ کے متعلق ہوتی ہے مسٹر درگاچرن کا یہہ بیان ہے کہ اونکو فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ پر استدلال نہین ہے بلکہ وہ الفاظ قطعی پر دار مدار کرتے ہین جو قاعدہ ۱۹ قواعد گورنمنٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۳ع متذکرہ فیصلہ ذیل علم چیف جسٹس اور میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم بمقدمہ باندی بی بی بنام کالکا(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۰۲) سے مستعار کیا گیا ہے۔ و مقدمہ ہر چہار پہلو سے ہمشکل اسمقدمہ کے ہے وہ نیلام مثل اسمقدمہ کے عدالت مال کا نیلام تہا جو بر طبق انتقال ڈگری بعدالت مال مذکور منجانب عدالت دیوانی کے عمل مین آیا تہا۔ اگر مسٹر درگاچرن کی حجت منظور کیجاوے تو ہم ایک اصول نسبت اون نیلامون کے جو صاحبان کلکٹر اون کے گورنمنٹ کیا کرتے ہین جو اونکے پاس منتقل ہو جاتی ہین بالکل خلاف اوس اصول کے تسلیم کرینگے جسکے نسبت وہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ عدالت دیوانی کے معمولی نیلام کی صورت سے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت متذکرہ بالا مین قرار پایا ہے۔ فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم مندرجہ جلد ۹ الہ آباد صریحاً متعلق ہے اور منظوری اوس فیصلہ کی مین اوسکی تقلید کرتا ہون اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع آگرہ اپیل اول احکام نمبر ۸۶ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۹ جنوری

ہربلاس وغیرہم بنام لچہمن داس وغیرہم

ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ (ایکٹ نابالغان بنگال) دفعات ۳ و ۸ و ۴ ۔ ولی اور نابالغ۔ تقرر ولی دوران مقدمہ درحالیکہ باضابطہ مقرر شدہ ولی جایداد کا موجود ہے۔

حکم جو جج ماتحت نے مشعر تقرری ولی دوران مقدمہ ایک نابالغ کے صادر کیا تہا جبکہ مقدمہ جایداد نابالغ پر موثر تہا اور ولی جایداد مذکور کا باضابطہ مقرر شدہ

موجود ہے وہ قابل اپیل ہے لیکن ولی دوران مقدمہ اوس صورت مین جب کہ مقدمہ متعلق جایداد نابالغ کے ہو اوسوقت تک نہین ہو سکتا ہے جب تک سرٹیفکٹ یافتہ ولی بہ نسبت جایداد کے جو اسبارہ مین عمل کرنیکے قابل ہو موجود ہو۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پوری طور پر درج ہین۔

اجودہیا ناتھ منجانب اپیلانٹ۔ بانرجی منجانب ریسپانڈنٹ۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جن حالات سے یہہ اپیل اول الحکام ظہور پذیر ہوا ہے وہ کسیقدر مخصوص قسم کے ہین اور اونکو بغرض اظہار اون وجوہ کے بیان کردینا چاہیے جنکے بنا پر مینے وہ نتیجہ اخذ کیا ہے جو بہ نسبت اون دو امور قانونی کے مینے اخذ کیا ہے جسکی بحث ہمارے روبرو ہوئی ہے۔

۷ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو مسمی بابو شنکر لال اپنے پیچھے ہربلاس اپنے پسر کلان اور بابو لال پسر نابالغ اور لچھمن داس جسکو کلو مل بھی کہتے ہین اور وہ بھی نابالغ ہے اور مسماۃ کوکا مادر نابالغ اخر الذکر مذکور کو چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ یہہ تینو پسران حی القایم بابو شنکر لال کے تین مختلف مان کی اولاد ہین۔ نامبردہ بہت بیش قیمت جایداد بھی چھوڑ گیا ہے قبل نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کے کسیوقت ہربلاس پسر کلان نے درخواست حصول سرٹیفکٹ اہتمام جایداد اپنے نابالغ بھائی لچھمن داس کے گذرانی کہ جس درخواست پر مسماۃ کوکا نے بحیثیت مان نابالغ مذکور کے اعتراض کیا تھا۔ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو جج اگرہ نے سرٹیفکٹ ولایت جایداد لچھمن داس کا بحق ہربلاس کے عطا کیا اور بہ نسبت ذات نابالغ کے اوسکی مان مسماۃ کوکا کو عطا کیا حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ اخر الذکر مذکور مین چند شرایط درج کی گئی تہین جن سے مجھکو اس اپیل مین کچھ سروکار نہین ہے کیونکہ اونکی نسبت طے و تصفیہ بذریعہ فیصلہ میرے بھائی ٹرل صاحب کے اپیل سابق مین ہو چکا ہے۔

۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو جج ماتحت اگرہ کے حضور مین ایک عرضی نالش منجانب لچھمن داس بتوسط اوسکی مان مسماۃ کوکا بطور اوسکے رفیق ترین کے پیش ہوئی تھی اور اوس نالش کے زمرہ مدعا علیہم مین جسکا ارجاع اسطور پر مطلوب تھا ہربلاس بطور مدعا علیہ نمبر ۱ اور بابو لال نابالغ بذریعہ ہربلاس اپنے ولی دوران مقدمہ کے قایم کئے گئے تھے۔ بلا لحاظ اوپر تفصیلات اوس عرضی نالش کے یہہ کہنا کافی ہے کہ اوسکے

روسے دعوے تقسیم جایداد متروکہ بابو شنکر لال بذریعہ متحقق کرنے اور علیحدگی حق و
مواقع واقعہ جایداد مذکور کے کیا گیا تہا۔ تب بہ نسبت مجازیت مسماۃ لوکا در بارہ ارجاع
نالش مذکور منجانب اپنے پسر نابالغ کے بحث پیدا ہوئی تہی اور ۱۰ مئی ۱۸۸۹ء کو جج
ماتحت نے بعد سماعت فریقین کے حکم ذیل صادر کیا تہا۔

بعد سماعت ذلعلم وکلاء فریقین کے میری یہہ راے ہے کہ عدالت نابالغ کے قایمقامی کے لئے کسی رشتہ مند کو اجازت دے سکتی ہے اور اس غرض کے لئے لوکا مناسب شخص ہے۔ مین اجازت دیتا ہون کہ نابالغ بذریعہ مسماۃ لوکا بطور اپنے صدیق ترین کے نالش دایر کرے۔

یہی وہ حکم ہے جو منشاء اپیل ہذا ہے اور وقت آغاز کارروائی کے ہمارے روبرو مسٹر بانرجی نے منجانب ریسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی اس بنیاد پر کیا ہے کہ بناراضی حکم جج ماتحت کے اپیل نہین ہو سکتا ہے گو حکم مذکور کا صادر ہونا حسب شرط متعلقہ دفعہ ۴۰ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء کے تصور کیا جاوے۔ اونکی حجت یہہ ہے کہ چونکہ یہہ حکم بموجب اختیار مندرجہ ایک شرط کے صادر ہوا ہے لہذا حکم مذکور مناسب طور پر مصدرہ حسب ایکٹ مذکور متصور نہین ہو سکتا ہے۔ اب دیکہنا چاہئے کہ دفعہ متعلقہ اپیل ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء کی دفعہ ۲۴ ہے اور اوسمین یہہ حکم ہے کہ جملہ احکام کی ناراضی سے جو بہ تجویز عدالت دیوانی یا محکمہ ماتحت کے بموجب ایکٹ ہذا صدور پاوین اپیل ضابطہ برعایت قواعد مجاریہ حال جنکے بموجب مقدمات متفرقہ مین احکام مصدورہ عدالت مذکور اور عدالتہاے ماتحت مذکورہ بالا سے اپیل ہوا کرتا ہے اپیل ہوا کریگا۔

بملاحظہ دیگر اجزاے قانون مذکور کے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے روسے اور کوئی حکم ایسا نہین ہے جو کسی عدالت ماتحت سے صدور پا سکے بجز حکم متقضیہ فقرہ اخیر دفعہ ۴۰ کے۔ لہذا اسوجہ سے مین تصور کرتا ہون کہ دفعہ ۲۴ کا مقصود ایسی ہی حکم سے ہے جیسا کہ اسمقدمہ مین عدالت ماتحت یعنے جج ماتحت آگرہ نے صادر کیا ہے اور حکم مذکور قابل اپیل ہے اور یہہ اپیل ہو سکتا ہے۔

امر دوم جو پیش ہوا ہے اور فی الحقیقت وہی ایک امر ہے جسپر منجانب اپیلانٹ کے بحث ہوئی ہے جسکا یہہ دعوے ہے کہ مجہکو حکم جج ماتحت مورخہ ۱۰ مئی

نالشہ سے مضرت پہونچنا بہ خود ظاہر ہے اور وہ یہہ کہتاہے کہ جو مجھکو بذریعہ سرٹیفکٹ ۱۱ نومبر ۱۸۷۸ء کے عدالت دیوانی سے ملا ہے جسکو ایسے امور کے نسبت اختیار سماعت کا حاصل ہونا قرار پایا ہے سرٹیفکٹ اہتمام جایداد میرے سوتیلی بہائی بہمن داس کا لغو کیا ہے تو جب تک سرٹیفکٹ مذکور قایم ہے کسی دوسرے شخص کو اوس ایکٹ کے رو سے اجازت دایر کرنے یا جوابدہی کرنے کسی نالش کی منجانب اوسکی بہ نسبت اوس جایداد کے اختیار نہین دیا جاسکتا ہے جسکے بابت مینے سرٹیفکٹ اہتمام کا حاصل کیا ہے۔

اس امر کی بحث سے جسمین بہت وقت صرف ہوا ہے گو مین یہہ نہین کہتا ہون کہ جسقدر وقت چاہیے تہا اوس سے زیادہ وقت صرف ہوا ہے اور شاید اوسمین مین خود بالکل بلا الزام کے نہین ہون اوس سادہ قانونی امر مین کچہہ پیچیدگی آگئی ہے جسکی تجویز برنا عبارت دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے اوس شعاع مین ہونی چاہیے جو اوسی ایکٹ کے دیگر دفعات سے امر مذکور پر پڑتا ہے اور اوسکی تجویز برنا کسی منتخب اصول عدل اور انصاف کے نہین ہو سکتی ہے۔

ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء بغرض مزید حفاظت مال و ذات نابالغان متعلق پریزیڈنسی فورٹ ولیم واقع بنگالہ کے صادر ہوا تہا۔ ایکٹ مذکور جو ابتدا پریزیڈنسی فورٹ ولیم سے متعلق تہا بالفعل در ان ممالک مغربی و شمالی مین عمل پذیر ہے غرض کہ جو بروقت صدور ایکٹ مذکور کے ایک جزو اوس اختیار سماعت کا تہا اور ہمارے روبرو بہ نسبت متعلق ہونے اوس قانون کے کوئی بحث نہین ہے۔

پس وہ کیا شے ہے جو دفعہ ۳ کا مقصود ہے۔ سب سے پہلے مین یہہ تحریر کرتا ہون کہ اس ایکٹ مین بعبارت صاف و صریح یہہ حکم ہے کہ جن نابالغون کی ذات اور مال زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس کے نہین ہے وہ تابع اختیار عدالت دیوانی کے ہونگے۔ بعدہٗ اوسمین یہانتک بیان ہوا ہے ہر شخص کو جو اسبات کا دعویدار ہو کہ مین بموجب وصیت نامہ یا دیگر وثیقہ کے کسی نابالغ کا امانت دار ہون یا بوجہ رشتہ مندی یا دیگر نوع رشتہ داری کے مستحق اہتمام جایداد اوسکا ہون اختیار ہوگا کہ بنظر حصول سرٹیفکٹ سربراہ کاری کے عدالت دیوانی مین درخواست دیوے اور تا وقتیکہ کوئی شخص سرٹیفکٹ مذکور حاصل نہ کر لیوے اوسکو استحقاق ارجاع یا جوابدہی ایسے مقدمہ کا حاصل نہوگا

جو متعلق اوسکے ہو جسکے سربراہ کاری کا وہ دعویدار ہے۔ دفعہ ۶ مین وہ طریقہ معین ہے کہ جس طریقہ سے درخواست مذکور کا تصفیہ کیا جاویگا اور دفعہ ۱۰ مین اختیارات اون اشخاص کے قرار دئے گئے ہین جنکو سرٹیفکٹ مذکور عطا کیا گیا ہے۔ پس اگر عبارت کے کچھہ معنی ہین تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ اول دفعہ ۳ کی یہہ مراد ہے کہ بلا سرٹیفکٹ سربراہ کاری کے کسی شخص کو استحقاق ارجاع یا جوابدہی ایسے مقدمہ کا حاصل ہوگا جو متعلق جایداد مذکور کے ہو۔ الا بجز اوس صورت کے کہ جب جایداد بالیت قلیل کی ہو یا کوئی دوسری وجہ کافی پائی جاوے تو ہر عدالت کو جسکو اختیار حاصل ہو اختیار ہوگا کہ نابالغ کے کسی قرابت دار کو باوصف اسکے کہ اوسکو سرٹیفکٹ سربراہ کاری کا عطا نہوا ہو واسطے ارجاع نالش یا جوابدہی مقدمہ کی اجازت دیوے۔

یعنے اگر میری تعبیر نسبت قانون کے صحیح ہے تو اس دفعہ کی یہہ معنی ہین کہ بنسبت جایداد نابالغ جو حیطہ ایکٹ مذکور مین داخل ہے کوئی نالش نہ دایر اور نہ کسی نالش کی جوابدہی ایسے شخص کیطرف سے بغیر اسکے ہو سکیگی کہ اوس نے پہلے سے سرٹیفکٹ سربراہ کاری کا حاصل کر لیا ہو بعدہٗ اوسمین یہانتک حکم ہوا ہے بدرجہ اقل مین اسطرح سے اوسکو پڑہتا ہون کہ جس صورت مین کوئی سرٹیفکٹ یافتہ ولی نہو تو نابالغ کے کسی رشتہ دار کو اوسکے طرف سے کسی نالش کے رجوع یا جوابدہی کرنیکی اجازت دیجا سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ کے نسبت اس تعبیہ کا قایم کیا جانا قرین عقل ہے ورنہ جلسیا مین نے دوران تقریر مین تبلایا تہا کہ ایکو ایک شخص ایسا مل سکتا ہے جسکو عدالت دیوانی نے جیسا کہ ان اضلاع مین ضلع جج کا کام ہے سرٹیفکٹ ایسا تفویض کیا ہے جس سے بالعموم اوسکو جایداد نابالغ کے اہتمام کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے اور ملک کے دیگر اجزا مین کفعت درجن ایسے رشتہ دار ملینگے جنکو بالخصوص اختیار بغرض ارجاع نالشات متعلقہ جایداد مذکور کے دیا گیا ہے۔

ذیعلم کونسل نے منجانب رسپانڈنٹ کے اون خطرون کے نسبت بہت کچھہ کہا ہے جو نابالغ کو ہماری اس راے کے قایم کرنیسے پیدا ہونگی جو مینے بیان کی ہے۔ بجانب دیگر مین یہہ خیال کرتا ہون کہ راے مخالف کا قایم کرنا جایداد نابالغ کو نقصان و خطرہ عظیم اور نہایت تکلیف کا باعث ہوگا۔

دفعہ مذکور کے نسبت اوس صورت سے نظر کرکے مین ایک ایسی صورت قایم کرسکتا ہون
مین ایک سرٹیفکیٹ یافتہ ولی ذی اختیار اہتمام جایداد نابالغ کے نسبت بدیانت اور مناسب طور
عتراض دربارہ ارجاع کسی نالش کے کیا جاوے اور تاہم بمقابلہ اوسکے عدالت ماتحت کو یہہ
ختیار ہوگا کہ نابالغ کے کسی رشتہ دار کو اوس نالش کی پیروی کرنیکو قبول کرے جسکا امکانی نتیجہ
یہ ہوگا کہ جایداد پر بار خرچہ مقدمہ کا عاید ہوگا علاوہ برین نابالغ کے نسبت جن خطرون کا ہونا
ن ہے اور جنکی نسبت بہت زور دیا گیا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی حفاظت خود قانون کے رو سے
کی گئی ہے۔ از روے دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور کے نابالغ کا رفیق یا رشتہ دار سرٹیفکیٹ یافتہ ولی
سے حساب نسبت جایداد بابت اوس ایام کے طلب کرسکتا ہے کہ جس ایام مین جایداد مذکور
اوسکی اہتمام اور حفاظت مین رہی ہو۔ پہر بموجب دفعہ ۱۲ کے اوس عدالت دیوانی مین
جسنے سرٹیفکیٹ عطا کیا تہا بر طبق وجہ کافی کے یہہ درخواست ہوسکتی ہے کہ عدالت سرٹیفکیٹ
واپس کرلیوے۔ مجھے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اگر جیسا اس مقدمہ مین جسمین منجملہ تین بہائیون کے
ایک بہائی کو سرٹیفکیٹ عطا ہوا ہے عدالت عطا کنندہ سرٹیفکیٹ مین ایسے حالات ظاہر کیجاتی جنسے
یہہ منکشف ہوتا کہ ولی ایسے طریقہ سے عمل کرتا ہے جو اوسکے نابالغ بہائی اور شریک کے حقیقت
مضر ہے تو عدالت مذکور کو دربارہ واپس لینے اور منسوخ کرنے اوس سرٹیفکیٹ کے جو اوسنے عطا کیا
تہا کچہہ تامل نہوتا۔

مین اس امر پر غور کرنیسے بالکل اجتناب کرتا ہون کہ آیا اس قسم کی نالش کو جو منجانب
ن بطور ولی اپنے بیٹے کے جو منجملہ تین مالکان مشترکہ جایداد خاندان مشترکہ کے ایک ہے واسطے
تقسیم کرانے جایداد خاندان مشترکہ کے ہے کہانتک ہمت دیجاسکتی ہے کیونکہ یہہ امر بالکل علاوہ
اوس امر قانونی کے ہے جسپر اس اپیل کے فیصلہ کا مدار ہے۔ حکم جج ماتحت کو حسب شرط دفعہ ۳ ایکٹ
۸ ۱۸۹۰ء کے تصور کرکے میری راے مین بمقابلہ سرٹیفکیٹ ولایت جایداد نابالغ کے جو بہ اجلاس
وبتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا تہا جج ماتحت موصوف کو اختیار صادر کرنے حکم مذکور کا حاصل نہ تہا
صرف ایک لفظ اور اوس امر کے نسبت کہنا ہے جو ذی علم کونسل رسپانڈنٹ نے اوس
حکم کے نسبت کہا تہا کہ وہ بموجب باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے۔ اب دیکہنا چاہیے
کہ از روے دفعہ ۴۴۴ ایکٹ مذکور کے بالخصوص یہہ قرار پایا ہے کہ دفعات ۴۴۰ لغایت ۴۴۳
مندرجہ باب مذکور کسی ایسے نابالغ سے متعلق نہین ہوسکتے ہین جسکی ذات یا جایداد کے لیے کوئی

ولی یا حاکم عدالت دیوانی سے بموجب کسی قانون مختص القایم کے مقرر ہوتا ہی عدالت دیوانی سمجھی جاوے گی بموجب ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے مقرر ہوچکا ہے لہذا وہ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوس سے متعلق نہین ہین - بدینوجوہ مین اپیل ڈگری اور حکم ذیلی جج ماتحت معہ خرچہ بحق کامیاب اپیلانٹ کے منسوخ کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس - مین بالکل اتفاق کرتا ہون -

۱۴ ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۹ جنوری

بدری پرشاد بنام خواجہ محمد حسین وغیرہم

شفع - واجب العرض - استحقاق شفع دربارہ خارج کردینے جزو جایداد مبیعہ کا اپنے دعوے سے -

جو شخص دعویدار شفع ہو وہ بجز حالات مخصوص کے صورت کے جزو جایداد مبیعہ کا اپنی دعوے سے خارج نہین کرسکتا ہے اگر وہ اس بنیاد پر ایسا کرے مثلاً کہ استحقاق بایع کا ناقص ہے تو قطعی طور پر ثابت کرنا اوسی کے ذمہ ہے کہ بایع کو اوس جزو کے نسبت حق نہین حاصل تہا جسکو وہ خارج کرنا چاہتا ہے -

واقعات اسمقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

کانلن و سندر لال منجانب اپیلانٹ - حمید اللہ و مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ٹرل صاحب جسٹس - اپیلانٹ عدالت ہذا مدعی اوس شفع کے مقدمہ کا ہے جو سنہ ۱۸۸۸ء مین دایر ہوا تہا منجملہ مدعا علیہم کے خواجہ محمد حسین بایع ہے اور دیگر مدعا علیہم ورثا مسماۃ سکینہ اوسکی زوجہ کے ہین جو از روے بیعنامہ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کے اوسکی مشتریہ تہی - عدالت ماتحت مین متعدد تنقیحون کی تجویز ہوئی تہی منجملہ اونکی یہہ ہے کہ آیا مدعی اسوجہ سے بیرون عدالت نہین ہے کہ اوس نے کل جایداد مبیعہ کا دعوے نہین کیا ہے - مدعا علیہم نے یہہ حجت کی ہے کہ اوس نے اپنی دعوے سے ایک قطعہ ملک کا خارج کردیا ہے جو منجملہ قطعات بیعنامہ کے ایک ہے اور جسکو بایع نے سنہ ۱۸۸۸ء مین عیوض علی سے خرید کیا تہا - یہہ جزو جایداد کا پٹی صاحب کنور مین واقعہ ہے - اس عذر کے نسبت مدعیکا جواب المضاعف تہا - اول یہہ کہ خواجہ محمد حسین کو حق و استحقاق اوس ملک مین حاصل نہ تہا کیونکہ اوسکے منتقل کرنیوالے عیوض علی کو اس جزو جایداد مین حق و استحقاق نہین رہا تہا جو بعد بلوہ اور غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے ضبطی مین آگیا تہا ثانیاً یہہ کہ یہہ جو کچہہ ہو سو ہو مدعی اوس جایداد کو نسبت ... ... انکا دعوے نہین کرسکتا ہے کیونکہ اوسکو منصب شفع کا پٹی صاحب کنور مین حاصل نہین ہے - بہ نسبت اس جزو جایداد کے اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ حسب منشا واجب العرض کے مین اوسیطرح پر شخص اجنبی ہون کہ جسطرح مشتریہ ہے - ذیلی جج علیگڈہ نے ان دونو امر کی تجویز خلاف مدعیکی کی ہے - میری یہہ رائے ہے کہ مدعی کو اثبات تام اور قطعی طور پر یہہ ثابت کرنا لازم تہا کہ عیوض علی کو فی الواقعہ کوئی حق و استحقاق بہ نسبت

اوس ملک کی حامل نہتا جسکے بابت اوس نے خواجہ محمد کار دیہہ سنہ ۱۸۸۰ء مین لیا تہا اور یہہ کلام مدعی نے نہین کیا ہے۔ اسکی کوشش وہ یہہ ثابت کرنیکے کرنا چاہتا ہی کہ تاثیر قانونی عیوض علی کے حقوق مالکانہ واقعہ جایداد مذکور قبل سنہ ۱۸۸۰ء زایل ہوگئی تہی اور اگر یہہ صحیح ہے کہ جایداد عیوض علی کی خود بیچے تہو تو عیوض مسلمہ بعد منقلی مدت گذر گئی تہی تو یہہ قرین قیاس ہے کہ لنشا قانونی سے حق عیوض علی کا جایداد کے نسبت زایل ہوگیا تہا لیکن چونکہ مین نے تنقیح اس امر کے لئے قطعی نہوگا کہ آیا فی الواقعہ عیوض علی کا کوئی حق موجودہ اوس جزو جایداد مین سنہ ۱۸۸۰ء مین جب اوس نے خواجہ محمد عالم انتقال کیا تہا جسکو نامبردہ نے اب اپنی تو پر بذریعہ بیعنامہ منشا نالش ہذا بنام مشتریان مدعا علیہم ملالت ہذا کے منتقل کیا تہی موجود تہا یا نہین علاوہ برین مین خیال کرتا ہون کہ اپیلانٹ کو دعوٰی اوس جزو جایداد کا کرنا لازم تہا گو اوسکو اوس کا قبضہ جایداد پر تہا ہو یا نہین اور گو اوس نے یہہ باور کیا ہو کہ اوسکی لنسبت وہ شاید محض استحقاق ناقص خرید کرتا ہے۔ خریدار شفیع کو یہہ اختیار نہین ہے کہ منجملہ چند اجزا بیعنامہ کے کسی ایک جزو کو اوٹہا لیوے یا پسند کر لیوے اور یہہ کہ مین یہہ نہ لیونگا کیونکہ اوسکے لنسبت مجھے دربارہ ملکیت بایع کے شبہہ ہے اور مین اوسکا دعوٰی ترک کر دونگا کیونکہ مین باور کرتا ہون کہ وہ اصلی جزو جایداد کا نہین ہے۔ لہذا مدعی کو اوس ملک کے قطعہ کا دعوٰی اس نالش مین کرنا لازم تہا۔ لیکن اوسکی یہہ حجت ہے کہ اوسکا دعوٰی وہ نہین کرسکتا تہا کیونکہ جب اوس نے سنہ ۱۸۸۱ء مین نالش دایر کی تہی اوسوقت منصب شفع کا پٹی صاحب کنور مین اوسکو حاصل نتہا۔ اب مدعی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اوسوقت وہ مالک ایک قطعہ نمبری ۸۹ کا تہا جو اوس قبہ مین واقعہ ہی اور ایک جزو اوس پٹی کے شاملات کا ہے۔ نہین علاوہ برین باضابطہ اور سرکاری طور پر بطور مالک اوس قبہ کے اوسکا نام ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو درج ہوا ہے۔ اوسکا یہہ بیان ہے کہ گو وہ مالک اوس قطعہ کا ہے تاہم وہ کبہی اوس قطعہ اراضی مین داخل نہین کیا گیا ہے جو پٹی صاحب کنور کے نام سے مشہور ہے اور بہت برسون سے عہدہ دار بندوبست کا یہہ ارادہ تہا کہ یہہ پٹی جزو ملکیت زمیندار راٹی صاحب کنور قایم رکہی جاوے اور اتفاقاً اور خلاف اوس ارادہ کے نمبر ۸۹ اوس پٹی مین داخل ہوگیا ہے۔ شاید یہہ سچ ہو لیکن یہہ امر قایم رہتا ہے کہ جب نالش دایر ہوئی تہی تو یہہ نمبر ۸۹ ایک جزو پٹی صاحب کنور کا تہا عام اس کہ غلطی سے یا سہو سے ہوا او طور پر ہو۔ اور نمبر مذکور اسطرح بہت برسون سے شامل ہے اور اسوقت مدعی نہ صرف اوسکا اصلی مالک ہے بلکہ مندرجہ کاغذات ہے اور بطور شریک پٹی کے یہہ بات ہے کہ بلحاظ نوعیت منصب زیر نزاع کے واجب العرض کے رو سے حقوق شفع پیدا ہوتے ہین۔ بہ لنسبت اس امر کے کہ آیا جو حقوق عیوض علی نے بنام خواجہ محمد حسین بمعاوضہ سنہ ۱۸۸۱ء مین منتقل کی تہی وہ استحقاق ناقص تہا یا نہین مین خیال کرتا ہون جو ارادلیل جج عدالت ماتحت نے بعنوہ اپیل کے بیان کی ہین وہ صحیح ہین خصوصاً وجہ دوم فیصلہ کا جسمین منشا اپیلانٹ نے حسب ذیل بیان کیا ہے صحیح ہے۔

جس امر کے روسے شفیع مستحق پیش کرنے شہادت کا بہ ثبوت اس امر کے ہوگا کہ جس اراضی کو بائع
بیع کرنا ظاہر کرتا ہے اوسمین سے کسی کی بنسبت اوسکو استحقاق ملکیت حاصل نہین ہے صرف اوسیحالتمین ہوگا
جب جیسا کہ اسمقدمہ مین ہے شفیع صرف ایک جزو جایداد کا دعوے کرتا ہے اور شہادت بہ ثبوت اس امر کے
قابل پذیرائی ہوگی کہ استحقاق ملکیت بائع کا ایسا نامکمل ہے کہ دربارہ حساب قیمت رسدی جایداد کے
عدم ملکیت پر غور کرنا چاہئے۔

پس واقعات اور قانون متعلقہ کے ایسی صورت مین جو اول بہ نسبت قطعہ متنازعہ اور دوم بہ نسبت منصب شفیع مدعی واقعہ ہیٔ صاحب کنور کے ہے مین خیال کرتا ہون کہ اوسکا اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے مین اپنے بہائی ٹرل صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون

پیری ۴۹

ضلع غازیپور　　اپیل فرمان شاہی نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۰ء　　منفصلہ ۳۱ جنوری

بہگوانی و یکس دیگر　　بنام　　منی لال و یکس دیگر

ایکٹ سرٹیفکٹ وراثت۔ (ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء) دفعات ۹ و ۱۹۔ حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ مشروط باد خال ضمانت۔ اپیل۔

حکم بر طبق درخواست حصول سرٹیفکٹ وراثت مشعر طلبی ضمانت بطور شرط مقدم بہ نسبت عطاے سرٹیفکٹ مذکور کے ایک حکم مشعر عطاے یا انکار دینے سرٹیفکٹ کے نہین ہے اور چونکہ ایسا نہین ہے لہذا اوسکی بابت دفعہ ۱۹ سے اپیل نہین ہو سکتا ہے۔

یہہ اپیل فرمان شاہی بنا راضی فیصلہ محمود صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل اول احکام نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۰ء مندرجہ زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۵۳ کے ہے۔

امیر الدین منجانب اپیلانٹیان　　رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس ہم حکم صادرہ اپنے بہائی محمود صاحب سے اور اون وجوہ سے جو اوسکی بہ نسبت مین بالکل اتفاق کرتے ہین اپیلانٹیان نے واسطے حصول سرٹیفکٹ متعلقہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے درخواست کی تہی جج نے دفعہ ۹ ایکٹ مذکور پر عمل کر کے بطور شرط مقدم اوپر اپنے حکم عطاے سرٹیفکٹ کے ضمانت طلب کی مشار الیہ بموجب دفعہ ۷ ضمن (۳) پر عمل کرنا چاہتے تہی۔ دفعہ ۱۹ مین ضابطہ اپیل کا مقرر ہے۔ کوئی حکم مشعر عطاے یا انکار سرٹیفکٹ کے نہین ہے ہمارے بہائی محمود صاحب کی رائے اس امر کے تجویز کرنے مین صحیح ہے کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع بنارس اپیل اول نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۹ جنوری

رام چندر راؤ و یکس دیگر بنام مادھو راؤ

صلہ رآمد۔ نالش دخل تنہا۔ ڈگری دخل مشترکہ۔

عدالت اوس نالش مین جسمین مدعی دخل تنہا جایداد غیر منقولہ کا دعویدار ہے ڈگری اوسکی واسطے دخل مشترکہ کے صادر کرنے کی مجاز ہے۔ لکھینہ نراین چودھری بنام تانکمنی دیبی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۸) کی تقلید کی گئی [وحید عالم بنام صفات عالم (زبدۃ النظایر مفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۵۳ منسلوف) بھی ملاحظہ طلب ہے]۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

بنرجی منجانب اپیلانٹ منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہین ہوا

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ مدعی نے یہہ نالش باستدعاء صدور اس ڈگری کے کہ وہ تنہا مالک باغ متذکرہ عرضی نالش کا ہے اور استقرار اس امر کے کہ مدعا علیہم کو کوئی استحقاق باغ متنازعہ مین نہ تہا اور اونکا قبضہ ناجایز تہا دایر کی ہے اور استدعاے بیدخلی مدعا علیہم و دلاپانے زر واصلات کے کی ہے۔ مدعا علیہم کا یہہ بیان تہا کہ باغ متنازعہ نصفا نصف غیر منقسمہ مدعی اور مدعا علیہم کا تہا۔ اونہون نے اپنے بیان تحریری مین بیان کیا ہے کہ اونکو نصف کے قبضہ چھوڑ دینے مین کچہہ عذر نہین ہے۔ ظاہرا اونہون نے بار ثبوت اس امر کا اپنے ذمہ لیا ہے کہ وے مستحق دخل کے ہین۔ بیعنامہ باغ مذکور کا گوبند راؤ ولد مدعا علیہ کے نام ہے۔ اونہون نے ایک دستاویز یعنی وصیتنامہ مصدقہ سرکاری ہیت کا جسنے مدعی کو متبنی کیا تہا پیش کیا ہے اور گواہان تحریر وصیتنامہ مذکور کو طلب کیا ہے سب جج نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وصیتنامہ جعلی ہے۔ قبل تجویز کرنے مقدمہ کے اوس جزو کے ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ ہمارے روبرو وہ شہادت موجود ہے جو گوبند راؤ نے مقدمہ سابق مین دی تہی اور جسکا ترجمہ ہمارے لئے سل خوان عدالت نے کیا ہے۔ بیانات گوبند راؤ کی موقع سابق مین پر از اختلافات ہے۔ اوسکے ایک لمحہ کے بیانات دوسرے لمحہ کے بیانات سے مختلف ہین۔ اوسنے کوئی قابل اطمینان صراحت اس امر کی نہین دی ہے کہ باغ خریدنے کے لئے روپیہ کہانسے آیا تہا یا اوسکو یا اوسکے باپ کو باغ سے کیا تعلق تہا

اب وصیت نامہ پر عود کرتے ہین اگر وصیت نامہ اصلی ہے تو امکان یہہ بہت قوی شہادت ہے ہری ہنیت نے جسکے ذریعہ سے مدعی دعویدار ہے یہہ خیال کیا تہا کہ وہ باغ کے صرف ایک حصہ کا مستحق ہے اور گوبندراؤ دوسرے حصہ کا۔ وصیت نامہ مین بجائے حاشیہ کے عین ذیل مین دستخط ہونے پر جج ماتحت نے شرح کی ہے۔ اس امر کا نظرانداز کرنا دشوار ہے کہ جبکہ مضمون وصیت نامہ سے حاشیہ باقی نہین رہا تو دستخط کیونکر حاشیہ پر لکہے جا سکتے تہے۔ جہانتک ہم انصاف کر سکتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ گواہان وصیت نامہ نے جہوٹی شہادت نہین دی ہے۔ اونکی شہادت سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وہ وصیت نامہ ہری ہنیت کا وصیت نامہ ہے۔ گوبندراؤ کی شہادت سابقہ سے ہمارے ذہن مین جو کچہہ شکوک پیدا ہوئے ہون لیکن وصیت نامہ مین جو ذکر اس باغ کا ہے اوس سے ہم درگذر نہین کر سکتے۔ میری رائے مین اوس تذکرہ سے یہہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہری کو ضرور معلوم تہا کہ فریقین کی باغ مین کسقدر حقیت ہے۔ اور اوس لئے اسی بنا پر عمل کیا ہے کہ باغ مین اوسکا حصہ ایک نصف ہے اور دوسرے نصف کا مستحق گوبندراؤ ہے۔ ایک حال کے مقدمہ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ڈگری دخل مشترکہ کی اون مدعیونکے حق مین صادر کی ہے جنکا دعوی تنہا دخل کا تہا بہ تقلید اوس نظیر کے جو حکام ممدوح سے اوس موقع پر حاصل ہوئی ہے ہم ڈگری عدالت ہذا کی بحق مدعی بدین استقرار صادر کرتے ہین کہ وہ نصف باغ غیر منقسمہ کا مستحق ہے اور مدعاعلیہم دوسرے نصف کے اور ہم اوسکے حق مین ڈگری دخل مشترکہ کی بمقبول مدعاعلیہم صادر کرتے ہین۔

نسبت زر واصلات کے عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کر کے کہ مدعی مستحق دخل تنہا کا تہا مبلغ مالیت زر واصلات دلایا ہے۔ ہم ڈگری بحق مدعی بابتہ نصف اوس رقم کے یعنی مبلغ ۱۳ روپیہ ۹ آنہ کے کرتے ہین۔ منجانب مدعی رسپانڈنٹ عدالت ہذا مین کوئی حاضر نہین ہوا ہے۔ اوس نے کبہی دستاویزات کا ترجمہ نہین کرایا اور اوس نے یہہ بات عدالت پر چہوڑ دی ہے کہ حتی الامکان اوسکے استحقاق پر نظر کرے اور یہہ بہی ملاحظہ کرے کہ مسل مین کوئی شہادت اوسکے مفید موجود ہے۔ نسبت خرچہ عدالت ماتحت کے ہر فریق اپنے اپنے خرچہ کے متحمل ہونگے۔ نسبت خرچہ اس اپیل کے اپیلانٹان بلحاظ کامیابی کے رسدی پاوینگے۔ اپیل بقدر متذکرہ بالا منظور و ڈگری عدالت ماتحت ترمیم کیجاتی ہے۔

ضلع بریلی اپیل اول نمبر ۸۳ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲ فروری

برجموہن لال بنام گہاسی رام

ولی و نابالغ - نابالغ کیطرفسے ولی کا صلحنامہ کرنیکا اختیار - ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء (ایکٹ نابالغان بنگال) دفعہ ۱۸ -

ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو اختیار نہین ہے کہ عدالت دیوانی سے صلحنامہ کی اجازت پہلے سے حاصل کرنیکے بغیر اپنے نابالغ کو ایسے صلحنامہ کا پابند کرسکے جسمین انتقال جایداد غیرمنقولہ ازان نابالغ کا متعلق ہے اور اس امر سے نابالغ اوس صلحنامہ کی صحت پر اعتراض کرنیسے ممنوع نہین ہوجاتا ہے کہ ولی نے بعد ازان نابالغ کو بطور فریق مقدمہ اون نالشات مین شریک کر دیا ہے جسمین عملاً وہ صلحنامہ اختیار کیا گیا تہا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

بنرجی صاحب ایپلانٹ جوگندر ناتہ صاحب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - یہہ نالش واسطے دخلیابی ایک حصہ کسی جایداد کے ہے - سب جج نے دعوی ڈگری کیا - منجملہ مدعاعلیہم کے ایک شخص یعنی برج موہن لال نابالغ نے بولایت کہنی لال کے یہہ اپیل دایر کیا ہے - مدعی رسپانڈنٹ ہے - بعد وفات نوبت رائے کے مدعی اور ایپلانٹ نے بولایت لالہ مل نسبت استحقاق جایداد نوبت رائے کے ثالثی مین رجوع کی اور ۲۴ جون ۱۸۸۳ء کو اونہون نے فیصلہ ثالثی بدین تجویز صادر کیا کہ جایداد متنازعہ کا استحقاق ایپلانٹ کو حاصل ہے اور یہہ تجویز کی کہ مدعی مقدمہ ہذا کو مبلغ ... سالانہ جایداد مذکور سے وہ ادا کیا کرے - بعدہ مدعی حال کے ایک بہائی مسمی جہکا سنگہ نے ایک نالش جسمین اوسکے دو اور شریک تہے بنام ایپلانٹ عدالت ہذا واسطے دلاپانے نصف جایداد مذکور کے دایر کی - مدعی مقدمہ مذکور نے ڈگری حاصل کی بعد مرتب ہونے ڈگری کے جہکا سنگہ و گہاسی رام مدعی عدالت ہذا و لالہ مل نے بطور ولی کے عمل کرکے اور جو ایپلانٹ عدالت ہذا کا رفیق ترین ہے ایک صلحنامہ کیا جسکے رو سے جایداد تقسیم طلب قرار پائی تہی - نصف جایداد بحصہ مساوی درمیان جہکا سنگہ و گہاسی رام کے و نصف دیگر ایپلانٹ کو دلائی گئی تہی - لیکن چارآنہ منجملہ ۱۲ کے فریق ثانی مقدمہ کیطرف

منتقل کئے گئے تہے - اپیلانٹ کے حصہ سے نصف چار آنہ کا نکال دیا گیا تہا - صلحنامہ کی اطلاع عدالت جاری کنندہ ڈگری کو دیگئی اور جہانتک اوس عدالت کو اختیار تہا ظاہرا عدالت مذکور نے منظور کیا تہا - قبل تاریخ صلحنامہ و بعد تاریخ فیصلہ ثالثی کے لاابل کو سرٹیفکٹ ولایت جایداد نابالغ کا حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے عطا ہوا تہا - نامبردہ نے ضلع جج سے صلحنامہ مورخہ ۸ جولائی سنہ ۱۸۸۹ء کے کرنیکی اجازت نہین لی تہی - اپیلانٹ عدالت ہذا کی یہہ حجت ہے کہ بمقابلہ اوسکے گہاسی رام مدعی عدالت ہذا مستحق ڈگری کا نہین ہے حجت یہہ ہے کہ ازروے فیصلہ ثالثی کے گہاسی رام ایسا دعوی کرنیسے ممنوع ہے اور صلحنامہ اپیلانٹ پر قابل پابندی نہین ہے کیونکہ اوسکے ولی سارٹیفکٹ یافتہ نے بلا اجازت و بلا اختیار اوسکو کیا ہے -

کوئی شہادت ہمارے روبرو اوس واقعہ کے ثابت کرنیکو جسکے بموجب صلحنامہ ہوا تہا پیش نہین کیگئی - ہمارے روبرو کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکو پیش نہین ہوئی ہے کہ اپیلانٹ کیطرف سے دو آنہ منجملہ نصف جایداد کے چہوڑ دینے کی کیا نوبت تہی - ڈگری جو کہ چہکا سنگہ شریک مدعی نے حاصل کی تہی اوسکے روسے اپیلانٹ عدالت ہذا نصف جایداد پر قابض رکہا گیا تہا - مسٹر چودہری نے منجانب ریسپانڈنٹ کے بڑی لیاقت کے ساتہہ یہہ حجت کی ہے کہ ہرگاہ بیع واقعی یا رہن واقعی نہین تہا ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو نابالغ کیطرف سے صلحنامہ کرنیکا اختیار تہا - ہمکو بہت شک ہے کہ کسی ایسے صلحنامہ کے نسبت جسکا یہہ اثر ہو کہ جایداد نابالغ کی منتقل ہو یا کوئی جزو مفوض ہو جاوے گو ٹہیک طور پر بیع یا رہن نہو یہہ کہا جاسکتا ہے کہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ نے اہتمام جایداد مین باستعمال اون اختیار کے کیا ہے جیسا کہ ایسا مالک کرتا ہے جو نابالغ نہین ہے - اگرچہ بیع کے نام سے نہین ہے تاہم ہم خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی معاوضہ اس صلحنامہ کا ہے تو وہ عملاً بیع ہے اور فی الحقیقت انتقال ہے - ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ ایسا معاملہ تہا کہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو اوس حیثیت سے پہلے سے منظوری ضلع جج کے حاصل کرنے کے بغیر صلحنامہ کرنیکا اختیار نہ تہا - ہمارے اطمینان کے قابل یہہ بات ثابت نہین کیگئی کہ صلحنامہ نابالغ کے حق مین مفید ہے - فی الحقیقت ہم اون حالات سے لاعلم رکہے گئے ہین بشرطیکہ کوئی ہون جنسے یہہ ظاہر ہو بشرطیکہ وہ ثابت کیجاتے کہ نابالغ کے حق مین صلحنامہ کے کیجانی کی وجہ معقول تہی - اپیلانٹ

ابتک نابالغ ہے۔ اوسکے ولی سابق نے اوسکی طرف سے عمل کرکے اوسکو ایک نالش زیلو کا (؟) نالشون مین بعد صلحنامہ کے شریک کردیا اور وہ ایسی نالشات تہین جنمین صلحنامہ عملاً اختیار کیا گیا تہا تاہم ہم یہہ نہین سمجہتے مین جیسا کہ عدالت ماتحت نے سمجہا ہے کہ نالشات اوسکے نام سے اودہینکا سنگہ اور کہاسی رام کے نامون سے دایر کیجانیکا اثر بطور مانع تقریر مخالف کے ہوگا اور اب اس بحث کے پیش کرنیکا اوسکو مانع ہوگا۔ ہم افسوس کرتے ہین کہ یہہ اپیل ہمکو منظور کرنا پڑا کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے واقعات ہون جنسے ہمکو مقدمہ مین مختلف فیصلے کے صادر کرنیکی ترغیب ہوتی بشرطیکہ وہ ثابت کیجاتے جو کنندر ناتہہ نے باعتبار اوس مواد کے جو اوسکے روبرو موجود تہا حتی الامکان اپنے موکل کا بہت اچہی طرحپر کام کیا۔ ہم اپیل کو منظور اور نالش کو جہانتک کہ برج موہن اپیلانٹ اور اوسکے جایداد سے تعلق ہے ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع گورکہپور — اپیل اول نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۵ فروری

پریشر دت بنام سری نواس

نالش بتابایا لگان۔ اراضی جو کہ جزواً اندر علاقہ ایک عدالت اور جزواً اندر علاقہ دوسری عدالت کے واقع ہے۔ استحقاق نالش ایک عدالت مین بابتہ لگان واجب الادا کل اراضی کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۷ الف و ۴۳۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۰۴۔

جبکہ ایک زمیندار نے پٹہ کسیقدر اراضی کا جو جزواً اودہ اور جزواً ممالک مغربی و شمالی مین واقع تہی یہ لگان بالمقطع کل اراضی کے لکہدیا تہا تو یہہ تجویز ہوئی کہ اوسکو ممالک مغربی وشمالی کے عدالت مناسب مین جسکے علاقہ مین جزو جایداد مذکور واقع ہے اسامی پر نالش کرنیکا استحقاق بابتہ کل لگان کے جو جایداد مذکور پر واجب ہو حاصل ہے اور وہ مجبور نہ تہا کہ اپنے دعوی مین سے اوس جزو جایداد کی نسبت منہائی کرے جو اودہ مین واقع تہا۔

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ اس امر سے وہ بقیہ کی نالش کرنیسے محروم نہین ہوجاتا ہے کہ اوسنے اپنے اصلی دعوی سے منہائی کردی ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

کانلین و جوگندر ناتھہ چودہری منجانب اپیلانٹ

سندر لال و رام پرشاد و مہدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - جس نالش سے یہ اپیل بطور ثانی پیدا ہوا وہ ایسی نالش تہی جو عدالت مال مین واسطے دلاپانے بقایا لگان کے دایر ہوئی تہی - جو ڈگری دیا گیا تہا اوسکے رو سے جایداد واقع اودہ و جایداد واقع ممالک مغربی و شمالی مدعی نے مدعا علیہ کو بہ لگان بالمقطع ٹہیکہ پر دی تہی یعنی کوئی صراحت کسی جزو لگان کی بنسبت جایداد واقع اودہ و جایداد واقع ممالک مغربی و شمالی کے نہین تہی - اسسٹنٹ کلکٹر بستی کی رای جنکی عدالت مین یہہ نالش دایر ہوئی تہی یہ قرار پائی کیونکہ جزو جایداد پٹہ شدہ کا اودہ مین واقع ہے لہذا اونکی عدالت کو حسب ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء عمل کرکے کوئی اختیار دربارہ کسی ایسے جزو لگان کے تجویز کرنیکا حاصل نہین ہے کہ جو اودہ کی جایداد سے برآمد ہوتا ہے - اونہون نے مدعیکو اپنی عرضی نالش ترمیم کرنیکا حکم دیا - مدعی نے نہایت ناخوشی سے ایک درخواست گذرانی جسمین اوسنے یہ بیان کیا تہا کہ رسدی حصہ لگان بالمقطع اور منافع کا متعلق جایداد اودہ کے سماعت طلب تہا اور اوس نے وہ رقم تعداد مدعویہ عرضی نالش مین سے منہا کر دی ہے - ہم باب ٹہیک کہین تو عرضی نالش مین کوئی ترمیم نہین ہوئی - اب ہمکو یہہ خیال کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا منہائی سماعت طلب کی بمنزلہ ترک جزو دعوی حسب دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے یا نہین - مدعی نے جو عدالت ہذا مین اپیلانٹ ہے موجبات اپیل مین یہہ صورت قایم کی ہے کہ درحقیقت اوسنے اپنا عرضی دعوی ترمیم کیا ہے - جب مدعی درخواست متذکرہ داخل کر چکا تو اسسٹنٹ کلکٹر نے مقدمہ عثمان خان بنام چودہری شیوراج سنگہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۴۲) متعلق کرکے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ اوس لگان کو جو بالمقطع قرار یافتہ ہے اوسکا تجزیہ نہین کر سکتے ہین اور مشار الیہ نے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی - بہ لحاظ اوس صورت کے جو قانون کی نسبت ہم قایم کرتے ہین اس امر کا غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا عدالت لگان کا تجزیہ کر سکتی تہی یا نہین اور ڈگری اوس جزو رسدی کی جو جایداد ممالک مغربی و شمالی سے متعلق ہے صادر کر سکتی تہی یا نہین - ہماری یہہ رای ہے کہ مدعی اپنی نالش بقایاے لگان بالمقطع کی عدالت اسسٹنٹ کلکٹر مین بلا منہائی کسی قسم کے بہ نسبت جایداد واقع اودہ کے

قایم رکہنے کا مستحق تہا - اوس راے کے وجوہ حسب ذیل ہین -

دفعہ ۴ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی جہانتک کہ ضروری ہے حسب ذیل ہے -

جب عدالتہاے مال اون امور ضابطہ مین جنکے باب مین کسی ایسے خاص ایکٹ مین جو اونسے متعلق ہون کوئی ذکر نہو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام کے تابع ہون تو لوکل گورنمنٹ کو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی منظوری حاصل کرنے کے ساتھہ اختیار ہوگا کہ بذریعہ اشتہار مطبوعہ گزٹ سرکاری یہ بات ٹہراوے کہ احکام مذکور کا کوئی جزو عدالتہاے مذکورہ سے متعلق نہوگا یا اونسے متعلق رہیگا مگر صرف ایسے اصلاح کے ساتھہ جسکی گورنمنٹ منظوری مذکورالصدر کے ساتھہ تصریح کردے -

پس ہمکو ظاہر ہوتا ہے کہ جہانتک ضابطہ کو تعلق ہے دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالتہاے مال ممالک مغربی و شمالی سے متعلق ہے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ ہر نالش اس طرح مرتب کی جائے کہ حتی الامکان وہ تمام دعوی شامل کیا جاوے جو کہ مدعی بنا دعوی پر قایم کرسکتا ہو مگر مدعی وغیرہ چونکہ حالت یہ ہے تو آیا ممالک مغربی و شمالی کے ایکٹ مال مین کوئی ایسا امر ہے کہ جو کسی امر مین اوس ضابطہ کو محدود کرتا ہے - دفعہ ۹۳ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء مین جہانتک کہ وہ اس امر کے لئے ضروری ہے یہ حکم ہے کہ نالشات حسب ایکٹ ہذا اوس ضلع مین دایر ہونگی جسمین کہ سبب نالش یا اوسکا کوئی جزو واقع ہوا ہو طور امر واقعہ کے ایک حصہ اوس جایداد کا جسکے نسبت لگان بالمقطع واجب الادا تہا عدالت کلکٹر بستی کے ضلع مین واقع تہا لگان متنازعہ ہر ایک حصہ جایداد انتقالی سے پیدا ہوتا ہے اور دفعہ ۴ الف و دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۲۰۴ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے پڑہنے سے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مستحق تہا کہ اوسکے کل دعوی کی سماعت و تجویز اوس عدالت سے ہوتی جسمین اوسنے دایر کیا تہا یعنی عدالت اسسٹنٹ کلکٹر بستی مین - ہمکو یہہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ آیا مدعی اس دعوی کو عدالت مال اوس مین جسمین کہ جز و جایداد واقع ہے مستحق دایر کرنیکا ہے یا نہین - دعوی اوس عدالت مین نہین دایر ہوا تہا اور یہہ بحث پیدا نہین ہوتی اب چونکہ ہماری یہ راے ہے کہ وہ مستحق اپنے کل دعوی کرنیکا عدالت مال مین ہے جیسا کہ اوسنے ابتدا کیا تہا تو یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا بعد ترمیم ہونے کے اگر یہہ ترمیم ہے وہ مستحق قایم رکہنے اپنی نالش بقایا متدعویہ کا تہا یا نہین - یہہ امر بالکل صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدعی جسکو کل لگان بالمقطع یافتنی ہے یا متفرق رقوم یافتنی ہین وہ مستحق قایم رکہنے اپنی نالش بابت کل یا کسی جزو زر قرضہ کے ہے یا نہین اور اس امر سے کہ اوسنے اوس جزو رسدی کو منہا کردیا ہے جسکے نسبت اوسکا بیان ہے کہ جایداد دوسرے سے متعلق ہے وہ اپنے دعوی بقایا کے

قایم رکھنے سے محروم نہین کیا جاتا ہی۔ جو کچھ ہمنے کہا ہے وہ محض اسمقدمہ کے اشکال قانونی سے متعلق ہے جیسا کہ وہ ہمارے روبرو بصیغہ اپیل پیش ہوا ہے بیشک ہم کوئی لے

رویداد مقدمہ کی نسبت ظاہر نہین کرتے ہین۔ مقدمہ کی تجویز کیجایگی اور ممکن ہے یہ ہویا نہو کہ مدعی اس امر کو ثابت کرے کہ باعتبار رویداد مقدمہ وہ مستحق دلا پانے کل ... جسکا وہ دعوی کرتا ہے یا کسی رقم کا وہ مستحق ہے یا وہ سیمین سے کسی رقم کا مستحق نہین ہے نتیجہ یہ ہے کہ ہم تجویز کرتے ہین کہ اسسٹنٹ کلکٹر ضلع بستی کو مدعی کے مقدمہ کی تجویز کرنیکا پورا اختیار حاصل ہے گو کل کی بابت ہو یا جزو کی بابت چنانچہ ہم ڈگری عدالت ماتحت منسوخ اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت مال ضلع بستی مین واسطے تجویز رویدادی کے واپس کرتے ہین۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

بدایون   اپیل فوجداری نمبر ۴۷۸   منفصلہ ۲ فروری   صفحہ

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند   بنام   پوہپی وغیرہم

اپیل فوجداری - اپیل کا جیلخانہ سے اپیلانٹ کا دایر کرنا - اختیار عدالت اپیل کا دربارہ فیصلہ کرنے اپیل بغیبت اپیلانٹ کے - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ -

جس صورت مین اپیل جو حسب دفعہ ۴۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری دایر ہوئی ہو منظور ہو اور اطلاعنامہ محکومہ دفعہ ۴۲۲ مناسب طور پر جاری کیا گیا ہو اور مسل مقدمہ طلب ہو اور بموجب دفعہ ۴۲۳ ملاحظہ ہوا ہو تو عدالت اپیل بموجب دفعہ اخیر الذکر کے مجاز فیصل کرنے اپیل کے ہے گو اپیلانٹ حاضر نہو اور نہ وکیل اوسکے طرف سے حاضر ہو -

اختیارات عدالت اپیل پر جو قید از روے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قایم کی گئی ہے وہ صرف یہہ ہے کہ قبل فیصل کرنے اپیل کے عدالت کو مسل مقدمہ ملاحظہ کرنا چاہیے اور اگر اپیلانٹ حاضر ہو یا اوسکے طرف سے کوئی وکیل حاضر ہو تو اپیلانٹ کی اصالتاً سماعت ہونی چاہیے یا وکیل کی سماعت ہونی چاہیے -

اجلاس کامل سے باختلاف راے محمود صاحب کے ایسے ہی تجویز ہوی -

محمود صاحب جسٹس نے برخلاف اسکے یہہ تجویز کی کہ اصول فریق مخالف کے سماعت ہونی چاہیے اور یہہ کہ جہان استحقاق ہے وہان چارہ کار بھی ہے اور احکام دفعہ ۴۲۲ مجموعہ متعلقہ اطلاعنامہ اپیل سے یہہ مفہوم ہونا چاہیے کہ جب اپیل منظور ہو اور بموجب دفعہ ۴۲۱ کے سرسری طور پر نامنظور نکر دیا جاوے تو اپیلانٹ کو اصلی موقع مسموع ہونیکا حاصل ہونا چاہیے اور فقرہ موقوعہ دفعہ ۴۲۳ مین بعد ملاحظہ مسل مقدمہ اور سماعت اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے بشرطیکہ وہ حاضر ہو لفظ وہ متعلق وکیل سے ہے اوراسطرح پر پڑہنا چاہیے کہ گویا اون مین سے ہر ایک سے متعلق ہے اور یہہ کہ الفاظ مین ان الفاظ سے کہ بشرطیکہ وہ حاضر ہو فیصلہ اپیل حسب دفعہ مذکور پر یہہ شرط مقدم قرار پاتی ہے کہ اپیلانٹ کی سماعت ہونا چاہیے یا بدرجہ اقل حاضر ہونا اوسکی خواہش پر چھوڑ دیا جاوے اور لفظ حاضر ہو اپیلانٹ کی حاضری اصالتاً سے متعلق ہے اور جو اپیل کہ منظور ہو چکا ہو اوسکا فیصلہ بجز اوس صورت کے نہین ہو سکتا ہے کہ اپیلانٹ

عدالت کے روبرو حاضر ہو یا اوسکی سماعت حسب منشاء دفعہ ۳۴۰ کے ہو سکتی ہو۔

تشبیہ از محمود صاحب جسٹس۔ لیکن ہائیکورٹ بصیغہ اپیل مجاز ہے کہ مجرم کو

اپنے روبرو واسطے توضیح وقت اوسکے مقدمہ کے طلب کر لیوے۔

یہہ پانچ اپیل فوجداری کی ہتے جنمین حسب سفارش محمود صاحب جسٹس کے ایچ صاحب چیف جسٹس نے اجلاس کامل سے استصواب کیا تہا اپیلانٹیون نے جو جیلخانہ مین تھے ان اپیلونکو ۳۰ جون ۱۸۹۰ء کو بموجب دفعہ ۴۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے پیش کیا تہا اور افسر مہتمم جیلخانہ نے باضابطہ ہائیکورٹ مین مرسل کیا تہا۔ بذریعہ حکم براڈہرسٹ صاحب جسٹس مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۰ء کے یہہ اپیل منظور ہوئے تہے اور ۱۶ اگست ۱۸۹۰ء اونکی سماعت کے لئے تاریخ معین ہتی اور اطلاع بنام مجات محکومہ دفعہ ۴۲۲ مجموعہ کی ۲۳ جولائی کو قیدیون پر باضابطہ تعمیل ہوئی ہتی۔ ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو اپیل مذکور بغرض سماعت اجلاس مین محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوئے اور جسٹس ممدوح نے ۲۵ اکتوبر کو ایک حکم بدین ہدایت تحریر کیا کہ اپیل مذکور بدین سفارش اجلاس مین چیف جسٹس صاحب کے پیش ہون کہ سوال ذیل اجلاس کامل مین سپرد کیا جاوے۔

آیا وہ اپیلانٹ جو جیلخانہ مین ہو اور جس نے اپنا اپیل بذریعہ مہتمم اوس جیلخانہ کے جسمین وہ قید ہے پیش کیا ہو اوسکی نسبت یہہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسطور پر حاضر نہین ہے کہ جسکی سماعت حسب منشاء دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہو سکے جب کہ وہ بوجہ اپنے قید کے جیلخانہ مین سے حاضر نہین ہو سکتا ہے اور بلا وسیلہ اس امر کے ہے کہ وکیل کو اپنے طرف سے حاضر ہونیکی ہدایت کر سکے۔

یہہ سوال بذریعہ حکم ایچ صاحب چیف جسٹس مصدرہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۰ء کے اجلاس کامل مین سپرد ہوا اور ۲۸ اکتوبر کو بغرض سماعت پیش ہوا۔

حسب خواہش محمود صاحب جسٹس کے پور ٹر منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے۔

بل بطور رفیق عدالت بجانب مخالف

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ مقدمہ بجاے پانچ اپیلون کے ہے اور حسب قاعدہ حال اندراج رجسٹرون مقدمات کے یہہ پانچ اپیل ایک ہی کہے جاتے ہین پانچ اپیلانٹ ہین اور اونکے نام پوہپی و جہکنا و مولا و ڈومرا و رسیا ہی ہین۔

ان ناموں کا ذکر مین نے اپنے حکم مورخہ ۱۰ ماہ حال مین بطور اون شخصون کے کیا ہے جو اوسوقت مجھے مستحق سماعت کے معلوم ہوئے تھے یعنی مستحق اسبات کے معلوم ہوے کہ مجھے باجلاس جج ایام تعطیل اور مہتمم اون خدمات کے جو اوس عہدہ کے رہتے مجھپہ قایم ہوئی تہین اونکی سماعت کرنا لازم ہے - جب مقدمہ بغرض سماعت پیش ہوا تھا تو جو مسل میرے روبرو پیش تھی اوس سے مین نے دیکھا تھا کہ اگرچہ نام اس اپیل کا بطور ایک مقدمہ کے ہے لیکن فی الواقعہ اوسمین پانچ اپیل شامل ہین جو علیحدہ علیحدہ ہین اگرچہ سرکار کیطرف سے میرے روبرو سرکار کا قایمقام حاضر تھا لیکن ان پانچ اپیلانٹون مین سے کوئی حاضر نہین تھا - میرے روبرو یہہ واقعہ بہی موجود ہے کہ جن احکام سزا کی ناراضی سے یہہ پانچون شخص اپیل کرتے ہین وہ احکام سزای قید سخت میعادی دس سال فی کس بعلت اوس جرم کے ہین جو مطابق قانون کے ناقابل ضمانت ہے یعنی ایسا ہو کہ اشیا کے معمولی طریقہ مین قانوناً اونکو کوئی موقع نہین دیا گیا ہے کہ وہ ضمانت دیکر اوسکے واسطے رہائی حاصل کرسکین - ہمیشہ یہہ امر باوقعت رہا آتا ہے اور شکوک ناشی ہوئے ہین کہ آیا بہ نسبت اوس قسم کے جرایم کے جو ناقابل ضمانت کہلاتے ہین کسی عدالت کو کوئی اختیار ایسے شخص کو ضمانت پر رہا کرنیکا حاصل نہین ہے اور جیسا مین خیال کرتا ہون حکام ضلع کو اسقسم کا اختیار نہین ہے - بہ نسبت اختیارات عدالت ہذا کے جو ممالک ہذا مین عدالت بالادست ہے دربارہ رہا کرنے کسی شخص کے ضمانت پر شبہہ تھا اگرچہ اسبارہ مین اب مجھکو کوئی شبہہ نہین ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ان اپیلانٹون کو بجز عدالت ہذا کے اور کوئی حاکم ضمانت پر رہا نہین کرسکتا تھا -

مین نے یہہ تحریرات بنظر قابل الفہم کرنے اس امر کے کی ہین کہ کیون میرے ذہن مین وہ شک پیدا ہوا تھا جو مین نے اپنے حکم مورخہ ۱۰ ماہ حال مین بیان کیا ہے اور یہہ حکم استصواب مین جو بعلم چیف جسٹس صاحب کے اجلاس مین پیش ہوا تھا مگر یہہ بیان کیا ہے کہ آیا یہہ معاملہ کل عدالت کے روبرو جانا چاہئے یا نہین - اور ۱۰ ماہ حال تک مجھے اس امر کے خیال کرنیکی وجوہ کافی ووافی حاصل تہے کہ یہہ اشخاص قیدیان جیلخانہ مین مقید ہین اور ایسی شکل سے مقید ہین کہ جسمین اونکی ہتکڑیان زنجیر آہنی مین بندہی ہوئی ہین اور نہ زنجیر آہنی مجازی مین بلکہ ٹہوس اور اصلی آہنی بیڑیون مین بندہی ہوئی ہین اوسوقت مجھے مسٹر دنی لال سے جنکے پاس خلاصہ مسٹر رام پرشاد کا موجود تھا یہہ کہنا مناسب

معلوم ہوا تھا کہ اس امر پر غور کرین کہ آیا مین ان اپیلون مین کارروائی مزید کر سکتا ہون یا نہین بوجہ میرے حکم استصواب مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے یہہ بات ہوئی تھی کہ یہہ مقدمہ اجلاس مین واسطے حکم چیف جسٹس کے واسطے صدور ان احکام کے پیش کیا گیا تھا کہ آیا سماعت مقدمہ مذکور کی اجلاس کامل سے ہونی چاہئے یا نہین اور ممدوح الشان نے براہ مہربانی یہہ فرمایا ہے کہ اوسکی سماعت کل عدالت سے ہونی چاہئے یعنی یہہ کہ عدالت کے کل جج جو اوس روز یعنی آج الہ آباد مین موجود مین سماعت کرینگے۔

چنانچہ اسطرح یہہ مقدمہ کل عدالت کے روبرو پیش ہوا ہے اور بالکل اپنی نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ مین صرف مسٹر بورڈ ہی کا ممنون نہین ہون جو حسب خواہش میرے منجانب غیر حاضر قیدیون کے حاضر ہوئے ہین بلکہ مین مسٹر ہل کا بہی ممنون ہون جنہون نے براہ مہربانی بطور رفیق عدالت عمل کیا ہے کیونکہ بالفعل وہ سابقہ پراسیکیوٹر مہتمم کار بوجہ اوس انتظام کے نہین ہین جو گورنمنٹ نے اونکی غیبت مین کیا تہا۔

یہہ ذکر مین نے غرض کے ساتھہ کیا ہے اور وہ غرض یہہ ہے کہ اسمقدمہ مین موقع معقول لایق مشیران قانونی کو اسلئے دیا گیا تھا کہ معاملات کو ہماری روبرو ظاہر کرین جنپر بہرحال قانوناً یہہ لازم ہے کہ جو وقت ایک جانب یا دوسری جانب پیدا ہوئی ہو اوسکو ہمکو بآسانی سمجھا دین۔

باوجود اس استفادہ کے مجھکو اس امر کا رنج ہے کہ اسمقدمہ مین فیصلہ کا شروع کرنا میرا ہی کام ہے اور یہہ رنج اس امر سے پیدا ہوا ہے کہ مین مختلف الراے جج ہون۔ وجہ اس امر کی کہ کیون مینے اسکا ذکر بالخصوص کیا ہے یہہ ہے کہ مجھے خوف اسبات کا ہے کہ مین ضرور اوس موقع سے زیادہ وقت صرف کرونگا جسکا صرف ہونا دوسری حالت مین اوس امر کے صادر کرنیکے لئے مین ضروری سمجھتا کہ جو کچھہ مجھے کہنا ہے۔

مین یہہ اصول غیر متزلزل علم فقہ انسانی کا جسکی تمیز علم فقہ مختص المقام سے ہوتی ہے تصور کرتا ہون کہ جب کبھی کوئی جھگڑے دو فریق مین ہوتے ہین اور وہ جھگڑے تصفیہ طلب ہون تو وہ جھگڑے کسی ایسے شخص کے روبرو نہ جانا چاہئے کہ جو اونمین سے ایک فریق یا جسکو اونمین کوئی ذاتی تعلق ہو۔ یہہ مسئلہ کہ کوئی شخص خود اپنے معاملہ مین جج نہین ہو سکتا ہے مستحکم اور صحیح مسئلہ ہے اور مدار اوسکا اوس شبہہ پر نہین ہے جو جج کی دیانت یا اوسکی لیاقت بابت اغراض تصفیہ کے ثابت ہو بلکہ مسئلہ مذکور اصطلاحات قانونی سے کسی اعلی امر پر مبنی ہے

مسلہ مذکور علم فلسفہ پر مبنی ہے جسمین یہہ بیان ہے کہ انسان انسان ہی ہے اور بہ تعظیم تمام نسبت دیانت اور راستبازی ججون کی ججون کو اون مقدمونکی سماعت نکرنی چاہئے جسمین خود اونکو تعلق ہے -

اب دیکھنا چاہئے کہ ایک دوسرا مسلہ منقسم اس مسلہ کے ہے کہ جسکو بہی مین مسلہ علم فقہ انسانی کہتا ہون اور جسکی تمیز علم فقہ مختص المقام اور مختص الغرض سے ہو سکتی ہے اور وہ اصول یہہ ہے کہ تصفیہ عدالت عام مین ہونا چاہئے - تواریخ انگریزی کے کسی زمانہ مین ایسی صورت نہین تہی کیونکہ ہم سب جانتے ہین کہ سٹار چیمبر سے کیا مراد تہی اور ہم سب کو یہہ بہی معلوم ہے کہ اسٹار چیمبر نے بہت مقدمون مین انصاف کیا ہوگا لیکن تاہم جب اوس قوم نے بنظر عدل گستری کے اوسکی ضرورت سمجہے تو اوسکو موقوف کردیا -

مین تواریخ کی تجویز نہین کر رہا ہون اور اوسکا ذکر مقدمہ کی غرض سے زیادہ نہین کرنا چاہتا ہون لہذا مین اقرار کرتا ہون کہ جو رائے مین اوپر ظاہر کر چکا ہون وہ ایسے معاملہ سے بہی متعلق ہونی چاہئے جو تمامتر قانونی اور تمامتر اصطلاحی اور تمامتر محیط قانون مین داخل ہو اور جسکی تمیز علم فلسفہ سے ہو سکتی ہو لیکن وہ اسقدر قابل تمیز نہین ہے کہ جسقدر بادی النظر مین معلوم ہوتی ہے - ایک دوسرا مسلہ ہے جسکے یہہ معنی ہین کہ بلا سماعت کے کوئی شخص تقصیر وار نہ قرار پاویگا - بدرجہ اتم مسٹر بروم صاحب نے اپنے مشہور رسالہ مسایل قانونی مین ایسا کہا ہے - اگر فی الحقیقت بہ نسبت امر علم فقہ کے اوس مسلہ کے سند سے زیادہ تر مستند نہو تو بدرجہ مساوی ایسی ہی عظیم ایک سند اور بہی ہے اور وہ قول سنیکا کا ہے اور وہ یا ہے جسکے معنی سادہ زبان انگریزی مین یہہ ہین کہ جس کسی نے کوئی فیصلہ کیا ہے اور فریق ثانی بلا مسموع رہا ہے تو یہہ مان لیا جاوے کہ اوسکا فیصلہ صحیح ہوا ہے - لیکن وہ خود صحیح نہین ہوگا -

یہہ محض نظم ہی نہین ہے بلکہ صحیح منشا، قانونی ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ نفس اوس اصول کا ہے جو اس مسلہ مین شامل ہے یعنی یہہ کہ بلا سماعت کے کوئی شخص تقصیر وار نہ قرار پاویگا -

یہہ ایسا ہو یا نہو مین اپنی نسبت تو بالکل یہہ کہتا ہون کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ مجہکو یہہ خیال کرنا غیر ممکن ہے کہ کوئی کیسا ہی لائق اور دیانتدار کیون نہو بالیقین یہہ

ذمہ دار نہین ہو سکتا ہے کہ فریقین کو معقول اور مساوی موقع مسموع ہونیکا بغیر دیے ہوئے اوسنے کسی جھگڑے کے طے کرنے مین نتایج صحیح اخذ کئے ہین ت

اور یہہ میری تجویز تمامتہ نتیجہ اوسکا نہین ہے کہ جو کچھہ مینے قانون انگریزی سے کسیقدر سیکھا ہے بلکہ وہ نتیجہ علم فلسفہ اسلام کے تعلیم کا بھی نتیجہ ہے جسپر مین ابھی توجہ کرونگا کیونکہ وہی علم فقہ قانون مروجہ ملک کا اوسوقت تہا جب سرکار انگریزی کی حکومت ملک کے اوس حصہ پر شروع ہوئی تھی - یہہ مقدمہ ضلع بدایون کا ہے کہ جس قلمرو کو نواب وزیر اودہ نے بذریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۰۱ع انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو مفوض کر دیا تہا (عہدنامجات مولفہ اچیسن صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ ملاحظہ کیجئے) ایا یون کہو کہ بتاریخ تفویضگی مذکور کے مقدمات فوجداری مین شرع محمدی قانون اصلی اور ضابطہ دونون کا تہا اور یہہ امر بغیر کہے رہا جاتا ہے کہ بطور ایسے قانون کے تہا جو باہم والیان ملک کے قابل پابندی ہوتا ہے اور جب یہہ تفویضگی اور اشتمال قلمرو کا واقع ہوا تہا سرکار انگریز نے اوس قلمرو کو بپابندی اوس قانون کے لیا تہا - قانون مذکور مقتضی اس امر کا ہے کہ سماعت متخاصمین کی قبل فیصل ہونے اونکے مقدمات کے ہوجانا چاہئے -

اندرین حالات بلا شبہہ یہہ ظاہر ہے کہ بجز اوس صورت کے اجازت صریحی وضع قانون مشعر تغیر و تبدل قانون قدیم پیشگاہ اوس سلطان سے صادر ہو جسکو ملک تفویض ہوا تہا قانون قدیم مذکور بلا تغیر و تبدل کے قایم رہیگا کیونکہ یہی خیال کل شایستہ قومونکا جب فیمابین ایک دوسرے کے عملدرآمد ہوتا ہے خصوصاً جب امور تفویضگی قلمرو کے درپیش ہون -

یہانتک مینے طوالت پڑ رہا ہے لیکن مین سینیکا کے شعر کو سند کامل خیال کرتا ہون انگلستان کے مشہور ججون نے بدرجہ اقل اوسے ورجن سے زیادہ مرتبہ اوسپر حوالہ کیا ہے اور مین خوش ہون کہ مین اونکی تقلید اس طور پر کرسکتا ہون کیونکہ مین ثابت کرنا چاہتا ہون کہ ہندوستان کے شاعرون نے بھی جو بلا شبہہ سینیکا سے بہت حال کے زمانہ مین ہوے ہین اوسی طریقہ سے بیان کیا ہے - ایک بیت حسب ذیل ہے -

قریب ہے یار روز محشر چہپیگا کشتونکا خون کیونکر + جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

مین اسکی انگریزی کرونگا کیونکہ اصولاً ٹہیک طور پر یہہ وہی خیال ہے جو سینیکا کا تہا

اور وہ بہت عملی وقعت کلہے کیونکہ اوس سے خیالات ایک باشندہ ہند کے ظاہر ہوسکتے ہین۔

اس بیت کی انگریزی اسطور پر ہوسکتی ہے۔

اے یار قیامت کا روز قریب ہے تو (بذریعہ خاموشی کے) اونکا خون چھپانا کیونکر ممکن ہے جو کشتہ ہین۔ اگر زبان خنجر کی خاموش بھی رہیگی تو آستین کا خون بول اوٹھیگا۔

یقیناً یہہ ایسا ہی معقول علم فقہ ہے جیسا کہ سینکا کی وہ سطرین جو مین نے ابھی پڑہی ہین۔ اس سے مراد کیا ہے۔ مراد یہہ ہے کہ فریق مقدمہ کی سماعت قطعاً ضرور نہی ہے اور اگر سماعت نکیجاوے تو نہ تصفیہ ہے اور نہ انصاف ہے اور انصاف صرف قیامت ہی کے روز پر منحصر رہیگا۔

مقدمہ کی اس صورت پر اسقدر بحث کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ اب مجھے بالتفصیل احکام قانون متعلقہ اپیل فوجداری کو دیکھنا چاہیئے۔ مین نے مقدمہ کے اس جزو پر بالعمد اسقدر بحث کی ہے کیونکہ مین یہہ ثابت کرنا چاہتا ہون کہ بجز اوس صورت کے کہ صورت مخالف بطور مسلہ غیر مشتبہہ ہمارے قانون کے اور بلالحاظ قانون اور بلالحاظ دیگر خیالات کے جو علاوہ اصول اصلی علم فقہ کے ہون ثابت کیجاوے مین یہہ تصور کرتا ہون کہ جب کبھی کسی فریق کے استحقاق پیش کرنے اپنے مقدمہ کا دیا جاوے تو اوسکے رو سے بالضرور یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ اوسکی سماعت ہونا چاہیئے۔ بالفاظ دیگر جہان کہین یہہ اصول۔ کہ جہان حق ہے وہان چارہ کار بھی ہے۔ متعلق ہوتا ہے تو مین تصور کرتا ہون کہ جب کوئی شخص اپنا استحقاق ظاہر کرتا ہے تو اوسکی سماعت ہونی چاہیئے کیونکہ چارہ کار سے مفہوم ہوتا ہے کہ استحقاق اور دعوی کی سماعت جج پر اس امر کے ثابت کرنیکے لئے ہونی چاہیئے کہ اہل مقدمہ کو چارہ کار عطا ہونا چاہیئے۔

بادی النظر مین یہہ واضح ہوتا ہے کہ یہہ امر بالکل اوس فایدہ سے متعلق ہے جو مین ایسے اصولونسے تصور کرتا ہون اور اسوجہ سے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ امر کل عدالتون سے دکیا گیا ہے۔ لیکن یہہ ایسا نہین ہے۔ میرے روبرو سات مقدمہ ہین جنپر مجھے بڑی تفصیل مین غور کرنا پڑا تھا اور اون سب مین یہی بحث پیدا ہوئی تھی۔ اول مقدمہ جو بند مین کا ہے جو نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھی جسمین

تہا وجہ جس سے دست اندازی عدالت ہذا کی مطلوب تہی حسب ذیل ہے۔

ڈپٹی مجسٹریٹ نے سایل کی نسبت تجویز ثبوت جرم بربنا اون فرضی کاروائیون کے صادر کی ہے جو پولس نے کی تہی اور سشن جج نے اوسکا اپیل بلا کرنے تحقیقات اور بلا طلب کرنے اور اظہار لینے اوسکے یعنی سایل کے ڈسمس کر دیا ہے لہذا سایل مستدعی ہی کہ اوسکے مقدمہ مین انصاف کیا جاوے۔ اور چہہ مقدمون مین بہی ایسی ہی وجوہ درج ہین اور مین نے خیال کیا تہا کہ اگر یہہ سچ ہے کہ یہہ اشخاص جج کے روبرو واسطے بحث کرنے اپنی اپنی اپیلون کے کبہی طلب نہین ہوئی تو یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا فیصلہ اپیل کا جایز ہے یا نہین۔ بنظر تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا وہ قانوناً جایز ہے مین بعد اوسکے کہ جو مین نسبت عام اصول قانون اور تاثیر اس مسئلہ کے کہہ چکا ہون کہ بلا سماعت کے کسی شخص کو تقصیروار نہ ٹہرانا چاہیئے مین خود ایکٹ کے ملاحظہ کرنے مین مصروف ہونگا۔

یہہ ایکٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کہلاتا ہے۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے دو ایکٹ سابق ہو چکے ہین ایک مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۶۱ء تہا جسمین دفعہ ۴۱۹ واسطے اغراض بحث پیش شدہ کے مفید تہا۔ دوسرا ایکٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۷۲ء جو تہا جسکا دفعہ ۴۲۰ مفید ہے کیونکہ اوسمین تقلید اوسی سلسلہ خیال کی ہوئی ہے جو دفعہ ۴۱۹ ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء مین تہا۔ ان دونون سے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کا واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے زیادہ با وقعت ہے۔

پس بنظر سمجہنے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اور صرف اوسی غرض کے لئے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسی مجموعہ کے چند دیگر دفعات کا ذکر کرنا ضروری ہے جس سے مین دفعہ ۴۲۳ کی نسبت جو بہت ضروری دفعہ متعلق اس مقدمہ کے ہے وہ تعبیر قایم کرسکون جو مین قایم کرونگا

ان دفعات مین سے جنپر مین توجہ کرنا چاہتا ہون اول دفعہ ۴۰۴ اوسی مجموعہ کی ہے جسمین تعریف اوسکی ہے جسکو سب لوگ مشہور قاعدہ قانون کا جانتے ہین کہ کوئی اپیل بنا بر کسی تجویز یا حکم مصدرہ کسی عدالت فوجداری کے جایز نہوگا الا حسب حکم مجموعہ ہذا یا کسی اور قانون مجاریہ وقت کے۔ مجموعہ مذکور مین یہہ دفعہ ضرورت سے زیادہ ترعملاً بطور تنبیہ کے ہے۔

دوسرا دفعہ ۴۱۰ ہے۔ اوسمین یہہ بیان ہے۔ ہر شخص جو تجویز کسی سشن جج

ایڈیشنل یا جائینٹ سشن جج کے مجرم قرار پایا ہو اختیار رکھتا ہے کہ ہائیکورٹ مین اپیل کرے - دفعہ مذکور مین لفظ اختیار رکھتا ہے واقع ہوا ہے لیکن بمقابلہ بحث مین جو ہمارے روبرو براہ مہربانی مسٹر بل نے کی ہے مشار الیہ نے کامل طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ لفظ اختیار رکھتا ہے سے جسکی تمیز لازم سے ہوتی ہے کوئی عملی فرق نہین ہوتا ہے کیونکہ ڈبلیو کونسل کو اس امر پر اتفاق ہے کہ اوس سے حق اپیل عطا ہوا ہے جسکی تمیز رعایت مسموع ہوسکنے یا نہ مسموع ہونے سے ہوتی ہے ! وسکے بعد دفعہ ۴۱۹ اوسی ایکٹ کا ہے جسمین طریقہ تحریر درخواست کا قرار پایا ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین بیان ہے - ہر ایک اپیل بطریق سوال تحریری کے اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کی معرفت پیش کیا جائیگا اور ایسے ہر سوال کے ساتھ نقل اوس تجویز یا حکم کی جسکی ناراضی سے اپیل ہوا بجز اوس صورت کے کہ جس عدالت مین وہ پیش کیجاوے دوسرے طور پر حکم دے) شامل ہوگی اور جن مقدمات کی تجویز معرفت جوری کے ہوئی ہو نقل مدات جرم قرار دادہ کی جو دفعہ ۳۶۷ کے مطابق قلمبند ہوے ہون شامل کیجاویگی بعدہ دفعہ ۴۲۰ ہے جسمین یہہ بیان ہے - اگر اپیلانٹ جیلخانہ مین ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اپنا سوال اپیل معہ نقول منسلکہ افسر مہتمم جیلخانہ کے پاس داخل کرے اور افسر مذکور اوس سوال اور نقول کو عدالت اپیل مناسب مین مرسل کریگا -

اسموقع پر ایک لمحہ بنظر بیان کرنے اس امر کے مین ٹھہر جاونگا کہ دفعہ ۴۱۹ کی تعبیر مین کیا باور کرتا ہون - دفعہ ۴۱۹ مین نمونہ سوال کا مقرر ہوا ہے جسکی تمیز دفعہ ۴۲۰ سے ہوتی ہے جسمین باستثناء مقدمہ اوس قیدی کے جو جیلخانہ مین ہو طریقہ پیش کیجانے سوال اپیل کا مقرر ہوا ہے - یہہ دونون بالکل معاملات جداگانہ ہین اور یہہ دفعات معاملات ہمشکل کی بابت نہین ہین - مین ایسا کہتا ہون کیونکہ اوسپر غور کرنیکے بعد مین دفعہ ۴۲۰ پر اسطور پر نظر کرتا ہون کہ اوسکے روسے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۴۱۹ مین کچھ تخفیف نہین ہوتی ہے - دفعہ ۴۱۹ اوس قیدی سے جو جیلخانہ مین ہو اوسیطرح سے متعلق ہوتا ہے کہ جس طرح سے کسی دوسرے قیدی سے متعلق ہوتا ہے اور وہ دفعہ مقتضی اس امر کا ہے کہ وہ سوال اوس شکل سے مرتب ہونا چاہئے کہ جو شکل اوسکی ازروے دفعہ مذکور مطلوب ہے اور دفعہ ۴۲۰ کو صرف جیلخانہ سے اپیلون کے پیش ہونیکی بحث سے تعلق ہے -

یہانتک مین نے صرف یہہ ظاہر کیا ہے کہ جو قواعد متعلق طریقہ پیشی اپیل کے ہین اونکو استحقاق اپیل یا اوس استحقاق مین مخلوط نکرنا چاہیے جو اپیلانٹ کو مسموع ہونیکی بابت حاصل ہے - جن شخصون کی کبھی سماعت نہونی چاہیے جنکی زبان خاموش ہے جنکی زبان ہمیشے بول نہین سکتی ہے اونکے مقدمون مین لیکن امر بالخصوص بہت ضروری ہین کیونکہ قرضا بلحاظ ضرورت بات خود اس مجموعہ کے اونکی زبان کا ہمیشے بولنا غیر ممکن رہا ہے -

اوسکے بعد ہم دفعہ ۴۲۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر آتے ہین جسمین نہ کوئی قاعدہ بہ نسبت مرتب کرنے سوالات کے معین ہے اور نہ کوئی قاعدہ اسبات کا معین ہے کہ وہ کیونکر پیش کیجاوینگے بلکہ قاعدہ اسبات کا معین ہے کہ وہ کیونکر فیصل کیجاوینگے بشرطیکہ عدالت اپیل اس قابل تصور کرے - دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے - عندالحصول ایسے سوال دلنقل حسب منشاء دفعہ ۴۱۹ یا دفعہ ۴۲۰ کے عدالت اپیل کو لازم ہے کہ اسکو ملاحظہ کرے اور اگر عدالت کے دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ پائی جائے تو اوسکو اختیار ہے کہ اپیل بطور سرسری نامنظور کرے - مگر شرط یہہ ہے کہ اپیل جو دفعہ ۴۱۹ کے مطابق رجوع کیا جاے وہ مسترد نکیا جائیگا الا اوس صورت مین کہ اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کو اپیل کی تائید مین عذرات پیش کرنیکا موقع معقول حاصل ہوا ہو - کسی اپیل کو اس وجہ کے مطابق خارج کرنیسے پہلے عدالت کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی مسل طلب کرے مگر ایسا کرنا اوسپر لازم نہین ہے -

اس دفعہ کی شرط کے سمجھنے مین مجھے کچھہ دقت ہوئی تھی لیکن وہ دقت اوس عالمانہ تقریر سے رفع ہوگئی ہے جو مسٹر بل نے ہمارے روبرو کی ہے - تعبیر کے اس مسلہ کی بنا پر کہ ایک بات کے ظاہر کردینے دیگر باتین خارج ہوجاتی ہین مجھے خوف ہے یہہ متصور ہونا چاہیے کہ یہہ شرط اون اپیلون پر محدود ہے جو جیلخانہ سے پیش ہوتی ہون اور اسلیئے جو شخص جیلخانہ مین ہو اوسکو ایک جانب یہہ رعایت حاصل ہے کہ اپنا اپیل اوس طریقہ سے پیش کرے جو دفعہ ۴۲۰ مین معین ہے بجانب دیگر وہ اس رعایت پر اصرار نہین کرسکتا ہے کہ جیلخانہ سے اپیل بھیجدینے کے بعد اوسکی یا اوسکے وکیل ہی کی سماعت ہونی چاہیے بشرطیکہ اوسنے وکیل مقرر کیا ہو -

مجھے اسمین شبہہ نہین ہے کہ اپیلونکو بلا سرسری طور پر نامنظور کرنیکی غرض کے لئے دفعہ ۴۲۱ کی یہہ شرط اوس بحث کی موید ہے جسکا پیش کرنا مسٹر بل نے گوارا کیا ہے یعنی

یہہ کہ موجودگی قیدی اپیلانٹ کی بطور شرط مقدم اوپر عمل عدالت در بارہ نامنظوری سرسری اپیل مذکور کے ضروری نہین ہے - لیکن مقدمہ کی اس صورت مین بحث کرنا نہین چاہتا ہون اور نہ اوس سے کسیقدر حاسدانہ فریق پر بحث کرنا چاہتا ہون جو واضعان قوانین نے اپنی دانائی سے قایم کرنا پسند کیا ہے - مین اسوجہ سے بحث نہین کرتا ہون کہ یہہ پانچو اپیل سرسری طور پر نامنظور نہین ہوئی ہین -

میرے بھائی بناؤ ہر سٹ صاحب نے ان اپیلونکو منظور کیا تھا اور عدالت ہذا کے رجسٹر مین یہہ اپیل قایم ہین اور اونکا تصفیہ بجز مطابق اوس طریقہ ضابطہ کے نہین ہوسکتا ہے جو اس قانون مین معین ہے -

اس سے ہمکو براہ راست اوس امر پر بحث کرنا ہوتی ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے اور سب سے پہلے مین مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۴۲۲ کو پڑہنا چاہتا ہون - اوسمین یہہ بیان ہے - اگر عدالت اپیل سوائی اپیل کو بطور سرسری نامنظور نکرے تو اوسکو چاہیئے کہ اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کو یا اوس عہدہ دار کو جسے لوکل گورنمنٹ اس امر کے لئے مقرر کرے اوس وقت اور مقام سے مطلع کرے جو اپیل کی سماعت کے لئے مقرر کیا گیا ہو اور عہدہ دار مذکور کی درخواست پر نقل وجوہ اپیل کے اوسکے حوالہ کرے - اور مقدمات اپیل محکومہ دفعہ ۴۱۷ مین عدالت اپیل کو لازم ہے کہ اوسی قسم کی اطلاع شخص ملزم کو پہنچا دے -

لفظ اطلاع پر بعض صورتونمین تعبیر کی بابت دقتین پیدا ہوسکتی ہین لیکن وہ دقت مجھے اسمقدمہ مین نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ لفظ نوٹس کا بخوبی سمجھا ہوا لفظ قانونی ہے اس لفظ کے معنی کیا ہین - مین اوسکی تعبیر کرونگا - نوٹس ایک تاکید فریق مقدمہ کو اسلئے ہے کہ وہ کسی نتیجہ امکانی کو روک سکے یا یون کہو کہ نہ محض یہہ اطلاع ہے کہ جس امر کی دہمکی دی گئی ہے وہ امکاناً ایسے معاملہ مین جسمین اوس شخص کو تعلق ہے کہ جسکو اطلاع دیگئی ہے واقع ہوگا یا ہوسکتا ہے بلکہ یہہ بہی ہے کہ اگر وہ تدابیر مناسب عمل مین لانا چاہے تو نتیجہ مذکور سے حفاظت حاصل کر سکتا ہے - مینے اس امر کو ایسے عام طور پر بیان کیا ہے کیونکہ لفظ نوٹس کے بہ سبب بقیہ معمولی طور پر کافی ہے کہ جو مقدمات کام مین لانا چینسر کی [illegible] فوجداری کے قانون سے یا فی الحقیقت قانون کے کل صیغون سے ظہور پذیر ہون اون سب پر جاری ہو

چونکہ کیفیت یہہ ہے کبھی ایسا ممکن نہین ہوا ہے کہ مین بجز تار رضامند کے اسباب مین اور کچھہ رہا ہون کہ واضعان قانون کی نسبت یہہ اعتبار کرون کہ فضولیات قایم کرنے مین یا ایسے امور قایم کرتے ہین جنسے اوسکی کچھہ مراد نہین ہوتی ہے یا ایسے الفاظ قایم کرتے ہین جنمین اونکی کچھہ غرض نہین ہوتی ہے - اسموقع پر مجھے لفظ اطلاع سے اور اوسکی ادیین غرض سے سروکار ہے کہ جس غرض سے وہ اوسوقت اور مقام کی صراحت کے ساتھہ ہوا ہے کہ جسوقت اور مقام پر اپیل مذکور کی سماعت ہو گیا ان لفظون کے استعمال کرنے سے واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ جس شخص کو ایسا نوٹس دیاجاوے اوسکے پیر واقعی آہنی زنجیر مین بندہا ہے کہ جسمین وہ اوس نتیجے یعنی اپنی اپیل کے دشمنی سے محفوظ رہ سکے اور تاہم اوسکو اطلاع دیجاوے - مین ایسا کوئی امر تجویز نہین کر سکتا ہون - ایسا تجویز کرنا مجھے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوس حالت مین دفعہ ۴۲۲ کبھی موجود ہی نہوتی کیونکہ وہ کل دفعہ بہت سے صورتون مین فضول ہو جاویگی - دفعہ مذکور کی اخیر فقرہ سے بھی اوسی نتیجہ کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ اوس دفعہ مین جس صورت کا مقصود ہے وہ اپیل پیش کردہ قیدی نہین ہے بلکہ اپیل پیش کردہ سرکار سے مقصود ہے جو بموجب اون خاص اختیارات کے پیش کیا جاتا ہے جو سرکار کو بموجب دفعہ ۴۱۷ کے بنا راضی ہدایت کے عطا کیا گیا ہے - اوسمین بھی لفظ نوٹس کا واقعہ ہوا ہے - ہم سماعت وکیل ملزم کی نہین کرتے مین بلکہ ہمکو صرف اوسیکا ذکر بطور ایسے شخص کا ملتا ہے کہ جسکو نوٹس دیاجانا چاہیے - ہمکو دفعہ ۴۲۷ پر بھی نظر کرنا چاہیے جسمین یہہ حکم ہے کہ جب کوئی اپیل مطابق دفعہ ۴۱۷ رجوع کیا جاوے عدالت ہائی کورٹ اس حکم کا وارنٹ صادر کر سکتی ہے کہ شخص ملزم گرفتار ہو کر اسکے روبرو یا کسی عدالت ماتحت کے روبرو حاضر کیا جاوے اور جس عدالت کے حضور وہ حاضر لایا جاوے اوسی اختیار ہے کہ روز انفصال اپیل تک اوسکو قیدخانہ مین بہیجے یا اوسکو ضمانت پر رہا کرے -

مجھے اس حکم قانون پر بالخصوص توجہ مایل کرانیکی خواہش ہے کیونکہ تقویت اوس اختیار کے جو مجھے حاصل ہے جیسا کہ مین نے اوسکو سمجھا ہے اور جیسا کہ مین نے اوسکو بیان کیا ہے مین اپیلانٹ عدالت ہذا کے لئے یہہ امر غیر ممکن کر سکتا ہون کہ وہ نوٹس سے مستفید ہو سکے مثلاً مین فیصلہ سے پہلے بہت معقول احتیاط کر دونگا کہ شخص مذکور مکان عدالت سے بہت فاصلہ پر

قید کیا جاوے اور تب اوسکو نوٹس متضمنہ فقرہ اخیر دفعہ ۴۲۲ کا دیا جاسکے - تو ایسی نوٹس سے کیا فایدہ ہوگا بشرطیکہ اوسکی مراد بجز اوسکے کچھہ اور ہو جو مینے بیان کی ہے -

لیکن دراصل اس معاملہ کا اوسقدر مدار اس دفعہ کی تشریح پر نہین ہے کہ جسقدر اوسکا مدار اوس تعبیر پر ہے جو خود دفعہ ۴۲۲ کی نسبت قایم کیجاوے - اوس دفعہ کی نسبت مجھے اسطرحپر تعبیر کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جسطرحپر اوسکی نسبت مسٹر ہل تعبیر کرنا چاہتے ہین اور زیادہ تر مشکل اس امر کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ انگریزی میری زبان نہین ہے - مین اسکو قاعدہ قانون کا تصور کرتا ہون جسکی تمیز ایسے امر سے ہوتی ہے جو متعلق علم صرف و نحو کے ہے اور فقرہ کو گرامر کے منشا مین پڑہنا چاہیے یعنی ایسے گرامر ہو جو اوس حاکم کو معلوم ہو جسکو قانون کی تعبیر کرنا ہے - مینے دفعہ مذکور کے فقرہ اول کو پڑہا ہے جو ضروری ہے - اوسکی عبارت اسطرحپر ہے - جب عدالت اپیل مقدمہ کی مسل طلب کریگی اگر مسل مذکور پہلے سے عدالت مین نہ آگئی ہو بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وکیل حاضر ہو اور نیز پیروکار سرکاری کے اگر وہ حاضر ہو اور نیز عذرات شخص ملزم کے اگر اپیل متعلقہ دفعہ ۴۱۷ دایر ہو اور ملزم مذکور حاضر ہو عدالت مجاز ہوگی کہ اگر اوسکی دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ پائی جاوے اپیل کو نامنظور کرے یا اختیار ہے - اور یہان پر بعدہ چار اور فقرے ہین جو واسطے اغراض مباحثہ کے ضروری نہین ہین بجز اوسکے کہ اونسے وہ اختیارات عظیم عدالت کے ظاہر ہوتے ہین جو عدالت کو بطور عدالت اپیل کے حاصل ہین -

جو دقت سب سے مجھے لاحق ہوتی جہانتک کہ اوسکو تعبیر سے تعلق ہے وہ فقرہ اول دفعہ مذکور کے حصہ دوم مین شامل ہے جو مینے ابھی پڑہا ہے بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور ہر شخص اس امر پر اتفاق کریگا کہ وہ ایک شرط مقدم دسمسی اپیل پر ہے اور بعد سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وہ حاضر ہو - مسٹر ہل ہمسے یہہ تجویز کرانا چاہتے ہین کہ ضمیر وہ جو اوس موقع واقعہ ہے اور جسپر بجز نشان کاملہ کے اور کچھہ نہین ہے اسطرحپر پڑہنا چاہیے کہ اوسکی مراد ہے کہ اونمین سے کوئی - بالفاظ دیگر ذیعلم کونسل نے یہہ بحث کی ہے اور مینے اونکی بحث کو بہت توجہ کیساتھہ سنا ہے کہ اس عبارت سے کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وہ حاضر ہو یہہ مراد ہے کہ لفظ وہ اوس موقع پر بطور ایک بجائے

دوسرے کے مستعمل ہوا ہے کیونکہ لفظ آیا کا تفرقہ مستعمل ہوا ہے اور حرف عطف افتراقیہ ہے - جایز ہے کہ بطور محض امر تعبیر بنسبت لفظ آیا کے دقیق پیدا ہون کہ آیا اسکی ہمیشہ یہی معنی ہوتے ہین لیکن مین یہہ نہین تصور کرسکتا ہون کہ لفظ وہ جو وہان آیا ہے اوسکے یہہ معنی ہین کہ اونمین سے کوئی ایک - اگر واضعان قوانین کی یہہ مراد ہوتی کہ اونمین سے کوئی ایک مراد ہے تو اوسکو وہ بہت آسانی کے ساتھہ صاف ظاہر کرسکتے تھے بلکہ لفظ وہ کے کبھی یہہ معنی نہین ہوسکتے ہین کہ اونمین سے کوئی ایک - بجب عام قاعدہ تعبیر کے ضمیر اوس اسم سے متعلق ہوتا ہے جو اوسکے بہت قریب ہوتا ہے لہذا لفظ وہ کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ جو لفظ اوسکے بہت قریب ہے اوس سے یعنی لفظ وکیل سے متعلق ہے -

لیکن میرے لئے صرف یہی ایک امر اہم نہین ہے کیونکہ ولیکن مین یہہ تسلیم کرلونگا کہ لفظ وہ سے مراد ہے کہ اونمین سے کوئی - اور قانون کو اسطرح پڑھونگا کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر اونمین سے کوئی حاضر ہو - دفعہ مذکور کو اسطرح پڑھنے سے میری مشکل زیادہ تر ہوجاتی ہے کیونکہ تب مجھکو لفظ اگر کو حذف کرنا پڑتا ہے - لفظ اگر کے معنی کیا ہین - اگر میری یادداشت صحیح ہے تو لفظ اگر انگریزی لفظ دیہ کا ایک مخفف ہے کہ جس لفظ کے صرف یہہ معنی ہین فرض کیا جاوے اور فرض کیا جاوے کے معنی ایک شرط مقدم ہے کہ جو بہت طول عبارت ہے - لہذا اوسکو اس شتاع مین پڑھنے سے ہم اسکی یہہ عبارت قایم کرتے ہین کہ فرض کیا جاوے کہ وہ حاضر ہو یعنی یہہ کہ واسطے فیصلہ اپیل کے یہہ شرط مقدم بالضرور ہونی چاہیے کہ یا تو اپیلانٹ کے عذرات کی سماعت ہونی چاہیے یا بدرجہ اقل اوسکو حاضر ہونیکا اختیار دیا جانا چاہیے - اگر اس لفظ اگر کو اوس خود اختیاری سے نہین ہے تو وہ ایک بے وقعت لفظ ہے - کوئی فایدہ نہین ہے کہ کسی شخص کا پیر باندہ دیا جاوے اور اوسکا حاضر ہونا غیر ممکن کردیا جاوے اور تب اوس سے یہہ کہا جاوے کہ ہم تمہاری سماعت کرینگے اگر تم حاضر ہو حالانکہ ہم برابر جانتے ہین کہ ہمنے اوسکے حاضر ہونیکو غیر ممکن کردیا ہے -

دوسری لفظ تعبیر طلب لفظ حاضر ہوگی ہے - لفظ حاضر ہونے سے مفہوم یہہ ہے کہ اوس شخص کی حاضری عدالت ممکن ہو یا ایسی حاضری سے مقصود ہے جسکا مقصود بلحاظ قواعد ضابطہ کے ہو اور بمنزلہ حاضری اصالتاً تسلیم ہو

میرے لئے یہہ معاملہ کم و بیش حیرت کا ہے کہ ہرگاہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے دفعہ ۳۶ مین قواعد مختص مشعر اس ضابطہ کے معین ہین کہ حاضری فریقین کی اصالتًا یا بذریعہ وکیل کے ہوسکتی ہے لیکن کوئی ایسا عام قاعدہ اس مجموعہ ضابطہ فوجداری میں نہین موجود ہے۔ لہذا لفظ حاضر ہونیکے معنی جیسا کہ وہ دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں واقعہ ہوا ہے ضرور یہہ ہونا چاہئے کہ شخص ملزم یا قیدی کو خود حاضر ہونا چاہئے اور مین یہہ معنی بخوبی سمجہہ سکتا ہون کیونکہ ایک اندرونی شہادت یہہ ہے کہ قانون کا ایسا ہی مقصود ہے اگر لفظ حاضر ہونے کے کوئی دوسرے معنی ہوتے تو اوسکے وکیل کے ذکر کرنے کی کچہہ ضرورت نہتی کیونکہ بدرجہ مساوی یہہ کہنا کافی ہوتا کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ کے اگر وہ حاضر ہو وغیرہ۔

جو اختیارات عدالت اپیل کو مقدمات فوجداری مین حاصل ہین وہ خود اوسی دفعہ مین مندرج ہین اور اوسکو مین پڑہنا نہین چاہتا ہون۔ فقرات (الف) و (ب) و (ج) و (د) سے وہ اختیارات عظیم ثابت ہوتے ہین جو عدالت اپیل کو بہ نسبت تجویز ثبوت جرم کے حاصل ہین۔ سوے اتفاق سے اون اختیارات مین حکم سزا کے بڑہانیکا اختیار شامل نہین ہے اور یہہ امر ایسا ہے جو ایک وقت منشاء وضع قانون ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء مین تہا لیکن تاہم بہنہائی اوس اختیار کے اختیارات عدالت اپیل کے بہت وسیع ہین اور علاوہ اوس صورت مین کہ جب عدالت ہذا ہی اتفاقًا عدالت اپیل ہوتی ہے کیونکہ عدالت ہذا عدالت نگرانی بہی بموجب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ مین ذکر اختیارات نگرانی عدالت ہذا کا کرون جنکو بر دستے تشبیہہ بالکل متعلق اس امر کے سمجہتا ہون مین ذکر دفعہ ۴۲۴ کا صرف بغرض استعمال قاعدہ نسبت اپنی تعبیر دفعہ سابق کے کرونگا۔ اس دفعہ کے فقرہ اول مین یہہ بیان ہے۔ قواعد مندرجہ باب ۲۶ بابت تجویز مصدرہ عدالت فوجداری مجاز سماعت ابتدائی کے جہانتک ممکن ہو تجویز بابی کورٹ کے باقی ہر عدالت اپیل کے تجویز سے متعلق سمجہی جاوینگی۔ بعدہ شرط ہے یہہ شرط یہہ ہے کہ اگر عدالت اپیل اسکے خلاف حکم نہ دے تو شخص ملزم کو تجویز سنانیکے لئے حاضر کرنا اور حاضر رکہنا ضرور نہوگا۔

مین نے شرط کا ذکر کیا ہے کیونکہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ شرط قطعًا فضول ہے

اور قطعاً غیر ضروری ہے الا یہہ کہ باعتبار عام اصولون کے مقصود قانون کا یہہ ہے کہ ملزم کو تجویز سننے کے لئے حاضر ہونا چاہیئے۔

بعد دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر ذکر کرنیسے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے فقرہ دوم کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔

کوئی حکم اس دفعہ کے بموجب ندیا جاویگا جو مضر حق شخص ملزم ہو تا وقتیکہ اوسکو اصالتاً یا وکالتاً اپنی جوابدہی کرنیکا موقع نملا ہو۔

اوس مشورہ کے دوران مین جسکا فخر مجھکو ذیلم چیف جسٹس اور میرے بھائی بجولنا کے ساتھ ملا تھا میری رائے مین کچھ وقت بہ نسبت معنی لفظ مضرت کے پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اوسکو قطع نظر کرکے ایک امر یقینی ہے کہ بتقویت دفعہ ۴۳۹ کے ہم سزا کو بڑہا نہین سکتے ہین تا وقتیکہ ہم ملزم کو موقع اصالتاً یا وکالتاً مسموع ہونیکا ندیوین۔

اب دیکہنا چاہیئے کہ عملدرآمد عدالت ہذا کا اون مقدمونمین جسکو مقدمات نیمو کہتے ہین مین جانتا ہون کہ خلاف اوس رائے قانونی کے ہوا ہے جو ابہینے قایم کی ہے لیکن مین باور کرتا ہون کہ وجہ اوسکی یہہ ہے کہ مسٹر نیمو کبہی اصالتاً حاضر نہین ہوے اور کبہی یہہ بحث پیدا نہین ہوئی جس سے یہہ دقت اس وقت پیدا ہوئی ہے۔

قبل اسکے کہ کسی اختیارات محکومہ دفعہ ۴۳۹ کا بمضرت حق ملزم کے استعمال کیا جاوے کسی قسم کی حاضری اصالتاً یا وکالتاً ضرور ہونا چاہیئے بنظر تقویت دینے اس امر کے جو مینے بہ نسبت دفعہ ۴۳۹ کے ابہی کہا ہے مین مستثنی دفعہ ۴۴۲ کو پڑہنا چاہتا ہون۔

جب کوئی عدالت اپنے اختیارات نظر ثانی نافذ کرتی ہو تو کوئی فریق مستحق اسبات کا نہوگا کہ عدالت کے روبرو اصالتاً یا وکالتاً عذرات پیش کرے مگر شرط یہہ ہے کہ عدالت کو اختیار ہوگا کہ اگر مناسب سمجہے بوقت نفاذ ایسے اقتدارات کے کسی فریق کی عذرات جو اصالتاً یا وکالتاً پیش ہون سماعت کرین اور کوئی عبارت اس دفعہ کی ۴۳۹ کی ضمن ۲ کی نقیض نہ سمجہے جاینگی۔

اس دفعہ سے دو امر قابل اخذ ہین۔ اول غرض توضیح دفعہ مذکور بالکل فضول ہوگی الا یہہ کہ قانون مذکور اوس تجویز مسلمہ قاعدہ قانون پر مبنی ہوکہ جہان کہین استحقاق مقدمہ قایم کرنیکا ہے وہان ضمنی حق مسموع ہونیکا ہے۔ اور اس

دفعہ کے روسے قاعدہ عام مین ایک مستثنی قایم ہوتا ہے ۔ یہی ایسی صورت ہے کہ ایک بات ظاہر کردینے سے دیگر باتین خارج ہو جاتی ہین ۔

بعد اوسکے شرط ہے جو بدرجہ مساوی بہت اہم ہے کیونکہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ درخواست نگرانی کا فیصلہ بغیبت سایل بہی ہو سکتا ہے تاہم اوسکو ہم بطور فیصلہ مضر حق ملزم کے بلا تعمیل فقرہ دوم دفعہ ۴۳۹ کے نہین کر سکتے ہین ۔

مقدمہ کی ان مشکلون کے نسبت جو میرے روبرو دونون یعنے امر قانونی اور نیز اون امور کے نسبت پیدا ہوئی ہین جنکی بنیاد اوس مشتبہ عبارت سے زیادہ اعلی درجہ کی مین سمجہتا ہون یہانتک بحث کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ مجھے یہہ کہنا ضروری ہے کہ اگر یہہ سچ ہے کہ از روے قانون برٹش انڈیا کے مجہکو عدالت ہذا مین بطور جج کے اجلاس پر یہہ ممکن ہے اولاً کہ بتقویت اپنے حکم کے کسی شخص کو قید کیجائیگا اور اوسکو زنجیر مین باندہی جانیکا حکم دے سکون بعدہ ثانیاً مضحکہ کے ساتہہ اوسکے نام اطلاعنامہ جاری کراون اور مضحکہ کے ساتہہ اوس سے حاضر ہونیکو کہون درحالیکہ مین نے خود باستعمال اپنی اقتدار کے اوسکو حاضر ہونا غیر ممکن کر دیا ہے اور پہر صالح طور پر مضحکہ کے ساتہہ اوسکا نام پکرواون اگر برٹش انڈیا کا یہی قانون ہے تو مین امید کرتا ہون کہ جسقدر جلد وہ منسوخ کر دیا جاوے اوسیقدر بہتر ہے ۔

میری یہہ راے ہے کہ ہم اسمقدمہ کی سماعت مین کارروائی مزید نہین کر سکتے ہین تاوقتیکہ قیدیان ہمارے روبرو نہون یا اونکی سماعت حسب منشاء دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہو سکے ۔

اب مین صرف ایک تحریر اور کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ شبہہ اس امر مین پیدا ہوا ہے کہ آیا بغرض توضیح دقت اوسکے مقدمہ کے ہم مجرم کو اپنے روبرو طلب کر سکتے ہین یا نہین ۔ مجہکو شبہہ نہین ہے کہ عدالت ہذا کو یہہ اختیار حاصل ہے ۔

آنریبل صاحب چیف جسٹس ۔ جس امر پر مین غور کرنا چاہتا ہون وہ صرف یہہ ہے کہ آیا ان اپیلون کا فیصلہ بغیبت اون اپیلانٹیان کے جنکی طرف سے کوئی وکیل حاضر نہین ہے ہو سکتا ہے یا نہین ۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مدار اس بحث کا اوپر تعبیر دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری حال (ڈائجسٹ ۱۸۸۲ء) کے ہے ۔ دفعہ مذکور اون مقدمات سے متعلق ہے جسمین

اپیل پیش اور منظور ہو چکی ہون جیسا مین سمجھتا ہون حجت یہہ ہے کہ اوس اپیل کی صورت مین جو منظور ہو چکی ہے باوجود اس امر کے کہ نوٹس حسب دفعہ ۴۲۲ مجموعہ کے باضابطہ دیا گیا ہے اور باوجود اس امر کے کہ مسل طلب ہو چکی ہے اور عدالت نے اوسکو ملاحظہ کر لیا ہے عدالت اپیل مجاز فیصل کرنے اپیل مذکور کی نہین ہے اگر اپیلانٹ جسکے طرف سے کوئی وکیل مقرر نہین ہے حاضر نہو۔ مین دفعہ ۴۲۳ کی اسطرحپر تعبیر نہین کر سکتا ہون کہ اوسکے روسے کوئی قید عدالت اپیل کے ایسے اختیار پر قایم ہوئی ہے۔ جیسا کہ مین دفعہ مذکور کو پڑہتا ہون اوسکے روسے جو قید لگائی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ قبل فیصل کرنے اپیل کے عدالت اپیل کو مسل مقدمہ ملاحظہ کرنا چاہئے اور اگر اپیلانٹ حاضر ہے یا اوسکی طرف سے کوئی وکیل حاضر ہے تو اپیلانٹ کی اصالتاً سماعت ہونی چاہئے۔ واضعان قوانین کا صاف یہہ مقصود ہے کہ چند صورتوں مین اپیل فوجداری کا فیصلہ بلا سماعت اپیلانٹ یا اوسکے طرف سے کسی کی سماعت بغیر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بذریعہ دفعہ ۴۲۱ کے اوس اپیل فوجداری کے مقدمہ مین جو حسب دفعہ ۴۲۰ بذریعہ مہتمم جیلخانہ کے دایر ہوا ہو عدالت کو اختیار ہے کہ اوسکو سراسری طور پر نامنظور کر دے بشرطیکہ بعد ملاحظہ درخواست اپیل اور نقل فیصلہ یا حکم کے اور جن مقدمون مین تجویز معرفت جوری کے ہوئی ہو اونمین نقل ہدایت قرار دادہ جج کے ملاحظہ کے بعد عدالت کے دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ معلوم ہو اور بلا ملاحظہ مسل مقدمہ کے نامنظور کر دے۔ اور جو مقدمے بصیغہ نگرانی آوین اونمین عدالت پر لازم نہین ہے کہ کسی فریق کی اصالتاً یا وکالتاً سماعت کرے بجز اوس صورت کے عدالت کوئی حکم مضر حق شخص ملزم کے صادر کرنا چاہتی ہو۔ اوسکی نسبت مین سمجھتا ہون کہ حکم سزا کے بڑہانیکا حکم ہے یا حکم تبدیلی تجویز ثبوت جرم کا ایسے تجویز ثبوت جرم کے ساتھہ ہے جسمین زیادہ سنگین حکم سزا متعلق ہے۔ مین یہہ قیاس نہین کر سکتا ہون کہ دفعات ۴۳۹ و ۴۴۰ کی مراد یہہ ہی کہ عدالت صیغہ نگرانی کو اختیار نامنظور کرنے ملزم کے درخواست نگرانی کا حاصل نہین ہے تاوقتیکہ شخص ملزم یا اوسکے وکیل کی سماعت فی الواقعہ نہوئی ہو۔ ظاہرا میرے بہائی محمود صاحب یہہ خیال کرتے ہین کہ جن شخصون کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے اور جو حاضر ہوے ہین اونکی ساتھہ یہہ سختی سلوک ہوگا اگر اونکے اپیل کا فیصلہ اونکے غیبت مین کیا جایگا۔ معززی لیہ نے یہہ ایسا

گیا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہہ مقصود نہین ہو سکتا ہے کہ فیصلہ اپیل کا بلا سماعت
اصالتاً و وکالتاً شخص ملزم کے ہو سکتا ہے جب شخص ملزم بوجہ اوس حکم سزا کے
جو اوسکی نسبت صادر ہوا ہے اصالتاً حاضر نہین ہو سکتا ہے - یہہ ملحوظ رہنا چاہئے
کہ ہر شخص سزا یافتہ کے اختیار مین یہہ بات ہے لیکن بشرطیکہ اوسکو استطاعت ہو کہ عدالت
اپیل مین بذریعہ وکیل کے حاضر ہو اور اگر اپنے طرف سے اوسکو وکیل کے ہدایت کرنیکی
استطاعت نہین ہے تو وہ اوس سزا یافتہ کی حالت سے بدتر حالت مین نہین ہے جو اپنے
اپیل کے دوران مین بضمانت رہا ہوا ہے اور بوجہ بے استطاعتی کے وقت سماعت
اپنے اپیل کے حاضر نہین ہو سکتا ہے یا اپنے طرف سے حاضر ہونیکی کسی وکیل کو ہدایت
نہین کر سکتا ہے - جب سے اسکی بنیاد قایم ہوئی ہے تب سے عدالت ہذا کا یہہ عملدرآمد
رہا ہے کہ فیصلہ ان فوجداری اپیلون کا بموجب دفعہ ۴۲۲ - اور ہمضمون دفعات
ایکٹ ہاے سابق کے کرتی ہے گو اپیلانٹ حاضر نہوا ہو اور نہ اوسکے طرف سے کوئی وکیل
حاضر ہوا ہو ایسے کل مقدمات مین عدالت اسبات کی احتیاط کر لیتی ہے کہ قبل فیصل
ہونے ایسے اپیلون کے اطلاعنامجات مناسب کی تعمیل بموجب دفعہ ۴۲۲ مجموعہ حال
اور ہمضمون دفعات مجموعہ ہاے سابق کے ہو چکی ہے

مین اپنے بہائی محمود صاحب کے فیصلہ کی تواریخی شکل کی نسبت کچہہ راے ظاہر
نہین کرنا چاہتا ہون اور نہ اوس سے زیادہ کچہہ راے ظاہر کرنا چاہتا ہون جو مین نے
بہ نسبت اون دیگر دفعات کے ظاہر کی ہے جسکا معزی الیہ نے اشارہ کیا ہے - میری راے
مین اون اپیلون کی سماعت مین کارروائی ہو سکتی ہے اور اونکا فیصلہ از روے دفعہ ۴۲۳
مجموعہ کے عدالت سے ہو سکتا ہے اگرچہ اپیلانٹان حاضر نہین ہین اور نہ اونکی طرف سے کوئی وکیل حاضر ہین

اسٹریٹ صاحب جسٹس - میرا بہی بالکل وہی خیال ہے جو ذیعلم چیف جسٹس کا ہے

ینگ صاحب جسٹس - مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب کے فیصلہ سے اتفاق کرتا
ہون اور باضافہ اوس بحث کے جو ممدوح الیہ نے بیان کی ہے مین یہہ تحریر کرونگا کہ دفعہ
۴۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ایک ضابطہ معین ہے جسکے رو سے بوجہ خاص عدالت
اپیل یہہ حکم دے سکتی ہے کہ تعمیل حکم سزا یا اوس حکم کے جسکی نا راضی سے اپیل ہوا ہے
ملتوی رہے اور اگر اپیلانٹ قید مین ہے تو اوسکو ضمانت یا خود اوسکے مچلکہ پر رہائی کا

حکم دے سکتی ہے۔ ایسا حکم خاص صرف خاص حالات کے لئے موضوع ہوا ہے لہذا
وہ عموماً کل مقدمات سے متعلق نہین ہے اس نظر سے کہ اکثر صورتونمین (جیسا کہ اس
مقدمہ مین بیجواب زیر غور ہے) اپیلانٹ بذریعہ وارنٹ قانونی کے جیلخانہ مین ہونیکے
عدالت مین حاضر نہین ہو سکتا ہے تاوقتیکہ وارنٹ مذکور منسوخ نہو اور وارنٹ مذکور
صرف چند خاص احکام کے رو سے منسوخ ہو سکتا ہے جیسے وہ خاص احکام مین جنکا
ذکر اون حالات خاص کے لئے ہے جنکا اشارہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین
ہوا ہے۔ اسیطرح دفعہ ۴۲۸ مین ایک قاعدہ موضوع ہوا ہے کہ جب شہادت مزید
لیجاے تو باستثناے اوس صورت کے کہ عدالت اورطرح ہدایت کرے ملزم یا اوسکا
وکیل حاضر رہے۔ اگر بطور معمولی کے اپیلانٹ اپنے اپیل کی سماعت کے دوران مین
ہمیشہ عدالت مین حاضر رہتا ہو تو یہہ خاص حکم قانونی ضروری نہین ہو سکتا ہے۔

(۲۶ر فروری ۱۹۱۳ء کو یہہ اپیل بغرض سماعت رودادی روبرو ڈسل صاحب جسٹس کے پیش ہوئے تہے اور جسٹس ممدوح نے اونکو ڈسمس کیا تہا۔)

منفصلہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۹۱ع
انگریزی صفحہ ۵

ضلع کانپور اپیل فوجداری نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۱ع

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بچنا وغیرہم

اقبال ملزم روبرو مجسٹریٹ کے۔ اقبال مذکور کا قلمبند ہونا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۶۴ و ۳۶۴۔

چند اشخاص نے جو بجرم ڈکیتی گرفتار ہوے تہے روبرو مجسٹریٹ حسب حالات ذیل اقرار کیا۔ اقرارات مذکور مجسٹریٹ کے بنگلہ کے مکان پر صرف مواجہ مین مجسٹریٹ و ایک چپراسی کے کئے گئے تہے۔ جس روز کہ اقرارات مذکور ہوے تہے اوس روز تعطیل عام تہی۔ چونکہ مجسٹریٹ کوئی ہندوستانی محرر نہ ملسکا اوسیون نے وہ اقرارات انگریزی مین قلمبند کئے تہے۔ مجسٹریٹ نے اونکو اردو مین ترجمہ کیا اور اقرار کنندہ نے انمین سے ہر ایک کو صحیح ہونا تسلیم کیا۔ ہر ملزم کا اظہار نسبت اس امر کے پہر لیا گیا تہا کہ اوسکا اقرار بلا کشی اور بلا کسی دباو کے تسلیم کا ہے۔

تجویز ہوئی کہ یہہ اقرارات حسب طریقہ مذکورہ بالا بموجب دفعات ۱۶۴ و ۳۶۴ ضابطہ فوجداری کے صحیح طور پر قلمبند کئے گئے تہے اور بمقابلہ اقرار کنندگان کے شہادت مین قابل مقبولی کے تہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مسٹر پگوس منجانب اپیلانٹیان گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم سشن جج کانپور حسب دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند کے ہے۔ اپیلانٹیان تعداد مین پانچ ہین اور سبکی نسبت حکم سزا قید سخت میعادی پانچ سال کا صادر ہوا ہے۔ مسٹر پگوس منجانب تین اپیلانٹیان بچنا و بہاری سنگہ و منا کے حاضر ہین اور پورن و بینی اپیلانٹیان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔ اپیل مین یہہ عذر ہے کہ شہادت جانب ثبوت ناقص ہے اور دیگر وجوہات سے شہادت مذکور واسطے صدور تجویز جرم کے کافی نہین ہے۔ عدالت ماتحت نے اور نیز فاضل کونسل نے عدالت ہذا مین شہادت موجودہ مسل کو چار حصہ پر منقسم کیا ہے۔ اولاً شہادت چہپنا تہا اور اوسکی تین ساتہی یعنی ان لوگون سے جو لوٹے گئے تہے متضمن شناخت اپیلانٹیان کے موقع واردات پر ہے۔ دوسری شہادت ثبوت اس امر کے کہ بروز واردات چند گہنٹے قبل واردات کے وبعد اوسکے اپیلانٹیان موقع واردات پر موجود

تھے۔ تیسری شہادت برامدگی اوس مال کی ہے جو کہ اپیلانٹان کے مکان پر پایا گیا تھا یا
اونہوں نے یا اونکے دوستوں نے دیا تھا۔ چوتھی اقرارات جرم جو اپیلانٹان نے کئے ہیں۔ ذیلی جج کانپور نے
مقدمہ کی تجویز حتی الامکان بہت احتیاط و صبر اور اعتبار امتیازی کے ساتھہ کی ہے۔ اونہوں
نے شہادت کے ہر ایک جزو پر توجہ کامل کی تھی اور اوسکی جزو رسی جزو رسی اور طول طویل
نکتہ چینی کی ہے اور مشار الیہ نے ایک ایک امر کو علاوہ اس کے کہ چھوٹا ہو یا بڑا جو ان شخصوں
کے طرف سے پیش ہوا تھا جو اونکے روبرو ملزم تھے غور سے متروک نہیں کیا ہے اور بلا شک اونہوں نے
فایدہ شکوک کا بہت موقعوں پر ملزموں کو دیا ہے کہ جو شاید اصلی قسم کی نہیں ہے۔ میری یہہ راے
ہے کہ صفائی کیطرف سے جو ایما بہ نسبت شہادت کے کئے گئے اوس پر ایسا غور کر لینے سے جج نے انکار نہیں کیا
جسکو ہم رعایت اور ترحم کا خیال کہتے ہیں۔ لیکن اونہوں نے یہہ تجویز کی ہے کہ بہت سے مضبوط شہادت
بتائید شناخت ملزم اور بہ نسبت اونکی موجودگی قریب موقع واردات پر کچھہ دیر پہلے اور کچھہ دیر بعد اوسکے
ہی ہے نیز بہ نسبت برامدگی کسیقدر پارچہ مسروقہ کے اونکے قبضہ سے موجود ہی۔ بہرکیف اونہوں نے
اوس واقعہ کو نہ چھپایا اور نہ اوسکی وقعت کو کم کیا۔ کہ بہت سے نقص شہادت میں جو کہ منجانب
ثبوت پیش کی گئی ہے پاے جاتے ہیں۔ اور چند گواہان منجانب سرکار قابل اعتبار نہیں
ہیں۔ بدرجہ کامل یہہ تسلیم کرکے کہ یہہ نقص موجود ہیں اور جو اعتراضات اکثر شہادت کے
بہ نسبت عدالت ماتحت میں قایم کی گئی ہیں اونسے زیادہ اعتراضات اونپر قایم ہو سکتی ہیں
تاہم وہ شہادت باقی ہے جو اپیلانٹان کے اون اقرارات سے قابل الاخذ ہے کہ جو اپیلانٹان ۵
اپریل و ۱۱ اپریل ۱۸۹۰ء کو کئے تھے۔ ۵ اپریل ۱۸۹۰ء کو چینا۔ بہاری سنگہ اور
منا و پورن اپیلانٹان نے پولیس اور ازادانہ اقرار جرم کا اسسٹنٹ مجسٹریٹ کانپور کے روبرو
کیا تھا۔ یہہ اقرارات حسب دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری کے کئے گئے تھے۔ اوسی مہینہ کے
۱۱ تاریخ کو بنیی مے نے روبرو دوسرے مجسٹریٹ کے جنہوں نے اسمقدمہ کو سپرد کیا ہے
اقرار کیا۔ ہمارے ذہن پر یہہ ظاہر ہے کہ یہہ اقرارات واسطے تجویز ثبوت جرم اپیلانٹان
کے کافی و وافی ہیں بشرطیکہ وہ شہادت میں قابل مقبولی کے ہوں اور بشرطیکہ کوئی وجہ
اس امر کے تجویز کرنیکی نہو کہ اقرارات مذکور اپیلانٹان نے بخوف جبراً حاصل کی گئی ہیں یا اونسے
بذریعہ جھوٹھی وعدہ یا دیگر ترغیب ناجایز کے حاصل کی گئی ہیں۔ قبل ان اقرارات کیجانے
کے پولس نے اپیلانٹان کے علم میں اور بہت سے ثبوت اکٹھا کر لیے تھے کہ جو بہت مضبوط ثبوت

اوس جرم کی بہی جسکا الزام اپیلانٹان پر لگایا گیا تہا بشرطیکہ عدالت اسکو باور کرے پولس کو بہت شخص ایسے دستیاب ہوے ہین جو اپیلانٹیان کے شناخت کرنیکا اقرار کرتے ہین - اونہون نے جزو مال مسروقہ سایلان کے قبضہ سے برامد کیا تہا یا شکل برامدگی کی بتائی تہی علاوہ اور اونہون نے دیگر شہادت مجرمانہ قسم کے بہی جمع کی تہی - اپیلانٹیان باشندگان صوبہ اودہ کے ہین اور بہ ظاہر اونکے کوئی دوست یا پڑوسی قریب یا دور موقع واردات کے نہین تہے جنکی مفید شہادت پر وہ مدار کر سکتے - لہذا اپیلانٹان کو اوس اقرار کرنیکے لئے جو اونہون نے ۵ اپریل و ۱۱ اپریل کو کیا ہے وجوہ قوی موجود ہین بلا اس قیاس کرنیکے کہ کسی دباب ناجایز یا جبر یا فریب کا استعمال اونپر کیا گیا ہے ۵ اپریل کو چار اپیلانٹیان متذکرہ بالا مسٹر ڈوپرنکس اسسٹنٹ مجسٹریٹ کانپور کے مکان پر حاضر ہوے اور اونکے بیانات بطوالت تمام اور بتفصیل وار مجسٹریٹ نے اپنے ہاتہہ سے قلمبند کیے تہے - اوس روز تعطیل کا دن تہا کوئی ہندوستانی افسر موجود نہین تہا کہ جو اپیلانٹیان کا اظہار اونکی زبان مین قلمبند کرتا - جو بیانات اسطرح پر قلمبند ہوے ہین اونکو مین نے پڑہا ہے اور مجہکو یہہ بیانات اس قسم کے مضمون کے علاوہ معلوم ہوتے ہین جنکی امید ان لوگون کے لبون سے ہو سکتی ہے بشرطیکہ اونہون نے ارادہ ایسے جہوٹ کہنے کا کیا ہو جو اونکے دلونمین دباب بیرونی جبر دیا گیا تہا خصوصاً ابتدائی حصہ چہوٹے چہوٹے غیر متعلق روایتون سے پر ہی جیسا کہ ہر شخص غیر تعلیم یافتہ لوگون کی معرفت سے ہر شخص واقف ہوتا ہی جو بیان کہ کسی خاص خیال سے حالات خاص کے نسبت کسی تعلیم یافتہ ذہین افسر پولس سے بیان کیا گیا ہو اوسمین لکہے پائیسے مجہے تعجب معلوم ہوتا ہی بیانات سادی عبارت مین بیان کئے گئے ہین اور اوسمین کوئی ایسی فقرہ نہین ہین کہ جس سے سننے والے کو جو کہ اردو زبان سے بخوبی واقف نہین یا اونلوگون کو جو عموماً کانپور اور اوناؤ کے کم درجہ کے لوگونکی اردو زبان سے واقف ہین کوئی مشکل درپیش ہوتی یہہ بات بہی شہادت مین ہی کہ جس مجسٹریٹ نے ان اقرارات کو قلمبند کیا تہا وہ اوسکو بخوبی سمجہتے تہے جو اون سے کہا جاتا تہا اور ہر فقرہ جو وہ قلمبند کرتے تہے اوسکو اردو مین ترجمہ کرکے اوس شخص کو سنا دیتے تہے جو اوسکو بیان کرتا تہا - اور یہہ بہی شہادت مین ہے کہ ہر مظہر کے بیان ختم ہونیکے بعد اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے ان کل بیانات قلمبند شدہ کو مظہر کو اردو مین پڑہکر سنا دیا تہا جس نے پہر اوسکی صحت کلی کو تسلیم کیا تہا - مسل سے ثابت ہوتا ہی کہ مجسٹریٹ نے ہر ایک موقع پر مظہر سے اظہار لیا تہا کہ یہہ بیان اونکا بخوشی و از ارادانہ و بلا دباب کسی قسم کا ہی اور یہہ اطمینان کر لیا تہا کہ یہہ بیانات بخوشی لکہے گئے ہین اور نہ دباب ناجایز سے خود اپیلانٹیان کے لبون سے یہہ بات شہادت مین ہی کہ جسوقت بیانات مذکور لکہے گئے تہے کوئی

افسر پولیس مجسٹریٹ کے کمرہ مین موجود نہین تھا۔ اونہون نے بیان کیا ہے کہ سوا ے اونکے اور مجسٹریٹ کے ایک چپراسی مجسٹریٹ کا اوسوقت وہان موجود تھا۔ ندریجا اوربا طمینان اس امر کے کہ مسٹر ڈوپرنکس نے بہت احتیاط اور غور سے اوس اہم خدمت کے انجام دینے مین عمل کیا ہے جو اون کے روبرو موجود تھی مین خیال کرتا ہون کہ اگر اپیلانٹان پر کوئی حال مین بیرحمی کا سلوک ہوا تھا۔ یا وہ فریب یا سلوک بیرحمی کے داب مین تھی یا اور کوئی بدسلوکی اونکے ساتھہ ہوئی تھی تو مجسٹریٹ ضرور اونپر لحاظ کرتا۔ اور ہر حال مین اپیلانٹیان کو اختیار تھا کہ مجسٹریٹ سے حفاظت چاہتے اور مجسٹریٹ سے سچ کہتے بشرطیکہ پہلے اونپر بیرحمی ہو چکی تھی یا بیرحمی اینده کی اونکو دہمکی دیگئی تھی لہذا مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ یہہ بیانات جو ۵ اپریل کو مسٹر ڈوپرنکس کے روبرو اور ۱۱ اپریل کو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ہوے تھے وہ بخوشی اور ازادانہ بیانات تھے۔ اوس حیثیت سے وہ بہت عمدہ شہادت جو حاصل ہو سکتی ہے بمقابلہ اپیلانٹیان کے ہین۔ لیکن یہہ بحث باقی ہے کہ آیا بموجب احکام دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہہ اقرارات کسی بےضابطگی سے ایسی خراب نہین ہوگئی ہین کہ مقدمہ کی شہادت مین قابل پذیرائی نہین ہین۔ از رو ے مضامین دفعہ مذکور کے جو اقرارات بموجب دفعہ ۱۶۴ کے کئے جائین اپیلانٹیان کی زبان مین یعنی اردو مین قلمبند ہونا چاہئے تھے۔ الا یہہ کہ اردو مین لکہا جانا غیر ممکن تھا ذیعلم کونسل نے منجانب اپیلانٹیان کے دو فیصلون پر استدلال کیا۔ ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نیل مادہب (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۵) اور دوسرا فیصلہ ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ویرن (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۲۴) فیصلہ اول الذکر متعلق نہین ہے کیونکہ راے جو ذیعلم ججون نے نسبت دفعہ ۳۶۴ کے اوسمین ظاہر کی ہے وہ ایسا امر ہے جو کہ مقدمہ مین پیدا نہین ہوا تہا۔ کیونکہ دفعہ متنازعہ کو کوئی تعلق اوس تحققات سے نہین تہا جو عدالت مین پیش تھی۔ اور دوسرا مقدمہ اس معاملہ مین مفید نہین ہے جیسا کہ ہونے سے ظاہر ہوگا۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بہت صاف اور سادہ مضامین دفعہ ۳۶۴ مجموعہ کے لئے کسی سند کی ضرورت نہین ہے۔ دفعہ مذکور ایسا ہے جو متعلق کارروائی کے ہی اور اوسمین یہہ حکم ہے کہ بجز حالات مصرحہ کے اقرار ہندوستانی ملزم کا زبان ہندوستانی

مین قلمبند ہونا چاہئے مستثنیٰ یہہ ہے کہ جب کہ اظہار روبرو ایسے حاکم کے لیا جاوے جو کہ
ہندوستانی مین اوسکو نہین لکہہ سکتا اور وسایل اوسکے ہندوستانی مین قلمبند ہونے کے
موجود نہین ہین - ایک مقدمہ مین یہہ امر واقعاتی ہے کہ آیا بیان ہندوستانی مین قلمبند
کرنیکے لئے محرر فوراً دستیاب ہو سکتا تہا یا نہین - مسٹر ڈوبرنکس نے وقت تحقیقات کے بیان
کیا ہے کہ یہہ عملاً میرے اختیار مین نہین تہا کہ اوس پہر کو ہندوستانی محرر مجہے ملسکتا اور
یہہ ظاہر ہے کہ تعطیل کے روز کوئی افسر عدالت اوس غرض کے لئے فوراً نہین ملسکتا تہا
بہت کم شبہہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اونکو باسانی مل سکتا تو وہ ضرور یہہ خود بلایا جاتا - اور مجسٹریٹ
اپنے اوپر اس مشکل کام کو گوارا نکرتے کہ اونکے شہادت کو لفظ بلفظ لکہتے اور پہر اونکا ترجمہ
اپیلانٹیان کے لئے کرتے - اگر مین یہہ بہی تجویز کرنے پر آمادہ ہوتا کہ یہہ مقدمہ ایسا نہین
تہا جسمین مجسٹریٹ کے پیشکار کی حاضری غیر ممکن تہی - تاہم مین شہادت کے اوس جزو
کو بطور ناقابل منظوری کے خارج نکرتا کیونکہ باوجود ان حالات کے جو مسل سے ظاہر ہوتے ہین اور
جو مین نے اوپر بیان کئے ہین مجہے یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ مسل مین ہندوستانی
عبارت کے نہونیسے اپیلانٹیان کو کوئی مضرت پہونچی ہے - ڈسٹرکٹ سشن جج نے وقت
تحقیقات ۱۵ اگست ۱۸۹۰ع کو ان اقرارات کے ہر ایک لفظ کو باواز بلند اپیلانٹیان کو
جن جن سے تعلق تہا پڑہکر سنا دیا تہا اور اوس سے پوچہا کہ آیا فی الواقع اوسنے اون اقرارات کو
بتواریخ مذکورہ کیا تہا یا نہین اور بجواب اسکے اونسے یہہ کہا گیا کہ اقرارات مذکور فی الواقع
کئے گئے ہین لیکن وہ اقرارات بخوف اوس سختی کے جو پولس کے ہاتہہ سے اونکے سر پر
ہی کئے گئے ہین - پس مجسٹریٹ کے نسبت اسکا نا اوس امر کے غلط فہمی کے بابت کوئی
بیان نہین ہے کہ جو کچہہ اونہون نے قلمبند کیا ہے وہ نہی ہے جو اونسے کہا گیا ہے -
اسمقدمہ کے لئے یہہ رائے قائم کرکے مین تجویز کرتا ہون کہ بیانات حسب دفعہ ۱۶۴
مجموعہ ضابطہ فوجداری بمقابلہ اپیلانٹیان کے قابل مقبولی ہین - اور وہ بذات خود بلا
تعلق بقیہ شہادت کے کہ جسمین سے بہت سے شہادت مجہے صحیح اور قابل لحاظ معلوم
ہوتی ہے اس لئے کافی ہین کہ تجویز ثبوت جرم اپیلانٹیان بعلت ڈکیتی کے مناسب ہے - لہذا
اپیل ساقط ہین اور ڈسمس کیجاتی ہین -

ضلع گورکہپور — اپیل اول نمبر ۱۴۴ سنہ ۱۸۹۱ع — منفصلہ ۱۴ فروری

الٰہی بخش و یک کس دیگر بنام رام دی وغیرہم

شاستر۔ خاندان مشترکہ ہنود۔ رہن جو باپ نے اپنی کل جایداد خاندان مشترکہ کی ہو واسطے قرضہ کے بابت کیا ہو ذمہ داری پسران۔ بار ثبوت۔

چونکہ باپ مشترکہ خاندان ہنود نے رہنامہ نسبت کل جایداد غیر منقولہ خاندان مشترکہ کے لکھدیا تھا۔ اور جبکہ مرتہن نے ڈگری حاصل کی اور جایداد خاندان مشترکہ کو قرق کرایا۔ تو نابالغان نے نالش واسطے استقرار امر کے کی کہ جایداد متنازعہ ایسی اجرائے ڈگری مین نیلام نہین ہو سکتی ہے کیونکہ قرضہ جسکے نسبت رہنامہ لکھا گیا تھا اوسکا معاہدہ واسطے اغراض خلاف تہذیب کے ہوا تھا اور ایسا نہین تھا جسکا ادا کرنا از روے شاستر بطور ذمہ داری سعادتمندی کے اونپر لازم تھا۔ تجویز ہوئی کہ بار ثبوت اس امر کا ذمہ مدعیکے تھا کہ معاہدہ قرضہ کا واسطے اغراض مذکورہ کے ہوا تھا

بینی مادہو بنام باسدیو پاتہک (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کے تقلید ہوئی۔ لال سنگھ بنام دیونراین سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) باسومل بنام مہراج سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) سبرامنیا بنام سداسیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۷۵) وہنومان پرشاد پانڈے بنام منراج کنوری (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳) وبھگوت پرساد سنگھ بنام گرجا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۱۷) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ڈلن وجوالا پرساد وجوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹیان

کانن واسینگی منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو اون مشہور قسم کے مقدمون سے متعلق ہے جسمین پسران نابالغ ہندو باپ کے جنکی ساتھہ وہ خاندان مشترکہ ہنود غیر منقسمہ کے شریک ہوتے ہین اور اپنی حقیت واقعہ جایداد مشترکہ کو اوس رہن کے اثر سے بری کرانا چاہتے ہین جو باپ نے نسبت کل حصہ خاندان جایداد غیر منقولہ کے کیا ہے اور اوسکی بنا پر مرتہن نے ڈگری حاصل کی ہے اور جسکے بعد کل حقیت خاندان مشترکہ کی قرقی ہوئی ہے۔ اسمقدمہ مین دو نابالغان معہ اپنے مان کے جو بطور ولی

دوران مقدمہ کے ہیں اور جو خود اپنے طرف سے دعویدار ہے مدعیان ہین اور جب نالش دایر ہوئی تھی اوس وقت اونکا باپ سدانند جو بعد ازان دوران مقدمہ مین فوت ہو گیا ہے اول مدعا علیہ تہا اور لالہ رام چرن لال مرتہن اور وارثین سدانند کے پسران دو دیگر مدعا علیہم تھے۔ مضامین عرضی نالش کو بتفصیل وار طوالت کے ساتھ بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے صرف یہہ کہنا کافی ہے کہ مدعیان کا یہہ بیان ہے کہ معاملہ رہن کا جس پر ڈگری متعددہ بمقابلہ اونکے باپ کے بربنائے رہن ظہور پذیر ہوئی ہے وہ بعوض اوس قرضہ کے ہے جو اونکے باپ نے لیا تہا اور جسکا ادا کرنا ازروے شاستر کے اونپر بطور فرض یا ذمہ داری سعادت مندی کے لازم نہین ہے۔ یہہ خاص رہن مورخہ ۵ اگست ۱۸۶۲ع ہے اور اوسکا کل معاوضہ مبلغ [illegible] ہے۔ ۳۱ جولائی ۱۸۸۶ع کو مرتہن نے ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے حاصل کی تھی۔ اوسکے بعد کل حقیت زمینداری پر قرقی ہوئی تھی کہ جس قرقی پر مدعیان نے اعتراض کیا تہا۔ ۹ اپریل ۱۸۸۸ع کو اونکی عذرداری نامنظور ہوئی تھی لہذا یہہ نالش واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ حقوق ان متعدد مدعیان کے قرقی اور صدمہ نیلام سے محفوظ رکہے جاوین بالفاظ دیگر مدعیان یہہ کہتے ہین کہ مدعا علیہم اونکے باپ کے ذاتی حق سے زیادہ نیلام کرانیکے مستحق نہین ہین۔ ہر طرف سے یہہ مسلمہ ہے کہ رہن موقوعہ ۵ اگست ۱۸۶۲ع خاندان کی کل حقیت موقوعہ دو موضع کا رہن ہے۔ یہہ بھی مسلمہ ہے کہ وہ ڈگری اونکے باپ کے مقابلہ مین بربنائے رہن واسطے نیلام کل جایداد کے بلا قید یا کسی قسم کے استثنا کے صادر ہوئی تھی اور مزید براں یہہ تسلیم کیا ہے کہ جو قرقی اب تک جایداد پر ہے وہ ایسی قرقی ہے جو بادی النظر مین کل حقیت پر موثر ہے۔ جوابدہی دانیان کی بنسبت نالش کے بالعموم اس مضمون سے ہے کہ باپ نابالغ مدعیان کا ایسا خلاف تہذیب نہین تہا جیسا وہ ظاہر کیا جاتا ہے اور روپیہ واسطے انصرام جایز ضروریات خاندان کے پیشگی دیا گیا تہا اور باپ بحیثیت پدر ان نابالغ خاندان مشترکہ ہنود کے شریک مہتمم تہا اور اوس حیثیت سے مستحق بیع یا رہن کرنے جایداد مشترکہ خاندان کا واسطے اغراض ضروری خاندان کے تہا۔ ذیلم جج ماتحت نے جو ہندو جوڈیشل افسر ایک مدت کے تجربہ کار ہین اور جنہون نے تجویز مقدمہ کی کی ہے۔ اگرچہ بعبارت صاف و صریح یہہ نہین کہا ہے کہ ایسا ہی کیا ہے کہ

بار ثبوت بیانات مندرجہ عرضی نالش کا ذمہ مدعیان کے ڈالا ہے اور میری رائے مین
صحیح طور پر ڈالا ہے۔ باعتبار شہادت کے جو مدعیان نے پیش کی ہے جسمین شہادت
زبانی چند گواہان اور شہادت دستاویزی بشکل تمسکات سابق سدانند کے شامل ہے
جج ماتحت موصوف نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باپ نے واسطے اخراجات خلاف تہذیب
کے قرض لیا تہا اور مدعاعلیہم کو اون اغراض سے علم تہا کہ جن غرضون کے لئے روپیہ مطلوب
تہا اور جسوقت روپیہ نسبتاً زر پیشگی دے گئے تھے وہ اون اغراض کو جانتے تھے کہ
جنمین زر پیشگی مذکور صرف ہونیکو تہا۔ لہذا مشارالیہ نے ہر دو نابالغ مدعیان کے حق
مین ڈگری صادر کی جسکے روسے اونکی حقیت اوس جایداد کی جو اونکے باپ نے رہن
کردی تہی تاثیر رہن و ڈگری اور قرق نیلام سے محفوظ ہو گی لیکن بہ نسبت دعوے ان
مدعیہ کے مشارالیہ نے یہہ تجویز کی کہ چونکہ وہ شاستراً وارث نہین ہے لہذا وہ
کسی حصہ کا دعوے نہین کر سکتی ہے گو اگر تقسیم ہوتی تو وہ مستحق ایک حصہ کی ہو سکتی
ہے۔ لہذا اوسکے بہ نسبت مشارالیہ نے نالش ڈسمس کی ہے۔ اپیل بعدالت ہذا
منجانب مدعاعلیہم مین صرف دو وجوہ کے بناپر لائی گئی ہے۔ اونمین سے اول
وجہ یہہ ہے کہ بار ثبوت بیجا ڈالا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ جو ثبوت
مدعیان نے پیش کیا ہے اور اوسکی بناپر جو تجاویز جج ماتحت نے کی ہین وہ واسطے
قایم رکہنے ڈگری کے کافی نہین ہین اور اس سلسلہ مین ضمناً یہہ اصرار ہوا ہے کہ
مدعاعلیہم نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جو قرضہ باپ کو دیا گیا تہا وہ واسطے اغراض جایز
کے تہا۔ منجانب مدعاعلیہم دی گئی خود دسکا اپیل اسمضمون سے نہین ہوا ہے
کہ حکم ذیعلم جج ماتحت مشعر ڈسمسی اونکے دعوے کے غلط ہے۔ بہ نسبت امر اول پیش
شدہ کے یعنے اس امر کے کہ بار ثبوت کسکے ذمہ ہے مین نہین خیال کرتا ہون جیسا کہ مین اوپر کہہ
چکا ہون کہ ذیعلم جج ماتحت کے فیصلہ مین کوئی خاص اظہار اون کے رائے کا اس امر
کے ظاہر کرنیکو نہین ہے کہ بار ثبوت کسکے ذمہ ہے لیکن مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اونکو
اس رائے کے ظاہر کرنے مین صرف سند فیصلہ مقدمہ بینی مادہو بنام باسدیو پانڈے
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کی تقلید کرتا ہون کہ بار ثبوت ذمہ
مدعیان کے تہا کہ جو اپنی ذمہ داری سے جو شاستراً اونپر اوس قرضہ کے ادا کرنیکی

جو باپ نے لیا ہے صرف یہہ ثابت کرکے محفوظ ہو سکتے ہین کہ قرضہ مذکور ایسا ہی جو واسطے اغراض خلاف تہذیب کے لیا گیا تہا۔ دوران سماعت اپیل مین دوسری جانب سے اکثر اسناد حکام عالیمقام پریوی کونسل اور ایک فیصلہ بنچ ہذا بمقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) پر کہ جو مطابق فیصلہ ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ سبرامنیا بنام سدراسیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۷۵) کے ہے حوالہ ہوا ہے۔ ان دو فیصلے متذکرہ بالا مین بہ نسبت اون اسناد کے جو اوسوقت موجود تہے کہ جسوقت وہ فیصلہ صادر ہوئے تہے جو کچہہ راے ظاہر کی گئی ہو وہ ہو مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو وجوہ مینے باتفاق راے سر کومر پیتہرم صاحب کے بمقدمہ باسودیل بنام مہراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) متذکرہ بالا مین ظاہر کئے ہین وہ اب صحیح راے قانونی نہین معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے حال کے فیصلونمین ظاہر کی گئی ہے کہ جو اون دو فیصلے متذکرہ بالا مین تفصیل وار درج ہے۔ بہ نسبت مقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) کے یہہ راے ہے کہ وہ خود میرا ہی فیصلہ ہے جسمین میرے بہائی ٹرل صاحب نے اتفاق کیا تہا اور یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اگر کل نہین تو زیادہ تر وہ فیصلہ اون اصولون پر مبنی ہے جو مشہور مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳) مین قرار پائے ہین لیکن مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بمقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) مین میرے ذہن سے یہہ فرق فروگذاشت ہو گیا تہا کہ مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے کا مقدمہ ولی اور مہتمم نابالغ کا تہا جو اوسکی مان تہی جسکے ساتہہ چند معاملے ہوئے تہے اور وہ مقدمہ ایسے ہندو باپ کا نہ تہا جو اپنے پسران نابالغ کے ساتہہ رہتا ہو کہ جسکی حیثیت بہت مختلف ہے بہ نسبت اختیارات معمولی ولی کے یہہ بات ہے کہ وہ محدود ہوتے ہین کہ جو باپ بطور مہتمم اپنے پسران نابالغ کے ہوتا ہے اوسکے اختیارات پر پسران مذکور اوسی حالت مین کہ جب اوسنے کل جایداد پر مواخذہ قایم کر دیا ہو صرف اس بنیاد پر اعتراض کر سکتے ہین کہ جو مواخذہ اسطرح پر قایم کیا گیا ہے وہ اغراض خلاف تہذیب کے واسطے ہوا ہے یعنی ایسے اغراض کے واسطے ہوا،

جسکا انصرام کرنا اونپر بطور ذمہ واری سعادتمندی کے لازم نہین ہے۔ بدرجہ اول یہہ وہ بات ہے جسکو مین نتیجہ اون کل اسناد کا تصور کرتا ہون جو اسبارہ مین ہین۔ اور ہرگاہ یہہ تجویز بھی ہوسکتا ہے کہ برادران مشترکہ کے خاندان مین بابت قسم مذکورہ بالا کے صورت سے قاعدہ مقدمہ ہنومان پرساد پانڈے کا مناسب طور پر متعلق ہوسکتا ہے اور چونکہ ایسے باپ کے مقدمہ مین جو مسلماً شریک مہتمم اپنی خاندان مشترکہ کا ہے اوسکی پسران پر بطور فرض سعادتمندی کے اوسکا قرضہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے بجز چند حالات خاص کے تاوقتیکہ پسران خلاف اسکے ثابت نکرین قیاس یہہ ہوتا ہے کہ اوسکا قرضہ جائز طور پر عاید ہوا ہے۔ لہذا بعد غور مزید کے مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) جہانتک اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ بہ نسبت اوس معاملہ کے جو باپ کے ساتھہ بحیثیت اوسکے شریک مہتمم خاندان مشترکہ کے ہوا ہے بار ثبوت ذمہ داین کے ہوتا ہے غلط ہے اور اسبارہ مین میری تائید مقدمہ بھگوت پرساد سنگہ بنام گرجا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۱۷) سے ہوتی ہے۔ فیصلہ مقدمہ بینی پرشاد بنام باسدیو پاتہک (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کے اخیر فقرہ مین تینی وہ امر بیان کیا ہے جو مجھے نتیجہ اون اخیر فیصلون کا معلوم ہوا ہے کہ جو بعد مقدمہ باسومل بنام مہراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) کے صادر ہوے ہین اور بغرض اسکے کہ کوئی غلط فہمی نہونے پاوے مین اسموقع پر اوسکو مکرر بیان کرتا ہون کہ میری راے مین اس قسم کے کل مقدمون مین جیسا کہ یہہ ہے جب کوئی لڑکا یا لڑکے عدالت مین واسطے اعتراض کرنے اوپر اوس رہن کے جو باپ نے نسبت کل جایداد مشترکہ کے کیا ہے آتا ہے یا اتے ہین اور جس رہن کی بنا پر اوسکی مقابلہ مین ڈگری صادر ہوچکی ہے اور کل جایداد کے نیلام کا حکم صادر ہوچکا ہے اور کل جایداد قرق ہوچکی ہے تو لڑکا یا لڑکے اوس ڈگری یا قرقی کے تاثیر سے صرف یہی امر ثابت کرکے بچ سکتے ہین کہ جس معاملہ رہن کی بابت قرضہ کی بنیاد شروع ہوئی تھی وہ ایسا قرضہ ہے جسکا ادا کرنا اونپر بحیثیت پسران ہندو و شرکاء خاندان مشترکہ ہنود بذریعہ فرض سعادتمندی کے لازم نہین ہے۔ مین اس امر کی تحقیقات کرنیکے لئے

نہ ٹھیر ویگا کہ ایا جس ڈگریدار کی ڈگری واسطے نیلام کے ہے اوسکو قرقی کیطرف رجوع کرنا ضروری ہے یا نہین - اسمقدمہ مین اونکے قرقی کرائی ہے اور اسطور پر نابالغ مدعیان کو موقع اوس تدارک کا حاصل ہو گیا جسکی بنا پر یہہ نالش دایر کی گئی ہے یہہ کہنے کا مطلب یہہ سمجھنا چاہیے کہ اگر مرتہن نے بلا پہلے سے قرقی کرائے جایداد نیلام کرادی ہوتی اور خود خرید لی ہوتی یا اورون نے نیلام خرید کیا ہوتا تو لڑکے انہین وجوہ کے بنا پر نالش دایر نکر سکتے کہ جن وجوہ کی بنا پر وہ اب عدالت مین حاضر ہے ہین مسٹر اسپنکی بجانب مدعیان یہہ تسلیم کرتے ہین کہ معمولی طور پر ناجوازی قرضہ کے ثابت کرنے کا بار ذمہ اونکے ہے اور جو فرق وہ قایم کرانا چاہتے ہین وہ صرف یہہ ہے کہ اگر خود ڈگریدار خریدار ہوتا تو بار ثبوت اوسی کے ذمہ ہوتا لیکن بغرض طے کرنے اس امر کے کہ بار ثبوت اس قسم کے مقدمون مین کسکے ذمہ ہوتا ہے مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ مابین شخص اجنبی خریدار صیغہ اجرائے ڈگری اور اوس ڈگریدار کے جو خود خریدار ہوا ہے کیون کوئی فرق قایم کیا جاویگا - اگر اسبارہ مین میری راے صحیح ہے تو بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ ایا مدعیان نے اوس بیان کو قابل اطمینان طور پر ثابت کیا ہے یا نہین کہ جس تنہا بیان کی بنا پر وہ کامیاب ہو سکتے ہین - مین اوپر کہہ چکا ہون کہ جس ڈسٹرکٹ جج ماتحت نے مقدمہ کی تجویز کی ہے وہ ہندو مدت دراز کے عدالتی تجربہ کار ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے اونکی راے کی وقعت کے غور کرنیکے لئے جو بہ نسبت روداد مقدمہ کے ہے یہہ امر بالکل غیر ضروری نہین ہے - مشارالیہ نے یہہ تجویز کی ہے کہ نابالغ کا باپ اوارہ اور بدنام ادمی تھا اور قمار بازی رنڈی بازی اور شرابخوری اور افیون پینے کا عادی تھا بالفاظ دیگر مشارالیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باپ کی حالت زندگی خراب تھی - باستعمال خود عبارت ڈسٹرکٹ جج ماتحت کے -

سدانند مشہور قمار باز اور فضول خرچ تھا - وہ چنڈو پیتا تھا اور رنڈی باز تھا - وہ لیکا متوالہ تھا - وہ انہین خلاف تہذیب اخراجات کے لئے قرض لیا کرتا تھا مدعا علیہم مکان مدعیان کے قریب رہتے ہین - وہ اوسکی خراب عادتون سے بخوبی واقف تھے اور تاہم ان طمعی اور سخت گیر بنیون نے رقوم کثیر زر نقد کی اپنے سود

غرضیکہ کچھ غفلت اور واسطے بربادی اس کم نصیب خاندان کے پیشگی دے ہین - چال چلن
سدانند کا شہادت کوتوال اور دیگر معزز گواہون سے ثابت ہوا ہے - شہر مین
یہہ واقعہ مشہور ہے - (جیساکہ شہادت موجودہ مسل سے ثابت ہے) کہ سدانند
بدچلن آدمی تہا اور اپنی ضروریات ذاتی اور خلاف تہذیب کے لیے رقوم کثیر زر نقدی
قرض لیتا تہا - ان داینون نے جو قریب قریب اوسکے دروازہ سے ملی ہوے ہین وہ
ہین بخوبی یہہ جانکر رقوم کثیر زر نقد کی قرض دی ہین کہ رقوم مذکور کیونکر خرچ کیجاوینگی
کوئی ضرورت جایز ثابت نہین کی گئی ہے - مین نہین سمجہتا ہون کہ مدعیون کا اس
قرضہ سے کیونکر فایدہ ہوا ہے - سو ملی مین کوئی مکان تعمیر نہین ہوا ہے - مقدمہ
تقسیم مین کچہہ روپیہ خرچ نہین ہوا اخراجات خانگی کچہہ نہ تہے بلکہ یہہ روپیہ گانجا
افیون شراب اور قماربازی اور عورات بازاری مین صرف ہوا ہے - عدالت
انصاف ایسے خلاف تہذیب اخراجات کے لئے جو روپیہ تیسکا دیا گیا ہے اوس کو
گوارا نہین کرسکتی ہے اور جایداد موروثی بقدر حصص نابالغان کے واسطے ادا
کرنے ناجایز قرضون کے ذمہ دار نہین قرار پاسکتی ہے -

شہادت سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جب جایداد سدانند کے قبضہ مین
آئی تہی تو اوس سے قریب ۵۰۰ ماہوار کی آمدنی برآمد ہوتی تہی جس سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ اوسکے اخراجات کے لئے کافی نہین تہی - چند معاملات جو فیما بین پدر
مدعیان اور مدعا علیہم کے ہوئے ہین اوسکی صحیح نوعیت کا دیکہنا غیر ضروری نہین
ہے - معاملات مذکور مین سے اول معاملہ ۴ اپریل ۱۸۸۸ء کا ہے اور اوسکی تعداد
۵۰۰ ہے اور اوسکا ایک جز وہہ تہا ہم نہین جانتے ہین کہ کسقدر بجائے قرضہ
سابق کے ہے جو پانچسو چند مہاجنان مسمیان اننت لال وغیرہ کا تہا لیکن بقیہ کے نسبت یہہ
ذکر ہے کہ واسطے خود میرے خانگی اخراجات کے اور شرح سود کی ۱۲ فیصدی
ماہوار تہی - اس تاریخ سے کچہہ کم و بیش چار مہینہ کے اندر ایک دوسرا معاملہ
ہوا ہے جسمین تمسک اول اور سود جو اوسکے بابت واجب تہا شامل ہوگیا ہے
اور کچہہ زر نقد مزید واسطے اخراجات ذاتی کے تعدادی [illegible] لیا گیا ہے - بعدہ
اپریل سنہ مابعد مین ایک رقم مبلغ [illegible] کی واسطے خود میرے اخراجات کے لئے لی گئی

ہے اور پہر ۱۱ اگست ۱۸۹۱ء کو ایک رقم اسمائی ۵ کی واسطے خود میرے اخراجات خانگی کے لی گئی ہے اور اخیر مرتبہ ۵ اگست ۱۸۹۲ء کو یہہ کل قرضجات ماسبق یکمشت کردی گئی ہین جنکی کل میزان بقدر مبلغ ۔/۱۵ ا ا ہوئی ہے ۔ رہنامہ مین ہونیکا ذکر اور نیز مبلغ سماۓ کا ذکر واسطے ادا کرنے قرضہ مہاجن اور مصارف تقسیم اور اخراجات خانگی کے ہوا ہے

کل واقعات اور شہادت گواہان جانب مدعیان کو اپنے روبرو رکھکر ذیعلم جج ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ روپے اور زرہاے پیشگی مشمولہ مستک مورخہ ۵ اگست ۱۸۹۲ء واسطے اغراض خلاف تہذیب کے قرض لئے گئے تھے اور اونہین مین صرف ہوۓ ۔ بعدہ یہہ بحث ہوتی ہے کہ آیا مدعا علیہم کو یہہ علم تھا کہ زرہاے مذکور اونہین اغراض خلاف تہذیب کے لئے قرض لئے گئے ہین سو ذیعلم جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اونکو علم تھا اور مین اوسنے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ نہ صرف اس مقدمہ کا داین بلکہ منجملہ سو مقدمون کے ننانوے مقدمون کے داین باریک بینی کے ساتھہ باپ اور خاندان کے حالت اور چال وچلن سے اور اوسکے لڑکون کے تعداد اور اوسکی زندگی کے طور وطریق اور اون اغراض سے واقف رہتا ہے کہ جن اغراض کے لئے اوسکو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ممالک ہذا کے شہرون اور دیہات کے زر نقد قرضہ دینے والے بلا تحقیقات کامل دربارہ چال وچلن اور حالات ماسبق قرض گیرندہ کے اپنا روپیہ کبھی قرض نہین دیتے ہین اور اگر کوئی شخص اسطرح زندگی بسر کرتا ہے جیسا کہ اس خاص مقدمہ مین باپ کے نسبت زندگی کا بسر کرنا ثابت ہوا ہے تو قیاس کافی ووافی یہہ ہے کہ قرضدہندہ جو اوسکے مکان سے دو مکان کے فاصلہ پر رہتا تھا بخوبی جانتا تھا کہ اوسکی چال وچلن کیسی ہے اور کیون اوسکو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور کن اغراض کے لئے وہ روپیہ مطلوب ہے ۔ مین نہین کہہ سکتا ہون کہ باعتبار ان واقعات کے جو ذیعلم جج ماتحت نے اس خاص مقدمہ مین ثابت تجویز کی ہین جو ثبوت کہ اس قسم کے مقدمہ مین مطلوب ہوتا ہے یعنی یہہ کہ قرضجات واسطے اغراض خلاف تہذیب کے واید کئے گئے ہین اور یہہ کہ ان اغراض سے وہ شخص بخوبی واقف تھا جسنے روپیہ قرض دیا تھا وہ نہین دیا گیا ہے ۔ بہرحال ذیعلم کونسل نے منجانب

واپن سکے میرا یہہ اطمینان نہین کرایا ہے کہ ذیلعم جج ماتحت کے روبرو ایسا مواد موجود نہین تھا جن سے ان کی نتایج لازم آتے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

مجھے یہہ اور تحریر کرنا ہے کہ ہماری ڈگری متجاوب اور بحق مدعیان رسپانڈنٹان کے اوس وقت تک جاری ہوگی کہ جب تک وہ کمی اسٹامپ کی جو اونکو بابت رسوم عدالت نالش کے عدالت اولے مین ادا کرنی چاہئے تھی اور جسکی رپورٹ ہمارے روبرو ہمارے رجسٹرار نے ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۵ء کو کی ہے پوری نکردین۔

تُرل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع میرٹھہ اپیل اول نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۷ نومبر

باسدیو بنام غریب داس

شاستر۔ مندر کی گدی کی جانشینی ۔ نوعیت اوس شہادت کی جو واسطے ثبوت جانشینی کے مطلوب ہے ۔ الفاظ نہنگ اور گرہست کی تشریح۔

از ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس ۔ اس امر کی تجویز کر عہدہ مہنت متوفی کی جانشینی کا کون شخص مستحق ہے ۔ ہر مقدمہ مین بلحاظ شہادت دستور متعلقہ جانشینی اوس خاص فرقہ کے ہونا چاہیئے کہ جس فرقہ کا مہنت متوفی تہا ۔ جو شخص دعویدار حق جانشینی مہنت کا ہو اوسکو حق مذکور شہادت قابل اطمینان سے ثابت کرنا ضروری ہے ۔ تا مہوؔ کوئی استفادہ ضعف استحقاق اپنے مخالف سے حاصل نہین کرسکتا ہے۔

از محمود صاحب جسٹس ۔ مدعی مقدمہ ہذا پر یہہ ثابت کرنا ضروری تہا کہ وہ نہنگ ہے جسکی تمیز گرہست سے ہوسکتی ہے کہ جسکے ثابت کرنیمین وہ قاصر رہا ہے (گینداپوری بنام جہترپوری (الہ آباد رپورٹ جلد ۳ ۔ اپیل ہند صفحہ ۱۰۰) پر حوالہ ہوا ۔ الغرض تشریح الفاظ نہنگ و گرہست کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس ملاحظہ کیجئے۔

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ ایج صاحب چیف جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ کانلن و سری شیو لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جسکی سماعت اور تجویز جج ماتحت میرٹھہ نے کی ہتی اور جسمین مشار الیہ نے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی ہتی ۔ مدعی نے اپنی نالش واسطے دخلیابی بلعض جایداد متعلقہ گدی بکسر کے کی ہتی ۔ نامبردہ نے یہہ بیان کیا تہا کہ مطابق اوس دستور کے جو وراثت جانشینی پر جاری ہے مین جو از آن شخص مستحق گدی اور خطاب مہنت کا ہون اور اوس حیثیت سے مستحق جایداد متنازعہ نالش کا ہون ۔ جو دستور اوس نے بیان کیا تہا وہ یہہ ہے کہ مہنت موجودہ وقت کو بلا مشورہ اور دست اندازی کسی کے اختیار مقرر کرنے اپنے جانشین کا حاصل ہوتا ہے ۔ نامبردہ کا یہہ بیان ہے کہ گنگاپرشاد مہنت متوفی نے جو ۲۶ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو فوت ہوا تہا مجہے اسطرحپر مقرر کیا تہا ۔ مدعی کا یہہ بہی بیان ہے کہ مدعا علیہ نے جایداد متعلقہ گدی پر دخل کرلیا ہے اور مجکو اپنے مدعیکو

اوس سے بیدخل رکہا ہے۔

بجانب دیگر مدعا علیہ نے بذریعہ اپنے بیان تحریری کے اس امر سے انکار کیا ہے کہ گنگا پرشاد نے مدعیکو بطور اپنے جانشین کے مقرر کیا ہے اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ مدعی بہا یا ادمی ہے اور اوس حیثیت سے مجاز نہین ہے کہ امیدوار نامزدگی کا ہو سکے اوس نے یہانتک بیان کیا ہے کہ خود مجہکو گنگا پرشاد نے جانشینی کے لئے مقرر کیا تہا اور یہہ تقرری برضامندی مندل دہاری مہنتون کے ہوئی تہی ۔ مدد گنگا پرشاد نے اوسکو ٹوپی اور مالا عطا کیا تہا اور اوس نے گنگا پرشاد کا کریا کرم کیا تہا اور فقرہ پنجم مین فی الواقعہ اوس نے دستور بنیہ مدعی کی تردید کی تہی ۔ اوسمین اوسنے یہہ بیان کیا ہے کہ گدی کے جانشینی کا تیجا ہی مہنتون اور ممتاز مندل دہاری مہنتون کے رضامندی پر مدار ہے پس مدعیکو کوئی استحقاق جایداد پانیکا نہین ہے اور نہ کوئی بناء مخاصمت اس نالش کی ہے ۔ بیان تحریری مین اور اور امور بہی پیش کئے گئے ہین جنکے نسبت زیادہ کرکرنیکی ضرورت اوس راے کی وجہ سے نہین ہے جو مین اسمقدمہ کے نسبت قایم کرتا ہون ۔

اب حالت یہہ ہے کہ مدعی دعویدار ڈگری بیدخلی مدعا علیہ کا جایداد متنازعہ سے ہے ۔ مسلمًا مدعی کبہی قابض نہین تہا او مسلمًا فورًا بعد وفات گنگا پرساد کے مدعا علیہ قابض ہوگیا اور اسوقت تک قابض چلا اتا ہے ۔ اندرینحالات مدعی کو ایسا استحقاق ثابت کرنا لازم ہے جسکے رو سے وہ مدعا علیہ کو جایداد سے بیدخل کرنے اور خود جایداد پر دخل لینے کا مستحق ہو ۔

ہمکو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جو ٹہیک طور پر متعلق ہو ۔ اوس سے میری یہہ مراد ہے کہ کوئی مقدمہ ایسا نہین ہے جسمین یہہ بحث طے ہوئی ہو کہ نانک شاہیون کے اس خاص فرقہ کے اکہاڑہ مین گدی کے جانشینی کیونکر ہوتی ہے ۔ جہانتک ہم جانتے ہین یہہ ایسی بحث ہے جسکا فیصلہ قانونًا کبہی نہین ہوا ہے ۔ لہذا ہمکو یہہ دیکہنا لازم ہے کہ ایا کوئی رسم و رواج ایسا ثابت ہوا ہے یا نہین جس سے باعتبار واقعات متعلقہ تقرری مدعی بشرطیکہ ہمکو اوسکے شہادت متعلقہ تقرری مذکور پر اطمینان ہو وہ مستحق ڈگری کا ہے ۔ ہماری راے مین جو قاعدہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ گیندا پوری بنام چہتر پوری الہ اباد رپورٹ جلد ۱۴ ۔ اپیل ہند بصفحہ

۱۰۵ و ۱۰۶) قرار دیا ہے وہ بالعموم اس مقدمہ سے متعلق ہے۔

مین اون گواہون کی شہادت کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو مدعی کیطرف سے طلب ہوئی تھی اور جنکی شہادت پر اوسکے کونسل اور وکیل نے میری توجہ مایل کی تہی۔ ممکن ہے کہ اوسکی طرف سے عدالت ماتحت مین اور اور گواہ بہی طلب ہوئی ہون جنکی شہادت کا ترجمہ کرانا یا چہپوانا مدعی نے ضروری نہ سمجہا ہو اور جنکی شہادت پر فی الحقیقت اسمقدمہ کے بحث مین استدلال نہین ہوا ہے۔

(ایچ صاحب چیف کے فیصلہ کے بقیہ حصہ کے یہان پر رپورٹ نہین کی گئی ہے کیونکہ اوسمین صرف تاثیر شہادت مقدمہ کا ذکر ہے۔ منمولف)

محمود صاحب جسٹس۔ جو اندازہ ذیعلم چیف جسٹس نے نسبت شہادت کے اپنے فیصلہ مین کیا ہے اوس سے مین ... بالکل اتفاق کرتا ہون کہ مجہے اس سے زیادہ کچہہ اور کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ باعتبار کل امور متعلقہ بار ثبوت کے ثبوت استحقاق کا مدعی کے ذمہ تہا مین ممدوح الیہ سے اس امر کے تجویز کرنے مین بہی اتفاق کرتا ہون کہ مدعی اپنا مقدمہ ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے۔ ذیعلم چیف جسٹس مقدمہ گیندا پوری بنام جواہر پوری (لا رپورٹ جلد ۱۳ ایپل ہند صفحہ ۱۰۰) کا حوالہ دے چکے ہین اور حکام عالیمقام پریوی کونسل کے فیصلہ سے مین صرف دو چہوٹے چہوٹے فقرہ مندرجہ صفحات ۱۰۵ و ۱۰۶ کو پڑہنا چاہتا ہون۔ فقرہ مین یہہ بیان ہے۔ دربارہ تجویز کرنے اس امر کے کہ بطور مہنت کے جانشین ہونیکا کون شخص ایسے صورت مین مستحق ہے جیسے کہ یہہ صورت ہے قاعدہ جو قابل لحاظ ہوتا ہے وہ صرف دستور اور عملدرآمد مین دستیاب ہو سکتا ہے جسکا ثبوت شہادت سے ہونا چاہئے اور دعویدار کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ مطابق دستور کے وہ مستحق پانے منصب اور اراضی اور جایداد منصبی مذکور کا ہے۔ مبنی برا اسے یہہ قاعدہ اکثر مقدمات مین قرار پایا ہے۔ منصف استحقاق مدعا علیہ سے جو قابض ہے مدعیکو مدد نہ ملیگی جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جج نے خیال کیا ہے

اسمقدمہ مین جبکہ مین وہ عالمانہ بحث سن رہا تہا جو مسٹر ہل ذیعلم کونسل مدعی اپیلانٹ نے ہمارے روبرو کی تہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ مجہے معلوم ہوا تہا کہ استحقاق مدعا علیہ مین اوسیقدر ردئت ہو سکتی ہے کہ جسقدر کا ہونا ذیعلم کونسل موصوف نے

خیال کیا تھا۔ لیکن جیسا ذیلعم چیف جسٹس نے اب اپنی فیصلہ مین ظاہر کیا ہے مجھے بھی شبہہ اوس وقت پر خیال ہوا تھا کہ اپنا استحقاق ثابت کرنا مدعی کا کام ہے گو استحقاق مدعا علیہ کا ویسا ہی ضعیف ہو جتنا ممکن ہو۔ یہی وہ سب ہے جو مجھے بہ نسبت اوس وجہ کے کہنا ہے جس سے مین ذیلعم چیف جسٹس کے فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون۔

لیکن ایک امر ہے جسکے نسبت مین چند الفاظ ظاہر کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ مین تصور کرتا ہون کہ مسٹر مل منجانب مدعی اپیلانٹ اور مسٹر کانلن منجانب مدعا علیہ رسپانڈنٹ دونون بطور دلیل عام فہم مین اپنے یہہ تسلیم کرتے ہین کہ چیلہ کو قابل جانشین کرنے گنگا پرشاد متوفی کے یہہ ضرور ہے کہ جانشین کو نہنگ ہونا چاہیے جسکی تمیز گرہست سے ہو سکتی ہو۔ جناب چیف جسٹس صاحب نے یہہ صحیح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ واسطے اغراض فیصلہ اسمقدمہ کے صحیح فرق جو درمیان ان دو الفاظ کے ہے وہ ضروری نہین ہے۔ مین خود بھی خیال کرتا ہون لیکن مین یہہ کہتا ہون کہ ہرگاہ اوس سے اتفاق کامل ہے (اور نیز بعد سماعت عالمانہ تقریر صرف و نحو کے جو پنڈت سندر لال نے اپنی جواب مین منجانب مدعی اپیلانٹ کے کی ہے) مجھے کچھ شبہہ نہین ہے کہ گرہست کے معنی ہین خانہ دار اور واسطے اغراض تعریف نہنگ کے ناکتخدائی صرف ایک جزو اوس تعریف کا اور ایک جزو اوس لفظ کے معنی کا ہے لفظ نہنگ کے معنی شکسپیر صاحب کے دکشنری مین بصفحہ ۲۰۹۹ یہہ درج ہین نکما بے فکر۔ بعدہ مجھے یہہ بھی یاد کرنا چاہیئے کہ فالن صاحب نے اپنی مشہور دکشنری مین بہ نسبت معنی لفظ گرہست کے جس سے لفظ گرہستی باضافہ حرف ی کے نکالا گیا ہے کیا کہا ہے۔ اوسکی معنی امور خانگی یا دنیاوی امور ہین اور جیسا کہ ان ذیلعم مصنف کا معمول ہے اونہون نے ایک مشہور مسلہ ہندی بہ ثبوت اس امر کے لکھدیا ہے کہ عام گفتگو مین اس لفظ کے زبان ملک مین کیا معنی ہین۔ وہ مسلہ یہہ ہے جوگ آسان گرہست کٹھن یعنے جوگی ہونا آسان امور خانہ داری اور کاشتکاری مشکل۔

مجھے قطعاً کچھ شبہہ نہین ہے کہ ترجمہ لفظ گرہست کا جو اوپر لکھا گیا ہے مطابق اوس طریقہ کے ہے جسمین لفظ مذکور کا استعمال ملک کے زبان مین ہوتا ہے اور اوس سے

بالضرور بیاہا ہوا شخص مراد نہین ہے اور نہ وہ رسم شادی کی جایز یا ناجایز وقوع پذیر ہونیکے واقعہ پر محدود ہے۔ اوس سے مراد خانہ دار بوسعت تمام ہے اوس سے مراد وہ خانہ دار ہے جسکی تمیز گرہست سے اور آسیاگی لونڈ سے تمیز ہو سکتی ہے۔ اس امر کا جاننا بہت ضروری ہے کہ جو شخص گرہست ہے وہ بموجب ٹھیک معنی ان الفاظ کے کبھی نہنگ نہین ہو سکتا ہے۔

مسئلہ متذکرہ بالا کو اسمقدمہ سے ایک تعلق خاص ہے کیونکہ اسمقدمہ کے شہادت سے یہہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نہنگ ہونیکی غرض سے مدعی روے جہان پر پہر بیوال نہین تہا بلکہ وہ خانہ دار تہا۔ اس امر کے ثابت کرنیکی کوشش ہوئی ہے کہ وہ بیاہا ہوا آدمی ہے اور وہ عورت رکہتا ہے تاہم بدرجہ کافی ثابت ہی کہ وہ نہنگ نہین تہا

بہ نسبت لفظ گرہست کے ایک لفظ اور کہتا ہوں اور پہر شکسپیر صاحب کی ڈکشنری کے صفحہ ۷۰۰ پر حوالہ دیتا ہوں جسمین اونہون نے یہہ کہا ہے۔ گرہست کی معنی خانہ دار دوم درجہ کا آدمی یا وہ شخص جو بعد تکمیل اپنے تدریس اور جلینو ہو جانیکے مالک مکان کی خدمات انجام دیتا ہے اور پدر خاندان یا کسان یا کاشتکار ہین۔

صاف طور پر سمجھنا چاہئے کہ اس لفظ کے معنی کسیقدر مشابہ رومن عبارت پیٹر فیملیاس کے ہین پیٹر فیملیاس ہونیکے لئے افسر خاندان یا مہتمم امور خانہ داری کا ہونا کافی ہے اور از روے تشبیہ کے یہی وہ سب ہے جو شاستر مین لفظ گرہستی سے باوجود حجت مسٹر سندر لال کے جنہون نے میری توجہ باب ۳ منوسمرتی پر متوجہ کی تہی مراد ہے۔ مجھے اوس باب پر انحصار کرنا ضروری نہین ہے لیکن مجھے کچھ شبہہ نہین ہے کہ باب مذکور مین کوئی امر بہ نسبت معنی لفظ نہنگ یا بہ نسبت معنی لفظ گرہستی کے نہین ہے۔

تو بقرار داد ان امرا کے جو مین قایم کرتا ہون یعنے یہہ کہ مدعی یہہ ثابت نہین کر سکا ہے کہ وہ نہنگ ہے بلکہ وہ گرہست ہے مجھے اس سے زیادہ کچھ کہنا نہین ہے کہ مین اوس کل سے جو ذیل حنیفا جسٹس صاحب نے بہ نسبت شہادت کے فرمایا ہے اور اوس ڈگری سے جو جناب ممدوح الیہ نے صادر کی ہے بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور مقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۲۵ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۰ دسمبر

جنگ بہادر سنگہ ویک کس دیگر بنام شنکر رائے ویک کس دیگر

کونسل و موکل - اختیار کونسل دربارہ صلح کرنے مقدمہ منجانب اپنے موکل کے - نوعیت اوس اختیار کی جو کونسل کے مقرر کرنیوالے نے عطا کیا ہو۔

تا وقتیکہ اختیار کونسل کا دربارہ عمل کرنے منجانب اپنے موکل کے مسترد نکردیا جاوے اور اوس استرداد کی اطلاع فریق ثانی کو نکردی جاوے - کونسل موصوف کو اپنی موکل کے طرف سے مقدمہ مین صلح کرنیکا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اور جو صلحنامہ سطرحپر ہوا ہو اوسمین عدالت دست اندازی نکریگی بجز اوس صورت کے کہ صلحنامہ مذکور غلطی سے ہوا ہو اور اوسکے روسے بے انصافی شدید موکل کے حق مین ہوئی ہو (دشراس بنام فرانسس (لارپورٹ جلد ۱ کیوینز بنچ صفحہ ۷۰۳) و متہو بنام منشٹر (لارپورٹ جلد ۲ کیوینز بنچ دویزن صفحہ ۱۴۱) اور معاملہ وست ڈیون گرنٹ کاسلز مابین (لارپورٹ جلد ۸ چینسری دویزن صفحہ ۱۰۱) پر حوالہ ہوا)

یہہ استصواب اجلاس کامل سے محمود صاحب جسٹس نے کیا تہا - جن حالات مین یہہ استصواب پیدا ہوا تہا وہ اور نیز واقعات مقدمہ کافی طور پر ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

ایج صاحب چیف جسٹس - یہہ استصواب اجلاس کامل سے میرے بہائی محمود صاحب نے لغرض اظہار اپنے رائے نسبت اوس امر کے کیا ہے جو بہ نسبت اختیار ایڈووکیٹون کی بذریعہ تجویز ثانی ایک ڈگری مصدرہ میرے بہائی محمود صاحب کے پیش ہوا ہے جب اپیل کی سماعت عدالت ہذا مین ہوئی تہی اوسوقت سائل کیطرف سے مسٹر اسپنکی حاضر ہوے تہے - اوسکی فریق ثانی کیطرف سے مسٹر کالون ایک دوسری ایڈوکیٹ عدالت ہذا کے حاضر ہوے تہے - صاحبان موصوف انگلش بار کے ممبر بہی ہین - اپنے موکلونکی فایدہ کی نظر سے صاحبان موصوف نے ڈگری کی اوس شکل کے نسبت رضامندی ظاہر کی تہی جو میرے بہائی محمود صاحب کو اپیل مین صادر کرنی چاہیے تہی میرے بہائی محمود صاحب نے ڈگری اونہین شرایط کے ساتہہ صادر کی تہی جنپر ان دونون ایڈووکیٹون نے اتفاق کیا تہا - میرے بہائی محمود صاحب نے دفعہ ۱۷۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے روسے عمل کیا تہا سائل تجویز ثانی کہتا ہے جسکو ہم واقعہ

قیاس کرتے ہین کہ وہ اون شرایط پر کبھی راضی نہین ہوا تھا۔ وہ یہہ بہی کہتا ہی کہ اوس نے اپنے ایڈوکیٹ کو کسی ایسی شرایط پر رضامند ہونیکا اختیار نہین دیا تہا۔ بحث یہہ ہے کہ ان خیالات سے میرے بہائی محمود صاحب دست اندازی کرسکتے ہین اور اپنے فیصلہ کی تجویز ثانی کرسکتے ہین اور اپنی ڈگری مورخہ ۲۳ اپریل ۱۸۹۰ء تبدیل کرسکتے ہین یا نہ۔ سایل نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ اوسکے فریق ثانی نے کوئی استفادہ نامناسب حاصل کرلیا ہے یا مسٹر اسپنکی نے بذریعہ کسی غلطی کے ایسا عمل کیا ہے جس سے کوئی بے انصافی ہوئی ہے اور نہ ہمارے روبرو کوئی بیان حلفی ایسا موجود ہے جس سے کوئی اس قسم کی بات کا ایما ہوتا ہے۔ مسٹر اسپنکی کے نسبت جو کچھہ ہم جانتے ہین اوس سے ہرگز یہہ ممکن نہین ہے کہ اونہون نے فایدہ اپنے موکل کا نظرانداز کردیا ہو۔ مجھکو یہہ شبہہ نہین ہے کہ اگر ہمکو یہہ اطمینان ہوتا کہ کوئی استفادہ نامناسب فریق ثانی نے حاصل کیا ہے کہ بوجہ غلطی کے مسٹر اسپنکی نے اسطور پر عمل کیا ہے جسکی بابت اس سایل کے حق مین کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو ہم دست اندازی کرسکتے تھی۔ بلحاظ اسکے کہ میرے نسبت غلط فہمی نہو بہتر تہا کہ مین یہہ کہتا کہ جسکو مین استفادہ نامناسب سمجھتا ہون وہ ایسی شرایط پر رضامند ہوجانا نہین ہے کہ جن شرایط کے نسبت موکل اعتراض کرتا ہو اور جنکو وہ نامناسب سمجھتا ہے بلکہ کوئی واقعی ناانصافی ہے جس سے ہمکو عمل کرنیکی ترغیب ہونی چاہیے۔ صلحنامہ کی بہت سی صورتون مین بہت سے امور چہوڑ دینا پڑتے ہین اور ہر طرف سے بہت سی رعایتین کرنا پڑتی ہین۔ عدالت میں بہت سال کے تجربہ کے بعد مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ معزز اور ذمہ دار اور تجربہ کار ایڈوکیٹ بہ نسبت اسکے کہ موکل ہو اوسکی بہ نسبت بہتر جج اس امر کا ہوتا ہے کہ واسطے بہترین فایدہ اپنے موکل کے اوسکو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ہے۔ بطور تمثیل اس امر کے کہ عدالتہای انگلستان نے کہانتک ایڈوکیٹ کے عملون کو قایم رکہا ہے مین مقدمہ اسٹراس بنام فرانسس لا رپورٹ جلد ا کیوینس بنچ صفحہ ۳۷۹ پر حوالہ دیتا ہون جسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ یہہ امر کونسل مقرر شدہ کے عام اختیار مین داخل ہے کہ پیروی مقدمہ کی دربارہ کسی جوزر کے موقوفی کے رضامندی ظاہر کرے اور چونکہ صلحنامہ کونسل کے علانیہ اختیار مین داخل ہے

لہذا وہ موکل پر باوجودیکہ وہ نارضامند ہو واجب التعمیل ہے۔ بجز اوس صورت کے کہ اوسیوقت اس نارضامندی کا علم فریق ثانی کو کرا دیا گیا ہو۔ مقدمہ مذکور مین فیصلہ مسٹر جسٹس بلیک برن صاحب سے فقرہ ذیل مندرجہ صفحہ ۳۸۱ پر بہی مین حوالہ کرتا ہون مسٹر کینیلی نے یہہ ایما کرنیکی کوشش کی ہے کہ مقدمہ مین کونسل مقرر کرنیوالیکا محض یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ تقریر اور فصاحت کے اختیار کو استعمال کریگا لیکن کونسل کو اس سے بہی اعلی صفتین حاصل ہین یعنے پیروی مقدمہ مین بحالت پیدا ہونے ضروریات کے راے اور اختیار امتیازی کا استعمال کرنا اور موکل کو اپنے کونسل کے منتخب کرنے مین اوسکی شہرت عزت سنہ اور عقل سے رہبری ہوتی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ چند ہی کونسل اس نالائق شرط پر صاحب مقدمہ کا قبول کرتے ہونگے کہ وہ صرف اپنے موکل کے زبان ہی ہونگے۔ چونکہ کونسل واسطے پیروی مقدمہ کے بلا کسی شرط کے مقرر ہوتے ہین لہذا جس علانیہ اختیار سے وہ اوسوقت ملبوس ہوتے ہین کہ جب وہ واسطے پیروی مقدمہ کے حاضر ہوتے ہین وہ یہہ ہے کہ وہ ہر ایسا امر کرسکتے ہین جو باستعمال اونکی راے امتیازی کے اونکو پیروی مقدمہ مین بہت مفید اپنے موکل کے معلوم ہو اور اگر اپنی علانیہ اختیار کے حدود کے اندر وہ کوئی معاہدہ فریق مخالف کے کونسل سے بہ نسبت مقدمہ کے کرین تو باعتبار ہر اصول کے یہہ معاہدہ قابل پابندی قرار پاویگا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے معاملہ مین مین اس سے زیادہ مکمل اور صاف طور پر اپنی راے ظاہر کرسکتا ہون کہ مین فیصلہ لارڈ ایشر بمقدمہ متہیو بنام منسٹر (لا رپورٹ جلد ۲۰ کوینز بنچ ڈویژن صفحہ ۱۴۱) کو اختیار کرتا ہون جسمین مین خیال کرتا ہون کہ صحیح طور پر یہہ قرار پایا ہے کہ کونسل کا اختیار کیا ہے۔ مین فقرہ ذیل اوس فیصلہ سے نقل کرتا ہون اور فیصلجات لارڈ جسٹس بوؤن صاحب و لارڈ جسٹس فرای صاحب کے بہی بدرجہ مساوی مفید ہین۔ اشیا کی اس حالت سے بحث اوس تعلق کے پیدا ہوئی جو فیمابین کونسل اور اوسکے موکل کے ہوتا ہے جو اکثر ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا وہ تعلق کارندہ اور اصل مالک کا ہے۔ مین نے خود کبہی ایسا محاورہ اختیار نہین کیا نہ اختیار کرتا ہون جو مجھے مغالطہ دہی کا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی کونسل کسی شخص کے طرف سے خلاف مرضی شخص مذکور کے ایڈوکیٹ نہین ہوسکتا ہے اور چونکہ ایسی حیثیت مین خود وہ اصل نہین ہوسکتا ہے پس وہ بعد اسکے کہ اوسکا اختیار اوس سے لے لیا جاوے وہ اوس حیثیت مین قایم

نہین رہ سکتا ہے۔ لیکن جب کوئی موکل کونسل سے یہہ درخواست کرے کہ اوسکی طرف سے مسل ایڈوکیٹ کے عمل کرے تو وہ اوس درخواست سے کچھہ زیادہ کرتا ہے کیونکہ اوسکی درخواست سے فریق ثانی کو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل اوسکی طرف سے معمولی طور پر عمل کریگا اور جبتک وہ اظہار قایم رہیگا اوسوقت تک وہ اوس اظہار کا پابند رہیگا پس حقیقۃ مسترد کیا جانا اختیار کا جس سے فریق ثانی کو علم نہو ملا ہنہ مختار کونسل پر موثر نہوگا۔ درخواست مذکور سے یہہ مراد نہین ہے کہ بجز بحیثیت کونسل کے وہ کسی اور طور پر عمل کریگا بجز اوس طور سے کہ جسطور سے کونسل معمولی طور پر عمل کرتا ہے وہ کسی اور طور پر عمل کریگا کونسل کا یہہ کام ہے کہ اپنے موکل کو بیرون عدالت مشورہ دے اور اوسکی طرف سے عدالت مین عمل کرے اور تا وقتیکہ اوسکا اظہار نکیا جاوے اوسکو بہ نسبت اون کل امور کے جو پیروی مقدمہ سے مناسب طور پر متعلق ہین اختیار نا محدود اوس امر کے عمل مین لانیکا حاصل ہے جو اوسکے موکل کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس فقرہ سے یہہ معنی ہین کہ جو شخص کسی ایڈوکیٹ کو مقرر کرتا ہے وہ ایڈوکیٹ کے اون اختیارات کو محدود نہین کرسکتا ہے کہ جن سے وہ مقدمہ مین شخص مذکور کو پابند کرتا ہے بجز اوس صورت کے کہ وہ فریق مخالف کو اطلاع اس امر کی دیدیوے کہ ایڈوکیٹ کے اوس اختیار کو کہ وہ اوسکے طرف سے عمل کرے موقوف یا محدود کردیا ہے۔ بعد ازان۔ مین نے کہا ہے کہ تعلق کونسل کا موکل کے ساتھہ ہر وقت ختم کردیا جا سکتا ہے لیکن پہلے کیا جانا اختیار کا فریق ثانی کو معلوم ہونا چاہیے اور اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ موکل اپنے کونسل کو ہدایات دربارہ محدود کرنے اوسکی اختیار بہ نسبت پیروی مقدمہ کے نہین دے سکتا ہے اور نہ اونکی تعمیل ہونے پر اوسکو مجبور کرسکتا ہے جو کچھہ وہ کرسکتا ہے وہ کل یہہ ہے کہ اپنے اختیار کو وہ بالکل مسترد کرسکتا ہے اور اسطرح پر کرسکتا ہے کہ جس سے معلوم ہو جاوے کہ اوس نے ایسا کیا ہے۔ مقدمہ معاملہ وسٹ ڈلون گرینٹ کلکتہ لا مین دلا رپورٹ جلد ۳ چنسیری ڈویژن صفحہ ۱۵۱ جسمین کونسل نے بر طبق چند شرایط کے اپیل نکرنیکا اقرار کیا تھا اور اوس کے موکلون نے دربارہ اوسکے اس استحقاق کے کہ وہ اونکو پابند کرسکے اعتراض کیا تھا۔ کاٹن صاحب ولنڈلی صاحب ولودن صاحب

لارڈ جسٹس ان نے یہہ تجویز کی تھی کہ موکل اپنے کونسل کے افعال کے پابند ہین۔ رپورٹ کے صفحہ ۴۵ مین کاٹن صاحب لارڈ جسٹس کے نسبت یہہ رپورٹ ہے کہ معزی الیہ نے یہہ کہا ہے۔ لکھریر مین یہہ بحث پیش ہوئی تھی کہ آیا اپیل نکرنیکا اقرار بلا اختیار صریحی کے کونسل کر سکتا ہے یا مطلق نہین اور اگر کر سکتا ہے تو آیا بعد ہو جانے فیصلہ روداد کے کر سکتا ہے یا نہین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ ہر صلحنامہ مین اقرار اپیل نکرنیکا متعلق ہے لہذا یہہ اقرار کرنا اوسکے موکل اپیل نکرنیکے اختیار کونسل سے متجاوز نہین ہے۔ بہ نسبت دیگر امر کے کونسل فی الواقعہ یہہ کہتا ہے کہ جج نے میرے موکل کے خلاف فیصلہ صادر کیا ہے اور بعوض اپیل کرنے اوسکے اوسکا خرچہ [illegible] ہو جاوے وہ یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ بنا راضی اوس فیصلہ کے اپیل نکریگا۔ یہہ صلحنامہ ہے۔ لہذا اقرار مذکور بادی النظر مین قابل پابندی ہے۔ [illegible] مقدمات ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اون صلحنامون اور تصفیہ جات مین جو کونسل [illegible] اپنی موکل کیطرف سے مقدمہ مین کی ہون دست اندازی نکرنیکے بارہ مین عدالتین بہت محتاط ہوتی ہین۔ مقدمہ پریم سکھہ بنام مہتی رام (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۲۳) و مقدمہ حکیم لعل بنام بلدیو (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۰۹) اور مقدمہ سردار بیگم بنام عزت النسا (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۴۹) ایسے مقدمات ہین جو وکیلون کے اختیارات سے متعلق ہین اور اس مقدمہ پر موثر نہین ہین جو ہمارے روبرو پیش ہے۔ [illegible] اختیار وکیلون کا دربارہ پابند کرنے اپنے موکلون کے زیر نزاع ہوتا ہے تو اختیار مذکور بالکل خاص حالات کے شرائط پر منحصر ہوتا ہے۔ مین اپنے نسبت تو یہہ کہتا ہون کہ مین کالتنا کو ازادانہ اور وسعت کے ساتھہ پڑھونگا الا اوس صورت [illegible] ظاہر ہوتا ہو کہ موکل کی نیت یہہ تھی کہ اپنے وکیل کے اختیار کو محدود رکھے۔ میرے نزدیک مین سیت جہانی محمود صاحب کو یہہ درخواست تجویز ثانی کی نامنظور کرنا چاہیے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری بھی بالکل یہی [illegible] ہے اور مین ذیل [illegible] جسٹس کے جواب کو جو نسبت اس استصواب کے ہے [illegible] صاحب صلحنامہ کی بنا پر جہانی محمود صاحب نے اپنی ڈگری صادر کی ہے وہ فریق [illegible] اپیل [illegible]

ٹرل صاحب۔ میں ذیلعلم چیف جسٹس کے راے اور اوس جواب سے جو ستفسار کے نسبت دیا گیا ہے اتفاق کرتا ہون۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین بہی ذیلعلم چیف جسٹس اور اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب کے جواب سے اتفاق کرتا ہون۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

القصفیہ درخواست تجویز ثانی کا اوسی روز مطابق ارا منظورہ اجلاس کامل کے بذریعہ حکم ذیل کے کیا گیا تہا

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب ایک سایل تجویز ثانی کے ہے اوسکو مین نے اجلاس کامل مین پیش کیا تہا اور جو جواب اجلاس کامل سے دیا گیا ہے اوسکی رو سے مجہے ضرور ہے کہ فیصلہ اوسکا بموجب دفعہ ۶۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور قاعدہ نمبر عدالت ہذا کے کرون۔ بلحاظ اوس جواب کے جو اجلاس کامل نے دیا ہے مین یہہ درخواست نامنظور کرتا ہون خرچہ کے حکم کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اطلاعنامہ بنام فریق ثانی جاری نہین ہوا تہا

منفصلہ ۳ فروری — نگرانی فوجداری — ضلع بدایون

عبدالغفور بنام للتو

معاوضہ فضول اور تکلیف دہ نالش کا۔ ہدایت۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۴۴ و ۲۴۷ و ۲۵۰۔

لفظ ہدایت سے ضمناً یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ مدرجہ اول تحقیقات تامہ مقتضیہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہونی چاہئے۔ لہذا جس صورت مین مجسٹریٹ نے بلا کیجانے تحقیقات مذکور اور محض بوجہ غیر حاضری مستغیث کے حکم دلایجانے معاوضہ کا ملزم کو صادر کیا جسکا صادر ہونا حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے معلوم ہوتا ہے۔ تجویز ہوئی کہ ایسی حالت مین دلایا جانا معاوضہ کا بلا استعمال اختیار امتیازی مقتضیہ دفعہ ۲۵۰ کے ہے۔

واقعات مقدمہ کی جہانتک ضروری ہین ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

تاکس صاحب جج - یہہ استصواب صحیح طور پیش ہوا ہے - ڈپٹی مجسٹریٹ نے بذریعہ ایک حکم کے اوس شخص کو رہا کر دیا جو ملزم جرم مصرحہ دفعہ ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا تہا اور مستغیث کو حکم دیا کہ ملزم کو معاوضہ ادا کرے - مجسٹریٹ اپنے حکم استصواب مین یہہ کہتے ہین کہ حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے معاوضہ صرف اوسی ملزم کو دلایا جا سکتا ہے جو اوس جرم سے بری کیا جاوے جو اوسپر لگایا گیا ہو - ظاہرا مشار الیہ نے اس واقعہ کو نظر انداز کیا ہے کہ لفظ بریت مین حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری شامل ہے جبکہ ملزم بوجہ غیر حاضری مستغیث کے بری کیا جاتا ہے - اگرچہ قانون مین بالتصریح اسکا حکم نہین ہے میری یہہ راے ہے کہ باستعمال لفظ بری [illegible] واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ بدرجہ اول تحقیقات تا حد مقتضیہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے ہو لی جاوے - جہانتک مسل سے ظاہر ہوتا ہے ایسی کوئی تحقیقات نہین ہوئی اور معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے کاروائی مزید مقدمہ کی صرف اسوجہ سے موقوف کردی کہ [illegible] حالات بوجہ استعمال کرنے اختیار [illegible] ہے - جو وجوہ مجسٹریٹ نے تحریر کی ہین [illegible] حکم مصدرہ عدالت ماتحت حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ کا منسوخ کیا جاوے [illegible] روپیہ ادا کر دیا ہو تو وہ اوسکو واپس کر دیا جاوے -

انگریزی صفحہ ۶۳

ضلع غازیپور　اپیل دوم نمبر ۱۱۶ ۱۸۸۹ء　منفصلہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۰ء

جگروپ رائے و یک کس دیگر　بنام　رادھے سنگھ وغیرہم

رجسٹری و بلا رجسٹری شدہ دستاویزات۔ مرتہن از روے دستاویز رجسٹری شدہ کا مقابلہ ساتھہ خریدار نیلام بعلت ڈگری مبنی بر رہنامہ غیر رجسٹری شدہ مقدم ہے۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ رجسٹری) دفعہ ۵۰۔

از روے دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری کے جب ڈگری یا حکم پر دستاویز رجسٹری شدہ کو موثر ہونا چاہئے وہ ڈگری یا حکم صادرہ قبل تحریر رجسٹری دستاویز رجسٹری شدہ مذکور کے ہونا چاہئے۔ لہذا جس صورت مین مدعیان نے بموجب از روے دستاویز رجسٹری شدہ کے مرتہن ہین نالش منسوخی نیلام مشمولہ مدعا علیہم بذریعہ ڈگری بربنا رہنامہ غیر رجسٹری کے دایر کی ہو تو [illegible] رجسٹری شدہ مدعیان کا دعوی رہنامہ غیر رجسٹری شدہ مانعہ کا ہے [illegible] مدعا علیہم کو استدلال ہے لیکن مقدم اوس ڈگری سے ہے جو ۱۲ [illegible] کی بنا پر صادر ہوئی ہے۔ تجویز ہوا کہ مدعا علیہم خریداران نیلام بہ تبعیت حقوق مرتہنانہ مدعیان کے اوسکو پاوینگے۔ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۳) [illegible] بنام سبرایا نوینڈو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۸۸) و کنہیا لال بنام مبنی دیبر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۷) و شاہی رام بنام شبراتی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۹۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کی ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

عبدالمجید و حمید اللہ منجانب اپیلانٹان　جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ عدالت ہذا مین مدعیان اپیلانٹ ہین۔ اونہون نے اپنی نالش واسطے استقرار اس امر کے کی ہے کہ ڈگری جو ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء کو بربنائے تمسک بلا رجسٹری شدہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۷۸ء کے حاصل ہوئی ہے اور جو نیلام اوس ڈگری کے عملت مین ہوا اور جسمین مدعا علیہم نے خریداری کی ہے نفی اور کالعدم ہے۔ مدعیان مرتہن جایداد کے ہین۔ اونکا رہن مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۷۷ء ہے اور رجسٹری شدہ ہے۔ بربنائے اوس رہن کے اونہون نے ۱۹ دسمبر

۱۸۸۸ء کو ڈگری حاصل کی ہے۔ مدار اس بحث کا دفعہ ۵۰۔ ایکٹ رجسٹری پر ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اسمقدمہ مین جو رہنامہ غیر رجسٹری شدہ بناے استحقاق مدعاعلیہم ہے وہ باعتبار تاریخ کے رہنامہ رجسٹری شدہ مدعیان سے مقدم ہے لیکن رہنامہ رجسٹری شدہ مدعیان کا تاریخ صدور ڈگری بربنا رہنامہ غیر رجسٹری شدہ سے مقدم ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ از روے دفعہ ۵۰۔ ایکٹ رجسٹری کے جس ڈگری یا حکم پر دستاویز رجسٹری شدہ کو موثر نہونا چاہئے وہ ایسی ڈگری یا حکم ہونا چاہئے جو قبل تحریر اور رجسٹری دستاویز رجسٹری شدہ کے صادر ہو چکی ہو۔ اس امر پر عدالت ہذا نے بمقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۳) پر غور کیا تھا اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مین نے بھی وہی نتیجہ اخذ کیا تھا جو ڈلیملم چیف جسٹس اور میرے بھائی ٹرل صاحب نے اوسمقدمہ مین بہ نسبت بحث تقدیم کے اخذ کیا تھا۔ جو دادرسی مدعی چاہتا ہے وہ ہم عطا نہین کر سکتے ہین جس ڈگری کے حالت مین نیلام ہوا تھا وہ کامل طور پر عمدہ ڈگری تھی صرف یہی ایک بات ہے کہ وہ مدعیکے اس امر کے استقرار کرانے پر موثر نہین ہے کہ وہ تابع اونکی کفالت کے ہے۔ جو ڈگری مین تجویز کرتا ہون وہ یہہ ہوگی کہ اپیل معہ خرچہ ڈگری ہوگا اور نالش مدعیان کی اسقدر ڈگری ہوگی کہ استقرار اس امر کا کیا جاوے گا کہ ڈگری مصدرہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۶ء اور اوسکے روسے جو نیلام ۱۲ مارچ ۱۸۸۸ء کو ہوا ہے اون حقوق مدعیان پر جو از روے اونکے رہنامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۶ء کے ہین اور جو ڈگری اسکی رو سے بتاریخ ۹ دسمبر ۱۸۸۶ء کو صادر ہوئی ہے اوسپر اثر نہ ہوگا

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری بھی یہی راے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسبارہ مین قانون صاف طور پر فیصلہ مقدمہ شاہی رام بنام شب لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۹۰) مجوزہ مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب اور خود میرے مین جسکا حوالہ بمقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ مین ہوا ہے بیان کیا گیا ہے اور جو راے اوسمین قایم کی گئی ہے وہ بالکل مطابق اوس راے کے ہے جو اب ڈلیملم چیف جسٹس نے ظاہر کی ہے اور مطابق اوس راے کے ہے جو خود مین نے بمقدمہ کنہیا لال بنام ... زبدۃ النظایر

ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۴۷) مین ظاہر کی تہی - ایسی ہی راے ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ مدالملبنام سبرایا لونیدو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹) مین قایم کی ہے - مین حکم مجوزہ ذیلعلم چیف جسٹس اور ڈگری کی اوس شکل سے بہی اتفاق کرتا ہون جو اونکی تجویز سے عملی ہوگی -

ٹرل صاحب جسٹس - مین بہی اتفاق کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے اور صرف یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مقدمہ شاہی رام بنام شب لال (از بدۃ انتظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۹۴) مین مجہے اس امر پر غور کرنیکا افتخار مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب کے ساتھہ حاصل ہوا تہا اور جو راے اوسوقت ظاہر کی گئی تہی اوسکو جیساکہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بتلایا ہے پیتہرم صاحب چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹرل صاحب نے مقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹد بنام دی شملہ بنک لمیٹد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۳) مین منظور کیا تہا - فی الحقیقت صفحہ ۲ - اوس فیصلہ سے ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے جو اسمعاملہ مین بہت ضروری ہے اور مین اوس سے اتفاق کرنیکو اوس سے زیادہ امادہ ہون کیونکہ ایک بنچ نے جسمین کل عدالت ہذا جو کہ اب موضوع ہے شریک ہے اوسکو پسند کیا ہے -

ناکس صاحب جسٹس - مین ذیلعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون -

ضلع الہ آباد نگرانی فوجداری نمبر ۱۹۰۱ء منفصلہ ۲۶ فروری اگریزی صفحہ ۴۴

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کلو وغیرہم

گرفتاری - بذریعہ بہاگنے کے گرفتاری سے بچنا - گرفتاری جایز مین مزاحمت یا تعرض کرنا - مخفی مداخلت بیجا بخانہ یا نقب زنی بخانہ بوقت شب - مجموعہ تعزیرات ہند دفعات ۲۲۴ و ۴۵۶ -

قبل گرفتاری کے محض فعل بہاگ جانیسے جرم گرفتاری جایز مین مزاحمت یا تعرض بیجا کرنیکا پیدا نہین ہوتا ہے اور اسلیئے جب چند شخصون نے اسطور بہاگ جانیکے فعل مین کسی دوسرے شخص کے مکان مین چہت پر چڑہکر

مداخلت بیجا کی ہے۔ یہ تجویز ہوئی کہ اشخاص مذکور مرتکب جرم مخفی مداخلت بیجا بخانہ یا نقب زنی بخانہ بوقت شب کے نہین ہوئی ہین۔

واقعات اسمقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ثابت ہین

امیر الدین بجانب اپیلانٹ   گورنمنٹ پلیڈر رام پرساد منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس چاند خان و عبد الواحد اور منیر خان کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزاے قید سخت میعادی چھہ ماہ فی کس ایک مجسٹریٹ الہ آباد نے صادر کیا ہے۔ ایک چوتھی شخص مسمی کلو کے نسبت تجویز ثبوت جرم مزید بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزاے قید سخت میعادی اٹھہ مہینہ کا صادر ہوا ہے۔ ان چار و شخصون نے سشن جج الہ آباد کے حضور مین اپیل کیا تھا اور مشار الیہ نے تجاویز ثبوت جرم کو بحال رکھا لیکن احکام سزا کو تخفیف کر دیا ہے۔ درباره بحالی تجاویز ثبوت جرم کے ڈسٹرکٹ سشن جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ اپیلانٹیان مکان مین بہ نیت تخویف یا توہین یا رنج دہی مستغیث کے داخل نہین ہوئے تھے اور نہ جایز طور پر داخل ہو کر اوس نیت سے اوسمین ٹھہری رہی لیکن وہ بہ نیت ارتکاب جرم یعنی اس نیت سے داخل ہوئی تھی کہ حراست جایز سے جو اونکی گرفتاری جایز مین تعرض کرنیکے بابت تھی بچ جاوین (دفعہ ۴۴۲ مجموعہ تعزیرات ہند) نامبردگان مکان مذکور مین چھت پر چڑہکر یا سیڑہی لگا کر کے بہی داخل ہوئی تہی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹیان ایک قمارخانہ عام مین قمار بازی کر رہے تھی اور اوس قمار خانہ عام سے وہ بہاگ رہے تہی اور اس امر کے کرنیمین وہ ایک شخص مسمی بلاقی کے گھر مین گھس گئے۔ لیکن یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ بجز فعل بہاگ جانے اور گھس جانیکے نامبردگان کسی دوسرے ایسی فعل کے مرتکب ہوے تہے جو بطور انکی مزاحمت یا تعرض کے متصور ہو سکے۔ جس مکان مین وہ گھس گئے تہی وہ ایسا تہا جسمین بلا چھت پر سے زبردستی کے کرنیکے وہ داخل ہو سکتے تہی اور یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اپیلانٹیان اوس مکان مین داخل ہوے تہی۔ کہا جاتا ہے کہ گھر مین داخل ہونیکے بعد اونہون نے اندر سے دروازہ بند کر لئے تہی مین ہرگز یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ قبل گرفتاری ہونیکے محض فعل بہاگ جانے کا

بمنزلہ جرم گرفتاری جایز مین مزاحمت یا تعرض کرنیکے ہے اور اپیلانٹان کے ان افعال کی تعبیر کسی جرم سے جو دفعہ ۲۲۴ مین ہے نہین ہو سکتی ہے ۔ لہذا نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہے کہ تجویز ثبوت جرم بسبب دفعہ ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم نہین رہ سکتی ہے لہذا مین حکم دیتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم و احکام سزا صادرہ جج الہ آباد کے منسوخ ہون اور اپیلانٹیان اوس جرم سے بری متصور ہون جو اونپر قایم کیا گیا تہا اور رہا کیجاوین ۔

درخواست تجویز ثانی

مقدمہ اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۸۸ع — منفصلہ ۱۱ فروری

گنپت رائے بنام عیدو و غیرہم

تجویز ثانی ۔ درخواست بحضور ممبران جی لٹا بغرض تجویز ثانی فیصلہ بجز مذکورہ بنا عذر میعاد سماعت عدالت آمدہ (انگریزی صفحہ ۲۰)

جس صورتین کہ دو ججون کے بنچ کے ایک صاحب کی وفات کے بعد درخواست بحضور ممبری قایم بغرض تجویز ثانی منید لہ اجمالی ممبران ممدوح کی بعذر کے بنا دیر گذری کہ جس اپیل مین فیصلہ تجویز ثانی طلب صادر ہوا تہا اوسپر بوقت دعمال اشٹامپ تہا اور جب کمی پوری کی گئی تہی اوسوقت تک میعاد تہا اسلیئے عدالت نے بمعلہ دیگر وجوہ کے اس بہہ کے بنا پر دست اندازی کرنیسے انکار کیا ۔ ۔ ۔ سماعت وقت سماعت اپیل کے نہین کیا گیا تہا اور اس امر کا کہ شہادت جدید دستیاب تہی جو ایک میعاد و نوعیت کا خاطر

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ ایج صاحب چیف جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

روشن لال منجانب سایل ۔

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ درخواست واسطے تجویز ثانی اوس فیصلہ کے ہی جو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم اور خود مینے ۲۶ جون ۱۸۸۹ع کو صادر کیا تہا ۔ جس اپیل مین ہمنے وہ فیصلہ صادر کیا تہا وہ اپیل دوم تہا ۔ رسپانڈنٹ کیطرف سے جو سایل مقدمہ ہذا ہی چار صاحب جو تجربہ کار وکیل عدالت ہذا مین حاضر تہے ۔ ان چار صاحبون مین سے کوئی صاحب اس درخواست مین حاضر نہین ہوئے ہین اب سایل کیطرف سے مسٹر روشن لال حاضر ہوئے ہین جو اپیل مین نہ تہے جب مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب اور خود میرے روبرو پیش ہوا تہا ۔ وجہ عذر درخواست یہہ ہی کہ ناکافی اشٹامپ پر اپیل داخل ہوا تہا اور کمی جب پوری کی گئی تہی تب وہ میعاد گذر گئی تہی جسکے اندر اپیل اشٹامپ مناسب پر داخل ہونا چاہیے تہا ۔ مسٹر روشن لال فیصلہ مقدمہ ملکرن بنام ۔ ۔ ۔ کا حوالہ دیتے ہین جو انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱

صفحہ ۱۲۹) پر استدلال کرتے ہین - اونکی یہہ حجت ہے کہ یہہ درخواست ایک غلطی موقوعہ مسل پر مبنی ہے مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب اور خود میرے روبرو اپیل بربنا ایسے اپیل کے پیش ہوا تہا جو عدالت کے روبرو مناسب طور پر پیش ہوتا ہے اور کسی نے یہہ ادعا نہین کیا تہا کہ اپیل مذکور مناسب طور پر عدالت کے روبرو نہین ہے - چونکہ یہہ عذر محض میعاد سماعت کا ہے مین تجویز ثانی مین اوس فیصلہ پر غور کرنے سے انکار کرتا ہون جو میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم اور خود مین نے صادر کیا تہا - اگرچہ عذر کہ اپیل خارج المیعاد تہا بنا سے معقول پر مبنی ہوتا اور پیش کیا جاتا تو اپیلانٹ کو اختیار تہا کہ ایک درخواست بربنا حلفنامہ کے روبرو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب کے اور خود میرے روبرو پیش کرتا کہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت متعلق کرکے اپیل منظور کیا جاوے - ایسی درخواست کرنیکا کوئی موقع وقوع پذیر نہین ہوا - یہہ امر نہایت تکلیف دہ ہے کہ تجویز ثانی کی درخواستین ایسی کونسل یا وکیلونکی معرفت ہون جنکو مقدمہ سے وقت سماعت کے کچہہ تعلق نہین تہا - بلاشبہہ فریقین کو استحقاق کامل کسی ایسے کونسل یا وکیل کے مقرر کرنیکا حاصل ہے جنکو وہ پسند کرین - مجہے خوف ہے کہ اکثر اس قسم کے مقدمات مین وہ کونسل یا وکیل جو اپیل مین مقرر تہے اور جو عدالت کو یہہ اطلاع کر سکتے ہین کہ کیا ہوا تہا بظاہرانہ اس غرض سے کہ مقدمہ مین زیادہ لایق کونسل یا وکیل شریک کیے جاوین کسی غرض یا نتایج کردیے جاتے ہین اور کوئی ایسا کونسل یا وکیل جو عدالت کو یہہ اطلاع نہین کر سکتا ہے کہ وقت سماعت کے کیا ہوا فیصلہ تجویز ثانی طلب صادر کیا گیا تہا یا کیا ہوا شریک کردیا جاتا ہے - بوجہ وفات مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب کے مینی بحیثیت جج القایم منجملہ ان ججون کے جو شریک فیصلہ متنازعہ کے تہے اس درخواست کی سماعت کی ہے جسکو مین ڈسمس کرتا ہون -

---

انگریزی صفحہ ۶۵

ضلع رائے بریلی متفرقہ نمبر ۱۷ سنہ ۱۹۰۸ء منفصلہ ۲۰ فروری

پہلوان سنگہ بنام الشیری سنگہ و کس دیگر

اسٹامپ - تعبیر دستاویز - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء ضمیمہ الف مدات دفعہ ۵ و ۲۵ و ۳۵ -

بجواب نالش قلیابی بعض اراضی کے مدعا علیہم مین سے ایک مدعا علیہ نے ایک دستاویز پیش کی تہی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے -

ہم موہن سنگہ و کالکا سنگہ اس تحریر کے دستخط کنندے نندن رام معبر کو قطعہ اراضی موسومہ سات بیگہ حسین کہ بیگہ اراضی ایہدد و درخت مہوہ باغ موسومہ بستی مین شامل ہے شنکلپ دیتے ہین - ہم اوسکا لگان نہ لیوینگے اور موصوف تاحیات خود اپنے متمتع ہوتا رہیگا ہمارے خاندان مین سے کسیکو استحقاق دست اندازی کا بعد ازان حاصل نہوگا -

مورخہ سادہ مدعی تشنہ دہ ۱۹۲۲ء مطابق ۹ جون ۱۸۶۵ء)

جب دستاویز مذکور پیش ہوا تھا تو اسپر صرف دو آنہ کا اسٹامپ تھا۔

جب مدعی کو ہارنے یہہ مقدمہ اکاس بناؤپر ناکافی ہی توبتوسط ضلع جج کے ہائیکورٹ سے استفسار کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ دستاویز کی تعبیر بطور ایسے انتقالنامہ کے ہونی چاہئے جسکی صورت سے کوئی مالیت ظاہر نہین ہوتی ہے اور اس حیثیت سے اوسپر اسٹامپ مالیتی پچاس روپیہ ہونا چاہئے۔

پبلک پراسکیوٹر دبل انجانب سرکار۔ روشن لال منجانب مدعا علیہ مقدمہ

اینج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹل صاحب جسٹس۔ حسب منشا مد ۵۵ ضمیمہ الف ایکٹ ۱ ۱۸۶۲ء کے یہہ بیعنامہ اور بطور ایسے انتقالنامہ کے اوسپر بموجب مد ۲۵-ایکٹ مذکور کے پچاس روپیہ کا اسٹامپ ہونا چاہئے تھا جسکی صورت سے مالیت ظاہر نہین ہوتی ہے۔

ہم یہہ تحریر کرسکتے ہین کہ جو ترجمہ ہمارے پاس منصف نے بھیجا ہے وہ غلط ہی۔ باظہار اس راے کے کاغذات واپس بھیجے جاوینگے۔

ضلع الہ آباد | اپیل اول نمبر ۳ ہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۵ مارچ | انگریزی صفحہ ۲۵

بنو دہتا بی بی بنام بابو رام وغیرہم

شائستہ شرع محمدی۔ مسلمان دعویدار بطور وارث او س شخص کے جو باعتبار ولادت کے مسلمہ تھا اور باعتبار طریقہ زندگی اور شادی کے ہندو تھا۔

مدعیہ نے جو مسلمان ہے دعوی بطور وارث ایک مسماۃ اندر کنور بتوسط اوسکی دادی کے جو مسلمان تھی کیا ہی۔ یہہ ثابت ہوا ہی کہ اندر کنور ایک طوائف کی لڑکی سے جو باپ ہتی اور اوسکی پرورش نسل ہندو کے اوسکی باپ کے خاندان مین ہوئی تھی۔ اوسکی شادی مطابق رسم ہنود کے اوس شخص کے ساتھ ہوئی تھی جو مسلمان ماں اور ہندو باپ کا لڑکا تھا اور نسل ہندو سے رہتا تھا۔

تجویز ہوئی کہ اگر مدعیہ کی رشتہ مندی اندر کنور کی ماں سے ثابت بھی ہو پورے صاف طور پر ثابت نہین ہے تاہم کوئی اصول قانون کا ایسا نہین ہے جس سے وہ بطور وارث اندر کنور کے متصور ہو سکے۔ اصول قانون مصرحہ مقدمہ راج بہادر بنام لشن دیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) کی تقلید ہوئی۔ واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

محمود حسن منجانب اپیلانٹ۔

ہورد واجد دہیا ناتھ و بشمبر ناتھ رام پرشاد موتی لال و سکھ نندن لال و کشن سہاے منجانب ریسپانڈینٹان

رائے جناب صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیہمہ نہ جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی ڈگری شعر دسمسی منجانب مدعیہ کے ہے جو بابت استقرار اس امر کے تہا کہ وہ تنہا وارث اندر کنور متوفیہ کی ہے اور اوس حیثیت سے مستحق جایداد متروکہ اندر کنور مذکور کی ہے - نہ اس نالش مین اور نہ نالش متعلقہ مین جسکی اپیل بکار رو برو ہمارے دائر ہے مدعیہ نے اپنی عرضیہ دعویٰ مین یہہ ظاہر کیا ہے کہ اندر کنور سے اوسکی کیا رشتہ مندرجہ بشرطیکہ کچہہ ہی تہا - اسی بنیاد پر اوسکی نالش ڈگری ہو جانی چاہیے تہی - اندر کنور کی مان ایک مسلمان طوایف تہی - اوسکا باپ کالیستہہ تہا - اوسکا باپ اوسکو اپنے گہر مین رہنے کو لیگیا تہا اور اوسکی پرورش باقرار اور پیروی رسومات ہندو مذہب کے ہوئی تہی - یہہ سچ ہے کہ وہ مثل ہمقوم کی نہین سمجہی جاتی تہی - اوسکی شادی بابو رام مدعا علیہ کے ساتہہ ہندو رسم کے مطابق ہوئی تہی - بابو رام مسلمان عورت کا لڑکا تہا اور اوسکا باپ ہندو تہا - پس بفرض اسکے کہ مدعیہ دختر یا بہن بعض مسلمان طوایف کی تہی جو اندر کنور کی مان پیوٹ تو بحث یہہ ہے کہ آیا اوسنے اپنا استحقاق استقرار اس وراثت کا جسکا اوسنے دعویٰ کیا ہے ثابت کیا ہے - بابو رام اگرچہ مسلمان مان سے پیدا ہوا تہا لیکن اوسکی پرورش مثل ہندو کے ہوئی تہی اور عقاید مذہب ہندو کا اختیار کئے ہوئے تہا - وہ اسطرح پر رہتا تہا کہ گویا ہندو تہا -

ہمکو اطمینان ہے کہ نہ بابو رام اور نہ اندر کنور کسی اغراض کے لئے بطور مسلمان کے متصور ہو سکتے ہین - اگر شہادت پر وہ ہندو نہ سمجہے جاوین تو مثل ان شخصون کے متصور ہونگے جو عقاید مذہب ہنود کا اقرار اور پیروی کرتے ہین اور مثل ہنود کے رہتے ہین - مسٹر محمود حسن صاحب جو منجانب مدعیہ اپیلانٹ کے حاضر ہوئے ہین یہہ بحث کی ہے کہ اندر کنور مسلمان پیدا ہوئی اور مسلمان ہی نہ رہی اور مسلمان ہی فوت ہوئی تہی جب وہ چہہ برس کی عمر کی لڑکی تہی تب اوسکی مان فوت ہو گئی تہی - وقت وفات اندر کنور کے اندر کنور مذہب ہنود کا اقرار کرتی تہی - مسٹر محمود حسن ہمکو کوئی اصول قانون یا ایسا نہ دکہلا سکے جسکی مطابق شرع محمدی متعلقہ وراثت بحق مدعیہ بہ نسبت متروکہ اندر کنور کے متعلق کیا جا سکتا - اوسکی بعد اونہون نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ اندر کنور نے کوئی اطفال نہین چہوڑے تہے تو بموجب ایکٹ وراثت ہند کے مدعیہ مستحق نصف جایداد کی ہے اور اسلئے وہ وارث ہے - ہم نہین خیال کرتے ہین کہ ایکٹ وراثت ہند متعلق ہے لیکن اگر متعلق ہے تو مدعیہ کو کچہہ فایدہ نہوگا کیونکہ عام اس سے کہ وہ دختر یا ہمشیر اندر کنور کی مان کی ہو اندر کنور غیر صحیح النسب تہی - ہم صرف ان اصولونکو متعلق کر سکتے ہین جو عدالت ہذا نے مقدمہ راج بہادر بنام بشن دیال راندہ مندرجہ لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ مین اختیار کئے تہے اور جہانتک ممکن ہو قاعدہ شاستر کو متعلق کر سکتے ہین - اسمقدمہ مین مدعیہ جو مسلمان ہے اپنی وراثت ثابت کرنے مین قاصر رہی ہے اور بابو رام نے اپنی وراثت ثابت کی ہے - اپیل مع خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے -

ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۸۷۹ء منفصلہ ۱۱ مارچ

سری نواس رام پانڈے بنام اودت نراین مصر وغیرہم

رہن - سود بعد تاریخ وجوب کے - خسارہ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۶۷ و ۸۶ -

رہنامہ جو بابت میعاد معین لکھا ہو اور جسمین کوئی شرط صریحی بنسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے نہو اوسکی بنسبت سود مابعد تاریخ وجوب کا بجز خسارہ خلاف ورزی معاہدہ کے اور کچھہ نہین ہے -

سود مذکور کے بنسبت یہہ متصور نہین ہوسکتا ہے کہ وہ بطور اوس سود کے جو رہنامہ پر تا روز وجوب واجب ہوتا ہے محض وہی قایم رہتا ہے اور اوس حیثیت سے زر رہن کا ایک جزو اصلی ہو جاتا ہے اور اوس سود کے مشابہ بھی نہین ہے اور نہ جایداد پر مواخذہ ہوتا ہے گو برائے نام خسارہ ہے - بہ نسبت اوس سود کے جو بعد تاریخ وجوب کے بطور خسارہ دلایا جاتا ہے کوئی فرق مابین سادہ تمسک اور رہناموں کے نہین قایم کیا جاسکتا ہے - منصب علی بنام گلاب چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵) و بھگوت سنگہ بنام دریاؤ سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶) کی تقلید ہوئی - کوک بنام فولر (لا رپورٹ جلد ۷ ایچ ایل صفحہ ۲۷) وبشن دیال بنام اودت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۶) و راجیتی سنگہ بنام گنیش نراین سنگہ (زبدۃ النظایر مطبوعہ وارث سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۰) پر حوالہ ہوا -

واقعات استغاثہ کی جہانتک ضروری ہین منفصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

اجودہیا ناتہہ و جوالا پرساد منجانب اپیلانٹ - کاشی پرساد و رام پرساد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - اس اپیل مین جو منجانب مدعی مقدمہ کے ہے صرف دو امور بحث طلب پیدا ہوتے ہین اول یہہ ہے کہ آیا باعتبار صحیح تعبیر رہنامہ مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کے صریحًا یا معنیًا شرط بابت ادا کرنے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہے یا نہین اور ثانیًا یہہ کہ آیا بحالت نہونے کسی ایسی شرط کے اور استحقاق مدعی بنسبت سود مذکور بشکل خسارہ قرار پاوے تو خسارہ مذکور اصلی

بذریعہ اوس رقم کا ہو جاتا ہے جو از روے رہن کے واجب ہوتا ہے اور اوس طریق مین اوسکا اطمینان اوسکے روسے متصور ہو سکتا ہے یا بدرجہ اقل بطور اوس روپیہ کے جسکا مواخذہ جایداد غیر منقول مشمولہ رہن پر ہے متصور ہوگا۔

بہ نسبت امر اول کے مجھے بہ نسبت صحیح نوعیت دستاویز کے کچھہ شبہہ نہین ہے یعنے یہہ کہ دستاویز مذکور ایک میعاد معین یعنی دو سال کے لئے تھا کہ عرصہ میعاد کے اندر زر اصل مبلغ ۔۔۔ معہ سود بشرح ۸ فیصدی یکمشت ادا ہو جانا چاہیے تھا اور مزید بران اوسکے روسے صرف تاریخ وجوب تک کے سود کے ادا کرنیکی شرط تھی اور نہ بعد تاریخ وجوب کے۔ اوسمین یہہ بیان ہے۔ درحالیکہ ہم لوگ کل زر اصل و سود واجب ازروے دستاویز ہذا تاریخ معینہ پر ادا نہ کرین تو پابندی سے موصوفان دائنیان کو اختیار ہوگا کہ زر اصل و سود تمسک ہذا یکمشت اور دام دام بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ اور ہمارے دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے حسب طرح چاہین وصول کر لیوین۔ بمقابلہ ایسے شرایط کے جیسے کہ یہہ ہین مجھے یہہ کہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاہدہ بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے مفہوم ہو سکتا ہے الا یہہ کہ ہم یہہ تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ جب ایک مرتبہ تعلق راہن اور مرتہن کا بذریعہ کسی دستاویز کے میعاد معین کے لئے قرار پا جاوے تو ہمیشہ مفہوم حکمی ایسے معاہدہ کا ہوتا ہے۔ دستاویز مذکور مین راہنان نے اصل و سود یکمشت میعاد معین پر ادا کرنیکا اقرار کیا ہے اور اگر اوس تاریخ کو ادا نہو تو جو نتایج منتج ہونیکو تھے اونکی صراحت صاف و صریح ہوی ہے۔ اسمقدمہ مین اس امر سے انکار نہین ہے کہ روپیہ حسب اقرار ادا نہین ہوا اور نہ وہ ۳۰ جولائی ۱۸۸۰ء تاریخ ارجاع نالش ہذا تک ادا ہوا۔ ہمکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ دعوے مدعی بابت سود مابعد ۱۸ دسمبر ۱۸۸۱ء کا صرف بطور اوس ہرجانہ کے متصور ہو سکتا ہے جو عدالت مجوز مقدمہ تجویز کریگی اور نہ بطور اوس سود کے جو ازروے معاہدہ صریحی یا معنوی کے واجب ہو۔ بمقدمہ کوک بنام فولر (لا رپورٹ جلد ۷ ایچ ایل صفحہ ۲۷) لارڈ کیرنز صاحب نے بعد غور کرنے اس امر کے جو دستاویز اوس مقدمہ مین زیر بحث تھی وہ اتر نی کا وارنٹ اور واسطے اطمینان انکے قرضہ کے ایک تاریخ معین تک بلا تذکرہ سود مابعد کے تھی یہہ تقریر فرمایا ہے۔

اگر ایسا ہے تو بموجب اوس مشہور اصول کے جسکا حوالہ بہت سے مقدمون مین ہوا ہے
اور جسکو باسانی یادداشت مقدمہ مولنس بنام رڈشا سے حاصل کر سکتے ہین ہر دعوے
بشکل دعوے سود بابت زمانہ مابعد اوس تاریخ کے کہ جس تاریخ تک کی سود کی شرط
ہوئی ہے ایسا دعوے ہے جو زر اصل بابت اصل اور سود مشروطہ کے نہین ہے
بلکہ بابت خسارہ کے ہے اور اوسکا نتیجہ یہ ہے کہ جس عدالت کے روبرو دعوے مذکور پیش
کیا گیا ہے اوسی عدالت کو بحیثیت دعویدار اور اوس رقم کو تجویز کرنا پڑیگا جو
مناسب طور پر اور بلحاظ کل حالات کے بطور خسارہ کے دلایا جانا چاہئے ہے۔ اوسی
مقدمہ مین لارڈ سلبورن صاحب نے یہہ تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ سود بابت توقف
ادا بعد تاریخ وجوب کے دلانا چاہئے تاہم وہ بربناء اصول معاہدہ معنوی کے
نہین ہے بلکہ بربناء اصول خلاف ورزی معاہدہ کے ہے۔ اس رائے کو عدالت
ہذا نے اختیار کیا ہے اور اوسکی تقلید بمقدمہ منصب علی بنام گلاب چند (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵) دہیگونت سنگہ بنام دریاو سنگہ (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶) و راج پتی سنگہ بنام کیشو نراین سنگہ (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۰۰) و بشن دیال بنام اودت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۶) کیا ہے۔ لہذا امر اول کی تجویز خلاف اپیلانٹ کے کیجانی
ہے۔ بہ نسبت امر دوم کے پنڈت اجودیا ناتہ نے ہمارے روبرو بہت لایق تقریر
کی ہے جس سے اصل غرض یہہ امر ثابت کرنیکی ہے کہ مقدمات منصب علی بنام
گلاب چند و دہیگونت سنگہ بنام دریاو سنگہ مجوزہ ذیعلم چیف جسٹس و میرے بھائی
ٹرل صاحب محولہ بالا کی تجویز غلط ہوئی ہے اور امر متعلقہ ایسا ہے جسکو اجلاس
کامل مین سپرد کرنا بہتر ہے۔ ذیعلم وکیل کی تقریر مین نے بطوالت تمام سماعت
کی ہے اور کل اسناد محولہ وکیل موصوف کو مین نے باحتیاط تمام ملاحظہ کیا ہے اور
نہ صرف یہہ کہ مجھے کوئی وجہ شبہہ کرنیکی نظر نہین اتی ہے بلکہ مین اون دو مقدمون
کے فیصلون سے اور نیز اون وجوہ سے جنپر وہ فیصلے مبنی ہین بالکل اتفاق کرتا
ہون۔ لیکن چونکہ میری اس رائے کا اثر بدرجہ اقل بطور کثرت رائے عدالت
کے بہ نسبت ایک خاص صورت کے ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ پنڈت اجودیا ناتہ

کی تقریر اور اون مقدمات مختصراً غور کرون جنپر اونہون نے حوالہ دیا ہے۔ اونکی
پہلی حجت یہہ ہے کہ مابین تمسک سادہ اور رہنامہ کے فرق وسیع قایم ہونا چاہئے
کیونکہ صورت آخرالذکر مین ہمیشہ یہہ قطعی قیاس قایم کرنا چاہئے کہ سود کی نسبت
یہہ نیت ہوتی ہے کہ بعد تاریخ وجوب کے بھی جاری اور بطور مواخذہ کے چلتا رہے اور
اونہون نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ مقدمہ کوک بنام فولر مین دستاویز مناط نالش
رہنامہ نتہا۔ اپنی تقریر کے ایک نوبت اخیر مین ذیعلم وکیل نے یہہ تسلیم کیا ہے
کہ شاید اونہون نے اپنی حجت کو بہت بلند کر دیا ہے اور تب اونہون نے یہہ
اصرار کیا ہے کہ بہ تسلیم اس امر کے کہ سود تاریخ مابعد وجوب کا بالکل خسارہ ہوتا ہی
تاہم اوسکو بطور خسارہ کے معمولی منشا مقبولہ مین نہ تصور کرنا چاہئے بلکہ بطور واقعی
سود کے تصور کرنا چاہئے اگرچہ برائے نام خسارہ ہے لیکن مثل باقی گذشتہ معہ سود قرار
یافتہ ازروے معاہدہ کے چلتا رہتا ہے اور اسطرح پر ایسا متصور ہونیکا مستحق
ہے کہ گویا اوسکا اطمینان جایداد پر کیا گیا ہے۔ پس مجھے اس بحث کو آزمانے دیجئے
ایک شخص ایک رقم معین کے ادا کرنیکا معاہدہ معہ سود بہ تعداد معین بتاریخ معین
کرتا ہے اور اپنی اراضی واسطے اطمینان زر اصل و سود مذکور رہن کرتا ہے اور یہہ
قرار دیتا ہے کہ بحالت وعدہ خلافی بر وقت اختتام میعاد معینہ کے اراضی مذکور
فوراً بنفاذ رہن مذکور قابل نیلام ہوگی۔ پس مین قیاس کرتا ہون کہ قیاس معقول
یہہ ہے کہ ہر شخص اپنے معاہدہ کی تعمیل کرے گا اور اوسکی خلاف ورزی نکرے گا
اور ثانیاً اگر فریقین اوس معاہدہ مین جو فیمابین اونکے منعقد ہوا ہے کوئی قید وقت
کی قایم کرین تو وہ یہہ کام اپنے دیدہ دانستہ کرتے ہین اور قصد اوس امر کا کرتے
ہین جو وہ اپنی معاہدہ مین سیاہ و سفید داخل کرتے ہین۔ پس اگر الف ب سے یہہ
کہے کہ مین تمکو الف سہ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو معہ سود بشرح ۵ فیصدی سالانہ
ادا کرونگا اور تمہارے پاس اپنا ۱۰ حصہ زمینداری اوس عرصہ کے لئے رہن کرتا ہون
اور اگر مین تاریخ وجوب کو ادا کرنے مین قاصر رہون تو تمکو اختیار وصول کرنے زر
مذکور کا بذریعہ نیلام حصہ مذکور کے حاصل ہوگا۔ تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ الف کی
نیت ہے کہ ادا کرے اور ب کی نیت ہے کہ وہ ضرور یکم جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو الف سے

روپیہ ادا کریگا اور اونکی فیمابین یہہ مفہوم ہے کہ تاریخ معینہ پر ادا کرینکی معاہدہ کی تعمیل ہوگی اور اگر تعمیل نہو ہی تو بنفاذ شرط نیلام کا مفہوم ہے - اوسمین سے دونو کو اختیار ہے کہ وعدہ خلافی کے صورت کے لئے جو کچھہ مین کہہ چکا ہون اوس سے زیادہ اور اوسکی علاوہ کوئی شرط بذریعہ معاہدہ بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے قایم کرلین اور اگر وہ ایسا نکرین تو یہہ کہا جائیگا کہ یہہ منشا کی بالارادہ ہے اور جسوقت تک کے لئے معاہدہ محدود کیا گیا تہا وہ دیدہ دانستہ محدود کیا گیا ہے تو وہ خاص عہد کیا ہے جو معاہدہ رہن میعاد مشروطہ سے بترجیح کسی اور معاہدہ کے جو ادا سے رقم زر نقد بتاریخ مخصوص کے متعلق ہوتی ہے مثلاً جیسے پرامیسری نوٹ ہے - ان دونون صورتون مین سے ہر صورت مین تاریخ وجوب پر نہ ادا ہونیسے بنا مخاصمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وقت تعمیل کا آیا اور چلا گیا اور معاہدہ شکست ہوگیا ہے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہہ بحث ذیعلم وکیل اپیلانٹ کی موثر کیجاوے کہ مابین نار رہن میعاد معین مع معاہدہ سود کے جو اوس میعاد تک محدود ہو اور اوس رہن کے جسکے ساتھہ کوئی ایسی قید نہو بلکہ تا ادائے اصل مع سود کے جایداد پر مواخذہ قایم ہوا ہو کوئی فرق اصلی نہین ہے تو اوسکا یہہ نتیجہ ہے کہ جو معاہدہ صریحی بابت سود مابعد تاریخ وجوب کے ہو تو اوسکا حیطہ یا اثر عدالت کے اوس تشخیص سے برتر نہین ہے جو بابت ایسے سود کے خسارہ کے نام سے ہوتی ہے کیونکہ اگر وکیل موصوف کی بحث صحیح ہے تو ہر دو صورت مین سود تاریخ مابعد وجوب کا ایک جزو اوس رقم کا ہوجاتا ہے جسکے بابت مرتہن حسابات کرا سکتا ہے یا جایداد مرہونہ کو نیلام کرا سکتا ہے یا اوس زر رہن کو بہت بڑہا دیتا ہے جو راہن کو قبل انفکاک کرانیکے ادا کرنا چاہیے - معاملہ کی اس صورت مین مرتہن اپنے دعوے سود تاریخ مابعد کو بشکل خسارہ اخیر تاریخ میعاد سماعت تک بڑہنے دے سکتا ہے اور اگرچہ اخیر مین اوسکی تعداد تشخیص کیجاویگی اور بالضرور کوئی رقم ہونیکی ضرورت نہین ہے تاہم جب تشخیص ہوجاوے تو ایسی متصور اور تجویز ہوگی کہ گویا برابر اوسکا مواخذہ قایم رہا ہے یا اوسکا اطمینان جایداد مرہونہ پر کیا گیا تہا - مین پوچھتا ہون کہ کس تاریخ سے یہہ معاہدہ قایم ہوگا تاریخ رہن سے یا تاریخ خلاف ورزی معاہدہ سے

یا جن سالون کا سود غیر سودی رہا ہے اوسمین سے ہر سال کے خاتمہ سے یا تاریخ ڈگری سے لغایت اوسکی مرتہن کی کیا حالت ہوگی جس نے تاریخ خلاف ورزی کے بعد لیکن قبل اسکے کوئی سود اخذ حاصل کیا ہے کہ جب مجموعہ کل سود تاریخ مابعد وجوب کا بطور خسارہ کے قابل تشخیص ہوگیا تھا۔ اگر سود مابعد تاریخ وجوب کا بطور خالص اور سادہ سود قابل الوصول ہے تو اوسکی بازیافت اوس تاریخ سے تین سال تک محدود ہوگی کہ جس تاریخ سے وہ واجب ہوا تھا (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع ضمیمہ ۲ نمبر ۱۳۲) تاہم اگر تقریر اپیلانٹ کو ہم اوسکی نتیجہ منطقی تک اس ہدایت کی صورت تک لیجاوین کہ جو سود بطور خسارہ کے عاید کیا جاتا ہے وہ جزو اوس روپیہ کا ہوجاتا ہے جسکا اطمینان ازروے رہن کے کیا گیا ہے تو اس امر کا نظرانا مشکل ہے کہ واسطے اغراض مدت کے جس روپیہ کا اطمینان بذریعہ رہن کے کیا گیا ہے اوسکا کس وقت سے واجب الادا ہونا تسلیم کیا جائیگا۔ مجھے یہہ تجویز کرنا اختلاف لفظی معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ خلاف ورزی اپنے معاہدہ کے جس کسی چیز کے ادا کرنیکا راہن ذمہ دار ہوتا ہے وہ یا تو قانونًا یا لفظًا حسب شرائط یا مضامین معاہدہ مذکور کے واجب الادا متصور ہو سکتا ہے۔ ذیل میں وکیل نے زیادہ خصوصیت کے ساتھہ مقدمات مارگن بنام جونز (لا جرنل جلد ۲۲۔ ایکسچکر صفحہ ۲۳۲) و پرالیس بنام گریٹ وسٹرن ریلوے کمپنی (لا جرنل جلد ۱۲۔ ایکسچکر صفحہ ۸۷) و گارڈلو بنام وجولن (لا رپورٹ جلد ۵ چنسیری ڈویژن صفحہ ۲۰۷) اور چند فقرات پر جو باب ۱۱ حصہ ۲ رسالہ رہن مولفہ فیشر صاحب مین دستیاب ہوتے ہین استدلال کیا ہے۔ مین نے ان کل اسناد کو باحتیاط تمام غور و ملاحظہ کیا ہے اور مین اونکو اس طرح پر متصور نہین کرتا ہون کہ اونکے روسے مجھے یہہ تجویز کرنا لازم ہے کہ جو سود بعد تاریخ معینہ رہنامہ کے واجب ہو وہ ایک جزو قرضہ رہن کا ہوجاتا ہے۔ برعکس اسکے میری راے مین وہ صرف بطور خسارہ ردکئے قرضہ مذکور کے وصول ہو سکتا ہے کہ جو خسارہ بطور اوس روپیہ کے متصور نہین ہو سکتا ہے جسکا اطمینان بذریعہ رہن کے ہوا ہے یا جسکا مواخذہ جایداد مرہونہ پر قایم ہوا ہے۔ بلکہ معاہدہ رہن کے خلاف ورزی کا معاوضہ ہے۔ اسکی تائید مقدمہ مولکن بنام ریڈشاد جلد اول مقدمہ ولیم ساندرس صاحب صفحہ ۱۰۲ یادداشت) کی یادداشت سے ہوتی ہے

جسکا ذکر لارڈ کیرن صاحب نے اپنے فیصلہ مقدمہ کوک بنام فولر مین کیا ہی معمولی معاہدہ رہنامہ مین بابت ادا کرنے سود و اصل بتاریخ معینہ کے ہوتا ہے لیکن اوس تاریخ کے بعد کا کوئی معاہدہ نہین ہوتا ہے لہذا جو قرضہ کیسے دستاویز کے بنا پر ہو تو دعوے سود مابعد تاریخ خلاف ورزی کا صحیح طور بطور جزو اوس قرضہ کے نہین ہو سکتا ہے بلکہ بطور خسارہ بابت روکنے قرضہ مذکور کے ہو سکتا ہے۔ ذی علم وکیل اپیلانٹ نے ہمارے روبرو تحریرات لارڈ جسٹس ایفلٹ صاحب بمقدمہ ۱۸ ولو بنام وجولن پر بہت زور دیا ہے کہ تحریرات مذکور سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحث انفکاک رہن کو بہ بنا سے وجوہ عادلانہ کے طے کرتے وقت عدالت چانسری یہہ تجویز کریگی کہ راہن پر سود تاریخ مابعد وجوب کا جو بطور خسارہ کے قایم ہوا ہو بطور جزو اوس رقم کے ادا کرنا لازم ہے جو اوسکو قبل انفکاک کے ادا کرنا پڑیگا۔ لیکن یہہ جو چاہے سو ہو ایسے معاملات مین ہماری عدالتون کو عمل کرنیکی ہدایت ایکٹ انتقال جایداد سے حاصل ہوتی ہے اور وہی ازبسکہ حاوی ہے اور مین یہہ تجویز نہین کر سکتا ہون کہ جو عبارات زر رہن (دفعہ ۵۸) یا زر اصل و سود واجب ازروئی رہن (دفعہ ۶۰) مسدرجہ ایکٹ مذکور مین ہے اوسمین سود مابعد تاریخ وجوب کا جو بطور خسارہ قایم ہوتا ہے شامل اور داخل ہے۔ یہہ کہا گیا ہے کہ اس رائے کے قایم کرنے سے مرتہن پر سختی عظیم عاید ہوگی کہ جو مجھے نظر نہین آتی ہے۔ بر طبق خلاف ورزی کے اوسکو مثل دیگر فریق معاہدہ کے اختیار ہے کہ بابت نادہندی کے فوراً کارروائی کرے اور قیاس یہہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا ہی کریگا اور نہ یہہ کہ بغرض لا انتہا بڑھنے دینے سود کے جیسا کہ ہم اس ملک مین جانتے ہین وہ اوسوقت تک پڑا رہیگا کہ اوسکی تعداد دیا مین پہونچے مگر اگر بطور خسارہ کے بشرح سود مندرجہ رہنامہ کے قایم ہو کر دلایا جاوے تو راہن ادا نکر سکے۔ یہہ بات مقدمہ کوک بنام فولر سے بوجہ کافی و وافی ظاہر ہے کہ اس تشخیص کو بالضرور شرح معاہدہ کی قبول نکرنا چاہیے جس صورت مین کہ وہ بے اندازہ زیادہ ہے یا جہان توقف ہوا ہے اور مجھے یہہ کہنا بیہودہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن میعاد معین پر سختی ہوگی اگر خسارہ خلاف ورزی معاہدہ کے معاملہ مین مرتہن مذکور کو اوسی بنیاد پر قایم کرین کہ جس بنیاد پر کوئی دوسرا فریق

معاہدہ قایم ہوتا ہے اور جسکا حق نالش خلاف ورزی معاہدہ مذکور پر پیدا ہوجاتا ہے علاوہ برین مرتہن کو اختیار ہے کہ بر وقت کرنے معاہدہ رہن کے اوسمین ایک معاہدہ بابت شرایط سود مابعد تاریخ وجوب کے درج کرالیوے اور ایسی معاہدات مین زیادہ تر اکثر ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ نہوتا ہو اور اگر وہ ایسا نکرے تو بجز اپنے اور کسی دوسرے کو وہ الزام نہین لگا سکتا ہے۔

جو کچھہ ذیعلم چیف جسٹس نے بمقدمہ منصب علی بنام گلاب چند اور بھگوت سنگھ بنام دریاد سنگھ فرمایا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور یہہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون

انگریزی صفحہ ۶۸ — ضلع فرخ اباد — اپیل دوم نمبر ۹۶۷ ۱۸۸۳ء — منفصلہ ۱۲ جون

بیجناتھہ بنام ستیل سنگھ

ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۱۶۶ و ۱۶۸ و ۱۰۸ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۷۱ تعبیر قوانین - پٹی - شفع -

عبارت پٹی محال مستعملہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) سے ایسا حصہ محال کا مراد ہی جو ہر حصہ دار کے حصہ سے علیحدہ وجداگانہ ہو لہذا حق شفع جو از روے دفعہ مذکورہ بالا کے عطا ہوا ہے وہ محض کسی خاص حصہ دار کے حصہ کے نیلام پر جو ایسے حصہ محال کی حد تک نہ پہونچتا ہو قابل التعمیل نہین ہے

علاوہ برین احکام دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۸ ایکٹ مذکور سے جو بہ نسبت اراضی علاوہ اوس اراضی کے ہو جسکی نسبت وہ زر بقایا عاید ہوا ہے جسکے ایفا کے لئے نیلام ہوا ہے متعلق نہین ہین -

پس جس صورت مین کہ حصہ کسی حصہ دار موضع غیر مکمل پٹی داری کا جو ایسی اراضی نہو جسکی بابت وہ بقایا زر لگان واجب ہے جسکے ایفا کے لئے حصہ مذکور نیلام ہوا ہے حسب دفعہ ۱۷۱ - ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) نیلام کیا جاوے تو بہ نسبت ایسے نیلام کے دعوے کسی حق شفع کا نہین ہوسکتا ہے -

ایج صاحب چیف جسٹس وینگ صاحب جسٹس نے ایسا ہی تجویز کیا۔

محمود صاحب جسٹس ۔ برخلاف چونکہ لفظ پٹی کی کوئی تعریف قانونی نہین ہے اوسکی معمولی مفہوم مین اوسکو قبول کرنا چاہیئے اور اوس مفہوم مین اوس سے پٹی دار کے حصہ سے مراد ہے عام اس سے کہ حصہ مذکور معین محال کی حد تک پہونچتا ہو یا نہین ضروریات قانون شفع کی مقتضی اس امر کی ہین کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کی تعبیر اوسکی وسیع معنی مین ہونی چاہیئے جو پٹی دار کے ہر حصہ کے مساوی ہو۔

دفعہ ۱۶۸ کی اون الفاظ سے جنمین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی اوس دفعہ کی رو سے نیلام کیجاوے اوسکی تعلق مین کارروائی اوسی طرح ہونا چاہیئے کہ گویا یہہ وہ اراضی ہے جسکی بابت مالگذاری حسب احکام ایکٹ ہذا واجب الوصول ہے مانند نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ شرح شفع کے نیلامات محکومہ دفعہ ۱۰۹ سے باستثنا اس امر کے متعلق ہوجاتے ہین کہ ایسے نیلام مین صرف حقیت باقیدار ... اراضی نیلام شدہ از روے نیلام منتقل ہوتی ہے۔

پس از روے دفعہ ۱۸۸ کے استحقاق شفع حصہ دار کے ہر حصہ کے نیلام ... مین پیدا ہوگا گو حصہ مذکور نمبرداری ... حصہ مین حال کے نہو۔

واقعات اسمقدمہ کی محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتی ہین

اجودھیا ناتھ بجانب اپیلانٹ سندر لال بجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس ۔ موضع مسافر پور مین تین پٹیان ہین۔

۱- تعدادی ۶ بسوہ ۱۳، بسوانسی
۲ ایضاً ۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی
۳ ایضاً ۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی

اسطرح سے مجموعی بیس بسوہ کل موضع کے ہوے جسکا ایک ہی محال ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ محال کی صرف تقسیم ناکمل ہوئی ہے اور اسلیے جایداد کی نوعیت پٹی داری زمینداری ناکمل ہے اور ایک ہی واجب العرض محال پر حاوی ہے اور کل محال کا صرف ایک ہی نمبردار ہے - ایک شخص مسمی لالہ سنگہ مالک حصہ ۱ بسوہ ۱۲ بسوانسی کا پٹی ۳ مین ہے اور اوسی پٹی مین ایک شخص مسمی بھوجا سنگہ ایک حصہ کا مالک ہے اور ستیل سنگہ مدعی حصہ دار پٹی نمبر ۱ کا ہے۔

ڈگری عدالت مال بابت بقایا لگان کے اجرا مین جو ایک شخص تلسی رام نے

بمقابلہ لال سنگہ کے حاصل کی تہی کل حصہ شخص اخرالذکر ۱ بسوہ ۲ بسوانسی ۵ کچہوانسی واقع پٹی ۳ واقعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کو حسب دفعہ ۱۷۰ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) نیلام ہوا تہا اور سب سے زیادہ بولی بیجناتہہ مدعا علیہ کی تہی جسکی سو روپیہ کی بولی پر نیلام ختم ہوا تہا۔ سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے دربارہ اظہار اپنے حق شفع بحیثیت حصہ وار ان محال حسب دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) کے بہوجا سنگہ کو شریک کرلیا اور معاوضہ نیلام جمع کر دیا۔ لیکن عدالت مال نے دعوے شفع مدعیان کا نامنظور کر دیا اور نیلام بحق بیجناتہہ مدعا علیہ بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کے منظور کیا۔

یہہ نالش ۱۹ اگست ۱۸۸۸ء کو منجانب سیتل سنگہ و بہوجا سنگہ کے مشترکاً عدالت دیوانی مین بغرض منسوخی حکم عدالت مال مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۶ء اور حصول استقرار اس امر کے کہ مدعیان بوجہ اپنی حق شفع کے مستحق استفادہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کے بترجیح بیجناتہہ مدعا علیہ خریدار نیلام مذکور کے ہین اور نالشدگان نے استدعا دخلیابی جایداد نیلام شدہ بادا سے مبلغ مازرثمن نیلام مدعا علیہ کے جو وہ جمع کر چکے تہے کی ہے۔

مدعا علیہ خریدار نے جوابدہی نالش کی دراصل اس بنا پر کی ہے کہ چونکہ جایداد متنازعہ کل پٹی محال کی نہین ہے بلکہ صرف ایک جزو پٹی کا ہے لہذا کوئی حق شفع بحق مدعیان بذریعہ نیلام ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کے نہین پیدا ہوا اور مدعیان نالش کو قایم نہین رکہہ سکتے ہین کیونکہ اونکو واسطے خریداری کے استطاعت زر کی نہین ہے کیونکہ خود اونکے جایداد زیر رہن ہے۔

عدالت مرافعہ اولے نے یہہ تجویز کی کہ ازروے دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان کے جسکے ساتہہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری پڑہنی چاہیے استحقاق شفع کل پٹیون کے نیلام تک محدود ہے اور اوسکو ایسی صورتون تک وسعت دینی ہے جیسے کہ یہہ مقدمہ ہے جسمین صرف ایک جزو پٹی کا نیلام ہوا ہے۔ اس راے کے لئے عدالت موصوف نے فیصلہ ڈویژن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لارپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) پر استدلال کیا ہے اور نالش ڈسمس کی ہے۔ برطبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے اسمقدمہ مین اوس فیصلہ سے فرق قایم کرکے یہہ تجویز کی کہ جس حق شفع کا دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری مین حکم ہے وہ پٹیات کے اجزا سے

نیلام سے بھی متعلق ہے اور نالش منجانب سیتل سنگہ بحیثیت حصہ دار پٹی ۱ کے قابل قایم رہنے کے ہے لیکن دوسرا مدعی بہوجا سنگہ چونکہ حصہ دار پٹی ۳ کا ہے کہ جسکا جزو نیلام ہوا ہے مستحق شفعہ کا نہین ہے کیونکہ وہ جایداد نیلام سے زر ڈگری بقایا لگان تلشی رام کو ادا کرکے بچا سکتا تہا - لہذا عدالت اپیل ماتحت نے جہانتک بہوجا سنگہ کو تعلق تہا نالش ڈسمس کی لیکن صرف بحق سیتل سنگہ کے نالش کلیتاً ڈگری کی -

اس ڈگری عدالت ماتحت کے دو اپیل ظہور پذیر ہوتے ہیں ایک منجانب بہوجا سنگہ (اپیل دوم نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء) اور دوسرا منجانب مدعا علیہ نے اس حجت سے دایر کی ہے اول یہہ کہ بہ نسبت نیلامات محکمہ ایکٹ لگان کے حصہ داران کو حق شفع حاصل نہین ہے ثانیاً دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ مالگذاری صرف کل پٹیون کے نیلام سے متعلق ہوتا ہے اور سوم یہہ کہ چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ بہوجا سنگہ احد المدعی مستحق شفع کا نہین ہے تو عدالت موصوف کو یہہ بھی تجویز کرنا چاہئے تہا کہ سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے اپنا حق شفع نالش مین بہوجا سنگہ کو بطور مدعی شریک کرکے زایل کر دیا ہے -

اس حجت کے طے کرنیکے لئے اولاً اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا از روے عام قانون کے جسکی تمیز واضعان قوانین کے ایکٹہاے مختص سے ہوتی ہے کوئی حق شفع بہ نسبت ایسے جبریہ نیلامون کے جو بذریعہ نیلام عام صیغہ اجراے ڈگری یا نیلامات بقایا مالگذاری ہاے سرکار کے ہوتی ہین پیدا ہوتا ہے یا نہین - میری یہہ راے ہے کہ اس سوال کا جواب بہ نفی ہونا چاہئے عام اس سے کہ دعوے حق شفع کا بہ نسبت ایسے نیلامون کے از روے شرع محمدی یا بشرط واجب العرض یا رسم و رواج موقع کے ہو - ایسے نیلامات نتیجہ کسی ایسے معاہدہ کا نہین ہے جسمین وہ شخص فریق رہا ہو جسکی جایداد نیلام ہوئی ہے - وہ نتیجہ اوس اختیار کا ہے جو واضعان قوانین نے عدالتون کو اس غرض سے عطا کیا ہے کہ جو شخص اپنی ذمہ داری زر نقد کی تعمیل کرنے مین قاصر رہے ہون اونکے مقابلہ مین چارہ کار عطا کر سکین - بجز بذریعہ دست اندازی مختص واضعان قوانین کے ایسا اختیار در بارہ نیلام کرنے جایداد مدیون خلاف اوسکی مرضی کے عدالتہاے یا حکام مال استعمال نہین کر سکتے ہین اور عام اصولون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی

دست اندازی کرنیکے بارہ مین جب واضعان قوانین نے قواعد مختص مرتب کرے
ہین تو معاملات ہر شکل مین قاعدہ قانونی بجاے قانون عام کے جاگزین ہوتا ہے بشرطیکہ
ہو اور بوجہ ضروریات ضابطہ کے معمولی قانون بیع کے تعلق کو خارج کر دیتا ہے۔ ایسی
نیلامات سے غرض یہہ ہے کہ بخوبی محدود وسایل اور طریقون سے قرضون کا ایفا حاصل
ہو جاویگا اور جس سے یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ غرض مذکور بسہولیت اور بالیقین حاصل
ہو جاویگی اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ اگر ایسے نیلامون پر بار اون قواعد کا ڈالا جاویگا
جو بیوع خانگی پر حاوی ہین تو غرض مذکور زایل ہو جاویگی۔ لیکن ایسے دست اندازی
کرینمین واضعان قوانین نے استحقاق شفع کو نظر انداز نہین کیا ہے۔ از روے قواعد
ضابطہ کے جبریہ نیلام بعد اشتہار عام کے عمل مین لایا جاتا ہے اور چونکہ یہہ کام
عدالت یا حاکم مال کا ہے لہذا اشتہار مذکور شفیعون کے لئے بشمول عامہ خلایق کے
اس لئے کافی اطلاع تصور کیجاتی ہے کہ وہ آوین اور جایداد خرید کرین اور یہہ قیاس
کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ نیلام مین بولی بولنے کو نہین آتے ہین اونکو
جایداد خرید کرنیکی خواہش نہین ہے۔ یہہ خیالات اس لئے کافی معلوم ہوتے ہین
کہ معمولی قاعدہ شفع کا اون نیلامات عام سے متعلق نہین ہوتا ہے جو صیغہ اجراے ڈگری
مین بذریعہ نیلام عام کے ہوتے ہین اور یہہ راے عدالتانہ منظور ہو چکی ہے۔

اسقدر عرصہ پہلے کہ جسقدر ۱۸۵۴ء کو گذرا ہے کہ صدر عدالت دیوانی آگرہ
سابق کے تین ذیعلم ججون نے بمقدمہ جھوری سنگہ بنام حکیم نجف علی (رپورٹ صدر
دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۵۴ء صفحہ ۴۰) اس امر کے خیال کرنیمین اتفاق
کیا تہا کہ استحقاق شفع مین فعل برضامندی بایع کا قیاس کیا جاتا ہے اور یہہ ایسا
اصول ہے جو معاملہ بیع جبریہ سے بذریعہ حکم حاکمانہ یا حکم امتناعی کے کیا جاتا ہے متعلق
نہین ہے اور لازمہ نیلام عام سے ایک جز و جدید پیدا ہوتا ہے جو معمولی حیطہ استحقاق
مذکور سے علاوہ ہوتا ہے تہوڑے ہی عرصہ بعد ۱۸۵۵ء مین اوسی عدالت کو بمقدمہ
مدار بخش بنام محمد حسن (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۵۵ء ۱۹۷)
موقع اس امر کے تبلانیکا حاصل ہوا کہ اونکے فیصلے سے یہہ مفہوم نکیا جاوے کہ اوسکی
روسے حق شفع بہ نسبت نیلامات جبریہ کے معدوم کر دیا گیا ہے جبکہ حق مذکور از روی

قانون کے بالخصوص پیدا ہوا ہے۔ مقدمہ سابق پر حوالہ کرکے ذیعلم ججون نے یہہ فرمایا
ہے: مقصود ظاہری کل فیصلہ سے یہہ ہے کہ معمولی طور پر حق شفع اوس انتقال کے
نوعیت بالخصوصیت پر منحصر ہے جو مالک نے کیا ہو لیکن ازروے ایکٹ ۱۸۵۹ع کے اون
اصول کو نیلامات صیغہ اجراے ڈگری تک بحسب احکام ایکٹ مذکور کے بیجا وسعت
دی گئی ہے کہ جو احکام ایک خاص قسم کی بین اور صرف ایک خاص قسم کی منقولات سے
متعلق ہین اور اونہین نیلامات جز و حقیت زمینداری کا شامل ہونا نہین قرار پا سکتا ہے
اور نیلامات قسم اخیر اندر کرنے کے مطابق ایسے قانون کے ہین اور نہ ایسے رواج ملک کے
مطابق ہین جو بنا قانون شفع کے ہون۔ مقدمہ شادی کندن لال بنام رام بخش (صدر
دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۹۴) مین بھی ایسے ہی راے قرار
پائی تھی اور مقدمہ بابو رام نراین سنگہ بنام سید صادق علی (صدر دیوانی عدالت
ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۳ع جلد ۱ صفحہ ۲۲۵) مین اوسی عدالت کے اجلاس کامل نے
(جسمین منجملہ پانچ ججون کے تین ججون کی اکثرت تھی) یہہ تجویز کی تھی کہ جس صورت مین
نیلام جبریہ تہا تو کوئی دعوے بربنا واجب العرض یا شرع محمدی کے نہین ہو سکتا
ہے اور جو مقدمہ اونکی روبرو پیش تہا اوسمین چونکہ موضع اور مقبوضہ محالات جداگانہ
قرار پائے تھے لہذا دعوے شفع مدعی کا اون وجوہ کے بناپر جنکی روسے وہ دایر کیا
گیا تہا قابل پذیرائی کے نہین تہا۔ یہی قاعدہ مقدمہ سیدہ لکھمن پرشاد بنام مسماۃ کیسر
بہو (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۵ع صفحہ ۱۳۹) مین تسلیم ہوا تہا
جسمین یہہ بہی بتلایا گیا تہا کہ اوس قاعدہ کو اسطرح پر مفہوم نکرنا چاہیے کہ اوس سے حق
شفع بہ نسبت نیلامات جبریہ کے معدوم کر دیا گیا ہے درحالیکہ حق مذکور از روے ایکٹ
خاص مثلاً از روے ایکٹ ۱۸۵۹ع کے پیدا ہوا ہے۔ ایسی ہی راے ہائیکورٹ
کلکتہ نے بمقدمہ عبد الجلیل بنام کہیلت چند گہوس (ویکلی رپورٹ جلد ۱ فیصلجات دیوانی
صفحہ ۱۲۵) اس بی بنگال لا رپورٹ جلد ۱ اپیل دیوانی صفحہ ۱۰۵) مین قایم کی تہی جس
مین ذیعلم ججون نے بہ نسبت اوس عذر کے جو اپیلانٹ خاص نے یہہ کیا تہا کہ مین
بحیثیت حصہ دار ازروے عام قانون شفع کے مستحق ہون کہ اپنے نام جایداد نیلام
کرا پاؤن یہہ تجویز کی تہی کہ جب جایداد بصیغہ اجراے ڈگری نیلام عام مین نیلام ہوئی ہو

ہتی اور پردیسی اور حصہ دار کو جایداد کی بولی بولنے کا موقع مثل اشخاص حاضر عدالت کے حاصل تہا تو معمولی قانون شفع کی ایسی نیلاموں سے متعلق نہین ہو سکتا ہے ۔ اس فیصلہ کی تقلید اوسی عدالت نے اخیر مقدمہ شیخ فراست علی بنام اسونوس راے سنگہ (دیکہو رپورٹ جلد ۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۴۵۵) مین کی تہی مقدمہ شیخ نظام لدین بنام کنہی جا (دیکہو رپورٹ مارشل صاحب صفحہ ۵۵ - اس سی رپورٹ جی صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ بہی ملاحظہ طلب ہے -) جسمین اس قاعدہ کی تعمیل اس سے زیادہ بارین تجویز کی گئی ہی کہ جس صورت مین مابین دو حصہ دارون کے حق شفع بربناء اقرار صریح کے بہی اونکی باہم مبنی تہا تاہم نیلام صیغہ اجراء ڈگری سے وہ قابل النفاذ نہین ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ فعل عدالت کا ہے اگرچہ حق مذکور اوس صورت مین نافذ ہو سکتا تہا کہ جب انتقال مذکور بذریعہ بیع خانگی کے ہوا ہوتا

لہذا اسکو بطور ایسے قاعدہ کے تصور کرنا چاہیے جو مدت دراز اور یکساں سلسلہ فیصلہ سے طے یافتہ ہے کہ نیلام جبریہ مین جیسا کہ نیلام صیغہ اجراء ڈگری یا نیلام ازروے حکم حاکمانہ حکام مال بابت بقایا مالگذاری سرکار کے ہے شفع نافذ نہین ہو سکتا ہے عام اس سے کہ دعوے حق مذکور کا ازروے شرع محمدی یا شرائط اقرار عمل یا بربناء رواج مقامی یا معاہدہ خانگی کے ہو لیکن چونکہ ایسے نیلامات جبریہ سے کہ وہ ایجاد قانونی ہین حق شفع کے استعمال کرنیکا بپابندی اون قواعد اور قیود کے موقع حاصل ہوتا ہے جو خود اونہین قوانین مین معین ہین درحالیکہ حق مذکور کے لئے ضابطہ معین ہو - مثلاً عدالت دیوانی کے اجراء ڈگری کے نیلاموں کے لئے ہمارے روبرو دفعہ ۳۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کا موجود ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے اگر وہ جایداد جو بعلت اجراء ڈگری نیلام کیجاوے حصہ کسی جایداد غیر منقولہ غیر منقسمہ کا ہو اور دو یا کئی اشخاص جنمین سے ایک حصہ دار اوس جایداد کا ہو اس نیلام کے وقت کسی بولی مین ایک ہی تعداد کی بولی بولین تو وہ بولی حصہ دار کی بولی سمجھی جائیگی - اور اس حکم قانونی سے احکام دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے بشکل کافی ووافی دوبارہ قایم ہوگئے ہین - جو جایداد حصص اپٹی داری کے نیلام پر محدود ہتی جسکی تعریف دفعہ ۲ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء مین درج ہے - پہر بہ نسبت اون نیلامات کے جو عدالت مال سے

اجرا ڈگری مین ہون ہمارے روبرو حکم قانونی خاص موجود ہے جو دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے رو سے صادر ہوا ہے اور جسکی عبارت حسب ذیل ہے

اگر صاحبان بورڈ کی دانست مین قرضہ حسب دفعہ ۱۷۴ نہ وصول ہو سکتا ہو یا اور وجوہ سے جایداد کا نیلام کرنا مناسب متصور ہو تو اونہین لازم ہے کہ جایداد کے نیلام کا حکم دین اور اس صورت مین نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام اراضی کے جو بعلت باقیات مالگذاری کے ہو عمل مین آئیگا لیکن جو ذمہ داریان کہ اوس جایداد پر اوسوقت لاحق ہون اونکین خلل واقع نہوگا۔

اسمقدمہ مین ہمکو صرف اس دفعہ سے تعلق ہے کیونکہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۶۶ء جسکی نسبت دعوے شفع کا ہوا ہے عدالت مال کے ڈگری کے اجرا مین ہوا ہے اور اگر اس دفعہ کے رو سے مدعیان کو استحقاق شفع عطا نہین ہوا ہے تو جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہون نالش بہنا عام قانون شفع کے قایم نہین رہ سکتی ہے جو حیطہ ایکٹ و اضعان قوانین سے باہر ہے۔ پس ظاہر ہے کہ خود عبارت دفعہ مذکور مین کوئی الفاظ متعلق حق شفع کے نہین ہین اور اگر کوئی ایسا حق داخل کیا جاتا ہے تو وہ صرف باظہار لفظی جو ان الفاظ کی داخل کیا جا سکتا ہے نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام اراضی کے جو بعلت باقیات مالگذاری کے ہو عمل مین آئیگا جیسے کہ دفعہ مذکور مین واقع ہین۔ تو اول امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا عبارت قواعد مجریہ مین ایسے احکام واضعان قوانین نے جیسے ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) بہ نسبت نیلام اراضی بعلت بقایا نہ تمہ اراضی کے دستیاب ہوتے ہین شامل ہین یا نہین۔ اس امر پر عدالت ہذا کے ایک جج نے بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) غور کیا تہا جسمین ذیعلم ججون نے یہہ تحریر کیا تہا۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء مین ذکر شفع کا صرف دفعہ ۱۸۸ مین پایا جاتا ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ چونکہ نیلام قبل سلسلے ختم ہو جاتا ہے کہ دعوی شفع کا کیا جا سکے تو خود دعوے بموجب قواعد متعلقہ نیلام کے نہین کیا جاتا ہے۔

لیکن ہم اس حجت کے نامنظور کرنے پر آمادہ ہونگے۔ لیکن اسموقع پر اوس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ جو مقدمہ اب ہمارے روبرو پیش ہے اوسمین ضرورت اوسکی تجویز کی ہے اور ہمکو اس امر کی تجویز کرنے مین کچہہ تامل نہین ہے کہ لفظ قواعد

ہین جو دفعہ مذکور مین واقعہ ہے احکام واضعان قوانین کے شامل ہین جو ایکٹ ۱۹
سنہ ۱۸۷۳ء مین شامل ہین اور یہہ کہ احکام مذکور متعلق اور اونمین داخل ایسا حکم قانونی
ہے جو اوس ایکٹ کے روسے بہ نسبت اوس طریقہ کے قایم ہوتا ہے کہ جس طریقہ
سے نیلام بقایا مالگذاری سرکار مین ہونا اور عمل مین لانا چاہیئے اور جسمین استعمال حق
شفع کا جو ایک جزو وحصہ اون امور کا ہے جو افسر عامل نیلام کو مفوض ہوے ہین نہ
چاہیئے - بمقدمہ سید عبد الجلیل بنام کالی کمار دت (ویکلی ریپورٹ جلد ۶ فیصلجات متفرقہ
صفحہ ۳) ہائیکورٹ کلکتہ نے یہہ تجویز کی تھی کہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو اختیار نہین
ہے کہ دعویدار شفع کو بجاے اصل خریدار کے بموجب دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء
کے بلا رضامندی شخص اخیر الذکر کے قایم کر سکے اور جو شخص دعویدار حصہ کا بموجب دفعہ
محولہ بالا کے ہو اوسکی حیثیت محض اوس شخص کی ہوتی ہے جس نے باستحقاق شفع اون ضروری
مدارج کی تعمیل کرلی ہے کہ جن سے وہ دعوے حق مذکور کا کر سکتا ہے اور اوسکو
بغرض استفادہ حق مذکور کے نالش دیوانی پر رجوع کرنا چاہیے - اس راے قانونی
سے ایک دو بنچ عدالت ہذا نے بمقدمہ تصدق علی بنام مقصود علی (رپورٹ
ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۷۴ء صفحہ ۲۷۲) صریحاً اختلاف کیا تھا جسمین اون
اجرا ڈگری کے افسر عامل نیلام کے خدمات پر غور ہوا تھا کہ جسمین دعاوی شفع کی
بموجب دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے یکجائی ہین اور اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا تھا
کہ افسر عامل نیلام صیغہ اجرا ڈگری بابت اراضی کے کہ جو حسب تعریف مندرجہ دفعہ
۲ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے حصہ بٹی مالگذاری سرکاری ہے لازم ہے کہ جو دعوے منجانب
کسی شخص کے حسب دفعہ ۱۴۴ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے کیا جاوے اوسپر لحاظ کرے اور
زر ثمن نیلام بطور تکمیل شرایط نیلام برعایت کسی ایسے اعتراض کے وصول کرلیوے
جو منجانب کسی ایسے فریق کے جسکو نیلام مین غرض حاصل ہو بہ نسبت استحقاق دعویدار
دربارہ پیش کرنے دعوے مذکور پیش کیا جاوے - ذیعلم جج نے یہہ کہا ہے اگر
وہ شخص جسکی بولی پر نیلام جایداد کا ختم ہوا ہے اور نیز دعویدار حسب دفعہ ۱۴۴ ایکٹ
۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء بقیہ زر ثمن ادا کردے تو عدالت کو لازم ہے کہ واسطے مقبولی زر ادا
کردہ ایک شخص کے اور واسطے واپسی زر ادا کردہ دوسرے شخص کے احکام صادر

کرے پس اگر شرائط نیلام کی تعمیل صرف دعویدار نے کی ہے تو ہمکو کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کیون اوسکے حق مین نیلام منظور نہ کیا جائیگا بشرطیکہ عدالت کا یہہ اطمینان ہوجاوے کہ دعویدار نے اپنا دعوے پیش کرنیکا استحقاق ثابت کردیا ہے اور ایسی ہی قیاس کی بنا پر اگر فیمابین بولی بولنے والے اور دعویدار کے کوئی حجت بہ نسبت استحقاق شخص آخر الذکر دربارہ پیش کرنے دعوے مذکور کے ہو تب بھی ہمکو کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ عدالت اوس حجت کے طے کرنے اور مطابق اوسکے حکم صادر کرنے سے کیون انکار کریگی۔ احکام دفعہ ۱۴ ۔ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے عدالت اوس ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکے جو اوسپر دربارہ تسلیم اوس استحقاق کے ہے جو دفعہ مذکور کے روسے عطا ہوا ہے۔ اگر دعوے کی تحقیقات کرنیکے بعد عدالت اجرا کنندہ ڈگری استحقاق دعویدار کو مشتبہ تجویز کرے تو نیلام بحق بولی بولنے والے کے منظور کریگی اور دعویدار کو ہدایت کریگی کہ اپنی چارہ جوئی بذریعہ نالش کے کرے لیکن اگر استحقاق دعویدار کا صاف ہو تو عدالت اجرا کنندہ ڈگری پر حق مذکور کا موثر کرنا اوسی طور پر لازم ہوگا کہ جسطرح پر اوسکا ثابت مین لازم ہوتا کہ گویا بحث مذکور بذریعہ نالش بمبری کے عدالت موصوف کے روبرو پیش ہوئی تھی

اس قانونی راے سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور مقدمہ حال سے اوسکو متعلق کرکے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعیان عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے یہہ استدعا کرنیکی مستحق ہین کہ اونکا استحقاق شفیعانہ بہ نسبت نیلام موقوعہ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۶۷ء کے تسلیم کیا جاوے اور چونکہ اونہون نے اون شرائط نیلام کی پابندی کی جنکا نیلام مذکور بہ نسبت استحقاق شفع کے قانوناً تابع تھا تو نیلام مذکور اونکے حق مین منظور ہونا چاہئیے تھا اور چونکہ حکم مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۶۷ء عدالت مال اجرا کنندہ ڈگری نے خلاف اونکے صادر کیا تھا تو اونکا چارہ کار مناسب بذریعہ نالش دیوانی کے جیسے کہ یہہ ہے ہو سکیگا کہ جسمین اونہون نے استدعا منسوخی حکم مذکور اور دخلیابی جایداد بنفاذ اپنی حق قانونی شفع کے کی ہے اور نہ فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ شب سہاے بنام ٹیکا رام (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۸ء صفحہ ۹۷) برخلاف اس راے کے متصور ہوگا کیونکہ اوس مقدمہ مین جہانتک اوس

فیصلہ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ بمشکل کہا جا سکتا ہے کہ ذیلعلم ججون کا اس تجویز کے کرنیکا مقصود تہا جیسا کہ خلاصہ پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے دعوے شفع متقضیہ دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء نامنظور کر دیا ہو گو کہ شفیع نے شرائط کی کماحقہ تعمیل کر دی ہے تو اوسکے بعد نامبردہ کو دو جداگانہ نالشات کی طرف رجوع کرنا پڑیگی ایک واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ مستحق شفع جایداد بیجاے خریدار نیلام کے ہے اور دوسری واسطے دخلیابی جایداد مذکور بنفاذ حق شفع کے - مدعیان مقدمہ ہذا نے نالش واسطے استقرار اپنے حق شفع بہ نسبت نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کے کی ہے نامبردگان نے استدعا منسوخی حکم عدالت مال مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۶ء کی بہی جسکے روسے اونکا دعوے نامنظور ہوا تہا کی ہے اور مزید برآن نامبردگان نے استدعا دخلیابی جایداد بنفاذ اپنے حق شفع کی بہی کی ہے - ایسی نالش مین وہ کل درخواست کی گئی ہے جسکی استدعا ہو سکتی ہے اور میری راے مین نالش مناسب طور پر مرتب ہوئی ہے اور کسی منشا سے قبل از وقت اور ناقابل پذیرائی کے نہین ہے - اور یہہ امر کہ آیا وہ کامیاب ہوگی یا ساقط ہوگی ایک معاملہ روداد کا ہے جسکی تجویز بلحاظ اقتضایات اوس قانون متعلقہ کے ہونی چاہیے جو بابت حق شفع بہ نسبت نیلامات صیغہ اجرا ڈگری عدالت مال کے ممالک ہذا مین ہے -

مین اپنی اس تجویز کے وجوہ بیان کر چکا ہون کہ احکام دفعہ ۱۷۷ - ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) کے احکام متعلقہ نیلام بعلت بقایا اراضی سے متعلق ہین اور اونکے ساتہہ پڑہنا چاہیے دفعہ ۱۵۱ - ایکٹ مذکور مین ضابطہ مختلف تدابیر بابت ایصال بقایا مالگذاری کے معین ہین اور ضمن (ز) مین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ انمین سے ایک یہہ ہے بذریعہ نیلام ہی مذکور یا محال کے اور ضمن (ح) مین اوسی جانب تجاوز کر کے ایک دوسرا طریقہ مقرر ہے اور وہ یہہ ہے کہ بذریعہ نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار کے - پس ان دو جداگانہ ضمنون سے دو قسم کے نیلام کا مقصود ہے - اول قسم کے ضابطہ دفعہ ۱۶۷ کے روسے مقرر ہے جسکے روسے حالات خاص مین کلکٹر کو اختیار بذریعہ نیلام عام کے اوسی ہی محال کے نیلام کرنیکا دیا گیا ہے جسکے بابت

بقایا مذکور واجب ہے اور دفعہ ۶۷ امین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی حسب دفعہ اخیر الذکر
کے نیلام کیجاوے وہ کل ذمہ داریون سے مبرا نیلام ہوگی اور کل عطیات اور
معاہدات جو قبل نیلام کے علاوہ خریدار نیلام کے کسی شخص نے کی ہون وہ بمقابلہ
خریدار نیلام کے کالعدم ہونگی دوسرے قسم کے نیلامات کا ضابطہ جس سے ضمن (ج)
دفعہ ۱۵۰ متعلق ہے دفعہ ۱۰۸ امین معین ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

اگر تدابیر مرقومہ بالا مین سے کسی کے ذریعہ سے زر بقایا وصول نہو اور باقیدار
کسی دوسرے محال یا کسی دوسرے محال مین کسی حصہ کا یا کسی دوسرے جایداد
غیر منقولہ کا مالک ہے تو کلکٹر ضلع بمقابلہ اوس محال یا دوسری جایداد غیر منقولہ کے
حسب احکام ایکٹ ہذا کے اوسی طرح پر کارروائی کرسکیگا کہ گویا وہ ایسی اراضی
ہے جسکے بابت مالگذاری واجب الوصول ہے۔

الا شرط یہہ ہے کہ بجز حقوق صرف باقیدار کے اور کسی حقیت کے مقابلہ
مین ایسی کارروائی نہ کیجاویگی اور نہ کوئی ذمہ داریان یا معاہدات جو اوس نے
بہ نسبت ہیئت پیدا کی ہون یا منعقد کئے ہون وہ ایسی کارروائی سے ناجایز ہونگی۔

ہمکو اسمقدمہ مین صریحاً اس دفعہ سے تعلق ہے کیونکہ دوران بحث مین یہہ
تسلیم ہوا ہے کہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۹۶ء ایسا نیلام نہین ہے جسکا دفعہ ۱۶۷
ایکٹ مذکور مین مقصود ہے لہذا نیلام مذکور حسب دفعہ ۱۶۸ ہوا ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے
لہذا اس امر پر لحاظ کرنا ضروری ہے اولاً کہ دفعہ مذکور مین کسی دوسرے محال مین
کسی حصہ کے نیلام کا مقصود ہے یعنی کسی حصہ کثراتی کے نیلام کا مقصود ہے اور ثانیاً
یہہ کہ بجز حقیت صرف باقیدار کے اور کوئی حقیت بذریعہ ایسے نیلام کے منتقل نہین ہوسکتی ہے

دفعات ۱۶۹ لغایتہ ۱۸۷ امین مختلف قواعد بہ نسبت اوس طریقہ کے قرار
پائی ہین جسمین نیلام عام عمل مین لائے جاتے ہین اور زر ثمن نیلام جمع کیا جاتا ہے
اور دیگر ایسی ہی امور قرار پاے ہین اور اوسکے بعد دفعہ ۱۸۸ ہے جسکے رو سے
دعوے شفع کا اسمقدمہ مین ہوا ہے۔ دفعہ مذکور بہت باریکی سے غور طلب ہے
کیونکہ اوسی کے احکام تنہا بنیاد مدعی کے استحقاق شفع کے ہین اور جیسا مین شروع
مین کہہ چکا ہون کہ اگر مقدمہ صحیح حیطہ اور اختیار دفعہ مذکور سے باہر ہے تو دعوے

شفع کا ضرور ساقط ہوگا کیونکہ کسی دوسرے سند قانونی پر استدلال نہین ہے اور
قانون عام شفع کا نیلامات جبریہ سے متعلق نہ ہوگا۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔
جبکہ صورت مین کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ نیلام ہوئی ہے بہی کسی محال
کی جو [illegible] مندرجہ کہیوٹ کو جو خود بائیدار بہ نسبت اوس اراضی کے ہو اختیار
ہوگا بشرطیکہ نیلام کسی شخص اجنبی کے نام ختم ہو کہ دعوے اراضی مذکور کے لینے کا آخر
بولی کی رقم پر کرے اس پر شرط یہہ ہے کہ مطالبہ شفع مذکور کا بروز نیلام قبل اس کے کہ افسر عامل
نیلام ایناد طرا وس روز برخاست کرے کیا جاوے اور شرط یہہ ہے کہ دعویدار کل
دیگر شرائط نیلام کی پوری کرے۔
بہ نسبت تعبیر اس دفعہ کے بحث جو مینجانب وکیل مدعا علیہ اپیلانٹ کے ہوئی
ہے اوسکو تین حصون مین تقسیم کرنا چاہئے یعنے۔
(۱) یہہ کہ شفع محکومہ دفعہ مذکور صرف نیلامات مقتضہ دفعہ ۱۶۶ سے متعلق ہے اور
نہ نیلامات مقتضہ دفعہ ۱۶۸ سے جیسا کہ نیلام اس مقدمہ کا ہے۔
(۲) یہہ کہ شفع مذکور صرف محال کی کل پٹی کے نیلام سے متعلق ہے اور نہ پٹی کے
حصہ کسرائی سے جیسا کہ حصہ لالہ سنگہ کا ہے جو ۲۰ر اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوا تھا اور جسکے
بابت دعوے شفع کا ہوا ہے۔
(۳) چونکہ سنتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ دوسری پٹی کا حصہ دار ہے لہذا وہ ایسا
حصہ دار مندرجہ کہیوٹ حسب منشا دفعہ مذکور متصور نہین ہو سکتا ہے جس سے اوس کو
استحقاق شفع کا حاصل ہو سکے۔
اب منجملہ ان امور کے اول امر کے نسبت یہہ سچ ہے کہ دفعہ ۱۶۸ اور استحقاق
شفع بادی النظر مین صرف ایسی ہی نیلامات پر محدود معلوم ہوتا ہے لیکن دفعہ ۱۶۸ مین
جبکہ اختیار نیلام کا کسی دوسرے محال مین کسی حصہ کا دیا گیا ہے بالتصریح یہہ حکم ہے کہ ایسا
حصہ اوسی طرح پر نیلام کیا جاویگا کہ گویا وہ ایسی اراضی ہے جسکے بابت مالگذاری حسب احکام
ایکٹ ہذا کے واجب ہے۔ میری یہہ رائے ہے کہ ہرگاہ دفعہ ۱۶۶ مین اسطرح مین صرف
حکم قانونی ہے لہذا ان الفاظ سے کل لوازمات نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ بشمول شفع کے
نیلامات محکومہ ۱۶۸ سے بہی متعلق ہو جاتے ہین باستثناء اوس امر کے جسکا حکم شرط مین

ہے یعنے یہہ کہ حقیت صرف باقیدار کے منتقل ہوتی ہے اور نہ کوئی ذمہ داریان اور معاہدات جو اوس نے بہ نیک نیتی پیدا کئے ہون یا منعقد کئے ہون وہ بوجہ ایسی کارروائی کے اسطرح بیرنا جایز ہونگی جیسا کہ وہ حسب دفعہ ۱۶۶ - اوس حالت مین ہوتے جبکہ کل دفعہ بلا شرط قایم ہوتا - شرط مذکور بطور فضولیات کے متصور نہین ہو سکتی ہے اور وہ صرف اوسی حالت مین ضروری ہو سکتی ہے جبکہ کل دفعہ مین کل لازمات اور قواعد متعلقہ نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۶ داخل ہون جو میری راے کے مطابق اوسمین داخل ہین - لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ شفع محکومہ دفعہ ۱۹۸ نیلامات مقتضیہ دفعہ ۱۶۸ سے بہی متعلق ہین مقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) اس راے کے مخالف نہین ہے کیونکہ اوس فیصلہ کے رو سے جو کچھہ بالخصوص قرار پایا ہی وہ کل یہہ ہے کہ احکام دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۶۳ء متعلق حق شفع نیلامات عینہ اجراے دگری عدالتہاے دیوانی پر محدود ہین اور احکام مذکور کو دگریات مصدرہ عدالتہای مال کے اجرا تک وسعت نہین دیجا سکتی ہے اور اون ذیعلم ججون نے قبل اظہار کسی راے نسبت اوس امر کے جواب زیر غور ہے یہہ کہکر شروع کیا ہے کہ اگر ایکٹ لگان مال مین گنجایش اظہار استحقاق شفع کے مقدمات نیلام اجراے دگریات مین ہے تو نالش ایکٹ مذکور کے کسی دفعہ پر مبنی ہونی چاہئے اور حکام ممدوح نے بلا فیصلہ کرنے اس امر کے اپنا رجحان یہہ ظاہر کیا ہے کہ اثر دفعہ ۱۷۷ - ایکٹ لگان کا جسکے بنا دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ مالگذاری کا پر ہنا چاہئے یہہ ہے کہ استحقاق شفع عدالت مال کے دگریون کے اجرا کے نیلام کے نسبت عطا ہونا چاہئے - لہذا یہانتک قول اون ذیعلم ججون کا بالکل مفید میری راے کے ہے اور فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام ممدوح نے فی الواقعہ اوسکی تجویز کرنے سے اجتناب کیا ہے کیونکہ اونکی یہہ راے قرار پائی تہی کہ عبارت محال کی پٹی سے جیسا کہ وہ دفعہ ۱۸۸ مین واقعہ ہے کل پٹی مراد ہے اور نہ صرف محال کی پٹی کا صرف ایک جزو -

اس سے مجہے امر دوم کی طرف رہبری ہوتی ہے جو متعلق تعبیر دفعہ ۱۹۸ کے ہے کیونکہ بتقویت اوس فیصلہ کے جسکا مین پہلے حوالہ دیچکا ہون یہہ بحث ہوئی ہے کہ چونکہ حصہ لالہ سنگہ کا جو ۲۰ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوا تہا صرف البسوہ م لسبوانسی

دیکھو النسی واقعہ پٹی سوم ہے اور اوس سے کل پٹی موضوع نہین ہوتی ہے تو استحقاق
شفع حسب دفعہ مذکورہ اوس پٹی کے حصہ دارین کے حق مین پیدا ہوتا ہے جیسا ہوجا سنگھ
ثانی (اپیلانٹ مقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۸۸ع متعلقہ) ہے اور نہ دیگر پٹی کے
حصہ دارون کے حق مین پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ستیل مدعی رسپانڈنٹ اپیل ہذا ہے
قبل تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا مین فیصلہ محولہ کے قبول کرنے پر آمادہ ہون یا نہین
منظر طے کرنے اس حجت کے صحیح معنی لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری
(ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۸۷ع) کی تجویز کرنا ضروری ہے۔

پس اسمین شبہہ نہین ہے کہ کسیقدر یہہ امر قابل افسوس ہے کہ ایکٹ مذکور
کے دفعہ ۳ مین جب تعریف لفظ محال کی کی گئی ہے اوسوقت اوسمین لفظ پٹی کی تعریف
متروک کی گئی ہے کہ جو آیندہ ظاہر ہوگا کہ واسطے اغراض اسقدر سے بہت ضروری
ہے اور نہ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ع) مین اس لفظ کی تعریف ہوئی ہے اور یہہ
متروکی تمام تر قابل افسوس ہے کیونکہ جس زبان مین یہہ دونون ایکٹ مرتب ہوے ہین
اوس زبان کی یہہ لفظ نہین ہے۔ لہذا یہہ تصور کرنا چاہیے کہ واضعان قوانین کا یہہ
مقصود تہا کہ اس لفظ کو اپنی اصلی ہندوستانی معنی مین چہوڑ دینا چاہیے کہ جس زبان
کی وہ لفظ ہے اور اوسی منشا مین اوسکو سمجہنا چاہیے کہ جس منشا مین قبل صدور ان دونون
ایکٹون کے وہ سمجہی جاتی تہی۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اس لفظ کی تواریخ پر بطور اصطلاح دستور مالگذاری
اراضی کے غور ہونا ضروری ہے مسٹر جسٹس فیلڈ صاحب نے اپنے عالمانہ انٹروڈکشن
ٹو دی بنگال ریگولیشن (صفحہ ۴۴) مین اس لفظ کے معنی اور استعمال کا بیان کیا ہے
مشار الیہ نے یہہ کہا ہے۔ دستور دیہی حسب مذکرہ بالا اپیر اوس ملک مین اوسوقت
موجود تہا جب وہ ہمارے تحت حکومت آئے تہے۔ اوس دستور کے مطابق مالکان یا زمیندار
موضع بالعموم ایسے کثرت کے ساتہہ ہوتے تہے کہ اون سب کے ساتہہ بندوبست کرنا
نہایت تکلیف دہ ہوتا تہا لہذا ہمنے اوس عملدرآمد کو قائم رکہا جو قبل ہمارے عہد
کے منجملہ اون حصہ دارون کے جنکا نام حساب شرسرکاری مین بطور اوس شخص کے درج
ہوتا تہا جو ذمہ دار تحصیل اور ادا ے مالگذاری کے ہونے مین ایک شخص کے منتخب کرکے

تھا۔ پس جو شخص کہ خود اپنے نام سے فریق معاہدہ گورنمنٹ کے ساتھ بابت ادای مالگذاری کے ہوتا ہے وہ صدر مالگذار یا نمبردار کہلاتا ہے اور جو حصہ داران یا مالکان خود اپنے نام سے فریق نہین ہوتے ہین وہ پٹی دار کہلاتے ہین۔ لیجدہ ذیلعلم عنف نے ایک یادداشت ماتحتی مین اس لفظ کی معنی کی تشریح کی ہے۔ پٹی ایک حلقہ اور منجملہ اون بہت سے حصون کے ایک ہے جسمین بوجہ تاثیر قانون وراثت وغیرہ کے موضع کا تجزیہ ہو گیا ہے۔ پٹی دار سے مراد کسی حصہ کے قابض سے ہے لیکن مملدرامد مین حسب تذکرہ بالا محدود ہے۔ مکمل پٹی داری کی نوعیت مین مالکان اراضی پر جداگانہ قابض ہوتے ہین جو سب مشترکا مالگذاری کے ذمہ دار ہوتے ہین۔ نامکمل پٹی داری کی نوعیت مین جزو اراضی پر مشترکا قبضہ ہوتا ہے اور اوسکا منافع اول ادای مالگذاری مین جاتا ہے اور اوسکی بقیہ کا حصہ جداگانہ کیا جاتا ہے۔ جب منجملہ حصہ دارون کے ایک اپنا حصہ مالگذاری کا ادا کرنے مین قاصر ہوتا ہے تو اور اور حصہ دارون کو پورا کرنا پڑتا ہے

یہہ تشریح مغایر تعریف عبارت حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۲۔ ایکٹ ۱۸۷۳ء کے ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔ اس ایکٹ مین حقیت پٹی داری وہ حقیت قرار پائی ہے جسمین دو یا زیادہ جداگانہ حصص یا پٹیات شامل ہون یا جسکے چند مالکان قابض جداگانہ جایداد کے ہین اور براہ راست گورنمنٹ کے تحت مین قابض ہین لیکن معاہدہ ادای مالگذاری سرکار مین خود اپنے نام سے سرکار کے ساتھ فریق نہوون۔ جو مالک خود اپنے نام سے فریق ہوتے ہین وہ نمبردار کہلاتے ہین اور جو مالک خود اپنے نام سے فریق نہین ہوتے ہین وہ پٹی دار کہلاتے ہین۔

اس دفعہ کی تشریح جو متعلق مقبوضات ممالک ہذا کے ہے مستند ہدایت نامہ موسومہ عہدہ داران بندوبست (صفحہ ۵۰) مشتہرہ بحکم لوکل گورنمنٹ ۱۸۵۸ء مین بخوبی ہوئی ہے۔ رسالہ مذکور مین یہہ بیان ہے۔ حقیت پٹی داری وہ ہین جسمین اراضی منقسمہ ہوتی ہین اور مختلف مالکان جداگانہ قابض ہوتے ہین منجملہ اشخاص مذکور کے ہر شخص خود اپنی اراضی کا انتظام کرتا ہے اور اپنی حصہ کی مالگذاری ادا کرتا ہے اور جسصورت مین کوئی حصہ دار اپنی اقرارات کی تعمیل مین قاصر ہو تو کل حقیت اجمالاً ذمہ دار ہوتی ہے۔ حقیت غیر مکمل پٹی داری وہ ہین جسمین جزو اراضی پر مشترکا قبضہ ہو

ہے اور جزو یہ جداگانہ اراضی مشترکہ کا منافع اول ادائے مالگذاری سرکار اور اخراجات دیہی مین صرف کیا جاتا ہے اور مند فاضل تقسیم کرلیا جاتا ہے یا مطابق شرح دیا جاتا ہے مقبوضات جداگانہ کے کمی پوری کردی جاتی ہے۔

اسمقدمہ مین یہہ مسلمہ ہے کہ نوعیت اوس موضع کی جسمین لالہ سنگہ کا حصہ نیلامی واقعہ ہے پٹی داری ناقمل ہے اور لہذا وہ پٹی دار ہے۔ یہہ لفظ دفعہ ۱۰ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۵۵ء مین واقعہ ہوا ہے اور اوسمین استعمال اوسکا اوسکی اصلی منشا مین ہوا ہے جو انگریزی لفظ شیرر سے قابل تبدیلی ہے اور بلحاظ حصہ دار و اقعہ محال پٹی داری کے استعمال ہوا ہے۔ چونکہ خود ایکٹ مین یا کسی اور مقام مین کوئی امر برعکس اس کے نہین ہے لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کی نسبت وسیع اور عام معنی جو مطابق اور ہم وسعت معنی اوسکی زبان ہندوستانی مین ہون قایم کرنا چاہیے اور یہہ تصور کرنا چاہئے کہ پٹی کی معنی پٹی دار کا حصہ ہے۔ یہہ تعبیر مغایر تعریف پٹی دار مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے نہین ہے کہ جس ایکٹ کی دفعہ ۹ مین حق شفع کا حکم (بہ نسبت نیلام کسی پٹی کے) بحق کسی پٹی دار یا دوسرے شریک جماعت شرکایان کے جنکو دبا قیدار ہونا ہوا ہے۔ جس طریقہ مین اس حکم قانونی کو حکام مال نے بہ نسبت شفع کے سمجھا ہے اوسکا بیان مستند ہدایت نامہ بنام عہدہ داران مال (صفحہ ۲۹ و ۲۴) مین ہوا ہے کہ جس موقع پر اوسمین یہہ بیان ہوا ہے۔ حقیقت یا مشترکہ مین حق شفع بالعموم بحق ایسے شریک کے اور بحالت نیلام ہونے کسی حصہ کے موجود ہوتا ہے۔ جس حالت مین کہ نیلام کسی حصہ کا بعلت بقایا مالگذاری کے ہوا وسکے لئے حکم قانونی بنظر لفاذ اس حق کے از روئے دفعہ ۹ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہوا ہے اور جب کوئی حق و مرافق کسی حصہ دار کا بغرض ایفاء ڈگری عدالت کے نیلام ہو تو اوسکے لئے حکم قانونی از روئے قاعدہ مشتہرہ صدر دیوانی عدالت حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء ہوا ہے۔

لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ لفظ پٹی سے ہرگز مراد پٹی دار کے حصہ سے نہین ہے کیونکہ ضمن (د) اور (ح) دفعہ ۱۵۰ ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) اور نیز دفعات ۱۵۴ و ۱۵۷ مین الفاظ پٹی اور حصہ کا استعمال اسطرح پر ہوا ہے کہ جس سے فرق صریحی اون دونون لفظون مین ظاہر ہوتا ہے اور وہ فرق تمامتر

اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ضمن (د) اور (ہ) دفعہ ۱۵۰
اور مضمون دفعات ۱۵۸ و ۱۶۲ مین صرف پٹی کا لفظ باخراج لفظ حصہ بہ نسبت اختیار
انفساخ بندوبست اور نیلام پٹی بعلت بقایا واجب الوصول کے واقع ہوا ہے۔ یہہ فرق
بلاشبہہ قابل لحاظ ہے لیکن مضمون ضمن ہاے متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فرق
سے صرف یہہ مقصود رکھا گیا ہوگا کہ حقیت زمینداری اور اوس پٹی کے درمیان مین فرق
کردیا جاوے جو حقیت پٹی داری کا ایک حصہ ہے۔ جایز ہے کہ یہہ فرق متعلق نوعیت
حقیت مقبوضہ کے ہو یعنی متعلق اوس فرق کے ہو جو مابین حقیت زمینداری اور حقیت
پٹی داری کے ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ بالضرور اوس سے یہہ مراد سمجھنا چاہیے
کہ مقبوضہ اوس پٹی دار کا جو بوجہ نوعیت خود حقیت مقبوضہ کے اپنی اراضی پر جداگانہ
قابض ہے وہ پٹی نہین ہے اگرچہ لفظی طور پر کہنے مین مقبوضہ مذکور حصہ اوس محال
کا ہے جسمین وہ واقع ہے۔ لیکن یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ بقایا مالگذاری سرکار کی
علت مین پٹی کے حصہ کا نیلام کبھی ہوتا ہی نہین ہے۔ یہہ حجت اوس سخت اور مستحکم
فرق کے نکالنے پر مبنی ہے جو درمیان معنی لفظ پٹی اور حصہ کے ہے کہ جو حسب متذکرہ
بالا لفظاً اور تاثیراً کل اغراض عملی کے واسطے جہانتک کہ حقیت پٹی داری کو تعلق ہے
الفاظ قابل تبادلہ ہین اور کوئی وجہ نہین دکھلائی گئی ہے کہ واسطے اغراض شفع کے
جو قواعد کہ ایک کے نیلام سے متعلق ہوتے ہین وہ دوسرے کے نیلام سے کیون
متعلق نہونگے۔ اور علاوہ اسکے یہہ سچ ہے کہ بطور معاملہ عملدرامد امداسایش کے
حکام مال معمولی طور پر حصہ کسی پٹی دار کا ازخود بطور سرسری حاکمانہ تدبیر ایصال مالگذاری
کے نیلام نہین کرتے ہین معمولی طور پر یہہ واقعہ ہوتا ہے کہ حصہ مذکور بطور امر واقعہ کے
عدالت مال کے اجراے ڈگری مین نیلام کیا جاتا ہے اور مسٹر کراستھویت صاحب اور
اسمیتھ صاحب دفعہ ۱۶۲ ایکٹ مالگذاری کی اپنی یادداشت مین یہہ کہتے ہین کہ
منجملہ دس مقدمون کے نو مقدمون مین یہہ بات ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہین کہ یہہ ذمہ داری
مالگذاری ادا کرنیکی منجانب شرکا پٹی داران کے مشترکہ قسم کی ہے اور منجملہ انکے ایک پٹی دار
کے ذمہ کی بقایا مالگذاری کل پٹی داران کے حصص کے نیلام سے وصول کیجا سکتی ہے
بنظر اس امر کے جب ایک پٹی دار اپنے حصہ کی مالگذاری کے ادا کرنے مین قاصر ہوتا ہے تو

اوسکے شریک پٹی داران اوسکے حصہ کی مالگذاری بھی پوری کردیتے ہین اور تب اوسپر عدالت مال مین بموجب ضمن (ب) دفعہ ۹۳ - ایکٹ لگان کے نالش کرتے ہین جسمین واسطے نالشات از طرف شرکا مندرجہ کہیوٹ واسطے وصولیابی بقایا مالگذاری سرکار شریک یا قدر مندرجہ کہیوٹ سے جو بقایا اونہون نے باقی دار مذکور کے طرف سے ادا کیا ہو حکم ہے جو ڈگریان عدالت مال سے نالشات مذکورہ مین صادر ہوتی ہین وہ بذریعہ نیلام صرف حصہ شریک باقیدار کے جاری کیجاتی ہین کیونکہ دیگر پٹی داران کے حصص نیلامات متعلقہ ڈگریات مذکورہ کے ذمہ دار نہونگی - نیلامات مذکور بموجب دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان کے عمل مین لائے جاتے ہین اور اصولا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ کیون اون پٹی داران کے حق مین استحقاق شفع پیدا نہوگا جو باقیدار نہین ہین استحقاق شفع اپنے ہی ضرور کی نوعیت مین ایک استحقاق جانبینی ہے جس سے ہر ایسا شریک پٹی دار بہ نسبت دوسرے پٹی دار کے حصہ یا پٹی کے مستفید ہوسکتا ہے اور اوسکی غرض یہہ ہے کہ جماعت مشترکہ سے اشخاص اجنب خارج رہین - پس اس اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے یہہ امر مسلمہ ہے کہ لالہ سنگہ پٹی دار جسکا حصہ نیلام ہوا ہے حق شفع کو بذریعہ اپنی استحقاق پٹی داری کے استعمال کرسکتا تہا بشرطیکہ دوسرے پٹیان نیلام ہوتین لہذا حق شفع کے خاصیت جانبینی کو زایل کردیتا ہے بشرطیکہ یہہ تجویز کیجاوے کہ جب اوسکا حصہ نیلام کیاجاوے جیسا کہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ع کو نیلام ہوا ہے تو دیگر پٹی داران کو اپنے ہارکسی مین حق شفع حاصل نہوگا - مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کے ہم ایسے تعبیر کرنے پر مجبور نہین کیے گئے ہین اور فی الحقیقت میری رائے مین ہم ضرور مصلحت قانون کو جو بہ نسبت حق شفع کے ہے ضرور زایل کردینگے بشرطیکہ ہم کوئی ایسی تعبیر اختیار کرین جسکا یہہ اثر ہو - حق شفع کے کل مصلحت اور غرض یہہ ہے کہ مواضعات مشترکہ مین جیسے کہ حقیت پٹی داری ہوتی ہے اشخاص اجنب کی مداخلت ہونے نپاوے اور چونکہ ہر جانب سے یہہ امر مسلمہ ہے کہ کل پٹی کے نیلام مین دیگر پٹی کے مالکون کو حق شفع حاصل ہوگا تو بوجوہ قوی ترین مجھے یہہ نتیجہ برامد ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ ایک پٹی دار کے اراضیات کے نیلام سے اوسکی شریک پٹی داران پٹی واحد کو استحقاق نافذ کرنے حق شفع کا اس غرض سے حاصل ہوگا کہ اوس پٹی سے اشخاص اجنب کو خارج رکہین -

جب مین یہہ کہتا ہون کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ مالگذاری کے نسبت اوسکے علاوہ کوئی دوسرے نے تعبیر قایم کرنیسے جو مینے قایم کی ہے مصلحت خود حق شفع کی جو اوس دفعہ سے ظاہر ہوتی ہے زایل ہوجاویگی اور اوس سے یہہ مفہوم ہونا چاہئے کہ میری یہہ مراد ہے کہ اگر لفظ مذکور کی صاف تعبیر قانون مین کی گئی ہوتی یا قانون سے کوئی صاف تعریف مستنبط ہوسکتی تو یہہ نتیجہ برآمد نہوتا - اور نہ میرے نسبت اس امر کا تجویز کرنا متصور ہونا چاہئے کہ اگر لفظ مذکور کی صحیح تعریف قانون مین دستیاب ہوتی تو اوسکی تعبیر قانون مذکور کے دیگر اجزا مین اوسی منشا کی ساتھہ تعبیر ہونی چاہئے کہ جسطرح اوسکی تعبیر دفعہ ۱۸۸ مین ہوسکتی ہے - مین اس امر کے ثابت کرنیکے لئے بدرجہ کافی کہہ چکا ہون کہ گو لفظ پٹی کی بموجب ایکٹ ۱۸۷۳ء دفعہ ۴ - اور نیز دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور مین معنی قابل الفہم اور معین پاے جاتے ہین لہذا واضعان قوانین نے وقت صادر کرنے ایکٹ مالگذاری حال کے اوسکو بلا تعریف کے چھوڑ دینا پسند کیا ہے - اپنے نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے اس لفظ کے جو خود میری زبان کے ہے اوس منشا سے خلاف منشا مین سمجھنے مین دقت خاص پیدا ہوتی ہے جو اوسکی منشا خارج از شبہہ ہے بشرطیکہ واضعان قوانین نے دربارہ صادر کرنے قانون کے جیسا کہ ایکٹ مالگذاری ہے اوسکو استعمال نکیا ہوتا - لفظ مذکور کے اسطور پر استعمال کرنیسے یہہ امید ہوسکتی ہے کہ چونکہ لفظ مذکور زبان انگریزی کے لئے جسمین ایکٹ مذکور مرتب ہوا ہے ایک بیرونی لفظ ہے لہذا محض اسیوجہ سے یہہ ضروری ہو گیا کہ اوسکی تعریف بالخصوص ہونی چاہئے تھی جسمین اون لوگون کے لئے جنکا قانون کی تعبیر کرنیکا کام ہے بہ نسبت اوسکی اوس معنی کے جو قانون کے ایک یا دوسرے حصہ مین قایم ہوسکتی کسی شبہہ کا ناشی ہونا غیر ممکن ہوجاتا -

لیکن جبکہ مین یہہ کہہ رہا ہون مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ جو تعبیر مینے لفظ پٹی کی قایم کی ہے کہ اوسکی مراد پٹی دار کے حصہ سے ہے عام اس سے کہ وہ کل پٹی کا مالک ہو یا نہو ایسی تعبیر ہے جو خاص اوسی منشا مین دفعہ ۱۵۰ - ایکٹ مالگذاری کے بعض اجزا مین اختیار نہین کیجا سکتی ہے کہ جس منشا سے دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ مذکور مین اختیار کیجاتی ہے - حسب وجوہ معینہ مسٹر کراسٹہویٹ صاحب و اسٹیٹن صاحب مندرجہ اونکی ایکٹ مالگذاری بصفحہ ۱۶۷ کے مجھے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لفظ پٹی موقوعہ ضمن (ی) دفعہ ۱۵۰ متعلقہ انفساخ

بندوبست اور موقوعہ ضمن (ز) متعلقہ نیلام پٹی یا پابندی شرائط متفقہ دفعہ ۱۴۶ سے ضرور کل پٹی مراد ہے یعنی ایک حصہ متناسبہ محال سے بلحاظ تشخیص مالگذاری کے مراد ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تسلیم ہوگا کیونکہ ایکٹ مین استعمال لفظ مذکور کا ایسی کافی احتیاط کے ساتھ نہین ہوا ہے کہ جس سے صرف ایک ہی سخت اور محدود اور ٹہیک معنی کل ایکٹ مین قایم کیئے جا سکین۔ ضروریات قواعد متعلقہ انفساخ بندوبست یا نیلام بعلت بقایا مالگذاری مقتضی اس امر کے ہین کہ لفظ پٹی کی محدود تعبیر کیجاوے جس سے کل پٹی سے مراد سمجھی جاوے اور ضروریات استحقاق شفع مقتضی اس امر کے ہین کہ اوسی لفظ کی تعبیر جو دفعہ ۱۸۸ مین واقع ہوا ہے بوسعت قایم کیجاوے جس سے پٹی دار کے حصہ سے مراد سمجھی جاوے۔ لفظ پٹی کی اسطرح پر قانون کے ایک حصہ مین منشا محدود مین تعبیر کرنے سے اور اوسی قانون کے دوسرے حصہ مین منشا وسیع مین تعبیر کر لینے سے کوئی امر مغایر نہین ہوتا ہے جیسا کہ آیندہ مین دکھلاونگا بلاشبہ یہہ ایک صحیح قاعدہ تعبیر قوانین کا ہے کہ الفاظ کو اونکے معمولی اور اصلی معنی مین سمجھنا چاہیے الا یہہ کہ کوئی وجہ ظاہر برعکس اوسکے پائی جاوے۔ پٹی ایک ہندوستانی لفظ ہے اور اوس زبان مین اوسکی معنی ایک حصہ واقعہ حقیقت پٹی داری ہے مثلاً جس صورت مین پانچ حصہ دار ہین تو ہر ایک حصہ ایک پٹی ہے اور ہر حصہ دار ایک پٹی دار ہے اگر گورنمنٹ نے بہ نسبت بندوبست مالگذاری کے اون کل پانچون حصہ دارون کے ساتھ ایک ہی اقرارنامہ مین کارروائی کرنا پسند کیا ہے تو بجا ثابت ہونے الفاظ صریحی اوس مضمون کے اوس اقرارنامہ سے لفظ پٹی یا پٹی دار کے معنی مین تبدل و تغیر نہوگا۔ مشترکہ اقرارنامہ مالگذاری کیوجہ سے لازمات اقرارنامہ کی تعمیل ہو سکیگی مثلاً ایک پٹی دار کے ساتھ اقرارنامہ مذکور فسخ نہین کیا جا سکتا ہے تاوقتیکہ کل اقرارنامہ فسخ نکیا جاوے۔ لیکن اس سے اس امر مین تبدیلی نہوگی کہ پٹی سے اون پانچون پٹی داروں مین سے ہر ایک کا حصہ مراد ہے جو اوس اقرارنامہ مین شریک ہوئے تہے۔ یہہ اصلی معنی اوس لفظ کے ہین اور بجائے ثابت ہونے کسی محدود تعریف مخالف کے مین اوسکو ایسا ہی سمجھتا ہون۔

بہ نسبت اس وسیع معنی کے کہ وہ ٹہیک طور پر اختیارات انفساخ بندوبست محکومہ ضمن (و) دفعہ ۱۵۰ جسکے ساتھہ دفعہ ۱۵۹ پڑہنی چاہیے اور اختیارات نیلام محکومہ ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ جسکے ساتھہ دفعہ ۱۶۰ ایکٹ مالگذاری پڑہنی چاہیے کہ جو متعلق نیلام پٹی

بابت بقایا مالگذاری کے ہین متعلق نہین ہوسکتی ہین مجھے کچھ شبہ ہے - لیکن اس امر سے کہ افسر مال کو جو منجملہ اون تدابیر کے کسی تدبیر کے ساتھہ مالگذاری وصول کرنا چاہتا ہے ان دو قواعد کے لفظ پٹی پر محدود تعبیر یہہ معنی قرار دیکر قایم کرنا لازم ہے کہ اوس سے کل پٹی مراد ہے یہہ ضرور نہین ہے کہ مین نے جو تعبیر لفظ پٹی کی ہے اسکی یہہ ہے کہ اوس سے یہہ مراد ہے کہ حصہ اوس شخص کا جو مسلمہ پٹی دار ہے اوسی منشا مین آتی نہین ہے کہ جس منشا مین مین نے اوسکو دفعہ ۱۰۹ - ایکٹ مالگذاری مین واسطے اغراض شفع کے سمجھا ہے - اگر کوئی عہدہ دار مال بندوبست کو بجز اوس صورت کے فسخ نہین کر سکتا ہے کہ وہ کل پٹی ہے جسمین کل رقبہ مشمولہ اقرارنامہ اداے مالگذاری شامل ہے تو اسوجہ سے نہین ہے کہ لفظ پٹی کی بالضرور اور تنہا وہی معنی ہین بلکہ اسوجہ سے ہے کہ جو اقرارنامہ گورنمنٹ کے ساتھہ بابت اداے مالگذاری کے ہے اوسکی نوعیت ہی مثل رہن کے یہہ ضرور ہوتا ہے کہ تجزیہ ایسے اقرارنامہ کا کل رقبہ سے ضرور متعلق ہوگا اسیطرح ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ جسکی ساتھہ دفعہ ۱۶۶ پڑھنی چاہئے متعلق اون صورتون کے ہے جنمین وہ عہدہ دار مال جو بقایا مالگذاری وصول کرنا چاہتا ہے کسی خاص پٹی دار کے حصہ کو نیلام نہین کر سکتا ہے بشرطیکہ حصہ مذکور اوس سے کم ہے جسکو عہدہ دار مال بطور اوس رقبہ کے تسلیم کرنیکا پابند ہے جو تابع اقرارنامہ اداے مالگذاری کے ہے - یہہ بات نہ اسوجہ سے ہے کہ لفظ پٹی کی بجز اوسکی کچھہ اور معنی ہین جو دراصل اوسکی معنی ہین یعنے حصہ پٹی دار کا بلکہ بوجہ احکام دفعہ ۱۶۶ بشمول احکام دفعہ ۱۶۷ کے جنکی روسے کل ذمہ داریہاے مقدم صاف ہوجاتی ہین کوئی ایسا نیلام بذریعہ تدبیر سرسری بلا خلل اندازی اوس کل اقرارنامہ کے نہین ہوسکتا ہے جو کل پٹی دارون کے ساتھہ ہوا ہے کہ جو اداے مالگذاری سرکار کے ذمہ داری مین شریک ہوے ہین - لہذا بوجہ ضروریات اقرارنامہ اداے مالگذاری کے یہہ بات ہے کہ ضمن (د) اور (ز) دفعہ ۱۵۰ اور ہمضمون دفعہ ۱۵۸ و ۱۶۶ مین لفظ پٹی سے ضرور کل پٹی کی مراد متصور ہونی چاہئے - ایسی کوئی وجوہ نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۸ سے جسکے ساتھہ ضمن (ح) دفعہ ۱۵۱ ایکٹ مذکور پڑھنا چاہئے متعلق نہین ہین -

ہرگاہ مین اس قاعدہ تعبیر کو بخوبی تسلیم کرتا ہون کہ جب الفاظ ایک ہی اور وہی

قانون مین واقعہ ہون تو جہانتک ممکن ہو اونکی تعبیر ٹھیک معنی واحد مین ہونی چاہئے تاہم مجھے افسوس ہے کہ مین بنچ کی کثرت راے سے اس تجویز کے ساتھہ اختلاف کرتا ہون کہ وہ قاعدہ تعبیر کا جو بلا شبہہ معمولی صورتون مین صحیح قاعدہ ہے اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ مین مجبوراً یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ لفظ پٹی سو قومہ دفعہ ۱۸۰ کی ایسی تعبیر ہے جس سے حصہ پٹی دار کا واسطے اغراض شفع کے خارج ہو جاوے وہ کل مصلحت زایل ہوجاویگی جو ہم واضعان قوانین کے نسبت اعتبار کرتے ہین کہ دربارہ مرتب کرنے دفعہ مذکور کے اس خاص غرض سے ہے کہ مداخلت اشخاص غیر کی حقیت پٹی داری مین ممنوع رہے

بہ نسبت اس قاعدہ تعبیر کے کہ قانون مین اول سے اخر تک الفاظ کے ایکہی معنی ہونا چاہئے بجز اوس صورت کے کہ کوئی امر مخالف ظاہر کیا جاوے مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت سخت قاعدہ ہو نیسے بہت بعید ہے اور بغرض سمجھنے منشا واضعان قوانین کے وہ صرف بمنزلہ ایک قیاس کے ہے مسٹر سکسویل صاحب نے اپنے رسالہ تعبیر قوانین (صفحہ ۳۰۵ طبع ثانی) بحوالہ مقدمات منفصلہ اوس قاعدہ کو بعبارات ذیل بیان کیا ہے

یہہ مناسب طور پر کہا گیا ہے کہ جب صحت مطلوب ہے تو اس سے زیادہ محفوظ کوئی قاعدہ نہین ہو سکتا ہے کہ ایک شے کو ایک ہی نام سے ہمیشہ پکارنا چاہئے یہہ قیاس کرنا ہر حال مین مناسب ہے کہ ایکٹ کے ہر حصہ مین ایک عبارت سے ایک ہی معنی سے مقصود ہے لیکن یہہ قیاس زیادہ وقعت کا نہین ہے۔

ذیل مین مصنف نے قاعدہ کی اس بیان کی تائید اون تمثیلات سے کی ہے جو مقدمات منفصلہ سے حاصل ہوے ہین اور اونکی نتایج وہی ہین جو ولبسر فورس صاحب نے اپنے رسالہ قاعدہ قوانین مین اخذ کئے ہین جس سے ایک فقرہ مین نقل کرتا ہون (صفحات ۱۳۵ لغایت ۱۳۶)

چونکہ لفظی معنی الفاظ کے اور نیز اونکی معمولی معنی اسطرح پر متروک ہو سکتی ہین تو نتیجہ ضروری یہہ برآمد ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ کے بہ تفسیر مختلف ایکٹ ہاے پارلیمنٹ مین بلکہ کبھی کبھی ایک ہی ایکٹ مین ایک ہی دفعہ مین مختلف معنی ہوتے ہین۔ بطور قاعدہ عام کے ایکٹ پارلیمنٹ کے مختلف حصوں مین الفاظ واحد کی معنی واحد قایم کرنیکی عدالتین کوشش کرتی ہین اور یہہ کہا گیا ہے کہ اگر واضعان قوانین نے الفاظ مبہم کو ایکٹ پارلیمنٹ کے ایک فقرہ مین منشا محدود مین استعمال کیا ہے تو جب وہی لفظ اوسی ضمن کے دوسرے فقرہ مین پایا جاوے

یہہ تجویز کرنا مطابق قواعد صحیح تعبیر اور نتیجہ جائز کے ہے کہ لفظ مذکور کا استعمال اوسی منشا
مین ہوا ہے لیکن ہمیشہ یہہ ممکن نہین ہے۔ ایک مقدمہ مین جو بابت تعبیر کرنے دفعہ
۹ ملبوس ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۷۴ کے عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ لفظ لگان کا سات
مرتبہ اوس دفعہ مین واقعہ ہوا ہے اونمین سے تین موقعون پر اوسکو مواخذجات لگان
کے منشا مین پڑہنا چاہئے اور دیگر چار موقعون پر لگان حقیقی کے منشا مین پڑہنا چاہئے
اس فقرہ کی بہی تائید مقدمات منفصلہ کی سند سے ہوتی ہے جس سے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ یہہ قاعدہ کہ جو لفظ کسی قانون مین استعمال کیا جاوے اوسکو سراسر ایک ہی منشا
مین مفہوم کرنا چاہئے صرف قاعدہ قیاس کا ہے اور کسیطرح جبر تحت نہین ہے اور بلاشبہہ اپنے قسم کا
نہین ہے جو ایسے دیگر قواعد تعبیر سے ناقابل تردید ہو کہ جو مضمون قانونی الفاظ پر یا ایسے
وجوہ یا اغراض پر مبنی ہو کہ جسکے لئے کوئی خاص دفعہ ایکٹ مین صادر کیا گیا ہے۔

مین نے اس قاعدہ تعبیر کے صحیح حیطہ پر بہت بحث کی ہے کیونکہ جس امر پر اس مقدمہ
مین میرے فیصلہ کا مدار ہے وہ اس کے ثابت کرنیکو ہے کہ جز اوس صورت کے کہ لفظ ہی
موقوعہ دفعہ ۱۰۰۔ ایکٹ مالگذاری کے لفظی تعبیر اسطور پر ہونی چاہئے جس سے حصہ ہر [illegible]
کا اوسمین شامل ہو جاوے اور خلاف اوس منشا کے یا اوس سے کم محدود منشا مین اوسکی
تعبیر ہونی چاہئے کہ جس منشا سے اوسکا استعمال دفعہ ۱۵۱ ضمن ہاے (و) و (ز) اور مضمون
دفعات ۱۵۰ و ۱۲۲ مین ہوا ہے تو دفعہ ۱۰۰ کی ایکٹ مین صادر ہونیکی ہرگز ضرورت نہ تہی
بالفاظ دیگر یعنی یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لفظ ہی موقوعہ دفعہ ۱۰۰ کی تعبیر کرنیکے لئے وجوہ کافی
موجود ہین کہ اوسکی تعبیر اوس منشا کے علاوہ کسی دوسرے منشا مین کرنا چاہئے صحیح کہنا
یہہ ہے کہ جس منشا مین دفعہ مذکور ایکٹ مذکور کے دیگر اجزا مین واقعہ ہوا ہے۔

اب دیکہنا چاہئے کہ دفعہ ۱۰۰ مین کیا حکم ہے۔ اوسمین کوئی قاعدہ ایسا محکوم نہین
ہے جو واسطے تسہیل وصول بقایا مالگذاری کے سمجہا جاوے۔ دفعہ مذکور مین کوئی ایک
لفظ بہی ایسا نہین ہے جس سے یہہ مقصود ہو کہ واسطے سہولیت ایصال بقایا مالگذاری
کے کوئی خاص تدبیر مقرر کیجاوے۔ تمہید ایکٹ سے بہی صاف ظاہر ہے کہ حیطہ ایکٹ مذکور
کا اجتماع و ترمیم قوانین مالگذاری اراضی اور اختیار عہدہ داران مال ممالک مغربی و شمالی
واقعہ پریزیڈنسی فورٹ ولیم بنگال ہے۔ اوس تمہید مین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے

جس سے یہہ ایما ہو سکے کہ حق شفع بہ نسبت اون نیلامات کے پیدا کیا جاوے جو بقایا یا مالگذاری کے وصول کرنے مین وقوع پذیر ہون -

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو بغرض سمجھنے دفعہ مذکور کے اس تقریر پر لحاظ کرنا بہت ضروری ہے کہ واضعان قوانین نے صحیح حیطہ ایکٹ سے تجاوز کرکے جو بالخصوص تمہید سے ظاہر ہوتا ہے ایسے قاعدہ کا قایم کرنا پسند کیا ہے جسکا مقصود دفعہ ۱۸۸ مین ہے - اگر یہہ سمجھا جاوے کہ دفعہ مذکور کی منشا سے کوئی غرض مدنظر تہی تو قاعدہ مذکور سے اس غرض اور انجام کی مراد سمجھنا چاہئے کہ حقیت پٹی داری مین جب نیلام بعلت بقایا یا مالگذاری وقوع پذیر ہون تو نیلامات مذکور برعایت اون شرایط کے ہونا چاہئے کہ جسکے رو سے دیگر پٹی دارون کو موقع اس بات کا حاصل ہو سکے کہ اوسقدر روپیہ ادا کرکے جو نیلام عام کی اخیر بولی سے ظاہر ہو اشخاص اجنب کی مداخلت کو روک سکین - اشخاص اجنب کی مداخلت سے کل حقیت پٹی داری کا محفوظ رکہنا اون قواعد کا کوئی جزو یا حصہ نہین ہے جو متعلق تحصیل بقایا یا مالگذاری کے ہین اور یہہ بات مین بزور کہتا ہون کیونکہ دفعہ ۱۸۸ مین وقعت مختص قایم کرتا ہون کہ جس سے مصلحت مخصوص اور محدود واضعان قوانین کی ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ حقیت پٹی داری مین مداخلت اشخاص اجنب کی مسدود رہے -

اب مین تمثیل تشبیہہ سے یہہ ثابت کرونگا کہ اگر لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۸۸ کو کسی ایسے سخت منشا مین سمجھنا چاہیے جس سے اوسکی مراد صرف کل پٹی سے ہو اور نہ پٹی کے حصہ سے تو ضروری نتیجہ یہہ ہوگا کہ دفعہ ۱۸۸ خود اپنے آپ قاطع ہے کیونکہ جس استحقاق شفع کا اوسمین حکم ہے وہ بالکل محض اس واقعہ سے زایل ہو جاویگا کہ جو جایداد نیلام کی گئی ہے وہ کل پٹی نہین ہے بلکہ پٹی کا صرف ایک حصہ ہے - خریدار حصہ مذکور گو اوسکو پٹی داران یا وہ پٹی دار جسکی حقیت نیلام ہوئی ہے کیسا ہی ناپسند کرتے ہون بزور جماعت مشترکہ مین مداخلت کر سکیگا اور نہ صرف اوس پٹی مین مداخلت کر سکیگا جسکا ایک حصہ اوس نے خرید کیا ہے بلکہ اسطرح پر محال کے دیگر حصون مین بہی استحقاق شفع حاصل کر سکیگا - اس صورت کی تمثیل اسطور پر ہوگی -

فرض کیجیے کہ عبارت دفعہ ۱۸۸ کی اس قول کے ساتھ شروع ہوتی کہ جب کوئی پٹی جو حسب دفعہ ۱۴۶ نیلام ہوئی ممکن ہے تو بحث یہہ پیدا ہوگی کہ آیا جزو مکان کے نیلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہے یا نہین کہ حق شفع بہ نسبت نیلام مذکور کے قابل نفاذ ہے - جس بحث

سے لفظ پٹی موقوعہ دفعہ مذکور کی تعبیر یہہ ہوتی ہے کہ اوس سے صرف کل پٹی مراد ہے اور جب وہ متعلق مکان سے بیچا وے تو وہ یہہ ہوگی۔

جب کل مکان نیلام کیا جاوے تو بلا شبہہ حق شفع ہوتا ہے لیکن جب ایک جزو مکان کا نیلام کیا جاوے تو شرکا کا کوئی حق شفع نہین ہوتا ہے۔ جب کل مکان نیلام کیا جاوے تو ہمسایہ مستحق ہے کہ واسطے نفاذ حق شفع کے نالش کرے لیکن جزو مکان کے نیلام کی نسبت جیسے کہ یہ شخص اجنبی مکان مین داخل ہو جاوے کوئی اعتراض بذریعہ دعوے شفع منجانب خود شرکا و مکان مذکور کے نہین ہو سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ نتیجہ اس تجویز کا کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری مین حصہ پٹی دار کا شامل نہین ہے یہی ہوگا۔ یان یہہ اعتبار نہین کر سکتا ہون کہ واضعان قوانین کا کوئی ایسا مقصود رہا ہوگا کیونکہ مین باور کرتا ہون کہ وقت مرتب کرنے دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کے واضعان قوانین ممدوح نے صرف رواج شفع کو ملک کے اس حصہ مین بخوبی قرار یافتہ ہے تسلیم کیا ہے اور اوسپر لحاظ کیا ہے۔ المختصر مین خیال کرتا ہون کہ بنظر غور کرنے اوپر انفساخ بندوبست کیا بنظر غور کرنے اس امر کے کہ آیا پٹی بموجب دفعہ ۱۶۶ کے اس طور پر جالمکان نیلام نہین کیجا سکتی ہے کہ جس سے ذمہ داری مقدم زایل ہو جاوین لفظ پٹی کی جو چاہی سو معنی قایم کیجاوین لیکن واسطے اغراض تعبیر دفعہ ۱۰۸ کے لفظ پٹی مین حصہ پٹی دار کا ضرور شامل ہے مجھے مکرر کہنا چاہئے کہ مینے مجبوراً یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کیونکہ دوسری صورت مین مصلحت واضعان قوانین کی جو دربارہ مرتب کرنے دفعہ ۱۰۸ کے ہے وہ زایل ہو جاویگی کیونکہ خود خیال شفع کے وہ برعکس ہے۔ جہانتک یہہ امر اخلاف فیصلہ دیژن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۰۷) کے ہے مین بادب اوس سے اختلاف کرتا ہون۔

اب مین مقدمات منفصلہ پر جو اسبارہ مین ہین غور کرتا ہون اور اس غور کرنے مین مجھے یہہ تمہید قایم کرنا چاہئے جو مین بتلا چکا ہون کہ احکام دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) اعادہ اوس قاعدہ کا ہے جو بہ نسبت شفع کے دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۸۴۱ء مین درج تہا اور یہہ کہ از روے دفعہ ۱۴ ایکٹ ۳ ۱۸۶۱ء کے اوس قاعدہ کو بلا مات اجرا بذریعہ عدالت دیوانی تک وسعت دی گئی تہی۔ اور ہرگاہ قانون اسطور پر تہا مارگن صاحب چیف جسٹس

اور اسپنکی صاحب جسٹس نے بمقدمہ شیخ قادر بخش بنام رام پہل بھگت در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی (۱۸۸۱ء) بہ تقلید چند فیصلجات سابق صدر عدالت کے یہہ تجویز کی تہی کہ دعوے شفع محکومہ دفعہ ۴ ایکٹ ۱۸۷۳ء حقیت پٹی داری مکمل اور غیر مکمل سے بدرجہ مساوی متعلق ہے کیونکہ وہ دونوں حقیتیں تعریف حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۴ ایکٹ مذکور میں داخل ہیں۔ اس سے بہی ایک مضبوط فیصلہ ٹرنل صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کا بمقدمہ رام اوتار بنام شیو دت در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی (۱۸۸۱ء) صفحہ ۳۴۴ کے ہے جسمین تقسیم سرکاری نہین ہوئی تہی بلکہ واجب العرض بندوبست سے یہہ ثابت ہوا تہا کہ اراضیات موضع پر حسب طریقہ ذیل قبضہ تہا یعنی یہہ کہ حصہ داران نے اراضیات کو پٹیون پر تقسیم کر لیا تہا اور ہر پٹی دار لگان پاییداوار اپنی حصہ مقبوضہ جداگانہ کا اور اپنا حصہ لگان بابت اراضیات مقبوضہ مشترکہ کے وصول کرتا تہا اور اپنی حصہ کی مالگذاری جداگانہ ادا کرتا تہا اوسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ حقیت مذکور تعریف حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۴ ایکٹ ۱۸۷۳ء مین داخل ہے اور چونکہ حصہ موضع کا اجرائے ڈگری مین نیلام ہوا اور مدعا علیہم شخص اجنبی کے نام ختم ہوا لہذا شریک حصہ مذکور حسب احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ ۳۴ ۱۸۶۱ء کے مستحق حصہ مذکور کے پانیکا قرار پایا تہا۔

یہہ مقدمات اس مسلہ کے اسناد صاف و صریح ہین کہ محض یہہ امر کہ حصہ پٹی دار کا پٹی داری ناکمل مین واقعہ ہے مانع شفع بہ نسبت نیلام حصہ مذکور حسب دفعہ ۴ ایکٹ ۱۸۷۳ء کے نہین ہے اور ہمضمون دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری حال (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) مین مجہی کوئی امر ایسا نظر نہین آتا ہے جس سے کسی دوسرے تعبیر کی ضرورت ہو۔

بہ نسبت امر سوم کے میری یہہ راے ہے کہ عبارت کوئی حصہ مندرجہ حسب موقوعہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری سے ہر پٹی دار مراد ہے یعنی قابض حصہ واقعہ حقیت پٹی داری یا محال مراد ہے لہذا سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ بشمول دیگر پٹی داران مستحق حق شفع کا ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین کوئی ایسے الفاظ محدود نہین ہے جن سے ہر ایسا شخص جو ہم حیثیت اوسکے ہو علیحدہ ہوسکے۔

اسمقدمہ مین عذر سوم اپیل کا یعنی یہہ کہ چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ منجملہ مدعیان کے ایک مدعی یعنی بہوجا سنگہ مستحق شفع نہین ہے لہذا عدالت ممدوحہ کو یہہ بہی تجویز کرنا چاہیے تہا کہ سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے بہی اپنا حق شفع بہوجا سنگہ

مذکور کو بنظر مدعی مقدمہ شامل کرنے سے زایل کر دیا ہے ایک امر عصری اوس عذر کا نہی
جو بہوجا سنگہ نے اپنی اپیل متعلقہ اپیل دوم نمبر ۹۹ ۱۸۸۸ء مین کیا ہے اور جسمین مدعی
نے نسبت صحت تجویز عدالت اپیل ماتحت کے اسبارہ مین اعتراض کیا ہے لہذا ہمکو
ان دونون اپیل پر یکجائی غور ہونا چاہیئے ۔

منجانب بحث یہہ مدعا علیہ کے جو بہوجا سنگہ کی اپیل دوم نمبر ۹۹ ۱۸۸۸ء مین
رسپانڈنٹ ہے یہہ بحث ہوئی ہے کہ چونکہ بہوجا سنگہ شریک اوس پٹی کا ہے جسمین لالہ سنگہ جسکی
حقیت ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوئی ہے شریک ہے تو طریقہ رد کرنے نیلام کا اوسکی
لئے یہہ تہا کہ جو روپیہ لالہ سنگہ کے ذمہ واجب تہا اور جسکی بابت عدالت مال سے ڈگری
اوسکی اوپر صادر ہوئی تہی اوسکو ادا کر دیتا اور چونکہ اوس نے ایسا نہین کیا تو خود اوسکو
باقیدار تصور کرنا چاہیئے کہ جس سے وہ استفادہ دفعہ ۱۰۹ ایکٹ مالگذاری سے محروم
ہوگیا۔ فی الحقیقت یہہ وہی راے ہے جو عدالت ماتحت نے بطور وجہ ڈسمسی اوسکی دعوے
کے اختیار کی ہے لیکن یہہ بالکل غیر صحیح ہے اولاً یہہ عذر نہین ہوا تہا اور نہ یہہ ظاہر
ہوتا ہے کہ خود بہوجا سنگہ بہ نسبت اراضی نیلام شدہ کے باقیدار مالگذاری کا تہا اور
ثانیاً حسب متذکرہ بالا یہہ سمجہنا چاہیے کہ نیلام بموجب دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان جسکی ساتہہ دفعہ
۱۷۸ ایکٹ لگان کی پڑہنی چاہیئے ہوا تہا کہ جسکی رو سے نیلام صرف لالہ سنگہ باقیدار
کی حقیت پر محدود ہونا چاہیے اور کسیطرح حق دمراقق بہوجا سنگہ کی معرض خطر مین نہین
آسکتے ہین بالضرور اور اسطرح بغرض انسداد نیلام کے اوسکو کچہہ ادا کرنیکی ضرورت باقی
نہین رہی۔ بحیثیت پٹی دار کے بہوجا سنگہ مثل اسمٰعیل سنگہ کے مستحق شفع کا بہ نسبت
نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کے ہے اور دربارہ مشتری کا دایر کرنا نالش بغرض نفاذ حق
شفع نامبردگان کے کہ جو استحقاق اون دونون کو یکسان حاصل ہے کوئی امر بیجا یا
نامناسب نہین ہے۔ اس راے سے مجہے قانون پر غور کرنیکی ضرورت نہین رہتی ہے لیکن
یہہ قاعدہ قرار یافتہ بمقدمہ بہگوت پرساد بنام دمرو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۵ صفحہ ۱۹۱) اور کرن سنگہ بنام محمد اسمعیل خان (انڈین لا رپورٹ سنہ
جلد ۲ صفحہ ۷۶۰) ہے کہ نالش شفع مین شفیع کے غیر شخص کو شریک کرنے سے کل حق
ہوجاتا ہین ایسے مقدمہ سے متعلق ہے جیساکہ یہہ ہے کہ جسمین دعوے شفعہ

قانونی دفعہ ۱۸۸- ایکٹ مالگذاری پر مبنی ہے۔

بطور نتیجہ اس فیصلہ کے مین اس اپیل کو ڈسمس کرتا ہون اور منسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے جہانتک کہ اونکی رو سے دعوے مہو جا سنگہ کا ڈسمس ہوا ہے اوسکا اپیل (نمبر ۹۹ ۱۸۸۸ء) بدین مضمون ڈگری کرتا ہون کہ کل دعوے بحیثیت موجودہ معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈگری متصور ہوگا۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ بلحاظ اوس راے کے جو مینے بہ نسبت دفعات ۱۶۷ و ۱۶۸- اور ۱۸۸- ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کے قایم کی ہے مجھے اسمقدمہ مین ضرورت ظاہر کرنے کسی راے کی بہ نسبت تاثیر دفعہ ۱۷۷- ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء یا بہ نسبت دیگر مختلف امور کے جنکی بحث میرے بھائی محمود صاحب نے کی ہے نہین ہے۔

میری راے مین ہمکو وہی قاعدہ تعبیر کا اسمقدمہ سے متعلق کرنا چاہئے جو قوانین امداد ایکٹ واضعان قوانین سے عموماً متعلق ہوتا ہے یعنی ہمکو اوس لفظ کی تعبیر جو ایک مرتبہ سے زیادہ ایک ہی ایکٹ مین واقع ہوتا ہے اسطور پر کرنی چاہئے کہ اوسکی ایک معنی تمام ایکٹ مین قایم ہون الا یہہ کہ تعریف مندرجہ ایکٹ یا سیاق عبارت سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ واضعان قوانین نے لفظ مذکور کو مختلف منشاؤن مین استعمال کیا ہے۔

اگر واضعان قوانین نے لفظ پٹی موقوعہ دفعات ۱۶۷ و ۱۸۸- ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء سے حصہ پٹی دار واقعہ پٹی سے مراد رکھی ہے اور حصہ منقسمہ محال سے مراد نہین ہے تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین نے لفظ پٹی کا استعمال دو مختلف منشا سے ایکٹ مین کیا ہے دفعہ ۱۵۰ ضمن (د) مین ایک فرق درمیان لفظ حصہ اور پٹی اور محال کے کیا گیا ہے دفعہ مذکور کے ضمن (ہ) مین فرق درمیان حصہ اور پٹی کے کیا گیا ہے۔ ضمن (و) دفعہ ۱۵۰ متعلق انفساخ بندوبست پٹی مذکور یا کل محال کے ہے اور ضمن (ز) متعلق نیلام پٹی مذکور یا کل محال کے ہے اور ضمن (ح) متعلق نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار کے ہے دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار مندرجہ ضمن (ح) سے کوئی دوسرے جایداد علاوہ اوس حصہ یا پٹی یا محال کے مراد ہے جسکے نسبت بقایا متذکرہ ضمن (د) واجب ہے اور اسوجہ سے علاوہ حصہ مذکور یا پٹی متذکرہ ضمن (ہ) اور علاوہ پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (و) و (ز) کے ہے۔

جو تدابیر علی الترتیب ضمن ہاے (الف) لغایت (ح) دفعہ ۱۵۰ مین معین ہین اور جنکے ذریعہ سے بقایا مالگذاری وصول کیجا سکتی ہے وہ علیحدہ علیحدہ ظاہر کی گئی ہین اور اونکے لئے دفعات مابعد ایکٹ مذکور مین ضابطہ معین ہے اور اون دفعات مین ایک دوسرے سے مخلوط نہین کردی گئی ہین۔ مثلاً تدبیر بذریعہ قرقی حصہ یا پٹی یا محال جسکے بابت بقایا واجب الوصول ہے متذکرہ ضمن (د) دفعہ ۱۵۰ اکی کارروائی کا ذکر دفعات ۱۵۴ و ۱۵۵۔ اور ۱۵۶ مین ہے۔ پھر تدبیر بذریعہ انتقال حصہ مذکور یا پٹی بنام شریک مستطیع محال متذکرہ ضمن (ہ) دفعہ ۱۵۰ اکی کارروائی کا ذکر دفعہ ۱۵۷ مین ہے۔ پھر تدبیر بذریعہ انفساخ بندوبست پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (و) کے کارروائی کا ذکر دفعات ۱۵۸ و ۱۵۹ مین ہے۔ دفعات ۱۶۰ لغایت ۱۶۵ مین بعض تدابیر متذکرہ بالا کا کچھہ ذکر مزید ہوا ہے۔ تدبیر بذریعہ نیلام پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ اکی کارروائی کا ذکر دفعہ ۱۶۶ مین ہے دفعہ ۱۶۷ مین حکم اوس امر کا ہے جو تاثیر نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ اکے ہے۔ تدبیر بذریعہ نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار متذکرہ ضمن (ح) دفعہ ۱۵۰ اکے کارروائی کا ذکر علیحدہ دفعہ ۱۶۸ مین ہوا ہے۔ دفعات ۱۶۹ لغایت ۱۸۷ مین ذکر ضابطہ و نیلام مکرر و لغرف زرثمن نیلام و ذمہ داری خریدار نیلام اور دیگر امور کا ہے جنکے ذکر کرنیکی ضرورت اسمقدمہ مین نہین ہے۔ کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ایما ہو کہ لفظ پٹی مندرجہ دفعہ ۱۶۶ اکا استعمال بجز اوس منشا کے کسی دوسرے منشا مین ہوا ہے جسمین اوسکا استعمال ضمن ہاے (و) و (ہ) و (و) و (ز) دفعہ ۱۵۰ امین ہوا ہے جب کہ اوسکا استعمال اس طرح پر ہوا ہے کہ اوسکی معنی علاوہ حصہ باقیدار یا پٹی دار پٹی مذکور کے ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ پٹی کا استعمال دفعہ ۱۶۶ امین جاہے جس منشا سے ہوا ہو لیکن وہی معنی اور صرف وہی معنی اوس سے متعلق ہونی چاہیے کہ جس معنی سے اوسکا استعمال دفعہ ۱۸۸ امین ہوا ہے جسمین یہہ حکم ہے کہ جب کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ انیلام کیجاوے وہ محال کلی ہو ہر شریک مندرجہ رجسٹر کو اختیار ہوگا وغیرہ۔ یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ بموجب دفعہ ۱۶۶ اکے جو کچھہ نیلام ہوتا ہے وہ وہی پٹی یا محال ہے جسکے بابت بقایا مذکور واجب الوصول ہے اور نہ حصہ اوس حصہ دار یا پٹی دار کا جو باقیدار ہے۔

نیلام حسب دفعہ ۱۶۸ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء صرف اوسی حالتین ہوسکتا ہے کہ جب بقایا کسی تدبیر سے منجملہ تدابیر متذکرہ بالا کے وصول نہین ہوسکتا ہی جنمین سے ایک تدبیر نیلام پٹی یا محال کی ہے جسکی نسبت بقایا مذکور واجب الوصول ہے اور جسکا اختیار نے از روے دفعہ ۱۶۶ دیا گیا ہے مین دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مذکور کو اسطرح پر نہین پڑہ سکتا ہون کہ گویا وہ نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ سے متعلق ہی۔

حسب وجوہ بالا دفعہ ۱۷۷ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء کی تعبیر جو کچھہ ہو سو ہو میری یہہ راے ہے کہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء اسمقدمہ سے متعلق نہین ہوسکتی ہی جسمین جایداد نیلام شدہ پٹی محال ہے حسب منشاء دفعہ مذکور کے مین ذیعلم وکیل جو منجانب رسپانڈنٹ کے پیرو کار برو حاضر ہوے ہیں یہہ کہا نہین گیا ہی کہ کوئی حق شفع کا موجود ہے بشرطیکہ دفعہ ۱۸۸ متعلق نہو۔

مین اپیل بجنسہ بمدعا علیہ کا معہ خرچہ منظور کرتا ہون اور نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

بیگ صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے شفع حصہ ایک پٹی دار واقعہ حقیقت پٹی داری غیر مکمل کے ہتی کیونکہ حصہ مذکور ڈگری عدالت لگان کے اجرا مین نیلام ہوا تہا۔

اسمقدمہ مین امور تجویز طلب حسب ذیل معلوم ہوتے ہین جسصورت مین ڈگری بموجب ایکٹ لگان (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء) بنام مالک حصہ واقعہ حقیقت پٹی داری غیر مکمل صادر ہوئی ہو اور ڈگری مذکور بذریعہ نیلام حصہ بایدار واقعہ محال (یہہ وہ جایداد نہین ہے جسکی بابت باقی پڑی تہی) کے جاری کرائی گئی تو آیا استحقاق شفع پیدا ہوتا ہے یا نہین۔

(۱) بحق شریک حصہ دار پٹی واحد کے۔

(۲) بحق شریک حصہ دار پٹی دیگر محال واحد کے۔

قانون متعلقہ اجراے ڈگری عدالتہاے مال (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۱۷۷) مین یہہ حکم ہی کہ بورڈ کو اختیار ہے کہ جایداد کے نیلام ہونیکا حکم دین اور اسصورت مین نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام کے لئے بعلت باقیات مالگذاری کے عمل مین آئیگا لیکن جو ذمہ داریان کہ اوس جایداد پر اوسوقت لاحق ہون (بشرطیکہ وہ ہون) اونمین خلل واقع نہوگا۔

مین خیال کرتا ہون کہ عبارت قواعد مجریہ متعلقہ نیلام کے جو بعلت باقیات مالگذاری کے ہو کو اوسکی نہایت قابل الفہم منشا مین لینا چاہیے اور غالباً اسلئے کافی وسیع ہی کہ اوسکی حیطہ مین قاعدہ جو شفع اجازت استعمال حق شفع بہ نسبت نیلامات مذکور چند حالات مین ہے داخل ہی پس وہ کونسے حالات ہین جنمین حق شفع بہ نسبت نیلام بعلت باقیات مالگذاری کے پیدا ہوتا ہے

ازروے دفعہ ۱۶۶ ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) کے کلکٹر کو بمنظوری صاحبان بورڈ کے اختیار ہے کہ جس پٹی یا محال کے بابت باقیات واجب الوصول ہے بذریعہ نیلام کے فروخت کردے اوسکی دوسری دفعہ (۱۶۷) مین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی اسطور پر نیلام کیجاوے وہ تمام ذمہ داریون سے مبرا نیلام کیجاویگی۔ دفعہ ۱۶۸ مین یہہ حکم ہے کہ اگر وہ باقی تدابیر مرقومہ بالا مین سے کسی تدبیر کے ذریعہ سے وصول نہو اور باقیدار مالک کسی اور محال یا کسی محال کے کسی حصہ کا یا کسی جایداد غیر منقولہ کا ہو تو کلکٹر کو جائز ہے کہ اوس محال یا اور جایداد غیر منقولہ کے نسبت حسب احکام ایکٹ ہذا کاروائی اوسیطرح عمل مین لاوے گویا وہ ایسی اراضی ہے جسکی بابت مالگذاری واجب العرض ہے

قاعدہ مشتمر منظوری شفع دفعہ ۱۶۹ ایکٹ مذکور مین درج ہے جو بعبارت ذیل ہے۔

جب کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ نیلام کیجاوے پٹی محال ہائی ہو تو کوئی شریک مندرجہ رجسٹر کہ خود دیندار باقی کا اوس اراضی کے بابت نہو درصورتیکہ نیلام کسی غیر شخص کے نام ختم کیا جاوے دعوے اسبات کا کرسکتا ہے کہ جو قیمت آخر بولی مین بولی گئی ہو ادا کرکے اوس اراضی کو لے لے۔ ازروے دفعہ ۱۶۸ کے ان احکام کو ہر محال حصہ یا جایداد غیر منقولہ تک وسعت دیگئی ہے جو علاوہ اوسکی ہو جسکی بابت باقیات واجب الوصول ہے لیکن صرف اختیار نیلام حق و مرافق باقیدار واقعہ جایداد کا بمحفوظی ذمہ داریون کے دیاگیا ہے

یہہ مسلمہ ہے کہ موضع مسافر پور مشتمل بر تین پٹیات کے ہے۔

پٹی	اول	تعدادی ۲ بسوہ ۱۳ ۱۰ بسوانسی	
ایضاً	دوم	ایضاً ۲ بسوہ ۱۳ بسوانسی	
ایضاً	سوم	ایضاً ۲ بسوہ ۱۳ بسوانسی	

یہہ بہی مسلمہ ہے کہ نوعیت اس موضع کی ناتمکمل پٹی داری ہے۔ پٹی سوم ۲ بسوہ مین لالہ سنگہ قابض حصہ ۱ بسوہ ۲ بسوانسی ۵ کچہوانسی کا تہا۔ ہمکو یہہ اطلاع نہین ہے کہ آیا اس حصہ پر وہ تنہا علحدہ گانہ قابض تہا یا بشمول دیگر حصہ داران پٹی سوم کے قابض تہا لیکن بہرحال یہہ حصہ نیلام ہو مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۸۸۶ع مین ڈگری عدالت لگان کی اجرا مین حسب دفعہ ۱۶۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع اور دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کی فروخت ہوتہا اور ظاہر ہے یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ چونکہ یہہ نیلام عدالت لگان کی ڈگری کی اجرا مین ہوا ہے اسوجہ سے استحقاق مواخذہ داران مقدم مین (بشرطیکہ کوئی ہون) کچہہ خلل نہین آتا ہے اور اس امر کے نسبت نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) سے مختلف ہے اور نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۸ ایکٹ مذکور کے مطابق

اب ہمارے روبرو یہ بحث پیش ہے کہ آیا حصہ لالہ رنگ لال بفرض اسکے کہ وہ حصہ جداگانہ ہی ہے اور بتقدیر البسواں ... سوائے
حاصل پنولسی یا قسم پٹی سوم موضع سیاکر پور منشا عبارت محال کی پٹی مندرجہ دفعہ ۱۰۰ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ع میں داخل
یا نہیں ہے اس امر کو ذہن نشین کرکے کہ مسافر پور موضع پٹی داری نامکمل ہے میں خیال کرتا ہوں کہ جواب نفی کے ساتھ
ہونا چاہیئے کیونکہ اگر البسواں پنولسی کا مل طور پر ایک پٹی کہی جاویگی یا پٹی لالہ رنگ کی کہی جاویگی
تو وہ بھی ایک پٹی ہوئی اور دفعہ ۱۰۰ کی عبارت اس طور پر ہونی چاہیئے جیسا کوئی اراضی ...
محال کی پٹی ہو یا محال کی پٹی کی پٹی ہو۔ تو کیا ایکٹ مالگذاری کی عبارت در اصل ایسی تعبیر مناسب
طور پر ہو سکتی ہے۔ اگر جایداد نیلام طلب سمجھا اون بڑی پٹیوں کے جو ہوتی کہ جن پٹیوں میں یہ موضع
منقسم ہے تو عبارت دفعہ ۱۰۰ کی صاف طور پر صادق آتی اور نیلام مذکور محال کے پٹی کا نیلام ہوتا۔ لیکن اس مقدمہ
میں ہمکو یہ دریافت کرنا ہی چاہیئے کہ عبارت محال کی پٹی کی تعبیر اس معنی میں کیجاوے کہ پٹی یا محال کی پٹی کی پٹی
لیکن یہ حجت ہے کہ موضع پٹی داری میں پٹی داری کامل یا غیر مکمل ہو لفظ پٹی سے بہی مقبوضہ کسی پٹی دار کا
مراد ہے لہذا البسواں پنولسی حصہ لالہ رنگ کو بھی پٹی کہنا چاہیئے کیونکہ وہ پٹی داری اسکا یہ جواب دیا گیا تھا اور
کہ اوس مقدمہ میں لفظ پٹی کا استعمال مبہم طور پر ایکٹ میں ہوا ہے کہ جسکے دو معنی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اوسکی ورثہ میں
لفظ مذکور مترادف لفظ حصہ کے ہے اور اگر واضعان قوانین کا یہ منشا ہوتا کہ اوسمیں الفاظ محال کی پٹی مندرجہ دفعہ
۱۰۰ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ع میں حصہ پٹی دار کا شامل ہے تو وہ ایسا ہی کہتے اور یہ کہہ سکتے تھے جیسا کہ لفظ کسی اراضی یا محال کی
حصہ کا دفعہ ۱۰۰ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ع میں ہوا ہے۔

پھر دفعہ ۱۰۰ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ع میں صراحت مختلف چارہ کار کے ہیں جو بمقابلہ باقیدار ان مالگذاری حاصل کیجا سکتی ہیں
واسطے وصول مطالبہ سرکار کے اوسمیں آٹھ تدبیریں مقرر ہیں بعض اونمیں سے متعلق حصہ باقیدار کے ہیں اور بعض متعلق اون پٹی یا محال
کے ہیں جسکے بابت باقی واجب ہے۔

دفعہ مذکور میں ایک فرق صریحی نامین الفاظ محال کی پٹی اور حصہ ظاہر کیا گیا ہے اور اسی سے مترشح ہوتا ہے کہ الفاظ
محال کی پٹی مندرجہ دفعہ ۱۰۰ سے یہ مقصود نہیں ہے کہ محال پٹی داری نامکمل کے پٹی کے حصہ دار کا حصہ اوسمیں شامل ہو
اگر موضع پٹی داری مکمل کے نسبت کہا جاتا کہ جسمیں لالہ رنگ کے حصہ بطور جداگانہ ہوتا اور اراضیات مشترکہ میں کوئی
حصہ نہوتا تو لفظ پٹی میں حصہ لالہ رنگ کا شامل ہو جاتا اور سمجھا جاتا ہے یہ ایکٹ کی ابہام سے مبرا متصور ہوتی لیکن جس
صورتیں موضع زمینداری یا نامکمل پٹی داری کی نوعیت کا ہے (جیسا کہ اس مقدمہ میں ہے) تو لفظ پٹی بطور لفظ ہم معنی حصہ
کے متصور نہیں ہو سکتی ہے۔ نتیجہ میں مختصر یہ بتلاؤنگا کہ نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۷ محض نیلام حق و فوائد باقیدار کا
اور اوسکی روسے کوئی استحقاق جو ذمہ داری کے قدر کسی سے منتقل نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس خیال
کا اثر واضعان قوانین پر وقت منظوری اس امر کے ہوا ہو کہ استحقاق شفع نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۷ میں محفوظ ر ہنے
میری رائے میں دفعہ ۱۰۰ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ع کو نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مذکور سے کچھ تعلق نہیں ہے
بدینوجوہ میں دعوی شفع مستغیث کا نامنظور کرتا ہوں اور اپیل بحال رکھکر ... خرچہ ڈگری کرتا ہوں

ضلع سہارنپور نگرانی دیوانی نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

محمد بہار بنام بجال سنگھ

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ پراونشل عدالت خفیفہ) دفعہ ۲۵ - عدالت خفیفہ حالات جنمین ہائیکورٹ اپنے اختیارات نگرانی مقتضیہ دفعہ ۲۵ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کا استعمال کریگی

ازروے دفعہ ۲۵ - ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے یہہ مقصود نہین ہے کہ تاثیراً مقدمات عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مین استحقاق اپیل کا برنباے قانون یا واقعات کے دیا جاوے - اختیارات نگرانی جو ازروے دفعہ مذکور کے عطا ہوے ہین وہ صرف اوس حالت مین قابل استعمال ہونگی کہ جب یہہ ظاہر ہو کہ اہم طور پر قانون کے بیجا متعلق کرنے یا قانون کے غلط فہمی یا ضابطہ مین غلطی اہم کے نتیجہ مین کسی فریق مقدمہ کے حق مین دراصل بے انصافی ہوئی ہے - محمد نظام الدین خان بنام ہیرالال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۲۵) و معصوم علی بنام محسن علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۵۴) مقبول ہوئی -

واقعات اس مقدمہ کی حسب ذیل ہین

مدعی نے عدالت مطالبہ خفیفہ سہارنپور مین نالش واسطے مبلغ عار بربناے پرامیسری نوٹ و بیعنامہ موسومہ مدعی نوشتہ منجانب محمد ہاشم داین بابت پرامیسری نوٹ مذکور کے دایر کی تہی - مدعا علیہ کا یہہ عذر تہا (۱) یہہ کہ دستاویز مناط نالش پرامیسری نوٹ نہین ہے بلکہ اقرارنامہ ہے لہذا کوئی بناے مخاصمت بحق مدعی پیدا نہین ہوئی (۲) کہ کوئی نوٹس حسب محکومہ دفعہ ۱۳۱ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء بنام اوسکی جاری نہین ہوا (۳) یہہ کہ خلاف شرایط دستاویز مذکور کے مدعی کوئی استفادہ نہین کر سکتا ہے اور دعوے مدعی بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے بیجا ہے - مطابق اون سوال وجواب کے عدالت نے امور تنقیح طلب قایم کئے اور ڈگری بحق مدعی بابت زر متدعویہ معہ خرچہ صادر کرکے اون کل امور تنقیح طلب کو بحق مدعی فیصل کیا - بعدہٗ مدعا علیہ نے درخواست نگرانی ہائیکورٹ مین بوجوہ ذیل کی ہے (۱) کیونکہ ذی علم جج نے یہہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ شرط بہ نسبت وقت ادا حسب دفعہ ۲۹ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء کالعدم ہے (۲) کیونکہ دستاویز مناط نالش پر اسٹامپ ناکافی تہا لہذا شہادت مین قابل مقبولی کے نہین ہے (۳) کیونکہ نالش قبل از وقت ہی

درخواست مذکور بغرض سماعت اسٹریٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوئی تھی اور ممدوح الیہ نے اوسکو دویژن بنچ مین سپرد کردیا تھا۔ بعدہ درخواست روبروے صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوئی اور ممدوح علیہم نے یہہ حکم دیا کہ وہ اجلاس کامل بنچ مین پیش ہو

غلام مجتبی منجانب سایل سندر لال منجانب فریق ثانی

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب و ٹرل صاحب و محمود صاحب و ناکس صاحب جسٹسان ۔ ہماری یہہ راے ہے کہ ازروے دفعہ ۲۵ ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء کے جو اختیارات عطا ہوے ہین وہ خالص طور پر امتیازی ہین ۔ ہم راے محمود صاحب جسٹس کے مندرجہ مقدمہ محمد نظام الدین خان بنام ہیرالال (زبدۃ النظایر کیفیتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۰) و معصوم علی بنام محسن علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۵۴) سے اتفاق کرتے ہین کہ ازروی دفعہ مذکور کے مقدمات عدالت مطالبہ خفیفہ مین تاثیر استحقاق اپیل کے عطا کرنیکا باعتبار قانون یا واقعات کے مقصود نہین ہے ۔ ہم خیال کرتے ہین کہ بموجب دفعہ ۲۵ ایکٹ مذکور کے ہمکو دست اندازی نکرنا چاہئے بجز اوس صورت کے کہ ہمکو صاف طور پر یہہ ثابت ہو کہ اہم طور پر قانون کے بیجا متعلق کرنے یا قانون کے اہم غلط فہمی یا عدالت مطالبہ خفیفہ کے کارروائی مین اہم غلطی کے نتیجہ مین کسی فریق مقدمہ کے حق مین دراصل بے انصافی ہوئی ہے اور یہہ صورت اسمقدمہ مین نہین ہے درخواست معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے

پرچہ ۸۰ ضلع گورکہپور نگرانی فوجداری ۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۴ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کنجل و یک کس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۴ ۔ ہائیکورٹ سے استصواب ۔ استصواب کا بوجہ رپورٹ داروغہ جیل کے کیا جانا ۔

بموجب دفعہ ۴۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہائیکورٹ سے استصواب بربنا کسی وجہ مصرحہ دفعہ مذکور کے جو ملاحظہ مسل سے ظاہر ہو ہونا چاہئے ۔ استصواب مذکور محض بربنا رپورٹ داروغہ جیل کے نہونا چاہئے ۔

واقعات اسمقدمہ کی جہانتک ضرور ہین منفصلہ سے ناکس صاحب جسٹس کے ظاہر ہوتے ہین ناکس صاحب جسٹس ۔ مجسٹریٹ ضلع گورکہپور نے اسمقدمہ مین حسب دفعہ ۴۳۴

مجموعہ ضابطہ فوجداری بغرض تجویز جدید اس بنیاد پر استصواب کیا ہے کہ یہہ مقدمہ عدالت
سشن مین سپرد ہونا چاہیے تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ نتیجہ ملاحظہ مسل
عدالت اونکے سے اخذ نہین کیا ہے بلکہ بوجہ اوس رپورٹ کے اخذ کیا ہے جو داروغہ
جیل نے اوسوقت اسمضمون سے کی تہی جب قیدی جیلخانہ مین سپرد کیا گیا تہا کہ داروغہ
جیل کی رایے مین تین سزایابی سابق بمقابلہ کنجل کے موجود ہین ۔ اب دیکہنا چاہیے کہ
اختیار نظرثانی کرنیکا صاف وصریح ان مقدمات پر محدود ہے جنکی مسل سے ثابت ہو
کہ کوئی تجویز یا حکم سزا یا حکم التیا ہے جسکی صحت اور صداقت اور جوازیت قانونی
اوس مسل کے ملاحظہ سے مشتبہ خیال کیجاتی ہے ۔ میری رایے مین یہہ ہرگز مقصود
نہین تہا کہ ملزم کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہونے اور جسکے نسبت حکم سزا
جیلخانہ مین جانیکا صادر ہونیکے بعد جو باعتبار اوس شہادت کے صادر ہوا ہے جو اوسکے
مقابلہ مین پیش کی گئی ہے حکم سزا یا حکم مذکور بربنا رپورٹ داروغہ جیل کہولا جائیگا
لہذا مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ مسل واپس کیجاوے

ضلع سہارنپور نگرانی فوجداری نمبر ۳۴ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۴ فروری [انگریزی صفحہ ۸۰]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کلو و یک کس دیگر

رہائی ۔ حکم مشعر رہائی اشخاص ملزم کا بعد لیے جانے شہادت صفائی لیکن قبل مرتب
ہونے فرد قرار داد جرم کے صادر ہونا ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۵۲ و ۲۵۳ ۔
ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۱۴۷ و ۲۹۵ ۔

ہرگاہ مجسٹریٹ نے ایک مقدمہ محکومہ دفعہ ۱۴۷ و ۲۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند مین
بعد سماعت شہادت جانبین اور قلمبند کرنے اظہار اشخاص ملزم لیکن بلا مرتب کرنے فرد
قرار داد جرم کے ایک حکم صادر کیا جو صریحاً حکم رہائی کا معلوم ہوتا ہے اور نہ برایت کا ۔
تجویز ہوئی کہ حکم مذکور کو بجز اوسکے جو وہ معلوم ہوتا ہے اور کچہہ تصور کرنیکی ضرورت
نہین ہے اور اسلیے یہہ بات سشن جج کے اختیار مین تہی کہ اوس کارروائی کے از سر نو
ہونیکا حکم صادر کرے کہ جسمین حکم مذکور صادر ہوا تہا ۔
واقعات اسمقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

جوگند رناتهہ چودہری منجانب اپیلانٹیان ۔ امیرالدین و عبدالرؤف و غلام مجتبی منجانب فریق ثانی
پبلک پراسکیوٹر (اپیل) منجانب سرکار ۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ درخواست واسطے نگرانی سشن جج کے اوس حکم کے ہے جو مشارالیہ نے مشعر تجویز سرنو اوس مقدمہ کی صادر کیا ہے جو ڈپٹی مجسٹریٹ سردار لچھمن سنگہ نے بابت الزامات مصرحہ دفعہ ۱۴۷ و ۴۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے فیصل کیا تہا ۔ اپیل اعتراض حکم سشن جج پر بربنا عذر عدم اختیار کے ہوا ہے ۔ حجت یہہ ہوئی ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے اون شخصون کو بری کیا تہا جو اونکے روبرو ملزم تہے اور سشن جج اوس حکم پر صیغہ نگرانی مین دست اندازی کرنیکے مجاز نہ تہے ۔ بطور امر واقعہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے بالعبارت صاف و صریح حکم رہائی کا صادر کیا تہا اور نہ برایت کا ۔ لیکن فاضل وکیل جو سائلان کیطرف سے حاضر ہوے ہین یہہ کہتے ہین کہ یہہ اونکی غلطی کتابت کی تصور کرنا چاہیے کیونکہ جو حکم وہ صادر کرنا چاہتے تہے اور جو اونہون نے صادر کیا ہے اوسمین محض غلط بیانی ہوگئی ہے یہہ بحث ہوئی ہے کہ اسمقدمہ مین ڈپٹی مجسٹریٹ حکم رہائی کا صادر نہین کرسکتے تہے اور جو حکم قانوناً وہ بموجب اون حالات کے جو مسل سے ظاہر ہوتے ہین صادر کرسکتے تہے وہ حکم برایت کا ہے اور وجہ اس حجت کی یہہ ہین کہ مجسٹریٹ نے اپنا حکم نہ صرف بعد لینے کل شہادت متذکرہ دفعہ ۲۵۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری اور قلمبند کرنے اظہار ملزمان کے صادر کیا ہے بلکہ بشمول اوسکے اونہون نے اون گواہونکی بہی شہادت لینے کے بعد حکم مذکور صادر کیا ہے جو منجانب ملزمان کے اونکی صفائی مین طلب ہوے تہے ۔ بلاشبہہ یہہ سچ ہے کہ حکم رہائی مقصودہ باب ۱۴ مجموعہ اوسوقت قلمبند ہونے شہادت جانب ثبوت اور امکاناً ملزمون سے چند سوالات کرنیکے بعد حسب دفعہ ۲۰۹ کے صادر ہوسکتا ہے اور ایسی صورتمین ہمکو کوئی معمولی علامات اس بات کی دستیاب ہونگی کہ ملزمان اپنی صفائی شروع کردین یا اونکے طرف سے شہادت قلمبند ہوجاوے ۔ بہرکیف تجویز اسمقدمہ مین ڈپٹی مجسٹریٹ کے طرف سے ایسی ناقابل اطمینان طور پر ہوئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جو نتائج اونہون نے اسمعاملہ مین اخذ کئے ہین وہ بادی النظر مین ایسے عجیب اور مخصوص ہین کہ ہر شخص یہہ خیال کریگا کہ کوئی ایسی خرابی اپنے اوس نتیجہ کے اخذ کرنیکی کوشش مین چل رہا ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو بموجب مجموعہ

کیا کرنیکی مراد تھی ۔ بطور امر واقعہ کے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اونھون نے کارروائی مقدمہ کی باقصد اجرا حکم رہائی ملزمان اور نہ بریت ملزمان کے ختم کی ہی اور بنظر اس امر کے کہ وہ عہدہ مجسٹریٹ درجہ اول کے استعمال کرتے ہین مجھے یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ وہ اوس قانونی فرق سے واقف ہین جو درمیان حکم رہائی اور حکم بریت کے ہے ۔ مسٹر ڈلیلم پبلک پراسیکیوٹر نے مناسب طور پر یہہ بحث کی ہے کہ حکم رہائی متعلقہ دفعہ ۲۵۳ اون حالات مین صادر ہو سکتا ہے جب مجسٹریٹ نے کچھہ شہادت تا شمول شہادت جانب ثبوت اور بیانات ملزم کی سماعت کی ہو ۔ بالفاظ دیگر کہ حکم رہائی کا بالضرور اسوجہ سے بیجا ہوگا کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ مین اون کل وسایل استعمال اطلاع کے سے جو قانوناً اونکی اختیار مین تھی قبل اسکے کہ اونھون نے اپنا حکم صادر کیا استفادہ حاصل کیا ہے اور علاوہ برین اس تجویز مین کوئی فرد قرار جرم نہین ہے ۔ مسٹر گودپھری نے یہہ حجت کی ہے کہ فرد قرار داد جرم مرتب کرنے سے تجویز بالضرور ناجائز نہین ہو جاتی ہے یہہ سچ ہے لیکن فرد قرار داد جرم کے نہ ہونے سے اس بحث کو تائید قوی ہوتی ہے کہ اسمقدمہ مین حکم رہائی وہ حکم تھا جسکے صادر کرنیکی مراد تھی اور فی الحقیقت صادر کیا گیا تھا اور نہ حکم بریت کا کہ وہ قانونی حکم صرف ایسا ہوتا ہے جو بعد مرتب ہونے فرد قرار داد جرم کے صادر کیا جا سکتا ہے ۔ بدین وجوہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈسٹرکٹ جج کو حکم تحقیقات مزید کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تھا نہ بہ نسبت روداد اوس درخواست کے جو میرے روبرو پیش ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ نوعیت تجویز اور حالات خاص مقدمہ یعنی دونون پر نظر کرنیکے بعد صاف طور پر یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کو نسبت معاملہ واردات موقوعہ ۲۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء یا قریب اوسکے کے سماعت کا جس موقع کا حاصل ہونا اونکے نسبت معلوم ہوتا ہے اوس سے زیادہ کامل اور بہتر موقع سماعت کا ملنا چاہیے ۔

انگریزی صفحہ ۸۱

ضلع کانپور — نگرانی فوجداری نمبر ۲۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۷ مارچ

میونسپلٹی کانپور بنام نتھے مل

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۵۵ ۔ میونسپل بائی لاز ۔ تجویز مجسٹریٹ بابت اوس جرم کے جسکے نسبت خود اوسی نے استغاثہ دایر کیا ہو ۔

جس جائنٹ مجسٹریٹ کو منجانب میونسپل کمیٹی کے زبانی اختیار دایر کرنے استغاثہ فوجداری کا

بموجب بائی لاز کیمٹی کے دیا گیا تہا اوسنی حکم دایر کرنے استغاثہ فوجداری بنام ایک شخص بابت خلاف ورزی ایک قاعدہ مجموعہ قواعد بائی لاز مذکورہ کے دیا تہا اور خود تجویز مقدمہ کی اور تجویز ثبوت جرم بہ نسبت ملزم کی صادر کی
تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم مذکور خلاف قانون ہے کیونکہ از روئے احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ موصوف مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع ہتے۔

واقعات اسمقدمہ کی حسب ذیل ہے۔

قایمقام جائینٹ مجسٹریٹ کانپور نے جنکو زیادہ اختیار کارروائی متعلقہ بائی لاز مینوسپلٹی کے دیکر ریکا مینوسپل کیمٹی نے دیا تہا دوران ملاحظہ شہر مین ایک نابدان خراب حالتمین دیکہکر اوسکی بابت تحقیقات کا حکم دیا اور بطور نتیجہ تحقیقات مذکورہ کے ایک شخص مسمی ننہی مل پر بطور ذمہ دار حالت نابدان مذکورہ کے بموجب قاعدہ بائی لاز مینوسپل بائی لاز کے حکم مقدمہ فوجداری قایم ہونیکا صادر کیا۔ جائینٹ مجسٹریٹ موصوف نے خود تجویز مقدمہ کی کی اور تجویز ثبوت جرم بہ نسبت ملزم کے صادر کی اور اوسنی درخواست نگرانی حکم جائینٹ مجسٹریٹ موصوف کی بحضور سشن جج کے گذرانی سشن جج نے مقدمہ کو ہائیکورٹ مین واسطے اصدار احکام اپنی یہہ رائے ظاہر کرکے ارسال کیا کہ جائینٹ مجسٹریٹ از روی دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع ہتے۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب ذیعلم سشن جج کانپور بہ نسبت کارروایات مسٹر جے ایم رایٹ صاحب جائنٹ مجسٹریٹ کے ہے جنہوننے ملزم پر حکم سزا کا بعوض جرمانہ ادا کرنیکا یا بحالت نہ ادا ہونے جرمانہ کے قید میعادی ایک ہفتہ کے بہگتنے کا صادر کیا تہا میں سمجہتا ہون کہ جرمانہ ادا ہوگیا ہے اور حکم سزاے قید کی تعمیل نہین ہوئی ہے۔

اصل واقعات مقدمہ کی حکم استصواب ذیعلم سشن جج مین درج ہین اور مجہے صرف یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ مین مشارالیہ سے اس امر کے تجویز کرنیمین اتفاق کرتا ہون کہ از روے احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جائنٹ مجسٹریٹ خود مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع ہتی۔ ایسا خیال کرنیمین میری تائید اوس رائے سے ہوتی ہے جو چیف جسٹس اسٹریٹ صاحب اور مرل صاحب نے مقدمہ مینوسپلٹی بنارس بنام کشن چند (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۱۳) مین ظاہر کی تہی کہ جسکے واقعات حالات مقدمہ ہذا سے بہت مشابہ ہین۔

بموجب وجوہ کے جو وجوہ میرے ذیعلم بہائیون نے ظاہر کی ہین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مقدمہ کی تجویز مسٹر جے ایم رایٹ صاحب جائنٹ مجسٹریٹ نہین کر سکتے تہی لہذا

اونکی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا خلاف قانون ہے کیونکہ تجویز خلاف تاکیدی ممانعت مندرج دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوئی ہے۔

باستعمال اون اختیارات کے جو مجھکو حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل ہین مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا مذکور کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اگر جرمانہ وصول ہو گیا ہو تو تحصیل ملزم کو واپس کردیا جاوے۔

ساتھہ ہی اوسکے بہ تقلید راے مظہرہ اپنی ذیعلم بہائی اسٹریٹ صاحب وقت حکم مقدمہ میونسپلٹی بنارس بنام بشن چند (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۹۱) کہہ دینا مناسب ہے کرتا ہون کہ اس حکم سے کسی کارروائیات مین خلل نہ اویگا جو مجسٹریٹ مجاز کے روبرو عمل مین لائی جاوین بشرطیکہ میونسپلٹی کو ایسی کارروائی کرنیکا مشورہ دیا جاوے۔ بدین حکم مسل واپس ہوگی

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۱ مارچ — صفحہ ۸۲ انگریزی

بمعاملہ درخواست قدم سنگہ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵- حاکم جسکے ماتحت حاکم اجازت دہندہ یا انکار کنندہ واسطے اغراض عطاے یا انکار یا استرداد اجازت رجوع استغاثہ فوجداری حسب احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر بحالت استعمال اختیار محکومہ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) ہیکے نہ ماتحت ضلع جج کے ہین اور نہ ہائیکورٹ کے۔

واقعات اسمقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

اوس کارروائی کے ایک فریق نے جو حسب ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی کے روبرو اسسٹنٹ کلکٹر سہارنپور کے دایر تہی درخواست بحضور عہدہ دار موصوف واسطے اجازت رجوع استغاثہ فوجداری بنام فریق ثانی بعلت حلف دروغی جسکے نسبت بیان تہا کہ عہدہ دار موصوف کے عدالت مین اوسکا ارتکاب ہوا تہا گذرانی۔ اجازت مستدعیہ سے انکار ہوئی تہی تب سایل نے کلکٹر کے حضور مین پہر درخواست کی کہ جنہون نے دست اندازی سے بدین تجویز انکار کیا کہ اونکو اختیار حاصل نہین ہے۔ تب سایل نے درخواست نگرانی حکم کلکٹر کی بحضور ضلع جج گذرانی ضلع جج نے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس امر کو ہائیکورٹ مین بدین تجویز ارسال کیا کہ کلکٹر کو فیصلہ درخواست کارروادیر کرنا چاہیے تہا۔ ہائیکورٹ نے مقدمہ جج

کے پاس بدین قیاس واپس بہیجا کہ اسسٹنٹ کلکٹر بموجب ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی
(ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) کے عمل کرتے تہے اور اونکی توجہ چند فیصلجات ہائیکورٹ پر متوجہ کی گئی تہی بالاخر
صاحب جج نے مسل کو پہر ہائیکورٹ مین اپنی یہہ راے ظاہر کرکے ارسال کیا ہے کہ چونکہ اسسٹنٹ
کلکٹر اور کلکٹر دونون بحیثیت عدالت مال کے عمل کرتے تہی ہمکو اسمعاملہ مین اختیار حاصل نہین ہے
اسٹریٹ صاحب جسٹس - ڈسٹرکٹ جج کی راے اس مسل کے پہر ارسال کرنے مین صحیح ہے
اور مین اونکے اس کارروائی کے کرنے کے لیے اونکا ممنون ہون میرا پہلا حکم اس غلط خیال سے صادر
ہوا تہا کہ جس کارروائی کے دوران مین حلف دروغی کے ارتکاب ہونیکا بیان ہوا ہے وہ حسب
احکام ایکٹ لگان کے عمل مین لائی گئی تہی - اب بہت صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ایسا
نہین تہا بلکہ یہہ بات ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر بموجب ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کے عمل کرتے تہی -
ازروے ایکٹ اخرالذکر کے عدالت اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کی کسیطرح ماتحت جج کے نہین ہے
اور نہ کلکٹر ضلع اونکی فیصلون کی ناراضی اپیل سماعت کرسکتے ہین - احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کے اون اختیارات سے علیحدہ اور جداگانہ ہین جو عدالت ہذا اور ضلع جج
کو ازروے دفعات ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۹ مجموعہ مذکور کے عطا ہوئی ہین اور اختیار استغاثہ
کرنیکی کسی اجازت کا جو عطا ہوئی ہو یا جس سے انکار کیا گیا ہو ازروے دفعہ ۱۹۵ کے عطا ہوتا
اور نہ کسی اور دفعہ کے روسے اور مدار اوسکا صرف اس امر پر ہے کہ آیا جس حاکم نے اجازت
عطا کی ہے یا اوس سے انکار کیا ہے وہ حسب منشا دفعہ مذکور کے ماتحت اوس حاکم کے
یا نہین جسکے حضور مین درخواست استرداد یا عطا کرنے اجازت کی کی گئی ہے - میری راے
اسمعاملہ مین نہ ضلع جج کو اور نہ اس عدالت کو کوئی اختیار ایسا حاصل ہے کہ حکم کلکٹر مورخہ
فروری کو منسوخ کرسکے یا اوسپر اعتراض کرسکے اور مجھکو اس امر کا فیصلہ کرنا لازم نہین
کہ آیا بورڈ اف ریوینو یا کلکٹر کو وہ اختیار حاصل ہے یا نہین - مسل ڈسٹرکٹ جج ضلع کے پاس
واپس جاویگی اور مشارالیہ اپنے روبرو فریقین کو طلب کرینگے اور اونکو اطلاع دینگے
کہ مشارالیہ کو اختیار حاصل نہین ہے -

انگریزی صفحہ

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۵۷۶ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۱ء

رادہا پرساد سنگہ بنام پرگاش رائے

ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ء (مشعر ترمیم ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۵ - لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو

الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو موضوعہ دفعہ ۱۸۹ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) حسب ترمیم ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ء سے مراد وہ شرح لگان کی ہے جو اسامی سے واجب الادا ہے اور محض وہ رقم واقعی نہ نقدی ہے جو کسی وقت معینہ پر اسامی سے اوسکے زمیندار کو بطور لگان واجب الادا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتی ہین

منشی سندرلال بجانب اپیلانٹ — کاشی پرساد و جوالا پرساد بجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل دوم متعلق اوس نالش کے ہے جو مدعی اپیلانٹ نے بنام مدعا علیہ ریسپانڈنٹ واسطے دلاپانے مبلغ ... بقایا لگان بابت سنہ ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و سنہ ۱۲۹۸ فصلی کے دائر کی ہتی - سماعت مقدمہ کی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول نے کی ہتی اور ۲۴ اگست ۱۸۹۰ء کو اونہون نے دعوے جزواً ڈگری کیا تہا - بہ نسبت عبارت دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ لگان کے جیسے کہ وہ اب موجود ہے ہمارے روبرو صرف یہہ بحث ہے کہ آیا عدالت ضلع جج مین کوئی اپیل ہو سکتا ہے یا نہین - اسکا جواب بشرطیکہ دستیاب ہو دفعہ ۱۸۹ مین درج ہے - پس دربارہ غور کرنے اوپر اس امر کے یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ ۱۸۸۶ء تک الفاظ یا جسمین لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو امر زیر تنقیح رہا ہو وار اوسکی تجویز ہوئی ہو قانون لگان نافذہ اوسوقت مین نہ ہتی اور الفاظ مذکور سنہ مذکور مین بذریعہ دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ء کے اوسمین داخل کئے گئے تہے - پنڈت سندرلال نے یہہ حجت کی ہے کہ الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو سے مراد وہ شرح لگان کی ... اسامی سے واجب الادا ہو اور جو اپیل اسموقع پر ازروے عبارت صریحی دفعہ مذکور ... قدر ہے وہ ایسا اپیل ہے جو اون مقدمات تک محدود ہے جسمین عدالت ماتحت نے تجویز اوس شرح کی کی ہو کہ جس شرح سے اسامی کو لگان ادا کرنا چاہئے - منشی جوالا پرساد یہہ حجت کرتے ہین کہ ان الفاظ اختیار عام اپیل کا حاصل

ہوتا ہے اور ہر ایسی صورت مین جسمین تعداد زر لگان جو اسامی سے واجب الادا ہے
معرض بحث مین آوے تو اسامی کو بشرطیکہ ناکامیاب ہو استحقاق اپیل بحضور صاحب
جج کے حاصل ہوگا۔ مین اس راے کو قبول نہین کر سکتا ہون۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
واضعان قوانین کا یہہ مقصود ہوتا کہ اوس قسم کی اپیلون کے لئے بلا امتیاز دروازہ کھولا جاوے
تو یہہ بات محض بے ہنر مندی کے مسودہ ہی کی نہین ہے بلکہ ان الفاظ ترمیمی کے فضول اضافہ
کرینکی ہے درحالیکہ وہ دفعہ اسطور پر مرتب کیجا سکتی تہی کہ جس سے استحقاق اپیل کو بلا لحاظ
کسی بحث تعداد یا مالیت کے عطا کیا جا سکتا تہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ان الفاظ پر کچہہ
وقعت قایم کرنا چاہئے کہ معرض بحث مین ائی ہو اور اوسکی تجویز ہوئی ہو کیونکہ وہ ایسی
صورت پر حاوی ہے جسمین اگرچہ زر متدعویہ زمیندار کمتر از سو روپیہ ہے تاہم شرح لگان کی
زیر تنقیح مقدمہ مین فیمابین اوسکے اور اوسکے اسامی کے ہے اور شرح لگان کی تجویز اوس
مقدمہ مین عدالت مرافع اولے مینے کی ہے تو اپیل ہو سکیگا۔ مجھے صاف ظاہر معلوم ہوتا
ہے کہ بموجب عبارت دفعہ ۱۸۵ کے جن صورتون مین اپیل بحضور ضلع جج کے ہو سکتا ہے
وہ صرف صورتہاے ذیل ہین (۱) جبکہ تعداد یا مالیت شئے متنازعہ کی سو روپیہ سے
زیادہ ہو۔ (۲) جب شرح لگان جو اسامی سے واجب الادا ہے امر زیر تنقیح ہو اور اوسکی تجویز
ہوئی ہو اور بالآخر جب حق ملکیت متعلقہ اراضی کی تجویز فیمابین ایسے اشخاص کے ہوئی ہو
جو اراضی مذکور کی بابت مختلف دعاوی رکہتے ہون۔ یہہ کل امور بجز بنشاء اپیل بحضور
ضلع جج کے ہو سکتے ہین کیونکہ اونمین امور تجویز طلب ضروری متعلق ہین اور امر متعلقہ شرح
لگان ایسا ہے جو فیمابین زمیندار اور اسامی کے بطور امر تجویز شدہ بہ نسبت شرح
لگان جو ایک سے دوسرے کو بابت کل زمانہ مابعد کے واجب الادا ہوگا واجب التعمیل ہوگا۔
اس سے بلاشبہہ میری یہہ مراد ہے کہ تا وقتیکہ تبدیل و تغیر اوسکا بذریعہ اقرار باہمی فریقین
یا بذریعہ فعل اوس عدالت کے وقوع پذیر نہو جسکو مناسب طور پر قانوناً اختیار دیا گیا ہے
مین یہہ نہین خیال کرتا ہون جیسا کہ اسوقت مشورہ دیا جاتا ہے کہ ترمیم سے یہہ مقصود
تہا کہ ضلع ججون کے عدالتون مین کثرت اپیلون کی بربناء خالص بحث تعداد زر نقد کل
اوس لگان کے ہو جاوے جو اسامی سے زمیندار کو یافتنی ہے۔ چونکہ معاملہ کی نسبت یہہ وہ
راے ہے جو مین قایم کرتا ہون لہذا میری یہہ راے ہے کہ بنا راضی فیصلہ منشی

کلکٹر کے ضلع جج کے حضور مین اپیل نہین ہو سکتا تہا اور یہہ اپیل ڈگری ہونی چاہیے اور ڈگری ضلع جج کی منسوخ ہو کر ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر کی معہ خرچہ فریق کامیاب کے بقدر اوسکی کامیابی کے کل عدالتون مین بحال ہونا چاہیے۔

تینک صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

(دیکھی راے ایج صاحب چیف جسٹس و برڈوہرسٹ صاحب جسٹس کی جو اسی مضمون سے مقدمہ بھگوان دین بنام موسی اپیل دوم نمبر ۱۳۱ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۱۹ فروری ۱۸۹۱ء مین ہے) (مترجم)

ضلع گورکھپور اپیل دوم نمبر ۲۷۰ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۳ انگریزی

اودھ بہاری لال بنام ناگیسر لال

اجراے ڈگری۔ درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے۔ رہن۔ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۸ و ۸۹۔

دارندہ ڈگری نے حسب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) نے درخواست اجراے ڈگری کی اوس عدالت مین کی جسکو اہتمام اجراے ڈگری کا سپرد تہا۔

تجویز ہوئی کہ یہہ درخواست حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور کے معقول تہی اور یہہ ضرور نہین ہے کہ درخواست مذکور عدالت صادر کنندہ ڈگری مین کیجاوے۔ درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) کے ایک کاروائی صیغہ اجراے ڈگری اور تابع قواعد ضابطہ جو ایسی امور پر حاوی ہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

درگا چرن بنرجی بجانب اپیلانٹ کاشی رام پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جو امر اس استصواب سے کہ جو ذیل چیف جسٹس نے حسب خواہش میرے بہائی محمود صاحب کے اجلاس کامل سے کیا ہے پیدا ہوتا ہے وہ بہ نسبت اوس تعبیر کے ہے جو دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جایداد کے نسبت قایم ہونی چاہیے۔ جو اپیل میرے بہائی محمود صاحب کے روبرو پیش تہا وہ اپیل صیغہ اجراے ڈگری مین بناراضی حکم ضلع جج گورکھپور مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۰ء کے تہا جسکی روسے جج ممدوح نے یہہ تجویز کی تہی کہ جو ڈگری اوسکے روبرو پیش تہی اور جسکے اجرا کی درخواست عدالت مرافعہ اوسکے مین ہوئی تہی وہ ایسی ڈگری

تهی جسکے مدد سے عملاً تعمیل اقتضایات دفعہ ۸۰-ایکٹ انتقال جایداد کے ہوئی تهی اور دفعات مورخہ ۳ اگست ۱۸۸۸ء واسطے جاری ہونے ڈگری مذکور کے ایک درخواست حسب منشاء دفعہ ۸۹-ایکٹ انتقال جایداد کے تهی - وہ درخواست بعبارت ذیل تهی - میری درخواست سابق مورخہ ۷ جولائی ۱۸۸۸ء مین جو واسطے نیلام جایداد کے تهی اور جو صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہوگئی تهی مدیون ڈگری نے درخواست مہلت کی کی تهی اور اسمضمون سے اقرار کیا تہا کہ اخیر اکتوبر ۱۸۸۸ء مین وہ ادا کر دیگا اور اوس نے توسیع مہلت کی درخواست عدالت مین کی تهی اور میری درخواست ڈسمس ہوئی تهی - اوسنی ادا نہین کیا ہے لہذا یہہ درخواست داخل کیجاتی ہے اور استدعا یہہ ہے کہ جایداد قرق و نیلام کیجاوے -

یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ درخواست حسب منشاء دفعہ ۸۹-ایکٹ انتقال جایداد بغرض صدور حکم قطعی نیلام کے نہین ہے اور مسٹر درگاچرن جو بتائید مدیون ڈگری عذرداراپیلانٹ اپیل ہذا کے حاضر ہوے ہین یہہ بحث کرتے ہین کہ یہہ درخواست ایسی ہے جو عدالت صادر کنندہ ڈگری مین بحیثیت عدالت صادر کنندہ کے گذرنی چاہئے تهی اور وہ درخواست اجراء ڈگری کی نہین تهی - بالفاظ دیگر مسٹر درگاچرن یہہ حجت کرتے ہین کہ قبل اسکے کہ حکم نیلام کا صادر ہوسکے عدالت صادر کنندہ ابتدائی ڈگری نیلام کو ڈگری مذکور قطعی کرنا چاہئے ہے -

میری یہہ راے ہے کہ درخواست بغرض صدور حکم قطعی نیلام محکومہ دفعہ ۸۹-ایکٹ انتقال جایداد ایک کارروائی صیغہ اجراء ڈگری کی ہے اور تابع اون قواعد ہے جو ایسی صورت مین جاری مین بہ نسبت ہمشکل دفعہ ۸۷-اوسی ایکٹ کے ایسی ہی راے میرے بہائی محمود صاحب نے اور خود مینے بمقدمہ کیدارناتہہ بنام لالجی سہاے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۶) جو بابت احکام قطعی بیعیات کے تہا ظاہر کی تهی اور اوس فیصلہ کی صحت کے نسبت شکوک کرنیکی مجہے کوئی وجوہ نہین معلوم ہوتے ہین - جسصورت مین ڈگری حسب دفعات ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ ایام ۹ کے اس حکم سے صادر ہوئی ہو کہ تاریخ معینہ پر زر نقد عدالت مین جمع کر دیا جاوے اور بحالت اوسکے نہ ادا ہونیکے یہہ استقرار کر دیا جاوے کہ بیعیات یا نیلام کا نتیجہ ہوگا یا حق انفکاک ساقط ہوگا پس اگر روپیہ ادا کر دیا جاوے تو میری راے مین اسطرح ادا ہونیکو بجز اوسکے اور کچہہ کہنا کہ صیغہ اجراء ڈگری مین ادا ہوا ہے اوسکا بیجا نام قایم کرنا ہے - برعکس اسکے مجہے بدرجہ مساوی صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسطرح پر ادا نکیا جاویگی

تو جو نتایج منتج ہونگے وہ بہی امور متعلقہ اجرا ڈگری مین جو بطور معمولی کے خود ڈگری
سے برآمد ہوتے ہین یعنی یہہ کہ ڈگری بمقابلہ مدیون بوجہ عدم تعمیل شرایط ڈگری کے
موثر کیجاویگی ۔ اگر ڈگریان بموجب دفعات ۲۰۶ و ۲۰۸ و ۲۹۳ کے مناسب طور پر مرتب کیجاوین
تو اونمین یہہ کل شرایط پورے طور پر درج کرنا چاہئیے اور اون نتایج کو ظاہر کر دینا
چاہئے جو منتج ہونگے بشرطیکہ اونکی تعمیل کیجاوے یا نہ کیجاوے ۔

چونکہ اس معاملہ کے نسبت مین نے یہہ رائے قایم کی ہے لہذا فیصلہ ذیلعلم
جج عدالت ماتحت کا صحیح فیصلہ ہے اور یہہ اپیل ڈسمس ہونا چاہئے اور مع خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس ۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ سے اور نیز اوس
ہر امر سے مین بہی اتفاق کرتا ہون جو ممدوح الیہ نے کہا ہے لیکن بحیثیت ایک جج منجملہ
اون ججون کے جنہون نے اسمقدمہ کو اجلاس کامل مین سپرد کیا ہے اور بہ نسبت
اپنے حکم استصواب مورخہ یکم اگست ۱۸۹۰ء کے مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ تین فیصلہ عدالت
ہذا کے اور ایک فیصلہ عدالت کلکتہ کا غور طلب ہین ۔ پس پہلے مقدمہ مطبوعہ رام لال بنام
نراین (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ   و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲
صفحہ ۵۲۹) جسکا ذکر میرے حکم استصواب مین ہوا ہے مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا
ہون کہ جو فیصلہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے آج صادر کیا ہے وہ اوس فیصلہ
خلاف ہے اور چونکہ اونکا فیصلہ اسمقدمہ کا باتفاق رائے کل عدالت کے ہے لہذا مین
یہہ تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ سابق بطور سند اس امر کے اب متصور نہین ہو سکتا ہے دوسرا
فیصلہ ایک مقدمہ غیر رپورٹ شدہ کا ہے کہ وہ بہی میرے روبرو موجود ہے یعنی بابو دینا
پرشاد سنگہ بنام شاہ صفات عالم (اپیل اول نمبر ۲ ۱۸۹۱ء) جسکا فیصلہ ذیلعلم چیف
جسٹس نے ۲ جولائی ۱۸۹۱ء کو کیا تہا ۔ اوس فیصلہ پر بہی حوالہ ہوا تہا اور مین مزید یہہ بات
ظاہر کرونگا کہ جو رائے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے آج ظاہر کی ہے اوس سے وہ
فیصلہ بہی کسی مباحثہ آیندہ کے لئے جو اس امر کے بابت عدالت ہذا مین ہو غیر مستند ہو جاتا
ہے ۔ تیسرا مقدمہ مسماۃ پاربتی بنام بہاری راج (اپیل دوم نمبر ۱۲۱۵ سنہ ۱۸۹۰ء) کمینہ اجرا ڈگری

کا ہے جسکا فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے ہم جلیس سابق مسٹر جسٹس ٹنگ صاحب نے ۸ مئی ۱۸۸۹ء کو کیا تہا اور جو کچہہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوس سے اوس فیصلہ کو استحکام ہوتا ہے ۔ لبعدہ چوتہا مقدمہ ہے جسمین عدالت کلکتہ نے بمقدمہ پولیش ناتہہ موجمدار بنام رگہم جادو موجمدار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) اسی امر کو فیصل کیا ہے اور اوسپر مسٹر درگا چرن نے لبطور سند مفید اپنے کے استدلال کیا ہے ۔

اوس فیصلہ مین بہت کچہہ ایسا ہے جس سے بلا شبہہ تائید اوس بحث کی ہوتی ہے جو مسٹر درگا چرن نے ہمارے روبرو کی ہے لیکن بعد اظہار اوس راے کے جو نسبت راے بنچ ہذا کے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے ظاہر کی ہے مجہے بجز اسکے اور کچہہ کہنا غیر ضروری ہے کہ مین اوسکے قبول کرنے پر یا اوس کل کے قبول کرنے پر آمادہ نہین ہون جو بہ نسبت خیال ڈگری شرطیہ ایسے مقدمات کے یا بہ نسبت ڈگریات قطعی یا انکی تاثیر اوپر ضابطہ عدالت کے کہا گیا ہے جسپر مجموعہ ضابطہ دیوانی حاوی ہے ۔ لہذا مین اتفاق کامل نسبت اوس کل کے ظاہر کرتا ہون جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہے

ناکس صاحب جسٹس ۔ جو کچہہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون ۔

صفحہ ۸۵ انگریزی | ضلع الہ اباد | اپیل اول نمبر ۷۰ ۱۸۸۹ء | منفصلہ ۵ جنوری

دی سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام مداری لال

عملدر آمد ۔ مجرائی ۔ نالش باقیات حساب کی ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۱

مدعا علیہ ٹہیکہ دار پل کشتی دریاے گنگ کا منجانب سرکار بذریعہ پٹہ میعادی پانچ سال کے تہا جسکا معاوضہ بذریعہ اقساط تا میعاد پٹہ واجب الادا تہا ۔ منجملہ دیگر شرایط کے پٹہ مین ایک شرط اسمضمون سے تہی کہ وقت اختتام ٹہیکہ کے اگر گورنمنٹ کو ٹہیکہ پل کا کسی دوسرے ٹہیکہ دار کو دینا مناسب معلوم ہوگا تو گورنمنٹ کو لازم ہوگا کہ بار دانہ ٹہیکہ دار کا بقیمت مناسب لے لیوے جسکی تجویز بذریعہ پنچایت کے ہوگی اور دوسرے فقرہ مین یہ شرط قرار پائی تہی کہ لیکن اگر گورنمنٹ کو اندر میعاد ٹہیکہ کے اوسکا فسخ کرنا اس نظر سے مناسب معلوم ہو کہ بجاے کشتی کے پیپہ کا پل قایم کیا جاوے یا کسی اور ایسے وجہ سے جسکا ٹہیکہ دار ذمہ دار نہین انفساخ ٹہیکہ

منظور ہو تو ٹہیکہ دار اپنی کل نقصانات کا معاوضہ گورنمنٹ سے پانیکا مستحق ہوگا۔ قبل اختتام ٹہیکہ کے ٹہیکہ دار فوت ہو گیا تہا اور مجسٹریٹ ضلع بجانب گورنمنٹ عمل کرکے اوسکی قایمقامان کو فایدہ پٹہ سے محروم کرنے مین اور اوسکا مال اور اسباب ضبط کرنے مین مصروف ہو گیا۔ اوسکی بعد مجسٹریٹ موصوف نے دو شخصون کو حکم دیا کہ اوس مال کی مالیت کی تشخیص کرین کہ جو بالاخر عـــ مرتبہ قرار پائی تہی۔ مجسٹریٹ نے کچھہ قیمت اضافہ کیا جس سے میزان زر مذکور کی عـــ ہوی اور ایک نالش بجانب سکرٹری بنام قایمقام ٹہیکہ دار متوفی بعد منہائی رقم مذکور بحق مدعا علیہم اور بدعوے دلاپانے زر بقیہ بابت اخیر دو قسط از روے معاہدہ مذکور کے داخل کی گئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ مبلغ عـــ جو حسب طریقہ متذکرہ بالا تشخیص ہوے تہے صحیح طور پر بطور منہائی و مجرائی کے متصور نہین ہو سکتے ہین۔ نالش باقیات حساب کی ہے اور مدعا علیہم مستحق ہین کہ تخمینہ مدعی کا جو اوس رقم کے بابت ہے جو اونکے حق مین منہا کی گئی ہے اعتراض کرین۔

یہہ استصواب اجلاس کامل سے آنریبل صاحب جسٹس محمود صاحب نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۱ء کے بہ نسبت اس امر کے کیا تہا کہ آیا ایسے حالات مین جنکی تفصیل فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہے مدعا علیہم اوس رقم کی صحت پر اعتراض کر سکتے ہین یا نہین جو اونکو مدعی نے مجرا دی ہے۔

واقعات اس مقدمہ کی ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین

رام پرساد منجانب اپیلانٹ اجودہیا ناتھہ و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ یہہ نالش بجانب سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل واسطے دلاپانے اوس زر بقیہ کے ہے جسکے بہ نسبت بیان ہے کہ از روے پٹہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۷۸ء کے واجب الوصول ہے۔ پٹہ مذکور متعلق پل کشتی دریاے گنگ کے ہے جو الہ آباد کے قرب و جوار مین ہے۔ پٹہ مین یہہ شرط تہی کہ ٹہیکہ دار مبلغ عـــ روپیہ بذریعہ چند اقساط کے ادا کریگا۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۱ء کو قسط اخیر کا ادا ہونا قرار پایا تہا اور پٹہ جو میعاد پانچ سال تہا یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء کو ختم ہونیکو تہا۔ وہ عـــ بعوض قیمت بلر دانہ سرکاری کے تہا اور بذریعہ فقرہ چہارم پٹہ کے یہہ شرط قرار پائی تہی کہ اگرچہ ٹہیکہ دار کو اختیار ہوگا کہ باردانہ کے کسی ایسے جزو کی جو کام کے لایق نہو اس لئے تجدید کر دے کہ باردانہ مرمت معقول کے ساتہہ رہے تاہم اوسکو کوئی ایسا حق حاصل نہوگا کہ اوسکو یا اوسکے کسی جزو

کو منتقل یا صرف کرسکے تا وقتیکہ سپرده اوسکی پوری قیمت فروخت کے ادا کردے اور جب تک کوئی جزو قیمت کا واجب الادا رہے سرکار کو باردانہ پر کفالت حاصل رہیگی۔ پٹّہ کے فقرہ ۷ مین یہہ شرط قرار پائی تھی کہ اگر بوقت اختتام پٹّہ کے سرکار کو یہہ مناسب معلوم ہو کہ ٹھیکہ اس پل کا کسی دوسرے ٹھیکہ دار کو دیا جاوے تو گورنمنٹ پر لازم ہوگا کہ باردانہ ٹھیکہ دار کا بقیمت مناسب جسکی تجویز بذریعہ ثالثی کے ہوگی لے لیوے۔ فقرہ ۸ مین ایک حالت مختلف کی شرط ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے لیکن اگر گورنمنٹ کو اندر میعاد ٹھیکہ کے اوسکا فسخ کرنا اس غرض سے مناسب معلوم ہو کہ بجاے کشتی کے پیپہ کا پل قایم کیا جاوے یا کسی اور ایسے وجہ سے جسکا ٹھیکہ دار ذمہ دار نہو فسخ کرنا مناسب معلوم ہو تو وہ اپنی کل نقصان کے بابت گورنمنٹ سے معاوضہ پانیکا مستحق ہوگا۔

۲۴ جون ۱۸۸۰ع کو کالکا پرساد ٹھیکہ دار فوت ہوگیا۔ جولائی مابعد مین مجسٹریٹ الہ آباد نے منجانب سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا عمل کرکے قایمقامان کالکا پرساد کو قبضہ پل سے محروم کردیا اور کل سامان و سرمایہ کو ضبط کرلیا۔ ۲۳ اگست ۱۸۸۰ع کو مجسٹریٹ موصوف نے دو شخصون کو اوس سرمایہ کے مالیت تشخیص کرنیکا حکم دیا۔ اون شخصون نے مالیت اوس سرمایہ کے بتعداد [illegible] کے تشخیص کی۔ بعدہ یہہ دریافت ہوا کہ ایک جزو سرمایہ کا ایسا ہے جو اوس تشخیص مین شامل نہین ہے۔ اوس جزو متروکہ کی مالیت [illegible] قرار پائی جس سے ان شخصون کی مالیت مین اضافہ ہوکر [illegible] رہی۔ مجسٹریٹ نے اوس مالیت مین کچھہ فیصدی اضافہ کی اور مالیت کل سرمایہ اور کشتیون کی [illegible] قایم کی پانچوین قسط قبل سے رکھا اوسکی اخیر قسط کبھی ادا نہین ہوئی۔ اخیر قسط کے ادا کرنیکا کبھی وقت نہین آیا کیونکہ جہانتک مین دیکھہ سکتا ہون مجسٹریٹ الہ آباد نے ختم کردیا اوس پٹّہ کا اپنے اوپر لے لیا اور قایمقامان ٹھیکہ دار کو سرمایہ کے اوس قبضہ سے محروم کردیا کہ جسکی وہ ازروے پٹّہ کے مستحق تھے۔ سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل نے یہہ نالش واسطے وصولیابی اوس باقیات کے دایر کی ہے جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ اونکو بابت قسط اخیر اور قسط قبل از اخیر بعد منہائی اون چند رقوم کے واجب یافتنی ہے جنکی نسبت وہ مدعا علیہم کو اونکے پانیکا مستحق تسلیم کرتے ہین۔ فقرہ ہشتم عرضی نالش کا حسب ذیل ہے یہہ کہ بروقت اختتام پٹّہ مذکور کے مدعی کو اوسکی تجدید کرنا مناسب نہ معلوم ہوا اور اوسپر منظر اسکے کہ

گورنمنٹ مال و اسباب ٹھیکہ دار کا حسب شرائط ٹھیکہ مذکور سکے لیلام ہوے تشخیص مالیت سرمایہ مذکور کی
سپرد پنچائتی ہوئی تہی اور اوسکی مالیت ثالثون نے عہ تجویز کی تہی - از ابتدا تا انتہا یہہ بیان
مغالطہ دہی کا ہی - قبضہ قائمقامان ٹھیکہ دار سرمایہ کا لیاجانا جولائی ۱۸۸۶ء مین وقوع پذیر ہوا تہا اور
ثالثی متذکرہ بالا جو سمجہائی مین ہرگز ثالثی نہتی اگست ۱۸۸۶ء مین ہوئی تہی اور مجسٹریٹ الہ آباد نے اپنا
حکم بہ تجویز ان مقبول ہے - ار ستمبر ۱۸۸۶ء کو صادر کیا تہا - عرضی نالش پر اور بالخصوص فقرہ ہشتم پر نظر کرکے
ہر شخص یہہ خیال کریگا کہ یہہ مقدمہ لیا ہے جو فقرہ ہفتم ہیہ مین داخل ہوتا ہے یعنی اوس فقرہ
مین داخل ہوتا ہے جسکے رو سے یہہ شرط قرار پائی تہی کہ گورنمنٹ سرمایہ ٹھیکہ دار قیمت مناسب جسکی تجویز
ثالثی سے ہوگی لے لیگی - درحالیکہ وقت اختتام ٹہیکے گورنمنٹ کو کسی وجہ سے ٹھیکہ دار کو ٹھیکہ دینا
نامناسب معلوم ہوگا - مدعا علیہم نے ڈویژنل بنچ کے روبرو یہہ حجت کی تہی کہ ہم مستحق اسبات کے ہین کہ مالیت
عہ متذکرہ بالا کی صحت پر اعتراض کرین اور یہہ ثابت کرین کہ مالیت مناسب اوس مال و اسباب
کی جو سرکار نے منضبط کر لیا ہے عہ سے بہت زیادہ ہے جسکے مجرا دینے کے لئے بموجب عرضی نالش کے
گورنمنٹ طیار ہے - بجانب دیگر جو لوگ منجانب سکرٹری آف اسٹیٹ حاضر ہین انہون نے اسعد الت مین
یہہ حجت کی ہے کہ مدعا علیہم یہہ ثابت کرنیکے مستحق نہین ہین کہ مالیت مال و اسباب کی عہ سے
متذکرہ فقرہ دہم عرضی نالش سے زیادہ ہے - میری راے مین صحیح طور پر یہہ مقدمہ مجرائی یا دعوے
متقابل کا نہین ہے - سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل نے بشرطیکہ وہ مستحق قائم رہنے
اس نالش کے ہون جسکے نسبت اندیشہ ہے اب مجہے شکوک عظیم ہین درخواست دلایا پانے اوس باقیات کے کی ہے
جسکا اونکو واجب الادا ہونا بابت اوس حساب کے بیان کیا گیا ہے جو درمیان اونکے اور مدعا علیہم کے تہا
وہ باقی جہانتک اس امر کو تعلق ہے مدعی نے بتسلیم اس امر کے نکالی ہے کہ مدعا علیہم حسابا مستحق مجرائی مالیت
اوس مال و اسباب کے ہین جو قائمقامان سکرٹری آف اسٹیٹ نے منضبط کر لیا ہے لیکن بذریعہ
بالکل غلط فقرہ کے یعنی فقرہ ہشتم عرضی نالش کے وہ مدعا علیہم کو پابند مالیت عہ کا کرنا چاہتے ہین کہ
گویا وہ ایسی رقم ہے جسپر اعتراض نہین ہو سکتا ہے - میری راے مین مدعا علیہم مستحق ثابت کرنے اس امر
کے ہین کہ مالیت مال و اسباب متنازعہ کیا ہے اس غرض کے ثابت کرنیکے لئے کہ باقیات متدعویہ مدعی
صحیح باقی حساب کی مابین فریقین کے نہین ہے - میرا جواب اس استصواب کے لئے یہی ہے -
اسٹریٹ صاحب جسٹس مین ذی لعلم چیف جسٹس کے جواب سے جو اس استصواب کا ہے بالکل اتفاق
کرتا ہون جو مطابق اوس راے کے ہے جو یکنی وقت سماعت اپیل کے جب میرے بہائی محمود صاحب

اور خود میرے روبرو ہوئی تھی اختیار کی تھی جو مین نے اوسوقت کہا تہا اوسیکا مین اب اعادہ کرتا ہون کہ مجہے کوئی فرق اسمقدمہ مین اور اوس مقدمہ مین نہین معلوم ہوتا ہے کہ جسمین مدعی کے عدالت مین آنے اور مدعا علیہ سے اوس حساب کے باقیات کا دعوے کرنے پر کہ جب حساب مین چند رقوم مدعا علیہ کو مجرا دیجاتی ہین مدعا علیہ بطور خود اپنی جوابدہی کے یہہ کہتا ہے کہ جن رقموں کو تم حساب مین مجرا دیتے ہو وہ غیر صحیح طور پر بیان کی گئی ہین۔

مسٹر جسٹس ٹیرل صاحب۔ مین اوس ہر بات سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو فی الحال چیف جسٹس صاحب نے فرمائی ہے۔

مسٹر جسٹس محمود صاحب۔ مین بھی فی الحال چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون لیکن یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ اجلاس کامل سے استصواب کسقدر اوس شبہ کے وجہ سے ہوا تہا جو مجھکو بہ نسبت تاثیر دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو اوپر سوال جواب فریقین اور واقعات مقدمہ کے سے ناشی ہوا تہا۔ مجھکو یہہ خیال ہوا تہا کہ عبارت زر نقد کی تعداد متحققہ موقوعہ دفعہ مذکور سے اوسکا اثر بہت محدود قسم کے معاملات تجارتی پر محدود ہے کیونکہ بلاشبہہ وہ محدود ہے اور اوس سے وہ دعوے متقابل خارج ہین کیونکہ وہ خارج ہین جو ایسے ہین جو دیکھے واقعہ انگلستان مین سمجھے جاتے ہین مدعا علیہ اس نالش مین اپنا لیسٹ اون مال اور کشتیون کے ثابت کرنے سے ممنوع ہو جاوے جو مجسٹریٹ الہ آباد حسب بیان فی الحال چیف جسٹس نے لے لئے تہے۔ لیکن فی الحال چیف جسٹس اور اپنے بہائیوں سے گفتگو کا فایدہ اوٹہانیکے بعد مین اپنے شک سے دست بردار ہو گیا اور یہہ دست برداری مینے بالخصوص بلحاظ معنی فقرہ ہفتم دستاویز مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء کے کی ہے کہ جسکے رو سے حسب بیان فی الحال چیف جسٹس کے متنازعہ بہ نسبت مالیت کشتی کے ایک امر نزاعی بطور حصہ اور جزو دعوے کے ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ امر ایسا ہے جو اوسی معاملہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے جس سے دعوے ظہور پذیر ہوا ہے۔ لہذا مین یہہ خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو ہمکو بحث مالیت سرمایہ مین داخل ہونے سے مانع ہو۔ بہ نسبت استصواب کے میرا یہی جواب ہے۔

ضلع میرٹھ اپیل اول نمبر ۱۶۲ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۶ مارچ

عبد العلی خان بنام کہیت سنگہ وغیرہم

رہن۔ مواخذجات مقدم و موخر بحق اشخاص واحد کے۔ اطلاع وجوہ مواخذہ مقدم کی بجالت نیلام بعلت مواخذہ مابعد کے۔ خریدار نیک نیت۔

بعض مرتہنان نے جو قابض چند رہن تواریخ مختلف یا ایک ہی ایسی جایداد کے مختلف اجزا کے تہے

جو مشتری کا مقبوضہ اونہان کی بہی رہن بانہ کو رہن سے اخیر رہن کے ڈگری حاصل کی ہتی اور ڈگری مذکور کے اجرا مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرا دیا تہا۔ قبل نیلام کے مرتہنان نے عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین یہہ درخواست کی کا ونکے رہن با مقدم کا اعلان کر دیا جاوے لیکن عدالت موصوفہ اعلان نہین کیا

تجویز ہوئی کہ مرتہنان نے دربارہ اعلان کرنے انہے مواخذجات مقدم کا ای جایداد نیلام شدہ کے سب کچہہ کیا جو اونکے اختیار مین تہا اور بمقابلہ خریدار نیلام نیک نیت کے مرتہنان مذکور بعد ازان بربنا اپنے رہنا مجات مقدم نالش کرنے سے ممنوع نہین ہین۔

واقعات اس مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کانلن و عبد المجید منجانب اپیلانٹ کالون و بابو دلی و رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ چہہ اپیل اول متعلق اون تین ڈگریون کے ہین جو سب ۴ جون ۱۹۰۵ء کو جج ماتحت میرٹہہ نے بحق مدعیان بنام دو زمرہ مدعا علیہم اور جایداد مرہونہ کے صاحب کی تہین اول زمرہ کے مدعا علیہم وارثان مسماۃ رحیم النسا کے ہین اور دوم زمرہ کے مدعا علیہم کا قایمقام عبد العلی تہان ہے۔ وارثان ظہور علی کے بہی فریق نالش کئے گئے تہے کیونکہ نامبردہ مقران ہر سہ تمسکات مین سے ایک وہ بہی مقر تہا۔ لیکن اپیل مین وہ ہمارے روبرو نہین ہین۔

اپیل نمبری ۱۰۷ و ۱۰۱ متعلق اوس ڈگری کے ہین جو بربنا تمسک مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۷۶ء کے صادر ہوئی ہتی اور اپیل نمبری ۱۰۸ و ۱۰۴ متعلق تمسک مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۷۶ء تعدادی ص[illegible] کے ہین۔ اور اپیل نمبری ۱۰۵ و ۱۰۹ متعلق تمسک مورخہ تاریخ مذکور تعدادی سے رکے ہین جج ماتحت کی تینون ڈگریون پر مدعا علیہم کے دونون زمرہ نے جنکا مین ذکر کر چکا ہون ان عام وجوہ جوابدہی کے بنا پر اعتراض کیا ہے جو اونہون نے ہر ایک نے نسبت نالش مدعیان کے کی ہے۔ سب سے پہلے مقدمہ پیش کردہ وارثان فاریقان مسماۃ رحیم النسا کو جو منجملہ مقران ہر سہ تمسکات متعلقہ نالشات کے احد المقر ہے طے کرنا قرین اسائش ہوگا اپیل نمبری ۱۰۷ و ۱۰۱ مین دستاویز مناط نالش حسب متذکرہ بالا رہنامہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۷۶ء ہے جسکے رو کی بمعاوضہ مبلغ صہ[illegible] کے جو بابت اقساط مقتضیہ دو تمسکات سابق کے واجب ہو چکا تہا اور مبلغ [illegible] سود بابت دوسرے تمسک مورخہ ۸ جون ۱۸۷۳ء کے راہنان نے بابت کل معاوضہ [illegible] اپناہ بسوہ حصہ زمینداری موضع اندورا واقعہ ضلع میرٹہہ رہن کیا تہا۔ جہانتک مسماۃ رحیم النسا کو تعلق ہے تحریر و رجسٹری دستاویز مذکور کی عبارت تصدیق مثبتہ دستاویز مذکور سے بخوبی ثابت ہے اور فی الحقیقت مشر باد ہو پرشاد جو منجانب وارثان رحیم النسا کے حاضر ہوئے ہین یہہ انکار نہین کرتے ہین کہ بہ نسبت اس رہن کے

اور نیز بہ نسبت دو رہنامجات مورخہ تاریخ مقدم ۶ ۱۸ اگست ۱۸۶۸ع کے کوئی شبہہ نہین ہو سکتا ہی کہ ان
دستاویزون کو مسماۃ رحیم النساء نے لکھا تھا۔ وکیل مدعیان نے یہہ تسلیم کیا ہے کہ اگر معاوضہ مندرجہ ان کل دستاویزات
کا سچے طور پر دیا گیا ہے گو بذریعہ نقد کے نہ دیا گیا ہو تو وہ معاوضہ معقول اور مناسب تھا ہے جس سے مسماۃ
کو تحریک جانب تحریر کرنے اون دستاویزات کی ہوئی ہو۔ ظاہر ہے کہ ہر گاہ اونکا تحریر ہونا تسلیم ہے
تو اس امر کا بار ثبوت ذمہ مسماۃ کے ہے کہ اوس نے معاوضہ نہین پایا تھا حالانکہ جس دستاویز کے تحریر ہونے
پر وہ راضی ہوئی تھی اوسمین یہہ لکھا ہے کہ اوس نے پایا ہے۔ بعد دیکھنے شہادت اس مقدمہ کے
مشتہر ہو ہوا صرف دو گواہون کے اظہار ہی پر ہماری توجہ مائل کر سکتے ہین جو اپیل اول نمبر ۱۸۱ کے
کتابچہ مسماندنٹ مین پائے جاتے ہین۔ اوسمین سے اول گواہ ایک مدعی ہے اور وہ معمولی اور کافی طور پر مسماۃ رحیم النساء
کے طریق عمل کے نسبت اطلاع مفید نہین دیتا ہے اور دوسرا گواہ بھی اوس معاملہ کو زیادہ دور
نہین لیجاتا ہے۔ لہذا مقدمہ ایسا ہے جسمین بحالت نہونے کسی ثبوت مخالف کے مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ رائے ذیعلم جج ماتحت کی اوس نتیجہ مین جو اونہون نے اخذ کیا ہے صحیح ہے یعنی یہہ کہ مسماۃ اور بعد
اوسکے وفات کے اوسکے وارثان جنکے قبضہ مین اوسکی وہ جایداد غیر منقولہ آئی ہے جسپر ہوا خذہ اس
رہن کا اور دیگر رہنون کا قایم ہے ذمہ دار ادا کرنے اون قرضجات رہن کے ہین۔ لہذا اون لوگون کی
اپیلون کی نسبت مجھے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ وہ ساقط ہونگی اور مع خرچہ ڈسمس ہونی چاہئین۔

پس وہ حجت باقی ہے جو ہمارے روبرو منجانب عبد العلی خان کے پیش ہوئی ہے اور جو حسب بیان جج ذیعلم
کونسل کے خریدار نیلام نیک نیت اور بلا علم مواخذجات مقدم کے ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ عبد الجلیل نے ۱۸۶۸ع
کو بعد تاریخ کل تمسکات متنازعہ نالش کے مسماۃ اور اوسکی بھتیجہ ظہور علی نے دوسرا تمسک بنام مدعیان لکھدیا جسکے ذریعہ سے
اونہون نے اپناہ ۱۶ سوہ حصہ زمینداری موضع اندور کا مدعیان کے پاس رہن کر دیا۔ مدعیان نے اوس تمسک کو بذریعہ
نالش کے دخل کر دینا پسند کیا اور وہ کامل طور پر ایسا کرنیکے مستحق تھے اور ڈگری حاصل کی اور اوس ڈگری
کے اجرا مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرایا اور عبد العلی خان خریدار ہوا۔ اس امر پر خیال کرنا عجیب بات
ہے کہ ان کل متعدد مقدمات بھر مین یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ اوس خریداری کی کونسی تاریخ ہے مسٹر
عبد المجید کا یہہ بیان ہے کہ چونکہ بوقت اوس نیلام کے جو کچہہ ہوا ہو کوئی اعلان مواخذجات مقدم مورخہ ۱۸۶۸ع
و ۱۸۶۸ع متعلقہ مدعیان کا نہین ہوا البتہ انا مبردگان کو بطور مجرم قریب بفریبی یا اخفاء واقعہ
مواخذجات مقدم مذکور کا تصور کرنا چاہئے اور نامبردگان اس نالش مین اون مواخذجات مقدم
کو بمقابلہ جایداد اور بمقابلہ حقوق خریدار نیک نیت بمعاوضہ قیمتی کے پیش کرنیسے ممنوع ہونے چاہئین

اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہے کہ کہانتک یہہ حجت ذیعلم کونسل کی قایم رہ سکتی ہے بشرطیکہ کوئی شہادت ایسی نہوتی جو اسمقدمہ مین ہے کہ قبل ہنام ان مواخذجات مقدم نے کوئی تذکرہ عدالت مین اس غرض سے نہین کی کہ ادنکی مواخذجات کا اعلان کر دیا جاوے لیکن اسمقدمہ مین ان مدعیونکی جو قابض ان مواخذجات مقدم کے تہی فی الواقع عدالت سے یہہ تحریک کی تہی کہ اس واقعہ کا اعلان کر دیا جاوے کہ اس جایداد پر ادنکو یہہ مواخذجات مقدم علی الترتیب حاصل ہین مسٹر عبدالمجید یہہ بیان کرتے ہین کہ جب عدالت نے اعلان نہین کیا تہا تو ادنکو عدالت کے حکم سے اپیل کرنا چاہئے تہا کہ جس حکم کی نوعیت کی بابت ہم کچہہ نہین جانتے ہین لیکن چونکہ ادنہون نے بنا راضی حکم عدالت کے اپیل نہین کیا لہذا ادنکو مجرم فریب اور اخفا کا تصور کرنا چاہئے مین خیال کرتا ہون کہ جس اصول کے بابت ذیعلم کونسل حجت کرتے ہین اوسکو غیر معمولی حد تک لیجاتا ہے اور ڈگریدار کو جس نے وہ کل کارروائی کی ہے جو قانونًا اوسکے لئے ضروری تہی ایسے عظیم ناکامی مین بنسبت ایسے شخص کے ڈالتا ہے جس نے سب کچہہ بعد اوس ڈگری اجرامین خریداری کی ہے جو بربنا رہن حاصل کی گئی تہی لہذا میری یہہ رائے ہے کہ ان مدعیون کے طریق عمل مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے ہمارا ادنکو اوس استحقاق سے محروم کرنا لازم آوے جو بلا شبہہ ادنکو اسبارہ مین حاصل ہے کہ ان مواخذجات کی بنا پر نالش کرین اور ادنکو بمقابلہ جایداد مرہونہ کے نافذ کرین مین ان کل مقدمونکی اپیلونکو معہ خرچہ بحق کامیاب رسپانڈنٹیان کے ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۴ و سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۱۰ ر مارچ

پیشے بنام اولاد فاطمہ

اجرائے ڈگری۔حکم مشعر قایم ہونے نام منتقل الیہ کے بجائے نام ڈگریدار کے۔اپیل۔مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۲ و ۲۴۴ و ۵۸۸ و ۵۹۰۔

برطبق درخواست واسطے قایم ہونے نام منتقل علیہ کے بجائے نام اصلی ڈگریدار کے حکم ذیل صادر ہوا تہا

کہ مقدمہ مدیون ڈگری معہ خرچہ نامنظور رہے اور نام خریدار ڈگری کا بجائے نام اصلی ڈگریدار کے قایم ہو

اور مقدمہ فہرست متفرقہ خارج ہو اور سررشتہ اجرائے ڈگری سے کیفیت طلب ہو۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور ایسا تہا جو احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اور نظر بر محض حکم ابتدائی کے نہین ہے کہ صیغہ اجرائے ڈگری مین کچہہ کرنے کی بابت ہو اور اوس حیثیت سے قابل اپیل ہے۔

واقعات جہانتک کہ وہ ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

ہور ڈولبشن چندر منجانب اپیلانٹ سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس (با اتفاق مدراٹرل صاحب) میرے لئے یہہ قرین آسایش ہوگا کہ حکم عدالت ماتحت کے ٹہیک ٹہیک مضامین بیان کرون جو منشا اپیل ہذا ہے حکم مذکور حسب ذیل ہے۔ یہہ کہ عذرات پیش کردہ

مدیون ڈگری معہ خرچہ نالش منظور رہو اور نام خریدار ڈگری کا بجائے نام اصل ڈگریدار کے قایم ہو اور مقدمہ فہرست منظور شدہ سے خارج ہو اور سرشتہ اجرائے ڈگری سے کیفیت طلب ہو۔

آغاز کارروائی پر ہمارے روبرو مسٹر سندر لال نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اعتراض کیا کہ یہہ حکم بطور ایسے حکم کے متصور نہین ہو سکتا ہے جو حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہو بلکہ ایسا حکم ابتدائی ہے جس سے رہبری کسی ایسے امر مناسب کی ہوتی ہے جو محکمہ اجرائے ڈگری مین بہ نسبت ڈگری دیر بحث کے کرنا چاہیئے یعنے باضابطہ کارروایات اجرائے ڈگری مین نام اولاد فاطمہ سایلہ کا بطور منتقل علیہ ڈگری کے داخل ہونا چاہیئے۔ اس صورت مین مسٹر سندر لال یہہ حجت کرتے ہین کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے

مین اوس فیصلہ سے اتفاق کرنیکو آمادہ ہون جو زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ء مین بمقدمہ گلزار علی بنام درگا دام مندرج ہے جسمین ذیعلم چیف جسٹس و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب نے ایسی ہی حالات مین یہہ تجویز کی ہتی کہ اپیل ہو سکتا ہے۔ بہ نسبت اون اعتراضات کے جو مدیون ڈگری نے عدالت ماتحت مین پیش کی ہتی اور جنکا اعادہ اس عدالت مین ہوا ہے مجھکو کوئی وجوہ اوس رائے سے اختلاف کرنیکی نظر نہین آتے ہین جو ذیعلم جج ماتحت نے اون امور کے بابت ظاہر کی ہے لیکن ہمارے روبرو اول مرتبہ یہہ بحث پیش کی گئی ہے کہ آیا اصل ڈگری کمال الدین کی بابت مہر کے ہتی اور چونکہ حصہ بایع اولاد فاطمہ یعنے محمد عظیم پسر نامبردہ اور شوہر مسماۃ کا صرف بقدر سہم ہے تو اجازت اجرائے جزواً ڈگری مذکور کی ہونی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر حجت یہہ ہے کہ اولاد فاطمہ کو منصب اجرائے کل ڈگری کا یا تو تنہا یا بالشمول اوس شخص یا اشخاص کے حاصل ہونا چاہیئے جو بقیہ استحقاق کے مستحق ہین۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون یہہ عذر عدالت ماتحت مین پیش نہین ہوا تہا۔ ہمارے روبرو ایسا مواد موجود نہین ہے جسکے بنا پر ہم بہ نسبت صحت اس حجت کے ایک طور پر یا دوسرے طور پر تجویز کر سکین لہذا ہمین معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ڈسمس کرنے اپیل ہذا بہ نسبت اون امور کے جو اس کارروائی مین جج ماتحت کے روبرو پیش ہوئی ہتی ہمکو کوئی رائے بہ نسبت امر اخیر کے ظاہر نکرنا چاہیئے کہ جو معمولی طور پر بغرض فیصلہ اوسوقت پیش ہوگا جب مسماۃ اولاد فاطمہ بتقویت حکم جج ماتحت کے ڈگری حسب ضابطہ محکومہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کرائیگی رسپانڈنٹ اپنا خرچہ پاویگی۔

ضلع سہارنپور اپیل اول نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

منقولہ از انگریزی

ام رحیم وغیرہم بنام ضیاء احمد وغیرہم

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۷ ایکٹ میعاد سماعت۔ نالش منجانب مسلمانان واسطے دخلیابی حصص واقعہ جایداد اونکی مورث متوفی کے۔ استحقاق وراثت۔

الفاظ جایداد خاندان مشترکہ موقومہ نمبر ۱۲۷ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت

(ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) سے مراد خاندان مشترکہ کی جایداد ہے پس میعاد معینہ از روے مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے جسمین اہالیان خاندان مسلمان دعوے استحقاق وراثت واسطے دخیابی حصص جایداد غیر منقولہ کا کرتے ہین کہ جسکے نسبت یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ انکے مورث جو اونکا اور بعض مدعا علیہم کے بھی تہا اور جسکی نسبت وہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اوسکو مدعا علیہم نے بیدخل کر دیا ہے۔ باو راشا بنام معصوم علی انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۷۰ سے اختلاف کیا گیا۔

مدعیان مقدمہ ہذا دو لڑکیان ہین اور ایک پوتی مسمی کرامت حسین کے ہین جو فروری ۱۸۶۴ء مین فوت ہوا تہا اور حسب بیان مدعیان کے قابض کسی موضع کا تہا جو بجلدوی خدمات ایام بلوہ کے نامبردہ کو عطا ہوا تہا۔ اونکا یہہ بیان ہے کہ ۲ جون ۱۸۶۴ء کو نہال احمد پسر کرامت حسین (برادر و چچا مدعیان) نے موضع مذکور بیع کر دیا تہا اور مشتریان نے اپنی باری مین غیرون کے ہاتہہ اوسکو منتقل کر دیا ہے اور ہمکو اسکا علم بعد وفات نہال احمد کے ۱۸۸۶ء مین ہوا تہا اور منتقل علیہم سے مطالبہ دخل اپنے حصص کا کیا تہا اور چونکہ اس سے انکار ہوا تہا لہذا نامبردگان نے دعوے اوس شے کا جسکو وہ اپنا حصہ بیان کرتی ہین معہ واصلات کے بنام منتقل علیہم بشمول دیگر اہالیان خاندان کرامت حسین کے کیا ہے۔ منجملہ دیگر وجوہ کے لجوابدہی نالش کی اس وجہ کے بنا پر ہوئی ہے کہ وہ خارج المیعاد ہے۔ عدالت مرافعہ اولے نے نالش ڈسمس کی تہی۔ تب مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور اپیل مذکور محمود صاحب جسٹس و ینگ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور حکام ممدوح نے چونکہ بحث میعاد سماعت کی بہی پیش ہوی تہی مقدمہ کو بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۲ جولائی ۱۸۹۰ء اجلاس کامل مین بغرض تجویز اس امر کے سپرد کیا تہا کہ آیا معنی مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت مقدمہ ہذا سے متعلق ہین یا نہین۔

امیر الدین و عبد المجید منجانب اپیلانٹان اجودھیا ناتھ و سندلال منجانب اپیلانٹان

ایج صاحب چیف جسٹس - اسمقدمہ مین ہمکو جس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت ہے وہ صرف یہہ ہے کہ آیا مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے یا نہین مسلما یہہ ایسا خاندان نہین ہے جو ٹہیک طور پر یا عام طور پر مشترکہ کہا جا سکے - ممالک ہذا کا یہہ ایک مسلمانی خاندان ہے - الفاظ جایداد خاندان مشترکہ مندرجہ مد ۱۲۷ سے دقت پیدا ہوی ہے - اب ممکن ہے کہ ان الفاظ کی تعبیر دو مختلف طور پر کیجا سکے - اونکی تعبیر یہہ ہو سکتی ہے کہ خاندان کی جایداد مشترکہ یا یہہ کہ جایداد خاندان مشترکہ کی - مین خیال کرتا ہون کہ اس ملک مین الفاظ مذکور یعنی جایداد خاندان مشترکہ کی ہم تعبیر غلط کرینگے بشرطیکہ یہہ تجویز کرین کہ وہ ایسے مقدمہ سے متعلق ہین جہان جایداد مشترکہ ہے لیکن خاندان مشترکہ نہین ہے - علاوہ خاندان کے بہت سے اشخاص باہم جایداد مشترکہ رکہہ سکتے ہین - الف - ب - ج جنمین کوئی رشتہ نہین ہے ممکن ہے کہ جایداد مشترکہ رکہین - اگر ہم اس مد کے یہہ معنی ٹہیرین کہ جایداد مشترکہ خاندان کی تو میرے ذہن مین یہہ دقت پیدا ہوگی کہ کیا وجہ ہے کہ جس سے واضعان قوانین کا یہہ مقصد تہا کہ مد ۱۲۷ اوس خاندان سے متعلق ہو جو مشترکہ نہین ہے اور کوئی ایسا حکم بہ نسبت جایداد مشترکہ اون اشخاص کے صادر نہین کیا جو شرکاء خاندان نہین ہین - میری منکسر راے مین جایداد خاندان مشترکہ سے مد ۱۲۷ مین جایداد خاندان مشترکہ کی مراد ہے اور صحیح طور پر وہ جایداد خاندان مشترکہ کی کہی جایگی - وجہ اس امر کی کہ کیون لفظ ہندو کا جو مد ۱۲۷ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء مین تہا اور مجموعہ حال سے متروک کر دیا گیا ہے یہہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان کے بعض اضلاع مین جیسا کہ مین یاد کرتا ہون ایسے خاندان مسلمانی ہین جو مشترکہ کہے جا سکتے ہین - بدین اظہار راے کی مقدمہ دو ججون کے بیچ مین جاویگا -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - از روے عرضی نالش مقدمہ ہذا کے مدعیان اپیلانٹان نے بعد بیان کرنے اس امر کے کہ ہم بعض جایداد سے متمتع ہوتے رہے ہین یہہ بیان کیا ہے کہ بعض مدعا علیہم نے تمتع مذکور سے ہمکو بیدخل کر دیا ہے اور اونہون نے استدعا کی ہے کہ بابت دخل قطعی اپنی حصص کی بموجب شرع محمدی وراثت کے بابت جایداد ایک شخص متوفی کے کی ہے

اپنی عرضی نالش مین وہ کسی جگہہ یہہ بیان نہین کرتے ہین کہ جایداد مشترکہ خاندان مشترکہ کی ہے اور وہ منقطع مشترکہ سے خارج کردی گئی ہین اور یہہ استدعا کرتے ہین کہ اونکا حق دربارہ شرکت ہونے منقطع مشترکہ مذکور کے نافذ کیا جاوے - لہذا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو مد ایکٹ میعاد سماعت کا اصلی اور مناسب طور پر قابل متعلق ہونے اونکی نالش کے ہے وہ وہ حکم قانونی ہے جو مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت مین پایا جاتا ہے جیسا کہ مین سمجھتا ہون جو قاعدہ تعبیر کا قانون میعاد سماعت سے متعلق ہونیکے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ اگر صورت نالش کی دراصل طور پر کسی خاص مد کے چار پہلو مین داخل ہوتی ہو تو ہمکو اس غرض سے تعبیر پر دہیان لگانا چاہیے کہ نالش مذکور کو نالشات کی اوس زمرہ مین داخل کردین جنکے لیے ازروے کسی دوسرے مد قانون مذکور کے زیادہ تر رعایتی میعاد سماعت . . دی گئی ہے - علاوہ برین واضعان قوانین کی نسبت یہہ قیاس نہین ہوسکتا ہے کہ واضعان ممدوح نے دو مد میعاد سماعت کے ایسے مرتب کی ہین کہ جو واقعات کی یکسان حالت اور یکسان نالشات سے متعلق ہوسکین -

اب مین یہہ فرض کرتا ہون کہ مقصود مد ۱۲۷ کا اولاً یہہ ہے کہ خاندان مشترکہ الفاظ مذکور کے معنی معقولہ اور بخوبی سمجھے ہوے مین ہو بعدہ اوسکا مقصود جایداد خاندان مشترکہ سے ہے پہر اوسکا مقصود منقطع مشترکہ سے ہے اور بالاخر اوسکا مقصود منقطع مذکور سے خارج ہونیکا ہے کہ جو وجہ تحریک ارجاع نالش کا ہوتا ہے - بتعظیم عظیم اون ذیعلم ججون کے جنہون نے فیصل کیا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ بمبئی باداشا بنام معصوم شا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۷۰ مین صحیح عبارت اس مد کی نظر انداز ہوئی ہے اوس نالش کے مدعیکو جس سے یہہ مد متعلق ہوتا ہے جو چیز استدعا کرنی چاہیے ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ اوسکا حق جایداد خاندان مشترکہ مین شریک ہونیکا اور نہ اوسکے کسی حصہ پر نافذ کیا جاوے یعنی یہہ کہ یہہ نالش واسطے بازیافت حیثیت سابق منقطع کی ہے اور یہہ کہ اوسکی خارج ہوجانے سے وہ محروم کردیا گیا ہے - میری راے مین یہی صورت اوس نالش کی ہے جسپر مد مذکور محدود ہے اور وہ مد واقعات کے ایسے حالت سے متعلق نہین ہے جو اسمقدمہ مین ظاہر ہوے ہون - مین ذیعلم چیف جسٹس کے حکم مجوزہ سے بالکل اتفاق کرتا ہون -

ٹرل صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس ۔ بنظر اسکے کہ میری تجویز مختصر ہو مین حکم استصواب پر حوالہ کرتا ہون جو مینے اسمقدمہ مین ۴ر جولائی ۱۸۹۰ء کو صادر کیا ہے اور جسمین مسٹر جسٹس ٹیرل صاحب نے اتفاق کیا ہے اور جسکی وجہ سے حسب اجازت ذیلعلم چیف جسٹس کے اسمقدمہ کی بغرض سماعت کے پانچ ججون کے بنچ مین پیش ہونیکی ضرورت ہوئی ہے ۔

جو کچھہ جناب ذیلعلم چیف جسٹس صاحب نے اور نیز میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے بنسبت صحیح معنی مد ۱۲۷ ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے فرمایا ہے اوسمین بجز اسکے مین کچھہ اضافہ نہ کرونگا کہ مین یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جب مقدمہ کی بحث ویژن بنچ مین ہوئی تھی تب بسبب دقت اوشبہ ان چند معاملات کی نسبت پیدا ہوا تھا جنکا ذکر مینے اپنے حکم استصواب مین کیا تھا ۔

مین اون مقدمونکو تفصیل وار لکھے کرنا نہین چاہتا ہون ۔ میرا یہہ کہنا کافی ہے کہ مین اس امر پر غور کرونگا کہ اب وہ اجلاس کامل کے روبرو تمامتر بلحاظ اون تقریرون کے ہے جو منجانب مدعیان اپیلانٹ نسبت تبدیلی الفاظ قانونی مد ۱۲۷ مندرجہ ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء) کے ہوئی ہے کیونکہ وہ تبدیلی بمضمون فقرہ ایکٹ میعاد سماعت حال کے مقابلہ سے ظاہر ہوتی ہے ۔ تبدیلی مذکور بوجہ موجودگی کسی امر کے نہین ہوئی ہے بلکہ بوجہ نہونے ایک لفظ یعنے لفظ ہندو کے ظاہر ہوتی ہے اور بجاے اوسکے شخص کی لفظ داخل ہوئی ہے جب مقدمہ کی بحث منجانب اپیلانٹان کے ہوئی تھی تو مجھے اقرار کرنا چاہیے کہ مجھے بالخصوص نظر ناگہانی تبدیلی کے (جسپر درحقیقت عبارت قانونی مین اہم طور پر غور ہونا چاہیے) یہہ خیال ہوا تھا کہ اس مد ۱۲۷ سے یہہ مقصود تھا کہ مسلمانون سے بھی متعلق ہوگا ۔ بدرجہ اقل یہہ تبدیلی بطور ترمیم بڑے اداز زبانی کے ہے لیکن یہہ عبارت جہانتک ضروریات مقدمہ کو تعلق ہے بجز اسکے اور کچھہ نہین ہے کہ وہ محض ایک آواز ہے جس سے کچھہ مطلب نہین نکلتا ۔ کیونکہ اس معاملہ پر غور کامل کرنیکے بعد مجھے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا ہرگز یہہ مقصود نہین تھا کہ مسلمانان ممالک اندر علاقہ اختیار عدالت ہذا الیسا قاعدہ جو ملک کو نامعلوم ہے اور شرع محمدی کو نامعلوم ہے اور لوگون کو نامعلوم ہے یہہ کہ متعلق کیا جاوے کہ بعد وفات مورث کے شخص متوفی کے اوسکی جایداد اوسکے وارثان کو جداگانہ حصص مین مین نہین پہونچتی ہے بلکہ جایداد مذکور کو نوعیت جایداد مشترکہ متعلقہ

علم قانون ہنود کے حاصل ہوتی ہے۔ برعکس اسکے شرع محمدی کا یہہ قیاس ہے کہ ہر حصہ جداگانہ ہوتا ہے اور ہر حصہ دار مالک اپنی جداگانہ حصہ کا ہوتا ہے اور اگر حصہ داران مذکور باتفاق رہنا چاہتے ہین تو وہ ایسا کر سکتے ہین لیکن اونکی ملکیت جداگانہ اور تعلقات بعلیٰحدہ نہین ہو جاتے ہین ۔

ذی علم چیف جسٹس اور میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اس امر کے ثابت کرنیکے لئے کافی طور پر کہہ چکے ہین کہ واسطے اغراض متعلق کرنے مد ۴ ۱- ایکٹ ۵ ۱۸۸۱ء کے چند امور ضروری ہین یعنی یہہ کہ بدرجہ اول خاندان مشترک ہونا چاہیئے ان مین اوس سے تجاوز کر دونگا کیونکہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اوسکو ظاہر کر چکے جو تین اور شرائط ہین ۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ملک کے اس حصہ مین قاعدہ خاندان مشترکہ کا حسب مفہوم اہل ہنود کے اہل اسلام مین جس منشا سے موجود نہین ہے کہ جس منشا مین آج قانون مین اوسکا استعمال ہوا ہے۔ اگر وہ قاعدہ موجود بھی ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ مجھے یہہ کہنا چاہیئے کہ ذی علم وکیل پنڈت جودہیا ناتھ کی یہہ بحث جسوقت مینے حکم استقرابی صادر کیا تھا بخوبی صحیح تھی کہ قانون ممالک مذاکا کسی ایسے حالت خاندانی کو تسلیم کرنیکی اجازت بوجہ دفعہ ۳۷- ایکٹ ۴ ۱۸۷۱ء کے نہ دیگا۔ مجھے وہ بھی کہنا چاہیے جو مجھے اوسوقت خیال ہوا تھا جب ذی علم پنڈت نے اوسوقت بحث کی تھی اور مجھکو اسوقت خیال ہوتا ہے کہ بمبئی کے جن مقدمات پر ذی علم کونسل اپیلانٹ نے استدلال اور اصرار کیا تھا اونکو اسمقدمہ سے تعلق نہین ہے کیونکہ اوسمین ایک بالکل ہی مختلف قانون بہ نسبت متعلق ہونے شرع محمدی کے حاوی ہے۔ مین ذی علم پنڈت کی اوس بحث سے بھی اتفاق کرتا ہون جو اوسوقت پنڈت موصوف نے کی تھی کہ آئین ۱۸۷۲ء مجموعہ بمبئی کو اوس وقعت سے تجویز کرنے مین نظر انداز نکرنا چاہیے جو اوس پریذیڈنسی کے فیصلجات پر جو اسبارہ مین ہین قایم ہونا چاہیئے۔

بہ نسبت اون چند تقریرون کے جو دوران بحث مین اوسوقت کی گئی تھین جب سماعت دو نیسلان بنچ مین ہوی تھی اس مضمون سے کہ اگر مد زیر بحث ایسی نالشات سے جیسے کہ یہہ ہے متعلق نکیا جاویگا تو ملک کے اس حصہ کے مسلمانون کو ایک بڑی استحقاق سے محروم کر دینا ہوگا، مین کہنا چاہتا ہون کہ مین مدت سے یہہ راے قایم کرتا آیا ہون کہ قوانین میعاد سماعت کے قوانین اسا کیشی ہین اور یہہ بات تو بہت بعید ہے کہ اوسکی تعبیر بمنشا تغیر سخت قوانین

تعزیری کے برخلاف اونکی متعلق ہوینکے ہوسکے اونکا لفاظ لبسختی واسطے اطمینان حقوق کے ہونا چاہئے - یہہ بات مین ایک سے زیادہ مقدمونمین جو رپورٹون مین دستیاب ہوتے ہین کہہ چکا ہون - مین یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ بابت تعبیر مد ۱۴۷ ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے جو کچہہ دقتین پیدا ہون وہ ہون اوس وقت کو ایسے مقدمہ مین اضافہ نکرنا چاہئے جسمین مسلمان عورتین درحالیکہ وہ پردہ نشین ہی ہون بعد انقضاء میعاد کے دعوے کرتی ہین - بتائید اس راے کے مین ان مقدمات کا حوالہ کرنا چاہتا ہون جنمین مینے قبل ازین اس اصول کے ضرورت کو بتلایا ہے کہ قانون شخص بیدار کی مدد کرتا ہے اور نہ سونیوالے کی -

ایک بات اور - بمقدمہ باواشا بنام معصوم شاہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۷۰ کے جسپر اج پہر مسٹر عبد المجید نے استدلال کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہرا ذیعلم جج نے مد ۱۴۷ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ملاحظہ کرنے یا بدرجہ اقل پہر داخل کرنے مین جہانتک رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے عبارت اوسمین حصہ پانیکو اسطرحپر سمجہا ہے کہ گویا لفظ حصہ اسم ہے فعل نہین ہے - مین اوسکو اوس منشا مین نہین سمجہتا ہون - مین اس سے ٹہیک وہی مراد سمجہتا ہون جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بیان کی ہے یعنی یہہ کہ وہ فعل ہے اور اوسکی یہہ معنی ہین کہ بمقطع مشترکہ کا پہر قایم کرانا -

جن دیگر مقدمات کا ذکر مینے اپنے حکم استصواب مین کیا ہے اونکو برعایت ادس امر کے تصور کرنا چاہئے کہ جو ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اسمقدمہ مین کہا ہے اور جس سے میرے بہائی ٹرل صاحب نے اتفاق کیا ہے - جواب اس استصواب کا یہہ ہے کہ مد ۱۴۷ ایکٹ میعاد سماعت حال ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایسے نالشات پر حاوی نہین ہے جیسے اسمقدمہ کی عرضی نالش سے ظاہر ہوتی ہے - لہذا مین حکم مصدرہ سے اتفاق کرتا ہون

ناکس صاحب جسٹس - مین جوابات مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون

صفحہ ۹۰ انگریزی ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۰۰ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ فروری

تاماندار چودہری بنام کرم راے وغیرہم

راہن - مواخذجات مقدم و موخر - مواخذہ داسکا اوس نالش مین فریق

نکیا جانا جو بربنا مواخذہ مقدم کے ہو۔ اوسکے استحقاق انفکاک پر اوس سے خلل نہ آنا۔

اگر مواخذہ دار مقدم بعلم مواخذہ موخر کے وقت دایر کرنے نالش بربنا اپنے رہن مقدم کے مواخذہ دار موخر کو فریق مقدمہ نکرے تو استحقاق انفکاک مواخذہ دار موخر پر اوسکی وجہ سے خلل نہین آتا ہے۔

موہن منور بنام لوگو اوکار انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴ و محمد سمیع اللہ بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۵) و جادھو بنام مہیش داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۰) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جج کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین سندر لال و غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ جوالا پرساد و کاشی پرساد منجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ نالش دخل کی حسب حالات ذیل دایر ہوئی ہے مسمی بہیا اگر سنگہ نے ایک رہننامہ سادہ بنام دو شخص مسمیان بینی مادہو اور اجہیت سنگہ بعوض عــــ ۲۰۰ روپیہ کے لکہدیا تہا اور حقیت ۱۹ مواضعات از ان راہن پر اوسکا مواخذہ قایم ہوا تہا اور منجملہ اونکے ۲۰ ازہم پائی ایک موضع موسومہ سرسیا ہے بنظر اسایش کے اس رہن کو رہن نمبر اول کہنا چاہیے ۵ اگست ۱۸۸۲ء کو اوسی راہن نے اور دو اور شخصون نے ایک رہن منفعتی اپنی جایداد کا بشمول کل موضع سرسیا کے بعوض مبلغ للعــــ ۱۰۰۰ روپیہ بنام پیر غلام وجوری کے لکہدیا اور اسمین شبہہ یا بحث نہین معلوم ہوتی ہے کہ اون مرتہنون نے بذریعہ اپنے رہن کے دخل پا لیا تہا۔ اس اخیر رہن پر بذریعہ بیشگی مزید کے قریب اکتوبر ۱۸۸۲ء مین ایک مواخذہ مزید ۹ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو قایم کیا گیا تہا بنظر اسایش کے اس رہن کو رہن نمبر ۲ کہنا چاہیے۔

بہ نسبت رہن نمبر ۱ کے جسکی حسب متذکرہ بالا بینی مادہو اور اجہیت سنگہ مرتہن تہے معلوم ہوتا ہے کہ اجزا زر پیشگی دادہ کے فیمابین اونکی بقدر دو ثلث بحق بینی مادہو و ایک ثلث بحق اجہیت سنگہ کے تقسیم ہو گئی تہی جسوقت قبل مارچ ۱۸۸۴ء کے اجہیت سنگہ مرتہن اور اوسکے راہنان نے ایک تصفیہ بقدر ایک ثلث جایداد مرہونہ کے کر لیا اور غالباً اوسیقدر زر رہن ادا و بیباق ہو گیا۔ بعدہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۴ء کو بینی مادہو نے بعلتیہ حقیت زر رہن کی نالش کی اور بمقابلہ راہن کے واسطے للعــــ ۲۰۰ کے ڈگری حاصل کی ۲۴ ستمبر

۳ سنہ ۱۸۸۱ء کو بمنی ماد ہو نے اپنے استحقاق ڈگریداری کا بنام دو شخص مسمیان شریف اور
دولا کے منتقل کر دیا جنہوں نے لطور منتقل الیہم ڈگری مذکور کے اجرا ڈگری مین تدبیرین
کین اور ان کارروایات اجرا ڈگری مین اونہون نے اپنی مدیون ڈگری سے اپنی
سے انتظام خریداری حقیت پانی موضع سریا کا بعیوض سما للعہ کے کر لیا۔ اوس معاملہ کی تکمیل
بذریعہ بیع خانگی کے ہوئی تہی اور یہہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ حقیت اب رہنامہ سنہ ۱۸۸۱ء سے
غایب ہو گئی اور اب اینده اوسکے تابع نہین ہے جو حقیت اون دو شخصون نے اسطرح
حاصل کی تہی وہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعی کے نام منتقل ہوئی اور یہی اونکا استحقاق ہے
لہذا بادی النظر مین وہ قابض ایسے استحقاق کا ہے جو نیلام مین بعلت ایسے موخذہ
کے لیا گیا تہا جو اوس مواخذہ سے مقدم تہا کہ جسکے ذریعہ سے مدعا علیہم نے اپنا استحقاق
حاصل کیا تہا اور جسکو مین ابہی ایک لحظہ مین ثابت کر دونگا۔

رہن نمبر ۲ کی بنا پر کبہی نالش نہین ہوئی اور واضح ہوتا ہے کہ پیر غلام اور
جوڑی اصل مرتہنان رہن مذکور دونون فوت ہو گئے ہین اور اونمین سے ہر ایک بہت سے وارث
اپنے پیچہے چہوڑ گئے ہین بہ نسبت وارثان پیر غلام کے یہہ ہوا کہ اونہون نے ۳
ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو اپنا نصف حق مرتہنی از روے رہن مورخہ ۵ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کا بدست
مسماۃ کرم راجی کنوری زوجہ بہیا اگر سنگہ راہن کے بیع کر دیا۔ معاوضہ اوس بیع کا سما للعہ
تہا جو بذریعہ انتقال حقیت بہیا اگر سنگہ معہ دیگر متعدد اشخاص واقعہ موضع موسومہ سیدی
بنام وزیر و دیگر اشخاص بعیوض مبلغ سما للعہ معہ ایک تمسک تنہا بہیا اگر
سنگہ بابت ان حقیت زمینداری نامبردہ بابت ادا سے مبلغ سما للعہ کے ظاہر کیا گیا تہا۔
بہ نسبت حصہ جوڑی بابت رہن مورخہ ۵ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے یہہ ہوا کہ ۱۸ اگست
سنہ ۱۸۸۱ء کو حصہ مذکور کو پسران جوڑی نے بہی بدست مسماۃ کرم راجی کنوری کے بعیوض
مبلغ سما للعہ کے بیع کر دیا۔ اس صورت مین بہی معاوضہ بیع کا بذریعہ انتقال متقابل
منجانب بہیا اگر سنگہ بشمول چند دیگر اشخاص بابت اپنی حقیت واقعہ موضع سیدانی بالعوض
مالیت مبلغ سما للعہ اور بذریعہ تمسک تنہا بہیا اگر سنگہ تعدادی مبلغ سما للعہ اون حقوق
حصہ زمینداری کے ادا کیا گیا تہا۔ اس سے استحقاق مدعا علیہم کا ظاہر ہوتا ہے۔
پس مینے وہ صحیح طریقہ بیان کر دیا ہے جس سے مقدمہ کی یہہ صورت ظاہر ہوتی

اور یہہ کہ یہہ کیونکر ہے کہ مدعی جو رہن نمبر ۱ کا قایمقام ہے دخل بمقابلہ قابض حقیت اور دوسرے
رہن نمبر ۲ کے چاہتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسمین کچھہ شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ بروقت
اوس نالش کے جو بذریعہ رہن نمبر ۱ کے ہوئی تھی مرتہن کو رہن نمبر ۲ سے اطلاع تھی
نہ صرف یہہ بات ہے کہ وہ دستاویز رجسٹری شدہ ہے بلکہ بشمول اوسکے رہن منفعتی قسم کا
تہا مرتہن قابض تھی اور اس امر کی نسبت ذیعلم جج ماتحت عدالت ماتحت عبارت صریح کی
یہہ تجویز کی ہے کہ اوس نالش کے مدعی کو علم اور اطلاع رہن منفعتی کی تھی۔
یہہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ اوسوقت ایکٹ انتقال جایداد نافذ نہین تہا اور نہ احکام
دفعہ ۸۵ کے عمل پذیر تھے لہذا مدعی پر یہہ ذمہ داری عاید نہین ہوسکتی ہے کہ اوسمقدمہ
مین رہن نمبر ۲ کے فریقون کو شریک کرتا۔ دفعہ ۸۵۔ ایکٹ انتقال جایداد کے رو سے جواب
نافذ ہے صرف وہ اصول متعلق ہوتا ہے جسکو مدت دراز سے عدالتہاے ملک ہذا تسلیم
کرتے تھین اور ایسا اصول ہے جسکے نسبت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ براہ عدل و انصاف
اور نیک نیتی کے اوسکا موثر کرنا اون عدالتون پر لازم تہا۔ ذیعلم وکیل نے منجانب مدعیان
اپیلانٹان کے یہہ کہا ہے کہ بنظر ٹہیک نوعیت اون حالات کے جنمین خریداران بروے
رہن دوم نے اپنی حقوق بنام مدعاعلیہم منتقل کئے ہین یہہ تصور کرنا چاہیے کہ جو اونکو ادا
ہوا تہا وہ فی الواقعہ خود راہن نے ادا کیا تہا لہذا یہہ قیاس کرنا چاہیے کہ رہن ۱۸۶۰ء کا
ادا و بیباق ہوگیا تہا اور مدعاعلیہم کو استحقاق نہین ہے کہ اوس اطمینان پر اپنا حق قایم
کرسکین اور اوسکے رو سے کسی حق کا دعوے کرسکین۔ بہ نسبت اس حجت کے یہہ امر قابل
یادداشت ہے کہ جو انتقالات زیادہ تر اصلی جزو معاملہ کا منجانب بہیا سنگہ بنام اون
منتقل الیہم کے ہین وہ انتقالات نہ صرف اوسی کیطرف سے ہین بلکہ منجانب خود اوسکے بشمول
چند دیگر اشخاص کے ہین۔ اور جیسا کہ مینے ذیعلم وکیل اپیلانٹ کو بتلا دیا ہے جس نے اپنی
حجتون کو اسمقدمہ مین ایسا صاف اور عمدہ طور پر بیان کیا ہے کہ مین اس امر سے واقف
نہین ہون کہ کوئی امر راہن کو اوس بات کے کرنیکا مانع ہے جو راہن نے اسمقدمہ مین
کی ہے یعنی اپنی زوجہ کو دوبارہ بہم رسانی سرمایہ بغرض خریداری حق مرتہنی کے جو مرتہن
منتقل کرنا چاہتا تہا امانت کی ہے۔ مجھے نہین معلوم ہوتا ہے کہ اس حجت مین کوئی قوت
یا اثر ہے اور وہ سرسبز نہین ہوسکتی ہے۔

بعدہ اصل اور ضروری امر مقدمہ کا یہہ ہے کہ فریقین کو بہ نسبت اپنے مختلف مدعیان کے کیا حقوق حاصل ہین ۔ یہہ امر بلا سند کے نہین ہے ۔ اوسکا تصفیہ مقدمہ سوہن منو بنام متوگو اوکا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴) مین ہوا ہے ۔ اوسکو میرے بہائی شل صاحب اور خود مینے بمقدمہ محمد سمیع الدین بنام مان سنگہ (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۷) طے کیا ہے کہ جس اخیر الذکر فیصلہ کو ذیلم چیف جسٹس اور میرے بہائی براوہرسٹ صاحب نے بمقدمہ گنجا دہر بنام سوکہچند (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۰) منظور کیا ہے اور اوسکی تقلید کی ہے اور خود مینے اون بہت سے فیصلون کو اوسکو منظور کیا ہے جنمین مین شریک رہا ہون ۔ وہ کل فیصلے اسمضمون سے ہین کہ اگر مواخذہ دار مقدم بعلم مواخذہ موخر کے اوسوقت مواخذہ دار موخر کو بزمرہ فریق شامل نہین کرتا ہے جب وہ بربنا اپنی مواخذہ کے نالش کرتا ہے تو اوس مواخذہ دار موخر کو اوس ڈگری سے خلل او رمضرت اوس استحقاق مین نہین پہونچتی ہے جو اوسکو از روے ایکٹ انتقال جایداد دربارہ انفکاک مواخذہ مقدمہ کے حاصل ہے ۔ اگر وہ اوسمقدمہ سے خارج رکہا گیا ہے تو مواخذہ موخر کو اوسی حالت مین رکہنا چاہیئے جو اوسکی اوس صورت مین ہوتی کہ جب وہ شریک مقدمہ کیا جاتا ۔

مدعا علیہا مسلمًا مواخذہ دار موخر ہے ۔ وہ اون کل ذمہ داریون کے ادا دینا قبول کرنیکو امادہ اور راضی ہے جنکا ادا کرنا قانونًا معقول طور پر اوسپر لازم ہے اور وہ اوس رقم کے ادا کرنیکو طیار ہے جو مناسب طور پر رسدی حصہ ۱۶ ۱۲ پائی موضع سرسیا پر عاید ہو سکے ۔ اس سے انکار نہین ہے کہ مبلغ ...... سالانہ وہ رقم ہے جو بذریعہ انتظام خانگی فیما بین راہن کے جسکی نسبت یہہ قیاس ہونا چاہیئے کہ اوسکو اپنی حقیقت کا بہت کم خیال رہا ہوگا اور مرتہن کی جسکی نسبت یہہ قیاس ہونا چاہیئے کہ اوس نے قیمت مناسب سے زیادہ ادا کیا ہوگا بابت خریداری بذریعہ بیع خانگی ۱۲ آنہ ۱۲ پائی کے ادا کیا گیا تہا ۔ مینے ایک لفظ بہی نہین سنی ہے کہ وہ رقم معقول تہی اور ہم دونون کو اس امر پر اتفاق ہے کہ اسیقدر وہ رقم ہے جسکی نسبت انصافًا یہہ مطلوب ہے کہ مدعا علیہا مدعیکو ادا کردے بشرطیکہ وہ اس خالص حصہ موضع سرسیا پر قابض رہنا چاہے ہو سچونکہ یہی وہ راسے ہے جو مینے متعدد کی نسبت قایم کی ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ ڈگری عدالت ماتحت کی اوسقدر غلط ہے جسکے روسے مواخذہ دار مقدم کو قبل دخلیابی

... اندر معیاد مذکور کے ادا کرنیکا حکم ہوا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ حالت برعکس ہونی چاہیئے
... اپیل ڈگری اور فیصلہ عدالت ماتحت کا منسوخ کرتا ہون اور یہ استقرار کرتا ہون
... مدعی بابت مستحق دخل ... بابت موضع سرسیا کا بپابندی اس شرط کے ہے کہ اگر
... اس ڈگری کے تاریخ سے چھ مہینے کے اندر مدعا علیہا عدالت ہذا مین مبلغ ... سللوگ
ے مدعی کے داخل کر دے ... مدعی کی ڈسمس متصور ہوگی اور مدعا علیہا ... بابت
... سرسیا پر قابض رہیگی۔ اگر زر مذکور معیاد مشروط کے اندر داخل نہ کیا جاویگا تو
ڈگری دخل مدعی کی قایم رہیگی اور وہ سمجھا جاویگا کہ مطابق قانون کے زرگ سکونا فذ کرے ہر
دو صورت مین فریقین اپنے اپنے خرچے مقدمہ کے بابت متحمل ہونگے۔
نرل صاحب جسٹس ... مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع اگرہ — اپیل دوم نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۹۹ء — منفصلہ ۶ فروری — صفحہ ۹۲ انگریزی

کنور سین
بنام
پہتہر سنگہ

اجرائے ڈگری۔ درخواست اجرائے ڈگری سے بلا اجازت دوبارہ داخل کرنے درخواست جدید کے دست بردار ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۷۳ و ۶۴۷۔

بر طبق درخواست اجرائے ڈگری کے عدالت نے حکم صادر کیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے

درخواست اجرائے ڈگری) واسطے قرقی کے ہے۔ طلبانہ اور اجرت امین داخل نہین ہوا ہے۔ بیان وکیل ڈگریدار کا یہہ ہے کہ جایداد مدیون ڈگری کے تلاش کرنیکے بعد یہہ درخواست کیجاویگی بالفعل کچھہ پیروی کرنا نہین ہے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقیات سے بعدم پیروی خارج ہووے۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ احکام دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کارروائی اجرائے ڈگری سے متعلق ہین اور ڈگریدار نے اجازت داخل کرنے درخواست جدید کے حاصل نہین کی لہذا درخواست جدید اسی قسم کی نہین گذرانی جاسکتی ہے۔ سرجوپرشاد بنام سیتارام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۷۱) و فقیر اللہ بنام ٹہاکر پرشاد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) مہاراجہ چرن بنام مان سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۲۷۹) کی تقلید ہوئی

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔
ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ۲۰ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو ڈگری بازیافت زر نقد بذریعہ نفاذ کفالت

کے حاصل کی تہی۔ پہلی درخواست اجراء ڈگری کی ۲۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو گذری تہی اور وہ ۱۴ مارچ کو خارج ہو گئی تہی دوسری درخواست اجراء ڈگری کی ۲۰ جولائی ۱۸۸۶ء کو گذری تہی اور جب درخواست وکلاء ڈگریدار کے ۹ اگست کو اونکے اس بیان پر خارج ہوئی تہی کہ وہ اوسکی پیروی نہین کرنا چاہتے ہین بلکہ درخواست جدید داخل کرینگے جب یہہ دریافت کرلینگے کہ آیا مدیون ڈگری کی کوئی جایداد ہے یا نہین جسکے نسبت ڈگری جاری کرائی جاوے درخواست حال ۲ جون ۱۸۸۸ء کو داخل کی گئی ہے اور مدیون ڈگری نے یہہ عذر کیا ہے کہ درخواست مین قاعدہ قرار یافتہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) عارض ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے عذر منظور کیا (یہہ بہی تجویز کی کہ درخواست خارج المیعاد ہے) عدالت اپیل ماتحت نے حکم عدالت مرافعہ اولی کا اس بنیاد پر منسوخ کیا کہ ضمناً استدعا اجازت پیش کرنے درخواست جدید کی موجود ہے تب مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ — موتی لال منجانب رسپانڈنٹ۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل مقدمہ اجراء ڈگری مین ہے۔ واقعات اس مقدمہ کی مینے اپنے حکم مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۹ء مین بیان کئے ہین جسکے رو سے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس ہوا تہا کہ تجویز صاف بہ نسبت الفاظ حکم ۹ اگست ۱۸۸۶ء کے جسکے رو سے درخواست سابق خارج ہوئی تہی طلب کی گئی تہی۔ بذریعہ میرے حکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کے اور برضامندی ذیعلم چیف جسٹس کے مقدمہ بغرض سماعت روبرو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کے اور خود میرے روبرو پیش ہوا ہے کیونکہ اسمین اون چند مقدمات کی ٹہیک تاثیر غور طلب تہی جسمین مین اور میرے ذیعلم بہائی بطور ممبر ایک ہی بنچ کے شریک تہے منجملہ اونکے مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) کا ہے اور پہر مقدمہ فقیر اللہ بنام ٹہاکر پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) کا ہے۔ مقدمہ مین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۲) کے بہی صحیح تاثیر غور طلب ہے جسمین ان مقدمات اور دیگر سابق مقدمات پر کماحقہ غور ہوا تہا اور کل عدالت نے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود میرے اون آرا سے اتفاق کیا تہا جو ہمنے ہر دو مقدمات سابق محولہ بالا مین ظاہر کی تہین

جو تجویز عدالت اپیل ماتحت نے برطبق واپسی کے اختیار کی ہے اوسمین ٹھیک الفاظ حکم مصدرہ ۹ اگست ۱۸۷۶ء کو ذیل جج عدالت ماتحت نے نقل کر دیا ہے اور وہ الفاظ یہہ ہین

درخواست ڈگری کی بطور طلبانہ اور رسوم امین داخل نہین ہے وکیل ڈگریدار کا بیان ہے کہ جایداد مدیون تلاش کر کے پہر درخواست گذرانینگے بالفعل کچھہ پیروی نہین ہے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقیات سے بعدم پیروی خارج ہووے۔

انگریزی مین ترجمہ ہونیسے اوسکے یہہ معنی ہین۔

درخواست (اجرای ڈگری) واسطے ڈگری کے ہے۔ طلبانہ اور رسوم امین داخل نہین ہے۔ اور بیان وکیل ڈگریدار کا یہہ ہے کہ بعد تلاش کرنے جایداد مدیون ڈگری کے پہر درخواست کرینگے۔ بالفعل کوئی پیروی کرنیکا مقصود نہین ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقیات سے بعدم پیروی خارج کیا جاے۔

جہانتک مین ترجمہ اصل ہندوستانی حکم کا کر سکتا ہون یہہ بہت ٹھیک ترجمہ ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گوبند پرساد کی رائے صحیح ہے جب اونہون نے میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اور خود میری توجہ اون الفاظ کیطرف متوجہ کی تھی کہ جو مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۱۰۷) مین واقعہ ہین اور نیز اون الفاظ پر متوجہ کی تھی جو فیصلہ ذیل چیف جسٹس مقدمہ اجلاس کامل بمقدمہ رادھا چرن بنام مان سنگھ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۹۴۳ مین صفحہ ۹۴۳ رپورٹ مین واقعہ ہین۔

ان مختلف مقدمون پر غور کرنیکے بعد مجھے معلوم ہوتا ہے کہ احکام دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمات اجرای ڈگری سے متعلق قرار پاے ہین اور باعتبار اس تعبیر قانونی کے جسپر اجلاس کامل نے مقدمہ متذکرہ بالا مین ہمراہی سے اتفاق کیا ہے ہمکو یہہ تصور کرنا چاہیے کہ تاثیر دفعہ ۳۷۳ فقرہ (۲) یعنی اس عبارت کی کہ اگر مدعی بلا حصول اجازت مذکور مقدمہ مذکور دست بردار ہو جاوے یا جزو دعوے سے باز آوے تو وہ اوس خرچہ کا ذمہ دار ہوگا جو عدالت دلاوے اور اوسکو بابت شے دعوے یا اوسکے جزو مذکور کے مجدد نالش کرنیکا اختیار نہوگا جب مقدمہ اجرا سے متعلق کیجاوے یہہ ہوگی کہ حکم موقعہ ۹ اگست ۱۸۷۶ء مین اجازت مجدد کرنے کار روائی بذریعہ دیگر درخواست کے بعد دست برداری وکیل ڈگریدار نسبت درخواست اجرای ڈگری

کے نہین ہے۔ لہذا بحالت نہونے اجازت مذکور کے ڈگریدار کو اختیار دعوا اجرائے ڈگری بسبب گذرانے کا حاصل نہین ہے۔ مسٹر مادہو پرساد نے جنکی پاس خلاصہ مسٹر موتی لال کا منجانب ریسپانڈنٹ کے ہے ایک اور امر کی بحث کی ہے اور وہ یہہ ہے کہ جز وہ اوس بیان وکیل کا جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے خود حکم عدالت مین پڑہنا چاہئے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسکی اجازت نہین ہو سکتی ہے۔ بیان وکیل ڈگریدار مین اور نیز وکیل مدعی مین ممکن ہے کہ بہت سے استدعا مین ہون یا متعدد دادرسیون کے استدعا ہو لیکن جز وتعمیلی حکم کا نالش ابتدائی مین ڈگری ہے اور اسیطرح سے ایسے مقدمات مین جز وتعمیلی حکم کا خود حکم ہوتا ہے کہ جو اس مقدمہ مین بدین الفاظ شروع ہوا ہے۔ لہذا حکم ہوا۔

لہذا مقدمات متذکرہ بالا کو متعلق کر کے مین اپیل ڈگری اور حکم عدالت اپیل تحت کا منسوخ کرتا ہون اور حکم عدالت مرافعہ اولے کا معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۹ انگریزی | ضلع مراداباد | اپیل فوجداری نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۱۷ مارچ

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد محمود خان

عدالت سشن۔ اسیران۔ اسیرون کا بوجہ وفات یا بیماری کے حاضر عدالت نہونا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۰۸ و ۲۸۵۔

دوران تجویز مین جو روبرو عدالت سشن باعانت تین اسیسرون کے ہتی کارروائی کے شروع نوبت مین ایک اسیسر فوت ہو گیا تہا اوسکی بعد عرصہ دوسرا اسیسر ایسا بیمار ہو گیا کہ کارروائی مذکور مین شریک نہ ہو سکا اور شروع بحث وکیل ملزم مین جو عدالت سے کرتا تہا تیسرا اسیسر چلا گیا اور جب وہ بحث ختم ہو گی تہی اوسوقت تک پہر واپس نہین ایا۔

تجویز ہوئی کہ مقصود قانون کا یہہ ہے کہ بدرجہ اقل ایک اسیسر تمام تجویز مین مسلسل حاضر رہے۔ چونکہ یہہ شرط پوری نہین ہوئی لہذا کارروائی جو روبرو عدالت سشن کے ہوئی ہے منسوخ ہونا چاہئے کیونکہ (بلحاظ احکام دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے) تجویز مذکور کا ہونا ایسے عدالت کے روبرو متصور ہونا چاہئے جسکو اختیار حاصل نہین رہا تہا۔

واقعات اسمقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

پوگوس منجانب اپیلانٹ گورنمنٹ پلیڈر درام پرساد منجانب سرکار

مسٹر صاحب جسٹس - ذیلعلم کونسل نے جو منجانب گورنمنٹ حاضر ہوئے ہین ایک عذر ابتدائی پیش کیا ہے - اونکی یہہ حجت ہے کہ تجویز ثبوت جرم بہ نسبت اونکی موکلون کے بوجہ عدم اختیار سماعت عدالت ماتحت کے قانوناً بیجا ہے - ۱۰ اگست ۱۸۸۹ع کو تجویز روبرو ذیلعلم سشن جج مرادآباد اور تین اسیسران کے شروع ہوئی تہی - یہہ امر مطابق اس قاعدہ مندرجہ دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوا تہا کہ کل تجویزات روبرو عدالت سشن کے یا تو بذریعہ جوری یا باعانت اسیسران کے ہونگی - تجویز کی شروع نوبت مین ایک اسیسر فوت ہوگیا اوسکے تہوڑے عرصہ بعد دوسرا ایسا بیمار ہوگیا کہ تجویز مین شریک نہ ہوسکا - ۱۸ ستمبر ۱۸۸۹ع کے اجلاس مین تجویز اپنے نوبت اخیر کو پہونچی کہ جب صرف گوبند رام اسیسر حاضر تہا - مقدمہ جانب ثبوت کے ختم ہونیکے بعد اور اظہار ملزم اور اونکی چند گواہون کے ختم ہوجانیکے بعد ذیلعلم وکیل ملزمان نے عدالت کے روبرو قریب ڈیرہ گہنٹہ تک بحث قانونی اور رودادی مقدمہ مین کی تہی - قبل اسکے کہ وکیل موصوف نے دس منٹ سے زیادہ بحث کی تہی مسٹر گوبند رام نے مکان عدالت سے جانے کی اجازت جج سے بعذر بیماری اور اسوجہ سے بدحواسی کی بسبب ضعف کے لی تہی - جب تک بحث منجانب ملزم ختم نہین ہوگئی تہی وہ واپس نہین آئے اور جواب وکیل سرکار جانب ثبوت کے سننے کے بعد اونہون نے یہہ راے بربنا ابہم اور ناقابل اطمینان وجوہ کے ظاہر کی کہ ملزمان مجرم ہین - باعتبار ان واقعات کے مسٹر پوگوس یہہ عذر کرتے ہین کہ بلحاظ احکام دفعہ ۲۶۹ و ۴۵۷ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ع کے تجویز بیجا ہے - یہہ بحث نئی ہے اور بہت ضرورت کی ہے - یہہ ظاہر ہے کہ ہر تجویز جو سشن جج نے بلا کسی اسیسر کے کی ہو بوجہ نہونے اختیار سماعت کے بیجا ہے - بدرجہ مساوی یہہ بہی امر یقینی ہے کہ اگر کل اسیسر جنکی اعانت سے سشن جج نے تجویز شروع کی تہی (تجویز کے اول سے اخر تک) حاضر ہونے سے مجبور رہین یا خود غیر حاضر ہوگئے ہین تو کارروائی موقوف کردینی چاہیے تہی اور تجویز از سر نو عمل مین لائی چاہیے تہی - لیکن بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہین حاضر ہونے سے مجبور ہین یا خود غیر حاضر ہوگئے ہین مسٹر گوبند رام تجویز کے جزو کثیر مین اول سے اخر تک حاضر رہا اور اوسکی صرف ایک جزو

مین وہ غیر حاضر ہوگیا۔ لیکن کیا بموجب اصل مثلاً دفعہ ۲۰۵ کے اوسکے نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ حاضر رہا ہے سبب سے مجھے اپنے بھائی اسٹرٹ صاحب سے مشورہ کرنیکا فایدہ حاصل ہوا ہے اور میری یہہ راے ہے کہ اس سوال کا جواب نفی کے ساتھہ ہونا چاہیئے۔

دفعہ ۲۰۵ کے حصہ اول مین صریحاً یہہ حکم ہے کہ کارروایات مین اول سے اخیر تک اسیسرون کو حاضر رہنا چاہیئے یعنے اونکی حاضری مین کوئی شق نہ پڑنا چاہیئے جو ٹھیک طور پہ برابر کل سلسلہ تجویز کے اوسوقت تک قایم رہنا چاہیئے کہ جسوقت تجویز صادر کیجاتی ہے جو مقدمہ میرے روبرو پیش ہے اوسکا وہ جز وجسپر احکام دفعہ ۲۹۰ کے حاوی ہین اور جو بنظر خیال ملزمان کے بہت ضروری ہے اوسمین پیروی مقدمہ کی بلا اعانت اسیسرون کے ہوی ہتی اور اوسقدر حاضری مذکور مسلسل مکمل نہین ہتی۔ مین ضرور اس عذر کو بدین نتیجہ منظور کرونگا کہ مین اس امر کے تجویز کرنے پر مجبور ہون کہ تجویز روبرو اسیسر عدالت کے ہوئی ہتی جو بلا اختیار سماعت کے ہتی لہذا ضرور منسوخ ہونی چاہیئے۔ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا اور دیگر کارروایات جو میرے روبرو موجود ہین منسوخ کیجاتی ہین اور تجویز جدید مطابق قانون کے عمل مین لائی جاویگی۔

صفحہ ۹۴ انگریزی منفصلہ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ع

ضلع کانپور اپیل اول نمبر ۱۹۶ سنہ ۱۸۹۵ع

بشن دیال بنام دی بنک اف اپر انڈیا لمیٹڈ

اجرا ڈگری - فریق کا بطور قایمقام مدیون ڈگری متوفی کے مسل مین بیجا شریک کرنا - اپیل - خرچہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) -

مسمی بشن دیال درخواست اجرا ڈگری مین بطور ایک قایمقام مدیون ڈگری متوفی کے فریق بنایا گیا تہا - نالش سابق مین یہہ تجویز ہوچکی تہی کہ بشن دیال سے مدیون ڈگری کا اسطور پر رشتہ نہین ہے کہ وہ اوسکا قایمقام قانونی ہوسکے اور اس کارروائی مین بہی اوسنے عذر کیا تہا کہ وہ ایسا قایمقام نہین ہے اور اوسکا عذر منظور ہوا تہا اور حکم مشعر منظوری عذر بلا اپیل رہا اور قطعی ہوگیا - لیکن عدالت نے بروقت منظوری عذر کے عذردار کو اوسکا خرچہ نہین دلایا -

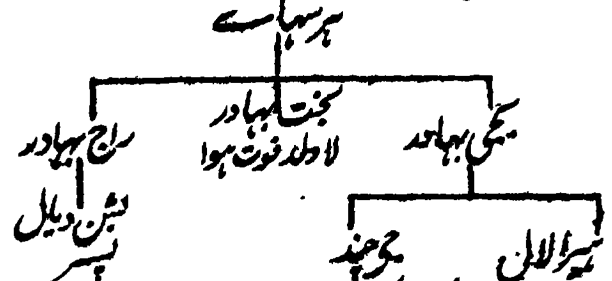
تجویز ہوئی کہ عذردار کا استحقاق اپیل بوجہ اسکے زایل نہین ہوگیا کہ وہ بطور فریق ڈگری کے مین بیجا فریق کیا گیا ہے اور نیز یہہ کہ اندرین حالات وہ محض بحث خرچہ کی اپیل کرسکتا تہا -

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین محمود صاحب جسٹس کے پورے طور پر درج ہین

رام پرساد منجانب اپیلانٹ ہورڈ منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول ہے جسکے نسبت معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہذا مین حسب ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکو تعریف ڈگری مندرجہ فقرہ تعریفی دفعہ ۲ - ایکٹ مذکور کے ساتہہ پڑہنا چاہیے دایر ہوا ہے اور اوس حیثیت سے اپیل مذکور کو ایسا تصور کرنا چاہیے کہ حیطہ دفعہ ۵۴۰ - ایکٹ مذکور مین داخل ہے - جب ہم نے سماعت ابتدائی اسمقدمہ کی کی تہی اور مسٹر رام پرساد منجانب اپیلانٹ حاضر ہوے تہے تو منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا گیا تہا کہ ایسا اپیل ہو نہین سکتا ہے - خلاف اپیل ایک دوسرے عذر پر اصرار ہوا تہا یعنی یہہ کہ اگر اپیل ہو بہی سکتا ہو تاہم عدالت ماتحت نے اوس اختیار امتیازی کو استعمال کیا ہے جو عدالت موصوف کو ازروے دفعہ ۲۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے اور حسب حالات اسمقدمہ کے اوس اختیار امتیازی مین عدالت ہذا سے بصیغہ اپیل دست اندازی نہین ہوسکتی ہے کیونکہ تنازع صرف خرچہ کے متعلق ہے اور نہ اصل سود ادعائی تنازع باہمی فریقین کے -

جو حجت میرے روبرو اسطرح پیش کی گئی ہے اوسکو قابل الفہم کرنیکے لئے اور نیز اسوجہ سے کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت نے اپنے فیصلہ کے تحریر کرنے مین ایک مرتبہ سے زیادہ فریقون کے نامون کو مخلوط کر دیا ہے مین شجرہ ذیل کا بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہون کہ جس سے متعلق رشتہ داری ان اشخاص کا ظاہر ہوتا ہے جنکے نام واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری ہین۔



جو خاندان شجرہ متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے وہ سری باستب کایستھون کا خاندان ہے جسکے مذہبی اصول ایسے لامحدود ہوگئے ہین کہ کشن دیال پسر راج بہادر کو شخص اخر الذکر اور دیگر شرکا خاندان اس امر کے ثابت کرنیکے لئے نالش کرنا پڑی تھی کہ خاندان ہندون کا ہے اور نہ مسلمانون کا یا بدرجہ اقل یہہ بات کہ قاعدہ وراثت شاستری خاندان سے متعلق ہے اور نہ شرع محمدی قران کا۔ بالاخر یہہ مقدمہ روبرو دو دیگر جج عدالت ہذا کے جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور ٹرل صاحب شریک تھے پیش ہوا اور حکام ممدوح نے بمقدمہ موسومہ راج بہادر بنام کشن دیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) میں تصفیہ اس امر کا کر دیا تہا اور رپورٹ سے وہ ٹہیک فیصلہ ظاہر ہوتا ہے جو اون ذیعلم ججون نے اخذ کیا تہا۔

مجہے اوس فیصلہ کے نسبت اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ مین نے اوسکا ذکر اسوجہ سے کیا ہے کہ اوس سے ابتدائی حالات اوس بحث کے ظاہر ہوتے ہین جسکا فیصلہ مین اسمقدمہ مین کرنا چاہتا ہون۔ فیصلہ ہائیکورٹ کا ۴ مارچ سنہ ۱۸۸۲ء کو صادر ہوا تہا اور وہ فیصلہ قطعی ہو گیا اور فریقین کو یہہ تسلیم ہے۔

واضح ہوتا ہے کہ بعد اس فیصلہ کے اپہا انڈیا بنک لمیٹڈ ریسپانڈنٹان اپیل ہذا نے برتنا ز متمسک مکفولی اجمالا وشتہ بخت بہادر و بیجی بہادر کے ۲۵ اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو ڈگری

حاصل کی اور چونکہ وہ ڈگری زر نقد بذریعہ نفاذ کفالت کے تھی وہ بھی ناطق ہوگئی۔

۱۴ اپریل ۱۸۸۸ء کو بخت بہادر لاولد فوت ہوگیا اور جیسا کہ شجرہ متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے چند رشتہ دار چھوڑ گیا منجملہ اون کے ایک بھائی راج بہادر پدر کشن دیال ہے جو میرے روبرو بحیثیت اپیلانٹ ہے۔

معاملات اسطرح پر رہے کہ جب ۴ مئی ۱۸۸۹ء کو بنک ڈگریدار نے ایک درخواست اجراء ڈگری متعلقہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے جاری ہونے ڈگری مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۰ء کے داخل کی اور اوس درخواست مین ظاہراً حسب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ کے عمل کرنے ڈگریدار نے بخت بہادر اصل مدیون ڈگری کو اور اوسکے ساتھ جے چند و ہیرالال بطور پسران بخت بہادر متوفی کو مدیونان ڈگری ظاہر کیا اور علاوہ انکے راج بہادر اور کشن دیال کو درخواست مذکور مین بطور وارثان لالہ بخت بہادر متوفی کے بیان کیا۔

اس درخواست سے یہہ مقدمہ شروع ہوا اور اوسکی دوران مین منجملہ دیگر امور کے جو ظہور پذیر ہوئے ہین اور جنکی ذکر کرنیکی مجھے ضرورت نہین ہے کشن دیال اپیلانٹ عذرات بطور عذرداراس بیان سے حاضر ہوا کہ وہ بیجا فریق کیا گیا ہے کیونکہ نہ وہ وارث بخت بہادر مدیون ڈگری متوفی کا ہے اور نہ کسی طرح پر ذمہ وار ڈگری مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۰ء کا ہے جو اجرا طلب ہے۔ بالفاظ دیگر اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکو کسیطرح پر ڈگری سے خواہ بحیثیت قایمقامی کسی حقیت بخت بہادر کی خواہ کسی اور طور پر کچھہ تعلق نہین ہے اور فعل بنک ڈگریدار کا اوسکو اسطرح پر فریق کرنیمین ایسا بیجا ہوا ہے کہ وہ اسمقدمہ مین جس سے اوسکو کچھہ سروکار نہین ہے کھینچا گیا ہے۔

اس عذر کا فیصلہ جا و بیجا عدالت ماتحت مین ہوگیا تھا اور اوسکی نتیجہ مین ایک حکم عدالت ماتحت کا حسب مضامین ذیل صادر ہوا تھا۔

تمام کشن دیال در طبق خود اوسکے عذر کے مسل سے خارج کر دیا گیا۔ عذرداران اپنے اپنے خرچہ کے متحمل ہونگے۔

بنا رامنی اس فیصلہ کے کوئی اپیل بجانب بنک ڈگریدار کے دایر نہین کیا گیا لہذا یہہ متصور ہونا چاہیئے کہ یہہ فیصلہ عدالت ماتحت کا بہ نسبت کشن دیال کے کہ اوسکو کوئی استحقاق بطور قایمقام قانونی بخت بہادر مدیون متوفی بموجب ڈگری مورخہ ۵ اگست

۱۸۸۸ع کے حاصل نہین ہے فیصلہ قطعی ہوگیا۔

لیکن کشن دیال عذر دارنے جو عدالت ماتحت مین اسطرحپر کامیاب ہوگیا ہے یہہ اپیل دایر کیا ہے اور جو عالمانہ بحث اوسکے طرف سے مسٹر رام پرساد نے کی ہے اوسپر مین نے پورے طور پر عدالت اپیل کی اس ضرورت کو ذہن نشین کرکے غور کیا ہے کہ حکم متعلقہ خرچہ مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ٹہیک طور پر دست اندازی نکیا کرین۔

ایسا مین مکرر کہہ چکا ہون اور اوسکو اب مین پہر کہنا چاہتا ہون کہ احکام متعلقہ خرچہ بلا ضرورت منشاء اپیل نکیا جانا چاہئے کیونکہ عدالت اپیل وجوہ خفیف کے بنا پر اختیاری امتیازی عدالت مرافع اولے مین دست اندازی نکرینگے۔

لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین ڈگری عدالت ہذا مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۱ع سے کہ جو نہ صرف صادر ہی ہوئی تہی بلکہ رپورٹ سرکاری جلد ۴۔ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد صفحہ ۳۴۳ مین شایع بہی ہوئی تہی ڈگریدار اس امر کی احتیاط کر سکتا تہا کہ آیا کشن دیال کو اسمقدمہ مین فریق کرنا چاہیے یا نہین۔

قبل اسکے کہ مین اس امر کو موقر کرون سب سے پہلے مین اوس امر ابتدائی کو فیصل کرونگا جسکا مین ذکر کرچکا ہون یعنی یہہ کہ اسمقدمہ مین اپیل نہین ہوسکتا ہے۔

مقدمہ اجلاس کامل سیٹہہ چاندمل بنام درگا دی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۱۲) مین مینی اون اراکو ظاہر کیا ہے جنپر مین اب بہی اوس فیصلہ مین قایم رہتا ہون جو بصفحہ ۳۲۵ لغایت ۳۲۰ درج ہین خصوصاً اون تحریرات پر جو مینے صفحہ ۳۲۶ مین کی ہین

اسمقدمہ مین منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ بحث ہوئی ہے کہ چونکہ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ کشن دیال قایمقام بخت بہادر مدیون متوفی کا نہین ہے لہذا اوسکو ہرگز استحقاق اپیل کا حاصل نہین ہے اور اسبارہ مین بہت عالمانہ تقریر پیش کی گئی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہہ درخواست مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ع باستدعاء اجراے کے داخل کی گئی تہی کشن دیال مقدمہ مین فریق ہوچکا تہا اور کوئی اعتراض اوس درخواست کے نسبت نہین ہوا تہا کہ وہ درخواست اجرائے ڈگری کی ہے۔ وہ ایک مقدمہ تہا جسکے زمرہ فریقین کا بصراحت کے ساتہ اوس درخواست مین بیان کیا گیا تہا جسکے ذریعہ سے وہ شروع ہوا تہا۔ اور چونکہ وہ اسطرحپر شروع ہوا تہا اور زمرہ فریقین کا ایسا تہا جو اوس درخواست کے رو سے ظاہر کیا گیا تہا

تو یہ فیصلہ عدالت کا کہ اپیلانٹ قایمقام قانونی بخت بہادر کا نہیں ہے اوس استحقاق کو زایل نکریگا جو اوسکو از روے ضمن (ت) دفعہ ۳۴۴ ہے کے عطا ہوا ہے اور جسکی نسبت بموجب دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پڑہنا چاہئے۔ جو کچہہ وہ کہتا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ قایمقام بخت بہادر مدیون متوفی کا کہا گیا ہے لیکن وہ ایسا قایمقام نہین ہے اور یہہ کہ وہ اوس مقدمہ مین شخص اجنبی ہے اور ڈگری مورخہ ۹ اگست ۱۸۷۸ء مین شخص اجنبی ہے جو نتیجہ اوس مقدمہ کا ہے اور وہ غلط طریق عمل ڈگریدار سے بیجا طور پر عدالت مین کہینچا گیا ہے اور صرف اسیوجہہ سے عدالت نے یہہ صحیح فیصلہ کیا ہے کہ وہ شخص ثالث ہے اور بدینوجہ وہ اوس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے جسکا بار اوسپر اوس ڈگری کے روسے عاید ہوتا۔ مجھے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ از روے الفاظ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوسکو استحقاق اپیل کرنیکا اس غرض سے کہ وہ شکایت اوس خرچہ کی کرسکے جو اوسکے حق مین بوجہ اس بیجا فریق کیجانیکے نہین دلایا گیا ہے عطا ہوا ہے۔

بعبارہ بہ نسبت روداد خود حکم مذکور کے یہہ راے ہے۔ بطور بحث اختیار اعتباری کے مین امید کرتا ہون کہ عدالتہاے الفلاف جب اپنا اختیار سماعت حسب اقتدار اعتباری دفعہ ۲۰۰ ہے کے استعمال کرتی ہون ہمیشہ یہہ یاد رکہین کہ جب کوئی بیقصور شخص مقدمہ مین کہینچا جاوے اور کسی تجویز کے انتظار مین وہ کہڑا رکہا جاوے تو اوسکو بہت تکلیف دلی گوارا کرنا پڑتی ہے علاوہ اوس خرچے کے جو مقدمہ مین بیجا کہینچے جانیسے اوسکو عاید ہوتا ہے اور ایسے حالات اسلئے خیالات کافی ہین کہ بدرجہ اقل وہ خرچہ اوس کامیاب فریق کو دلایے جاوین جو از روے قانون کے جایز ہین۔

اسمقدمہ مین فیصلہ ذیلی جج عدالت ماتحت سے وہ متواتر غلطیان ظاہر ہوتی ہین جو شاذ ایسے دربارہ رشتہ مندی فریقین ہوگئی ہین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نام بخت بہادر کا ایکمرتبہ سے زیادہ بیجا نام [illegible] دیال کے استعمال کیا گیا ہے اور لچمن دیال مقدمہ مین بطور فریق مقدمہ کے بیجا طور پر بیان کیا گیا ہے۔

اسبارہ مین غالب ہے کہ ذیلی جج نے اس عام قاعدہ قانونی کی تقلید نہین کی ہے کہ فریق کامیاب مستحق اپنے خرچہ کا ہوتا ہے اور غلطیان فریق ثانی کی وجہ اس امر کی نہین ہوسکتی ہین کہ اس عام قاعدہ سے اختلاف کیا جاوے۔ فی الحقیقت خود فریق

متعلقہ دفعہ ۲۰۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین اس مضمون سے تاکید کی گئی ہے کہ ہر حکم خرچہ کے لئے جب وہ مطابق نتیجہ کے نہو وجوہ ہونا چاہیے۔ ذیل کے جج کی فیصلہ مین کوئی وجوہ نہین مین بجز اسکے کہ بنک مذکر مدعا سے اس امر کے دریافت کرنیمین احتیاط کافی نہین کی ہے کہ وہ کون اشخاص ہین جنکے مقابلہ مین اپنی دگری مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۶۸ء جاری کرانا چاہیئے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مین کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ حکم عدالت ماتحت کا جہانتک کہ وہ خرچہ لشمن دیال عذرداراپیلانٹ عدالت ہذا سے متعلق ہے قایم نہین رہ سکتا ہے۔ کسی اور فریق نے اپیل نہین کیا ہے اور اسلئے اسمقدمہ مین میرا یہہ حکم ہے کہ اپیل منظور ہوگا اور حکم عدالت ماتحت کا جہانتک کہ اوسکی رو سے لشمن دیال کا وہ خرچہ جو اوسکو عاید ہوا ہے نہین دلایا گیا منسوخ ہوگا اور اپیلانٹ کے ہر دو عدالت کے خرچہ کا متحمل بنک رسپانڈنٹ ہوگا۔

ضلع غازیپور اپیل اول احکام نمبر ۲۵ ۱۸۶۹ء منفصلہ ۷ فروری صفحہ ۹۶ انگریزی

مہابیر سنگہ ویکس دیگر بنام بہاری لال وغیرہم

اپیل۔ حکم ضلع جج مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کرنیکے عدالت مجازسکے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۸۔

حکم مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کرنے عدالت مجاز کے اس بنیاد پر کہ جس عدالت مین وہ پیش کیا گیا اوسکو اختیار سماعت اپیل کا حاصل نہین ہے ایسا حکم نہین ہے جو حیطہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہوسکے اور اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

اسپنکی وہل منجانب اپیلانٹان کاشی پرساد ورام پرساد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اول بنارضی حکم ضلع جج سابق غازیپور مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کیجانے ہائیکورٹ کے اس بنیاد پر کہ اونکو اختیار سماعت دربارہ سماعت اور تجویز کرنے اپیل کے حاصل نہین ہے ہے۔

جو نالش عدالت جج ماتحت غازیپور مین دایر ہوئی تہی وہ واسطے شفعہ کے تہی مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین حصہ مشفوعہ کی مالیت للعمہ قایم کی تہی۔ سبجاجب جج

مدعا علیہم نے اوس حصہ کی مالیت معہ مناسب قایم کی تہی - جج ماتحت نے مالیت علیحدہ تجویز کی تہی اور ڈگری شفع کی بشرط ادا ہونے مبلغ ہمعہ ہمامالعسہ کے صادر کی تہی سنبار ناراضی اس ڈگری کے مدعیان نے اپیل بعدالت ضلع جج غازیپور کے دایر کیا تہا - ضلع جج نے بعد تجویز کے اس امر کے کہ مالیت اوس حصہ کی معہ مناسب ہے وہ حکم صادر کیا جسکی ناراضی سے یہہ اپیل دایر ہوا ہے - مسٹر کاشی پرساد نے منجانب مدعا علیہم رسپانڈنیان کے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ یہہ اپیل ہو نہین سکتا تہا - مسٹر بل نے منجانب مدعیان اپیلانٹان کے یہہ حجت کی ہے کہ ضمن ۲ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اس مقدمہ سے متعلق ہے اور یہہ کہ لفظ عرایض نالش موقوعہ ضمن مذکور تکو اسطرح پر پڑہنا چاہیے کہ گویا اوسمین یادداشت اپیل داخل ہین - ہماری یہہ راے ہے کہ ہم ایسے بخوبی سمجہے ہوے لفظ کو جیسا کہ عرایض نالش ہے کہ جسکی اصطلاحی قانونی معنی ہین اسطرح پر نہین پڑہ سکتے ہین کہ اوسمین ایک دوسرا بخوبی سمجہا ہوا لفظ کہ دوسرا اور صاف و صریح اصطلاحی قانونی معنی ہین اوسمین شامل ہوسکے -

دفعہ ۵۸۸ مین جو احکام نالشات مین صادر ہون اور جو احکام اپیل مین صادر ہون کہ جنکی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہے اونکا علیحدہ علیحدہ ذکر ہوا ہے -

چونکہ حکم متنازعہ مقدمہ ہذا ایسا نہین ہے جس کی ناراضی سے بموجب دفعہ ۵۸۸ کے اپیل کی اجازت ہو لہذا ہم عذر ابتدائی کو منظور کرتے ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

صفحہ ۹۶ انگریزی

ضلع سہارنپور متفرقہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۱ فروری

منگل سین بنام روپ چند و یک کس دیگر

نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - انتقال بعدالت منصفی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۳۵ -

مدعی نے اپنی نالش بطور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے عدالت جج ماتحت مین جنکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تہے دایر کی تہی - دوران نالش مذکور مین جج ماتحت نے رخصت لی تہی اور اوسکی جانشین کو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ حاصل نہ تہے - بدین وجہ ضلع جج نے ایک حکم متعلقہ دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر اس امر کے صادر کیا کہ کل مقدمات جنکی مالیت

مقدمہ متنازعہ جو عدالت جج ماتحت مین بحیثیت اونکی عدالت مطالبہ خفیفہ کے دایر ہوا ہو منصف
منصف مین منتقل ہوا اور تجویز اونکی بحیثیت مقدمات عدالت منصفی کے کیجاوے۔ منصف کو مقدمہ
تک اختیار عدالت خفیفہ کا حاصل تہا۔ بموجب اوسکے منصف نے اوسکی تجویز کی اور مدعی نے
اوسکا اپیل کیا اور اوسکا اپیل اونہین جج ماتحت کے روبرو پیش ہوا۔ ایسے حضور مین یہ نالش ہوئی
تجویز ہوئی کہ فرض کر لیا جاوے کہ وہ نالش ایک نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے تہی جسکا
فیصلہ نہین ہوا) تو عام اس سے کہ دفعہ ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا دفعہ ۳۵ ایکٹ پراونشل عدالت
خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷) متعلق ہو یا نہو مدعی برابر نالش عدالت خفیفہ کے قایم رہیگی اور نتایج لازمات
ایسے ہی نالش کے رہینگی۔

یہہ استصواب جج ماتحت سہارنپور نے اون حالات مین کیا تہا جنکی پوری تفصیل فیصلہ عدالت مین درج ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ وہ امر تجویز طلب ہے جسکو جج ماتحت سہارنپور نے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہمسے استصواب کیا ہے۔ ایک نالش عدالت جج ماتحت سہارنپور مین جنکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تہے بطور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے دایر ہوئی تہی۔ جبکہ نالش مذکور عدالت موصوفہ مین دایر تہی جج ماتحت رخصت پر چلے گئے تہے۔ جو صاحب جج ماتحت کے غیر حاضری مین اونکی کارگذاری کرنیکے لئے مقرر ہوے تہے اونکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل نہ تہے۔ جج ضلع نے ایک حکم مشعر اس امر کے صادر کیا کہ یہہ مقدمہ اور دیگر مقدمات عدالت منصفی مین منتقل ہون کہ تجویز اونکی مثل مقدمات عدالت منصفی کے کیجاوے۔ منصف کو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ تا بمقدار [illegible] کے حاصل تہے۔ مقدمہ زیر بحث [illegible] کا تہا۔ مدعی نے منصف کی ڈگری سے ناراض ہوکر ضلع جج سہارنپور کے حضور مین اپیل کیا اور اونہون نے اپیل کو عدالت جج ماتحت مین منتقل کر دیا۔ جو کچھہ ہم کہنا چاہتے ہین اوسکے رو سے ہم یہہ فیصلہ نہین کرتے ہین کہ یہہ نالش من قبیل نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے یا اوس حیثیت سے وہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے۔ یہہ ایسا امر ہے جسکی ابہی تجویز جج ماتحت کرینگے۔ واسطے اغراض حال کے ہم محض یہہ قیاس کرتے ہین کہ وہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کی نالش ہے۔ باعتبار اس قیاس کے ہم رائے حسب ذیل ظاہر کرتے ہین۔ اس امر کا فیصل کرنا ضروری

نہین ہے کہ آیا فیصلہ بمقدمہ کولیسر راے بنام دوست محمد خان (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۴) قانوناً صحیح ہے اور اسمقدمہ سے متعلق ہے یا نہین۔ اگر دفعہ ۵م مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسمقدمہ سے متعلق ہے اور یہہ حکم فی الواقعہ اوسی دفعہ کے بموجب صادر ہوا ہے تو فقرہ اخیر دفعہ مذکور کا متعلق ہوگا۔ اور واسطے اغراض اسمقدمہ کے عدالت منصفی بطور عدالت مطالبہ خفیفہ مجاز تجویز کرنے اس مقدمہ کا اوس حیثیت سے متصور ہوگا۔ عدالت منصفی مین مقدمہ اون جج ماتحت کے رخصت پر چلے جانیکے بعد منتقل ہوا تھا جنکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تھے۔ اگر اس امر کے وجہ سے دفعہ ۵م مجموعہ ضابطہ دیوانی کی متعلق نہین ہے تو ہم دفعہ ۳۵- ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) متعلق کرینگے۔ وہ دفعہ نہایت احتیاط کے ساتھہ ملاحظہ طلب ہے۔ یہہ تماماً ممکن ہے کہ واضعان قوانین نے اوس دفعہ مین وہ امر ظاہر نکیا ہو جو اوسکا مقصود ہے لیکن ہمکو اوس دفعہ کی اوسیطرح پر تعبیر کرنا چاہیے کہ جسطرح پر وہ ہمکو ملتا ہے۔ ضمن (۱) اوس دفعہ کا حسب ذیل ہے:-

(۱) ہرگاہ کسی عدالت مطالبات خفیفہ کا یا کسی ایسی عدالت کا جسکو عدالت مطالبات خفیفہ کا اختیار بخشا گیا ہے اختیار سماعت کسی باعث سے کسی مقدمہ مین باقی نرہا ہو تو اوس مقدمہ کے متعلق کوئی کارروائی ماقبل یا مابعد ڈگری کہ جو بر تقدیر اختیار سماعت باقی نرہنے کے عدالت مذکور مین عمل مین آسکے اوس عدالت مین عمل مین آسکتی ہے کہ جسکو اوس تقدیر مین کہ جب وہ نالش جس سے وہ کارروائی ظہور پذیر ہوئی رجوع ہونے والی ہو نالش مذکور کے تجویز کرنیکا اختیار حاصل رہتا۔

نالش متذکرہ دفعہ مذکور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کی ہے اور کارروائی متذکرہ دفعہ مذکور کارروائی عدالت مطالبہ خفیفہ کے نالش کی ہے۔ بموجب ہمارے تعبیر کے جو دفعہ مذکور کے نسبت ہے نتیجہ یہہ ہے کہ جب کوئی نالش کسی عدالت مین اسوجہ سے منتقل ہو جاوے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کا وجود باقی نرہے تو کارروائی تاہم عدالت مطالبہ خفیفہ کے کارروائی قائم رہتی ہے اور اسغرض کے لئے جس عدالت مین مقدمہ منتقل ہو جاتا ہے اوسکو ایسا تصور کرنا چاہیے گویا وہ عدالت خفیفہ ہے جسکو اختیار سماعت اوسمقدمہ کے سماعت کرنیکا حاصل ہے جو اوسکے پاس منتقل ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر واضعان قوانین کا جو کچھہ منشا رہا ہو سو ہو ہم دفعہ ۳۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کو اوس منشا مین پڑہتے ہین کہ جس منشا مین ہم اخیر فقرہ دفعہ ۵م مجموعہ ضابطہ دیوانی کو پڑہتے ہین

باعتبار اس راے کے مسل عدالت مین جج ماتحت سہارنپور کے واپس جاویگی۔

صفحہ ۹۷ انگریزی ضلع مرزاپور اپیل اول نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۱ فروری

سکرٹری اف سٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام بھگونتی بی بی وغیرہم

نالش مفلسانہ۔ اپیل۔ استحقاق گورنمنٹ دربارہ اپیل بہ نسبت رسوم عدالت بالائی جزو دعوی ڈسمس شدہ مدعی کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۱۱ و ۴۱۲۔

ایک نالش مفلسانہ مین ضلع جج نے دعوی جزواً ڈگری کیا تہا اور جزواً ڈسمس کیا تہا لیکن سرکار کو رسوم عدالت بابت جزو دعوی ڈسمس شدہ مدعی کے ادا ہونیکا کوئی حکم نہین دیا گیا تہا۔ چونکہ سکرٹری اف اسٹیٹ عدالت ماتحت مین فریق نہ تہے اونہون نے بہ نسبت رسوم عدالت بالائی اوس جزو دعوی مدعی کے جو ڈسمس ہوا تہا اپیل دایر کیا۔

تجویز ہوئی کہ ایسا اپیل ہو سکتا ہے لیکن تشبیہاً مناسب طریقہ گورنمنٹ کے لئے یہ تہا کہ بتوسط کلکٹر کے عدالت مرافعہ اولی مین یہہ درخواست کرتے کہ اپنی فیصلہ کی تجویز ثانی کرے اور اوس متروکی کو اپنی ڈگری مین رفع کر دے۔ جانکی بنام کلکٹر الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ — رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل غیر معمولی قسم کا ہے چونکہ سکرٹری اف اسٹیٹ عدالت ماتحت مین فریق مقدمہ نہ تہا اور انکا استحقاق اپیل کرنیکا صرف تعبیراً حسب مضامین دفعات ۴۱۱ و ۴۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیدا ہوتا ہے۔ مسماۃ بھگونتی رسپانڈنٹ نے جو حاضر نہین ہے اور نہ اوسکی طرف سے کوئی حاضر ہوا ہے ایک نالش بنام ہردیو داس و رام کشن و مرلیدھر ونند پرساد واسطے دلاپانے بقایا نان ونفقہ تعدادی مبلغ ۱۱۰ و بازیافت زیورات مالیتی للعہ جو اوس سے لے لیگئی تہی اور واسطے استقرار اپنی حق نان ونفقہ آیندہ بشرح ۵ ماہواری کے دایر کی تہی۔ یہہ نالش مدعیہ نے بصیغہ مفلسی بتاریخ ۲ مئی ۱۸۸۶ء دایر کی تہی ڈسٹرکٹ جج نے اول دو قوم دعوی مدعیکی ڈسمس کر کے اوسکی حق مین ڈگری مبلغ ۱۱ بابت نان ونفقہ بشرح ۵ ماہواری ابتدائی تاریخ نالش لغایت تاریخ ڈگری واجب تہا

صادر کی اور استقرار اوسکے حق کا بابت نان و نفقہ اینده بشرح عــہ کے کر دیا۔ جو ڈگری صحیح
ہونی چاہیئے تھی اوسکا اظہار اسطرح پر کیا گیا تھا۔ کہ مبلغ ماعــہ یا فقتی مدعیہ بابت نان و نفقہ
ابتدائی ۴ اپریل ۱۸۸۸ء تاریخ نالش تا تاریخ امروزه واجب ہے مشار الیہ نے مدعا علیہم سے بطور
خرچہ یا فقتی نامبردگان رسدی بابت جزو ڈسمس شده یا مسترد شده پر دلا دیا لیکن مدعا علیہم کو حکم دیا
کہ منجملہ خرچہ مدعیہ کے اوسقدر سرکار کو ادا کرینگے جو مدعیہ سے سرکار کو واجب الادا ہے۔ بالفاظ
دیگر ڈگری بحق مدعیہ واسطے پانے نان و نفقہ کے تاریخ امروزه سے بشرح عــہ ماہواری کے
صادر ہوا اور مدعا علیہم کسی خرچہ کے مستحق نہونگے۔ مدعا علیہم خرچہ مدعیہ کا رسدی بقدر زر ڈگری
شده کے ادا کرینگے۔

اثر اس ڈگری کا یہہ ہے کہ پیمانہ خرچہ مدعیہ کا اوس مقدار پر قرار دیا گیا تھا جو مدعیہ
سے سرکار کو واجب یا فقتی تھا اور پیمانہ خرچہ مدعا علیہم کا مبلغ ماعــہ زر بقایا نان و نفقہ ڈگری
شده قرار پایا تھا۔ پس اسطرح سے ظاہر ہوگا کہ ذیلی جج کی ڈگری مین کوئی حکم کسی شخص کے
نسبت اس بارہ مین نہین تھا کہ سرکار کو رسوم عدالت بابت اوس جزو دعوی مدعیہ
جو ڈسمس ہوا ہے ادا کرے یعنی ضمنمالعہ کی بابت جسپر ماصہ رسوم عدالت واجب ہوگا۔ ذیلی جج
کی ڈگری مین بھی وہ متروکی ہے جو منشاء شکایت اس اپیل مین منجانب سکرٹری اف اسٹیٹ
کے ہے۔ مجھے مجبوراً یہہ کہنا پڑتا ہے کہ میری راے مین بہت نامناسب طریقہ اختیار کیا گیا
ہے اور بجاے اسعدالت مین اس اپیل کے ساتھہ آنیکی سکرٹری اف اسٹیٹ کے لئے مناسب
طریقہ یہہ تھا کہ بتوسط کلکٹر مرزاپور کے ذیلی جج صادر کننده ڈگری و فیصلہ سے یہہ درخواست
کیجاتی کہ اپنی فیصلہ کی تجویز ثانی کرین اور ڈگری کو اوسطریقہ سے پھر مرتب کرین کہ جس سے
یہہ غرض موثر ہو جاوے جسکا مقصود اس اپیل سے ہے۔ بعد ملاحظہ عبارت دفعہ ۴۱۱ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے جسکے ساتھہ دفعہ ۴۱۴ پڑھنی چاہیے مین یہہ کہنے کو طیار نہین ہون کہ سکرٹری اف اسٹیٹ
مناسب طور پر ایسے فریق مقدمہ متصور نہین ہو سکتے ہین کہ جس سے وہ ایسا اپیل کر سکین جو ہمارے
روبرو پیش ہے۔ مقدمہ جانکی بنام کلکٹر الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴)
مین میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب و مڈل صاحب نے یہہ تجویز کی تھی کہ کلکٹر والی اجراے ڈگری
مین جو نالش مفلسی سے پیدا ہو سکرٹری اف اسٹیٹ جن کے حکم حسب دفعہ ۴۱۱ حاصل کیا ہے
بطور فریق مقدمہ حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ متصور ہونگے۔ مین یہہ تجویز کرنیکو آماده نہین ہون کہ

وہ راے غلط ہے لہذا جو اصول اوسمین ظاہر کیا گیا ہے اوسکو اختیار کرکے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ
کہ چونکہ وہ ایک فریق مدعیہ ڈگری عدالت ماتحت سے ناراض ہین اونکو اس اپیل کا دایر کرنا المرتبلا یہا تہا
لیکن جب ایسے اپیل کی مصلحت اور صحت کی تجویز کرنے پر مین آتا ہون تو مین صرف یہہ
کہہ سکتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ یہ ہین اوس سے محفوظ رہنا چاہیے تہا۔ ظاہرا مسماۃ بہگونتی
ایک ہندو بیوہ بہت قلیل استطاعت کی ہے اور ایسی قلیل استطاعت کی ہے کہ اوسکو مجبورا
مفلسانہ طور پر امداد عدالت کی اسغرض سے حاصل کرنا پڑی کہ اپنی شوہری خاندان کے مالیان
دیگر کے ہاتہون سے قلیل وظیفہ نان ونفقہ کا جو اوسکے حق مین ڈگری ہوا ہے دلا پا وے۔ یہہ
حال رقم متعلقہ بہت قلیل ہے اور جو عہ صہ اور خرچہ اس اپیل کے پہنچنے میں عاید ہوا ہے اوس سے
درگذر کرنا چاہیئے تہا۔ بہرکیف ہمکو بجز اسکے اور کچہہ چارہ نہین ہے کہ ہم قانون کی اوسیطرحپر
تعمیل کرین کہ جسطرحپر وہ ہمکو ملتا ہے۔ میری راے مین مضامین دفعہ ۴۱۳ کے تامل ہی یہہ ہین
اور جب اونہون نے ڈگری صادر کی تہی اوسوقت ذیلی جج عدالت ماتحت پر اس حکم کا دینا فرض
تہا کہ مدعیہ رسوم عدالت بابت اپنے اوس جزو دعوے کے ادا کرے جو ڈسمس ہوا تہا یعنی ما صہ
ادا کرے۔ اس راے کا نتیجہ یہہ ہے کہ مدعیہ بہت مہینون تک اپنا قلیل وظیفہ نان ونفقہ معہ
ماہواری کا قبل اوسوقت تک ادا کیا کرے کہ جب تک کہ وہ ذمہ داری سے بمقابلہ سرکار ازاد ہوجاوے
اوسکی حالت مفلسی پر نظر کرکے مین یہہ کہنے سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ
مقدمہ ایسا ہے جسمین سرکار اپیل کرنے سے اجتناب کرتی۔ اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اوفیصلہ
اور ڈگری عدالت ماتحت کے اسطرحپر ترمیم کیجاوین کہ ڈگری مین اسمضمون سے استقرار درج
کیا جاوے کہ مبلغ ما صہ رسوم عدالت بہ نسبت اوس جزو دعوی مدعیہ کے جو ڈسمس ہوا ہے مدعیہ
بہگونتی سے سکریٹری اف اسٹیٹ کو واجب الادا ہے جو اوسیطرحپر وصول کیا جاویگا کہ جسطرحپر
خرچہ نالش دیوانی کا ازروے ڈگری کے وصول کیا جاتا ہے۔ دیگر مدعاعلیہم مقدمہ عدالت ہذا
مین کسی ایسے غرض و بنا دہی کے لئے عدالت ہذا مین طلب نہین ہوئے ہین کہ جو مجہے نظر آوے کیونکہ ازروے
دفعہ ۴۱۳ کے کسی عدالت کو کوئی اختیار نہین ہے کہ اونکو اوس جزو دعوے مدعیہ مفلس کے خرچہ ادا کرنیکا
حکم دے جو ڈسمس ہوگیا ہے۔ اپیل بمقابلہ مسماۃ بہگونتی کے جزوا ڈگری کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ اور
ڈگری بھی حسب طریقہ متذکرہ بالا ترمیم کیجاویگی۔ بہ نسبت دیگر ریسپانڈنٹان کے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے
شل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — اپیل اول نمبر ۲۸ سنه ۱۸۸۸ء — منفصله ۲۳ فروری — صفحه ۹ انگریزی

شاہ صفات عالم و یکس دیگر بنام دینا پرشاد سنگھ

اجرای ڈگری۔ درخواست اجرای ڈگری کا بلا اجازت دربارہ کرنے درخواست جدید کے خارج ہو جانا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۳ و ۲۳۰۔

برطبق داخل ہونے درخواست اجرای ڈگری کے مدیون ڈگری نے ایک درخواست اس بیان سے داخل کی کہ بینے ڈگریدار سے مہلت مزید دو ماہ کی واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے حاصل کی ہے اور یہہ کہ برضامندی ڈگریدار کے مقدمہ خارج کردیا جاوے۔ درخواست پر ڈگریدار کے بہی دستخط موجود تہے کوئی اجازت مزید درخواست اجرای ڈگری کے داخل کرنیکی نہین دی گئی تہی۔ تجویز ہوئی کہ درخواست مابعد اجرای ڈگری کی از روے دفعہ ۳۷۳ جسکے ساتہہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی پڑہنی چاہیے ممنوع ہے۔ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) تقلید ہوئی

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ — مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین عدالت اپیل ماتحت کے درج ہین اور اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ جس ڈگری کا اب اجرا مطلوب ہے وہ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء کو صادر ہوئی تہی ڈگری مذکور ۱۸۸۴ء مین جاری ہوئی تہی اور ۲۳ دسمبر ۱۸۸۴ء کو خارج ہوئی تہی۔ دوسری درخواست اجرا کی ۱۳ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوئی تہی اور وہ اجرا حسب حالات ذیل ختم ہوا تہا۔

۱۹ فروری ۱۸۸۶ء کو شاہ صفات عالم مدیون ڈگری نے ایک درخواست داخل کی تہی جسمین اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے اوس نے ڈگریدار سے دو مہینہ کی اور مہلت لی ہے اور یہہ کہ برضامندی ڈگریدار کے مقدمہ خارج کردیا جاوے۔

درخواست مذکور پر دستخط ڈگریدار کی بہی مشعر رضامندی دربارہ عطاے مہلت دو ماہ بحق مدیون ڈگری کے ہوے تہے درخواست مذکور پر جج ماتحت نے حکم ذیل صادر کیا تہا۔

آج اس درخواست کو شاہ صفات عالم مدیون نے گذرانی اور لالہ گوپی ناتہہ وکیل ڈگریدار اور خود ڈگریدار حاضر مسل نے بیان کیا کہ مقدمہ اجرای ڈگری کا بالفعل خارج کیا جاوے اور دو ماہ کی مہلت مدیون کو دیا جاوے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ اجرای ڈگری باقیات سے خارج کیا جاوے۔ المرقوم ۱۹ فروری ۱۸۸۶ء

اسکا لفظی ترجمہ انگریزی بالفاظ ذیل ہوگا۔ یہہ درخواست شاہ صفات عالم مدیون

نے اور لالہ گوپی ناتھ وکیل ڈگریدار نے آج پیش کی ہے ۔ اور نیز خود ڈگریدار نے جو وقت سماعت کے حاضر تھے یہہ بیان کیا کہ مقدمہ اجرائے ڈگری بالفعل خارج کیا جاوے اور مدیون ڈگری کو دو مہینہ کی اور مہلت دیجاوے ۔ لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقی مقدمات اجرائے ڈگری سے خارج کیا جاوے

عدالت ماتحت کو وقت تجویز کرنے اس درخواست اجرائے ڈگری کے جو ۲۶ دسمبر ۱۸۸۹ء کو گذری تھی عذر مدیون ڈگری کا جو حسب احکام دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش ہوا تھا اور جسکی تعبیر فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ راو ماچرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۹۲) مین ہوئی تھی طے کرنا چاہیے تھا اور عدالت موصوف نے ان عذرات کو نامنظور کیا تھا اور بنا براضی حکم عدالت ماتحت کے یہہ اپیل پیش ہوا ہے ۔

میری یہہ راے ہے کہ باعتبار ان واقعات کے جو مینے بیان کی ہین دست برداری ڈگریدار کی اپنی درخواست سابق کے پیش کرنیسے ایک دست برداری اندر حیطہ فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کے ہوئی ہے ۔ مسٹر ناد ہو پرشاد نے میرے روبرو بہت سی بحث بجانب رسپانڈنٹ اس غرض سے کی ہے کہ مقدمہ مین فیصلہ اجلاس کامل سے فرق قایم کرنا چاہیے لیکن حکم مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۸۶ء کی اصلی الفاظ پر غور کرنیکے بعد مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اگرچہ یہہ بات حسب درخواست خود مدیون ڈگری کے ہوئی تھی کہ ڈگریدار نے دو مہینہ کی مہلت مدیون ڈگری کو زر ڈگری کے ادا کرنیکے لئے دی تھی تاہم جو درخواست خود ڈگریدار اور اوسکے وکیل نے مشترکاً عدالت سے کی تھی وہ درخواست مقدمہ خارج کیجانیکی تھی اور نہ محض التوائے کارروائی اجرائے ڈگری کی ۔ یہہ بھی صاف ظاہر ہے کہ ڈگریدار کو عدالت نے کوئی اجازت تجدید مقدمہ کی بذریعہ درخواست اجرائے ڈگری جدید کے نہین دی تھی لہذا ایک دست برداری حسب منشا فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کے ہے اور مین یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ یہہ راے ٹھیک مشابہ اوس امر کے ہے جو مینے مقدمہ غیر رپورٹ شدہ حاجی ظفریاب خان بنام سماۃ بخشی بیگم (اپیل اول نمبر ۲۶ ۱۸۸۹ء) منفصلہ ۳۰ جون ۱۸۹۰ء مین ظاہر کی تھی ۔

بموجب ان اراے کے مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے درخواست اجرائے ڈگری نامنظور کرتا ہون ۔ اپیلانٹ ڈگری مستحق دونون عدالتون کے خرچہ کے ہونگے ۔

صفحہ ۹۹ انگریزی

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۳۲۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۳ جنوری

بشناتہہ پرشاد بنام جگناتہہ پرشاد وغیرہم

میعاد سماعت ۔ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ ۔ اپیل مابعد بشکل معمولی ۔ اپیل پر رسوم عدالت کا ادا ہونیکا اثر زمانہ ماضیہ پر ہونا ۔

جس صورت مین درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی داخل ہونے اور نامنظور ہونیکے بعد اپیل بشکل معمولی بعدہ داخل ہوا لیکن بعد انقضاے میعاد سماعت کہ تجویز ہوئی کہ اپیل معمولی پر رسوم عدالت ادا ہونیکی نسبت یہہ قرار نہین پاسکتا ہے کہ وہ متعلق اوس یادداشت اپیل کے ہے جسکے ساتہہ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ بہی اسلئے کہ وہ یادداشت اپیل مبدل بہ اپیل بمیعاد ہوجاوے ۔ تاوقتیکہ معمولی اپیل داخل نہین ہوا تہا عدالت کے روبرو کوئی شے ایسی موجود نہ تہی جسکو عدالت موصوف چندروزہ بہی بطور یادداشت اپیل کے تصور کرسکتے ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین ۔

عبدالروف وگوبند پرشاد رام پرشاد وسندر لال

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل بنا راضی فیصلہ ایڈیشنل جج غازیپور مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کے ہے جسکے روسے مختار الیہ نے اپیل مدعیان کا جوانکی عدالت مین تہا اس بنیاد پر ڈسمس کیا تہا کہ مابین میعاد سماعت کے داخل نہین ہوا تہا ۔ تواریخ ذیل ضروری غور طلب ہین ۔ مدعی اپیلانٹ نے ایک نالش عدالت جج ماتحت غازیپور مین دایر کی تہی جو ڈسمس ہوئی تہی ۔ ۳ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو تب مدعی اپیلانٹ نے ایک درخواست حسب دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے اجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی داخل کی اور درخواست مذکور کیساتہہ یادداشت اپیل حسب اقتضاے قانون شامل تہا ۔ جج نے حسب طریقہ مقتضیہ فقرہ دوم دفعہ مذکور کے عمل کرکے فیصلہ و ڈگری عدالت ماتحت کو ملاحظہ کیا اور یہہ راے قایم کرکے کہ اوسپر یہہ اعتراض وارد نہین ہوتا ہے کہ وہ خلاف قانون یا کسی ایسے رسم ورواج کے خلاف ہین جو حکم قانون کا رکہتا ہے یا اور طور پر غلط یا خلاف انصاف ہین ۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو درخواست نامنظور کردی ۔ مدعی اپیلانٹ کو اوسوقت یعنی ۱۳ جون تک میعاد حاصل تہی جسکے اندر باضابطہ

اسٹامپ شدہ یادداشت پر اپیل دایر کردیتا لیکن اوس نے ایسا نہین کیا برعکس اسکے
نامبردہ نے ۳۱ مئی کو جج سے درخواست تجویز ثانی حکم نامنظوری کی کی اور ۱۳ جون کو یہہ
درخواست بہی نامنظور ہوئی۔ ۲۴ جون ۱۸۹۵ء کو مدعی جو اوسوقت اپیلانٹ تہا عدالت
ہذا مین مع ایک درخواست بغرض نگرانی حکم صاحب کے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے آیا اور عدالت ہذا سے وہ درخواست ۱۶ اگست ۱۸۹۶ء کو نامنظور ہوئی۔ بعد
ازان مدعی اپیلانٹ عدالت جج غازیپور مین پہر واپس گیا اور ۵ اگست کو اپنے دعوی
کے ایک جزو کو چہوڑکر درخواست اس اجازت کی کی کہ وہ اپنی اپیل اسقدر جایداد کے
لئے محدود کرسکے کہ جسقدر کہ رسوم عدالت ادا کرنیسے وہ ظاہر ہو۔ ۱۷ ستمبر کو مدعی کی
یہہ درخواست منظور ہوئی تہی اور ۱۹ ستمبر کو یادداشت داخل اور درج رجسٹر ہوا۔ بلحاظ
ان واقعات کے یہہ بات ہوئی کہ جب اپیل ۳ جنوری ۱۸۹۹ء کو بغرض سماعت پیش
ہوا تو جس جج کو اوسکو طے کرنا تہا اونہون نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ اندر میعاد معینہ
قانون کے داخل نہین ہوا تہا اور ۱۹ ستمبر ۱۸۹۶ء تک کہ جب وہ داخل اور درج رجسٹر ہوا
تہا بطور اپیل کے متصور نہین ہو سکتا تہا۔ ہمارے روبرو جو حجت مسٹر گوبند پرشاد نے
منجانب مدعی اپیلانٹ کے کی ہے وہ یہہ ہے کہ اگرچہ درخواست اپیل بصیغہ مفلسی مورخہ
۳ مئی ۱۸۹۵ء ۷ مئی کو نامنظور ہوئی تہی تاہم عدالت جج کی فہرست مین ایک یادداشت
اپیل ایسا موجود تہا جسکے نسبت عدالت موصوف مجاز تہی کہ حکم عطاے مہلت بغرض پورا
کرنے کمی اسٹامپ کے صادر کرلے اور جب کمی اسٹامپ کی اوسقدر کہ ادا کرنیسے ۲۴ اگست
۱۸۹۹ء کو پوری کردی گئی تہی تو اوس ادا ہو جانے سے عمل زمانہ ماضیہ ایسا ہو گیا تہا
کہ وہ یادداشت اپیل ایک یادداشت اپیل معقول اوسی تاریخ سے ہو گیا کہ جس تاریخ
کو وہ معہ درخواست مفلسانہ کے داخل ہوا تہا۔ ذلیعلم وکیل نے مقدمہ اسٹوار شاسکنر بنام
ولیم اورڈ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱) پر بہت زور دیا ہے۔ وہ مقدمہ متعلق
ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء دفعات ۳۰۸ و ۳۱۰ کے ہے اگرچہ مین واقف نہین ہون کہ مجموعہ ضابطہ
دیوانی حال مین احکام متعلقہ نالشات مفلسی اہم طور پر مختلف احکام ایکٹ سابق کے ہین اور
اگر ہم باعتبار مجموعہ حال کے اونہین واقعات کے تجویز کرتے جو اوس مقدمہ مین ظاہر کئے گئے ہین تو غالباً
ہمکو یہہ تجویز کرنا پڑتا کہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کا ہمپر حاوی ہے۔ بہرکیف جو

مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہے وہ قابل امتیاز ہے۔ اول آنکہ ہمکو ایک یادداشت اپیل کے
نسبت تجویز کرنا ہے اور ثانیاً ایک ایسی یادداشت اپیل کی نسبت تجویز کرنا ہے جسکے ساتھ پہلی
درخواست استجازت ارجاع اپیل بعینہ مفلسی شامل ہے جو نامنظور ہو چکی ہے۔ میری بھی
رائے ہے کہ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی ۲۴ مئی کو نامنظور ہوئی تھی تو وہ کل
کل کارروائی ختم ہوگئی تھی اور وہی کے ساتھہ یادداشت اپیل مذکور جو اوسکے ساتھہ شامل
تھا خارج ہو گیا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ایک پرچہ کاغذ بلا اسٹامپ کے جو صرف
درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کے ساتھہ تھا وہ یادداشت اپیل کہا جا سکتا ہے
تو اس لفظ کے منشا مناسب مین وہ ہرگز ایسا یادداشت اپیل نہ تھا کہ جسکی جج عدالت اپیل
سماعت کرتے یا اوسپر کوئی حکم صادر کرتے۔ معہذا جو کچھہ ہدایات جج موصوف نے خواہ اپنے
حکم نامنظوری مصدرہ ۲۴ مئی مین خواہ اپنی حکم نامنظوری تجویز ثانی اپنی فیصلہ مصدرہ ۱۳ جون
مین دی تھین وہ خلاف اختیار تھین۔ مسٹر گوبند پرشاد نے یہہ اصرار کیا ہے کہ احکام دفعہ
۵۴ مجموعہ کے عدالتہاے اپیل اول ماتحت سے متعلق ہین۔ بالفرض دلیل یہہ تسلیم کر لیجے
کہ ایسا ہی ہے وکیل موصوف نے میرا یہہ اطمینان نہین کیا ہے کہ الفاظ اسٹامپ ناکافی مندرجہ
فقرہ ۴ دفعہ ۵۴ متعلق ہین یا اوسمین بالکل غیر اسٹامپ شدہ کاغذ داخل ہے۔ اگر یہہ امر صحیح
ہے تو اہل مقدمہ میعاد سماعت کے اخیر روز عدالت مین اوس شے کے ساتھہ جو عرضی نالش یا یادداشت
اپیل ظاہر ہوتا ہے آسکتا ہے اور اسبات پر اصرار کر سکتا ہے کہ عدالت اوسکو قبول کر لیوے
اس غرض سے کہ عدالت اوسپر حکم بموجب دفعہ ۵۴ کے صادر کرے اور اوسکے روسے میعاد
سماعت مین وسعت حاصل کرے۔ مین خیال کرتا ہون کہ جب کبھی ناکافی اسٹامپ استعمال
کیجاوین تو عدالت یادداشت کو بموجب دفعہ ۵۴ کے خیال کر سکتی ہے لیکن اسمقدمہ مین کاغذ
پر کبھی اسٹامپ تھا ہی نہین لہذا وہ یادداشت اپیل نہین تھا اور وہ کبھی یادداشت اپیل ہوا ہی
نہین تا وقتیکہ سب سے اول مرتبہ ۲۶ اگست ۱۸۹۳ع کو جب وہ عدالت مین جمع کیے گئے تو
غالباً اور صحیح طور پر کہتے ہین ۱۹ ستمبر تک وہ یادداشت اپیل نہین تھا جب وہ داخل اور درج
رجسٹر ہوا تھا لہذا چونکہ کوئی یادداشت اپیل نہین تھا ہم تجویز کرتے ہین کہ احکام صاحب جج
مصدرہ ۲۴ مئی و ۱۳ جون کے بے اثر تھی اور داخل اور درج رجسٹر ہونا ۱۹ ستمبر کا میعاد سماعت
سے بہت عرصہ بعد ہوا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ضلع کانپور — اپیل دوم نمبر ۲۲۲ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۲۳ مارچ

کلیان سنگہ بنام کامتاپرشاد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۸۳ - انتقال بغرض اجراء ڈگری - نالش استقرار حق نسبت جایداد مقروقہ کے ۔

مدعی نے ایک نالش بنظر حسب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے اثبات اپنے استحقاق نسبت کسی جایداد مقروقہ کے اس بیان سے دایر کی ہے کہ جایداد مقروقہ اوسکی نام اوس ڈگری کے ایفاء مین منتقل ہوئی ہے جو اوسکے پاس بنام مدیون ڈگری کے ہتی۔

تجویز ہوئی کہ یہہ ضرور نہین ہے کہ انتقال مذکور کی تصدیق حسب الحکام دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہونی چاہیئے ہتی مخالفت دربارہ سماعت کوئی تصفیہ اور وصول متذکرہ دفعہ ۲۵۸ متذکرہ بالا صرف عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے متعلق ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد و گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹ مہدی حسن و جوکہولال منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

کلیان سنگہ مدعی اپیلانٹ نے ڈگری زر نقد بابت بقایا لگان بنام ایک شخص مسمی بہورواکے حاصل کی ہتی جسکی نسبت یہہ بیان ہے کہ وہ اسامی کلیان سنگہ مذکور کا تہا۔ یہہ ڈگری بابت مبلغ ۱۵ روپیہ کے ہتی اور مورخہ ۱۹ جولائی ۱۸۸۵ء ہتی۔ اوسکے بعد یہہ بیان ہوا ہے کہ بابت اوس روپیہ کے جو از روے ڈگری مذکور کے واجب تہا اور نیز روپیہ کے بابت جو بہورواسے کلیان سنگہ کو یافتنی تہا شخص اول الذکر نے چند درخت شخص آخر الذکر کے نام منتقل کئے بہورواندکورہ بالاکے نام کامتاپرشاد مدعاعلیہ رسپانڈنٹ نے بہی ڈگری محض زر نقد کی حاصل کی ہتی۔ کسیوقت ۱۸۸۵ء مین یہہ ڈگری صادر ہوئی ہتی۔ کامتاپرشاد نے اپنی ڈگری کے اجرا مین درختان متنازعہ مالکو قرق کرایا تہا۔ اوسپر کلیان سنگہ نے نسبت قرقی کے اس بیان سے عذرداری کی ہتی کہ مین درختون کا مالک ہون اور بہوروامذکور بالاکو اب کوئی حق قابل قرقی یا نیلام کے درختون مین حاصل نہین ہے۔ عدالت اجراکنندہ ڈگری نے ان عذرات کو بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۸۶ء کے منظور کیا لیکن برطبق اپیل وہ حکم ۹ مارچ ۱۸۸۶ء کو منسوخ ہو گیا۔ اسطرح پر عذرات مذکور نامنظور رہے تہے اور قرقی بحال رہی ہتی

اسپر کلیان سنگھ نے یہہ نالش نمبری بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہحوی منسوخی حکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۸۶ء کے دایر کی ہے یہہ نالش ۹ اپریل ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تہی اور عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری کی تہی لیکن برطبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو ۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو منسوخ کیا تہا اور اس طرحپر نالش ڈسمس ہوئی تہی۔

کسی فروگذاشت کی غلطی سے ذیلعلم جج نے وقت صادر کرنے اپنے فیصلہ اور ڈگری کے نام کلیان سنگھ مدعی اپیلانٹ کا بجائے کامتا پرشاد مدعاعلیہ ریسپانڈنٹ کے جسکے حق مین وہ اپنا فیصلہ صادر کرتے تہے غلطی سے استعمال کیا تہا۔ لیکن اسکی اوسکو اطلاع دیگئی تہی اور ذیلعلم جج نے حسب احکام دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرکے اپنی تجویز اور ڈگری کو بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۹ء کے ترمیم کر دیا تہا۔

جب معاملہ اسطور پر تہا یہہ اپیل دوم کلیان سنگھ نے عدالت ہذا مین ۲۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو داخل کیا تہا۔ اپیل مذکور بناراضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۸۹ء کے دایر کیا گیا تہا اور موجبات اپیل مین اعتراض بہ نسبت اوس غلطی کے کیا گیا تہا جو جج نے کی تہی اور بعد ازان بذریعہ حکم مورخہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے جسکی صحت کر دی گئی تہی مسٹر مہدی حسن نے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ اپیل سرسبز نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بناراضی ڈگری اخیر مورخہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے دایر نہین ہوا ہے بلحاظ اعتراض کے مسٹر گوبند پرشاد ذیلعلم وکیل اپیلانٹ نے اپنی یادداشت اپیل کو بذریعہ اخراج عذر اول اور چہارم اپیل اور باندراج تذکرہ اوس ترمیم کے جو بذریعہ حکم مورخہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے ہوئی تہی ترمیم کر دیا ہے۔ اس ترمیم کرنیکی اونکو اجازت حسب قاعدہ ۴۴ قواعد عدالت ہذا کے دی گئی تہی۔ اسطرحپر عذر ابتدائی کا تصفیہ ہو گیا۔

بہ نسبت روداد مقدمہ کے ذیلعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ انتقال مبنیہ رنتو لکا منجانب بہودہ وابنام کلیان سنگھ ڈگری مصدرہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۵ء کے ایفا مین ہوا تہا تو بموجب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ ضرور تہا کہ انتقال متذکرہ بالا اور اوس ایفاء ڈگری کی تصدیق ہونی چاہیے تہی اور کوئی ایسی تصدیق نہین ہوئی ہے لہذا انتقال متنازعہ پر نالش نمبری مین بہی لحاظ نہین ہو سکتا ہے۔

یہہ راے قانونی غلط ہے اور مقدمہ رام غلام بنام جانکی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱) پر میرا حوالہ کرنا اس امر کے ثابت کرنیکو کافی ہے کہ ممانعت دربارہ سماعت عذر وصول بصیغہ اجراے ڈگری کے اوس عدالت پر محدود ہے جسکو مقدمہ اجراے ڈگری کا طے کرنا پڑتا ہے اور اوسکو اوس عدالت تک وسعت نہین دیجاسکتی ہے جسکو بیانات فریقین کے تجویز رو دادی کرنا پڑتی ہے۔ اوسمقدمہ مین اپنا فیصلہ صادر کرنے وقت بینچ نے اپنی نارضامندی بعض اون فیصلجات سے ظاہر کی تہی جنکا اوسمین ذکر ہوا ہے۔

بتائید میری راے کے مسٹر گوبند پرشاد نے میری توجہ مقدمات مندرجہ حاشیہ پر متوجہ کی ہے۔ ان مقدمات پر مجہے بتفصیل وار غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ جو کچھہ بینچ متعدد نے مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ مین کہا ہے وہ اس امر کے ثابت کرنیکو کافی ہے کہ ممانعت دربارہ سماعت تصفیہ و وصول متذکرہ دفعہ ۵۸ م مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف متعلق عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے ہے اور نہ دوسری عدالتون سے۔ فی الحقیقت یہی منشاء صریح تاثیر مزید اخیر الفاظ دفعہ مذکور کی ہے جیسے کہ وہ اب موجود ہین۔

(سلیمان بنام موہن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۶۱) پٹ ماسی بنام سروپ چند مالا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۴۶) ملا نا بنام ولنکاپا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۷۷))

میری راے مین ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی راے قانوناً غلط قایم کیکے فیصلہ مقدمہ کا رو دادی نہین کیا۔ ذیعلم جج نے نوعیت انتقال درختان مظہرہ منجانب ہیورا بنام کلیان سنگہ پر غور نہین کیا اور نہ مشار الیہ نے اسبات پر غور کیا ہے کہ آیا بلحاظ قواعد ایکٹ انتقال جایداد اور لازمات قانون رجسٹری کے جایز ہے یا نہین علاوہ برآن اس امر کا دریافت کرنا بہی ضروری تہا کہ باوجود انتقال مذکور کے ہیورا اب بہی کسی حق واستحقاق واقعہ درختان مذکور پر قابض ہے یا نہین اور نوعیت اور مقدار حقوق مذکور کی کیا ہے۔

ان کل متعلقہ امور کا تصفیہ مناسب بتجویز رو دادی سے ہوگا۔ ذیعلم جج نے فیصلہ مقدمہ کا ایک امر تمہیدی پر کرکے اور غلط راے نسبت احکام دفعہ ۵۸ م مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کرکے تجویز رو دادی نہین کی ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ تجویز رو دادی مقدمہ کی حسب متذکرہ بالا کے ہونی چاہیے۔ مین اپیل منظور کرتا ہوں ڈگری اور فیصلہ اور ڈگری عدالت ماتحت کے منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ عدالت

موصوف مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تجویز روداد ی کے واپس بھیجتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

منقولہ انگریزی

ضلع سہارنپور نگرانی فوجداری نمبر ۱۳۴ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۳ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام آسا تہوسن

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۱ و ۳۴۲ - مجسٹریٹ کا خود اپنی علم کی بنا کسی جرم کی سماعت کرنا - استحقاق ملزم کا دربارہ منتقل کرانے مقدمہ کے - اختیار مجسٹریٹ کا ملزم سے سوال کرنیکا -

جس صورت مین مجسٹریٹ کے نسبت یہہ ثابت ہوا کہ سماعت کسی جرم کی حسب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہے - تجویز ہوئی کہ اونکو اختیار نہتا کہ بر طبق گذرنے درخواست حسب ضمن اخیر دفعہ موسومہ بالا کے مقدمہ کے منتقل کر دینے سے انکار کرتے -

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ جب مجسٹریٹ نے قبل لیجانے شہادت جانب ثبوت کے ملزم سے سوالات از قسم سوالات جرح کے کئے تو ایسی کارروائی خلاف قانون ہے کیونکہ یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ سوالات مذکورہ اس غرض سے کئے گئے تہے کہ ملزم کسی ایسے حالات کی تشریح حسب دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کر سکے جو شہادت مین اوسکے خلاف ظاہر ہوتے ہین -

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اسٹریچی منجانب سایل پبلک پراسکیوٹر (ڈولن) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس - مین ذیلعلم سشن جج سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ مجسٹریٹ ضلع کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ سماعت مقدمہ کی بموجب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہے - مسل سے ظاہر ہے کہ کوئی استغاثہ یا رپورٹ پولس مجوزہ کے بموجب سمجھے ہوے منشا مین نہین ہوئی تہی اور اسکا سمجہنا مشکل ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے کیونکر یہہ خیال بہی کیا ہوگا کہ کوئی استغاثہ یا رپورٹ پولس موجود ہے - میرے ذہن پر صاف ظاہر ہے کہ در اصل حکمنامہ خود اونکی اس ذاتی علم اور شبہہ کے بنا پر صادر ہوا ہے کہ خلاف ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۸ء کے جرم کا ارتکاب ہوا ہے - اسبارہ مین اسکا کوئی قصور اونکا نہین پایا جاتا ہے - خلاف اسکے اونپر اس امر کا دیکہنا تاکیداً فرض تہا کہ اوس نہایت مفید

ایکٹ کے احکام کی تعمیل ہوئی ہے اور اگر اونکی عدول حکمی ہوئی ہتی تو مجرم کی سزا ہونی
چاہئے۔ لیکن چونکہ مجسٹریٹ ضلع نے سماعت حسب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ کی ہتی جیسا کہ مجھے
کچھ شبہ نہین ہے کہ اونہون نے سماعت کی ہے تو اونکو بجز اوسکی اور کوئی اختیار نہتا اور
نہ کوئی دوسرا چارہ کار حاصل تہا کہ درخواست ملزم کی بابت بہیجدینے بعدالت سشن یا بابت منتقل
کرنے مقدمہ بغرض تجویز بحضور کسی دوسرے مجسٹریٹ ضلع کے منظور کرتے۔ الفاظ متعلق درخواست
کرنیکا ہوگا تاکیدی ہین اور اونکی تعمیل کرینے وہ انکار نہین کر سکتے ہتی۔ لہذا جو وجوہ
مشارالیہ نے اپنی حکم مورخہ ۲۳ اکتوبر مین درج کئے ہین اونکا ازمانا غیر ضروری ہوگیا ہے
اگرچہ مین کہہ سکتا ہون کہ مین ذیعلم سشن جج سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ باب ۲۸ مجموعہ
مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے احکام دفعہ ۱۹۱ ضمن (ج) کے خارج ہوتے ہون یا منسوخ
ہوتے ہون۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو میری راے مین مجسٹریٹ ضلع بلا اختیار سماعت
ہتی اور ایسے عدالت مجاز اختیار سماعت کے نہ ہتی جسکی غلطی یا سہو ضابطہ کی ازروے
دفعہ ۵۳۷ کے رفع ہوسکے۔ لہذا اس امر کے نسبت مین ذیعلم سشن جج سے اختلاف کرتا
ہون اور کارروائی مجسٹریٹ ضلع کی قایم نہین رکہہ سکتا ہون۔ علاوہ برین مجہے مجبوراً
یہہ کہنا پڑتا ہے کہ بعد ملاحظہ اوس کل کارروائی کے جو قبل چلانے جانے مقدمہ کے ہوئی
ہین یہہ نہ خیال کرنا غیر ممکن ہے کہ مجسٹریٹ کو غرض ذاتی اسمقدمہ مین ہتی اور مجہے بہت زور
کے ساتہہ اپنی راے بہ نسبت بیجایت اور بیضابطگی اوس اظہار کے ظاہر کرنا چاہیے کہ جس
بیضابطگی اور بیجایت کا ملزم بتاریخ ۲۳ اگست تابع کیا گیا تہا۔ مقدمہ وارنٹ کا تہا اور ذرہ
بہی شہادت کا قلمبند نہین ہوا تہا کہ جس سے اختیار عطیہ ازروے دفعہ ۳۴۲ مجموعہ کا دربارہ
قلمبند کرنے اظہار ملزم کے اس غرض سے عمل مین لایا گیا تہا کہ ملزم کسی ایسے امر کی تشریح
کرسکے جو شہادت مین اوسکے خلاف ظاہر ہو تا ہے مجسٹریٹ کو اختیار نہین ہے کہ اسطور پر
اوس شخص سے جسکے مقابلہ مین اوس نے حکمنامہ جاری کیا ایسے اقرارات جو مضر ہون یا مجرم
قرار دیتے ہون اسطرح جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے بدین غرض بیان کرالیوے کہ بعدہ
اونکو بطور شہادت کے متصور کرے اور باب ۲۱ مجموعہ مین کوئی صورت ایسی کارروائی
کی نہین دی گئی ہے۔ بعد ملاحظہ کل کاغذات کے جو خیال میرے دل پر باقی ہے وہ یہہ
ہے کہ مقدمہ کی تجویز بڑے طوفان مین ہوئی ہے اور ابتدا سے انتہا تک مجسٹریٹ نے

اس امر پر نظر نہین کی ہے کہ فوجداری کے عدل گستری مین منجملہ اون بہت ضروری لازمات کے ایک یہہ ہے کہ ہر ایسے شے صاف رکہی جاوے جس سے شبہہ یا بی اعتبار عدالت سے کی نسبت پیدا نہو سکے اور خیال اعتبار کا معدلت گستری مین ترقی پذیر ہوتا رہے جو واسطے انتظام مجلسی اور اطمینان کے لئے بہت ضروری ہے ۔ سارجنٹ بنام دبل (لا رپورٹ جلد ۱ کیو نیز بنچ دویزن صفحہ ۵۵) ۔ بہرکیف کارروایات تجویز مین مجہے بطوالت داخل ہونے کی ضرورت نہین رہی ہے کیونکہ میری یہہ راے ہے کہ چونکہ ملزم نے دعوی اپنے استحقاق کا حسب دفعہ ۱۹۱ مجموعہ کے کیا تہا پس اختیار سماعت مجسٹریٹ کا معدوم ہو گیا تہا ۔

مین تجویز ثبوت جرم اور حکم جرمانہ کا عدالتون کا فسخ کرتا ہون اور جو کچہہ ہو چکا ہے اوس کل پر لحاظ کر کے مین خیال کرتا ہون کہ مجہے کارروائی مزید کا نہ حکم دینا چاہیے اور نہ حکام مقامی کو اختیار کرنا چاہیے ۔ جو روپیہ بطور جرمانہ کے وصول کیا گیا ہو وہ واپس دیا جاویگا

انگریزی صفحہ ۱۰۲ | منفصلہ ۱۱ اپریل | نگرانی دیوانی نمبر ۳۶ سنہ ۱۸۹۰ء | ضلع سہارنپور

سید حسن
بنام
میر خان

میعاد سماعت ۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۶۱ فقرہ ۸ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۲۵ ۔ ہایکورٹ کے اختیارات نگرانی

مسمی الوپ سنگہ نے ڈگری بمقابلہ میر خان و سید حسن کے حاصل کی تہی ۔ اس ڈگری کے ایفا مین میر خان نے کچہہ رقوم ادا کئے تہے اور اوسکی اخیر رقم ۴ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء کو ادا کی گئی تہی ۔ ۴ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء کو میر خان نے سید حسن پر واسطے رسدی کے نالش دایر کی ۔ جوابدہی نالش کی ان وجوہ کی بنا پر ہوی تہی (۱) کہ وہ خارج المیعاد ہے اور (۲) یہہ کہ ڈگری اجمالی تہی اور مدعاعلیہ محض ضامن تہا ۔

تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ ۔ ۶۱ متعلق ہو یا ۔ ۹۹ متعلق ہو میعاد سماعت دس وقت سے شروع ہوئی ہے کہ جسوقت مدعی نے اپنے حصہ سے زیادہ رقم ادا کی تہی ۔

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ یہہ بحث کہ آیا مدعاعلیہ محض ضامن تہا یا مدعی کے ساتہہ مشترکاً ذمہ دار تہا ایسے نہین ہے جس سے استعمال اختیارات نگرانی عدالت متعلقہ دفعہ ۲۵ ۔ ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) مناسب ہون ۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سندر لال منجانب سایل   عبد الروف منجانب فریق ثانی

محمود صاحب جسٹس - جایز ہے کہ اس موقع پر واقعات مقدمہ کی پہر بیان کیجاوین فریقین مقدمہ ہذا یعنے میر خان مدعی اور سید حسن مدعا علیہ نے مشترکا ایک تمسک مکفولی بنام الوپ سنگہ کے ۲۷ اگست ۱۸۸۳ء کو لکہد یا تہا الوپ سنگہ مذکورہ بالا نے فریقین مقدمہ ہذا پر نالش کی اور واسطے بازیافت زر نقد بنفاذ کفالت ڈگری حاصل کی ۲۴ مارچ ۱۸۸۴ء کو ڈگری مذکور صادر ہوئی تہی - یہہ مسلمہ ہے کہ ڈگری مذکور کے اجرا مین کچہہ زمانہ قبل ۳۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے مدعی نے ڈگریدار کو ۵ ادا کئے تہے اور اوس تاریخ کو میر خان مدعی نے للعہ الوپ سنگہ ڈگریدار کو بابت ایفا ڈگری مذکور کے ادا کئے تہے -

اشیا کی اس کیفیت پر مدعی نے یہہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ مین اس بیان سے دایر کی ہے کہ وہ مستحق بازیافت مبلغ للعہ اصل اور لعہ اوسکے سود کا مدعا علیہ سے ہے کیونکہ شخص اخر الذکر نے جو مشترکا ذمہ دار ازروے ڈگری مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۸۴ء کے تہا اوس ڈگری کے بابت کچہہ ادا نہین کیا -

بالفاظ دیگر نالش مذکور اوس قسم کی نالش رسدی کی ہے جسکا مقصود مد ۹۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) مین ہے -

جوابدہی نالش کی یہہ تہی کہ ہرگاہ بعض رقوم بایفا ڈگری مذکور قبل رقم وصولی ۳۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے ادا ہو چکی تہین لہذا کل نالش خارج المیعاد ہو گئی ہے - دوسری وجہ جسپر جوابدہی نالش کی ہوئی تہی یہہ ہے کہ بطور امر واقعہ کے وقت مشترکا تحریر کرنے تمسک مکفولی مورخہ ۲۷ اگست ۱۸۸۳ء کے اصل قرض گیرندہ صرف میر خان مدعی تہا اور جو حیثیت سید حسن مدعا علیہ کے تہی وہ صرف مدعی کا ضامن تہا لہذا مدعا علیہ ذمہ دار رسدی دینے کسی شئے کا بابت ڈگری مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۸۴ء کے ہرگز نہین ہے -

ذیلعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے وقت طے کرنے اون دونو حجتون کے اوس بیشک مد ایکٹ میعاد سماعت کا ذکر نہین کیا جسکو اونہون نے اس قسم کی نالش سے متعلق خیال کیا تہا لیکن اونہون نے یہہ تجویز کی ہے کہ میعاد سماعت کا شمار ۳۴ نومبر ۱۸۸۶ء سے ہونا چاہیے کہ جب للعہ کی رقم مدعی نے الوپ سنگہ کے ڈگری کے ایفا مین ادا کی تہی واسطے جسپر

حساب کرکے مشارالیہ نے یہہ تجویز کی کہ نالش خارج المیعاد نہین ہے۔

بہ نسبت دوسری حجت کے عدالت خفیفہ نے یہہ تجویز کی تھی کہ مقدمہ فیمابین الوپ سنگہ ایک جانب اور فریقین مقدمہ ہذا بجانب دیگر مین یعنے اوس مقدمہ مین جسکا انجام ڈگری مصدرہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۱ء کے ساتھہ ہوا تھا سید حسن مدعاعلیہ نے یہہ حجت پیش کی تھی کہ وہ صرف بحیثیت ضامن کے ہے اور اوس مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ سید حسن مدعاعلیہ حال محض ضامن نہین تھا بلکہ مشترکاً ذمہ وار ہے اور اس تجویز کے خیال سے ڈسٹرکٹ جج موصوف نے یہہ تجویز کی تھی کہ یہہ بحث کہ آیا فریقین مقدمہ ہذا کی حیثیت بطور اصل مدیون وضامن کے تھی یا نہین طے ہو چکی ہے اور اوس تجویز مین اب اسمقدمہ مین دست اندازی نہین ہو سکتی ہے۔

باعتبار ان تجویزون کے عدالت مطالبہ خفیفہ نے دعوے مدعی بابت للعہ اصل اور ۱؎ سود کے ڈگری کیا۔

یہہ درخواست حسب دفعہ ۲۵- ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء) مشعر استدعاے دست اندازی عدالت ہذا بمنصب عدالت نگرانی کے ہوی ہے اور مسٹر سندر لال نے منجانب سایل یہہ حجت کی ہے کہ نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ مد ۹۹ ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت متعلق نہین ہے بلکہ مد ۱۱۶ نالش سے متعلق ہے۔

میری یہہ راے ہے کہ یہہ حجت سرسبز نہین ہو سکتی ہے۔ عام اس سے کہ مد ۱ متعلق ہو یا مد ۱۶ متعلق ہو مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حساب میعاد سماعت کا اوس تاریخ سے ہوگا کہ جس تاریخ کو مدعی نے اپنے حصہ سے زیادہ کوئی رقم ازروے ڈگری اجمالی مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۱ء کے ادا کی تھی۔

اسمقدمہ مین یہہ ثابت و مسلمہ ہے کہ مدعی نے ۴ نومبر ۱۸۸۱ء کو للعہ ادا کئے تھے اور اس تاریخ سے تین سال کا حساب کرنیسے یہہ نالش جو ۴ نومبر ۱۸۸۴ء کو دایر ہوی ہے صاف طور پر بین المیعاد ہے اور خارج المیعاد نہین ہے۔ عذر دوم مندرجہ درخواست کے بہ نسبت کرنے مین معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر سندر لال نے یہہ خیال کیا ہے کہ عمل عدالت ماتحت کا خلاف فیصلہ مقدمہ مولچند بنام مادہورام (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۸۹) کے ہے جسمین عدالت ہذا نے تشریح قاعدہ اخراج شہادت مندرجہ دفعہ ۴۹- ایکٹ شہادت کے کی ہے

میری یہہ راے ہے کہ وہ فیصلہ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ اسمقدمہ مین عدالت ماتحت نے کوئی عمل ایسا نہین کیا ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ بتقویت تعلق اوس دفعہ کے یا کسی اور قاعدہ شہادت کے کوئی ایسی شہادت عدالت نے نامنظور کردی ہے جس کو سایل پیش کرنا چاہتا تہا۔

بہ نسبت ڈگری مورخہ ۲۴ رمارچ ۱۸۸۰ء کے ذیلی جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے یہہ کہتے ہین ڈگری بمقابلہ فریقین بطور مدیونان ڈگری کے اجماعاً صادر ہوئی تہی اور عذر ضامن کا جو مدعاعلیہ نے پیش کیا تہا منظور نہین ہوا تہا لہذا میری راے مین دعوی مدعیکا صحیح ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فقرہ بمنزلہ اس تجویز کرنیکے ہے کہ بلحاظ مقدمہ سابق کے یہہ امر تجویز ہوچکا ہے لہذا عدالت اسمقدمہ مین بحث ذمہ داری مدعاعلیہ کو جو از روے ڈگری مصدرہ ۲۴ رمارچ ۱۸۸۰ء کے ہے دوبارہ نہین کہول سکتی ہے۔ اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جج نے اس امر کو ایسا تصور کیا ہے کہ جو امر تجویز شدہ ہوچکا ہے۔

عام اس سے کہ یہہ راے صحیح ہو یا غلط ہو یہہ بحث ایسی ہے جسکو مین خیال کرتا ہون کہ حیطہ اختیارات نگرانی عدالت ہذا مین داخل نہین ہوتی ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ عدالت ماتحت کو اسمقدمہ کے تجویز کرنیکا اختیار سماعت حاصل تہا اور نہ کسی امر سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نالش خارج المیعاد تہا اور بحالت نہونے کسی حکم مشعر نامنظوری شہادت پیش کردہ سایل کے مجھے یہہ تصور کرنا چاہیے کہ عدالت ماتحت کے روبرو کوئی مواد واسطے تجویز کرنے بیان ضمانت کے موجود نہ تہا اور یہہ کہ عدالت موصوف نے یہہ تجویز کی ہے کہ عدالت موصوف اوس مقدمہ کی تجویز کی پابند ہے جسکا انجام ڈگری مورخہ ۲۴ رمارچ ۱۸۸۰ء کے ساتہہ ہوا ہے۔

بدین وجوہ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مجھے بعینہ نگرانی دست اندازی کرنا چاہیے اختیارات عدالت ہذا مقتضہ دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے صحیح حیطہ کی تجویز حال مین کل عدالت نے بمقدمہ محمد باقر بنام بجال سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۴۴) مین کی ہے۔ اور بہ تقلید اصول مندرجہ مقدمہ مذکور کے مین یہہ درخواست معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع گورکھپور — فیصلہ ۷ اپریل

اپیل اول نمبر ۷ سنہ ۱۹۰۰ء

درگا دیی بنام بھگوت پرشاد

اجرائے ڈگری - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ - نوعیت ڈگری مقصودہ دفعہ مذکور -

مدعی نے ڈگری بربنائے تمسک کفالتی کے ۴ راکتوبر ۱۸۹۸ء کو حاصل کی تھی - ڈگری مذکور میں یہہ حکم تھا کہ زر ڈگری بذریعہ نیلام جائداد مکفولہ کے وصول کیا جاویگا اور اگر وہ واسطے ادائے زر ڈگری ہر گونہ کے ناکافی ثابت ہو تو بذریعہ نیلام دیگر جائداد مدیون ڈگری کے وصول کیا جاویگا - جائداد مکفولہ نیلام ہوئی تھی اور زر ثمن اوسکا واسطے ادائے ڈگری کے کافی نہیں ہوا - اور یہہ ڈگریدار نے ۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو درخواست واسطے نفاذ اوس جزو ڈگری کے گذرانی جو متعلق بہ دیگر جائداد مدیون ڈگری کے تھا - اس درخواست پر یہہ اعتراض ہوا تھا کہ یہہ ضرور تھا کہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے حاصل کیجاتی - یہہ اعتراض منظور ہوا تھا اور ڈگریدار نے درخواست حصول ڈگری حسب دفعہ مذکور کے کی اور ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو حاصل کی تب مدیون ڈگری نے بناراضی اوس حکم کے منجملہ دیگر وجوہ کے اس بنیاد پر اپیل کیا کہ بنظر مضمون ڈگری ابتدائی کے درخواست حسب دفعہ ۹۰ فضول تھی -

تجویز ہوئی کہ جس ڈگری کا مقصود از روے دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے وہ فی الواقعہ ایسا حکم ہے جو ڈگری نیلام کے اجرا میں حاصل ہونا چاہیے اور گو اسمقدمہ میں درخواست واسطے ڈگری مذکور کے فضول ہی ہو تاہم وہ بطور درخواست اجرائے ڈگری بذریعہ نفاذ جزو ڈگری مذکور بمقابلہ دیگر جائداد مدیون ڈگری کے ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ سے اسٹینلی صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں -

عبدالروف و گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹ — ہوارڈ منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس [illegible] صاحب متفق الرائے - یہہ اپیل ایک حکم مرافعہ اجرائے ڈگری کا بناراضی حکم جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے ہے - ۱۶ اگست سنہ ۱۸۹۸ء کو بھی لال بہادر شوہر درگا دیی اپیلانٹ نے ایک تمسک کفالتی تعدادی [illegible] بنام رسپانڈنٹ کے لکھدیا تھا ۴ راکتوبر ۱۸۹۸ء کو رسپانڈنٹ نے ڈگری بربنائے تمسک مذکور بابت مبلغ [illegible] معہ [illegible] اصل و سود بنام درگا دیی کے کیونکہ شوہر فوت ہوگیا تھا بدین شرط مندرجہ ڈگری مذکور حاصل کی کہ

زر ڈگری بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ کے وصول کیا جاویگا اور بحالت اوسکی غیر مکتفی ہونیکی
بذریعہ نیلام دیگر جایداد مدیون متوفی کے وصول کیا جاویگا۔ ۸ مئی ۱۸۸۸ء کو اول درخواست
اجراے ڈگری کی گذری تھی اور وہ درخواست واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے محدود تھی۔
شخص ثالث کیطرف سے عذرداری ہوئی تھی لیکن وہ نامنظور ہوئی تھی اور بعدہ بذریعہ حکم
مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کے عدالت نے یہہ تجویز کی تھی کہ ڈگریدار کو حکم قطعی نیلام کا حاصل کرنا
چاہیے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۹ء کو بعد حاصل کر لینے حکم قطعی نیلام کے درخواست مزید اجراے ڈگری
کی داخل کی گئی تھی اور چونکہ یہہ واضح ہوا تھا کہ جایداد نیلام طلب جایداد موروثی ہے مقدمہ
اجراے ڈگری بحضور کلکٹر منتقل کر دیا گیا تھا کہ جنہوں نے ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء کو جایداد بعیوض
صمت کے نیلام کر دی کہ جو رقم واسطے بیباقی زرواجب الادا زر رہن کے ناکافی تھی ۳
ستمبر ۱۸۸۹ء کو ڈگریدار نے عدالت سے اوس جزو ڈگری کے نافذ کرنیکی درخواست کی جسمیں
یہہ حکم تھا کہ بحالت ناکافی ہونے جایداد مرہونہ کے ڈگری بمقابلہ دیگر جایداد مدیون ڈگری رسی
کے جاری کیجاویگی اور نامبردہ نے درخواست قرقی و نیلام حصہ موضع پنڈوا وغیرہ پیش
کی۔ ۵ نومبر ۱۸۸۹ء کو درگاہی نے عذرات داخل کیے جنمیں سے ضروری صرف حسب ذیل
ہے جس جایداد کے مقابلہ مین ڈگری مشعر لفاذ کفالت صادر ہوئی تھی وہ نیلام ہوگئی
ہے۔ پس دیگر جایداد غیر مکفولہ نیلام نہین ہوسکتی ہے تاوقتیکہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ
۴ ۱۸۸۲ء کے حاصل نکیجاوے۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو یہہ اعتراض منظور ہوا ڈگریدار نے یہہ درخواست
کی کہ واسطے باقیات زر ڈگری کے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء مرتب کیجاوے اور باقیات
مذکور وصول کرا دیجاوے۔ اوسی روز جج ماتحت نے یہہ حکم دیا کہ ڈگریدار کو بمقابلہ دیگر جایداد
مدیون ڈگری بذریعہ نیلام کے کارروائی کرنیکا اختیار دیا جاوے اور اوسی روز ڈگری بموجب
دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے باضابطہ طیار ہوگئی۔ یہہ وہی کارروائی جج ماتحت موقوعہ ۱۱
جنوری ۱۸۹۰ء کی ہے جو منشاء اپیل ہذا ہے اور جس امر کی نسبت ہمارے روبرو اہم طور پر
اصرار کیا گیا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ ہرگاہ خود ڈگری مین حکم مزید نیلام جایداد کا علاوہ جایداد
مرہونہ کے اوس حالت مین کہ جایداد مرہونہ ناکافی ثابت ہو موجود ہے تو ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰
کی ضرورت نہین ہے۔ یہہ حجت مدیون ڈگری کیطرف سے بہت نازیبا شکل سے ظہور پذیر ہوئی
ہے کہ جسنے ۲۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو بکامیابی بلنسبت درخواست اجراے ڈگری متدایرہ اوسوقت کے

بس شکل ہے کہ وہ اوسوقت بھی اس بنیاد پر عذر کیا تھا کہ ڈگری متنیفہ دفعہ ۹۰ ضروری ہے - بلاشبہہ
غرض اسکی بدرجہ کافی عیان ہے مدیون ڈگری درخواست مورخہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے بدین امید
استعمال کیا جاتا ہے کہ بعد ازان یہہ حجت لیکامیابی کرسکے کہ ہر درخواست اجرای ڈگری تمیعاد
خارج المیعاد ہے - میری راے مین ڈگری متذکرہ دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء الیہی بہت جو اوس
ڈگری کے اجرائے کارروائی مین ظہور پذیر ہوتی ہین جو بربنا رہن صادر ہوئی ہے اور ...
پر قایم ہوتی کہ جسپر حکم قطعی نیلام کا ہوتا ہے جسکو اجلاس کامل عدالت نے ایک ...
مینہ اجرای ڈگری کی تجویز کیا ہے - اگر منجانب مدیون ڈگری یہہ بھی حجت لیجاوے کہ ...
ڈگری کے درخواست ۹ دسمبر ۱۸۹۹ء کے فضول تھی تو مین یہہ کہنے کو امادہ نہین ہون کہ وہ بطور
درخواست اجرای ڈگری بذریعہ نفاذ جزو ڈگری مذکور بمقابلہ دیگر جایداد علاوہ جایداد مرہونہ
کے مناسب طور پر ملحوظ و متصور نہین ہوسکتی ہے - اسمقدمہ کے دوران تقریر مین خود میرا ایک
فیصلہ کا حوالہ ہوا تھا جسکی رپورٹ زبدۃ الانتظار ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۸۳ مین درج ہے - مگر بنام
دیگمبری دیبا بنام ذیعلم وکیل اپیلانٹ کو بتلایا ہے کہ وہ فیصلہ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے
جو کچھ اوسمقدمہ مین تجویز ہوی تھی وہ یہہ ہے کہ اگر مرتہن عدالت مین اوس دستاویز کی بنا پر
آوے جسمین نہ صرف معمولی عبارت درباب جایداد غیر منقولہ کے درج ہے بلکہ معاہدہ ذاتی مبنی
راہن کے اور بطور جزو اوس دادرسی کے درج ہے جسکی وہ استدعا کرتا ہے تو عدالت کو برتبہ
اون وجوہ کے جو اوس خاص مقدمہ مین بیان ہوی ہے اوس دادرسی کے عطا کرنے مین انکار کرنا چاہیے
دو اور بھی فیصلے ہین جنپر صریحا حوالہ نہین ہوا تھا لیکن جنکو کچھہ تعلق اسمقدمہ سے ہے اور اونکی
رپورٹ زبدۃ الانتظار ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۴۴ و ۴۴۳ مین درج ہے - اونمین سے اول فیصلہ خود میرا
ہے جسکا مبنی حوالہ مقدمہ مندرجہ زبدۃ الانتظار ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۰۳ مین دیا ہے - دوسرا
فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹرل صاحب کا ہے اور اونمین سے کسی فیصلہ مین کوئی امر ...
اوس طرح سے کے نہین ہے جو مین اب یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جس ڈگری کا مقصود دفعہ ۹۰ ایکٹ
انتقال جایداد مین ہے وہ فی الواقعہ اوس حکم سے کم حیثیت نہین ہے جو ڈگری نیلام کے اجرا مین اوسوقت
حاصل کیا جاتا ہے کہ جب اوس ڈگری کے روسے نیلام ہوجاوے اور وہ نیلام اوس قرضہ رہن
کے لیے ناکافی ثابت ہو - اگر درخواست حال مقدمہ ہذا مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء پر شک اوسی
طور پر نظر کیجاوے کہ جیسے وہ ظاہر ہوتی ہے یعنی واسطے صدور ڈگری متنیفہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال

جایداد اور واسطے صدور حکم قرقی و نیلام دیگر جایداد مدیون ڈگری کے تو مین خود اوسکو ایسا تغیر نکرونگا کہ اوس سے کسیطرح پر اوس ڈگری کے اوس جوازیت یا قوت کو ناجایز یا اوسمین خلل پیدا کر سکے کہ جو اوسمین ابتدا تہا

میری راے مین جو بحث اب کیجاتی ہے اوسکو موثر کرنا یقینی توہین ہے درحالیکہ خود مدیون ڈگری کے فعل سے یہہ بات ہوئی تہی کہ حکم ایسا صادر ہوا تہا جسکے روسے اوسکا اعتراض ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو کامیاب ہوا تہا۔

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۱۰۳۰ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۷ اپریل

مہنگو کنور وغیرہم بنام فوجدار کنور

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۴۴ و ۵۶۲ و ۵۶۴ - عذر کا اپیل دوم مین منظور ہونا گو یادداشت اپیل مین درج نکیا گیا ہو۔ واپسی خلاف دفعہ ۵۶۴ کے۔ حکم واپسی اور کل کارروائی مابعد کا خلاف قانون ہونا۔ حکم واپسی کے ناراضی سے اپیل کا نکیا جانا۔ اپیل بنا راضی ڈگری قطعی مین اعتراض بہ نسبت حکم کے منظور ہونا۔

عدالت اپیل ماتحت نے حکم متعلق واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسوجہ سے کہ مقدمہ بربناء وجہ تمہیدی کے ڈسمس ہوا تہا بلکہ اس بنیاد پر صادر کیا تہا کہ جو رپورٹ امین سے بہ نسبت شے دعوی مقدمہ کے طلب ہوئی تہی وہ مواد نامکمل اور ناقابل اعتبار پر مبنی تہی۔ تجویز ہوئی کہ حکم واپسی مقدمہ مذکور اور اوسمقدمہ مین کل کارروائی مابعد حکم مذکور کے منسوخ ہونی چاہیے یہہ بہی تجویز ہوئی کہ حکم واپسی پر اعتراض اپیل دوم مین جو بنا راضی ڈگری مقدمہ کے ہو باوجود اسکے بہی ہو سکتا ہے کہ عذر اوسکی جوازیت کا یادداشت اپیل مین نہین ہوا ہے۔ رامغیر سنگہ بنام شیو دین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۰) کی تقلید ہوئی۔

بقیہ واقعات اسمقدمہ کی محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہونگی

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین نالش عدالت منصفی مین تاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو دایر ہوئی تہی اور اوسکو منصف صاحب نے ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء کو ڈسمس کیا تہا۔ بنا راضی

اوس ڈگری اپیل لعدالت اپیل ماتحت دایر کیا گیا تہا کہ جس نے بذریعہ حکم مورخہ ۹ جون ۱۸۸۸ء کے ڈگری منصف
کی منسوخ کی اور مقدمہ واسطے تجویز جدید بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجا۔
برطبق اس حکم واپسی کے منصف نے مقدمہ کو پہر تجویز کیا اور دوسری مرتبہ بہی اوسکو ۱۲ فروری ۱۸۸۹ء کو ڈسمس کیا
بناراضی اس ڈگری کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل دایر کیا گیا تہا اور ۱۰ جون ۱۸۸۹ء کو اپیل
مذکور عدالت موصوف نے ڈگری کیا تہا۔ بناراضی اس ڈگری کے یہہ اپیل دوم دایر ہوئی ہے اور اوسکی تائید مین مسٹر گوبند
پرشاد نے مجہسے اجازت حسب دفعہ ۵۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے عذر پیش کرنیکی لئے چاہی ہے کہ جو یادداشت
اپیل مین درج نہین ہے لیکن وہ عذر عدالت ماتحت کے اختیار سماعت پر بلحاظ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ امیشر
سنگہ بنام شیو دین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) وارد ہوتا ہے۔

مین نے ذی علم وکیل کو اجازت بحث کرنیکی مقدمہ کی بلحاظ اوس فیصلہ کے دیدی ہے اور مسٹر جوالا پرشاد نے منجانب
ریسپانڈنٹ کے یہہ تسلیم کیا ہے کہ بلحاظ فیصلہ اجلاس کامل کے حکم عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۹ جون ۱۸۸۸ء پر اپیل دوم
مین اعتراض ہو سکتا ہی اور نیز یہہ کہ بلحاظ فیصلہ مذکور کے حکم مذکور خلاف قانون ہے۔ مسٹر جوالا پرشاد یہہ بہی تسلیم کرتے ہین کہ
جو یادداشت اپیل مین بیان کیا گیا یعنی یہہ کہ نفس امر تجویز منصف کی تجویز عدالت ماتحت نہین بنایا [?] صحیح ہے کیونکہ اسبارہ مین کوئی فیصلہ نہین ہے
میری یہہ راے ہے کہ حسب حالات مقدمہ عدالت اپیل ماتحت کی راے سے مقدمہ کو سطرح طے کرنے مین جیسا کہ اوس
نے بذریعہ اوسکی واپس کرنے حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بموجب اپنی فیصلہ مورخہ ۹ جولائی ۱۸۸۸ء کے
طے کیا ہی غلطی ہوئی اور عدالت موصوف کے لئے مناسب طریقہ یہہ تہا جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ امیشر سنگہ بنام
شیو دین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) سے ظاہر ہوتا ہی کہ تجویز روداد ہی مقدمہ مین صرف
ہوتے اور ایسی اور تدابیر مزید بہی مقدمہ کے طے کرنے مین عمل مین لاتے جو قانوناً مناسب ہوتین۔

پس چونکہ کیفیت یہہ ہی تو بموجب فیصلہ اجلاس کامل کے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کل کارروائیات جو بعد حکم مورخہ
۹ جون ۱۸۸۸ء کے خواہ عدالت مرافعہ اولی کی ہون یا عدالت اپیل ماتحت کی ہون نفی اور کالعدم ہین
اور مقدمہ اب وسی بنیاد پر قایم ہے کہ جسپر وہ اوسوقت تہا جب فیصلہ مقدمہ کا ۹ جون ۱۸۸۸ء کو ہوا تہا
عدالت ہذا بمنصب عدالت اپیل دوم کے تجویز روداد ہی مقدمہ کی نہین کرسکتی ہی اور چونکہ یہہ کیفیت ہے
لہذا بتقلید فیصلہ اجلاس کامل کے مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ حسب
دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز مطابق قانون بلحاظ اون تحریرات کے جو میری ہین عدالت
ماتحت مین واپس بہیجتا ہون۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع بنارس — نگرانی فوجداری نمبر ۵۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۳ اپریل

صفحہ ۳۶۱ الہ آباد سیریز

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیو دیال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۳۵ لغایت ۴۳۹ اور مابعد کو دفعہ ۴۳۹ یعنی لفظ شخص ملزم ہو تو صرف دفعہ ۳۴۴

لفظ شخص ملزم حسب مستعملہ دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں ہر ایسا شخص شامل ہوگا جسکے

مقابلہ میں کارروایات محکومہ دفعہ ۴۳۵ لغایت ۴۳۹ ایکٹ مذکورہ کے عمل میں لائی جاوین۔

واقعات اس مقدمہ کے جہانتک وہ ضروری ہین ٹیل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

الستن منجانب سائل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

ٹیل صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم مشعر نامنظوری کی درخواست بغرض ثانی حکم صدر مجسٹریٹ ضلع

بنارس مشعر حکم ہیر قائم کر کے کارروائی حسب دفعہ ۴۳۶ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ فوجداری بمقابلہ شیو دیال کے ہے۔

ذیلعلم کو لکشن سائل کے یہہ حجت کرتے ہین کہ چونکہ اونکی موکل کو اوس مجسٹریٹ نے رہا کر دیا ہی جسکو ابتدائی

سماعت مقدمہ کا بموجب دفعہ ۴۳۵ کے استعمال کرنیکا حاصل تہا تو مجسٹریٹ ضلع مجاز نہ تہی کہ مقدمہ حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ

ضابطہ فوجداری کے قائم کرتے۔ یہہ امر ادر کیا جاتا ہے کہ لفظ ملزم ہو تو صرف دفعہ مذکورہ میں اون اشخاص سے متعلق

ہے جو زیر تجویز یا زیر تحقیقات عدالتانہ ہوئے ہین اور اوسمین وہ اشخاص شامل نہین ہین جنکے مقابلہ مین بیانات

حسب منشاء دفعہ ۴۳۵ لئے گئے ہین اسبارہ مین کوئی سند صریحی نہین ہے اور مجھے کوئی وجہ کافی نہین نظر آتی

کہ لفظ ملزم کو اوس محدود منشا مین محدود کرون۔ علاوہ برین اگر اون کارروایات پر جو سیشن جج صاحب

کے روبرو تہین مجسٹریٹ ضلع نگرانی نہین کر سکتے ہین تو یہہ بحث ہو سکتی ہے کہ میرا اختیار نگرانی کا واسطے ملزم شخص

کے مقدمہ تک محدود ہے اور اوسمین یہہ وسعت نہین دیجا سکتی ہے کہ ایسے شخص کے مقدمہ پر حاوی ہو جسکے نسبت

جایا بیجا طور پر بموجب باب ۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی ہوئی ہو۔ مین درخواست نامنظور کرتا ہون

صفحہ ۱۰۲ انگریزی

ضلع الہ آباد اپیل دوم نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۳ اپریل

دی الکوٹی ہنیڈ سروس بنک لمیٹڈ بنام نند کشور

اجرائے ڈگری۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸۔ حکم قطعی نیلام کا ضروری

نہین ہے درحالیکہ اجرائے ڈگری کا حکم ہو چکا ہے اور جزو ادائے ڈگری کا ہو چکا ہے۔

جس مقدمہ مین ڈگری واسطے بازیافت زرنقد بذریعہ نیلام جایداد غیر منقولہ کے حاصل ہوئی تہی

اور ڈگری مذکور حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے مرتب ہوئی تہی اور جس مقدمہ مین

کہ کوئی درخواست واسطے صدور ڈگری قطعی کے نہین ہوئی تہی تاہم ڈگری دار نے وقتاً فوقتاً اجرائے ڈگری کی

درخواستین کی تہی اور مدیون ڈگری نے ایفائے جزوی ڈگری مین روپیہ ادا کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ اجرا ڈگری کی تو اسمین بہہ عذر نہین ہو سکتا ہی کہ ڈگریدار نے حکم قطعی نیلام کا حاصل نہین کیا ہی اسمین اپیل بنام گنیش لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۴۴) کی تقلید ہوئی

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ سے ناکس صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

نبرجی منجانب اپیلانٹ ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین انکو منینڈ سر دین سنگ لیمیٹڈ اپیلانٹ نے ڈگری واسطے وصولیابی زر نقد و واپسی بذریعہ نیلام و قطع مکانات واقعہ الہ اباد کے ۲۰ نومبر ۱۸۸۵ء کو حاصل کی تہی ڈگری مذکور حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر ہوئی تہی۔ اگرچہ کوئی ضمنی ڈگری سے صدور ڈگری قطعی کے صادر نہین ہوئی تہی تاہم ڈگریدار نے وقتاً فوقتاً درخواست اجرا ڈگری کی کی تہی اور مدیون ڈگری نے ایفاء جزوی ڈگری مین روپیہ ادا کیا تہا اور مہلت ملی تہی۔ ۲۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو منصف نے از خود مقدمہ اس بنا پر خارج کر دیا کہ ڈگریدار نے حکم قطعی حاصل نہین کیا ہے یہہ غلط اور خلاف قانون ہے بوجہ الاعلی فیصلہ مقدمہ اودہ بہاری لال بنام گنیش لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۴۳) کے اختیار کی گئی تہی بااعتبار وقت کے یہہ فیصلہ زمانہ حال کا ہے لیکن جب کہ وہ اب صادر ہوا ہی اب کوئی شبہ نہین ہو سکتا ہی کہ ڈگریات عدالتہا ماتحت کی غلط ہین۔ مین اپیل معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈگری کرتا ہون۔ فیصلے اور ڈگریات عدالتہا ماتحت کے منسوخ کیجاتی ہین اور مین حکم دیتا ہون کہ اجرا ڈگری مین کارروائی کیجاوے۔

صفحہ ۱۰۰ انگریزی | ضلع غازیپور منفصلہ ۲۸ اپریل اپیل دوم نمبر ۴۶ ۱۸۸۹ء

مرزا احمد رام

بنام

معصومہ بیگم

زمیندار و اسامی۔ نالش بقایا لگان۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۴۸۔ اپیل۔

مسماۃ معصومہ بیگم نے الہی بخش پر دعوی لگان کا عدالت کلکٹری مین کیا تہا۔ مدعاعلیہ نے یہہ عذر کیا کہ لگان مہاراجہ دنیا نگرم کو ادا کر دیا چنانچہ وہی بطور شریک مدعاعلیہ حسب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) کے سل مین شریک کئے گئے کلکٹر نے فیصلہ بحق مہاراجہ دنیا نگرم کیا تہا۔ مدعی ان تینون کو رسپانڈنٹ کرکے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تہا۔ ضلع جج نے حکم کلکٹر کا منسوخ کیا اور یہہ حکم دیا کہ کل خرچہ کے متحمل مہاراجہ دنیا نگرم ہونگے کہ جنہون نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ ضلع جج کو اختیار سماعت مرافعہ اپیل کا جہانتک اوس شخص کو تعلق ہے کہ جو بموجب دفعہ ۱۴۸ کے شریک مقدمہ کیا گیا ہی حاصل نہین تہا اور چونکہ یہہ کیفیت ہے اسلئے انکو اختیار نہ تہا کہ اوس شخص سے خرچہ دلاتے

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کانلن وکاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ — اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب مہاراجہ دزیانگرم بنارا اصلی مستدعی ڈگری ضلع جج غازیپور بمنصب عدالت اپیل مقدمہ لگان ہے کہ جسقدر مہاراجہ موصوف پر موثر ہی۔ مسماۃ معصوم بیگم نے اپنی نالش بنام الہی بخش ویک کس دیگر بابت وصول لگان کے دایر کی تہی جسکے نسبت بیان ہوا تہا کہ اوسکو ان لوگوں سے اوس اراضی کی بابت واجب ہے جو اوسکی سیر تہی۔ بموجب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے مہاراجہ شریک مقدمہ کئے گئے تہے کلکٹر نے فیصلہ مقدمہ کا بحق مہاراجہ کے کیا تہا۔ مدعیہ نے الہی بخش اور شخص دیگر اور مہاراجہ کو مسئول علیہ کرکے اپیل کیا تہا۔ ضلع جج نے فیصلہ کلکٹر کا بدین تجویز منسوخ کیا کہ مدعیہ کو لگان واجب الوصول اور کل خرچہ نالش و مد اپیل کا ڈگری کیا جو مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا۔ جہانتک اپیل میں بحث فیما بین مدعیہ اور اوسکی دوسامیان مظہرہ کے ہتی وہین تک اپیل بحضور ضلع جج کے ہوسکتا تہا۔ اس اپیل میں جو بحث ہے وہ یہہ ہے کہ آیا جہانتک مہاراجہ کو تعلق ہے ضلع جج کو اختیار سماعت بذیرائی اپیل کا حاصل تہا یا نہیں۔ اگر اونکو اپیل کے پذیرائی کا اختیار نہ تہا تو اونکو نالش اور اپیل کے خرچے کی ڈگری بنام مہاراجہ کے کرنیکا بہی اختیار حاصل نہ تہا اس امر کے بابت مدت سے برابر فیصلے ہوتے آے ہین چند اونمیں سے متعلق بمضمون دفعہ ایکٹ سابق کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہہ فیصلے ضلع جج کے معرض اطلاع میں نہین لائی گئی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ہمپر وہ واجب التعمیل ہین۔ ہم اون فیصلوں پر بحث کرنا نہین چاہتے ہین ہم جو کچھہ کہنا چاہتے ہین وہ یہہ ہے کہ ہم اون سے اتفاق کرتے ہین۔ اونمین سے اول مقدمہ چہوٹو بنام جیتن (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۶۳) ہے۔ دوسرا مقدمہ کشارام بنام ہنگول لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) کا ہے۔ اوسکے بعد مقدمہ مادہو پرساد بنام امبر (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۵۰۳) کا ہے اور مقدمہ گوبندرام بنام نراین داس (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۹۳) کا ہے۔ اور ایک مقدمہ منفصلہ سنہ ۱۸۶۶ء کا ہے یعنی مسماۃ ٹہکراین بہاگمنی کنور بنام سید فرزند علی وغیرہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی پریوی کونسل اپیل صفحہ ۲)۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مقدمات متعلق ہین۔

بہ تقلید ان اسناد کے ہم یہہ اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور ڈگری عدالت ماتحت کو اوسقدر منسوخ کرتے ہین جو مہاراجہ دزیانگرم کے متضرر ہے۔ جہانتک ڈگری الہی بخش اور عبدالرحمان پر موثر ہے ہم اوسمین دست اندازی نہین کرتے ہین۔

ضلع غازیپور نگرانی دیوانی نمبر ۹۲ ۱۸۸۹ء منفصلہ فروری صفحہ ۱۰ انگریزی

مہابیر سنگہ و یک کس دیگر بنام بہاری لال وغیرہم

ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء (ایکٹ تعریفات عام) دفعہ ۳ ضمن ۱۳۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہاے دیوانی بنگال و ممالک مغربی و شمالی و آسام) دفعہ ۲۱ ضمن (الف)۔ اختیار سماعت۔ مالیت شے دعوے بذریعہ نالش بہ ڈگری۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بغرض تجویز سماعت بہ عدالت اپیل کے ایک نالش دیوانی مین مالیت شے دعوی کی وہ متصور ہونی چاہیے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین قایم کی ہو اور وہ مالیت جو عدالت نے تجویز کی ہو الا یہہ ثابت ہو کہ یا تو معلماً یا بغفلت عظیم سے صحیح مالیت نالش کی عرضی نالش مین غلط ظاہر کی گئی ہو۔

حکم ضلع جج کا شعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کیجانے عدالت مناسب کے اس بنیاد پر کہ مالیت نالش کی باعتبار زر نقد کے اونکی حد اختیار سماعت سے زاید ہے حسب منشاء دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

اسپنکی منجانب اپیلانٹان رام پرشاد و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و نا کس صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست ہمارے حضور اسلئے ہوی ہے کہ ہم اپنی اختیارات نگرانی متعلقہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو استعمال کرین۔ جس حکم سے یہہ درخواست متعلق ہے وہ ایسا ہے جسکے روسے ضلع جج سابق غازیپور نے یادداشت اپیل ان سایلان کی واسطے پیش کرنے عدالت ہذا کے واپس کیا تہا۔ ضلع جج اپیل کے سماعت کرنیسے اس بنیاد پر انکار کیا تہا کہ اپیل عدالت ہذا مین ہو سکتا ہے نہ عدالت ضلع جج مین۔

جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ نالش واسطے شفع حصہ ایک موضع کے تہی مدعیان نے مالیت اوس حصہ کی اپنی عرضی نالش مین للعہ قایم کی تہی اور اس نالش کو عدالت جج ماتحت غازیپور مین دایر کی تہی۔ مدعا علیہم نے اوس حصہ کی مالیت معہ ماسہ قایم کی تہی جج ماتحت نے مالیت اوس حصہ کی معہ ۱۲۱۳ ما للعہ تجویز کرکے ڈگری شفع بشرط ادای زر مذکور کے صادر کی۔ بنا راضی اوس ڈگری کے مدعیان نے جو سایلان عدالت ہذا مین عدالت ضلع جج مین اپیل داخل کیا۔ ضلع جج نے مالیت حصہ مذکور کی مبلغ معہ صما عہ تجویز کرکے یہہ رای

قایم کی کہ اونکو اختیار سماعت اپیل کا حاصل نہین ہے اور اسوجہ سے وہ حکم صادر کیا جس سے
یہہ درخواست متعلق ہے۔

مسٹر ہل نے منجانب سایلان کے یہہ حجت کی ہے کہ بنا راضی حکم زیر بحث کے اپیل نہین
ہوسکتا ہے اور یہہ مقدمہ دفعہ ۶۲۲ مین داخل ہے۔

اپیل اول احکام نمبر ۲۴۵ ۱۸۸۹ء مین ہمنے آج یہہ تجویز کی ہے کہ حکم زیر بحث مطلوبہ
حکم کے قابل اپیل نہین ہے۔

ہماری یہہ بہی راے ہے کہ حکم زیر بحث حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ڈگری نہین ہے۔ حکم مذکور کے روسے اپیل فیصل نہین ہوا تہا۔ برعکس اسکے وہ ایسا حکم
ہے جسکے روسے ضلع جج نے بوجہ اختیار سماعت کے اپیل کے فیصل کرنیسے انکار کیا تہا اور یادداشت
اپیل اپیلانٹان کو اسلئے واپس کیا تہا کہ وہ اپنا اپیل عدالت ہذا سے فیصل کرالیوین۔

جو تعبیر اوپر فقرہ مشعر تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کیا
جانا چاہئے اوسپر عدالت ہذا نے مقدمہ ملکرن راے بنام گوبند ناتہہ تیواری (انڈین لا رپورٹس
سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۱) غور کیا تہا۔ اوسوقت یہہ بحث پیدا ہوی تہی۔ کہ آیا ضلع جج
کو اختیار سماعت دربارہ سماعت اور تجویز کرنے اپیل کے حاصل تہا یا نہین۔ اگر اونکو اختیار
حاصل تہا تو اونہون نے اوس اختیار کو استعمال نہین کیا جو قانوناً اونکو عطا ہوا تہا۔

مدار اوس بحث کا الفاظ مالیت نالش ابتدائی مندرجہ ضمن (الف) دفعہ ۲۱ ایکٹ
۱۲ ۱۸۸۷ء پر ہے کہ جسکے ساتہہ ضمن (۱۳) دفعہ ۳۔ ایکٹ ۷ ۱۸۸۷ء بہی پڑہنا چاہئے۔ ازروے
ضمن مذکور کے بہ نسبت نالش کے مالیت سے تعداد یا مالیت شے دعوی نالش کی مراد ہوگی۔

مسٹر کاشی پرشاد یہہ حجت کرتے ہین کہ مالیت شے دعوی مقدمہ کی وہ مالیت ہی
جو عدالت سماعت کنندہ نالش نے تجویز کی ہو۔ بجانب دیگر مسٹر ہل یہہ حجت کرتے ہین کہ مالیت
شے دعوی مقدمہ کی وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہو۔

عدالتہاے ہند مین بشمول اس عدالت کے اس امر کے نسبت راے مین بہت اختلاف
رہا ہے کہ اختیار سماعت کیونکر دریافت ہونا چاہئے یہہ بحث بلا وقت کے نہین ہے۔

لیکن یہہ صاف ظاہر ہے کہ ازروے دفعہ ۲۱۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء اختیار سماعت ضلع
جج کا اپیل مین بذریعہ مالیت نالش ابتدائی کے تجویز کیا جاتا ہے اور نہ بذریعہ مالیت اپیل کے

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ تعداد شے دعوی نالش متذکرہ ضمن (۱۳) دفعہ ۴- ایکٹ ۱۸۸۷ء سے وہ مراد تعداد یعنی تعداد زر کی ہونی چاہیے جسکے بازیافت کا دعوی مدعی اپنی نالش مین کرتا ہے اور نہ وہ تعداد مراد ہے جسکے ڈگری عدالت اوسکو عطا کرتی ہے اور واسطے اغراض اختیار سماعت کے تعداد شے دعوی نالش کی مراد اسوجہ سے وہ تعداد ہونی چاہیے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے۔

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جب ہمکو معنی مالیت شے دعوی مقدمہ مندرجہ اوسی ضمن کے دریافت کرنا ہون تو وہی اصول متعلق کرنا چاہیے اور مالیت شے دعوی مقدمہ کی وہی مالیت ہونا چاہیے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے جیسا کہ ہم ظاہر کرتے ہین وہ وہی ہے جو عدالت ہذا نے بمقدمہ جگ لال بنام ہرنراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۴) اور ہائیکورٹ بمبئی نے بمقدمہ لکشمن بہاشکر بنام ماباجی بہاشکر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۱) ظاہر کی تہی۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسلئے کہ الہ اباد کے مقدمہ مین دفعہ ۴- ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۱ء زیر بحث تہا اور بمبئی کے مقدمہ مین دفعہ ۴- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء زیر بحث تہا ان مقدمون کے فیصلے بطور اسناد اوس امر کے جسپر اسوقت ہم غور کر رہے غیر متعلق نہین ہو جاتے ہین۔ مسٹر جسٹس اسٹریٹ اور مسٹر جسٹس ٹرل ہمین اطلاع کرتے ہین کہ ایک مقدمہ مین جسکے سوء اتفاق سے رپورٹ نہین ہوئی ہے مشار الیہم نے یہہ تجویز کی تہی کہ مالیت شے متدعویہ متنازعہ کی حسب منشاء دفعہ ۹- ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۱ء کے وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے۔ ہر گاہ یہہ تجویز کیجاتی ہے کہ مالیت شے دعوی مقدمہ واسطے اغراض اختیار سماعت کے وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے تاہم مقدمہ بمبئی متذکرہ بالا کے ذیلی تجویز سے ہم بالکل اتفاق کرتے ہین کہ اختیار سماعت اوس عدالت کا جسکو مناسب طور پر اختیار سماعت کسی مقدمہ کا حاصل ہو دعوی مین نامناسب ازدیاد کرنیسے خارج نہین ہو جاتا ہے اور جو دعوے ایسا بہت بڑہا دیا گیا ہو کہ جو قایم نہین رہ سکتا ہے اور نہ جسکے قایم رہنے کی امید کرنیکی کوئی وجہ معقول ہے اس غرض سے دایر کر دیا گیا ہو کہ اوسکی تجویز کسی ایسی عدالت مختلف سے کرائے کہ جسکی تجویز کرنیکا مقصود واضعان قوانین کا ہے تو وہ دراصل قانون کو فریب دینا ہے اور نامنظور ہونا چاہیے عام اس سے کہ وہ محض بے خطر ناکی سے ظہور پذیر ہوا ہو یا کسی غرض مصنوعی سے اس کے ظہور پذیر

کیا گیا ہو کہ فیصلہ اوسکا ایک جج سے بجاے فیصلہ دوسرے جج کے حاصل کیا جاوے۔ جو الفاظ ہمنے استعمال کیے ہین وہ قریب قریب ٹھیک الفاظ ہایکورٹ بمبی کے ہین۔ الیسا تقدمہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایک نظیر اس کوشش کی ہے کہ دفعہ ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے گریز کیا جاوے۔ نتیجہ یہہ ہے کہ چونکہ سایلان مدعیان مقدمہ ہذا نے اپنی عرضی نالش مین مالیت شی متدعویہ اپنی نالش کے للعہ ہزار قایم کی تہی لہذا ضلع جج کو اختیار سماعت اور تجویز کرنے اپیل کا حاصل تہا اور چونکہ مشار الیہ نے اوس اختیار کو استعمال نہین کیا ہی جو قانوناً اونکو عطا ہوا تہا لہذا ہم بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپنا حکم مشعر منسوخی حکم مشار الیہ منشا درخواست ہذا اور بدین ہدایت صادر کرتے ہین کہ اپیل بازبر نمبر سابق فہرست اپیل ہاے متدایرہ عدالت ضلع جج غازیپور مین قایم کیا جاوے اور اوس کا تصفیہ مطابق قانون کے کیا جاوے اور ہم یہہ بہی حکم دیتے ہین کہ خرچہ اس درخواست کا نتیجہ اپیل پر منحصر رہیگا۔

صفحہ ۱۰۹ تمہ رپورٹ ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۶ فروری

چندرپالی کنوری بنام بہیرون سنگہ وغیرہم

میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ مدات ۱۲۶ و ۱۴۴۔ نالش منجانب دختر ہندو متوفی واسطے بازیافت جایداد اپنی باپ کے جو اوس نے اپنی حین حیات منتقل کی تہی۔

مدعیہ نے دعوے دخلیابی دو موضعون کا اس بیان سے کیا تہا کہ اوسکے باپ نے اپنی حین حیات موضع مذکور اوسکی بڑی بہن اور اوسکی شوہر کو دیدیے تہے اور موہوب لہم کو قابض کرا دیا تہا اور بعد وفات اوسکے باپ کے اوسکی بیوہ اور موہوب لہم اور مدعیہ نے ایک صلحنامہ کیا تہا جسکے روسے یہہ دونون موضع متنازعہ مدعیہ کو ملنا چاہیے تہے۔ مدعیہ کا باپ سنہ ۱۸۶۲ء مین فوت ہوا تہا اوسکی بیوہ نے جو سنہ ۱۸۶۲ء مین قابض پائی گئی تہی ایک موضع بیع کر ڈالا اور دوسرا موضع سنہ ۱۸۶۳ء مین رہن کر دیا تہا۔ صلحنامہ مستدلہ مدعیہ سنہ ۱۸۶۳ء مین داخل ہوا تہا اور نالش دخل کی سنہ ۱۸۸۸ء مین دایر ہوئی تہی۔

تجویز ہوی کہ اگر مدعیہ بتوسط اپنی باپ کے دعویدار ہے تو اوسکی نالش بموجب مد ۱۲۶ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے خارج المیعاد ہے اور اگر بذریعہ صلحنامہ کے

دعویدار ہے تو نالش اوسکی بموجب مد ۱۴۴ ایکٹ مذکور کے خارج المیعاد ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

اجودھیا ناتھ و رام پرشاد منجانب اپیلانٹ   سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جج۔ یہہ اپیل نالش دخلیابی و منافع سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

مدعیہ نے اپنی عرضی نالش مین بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ نے ہبہ نامہ اپنی کل جایداد کا بنام اوسکے بڑی بہن امہ اور اوس بہن کے شوہر کے نام لکھدیا تھا اور موہوب لہم کو قابض کرادیا۔ اوس نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ کی وفات کے بعد موہوب لہم سے حق اپنا دخل خارج ہو گیا تھا۔ اوس نے اپنا استحقاق بذریعہ ایک صلحنامہ کے بیان کیا ہے جو فیما بین اوسکے اور موہوب لہم اور اوسکے باپ کے زوجہ کے ہوا تھا اور جسکی رو سے حسب بیان اوسکے بر دو مواضعات متنازعہ اوسکو ملے تھے۔ اوسکا باپ ۴ جنوری سنہ ۱۸۶۳ء کو فوت ہوا تھا۔ اوسکی بیوہ نے ۳ مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو کشن پور اور ایک موضع منجملہ مواضعات مذکور کے سہدیو سنگھ کے ہاتھ بیع کیا اور ۸ مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو دوسرا موضع اوسی شخص کے پاس رہن کیا۔ صلحنامہ مستند لہ مدعیہ ۔ جنوری سنہ ۱۸۶۸ء کو داخل ہوا تھا۔ یہہ نالش ۱۷ اگست سنہ ۱۸۸۸ء کو دائر ہوی ہے۔ جج ماتحت نے صحیح طور پر تجویز کی ہے کہ اگر مدعیہ بتوسط اپنی باپ کے دعویدار ہے تو بوجہ مد ۱۴۴ ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت مقدمہ کے وہ مغلوب ہوگی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ایسا ہی ہے۔ اوس مدت تا شمار اور جو وقت گذر گیا ہے وہ مدعیہ کو اس امر کے ثابت کرنے سے مانع ہے کہ اوسکے باپ کو اوسکے مقابلہ مین ہبہ کرنیکا اختیار نہ تھا۔ نتیجہ یہہ ہے کہ اگر مدعیہ کو کچھہ دعوے حاصل ہے تو چاہیے کہ از روے صلحنامہ سنہ ۱۸۶۸ء کے دعوی مذکور کو ثابت کرے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین مدعیہ نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ نے موہوب لہم کو قابض کرادیا تھا۔ ہمکو یہہ ٹھیک نہین معلوم ہے کہ وہ کب بیدخل کئے گئے تھے یا اون کا قبضہ کب موقوف ہو گیا تھا لیکن ہم جانتے ہین کہ سنہ ۱۸۶۳ء مین اوسکی باپ کی بیوہ نے دعوے اپنے نام داخل ہونیکا اس بنیاد پر کیا تھا کہ مین قابض ہون ہم یہہ بھی جانتے ہین کہ اوس دعوے مین وہ عدالت مال سے کامیاب ہوی تھی۔ از روے ہبہ نامہ کے بیوہ کو کوئی حق حاصل نہ تھا لیکن سنہ ۱۸۶۵ء مین جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین اوس نے ایک موضع

بیچ اور دوسرا موضع سہدیو سنگہہ کے نام رہن کر دیا تہا اور اوس نے دخل پالیا تہا یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم اضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے اور جن لوگون کے توسط سے مدعیہ دعویدار ہے یعنی موہوب لہم جو از روے ہبہ نامہ منجانب اوسکی ماں مسلم مدعا علیہ از دوازدہ سال قبل اس نالش کے بیدخل ہوگئے تہے یا اونکا قبضہ موقوف ہوگیا تہا ہماری راے مین یہہ نالش خارج المیعاد ہے اور صحیح طور پر ڈسمس ہوئی ہے ہم یہہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین

ضلع علیگڈہ نگرانی فوجداری نمبر ۱۱۸ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۴ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بدہ سین و یکمکس دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۲ - تعریف جرم محکومہ دفعہ ۱۸۲ کی تشریح کی گئی -

بنظر قایم کرنے اوس جرم کے جسکی تعریف دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند مین درج ہے یہہ ضرور نہین ہے کہ جس عہدہ دار سرکاری کو جہوٹہی اطلاع دی گئی ہو اوسکو بوجہ اطلاع مذکور کسی امر کے کرنے یا کسی امر کے نکرنیکی ترغیب ہو - جزو ضروری اوس جرم کا یہہ نہین ہے کہ جس ملازم سرکاری کو وہ اطلاع دی گئی ہے وہ کونسا فعل عمل مین لاویگا یا عمل مین لاسکیگا بلکہ نیت یا علم (جو اوسکے طریق عمل سے متیقن کیا جاویگا) اوس شخص کا جو اطلاع مذکور دیتا ہے جزو ضروری ہے - غلام احمد قاضی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۶) سے اختلاف کیا گیا -

واقعات اس مقدمہ کے اشتریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

کالون واسپنکی وریڈ و سندر لال منجانب سایلان

پبلک پراسیکیوٹر (ڈلن) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ درخواست نگرانی حکم مینعا اپیل مصدرہ ضلع جج علیگڈہ مورخہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء متعلق بحالی فیصلہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ حاکم مذکور مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کے ہے جسکے رو سے مجسٹریٹ موصوف نے ان دونون سایلان یعنے بدہ سین و نراین داس

کے نسبت تجویز ثبوت جرم نسبت جرائم مصرحہ دفعہ ۱۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کی تھی اور اوسمین بحکم سنگن جسٹس بسزاے قید سخت میعادی چار ماہ بھیجنے اور جرمانہ ساڑھی کس ادا کرنیکا اور بحالت عدم ادا ہونے جرمانہ کے ڈیڑہ ماہ قید مزید کا حکم صادر کیا تھا جو واقعات مدعالیہم کی طرف سے ثابت بتجویز ہوئے ہیں اور جنکی تجویز سے ہم اسبارہ مین باہر نہین جا سکتے ہین حسب ذیل ہین سایلان قوم کے بنیان ہین اور شہر علیگڈہ کے مختلف محلون مین رہتے ہین لیکن اون کے مکانات کاروبار کے بدر و گنج مین ہین ۲۴ ر اگست سنہ ۱۹۰۰ع کی شام کو قریب ۹ بجے کے اوس وقت کے مجسٹریٹ ضلع نے جو اپنی خدمت متعلقہ تیوہار محرم پر جو اوسوقت ہو رہا تہا باہر تھے ایک خبر تار برقی کی پائی جو بلا شبہہ بدہ سین اور نراین داس نے بعبارت ذیل بھیجی تھی

کلہ رات کو ایک بجے دو سو قصائی بہوپالالہی بند نے گلیا گنج بدر و گنج پر واسطے لوٹ اور قتل کے حملہ کیا تہا صادق علی کوتوال اور شام لال جمعدار نے اونکو ہٹا دیا تہا اون سے آج بہی خطرہ ہے براہ مہربانی انتظام کیجیے۔

مجسٹریٹ نے اپنی شہادت مین جو اونہون نے جرم کی سماعت کے وقت دی تہی یہہ بیان کیا ہے کہ بر طبق اس تار برقی کے اونہون نے کچھہ عمل نہین کیا تہا کیونکہ اونہون نے ان بیانات کو باور نہین کیا تہا۔ اگر وہ اوسپر عمل کرتے تو واسطے خبرگیری مقامات متذکرہ خبر مذکور کے وہ پولس کو بھیجتے۔

مجسٹریٹ ضلع کے نام اسی تار برقی خبر کے بہیجنے کے بابت یہہ بات ہوئی ہے کہ سایلان کے نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۱۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے۔ مسٹر کالون جنہون نے درخواست نگرانی کی بحث کی ہے یہہ اصرار کرتے ہین کہ تجویز ثبوت جرم قائم نا بیجا ہے کیونکہ مضامین خبر تار برقی مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ اوسکی بہیجنے والی کی یہہ نیت ہو یا اس امر کا احتمال اوسکی علم مین ہو کہ اوسکی ذریعہ سے کسی سرکاری ملازم سے اوس سرکاری ملازم کا اختیار جایز کسی شخص کو نقصان یا رنج پہونچانیکے لئے نافذ کراے یا کوئی ایسا امر کراے یا ترک کراے جسکا کرنا یا ترک کرنا اوس سرکاری ملازم کو نہ چاہیے تہا اگر اون واقعات کا سچا حال جسکی نسبت وہ خبر دی گئی ہے اوسکو معلوم ہوتا۔ بتائید اپنی حجت کے اونہون نے مقدمہ غلام احمد قاضی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۴) پر استدلال کیا ہے اور اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ بنگال کے چیف جسٹس نے بہ نسبت دفعہ ۱۸۰ کے یہہ تحریر کیا ہے کہ اوس دفعہ کو کل پڑہنا

چاہئے اور بلحاظ کل دفعہ کے ہم خیال کرتے ہین کہ دفعہ مذکور اون مقدمات سے متعلق ہوتا
ہے کہ جنمین پولیس کو باعتبار اوس اطلاع کے جو اوسکو دی گئی ہے کسی ایسے امر کے کرنے
یا نکرنے کی ترغیب ہو جسکا اثر کسی شخص ثالث پر پہونچے اور جسکو وہ اوس حالت مین نکرتے
کہ جب اونکو سچا حال اون واقعات کا معلوم ہوجاتا۔ اگر یہہ راے صحیح ہے تو وہ اون
ضروریات سے بھی متجاوز ہے جو ذیلعم کونسل کی حجت کے ضرورت کے واسطے ضروری ہی
لیکن بہ تعظیم تمام ذیلعم چیف جسٹس اور اوس جج کے جنہون نے اونکی ساتھہ اتفاق کیا
ہے مین افسوس کرتا ہون کہ مین اوس راے سے اتفاق نہین کرسکتا ہون جو اسطرح پر
ظاہر کی گئی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً تحریر مذکور دفعہ ۱۸۲ کی حیطہ اور غرض اور
اوس نقصان کے غلط مفہوم پر مبنی ہے جسکا اوس سے مقصود ہے کیونکہ دفعہ مذکور اوس
باب مین واقع ہے جو سرکاری ملازمون کے اختیارات جائز کی توہین بیان مین ہے اور ثانیاً
خود دفعہ مذکور کے عبارت کی غلط تعبیر پر مبنی ہے۔ عبارت دفعہ مذکور پر باحتیاط غور کرنیکے
بعد مین یہہ نتیجہ اخذ نہین کرسکتا ہون کہ سرکاری ملازم متذکرہ دفعہ مذکور کے لئے یہہ ضرور
نہین ہے کہ اوسکو کسی امر کے کرنے یا نکرنے کی ترغیب ہوی ہو۔ یہہ کافی ہے کہ اگر شخص ملزم
نے ایسی خبر دی ہے جو جھوٹہ ہے اس نیت سے یا اس امر کے احتمال
کے علم سے کہ ملازم سرکاری سے اوس سرکاری ملازمی کا اقتدار
یا اختیار جائز بمضرت کسی شخص کے استعمال کرایا یا نکرایا جاوے جسکو وہ کرتا یا نکرتا بشرطیکہ اوسکو
سچا حال اون واقعات کا معلوم ہوجاتا۔ بالفاظ دیگر جس جرم کا اوس دفعہ مین مقصود ہے
اوسکا مدار اوس امر پر نہین ہے کہ ملازم سرکاری نے باعتبار اوس اطلاع کے کیا کیا ہے
یا کیا نہین کیا ہے بلکہ یہہ ہے کہ باعتبار واقعات کے نیت معقول اوس شخص کی کیا متصور
ہوتی ہے جس نے وہ خبر دی ہے۔ مین یہہ بھی تحریر کرنا چاہتا ہون کہ مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ دفعہ ۱۸۲ مین شخص اطلاع دینے والے کی دو نیت سے مقصود ہے اولاً نیت یا اس امر کی
احتمال کا علم کہ اوسکے ذریعے سے کسی سرکاری ملازم کا اختیار جائز کسی شخص یا شی اس کو
نقصان یا رنج پہونچانیکے لئے نافذ کراوے اور ثانیاً نیت یا اس امر احتمال کے علم سے کہ
اوسکی ذریعے سے سرکاری ملازم مذکور سے کوئی ایسا فعل کراوے یا نکراوے جسکو وہ
سرکاری ملازم کرتا یا نکرتا اگر اوسکو سچے حالات واقعات کے معلوم ہوتے۔ دفعہ مذکور

لی اس تشبیر کو واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق کر کے مین بالکل یہہ نہین کہہ سکتا ہون کہ تجاویز ثبوت جرم ان سائلون کی غلط ہین۔ مجسٹریٹ نے یہہ بیان کیا ہے کہ اگر وہ بیانات مشمولہ خبر تار برقی کو باور کر لیتے تو وہ واسطے خبرگیری مقامات مندرجہ خبر مذکور کے پولیس کو ضرور بھیجتے۔ تو نتیجہ یہہ ہوتا کہ شہر کے دیگر مقامات سے وہ پولیس کو ہٹا لیتے اور علاوہ برین باعتبار اس خبر کے بجاے انکے روبرو موجود تھی بہت سے پولیس کو قصائیون کے محلہ مین اسلیے بھیجواتے کہ قصائی لوگ اپنے گھرونکے اندر ہی جا دبین اور وہ بدنظمی نکرنے پاوین۔ بہر کیف فعل مجسٹریٹ کی صحیح نوعیت پر غور کرنا غیر ضروری ہے بحث یہہ ہے کہ جن لوگون نے خبر بھیجی تھی اونکا مقصود کس فعل سے تھا کہ جو مجسٹریٹ کرتا۔ بدرجہ اول اونکی نیت اور مقصود یہہ تھا کہ مجسٹریٹ کوئی ایسا فعل کریگا جو وہ نکرتا بشرطیکہ اوسکو واقعات کا صحیح حال معلوم ہوتا

میری راے مین یہہ اوس قسم کا نقصان ہے جسکا مقصود دفعہ ۱۸۲ کے جزو اخیر مین ہے۔ لوگون کو بیانات بے احتیاطی کے ساتھہ ملازم سرکاری سے کر کے اوس ملازم سرکار کے عہدہ کو معرض تحقیق مین نہ لانا چاہیے اور یہہ امر بالکل ناقابل لحاظ ہے کہ جھوٹھی اطلاع کے ذریعہ سے جو منجملہ نیت یا ہے متذکرہ بالا کے کسی نیت سے دیگئی ہو ملازم سرکاری مذکور کو کسی امر کے کرنیکی یا نکرنیکی ترغیب ہوئی ہو یا نہوئی ہو۔ شخص مذکور کے جرم کی تجویز اوس کے اوس اطلاع کے دینے سے کیجاتی ہے جسکو وہ جھوٹھہ جانتا ہے یا جھوٹھہ باور کرتا ہے اور اون نیتون کے ساتھہ دیجاتی ہے جسکے نوعیت کا ذکر مین نے کیا ہے۔ تجاویز ثبوت جرم بہت مناسب ہین اور قایم رہنی چاہیے جرم بہت نقصان مند ہے خصوصاً ایسے وقت مین کہ جب یہہ خبر بھیجی گئی تھی کہ جسوقت مین علیگڈہ کے ہندو مسلمانون مین بہت تفریق ہے اور حکام مجسٹریٹ بجماعت کے اون دونو فرقون کے شر و فساد کے انسداد کرنے مین بہت بڑی دقت اور زحمت کی حالتین تھی۔ جھوٹھی اطلاع جو مجسٹریٹ کو ایسے وقت مین دیگئی ہو جس سے اوسکو کسی ایسے فعل کے کرنیکی ترغیب ہو جسکو وہ نکرتا بشرطیکہ وہ سچائی سے واقف ہو جاتا تو نتایج اہم کی اوس سے رہبری ہوتی اور یہہ بہتر ہوگا کہ لوگ یہہ سمجھین کہ اس قسم کی جرایم کی سزا محض جرمانہ کے ساتھہ نہوگی۔ ان سائلون کی نسبت جو کچھہ کہا جا سکتا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ جو خبر تار برقی بھیجی گئی تھی اوسمین لوگون نے اپنا نام لکھدیا تھا اور اوسکی اصلیت کے دریافت کرنے مین دقت نہین ہوئی تھی

مین امید کرتا ہون کہ مین رعایت بیجا نہین ظاہر کرتا ہون کہ باوجود نامنظور کرنے درخواست
نگرانی کے اوسکی اصل تفصیلات مین اور قایم رکہنی جرمانہ تعدادی سار کے اگر مین میعاد
قید سخت چار ماہ کو تخفیف کرکے دو ماہ کی میعاد قایم رکہتا ہون۔
ایج صاحب چیف جسٹس ـ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ
غلام احمد قاضی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۱) مین دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات
ہندکو اسطرح پر پڑہا ہے کہ گویا ارتکاب جرم حسب دفعہ مذکور بجز اوس صورت کے نہین
ہوسکتا ہے کہ ملازم سرکاری متذکرہ دفعہ مذکور کو اوس اطلاع سے جو اوسکو پہونچی ہے ترغیب
کسی ایسے امر کے کرنیکے یا نکرنیکی ہوی ہے جو شخص ثالث پر موثر ہوتا ہے اور اگر وہ اشیاء
کے سچے حالات کو جانتا تو اوس امر کو کرتا یا نکرتا۔ مین اپنی بہائی اسٹریٹ صاحب سے
بالکل اتفاق کرتا ہون کہ جہانتک دفعہ مذکور کو تعلق ہے یہہ امر قطعاً غیر اہم ہے کہ آیا
ملازم سرکاری کو امر مذکور کے کرنے یا نکرنے کی ترغیب ہوی ہے یا نہین۔ ایسی
جہوٹہی اطلاع کا دینا جرم ہے جسکو اطلاع دینیوالا جہوٹہہ جانتا ہے یا جہوٹہہ باور کرتا
ہے اور اوسکی یہہ نیت ہو کہ اوسکے ذریعہ سے یا اوسکا یہہ باور کرنا ہو کہ اوسکا اس امر کے احتمال کا علم ہوتا
جرم ہے کہ اوسکے ذریعہ ملازم سرکاری سے اوس ملازم سرکاری کے اختیار جایز کو کسی
شخص کو نقصان یا رنج پہونچانے کے لئے نافذ کراوے یا کوئی ایسا امر کراے یا ترک
کراے جسکا کرنا یا ترک کرنا اوس سرکاری ملازم کو نہ چاہئے تہا اگر اون واقعات کا
سچا حال جسکے نسبت وہ خبر دی گئی ہے اوسکو معلوم ہوتا۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت
سے ایسی صورتین ہین جو درحقیقت دہوکے کی صورتین ہین اور وہ بہی اس دفعہ مین
داخل ہوتی ہین مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص کسی بیان کو غیر صحیح جانکر لیکن یہہ نیت
کرکے کہ مجسٹریٹ اوسپر کچہہ عمل کریگا مجسٹریٹ ضلع کو یہہ اطلاع دیوے کہ اوس ضلع
کے ایک شہر مین جسکا اہتمام اوسکو سپرد ہے بہت زور سے آگ لگی ہے۔ پس اگر
وہ مجسٹریٹ اوس بیان کو باور کرے تو معمولی طور پر اوسقدر پولس کو واسطے مدد فرو
کرنے اوس آگ کے اور انتظام کرنیکے لئے بہیجیگا کہ جسقدر وہ اس غرض کے لئے بچا سکے
اور ممکن ہے کہ وہ فوج سے بہی استعانت کریگا بشرطیکہ قرب وجوار مین فوج ہو۔ یہہ پوری تمثیل
دہوکے کی ہے اور مجہے کوئی شبہ نہین ہے کہ یہہ صورت دفعہ ۱۸۲ مین داخل ہے

[illegible] اوس اطلاع پر [illegible] کیا ہے یا نہین - ایک دوسری تمثیل
اوس صورت کی لیجئے جو میری راے مین دفعہ مذکور مین داخل ہے اگرچہ ملازم سرکاری
کو کسی فعل کے کرنے یا فعل کے ترک کرنیکی باعتبار اوس اطلاع کے جو اوسکو دیگئی تھی
ترغیب ہوئی ہو یا نہوئی ہو - ہم کو یہہ کہنے دو کہ کوئی شخص بوجہ کسی جرم کے الہ اباد سے
بہاگ گیا ہے اور یہہ خیال کیا گیا کہ جہازی بندرگاہون مین سے کسی بندرگاہ سے وہ
بہاگ جائیگا - اوسکی بہاگ جانیکی اطلاع اون بندرگاہون کو دیجاویگی جسمین
سے ایک کلکتہ ہے - ایک شخص یہہ جانکر کہ شخص مذکور گرفتار نہین ہوا ہے اور اس
نیت سے کہ حکام کلکتہ حد بیرونی جہازرانی سے اوس کی نگرانی موقوف کر دینگے حکام
کلکتہ کو بذریعہ تار برقی یہہ خبر دے کہ شخص مفرور لکہنؤ مین اور گرفتار ہوگیا ہے تو
میری راے مین وہ مرتکب جرم مصرحہ دفعہ ۱۸۲ کا ہوا ہے گو کلکتہ کے ملازم سرکاری
نے اوس خبر تار برقی پر عمل نکیا ہو بلکہ حد جہازرانی پر اپنی نگہبانی مین اصرار کیا ہو
مین اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہہ
مقصد تہا کہ ملازم سرکاری کو اس نیت سے جہوٹہی اطلاع نہ دی جاوے کہ کوئی
ایسا شخص اوسکو مغالطہ دے سکے جو باور کرتا ہے کہ وہ اطلاع جہوٹہی ہے اور
اوسکو مغالطہ دہی کی نیت رکہتا ہے - اس خاص مقدمہ مین حکم سزاے قید سخت میعادی
دو ماہ اور جرمانہ تعدادی [illegible] اس لئے کافی ہوگا کہ اون دیگر اشخاص کو متنبہ کرے
جو ملازمان سرکاری کو جہوٹہی اطلاع دینا چاہتے ہین اور اونکو یہہ تنبیہ مزید اختیار
کرنا چاہیے کہ اگر ائندہ ایسے ہی مقدمات مین وہ پوری سزا دیجاوے گی جو ازروے
دفعہ ۱۸۲ مقرر ہے تو قبل اسکے کہ مین اوس حکم سزا مین دست اندازی کرون
مجہے تامل ہوگا - درخواست نگرانی جہانتک کہ سزا مین تخفیف ہوئی ہے منظور
کیجاتی ہے اور دوسری صورت مین نامنظور کیجاتی ہے -

صفحہ ۱۱۱ انگریزی

منفصلہ ۱۳ اپریل نگرانی فوجداری نمبر ۵۰ ۱۸۹۱ع

ضلع فرخ اباد

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
چرنجی وغیرہم

ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ع (ایکٹ قمار بازی عام) دفعات ۳ و ۵ و ۶ قمارخانہ عام

وارنٹ تلاشی کا مطابق احکام دفعہ ۵ کے نہونا۔ دیوالی مین قمار بازی کرنا۔

تیہ بار دیوالی مین کہ جس وقت ہندون مین قمار بازی کا معمول ہے ایک شخص مسمی جہنڈا مل کے مکان کی تلاشی پولس نے بذریعہ وارنٹ کے جسکا اجرا حسب دفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے ظاہر ہوتا ہے لی تہی اور آلات قمار بازی کے اوس مکان مین دستیاب ہوے تہے۔ وارنٹ سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عہدہ دار اجرا کنندہ وارنٹ مذکور (دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس) کو اس امر کے باور کرنیکے وجہ حاصل تہی کہ جس مکان کے بابت وارنٹ مذکور مرتب کیا گیا تہا وہ قمار خانہ عام ہے اور مسل مین کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ باعتبار اطلاع معتبر کے ایسا باور کیا گیا تہا۔ جہنڈا مل وغیرہ پر جو بوقت تلاشی اوس مکان مین تہی الزام جرایم مصرحہ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کا قایم کیا گیا تہا اور تجویز ثبوت جرم صادر ہوی تہی۔

تجویز ہوی کہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا جو حسب حالات مذکورہ بالا صادر ہوی ہین قایم نہین رہ سکتے ہین۔

یہہ استصواب ہائیکورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سشن جج فرخ اباد نے حسب حالات مندرجہ اپنی حکم مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۱ء مصدرہ بصیغہ اپیل مرجوعہ جہنڈا مل کے جسکے نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے صادر ہوی تہی کیا ہے۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے۔

دیوالی گذشتہ کی پریوا کی شب کو پولس کاس گنج ایک وارنٹ سے مسلح ہوکر جو بظاہر ادسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس نے عطا کیا تہا اپیلانٹ کے مکان مین گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے ادمیون کو گرفتار کیا اور کچہہ روپیہ اور آلات قمار بازی گرفتار کئے۔ اپیلانٹ کے نسبت تجویز ثبوت جرم اوس مکان کو بطور قمار خانہ عام کے رکہنے کے صادر ہوی ہے اور بموجب دفعہ ۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے جرمانہ ادا کرنیکا حکم سزا صادر ہوا ہے۔

ہمارا صنی اس تجویز اور حکم سزا سے وہ اپیل کرتا ہے۔

میری راے مین تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئے اس امر کے ثابت

کرسکا کوئی شہادت نہین ہے کہ وہ مکان قمار خانہ عام تہا۔ مکان مذکور مین برآمد گی
پانسون کی شہادت بموجب دفعہ ۹ ایکٹ مذکور کے اس امر کی ہو سکتی ہے کہ وہ مقام
بطور قمار خانہ عام کے مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ تلاشی مکان کی بموجب دفعہ ۵ ایکٹ
مذکور کے کیجاتی۔ لیکن اس دفعہ مین پہلے سے یہہ قیاس کیا گیا ہے کہ وارنٹ
تلاشی کا باعتبار اس اطلاع معتبر کے جاری کیا گیا ہے کہ مقام تلاشی طلب بطور قمار خانہ
عام کے مستعمل ہوتا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ وارنٹ مین یہہ بیان درج ہے کہ وجہ اس
امر کے باور کرنیکی ہے کہ مکان مذکور اس طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن
اول وارنٹ مین یہہ بیان نہین ہے کہ جس عہدہ دار نے اوس وارنٹ کو جاری
کیا ہے اوس کو اس امر کے باور کرنے کی وجہ حاصل تہی لہذا وارنٹ مذکور
ناقص ہے اور ثانیاً مسل مین کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ باعتبار اطلاع
معتبر کے ایسا باور کیا گیا تہا (دیکہیئے) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام بہروس
در نمبرہ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ

مجہے یہہ ذکر کر دینا چاہیے کہ دیوالی کے وقت مین قمار بازی کرنا مذہب
ہنود کا ایک جزو ہے اور مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ شب متنازعہ کو کاس گنج
کے نصف مکانات مین قمار بازی کا ہونا پایا جاسکتا تہا۔

حسب وجوہ متذکرہ بالا یہہ راے قایم کر کے کہ کوئی شہادت اس امر
کے ثابت کرنے کو نہین ہے کہ اپیلانٹ مرتکب اوس جرم کا ہے جسکی علت
مین اوس کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے مین اپیل منظور کرتا ہون
اور منسوخی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے مین حکم دیتا ہون کہ زر جرمانہ
واپس کیا جاوے۔

ایک ہی تجویز مین ڈپٹی مجسٹریٹ نے سولہ اور شخصون کی تجویز ثبوت
جرم جنکے نسبت بیان ہوا ہے کہ مکان اپیلانٹ مین پاے گئے ہیں بعلت
قمار بازی قمار خانہ عام کے صادر کی ہے اور حکم سزا سے جرمانہ ناقابل اپیل
صادر کیا ہے۔ چونکہ مین نے یہہ تجویز کی ہے کہ وہ مکان قمار خانہ عام نہین
تہا لہذا میری یہہ راے ہے کہ یہہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا

منسوخ ہونا چاہیے اور بدین غرض مین مسل مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور حکم حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کرتا ہون۔

یہہ استصواب روبروے ٹرل صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور حاکم ممدوح نے رائے منظہرہ جج استصواب کنندہ کو موثر کیا۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا نسبت اون اشخاص کے جنکا اسمین ذکر ہوا ہے منسوخ کیجاتی ہین زرجرمانہ اگر ادا ہو گیا ہے واپس کیا جاویگا۔

صفحہ ۲۱۱ انگریزی

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

دولہن سونراج کنور بنام اودہان سنگھ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۵۸۔ نالش کا عدم پیروی مین ڈسمس ہونا۔ عدالت کے فعل سابق سے مدعیکو مغالطہ ہونا۔ عدالت کا اختیار امتیازی۔

قایمقام ضلع جج نے دو مقدمون کی جنمین یکسان تنقیحات متعلق تہے سماعت یکجائی کا حکم دیا تہا منجملہ مقدمات مذکور کے ایک مقدمہ فہرست جج ماتحت سے ضلع جج کی فہرست مین اسی غرض سے منتقل ہوا تہا۔ ضلع جج موصوف کے جانشین عہدہ نے اون دونو مقدمون کو متفرق کردیا اور بالاخر ہر فردی اوسمین سے ایک کی سماعت کے لئے اور اپریل دوسری کے سماعت کے لئے مقرر کی مطابق علمی حکم صادرہ اپنی حاکم متقدم کے۔ ۳۰ جنوری کو اوس مقدمہ کے مدعی نے جسمین ۳ فروری مقرر تہی درخواست طلبی گواہان اور واسطے التواے سماعت کے کی۔ ضلع جج نے درخواست اجراے سمن کی منظور کی لیکن التواے سماعت مقدمہ سے انکار کیا بوجہ اس فعل کے گواہان ضروری وقت پر حاضر نکرائے جا سکے اور ۳ فروری کو ضلع جج نے ظاہرا حسب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرکے نالش مدعی کی عدم پیروی مین ڈسمس کی۔ اوسپر مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

تجویز ہوی کہ اگرچہ حکم ضلع جج کا جو بموجب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہا باعتبار مناسب تعبیر دفعہ مذکور کے ایک جایز حکم بہی تصور کیا جاسکے تاہم معقول طور پر مدعی کی نسبت یہہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ فعل عدالت سے اوسکو مغالطہ ہوا ہے اور اندرینحالات عدالت نے دربارہ ڈسمسی نالش مدعی کے صحیح اختیار امتیازی کو استعمال نہین کیا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

درگا چرن منجانب اپیلانٹ اسپنکی و راجندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ بنظر اسکے کہ میرا فیصلہ اپیل کا قابل الفہم ہوجاوے مناسب ہے کہ مین چند واقعات بیان کرون۔ ۲۷ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو مسماۃ بچو کنوری اور سرتاج کنوری نے جو مسلمہ رام نراین کی لڑکیان ہین ایک نالش بنام اوسکے زوجہ اور ایک شخص مسمی اودہے بہان سنگہ کے جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ رام نراین کا لڑکا ہے جو اوسکی بعد پیدا ہوا تہا دایر کی غرض اور مقصد اوس نالش کا یہہ تہا کہ استقرار اس امر

کا کہ اودہی بہان رام نراین کے نطفہ سے پیدا ہہین ہوا ہے۔ نالش مذکور چند تبدیلات
کو طے کرنے دو مرتبہ سے کم عدالت ہذا مین نہین آئی تہی اور بعدہ جون ۱۸۸۵ء
مین ذیلعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی نرسل صاحب نے واسطے تجویز روداد کے عدالت
جج مین واپس کیا تہا۔ اب دیکہنا چاہیے کہ جب مسل اوس مقدمہ کی عدالت جج گورکہپور مین
پہونچی تہی اوسوقت یہہ نالش جو منشا اپیل ہذا ہے یکم اپریل ۱۸۸۶ء کو دایر ہوچکی
تہی اور اسی نالش مین مسماۃ سونراج کنوری مدعا علیہ اول دوسری مقدمہ کی اور
مان مدعی مقدمہ مذکور کی ما۔ جیہتی اور اودہے بہان جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ رام
نراین کا بیٹا ہے جو اوسکے پیچہے پیدا ہوا تہا مدعا علیہ ہے اور غرض اس نالش کی جو
مسل نالش سابق کے اس امر کی استقرار کی ہے کہ اودہے بہان رام چرن کا ایسا لڑکا
نہین ہے جو اوسکے پیچہے پیدا ہوا تہا۔ لہذا ان دونون نالشون مین ایک ہی بحث
مشترکہ تہی اور ان دونون نالشون مین رام نراین کے اہالیان خاندان فریق تہے اور
عملاً کل معاملہ تجویز طلب ایک ہی تہا۔ بنظر اس امر کے کہ مسماۃ بیچو کنوری اور سرتاج کنوری
کے نالش مین مسماۃ سرتاج کنوری مدعا علیہ تہی اور اس لئے یہہ کہنا چاہئے کہ اودہے
بہان کے زمرہ مین شریک تہی اور دوسری نالش مین مدعیہ تہی مجہے معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ مناسب ہوتا کہ کل مناظرہ جو فیمابین ان لوگون کے تہا ایک ہی وقت مین ایک ہی جج
تجویز کرتا اور جہانتک ممکن تہا دونون نالشون کے مواد مشترکہ کے لحاظ سے۔ یہی راے
مسٹر ملر صاحب کی تہی جو اوسوقت بطور جج گورکہپور کے قایممقامی کرتے تہے کیونکہ ۲
اگست ۱۸۸۵ء کو مشار الیہ نے نالش سونراج کنور بنام اودہے بہان کو جج ماتحت کے
عدالت سے اپنی عدالت مین منتقل کرلیا تہا اور اوسی تاریخ کو ایک حکم اسمضمون کا
صادر کیا تہا کہ اوسکا فیصلہ دوسری نالش یعنے مسماۃ بیچو کنوری اور سرتاج کنوری کے
نالش کے ساتہہ جو واسطے تجویز کے واپس آئی ہے کیا جاویگا۔ ۳۰ اگست ۱۸۸۵ء کو اول
تاریخ واسطے سماعت کے مقرر ہوی تہی لیکن اوس تاریخ کو مقدمہ پیش نہو سکا اور بعدہ
۱۴ نومبر مقرر ہوی تہی اور اوسکے بعد ۶ فروری ۱۸۸۶ء مقرر ہوی تہی۔ اب دیکہنا
چاہئے کہ یہہ تاریخین بابت نالش سونراج کنوری بنام اودہے بہان کے مقرر ہوی
تہین اور تواریخ مذکور اوس فیلعلم جج نے مقرر کی تہین جسنے جج گورکہپور کی خدمات

اپنی ذمہ لے لیتے تھے اور ظاہر مضامین حکم مل صاحب مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۵ع سے
واقف نہ تھے کیونکہ انہون نے ان دونون نالشون کو بطور علیحدہ اور جداگانہ تصور کیا
تھا اور نالش سونراج کنور بنام اودھے بہان کو بنیاد جداگانہ پر طے کیا تھا۔
جنوری ۱۸۸۶ع کو وکیل سونراج کنور نے درخواست طلبی گواہان کے کی تھی اور وکیل نے
یہہ بہی استدعا کی تھی کہ سواے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ع کے کوئی اور تاریخ مقرر کی جاوے
اوسوقت ڈسٹرکٹ جج نے درخواست مذکور پر یہہ حکم دیا تھا۔ سمن جاری ہون تین دن مین
سماعت کے لئے دوسری تاریخ مقرر کرنے سے انکار کرتا ہون ۲۰ فروری کو
سمن جاری ہوے تھے چونکہ ضلع گورکھپور بہت بڑا ہے سمن مذکور منصف دیوریا کو
تعمیل کے لئے بہیجے گئے تھے۔ ۱۴ فروری ۱۸۸۶ع کو وہ عدالت منصفی دیوریا مین پہونچے تھے
اور نتیجہ یہہ ہوا تھا کہ منصف نے اون سمنون کو بلا تعمیل واپس کیا تھا
مین اونکی تعمیل نہین ہو سکتی تھی۔ ۲۰ فروری کو جب مقدمہ پیش ہوا تو ڈسٹرکٹ جج اوسکے
فیصل کرنے مین اوس طریقہ سے مصروف ہوے جسکا ذکر مین ایک لمحہ مین کرونگا۔ آج
میرا یہہ اور لکہنا قرین آسایش ہوگا کہ ۲۰ فروری کو جب ڈسٹرکٹ جج
فیصل کیا تھا اوسوقت ۸ اپریل واسطے سماعت مقدمہ مسماۃ بچہ کنور
کنور بنام سونراج کنور کے مقرر ہوچکی تھی اور اگر مسٹر مل صاحب کے حکم ابتدائی
مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۵ع کے تعمیل کیجاتی تو مقدمہ سونراج کنور بنام اودھے بہان کا
بہی اوسروز تک ملتوی رہنا چاہئے تہا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ع کو مسٹر لیوپولٹ صاحب نے
جو اوسوقت جج تھے بذریعہ اوس حکم کے جو اونہون نے صادر کیا تہا مقدمہ کو بموجب دفعہ
۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ کہکے طے کردیا چونکہ نہ مدعی حاضر ہے نہ اوسکے گواہان
حاضر ہین لہذا دعوے مدعی کا حسب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس کیا جاتا ہے
پس اگر مین جج کے حکم کو اوس دفعہ کے مضامین سے سمجھتا باندہون کہ جس پر
اونہون نے عمل کیا ہے تو مجھکو اوس امر کے تجویز کرنے مین کچہ دقت نہوگی کہ اونکا حکم
از روے دفعہ مذکور کے لازم نہین آتا ہے۔ بطور شرط مقدم بنسبت متعلق ہونے کے
دفعہ مذکور کے دفعہ ۱۵۸ کا یہہ مقصود ہے کہ عدالت کو کسی فریق کو منجملہ ان امور کے
کسی امر کے کرنیکی مہلت دینا چاہئے لیئے یا تو اپنی شہادت پیش کرے یا اپنے گواہون

کو حاضر کر آوے یا کوئی دوسرا امر عمل مین لاوے جو واسطے بہبودی مقدمہ کے ضروری
ہو۔ ڈسٹرکٹ جج نے ان اغراض مین سے کسی غرض کے لئے مہلت نہین دی تھی اور اونکی
مسل مین کوئی حکم اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ اوس قسم کا کوئی امر کیا گیا تہا۔
لہذا میری راے مین اونکو اوس حکم کے صادر کرنیکا اختیار نہین تہا جو اونہون نے
۱۷ فروری ۱۸۹۸ء کو صادر کیا ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل ریسپانڈنٹ اس بات کو تسلیم کرتے
ہین لیکن وہ کہتے ہین کہ عدالت اختیار سماعت ابتدائی مین جب وہ نالش کو
طے کرتی ہو اور جب وکیل مدعی یہہ کہتا ہو کہ مین کسی مقدمہ کی پیروی کرنے کو طیار
نہین ہون اور نہ مین شہادت کے پیش کرنیکے لئے طیار ہون اختیار اس بنا پر
مقدمہ خارج کرنیکا رکہنا چاہیے۔ مین یہہ کہنے کو امادہ نہین ہون کہ بحث ڈسٹرکٹ کونسل
کی غیر صحیح ہے۔ لیکن ایسا عمل عقلمندی کے ساتہہ اور صحیح اختیار امتیازی کے ساتہہ
استعمال کرنا چاہئے اور ایسے حالات مین استعمال نکرنا چاہئے جبکہ یہہ ظاہر ہوتا ہو
یا ایسا ہوتا ہو کہ کسی فریق کو فعل عدالت سے مضرت پہونچی ہے۔ مین بتلا چکا ہون
کہ اسمقدمہ مین اور نیز مقدمہ متعلقہ مین یہہ بہت ضروری امر تہا نہ صرف بنظر
فایدہ فریقین متعلقہ کے بلکہ بنظر حفاظت مصارف کے اور اسلئے کہ عدالت صحیح نتیجہ نسبت
کل نزاع کے اخذ کر سکے کہ فیصلہ نالشات مذکور کا ایک ہی اور واحد وقت مین ہونا چاہئے
تہا۔ مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ اگر ڈسٹرکٹ جج نے حکم اپنے حاکم متقدم کا
جو مورخہ ۴ اگست ۱۸۹۷ء تہا یاد کیا ہوتا تو وہ ضرور وکیل مدعی کے اوس توقف کو معاف
کرتے جو دربارہ پیش کرنے درخواست طلبی گواہان کے ۳۰ جنوری تک ہوا تہا کیونکہ
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توقف اس بنا پر نظر انداز ہو سکتا تہا کہ مسٹر صاحب کے حکم
نے کل فریق ہاے متعلقہ کو یہہ باور کرا دیا تہا کہ تجویز اس نالش کی ایک ہی وقت مین
اور عملاً ساتہہ اوس دوسری نالش کے ہوگی جسکی نسبت مین بیان کر چکا ہون تاریخ
درخواست طلبی گواہان مدعی پر اوسکی تاریخ پیشی کے لئے ۸ اپریل مقرر ہو چکی تہی اور
فیصلہ اوسکا ۹ اپریل مابعد کو ہوا تہا۔
بہ نسبت اسناد محولہ مسٹر اسپینکی کے مجھے چند ہی الفاظ کہنے کی ضرورت ہے۔ اون
سب کا یہہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ عدالت کو یہہ اختیار نہین ہے کہ کسی تدبیر کے منسوخ کرنے سے

انکار کرے درحالیکہ اوسکی درخواست کسی فریق مقدمہ نے کی ہو تاہم اگر وہ فریق اتنی توقف
کے ساتھہ کسی دن آنا ناپسند کرے کہ گواہوں پر تعمیل سمن کی واسطے حاضری بہ نسبت سماعت
کے نہیں ہو سکتی ہے تو عدالت پر بالضرور یہہ لازم نہیں ہے کہ سماعت کو کسی دوسرے روز کے
لئے ملتوی کرے - اس خاص مقدمہ مین سمن جاری کئے گئے تھے اگرچہ تعمیل اونکی اسوجہ
سے نہین ہو سکی کہ بابت عدالت ذیعلم جج اور اوس مقام کے بہت بڑا فاصلہ تہا کہ جہان
گواہان رہتے تھے ان کل حالات پر نظر کر کے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ذیعلم جج
نے دربارہ ڈسمس کرنے اس نالش کے اوس طریقہ سے جس طریقہ مین اونہون نے
ڈسمس کی ہے اختیار اختیاری کا استعمال کیا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ صحیح اور مناسب حکم
التوای سماعت اسمقدمہ کا مطابق حکم مسٹر صاحب کے ۴ اپریل تک صادر ہونا چاہیے
بہ نسبت اون دونون نالشون کے اور بہ نسبت درخواست طلبی گواہان کے ایسی تدبیر
عمل مین لانا چاہیے تہا کہ جیسے وہ اوس تاریخ کو اونکو طے کر سکتے - مین خیال کرتا ہون
کہ مدعیہ کو ذیعلم جج کے فعل سے مضرت پہونچی ہے اور وہ مستحق ہے کہ اوسکے مقدمہ کی تجویز دوبارہ
ہونا چاہیے - چونکہ حکم مسٹر صاحب کا بہت صحیح اور عقلمندانہ ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ جہان
تک ممکن ہو تجویز و تصفیہ اسمقدمہ کا اوس دوسرے مقدمہ کے ساتھہ ہونا چاہیے جسکو
انہوں نے لکھا بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تجویز واپس کیا ہے یعنی مقدمہ
بچو کنوری وسرتاج کنوری بنام سونراج کنوری اپیل اول نمبر ۵۶ سنہ ۱۸۹۰ع
چونکہ میری یہہ رای ہے لہذا مین یہہ اپیل ڈگری اور فیصلہ جج عدالت ماتحت کو منسوخ
کرتا ہون اور اونکو یہہ حکم دیتا ہون کہ جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے اوسکو اپنی فہرست
مقدمات متدایرہ مین بازبہ نمبر سابق قایم کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے
کرین - خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہووے -

محمود صاحب جسٹس - میری بہی بالکل یہی رای ہے - مگر صرف یہہ اوضافہ
کرنا چاہتا ہون کہ بہ لحاظ اوس بحث کے جو احکام دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نسبت ہوئی
ہے ہم اوس ضابطہ کے پابند ہین جسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ خود ذیعلم جج عدالت
ماتحت نے اوسپر عمل کیا ہے کیونکہ اپنی فیصلہ کے جزو اخیر مین اونہون نے ذکر صریحی اوس دفعہ
کے احکام کا کیا ہے - بہ نسبت احکام دفعہ مذکورہ کے مین بالکل اوس سے اتفاق کرتا ہون جو میرے

بہائی اسسٹنٹ صاحب نے کہا ہے ۔ کہ اختیارات مندرجہ دفعہ مذکور کے متعلق ہونے پر یہہ شرط مقدم ہے کہ واسطے اغراض مندرجہ دفعہ مذکور کے کسی فریق کو مہلت دیجانے چاہئے ۔ میرے بہائی نے بیان کیا ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی مہلت نہین دیگئی تہی اور ظاہرا دفعہ مذکور متعلق نہین ہے بتایید اس راے کے ایک فیصلہ سر رچرڈ کوچ صاحب بمقدمہ پیاری موہن سیر ابنام ستیا ماچرن بیتی (ونکلی رپورٹ جلد ۹ فیصلجات دیوانی صفحہ ۳۵) ہے جسمین معزی الیہ نے بہ اتفاق راے گلوور صاحب جسٹس اور دوارکا ناتہہ متر صاحب جسٹس کے یہہ تجویز کی ہے کہ احکام خاص ضمن ہاے ہمضمون مجموعہ ضابطہ دیوانی سابق (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع) دفعہ ۱۴۸ کو بلا احتیاط واجب کے متعلق نکرنا چاہئے کیونکہ احکام مذکور کا مقصود صرف اون مقدمات سے ہے جسمین کسی فریق نے مہلت لی ہو لیکن اوس فعل کو نہ کر سکا ہو جسکے لئے مہلت دیگئی تہی اور احکام مذکور کا مقصود اون التوایات سے متعلق ہونیکا نہین ہے جو عدالت نے بلا عطا کرنے اوس مہلت کے دی ہو جسکا مقصود دفعہ مذکور مین ہے میرے بہائی اسسٹنٹ صاحب نے بحوالہ مختلف احکام و کارروایات کے جو اون دو مقدمات متعلقہ مین ہوے ہین معاملہ کو بہت صاف کر دیا ہے کہ باعتبار روداد کے ذیعلم جج نے غلط اختیار امتیازی استعمال کیا ہے جب ۴ فروری سنہ ۱۸۸۰ع کو انہون نے اوس امر کا فیصلہ کرنا اپنے ذمہ لیا تہا جو ظاہرا کسیقدر مشکل اور بحث اور امر متنازعہ بنسبت تنقیح واقعاتی اور امکانا تنقیحات قانونی کے بوجہ اس خاص راے کے جو انہون نے بابتہ دفعہ ۱۵۸ اسکے قایم کی تہی ۔ مین اپنے بہائی اسسٹنٹ صاحب سے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ اسمقدمہ مین استعمال اختیار امتیازی کا نامناسب طور پر ہوا ہے اور یہہ استعمال خلاف ظاہری امید ذریقین کے ہوا ہے اور چونکہ استعمال اسطرح پر ہوا ہے لہذا مقدمہ کی تجویز روداد ی نہین ہوی ہے اور حکم مناسب جو اسمقدمہ مین ہونا چاہئے وہ وہی ہے جو کہ میرے ذیعلم بہائی صادر کر چکے ہین ۔

صفحہ ۱۱۴ انگریزی — ضلع میرٹھہ نگرانی دیوانی نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۸۰ع منفصلہ ۱۳ فروری

دوارکا پرشاد وغیرہم بنام غلام کاسبر وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ ۔ نگرانی ۔ ڈگری مطابق تجویز کے کراپانیکی

درخواست کا نامنظور ہونا۔ اختیار سماعت کے استعمال کرنےمین بیجا انکار کرنا۔

مدعیان مرتہنان نے نالش بنام اپنے راہنان اور منتقل الیہم جایداد کے دایر کی تہی منجملہ مدعاعلیہم کے تین مدعاعلیہ حاضر ہوے تہے اور نالش کی جوابدہی کی تہی بقیہ حاضر نہین ہوے مدعیان نے ڈگری پائی تہی کہ جو صرف بمقابلہ مدعاعلیہم مجیب کے صادر کی گئی تہی اگرچہ تجویز سے کوئی مقصود دیگر مدعاعلیہم کے خارج کیجانیکا نہین پایا جاتا تہا۔ مدعاعلیہم مجیب نے اپیل کیا تہا اور وہ اپیل ڈسمس ہوا تہا بعدہ ڈگریداران نے عدالت صادر کنندہ ڈگری مین درخواست کی تہی کہ ڈگری مطابق تجویز کے اسطرح پر کردیجاوے کہ وہ مدعاعلیہم غیر مجیب سے متعلق ہوجاوے۔ درخواست مذکور اس بنیاد پر نامنظور ہوئی تہی کہ وہ بعد توقف غیر معقول کے گذرانی گئی تہی۔ تب ڈگریداران نے ہائیکورٹ مین نگرانی کی درخواست کی۔

تجویز ہوئی کہ یہہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا مدعاعلیہم مجیب نے اپیل کیا تہا یا نہین۔ اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ ڈگریداران نے ڈگری کو مطابق تجویز کے کرانیکی درخواست کرنےمین توقف غیر معقول کیا ہے۔ اور عدالت نے اوس درخواست کے نامنظور کرنےمین اوس اختیار کے استعمال سے بیجا انکار کیا تہا جو اوسکو حاصل تہا۔

واقعات مقدمہ کے عدالت کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رتن چند و سیرلش چند منجانب سایلان جوگندر ناتہہ منجانب فریق ثانی

ٹڈل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہ نسبت حکم مصدرہ جج ماتحت میرٹھہ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء کے ہے سایلان عدالت ہذا کو جنہون نے ایک ڈگری اونکی عدالت سے حاصل کی تہی یہہ ظاہر ہوا کہ مقدمہ مین ڈگری مطابق تجویز کے نہین ہے اور ناصبرگان نے ذلیلم جج ماتحت ترمیم ڈگری کی درخواست کی تہی جو حکم صادر ہوا تہا وہ یہہ ہے۔ اگر کوئی غلطی تہی تو سب سے اول موقع مین درخواست ہونی چاہئے تہی۔ اپیل ہوجانیکے بعد مین ایسی درخواستین منظور نہین کرسکتا ہون۔ درخواست نامنظور ہو۔

واقعات مختصراً یہہ ہین۔ سایلان عدالت ہذا مرتہنان نے ایک نالش بنام ۱۶ اپنے راہنان اور منتقل الیہم جایداد مرہونہ کے دایر کی تہی۔ تجویز نالش کی بمقابلہ تین مدعاعلیہم کے ہوئی تہی جو حاضر ہوے تہے اور جنہون نے جوابدہی کی تہی یعنی غلام قمر و غلام شبیر

دغلام عادت اور دیگر مدعا علیہم نے جو جایداد منقولہ کے منتقل الیہم ہیں جوابدہی نالش نظر
نہین کی تہی اور اشیاء کے معمولی مالکین فیصلہ اونکی مقابلہ مین صادر ہوگیا۔ بعد تجویز منصف
نے جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان بخلاف مدعا علیہم کے صادر کی لیکن کسی ایسے وجہ سے
جسکی تشریح نہین ہوسکتی ہے اور جسکی دریافت کرنیکے ہمکو اسعدالت مین وسایل حاصل
نہین ہین ڈگری مذکور صرف بمقابلہ مدعا علیہم مجیب کے مرتب کی گئی تہی اور اون مدعا علیہم
کا نام جو اوس فیصلہ پر قانع ہوگئی تہی مگر ڈگری مین درج نہین کیے گئے۔ لیکن برعکس اسکے
فیصلہ مین کسی ایسے حکم کا پتہ و نشان نہین ہے اور نہ جج ماتحت کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ اونہون
نے فیصلہ اور ڈگری کے اثر سے اونکو بری کر دیا تہا۔ وہ ڈگری ۱۵ م فروری ۱۸۸۹ء کو
صادر ہوئی تہی اور ایک اپیل اول عدالت ہذا مین بنا راضی اوس ڈگری کے منجانب
تین مدعا علیہم کے منجملہ اون تین شخصون کے دایر ہوا تہا جو مقدمہ کے تجویز مین حاضر ہوئے
تہے۔ اونکا اپیل ڈسمس ہوا تہا اور اونکی نسبت وہ فیصلہ اور ڈگری عدالت ہذا سے
بحال رہے تہے۔ جہانتک اونکو تعلق ہے ڈگری عدالت ہذا کی مقدمہ مین ڈگری ہے
لیکن جہانتک مدعا علیہم غیر مجیب کو تعلق ہے ڈگری عدالت ماتحت کی مقدمہ مین ڈگری
ہے اور صرف وہی عدالت مجاز ہے کہ فیصلہ کے مطابق ڈگری کرا پانیکی درخواست پر
غور کر سکتی ہے۔ ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے باستعمال اپنے اختیار سماعت
متعلقہ باب ۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اختیار سماعت کو دربارہ نامنظور کرنے دادرسی
ڈگریداران بربنا وجوہ مندرجہ حکم متذکرہ بالا کے خلاف قانون استعمال کیا ہے کچھ
ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ ڈگریداران نے بمستعدی معقول درخواست نہین کی تہی اگر
نہین کی تو سب سے اول موقع پر یہہ خیال کرکے کہ اگر ڈگری صرف تین مدعا علیہم مجیب تک
محدود رہیگی تو بالکل بیکارہ ہوگی قیاس قوی یہہ ہے کہ جسقدر جلد ڈگریداران کو اوسکی
نقص سے علم ہوا ہوگا اوسیقدر جلد وہ اوسکی ترمیم کرا پانیکی کوشش کرتے رہے ہونگے
اور چونکہ ڈگری عدالت ماتحت کی بمقابلہ مدعا علیہم غیر مجیب کے قطعی ڈگری ہے تو یہہ
امر کہ آیا عدالت ہذا مین منجانب دیگر تین مدعا علیہم کے اپیل دایر ہوا تہا غیر متعلق ہے
اور اوس بحث کے لئے غیر اہم ہے جو ڈگریداران نے عدالت ماتحت مین بموجب دفعہ ۲۰۶
مجموعہ کے پیش کیا تہا۔ ہم حکم جج ماتحت مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو منسوخ کرتے ہین اور اونکو

دہم دیتے ہین کہ درخواست کو پہر قایم کرین اور اوسکا فیصلہ مناسب طور پر مطابق قانون کے کرین خرچہ عدالت ہذا کا وقت مناکور کرنے اپنے حکم کے جج ماتحت دلا دینگے۔

ضلع الہ آباد **نگرانی فوجداری نمبر ۷ ۱۸۹۱ء** منفصلہ ۴ اپریل ۱۸۹۱ء

بمعاملہ درخواست میری کاسٹرو

مجموعہ ضابطہ فوجداری باب ۳۶ دفعہ ۴۸۸ ۔ حکم زوجہ کے نان و نفقہ کا ۔ زوجہ کا اپنے شوہر سے بوجہ معقول علیحدہ رہنا ۔ اختیار سماعت ۔

جس صورت مین ایک زوجہ نے جو کسی کے ملاقات کے لئے چند روز کے لئے غیر حاضر ہو گئی تھی اور اپنے شوہر سے علیحدہ رہی تھی اوسکو بعد پہنچنے اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتھ رہتے پایا اور اوس پر شوہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے مختلف ضلع مین رہنے کو چلی گئی اور اوسی ضلع مین واسطے صدور حکم نان و نفقہ کے اپنی شوہر کے مقابلہ مین نالش کی ۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ زوجہ کا اپنی شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرنا اور خود اپنے رہنیکا مقام پسند کرنا مناسب تھا لہذا غفلت اوسکی شوہر کی درباره اوسکے پرورش کرنیکے ایک جرم اوس مقام کے عدالت مناسب کے اندر اختیار سماعت کے تھا کہ جہان زوجہ رہتی تھی ۔ مقدمہ بمعاملہ درخواست شیخ فخر الدین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۷ صفحہ ۴۰) سے امتیاز کیا گیا و مقدمہ بمعاملہ درخواست ڈبلیو پی ناڈ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۲۳۰) کے تقلید ہوئی ۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سمیٹن منجانب سایل الکسٹن منجانب فریق ثانی

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرساد) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو میری ڈی کاسٹرو زوجہ منکوحہ ملکم ڈی کاسٹرو نے حسب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے اصدار حکم بنام اپنے شوہر اس مطلب سے کہ وظیفہ ماہانہ واسطے اوسکے نان نفقہ اور اوسکے تین لڑکوں کے نان و نفقہ کے مقرر کرا دیا جاوے درخواست کی تھی سمن بغرض حاضری و جوابدہی اس درخواست کے ملکم ڈی کاسٹرو پر تعمیل کیا گیا تھا مسل سے ظاہر ہے اور بطور

امر واقعہ کے اوسکو تسلیم ہے کہ وہ حاضر نہین ہوا اور کارروائی مقدمہ مین بمقابلہ اپنی یکطرفہ ہونے دی بیان ملفی مسیم دی کاسٹرو سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی شوہر کے ساتھہ سنہ ۱۸۹۸ء تک رہی اور چند روز کے لئے اپنی بہن سے ملاقات کرنے کے لئے چلی گئی تھی اور اپنی شوہر کے پاس واپس آئی پر اوسکو یہہ معلوم ہوا کہ مجبوراً شوہر کو چھوڑ دینا پڑیگا کیونکہ اوسنے اپنے ساتھہ ایک عورت رکھہ لی تھی۔

برطبق ان بیانات کے مجسٹریٹ الہ آباد نے حکم نان ونفقہ کا صادر کیا۔ اب ملکم دی دی کاسٹرو نے واسطے نگرانی اوس حکم کے اس بنیاد پر درخواست کی ہے کہ جسوقت میم دی کاسٹرو نے درخواست نان ونفقہ کی کی تھی وہ باشندہ اجمیر تھا اور اسوجہ سے کہ مجسٹریٹ الہ آباد کو اختیار سماعت نسبت پذیرائی درخواست مذکور کے حاصل نہ تھا اوسنے دو دیگر وجوہ بطور اون وجوہ کے بیان کئے ہین کہ کیون حکم مجسٹریٹ کے نگرانی ہونی چاہئے لیکن وہ ایسی وجوہ مین جو بالکل متعلق واقعات کے ہین اور یہ منصب عدالت نگرانی اجلاس کرکے مجھے کوئی وجہ واسطے دست اندازی تجویز مجسٹریٹ کے جو اون اقعات کے بنا پر نظر نہین آتی ہے

اب بحث اختیار سماعت کی باقی ہے مسٹر سیمین نے جو منجانب سایل حاضر ہوئے باہن یہہ اصرار کیا ہے کہ جس عدالت کو اختیار سماعت حاصل تھا وہ صرف وہی عدالت ہے کہ جسکے اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر اونکا موکل فی الواقعہ اوس تاریخ کو رہتا تھا کہ جب درخواست نان ونفقہ کی دایر ہوئی تھی اوہنون نے عدالت کو مقدمہ فخرالدین پر متوجہ کیا ہے (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۰)

مسٹر السٹن نے جو منجانب میم دی کاسٹرو کے حاضر ہوئے تھے یہہ حجت کی ہے کہ مجسٹریٹ الہ آباد کو اختیار سماعت حاصل تھا جو مقدمہ اس عدالت کے روبرو پیش ہے وہ اوس مقدمہ سے مختلف ہے جو عدالت بمبئی کے روبرو پیش تھا۔ جو مقدمہ اس عدالت کے روبرو پیش ہے اوسمین ثابت ہوا ہے کہ زوجہ کو اپنی شوہر کے ساتھہ رہنے سے انکار کرنے کے وجہ معقول حاصل تھی اور ایسی صورت مین اوسکو آزادی کامل حاصل تھی کہ خود اپنے رہنے کی جگہہ پسند کرے۔ علاوہ برین اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہے کہ اپنی پرورش اپنے شوہر سے اوس مقام سکونت مین کرا دے کہ جو وہ پسند کرے اور اگر وہ اوسکی پرورش نکرے تو اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہے کہ اپنی درخواست نان ونفقہ کی اوس ضلع مین دایر

کرے جسمین وہ اتفاقاً رہتی ہے۔
ذیعلم وکیل سرکار نے جو بتایید حکم مجسٹریٹ کے حاضر ہوے تہے مقدمہ ڈلیو بنام ٹاڈ
(رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۳۳۴) پر توجہ دلائی ہے۔
بحث اختیار سماعت کی ایسی ہے جسکی تجویز بذریعہ احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے ہونا چاہئے۔ زوجہ کی پرورش مین غفلت کرنا ایک جرم ہے کیونکہ وہ ایسا ترک ہے
جو از روے مجموعہ مذکور کے قابل سزا ہے اور بحیثیت جرم کے اوسکی مقام تجویز کے تجویز
از روے احکام مندرجہ باب ۱۵ مجموعہ مذکور کے ہونا چاہئے۔ اسمقدمہ مین مجھے اطمینان
ہے کہ مسیم دہی کاسٹر دیلے نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ اپنے شوہر سے اوسکا علیحدہ رہنا ایک فعل
جائز ہے اور وہ مستحق ہے کہ اوسکی پرورش اوسکا شوہر الہ آباد مین کرے کہ جسکو اوس نے
بطور اپنے مقام سکونت کے پسند کیا ہے اوسکی پرورش مین غفلت کرنا اسطرح ایک جرم
ہے کہ جسکا ارتکاب مجسٹریٹ الہ آباد کے اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر ہوا ہے۔
یہہ راے مطابق اوس راے کے ہے جو اسعدالت نے ٹاڈ کے مقدمہ مین اختیار کی ہے
اور اس لئے مین تجویز کرتا ہون کہ حجت دربارہ عدم اختیار سماعت کے ساقط ہو گئی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ جو مقدمہ ہائیکورٹ بمبئی کے روبرو پیش تہا وہ مختلف قسم کے واقعات پر مبنی تہا
درخواست ڈسمس کیجاتی ہے اور حکم مجسٹریٹ الہ آباد کا بحال ہوتا ہے۔

ضلع فرخ اباد — نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۷ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۳ر اپریل

بمعاملہ درخواست جے لال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۴۵ ـ حکم واسطے دخل چندروزہ جایداد غیر منقولہ
کے ـ بحث اوس وقت کی کہ جسوقت کے قبضہ پر واسطے تجویز اس امر کے نظر کرنا چاہئے کہ کون
فریق مستحق حکم مقتضیہ دفعہ ۱۴۵ کا ہے۔

مجسٹریٹ کو حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرکے جس قبضہ کی تجویز اور
تایید کرنا ہوتی ہے وہ قبضہ وہ ہے کہ جو بوقت کارروائی مجسٹریٹ کے ہوتا ہے۔ پس جس صورت
مین کسی مجسٹریٹ نے بحث قبضہ کی بموجب دفعہ ۱۴۵ کے باعتبار اوس شہادت کے کی ہو جو چند
مہینہ پیشتر قلمبند ہوی تہی۔ تجویز ہوی کہ حکم مذکور بیضابطہ ہے اور قایم رہنے کے قابل نہین ہے۔

یہہ استصواب سشن جج فرخ اباد نے حسب حالات مندرجہ ذیل حکم مورخہ ۲۴ مارچ
سنہ ۱۹۱۱ع کے کیا تہا جو حسب ذیل ہے - یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم مسٹر سی ڈی اسٹیل
صاحب جنٹ مجسٹریٹ فرخ اباد کے ہے جو ظاہر ہوتا ہے کہ حسب احکام دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے صادر ہوا تہا - مسل مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنٹ مجسٹریٹ نے کوئی تحقیقات
بہ نسبت قبضہ واقعی فریقین اوسوقت کے نہین کی تہی کہ جسوقت یہہ بحث اونکی روبرو پیش
ہوئی تہی بلکہ کلکٹر کے اوس حکم پر استدلال کیا تہا جو چہہ مہینہ پیشتر صادر ہوا تہا اگر ان
کارروائیون مین اوسپر استدلال بہی کیا جاوے تاہم اوس حکم کے رو سے تجویز قبضہ
واقعی ایک یا دوسرے فریق مقدمہ کے نہین ہوئی تہی کیونکہ کلکٹر نے یہہ تحریر کیا ہے

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ دونون فریق قابض ہین اگرچہ شاید بقدر مساوی نہین ہین
فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی بمعاملہ اچا پا وشیو گنگا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۹۵
متعلق ہے - علاوہ برین میری رائے مین حکم جنٹ مجسٹریٹ کا بمعاملہ اوس شخص کے صادر
ہونا چاہئے تہا جس نے اپنے کو مالک اراضی کا بیان کیا تہا اور نہ کارندہ کے مقابلہ مین
حسب وجوہ بالا مین ہائیکورٹ مین رپورٹ اسمقدمہ کی بدین سفارش کرتا ہون کہ حکم
جنٹ مجسٹریٹ کا منسوخ کیا جاوے اور اگر مجسٹریٹ موصوف کے نزدیک اب بہی یہہ قرار پاوے کہ
کوئی تنازعہ ایسا موجود ہے جس سے نقض امن کا احتمال ہے تو اونکو حکم دیا جاوے کہ فیصلہ
مقدمہ کا بعد لیجانے شہادت بہ نسبت قبضہ واقعی کے کردین جو جواب جنٹ مجسٹریٹ نے دیا
ہے وہ اس رپورٹ کے ساتہہ حسب ہدایات مندرجہ سرکلر لیٹر نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۵ع کے ارسال ہے

یہہ استصواب اسٹریٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور اونہون نے حکم ذیل صادر کیا

اسٹریٹ صاحب جسٹس - جنٹ مجسٹریٹ کے جواب سے دقت رفع نہین ہوئی ہے
اونہون نے قبضہ کی بحث کو بالکل بربنا تجویز قائمقام کلکٹر مورخہ ۲ جون سنہ ۱۹۱۰ع کے فیصلہ
کیا ہے کہ جو اوس تنقیح کے لئے کچہہ شہادت نہین ہے جو اونکو تجویز کرنا تہی یعنی یہہ کہ منجملہ
متخاصمین کے بوقت اونکی (جنٹ مجسٹریٹ کے) کارروائی کے کون واقعی قابض تہا
جنٹ مجسٹریٹ کو بخوبی یہہ مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ قبل اسکے کہ وہ کسی مقدمہ متعلقہ دفعہ ۱۴۵ کی تجویز مین
مصروف ہون اونکو چاہئے کہ اوس دفعہ کے مضامین پر باحتیاط غور کر لیا کرین کیونکہ
اس معاملہ مین اونکی بے ضابطہ فعل سے ذیلی جج کو اس استصواب کے کرنیکی ضرورت

پیش آئی ہے۔ مین اونکا حکم منسوخ کرتا ہون لیکن جنٹ مجسٹریٹ کو کارروائی جدید کرنے کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ شرایط مطلوبہ اب بہی موجود ہون۔

ضلع مظفر نگر نگرانی فوجداری نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۱ع منفصلہ یکم مئی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کورا وغیرہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۵۳ - مقدمہ قابل اجراے وارنٹ - غیرحاضری مستغیث کی حکم مشعر رہائی ملزم کے۔

مسماۃ سندر نے ایک نالش بنام کورا و ہنو کے بعلت جرم دفعہ ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے دایر کی ہتی مجسٹریٹ مجوز مقدمہ نے ملزمان کو اس بنیاد پر رہا کر دیا تہا کہ مستغیثہ اوس تاریخ کو حاضر نہین ہوئی کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی کی گئی ہتی۔ اسکا کچہہ ثبوت نہین ہے کہ مجسٹریٹ نے یہہ نہیں خیال کیا تہا کہ بادی النظر مین جرم قابل قایم رہنے کے ہین۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ مقدمہ قابل اجراے وارنٹ تہا کوئی ضرورت حاضری مستغیثہ کے نہی اور حکم مجسٹریٹ مشعر رہائی ملزم کے خلاف قانون ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب سایل پبلک پراسکیوٹر ڈلین منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین مسماۃ سندر نے نالش دایر کی ہتی۔ اوس نالش مین مسماۃ مذکورہ نے دو شخص کورا اور ہنو پر الزام جرایم مصرحہ دفعہ ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے دایر کیا تہا۔ لہذا مقدمہ وارنٹ کا تہا اور ایسا تہا جسمین پیروی نام سے ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہوتی ہے۔

ڈپٹی مجسٹریٹ مجوز مقدمہ نے جہانتک فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ الزامات جو لگائے گئے ہین بادی النظر مین معقول اور اصلی ہین۔ لیکن بوجہ اسکے کہ مسماۃ سندر اوس تاریخ کو حاضر نہین ہوئی کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی رکہی گئی ہتی مجسٹریٹ موصوف نے ملزمون کو بموجب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رہا کر دیا

اب دیکھنا چاہئے کہ اوس ملزم کو کوئی وجہ کسی قسم کی نہتی کہ کیون مسماۃ سندر
حاضر رہتی اور میری راے ہین مقدمہ بلحاظ شہادت کے آگے چل سکتا تہا۔ مجسٹریٹ
ضلع نے یہہ تجویز کی ہے یہہ کہنا مشکل ہے کہ کس شہادت کے بنا پر تجویز کی ہے کہ مسماۃ
سندر مستغیثہ بہ نیک نیت نہین ہتی بلکہ محض اگرکی چال کا ٹٹو ہے جسکا دوسرے لوگ
استعمال کرتے ہین۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ حکم حسب دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری
بیضابطہ تہا اور منسوخ ہونا چاہئے۔ اگر استغاثہ مسماۃ سندر کا اصلی نہین ہے تو وسایل
کافی اور آسان اسلئے موجود ہین کہ اوسکا تصفیہ مطابق قانون کے کیا جاوے۔
مسٹر کاشی پرشاد جو مسماۃ سندر کے طرف سے حاضر ہوے ہین اوسکے مقدمہ
پر زور دیتے ہین چنانچہ اوسی کے مطابق مین حکم دیتا ہون کہ حکم جو حسب دفعہ ۲۰۳ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا ہے منسوخ کیا جاوے اور مقدمہ ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس
یا اگر وہ وہان نہون تو ایسے دوسرے مجسٹریٹ کے پاس جو اوسکے فیصل کرنیکا مجاز
مطابق قانون کے ہو واپس بہیجا جاوے جسکو مقدمہ فیصل کرنیکی مجسٹریٹ ضلع ہدایت کرے

ضلع گورکھپور — اپیل اول نمبر ۲۰ سنه ۱۸۸۹ء — منفصله ۳ فروری ۱۸۹۱ء

نصرت الله بنام مجیب الله وغیره

ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعه ۱۱۳ — مجموعه ضابطه دیوانی دفعه ۱۳ — بر طبق درخواست بٹواره کے جو بحث حقیقت کی روبرو عدالت مال کے پیدا ہو تو اوسکی تجویز کیونکر ہونا چاہئے — نالش استقرار حق بٹواره امر تجویز شده

جس صورت مین ڈگری مشعر استقرار حق بٹواره کو فریقین کارروائی بٹواره نے بموجب اوس کارروائی کے موثر نکیا ہو اور ڈگری مذکور بوجه گذرجانے میعاد کے یا اور طرح پر ناقابل انفاذ ہوگئی ہو تو فریقین یا اونمین سے کوئی بشرطیکه وه ابتک جایداد مشترکه مین غرض رکھتے ہین مجاز ہین که نالش جدید واسطے استقرار اپنی حق نسبت بٹواره کے دایر کرین — نالش مذکور بوجه ڈگری سابق بٹواره کے ممنوع السماعت نهوگی اگرچه ڈگری مذکور به نسبت کسی دعوے یا جوابدہی کے جو اوس نالش مین جسمین وه صادر ہوئی تہی پیش ہوا تہا یا ہو سکتا تہا بطور امر تجویز شده کے عمل پذیر ہوگی

اگر کوئی عدالت مال وقت فیصله کرنے درخواست بٹواره کے کسی بحث حقیقت کی تجویز کرے تو عدالت موصوف کو اس امر کے کرنے مین بموجب احکام دفعه ۱۱۳ — ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ء کے عمل کرنا چاہئے — اگر عدالت موصوف بجز اوس طریقه کے جسکا مقصود دفعه ۱۱۳ مین ہے فیصله درخواست مذکور کا اور طور پر کرے تو اوسکی کارروائیان خلاف اختیار ہین اور فریقین کو عدالت دیوانی مین واسطے استقرار اپنے حق نسبت بٹواره کے نالش کرنیسے مانع نہوگی

واقعات اسمقدمه کے فیصله عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین —

لاله سندر لال منجانب اپیلانٹ — بنرجی و مهدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس — اپیلانٹ عدالت ہذا عدالت ماتحت مین مدعی تہا اور کل مدعاعلیہم عدالت ماتحت عدالت ہذا مین رسپانڈنٹ تھے مدعاعلیہم عدالت ماتحت کے زمره نمبر ۲ کے قایمقام عدالت ہذا مین مسٹر بنرجی اور مسٹر مهدی حسن ہین — دیگر مدعاعلیہم رسپانڈنٹان عدالت ہذا مین حاضر نہین ہوے اور اونکا کوئی قایمقام نہین ہے — نالش واسطے حصول استقرار حق مدعی نسبت بٹواره کے دایر ہوئی ہے سنه ۱۸۶۸ء مین اوسکے باپ نے ڈگری بٹواره کی بمقابله اون شخصونکی حاصل کی تہی که جنکے قایمقام مدعاعلیہم مقدمه ہذا ہین — بموجب عرضی نالش کے وه ڈگری تقسیم کی جو سنه ۱۸۶۸ء مین

ہوی ہی کبہی موثر نہین کرای گئی اور۔ کبہی تقسیم ہوی۔ یہہ امر کہ آیا یہہ سچ ہے یا نہین ہمکو اسوقت تجویز کرنے کی ضرورت نہین۔ مدعی نے یہہ ہی بیان کیا ہے کہ جو مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ مین شریک ہین اونہون نے اس لیے سازش کی ہے کہ مدعی اپنا پورا حصہ نپاوے اور اسطرح بالاتفاق سازش کرکے ایک حکمنامہ تقسیم موضع رکہولیہ کا اوس طریقہ سے جو خلاف اوسکے حقوق کے ہے حاصل کیا ہے۔ عرضیدعوی مین منجملہ دیگر امور کے یہہ ہی بیان ہے کہ مدعا علیہم نے پٹواریان مواضعات سے قبضہ جداگانہ بہ نسبت مواضعات مشترکہ کے لکہا دیا ہے۔ چند مدعا علیہم نے اپنے بیانات تحریری مین استحقاق مدعی دربارہ تقسیم کے تسلیم کیا ہے اور اوروں نے اوسپر اعتراض کیا ہے۔ مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ نے یہہ بیان کیا ہے کہ دعوی بموجب دفعہ ۴۴۔ ایکٹ دادرسی خاص کے بیجا ہے اور از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ ۱۸۴۲ء مین یعنے بہت عرصہ قبل ڈگری ۱۸۶۲ء کے علاقہ خانگی طور پر تقسیم ہو چکا ہے۔ فقرہ چہارم مین اونہون نے یہہ ہی بیان کیا ہے کہ اونکا مورث تاحیات اپنی اور وہ مالکانہ و تنہا قابض رہے چلے آے ہین۔ اور بیانات بہی ہین جنکے ذکر کرنیکی اب ضرورت نہین ہے۔ جج ماتحت نے اسمقدمہ کی تجویز کی تہی۔ اونہون نے دعوی مدعی کا اصل دو وجوہ کے بنا پر ڈسمس کیا اول اصل وجہ یہہ ہے کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے اور دوسری اصل وجہ میعاد سماعت کی ہے۔ ظاہرا اونہون نے یہہ ہی تجویز کی ہے کہ جو تقسیم عدالت مال سے ہو چکی ہے اوسمین عدالت دیوانی سے دست اندازی نہونا چاہیئے۔ امر اخیر کو پہلے طے کرنا چاہیئے۔ مدعی نے کارروائی تقسیم مین حاکم مال کے روبرو بحث حقیت کی پیش کی تہی۔ اوس وقت حاکم مال کے اختیار مین دو طریقہ ہے۔ از روے دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے وہ اوسوقت کارروائی تقسیم سے انکار کرسکتے تہی کہ جب تک اوس بحث حقیت اور حق مالکانہ کی تجویز جو فی مابین فریقین کے مابہ النزاع ہی عدالت مجاز سے ہوجاے یا وہ اوس اعتراض کے رواداد کی تحقیقات مین مصروف ہوتے جو بہ نسبت حقیت کے تہا صورت اخیر مین خود اونپر یہہ فرض تہا کہ تحقیقات ضروری کرتے اور وہ شہادت لیتے جو فریقین پیش کرتے اور ایک روبکار مشعر استقرار نوعیت و مقدار حقیت اشخاص سایل بٹوارہ اور کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے جنپر اوسکے رو سے

کچھہ اثر ہیو پہونچتا قلمبند کرے۔ صورت اخیر مین جس ضابطہ کی اونکو تعمیل کرنا لازم ہے وہ ضابطہ ہے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین واسطے تجویز نالشات ابتدائی کے مقرر ہے بہ رضامندی فریقین کے کسی بحث کو جو ایسی صورت مین پیدا ہوتے وہ سپرد ثالثی کرسکتے تھے۔ اگر حاکم موصوف تحقیقات روداد ی عذرداری مین بموجب دفعہ ۱۱۳ کے مصروف ہوتے تو اونکا فیصلہ جب صادر ہوتا بموجب دفعہ ۱۱۴ کے ایک فیصلہ با اختیار سماعت عدالت دیوانی کے ہوتا۔ اور اوسکا اپیل عدالت ضلع یا ہائیکورٹ مین جیسی صورت ہوتی ہوسکتا تھا۔ مشار الیہ نے کچھہ تحقیقات سررشتہ بندوبست سے کی تھی اور اوس تحقیقات کے نتیجہ مین ہام اس سے کہ اونھون نے خود تحقیقات کی تھی یا نہین یہہ ہم نہین جانتے ہین لیکن اونھون نے یہہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ جس موضع کے نسبت وہ کارروائی کرتے تھے یعنے گنش پورہ کے نسبت وہ ناتکمل پٹی داری کی نوعیت کا تھا اور اونھون نے تقسیم اوس موضع کی اوسی بنیاد پر کی تھی۔ اسوقت ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا وہ موضع دراصل ناتکمل پٹی داری کی نوعیت کا تھا یا نہین۔ یہہ بحث ابتک اسمقدمہ مین تجویز طلب ہے۔ مدعی نے بیان کیا ہے کہ اس موضع کی نوعیت زمینداری خالص کی ہے۔ جو نتایج اونھون نے اخذ کئے ہین اونکے اخذ کرنے مین کلکٹر دراصل بحث حقیت کو طے کرتے تھے۔ مسٹر بنرجی یہہ حجت کرتے ہین کہ عدالت دیوانی کو اختیار دست اندازی کا مقدمہ تقسیم مین حاصل نہین ہے۔ عدالت دیوانی واسطے طے کرنے امور حقیت کے عدالت مجاز اختیار سماعت کی ہے کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر عدالت مجاز اختیار سماعت واسطے تجویز کرنے امور حقیت کی نہین ہے بجز اوس صورت کے کہ وہ حسب طریقہ مصرحہ دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ مالگذاری اراضی کے کارروائی کرے۔ بمقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۹) یہی بحث اختیار سماعت کلکٹر پر ایسے معاملات مین غور ہوا تھا۔ فیصلہ کلکٹر کا حسب حالات مدعی کو اپنے حق قانونی کے عدالت دیوانی مین استقرار کرانے سے غیر مستحق نہین کرسکتا ہے۔ جو طریقہ کلکٹر نے اختیار کیا تھا اوس سے مدعی کو اختیار نہین تھا کہ اونکے فیصلہ پر بذریعہ اپیل بحضور ضلع جج یا بعدالت ہذا کے اعتراض کرسکے چونکہ وہ چارہ کار مدعی کے اختیار مین نہ تھا لہذا اندرینحالات مدعی مستحق قایم رکھنے نالش ہذا اور استقرار اپنے حق قانونی کا ہے۔ دوسری بحث یہہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مستقل

سے متعلق ہے یا نہین - بلاشبہ ڈگری سنہ ۱۸۶۶ع کے بہ نسبت کسی دعوے یا جوابدہی کے جو اوسوقت پیش ہوا تہا یا ہو سکتا تہا بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوگی مثلاً یہہ بیان مندرجہ فقرہ سوم بیان تحریری مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ کا یعنے یہہ کہ سنہ ۱۲۷۸ فصلی مین کل علاقہ مورثان فریقین خانگی طور پر تقسیم کر لیا تہا اور اوس تقسیم کے تاریخ سے کل مواضعات منقسمہ گنیش پور وغیرہ و راس پور پر ہر فریق بلا دست اندازی کسی دوسرے کے قابض ہے - اب اوس جوابدہی کو مدعا علیہم پیش نہین کر سکتے ہین - اگر وہ سچا بیان واقعاتی ہوتا تو سنہ ۱۸۶۶ع کی نالش مین جوابدہی کی وجوہ اوس سے حاصل ہو سکتی تہی - یہہ امر کہ آیا یہہ جوابدہی اوسوقت ہوئی تہی یا نہین غیر اہم ہے - اسکو زیادہ صاف کہین تو یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۶۶ع کے ڈگری کے رو سے فریقین کے وہ حقوق طے ہو گئے تہے جو اوس تاریخ کو تہے اور اونکی نسبت اب نزاع قایم نہین ہو سکتی ہے - لیکن وہ ڈگری کسی ایسے حقوق کی بحث کے نسبت بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہین ہو سکتی ہے جو اوس تاریخ کے بعد فریقین نے حاصل کی ہون - مثلاً مدعا علیہم اس امر کے ثابت کرنیکے مستحق ہونگے کہ اوس تاریخ کے بعد سے ہمنے قبضہ مخالفانہ حاصل کر لیا ہے یا یہہ کہ کوئی تقسیم ہو چکی ہے جسمین کوئی بحث حقیت کی پیش نہین ہوئی تہی یا ایسی ہی اور جوابدہی پیش کر سکتے ہین - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی ڈگری مشعر استقرار حق تقسیم کو فریقین خواہندگان تقسیم نے اوسکے مطابق اوسکو موثر نہین کیا ہے تو فریقین یا اون سے کوئی مجاز ہے بشرطیکہ جایداد مشترکہ مین وہ ابتک اہل غرض ہین کہ دوسری نالش استقرار حق تقسیم کی دایر کرین درحالیکہ اونکی استحقاق تقسیم پر ایسے وقت اعتراض کیا جاوے کہ جب بوجہ میعاد سماعت کے یا اور طور پر وہ اوس ڈگری کو موثر نہین کر سکتے ہین کہ جو پہلے سے حاصل کر چکے ہین - اسبارہ مین نالشات استقرار حق تقسیم کی اور بہت نالشون سے مختلف ہوتی ہین - جب تک جایداد و قبضہ مشترکہ رہتا ہے تب تک استحقاق تقسیم کا قایم رہتا ہے - جب کوئی شخص جسکو استحقاق تقسیم کا حاصل ہے اور تقسیم چاہتا ہو اور اوسکے استحقاق پر اعتراض ہوا ہو تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ نالش استقرار حق کی قایم رکہہ سکتا ہے بشرطیکہ اوسکی ڈگری سابق کی ابتک قابل النفاذ نہو - نالش تقسیم مین وہ امور پیدا ہوے ہین جنکی تجویز اوس نالش مین نہین ہو سکتی تہی جسکے انجام مین ڈگری سنہ ۱۸۶۶ع کے صادر ہوئی تہی - جج ماتحت نے چند فیصلون پر استدلال کیا ہے جنکا ذکر اونہون نے اپنی تجویز مین کیا ہے

بہ نسبت بحث امر تجویز شدہ کے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسناد مذکور یا تو متعلق نہین ہین یا
موید اوس راے کے نہین ہین جو مشار الیہ نے اختیار کی ہے۔ اونمین سے اول مقدمہ
باعتبار ترتیب تاریخ کے مقدمہ کشن سنگہ بنام دیبی سنگہ در رپورٹ ہایکورٹ ممالک مغربی و
شمالی سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ (۲۰۴) ہے۔ جو کچھ اوس مقدمہ مین تجویز ہوئی ہے وہ کل یہہ ہے کہ عدالت
مال مین نفاذ تقسیم کا بربنا اوس ڈگری کی نہین ہو سکتا ہے جو بوجہ انقضاے میعاد
کے غیر موثر ہو گئی ہے۔ دوسرا مقدمہ دوبی سنگہ بنام جوگی رام در رپورٹ ہایکورٹ ممالک
مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ (۳۸۱) ہے۔ اوس مقدمہ سے کسیقدر بھی مقدمہ ہذا کی حجت پایا
ہوتی ہے۔ اوس مقدمہ مین عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ باوجودیکہ اعیان پہلی ڈگری
دخلی کی پا چکے ہین تاہم وہ مستحق قایم رکہنے نالش تقسیم اور قبضہ جداگانہ کے ہین بشرطیکہ ڈگری
اول کی تاریخ کی بعد بہی وہ قابض اوس حصہ غیر منقسمہ پر برابر چلے آے ہین جو اوس ڈگری کے
روسے اونکی حق مین ڈگری ہوا ہے۔ دوسرا مقدمہ یعقوب علی بنام خواجہ عبد الرحمان
در رپورٹ ہایکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ (۳۰۳) کا ہے۔ اوس مقدمہ کی جج ماتحت
نے غلط فہمی کی ہے۔ وہ متعلق نہین ہے۔ یہی تحریر بہ نسبت اوس چوتہے مقدمہ کے بہی
ہو سکتی ہے جسپر اونہون نے استدلال کیا ہے یعنے شیخ غلام حسین بنام مسماۃ الہ رکہی بی بی
در رپورٹ ہایکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۱ء صفحہ (۶۲) دوران تقریر مین ہمارے روبرو
مقدمہ جگت سنگہ بنام درجن لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ) پر حوالہ دیا گیا ہے
جسکو اون امور سے کسیقدر تعلق ہے جنکو جج ماتحت نے طے کیا ہے۔ ہمکو کچھ شبہہ نہین ہے
کہ اگر مدعی نے اپنی عرضی نالش مین ڈگری سنہ ۱۸۶۰ء کا بیان کرکے اور یہہ ثابت کرکے کہ مرتب ہوئی
ہوئی کہ وہ اور مدعا علیہم کیونکر اوسکے پابند ہین یعنے یہہ کہ وہ قایمقام اوس ڈگری کے
فریقون کے ہین اور اس بیان کے ساتہہ کہ جو حالت سنہ ۱۸۶۰ء مین تہی وہ اوسوقت تک قایم
ہے اور نیز اس بیان کے ساتہہ کہ مدعا علیہم نے یا اونمین سے بعض نے اوسکے استحقاق پر
اعتراض کیا ہے مرتب کی ہوتی اور استدعا استقرار اپنی استحقاق تقسیم کی کی ہوتی تو دعوے
ایسا ہوتا کہ جس سے یہہ جج ماتحت بہی دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو متعلق کرتے۔ تاثیراً
یہہ دعوے ایسا ہی ہے جسکا مین نے ذکر کیا ہے گو صورت ایسی نہین ہے۔ جس امر اخیر کا
ہم ذکر کرنا چاہتے ہین وہ میعاد سماعت کی بحث ہے۔ جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے

کہ یہہ نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ سنہ ۱۸۶۰ء سے کہ نالش کے مدعاعلیہم نے استحقاق تقسیم مدعی سے انکار کیا تہا اور عذر فیصلہ مخالفانہ کا کیا تہا۔ مشارالیہ نے اس امر کو فروگذاشت نظر کیا ہے کہ اون تنقیحون کی تجویز ازروے ڈگری نالش مذکور کے خلاف مدعاعلیہم مقدمہ مذکور کے ہوئی تہی جس امر کا اہلکار جج ماتحت نے کیا ہے اوسکے روسے میعاد سماعت کی بحث پیدا نہین ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی بحث میعاد کی حالات مابعد سنہ ۱۸۶۰ء سے پیدا ہوتی تہی اور اسمقدمہ مین تجویز طلب ہو۔ ہمارے روبرو کوئی مواد موجود نہین ہے کہ ہم کوئی رای بہ لسنبت اس امر کے ظاہر کر سکین کہ آیا بحث میعاد سماعت کی پیدا ہوتی ہے یا نہین۔ سچ تو یہہ ہے کہ جج ماتحت نے بقیہ مقدمہ کی تجویز نہین کی ہے بلکہ مشارالیہ نے اوسکو اون امور تمہیدی کے بنا پر فیصل کر دیا ہے جنکا ہم ذکر کر چکے ہین۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے ہم اونکی ڈگری منسوخ کرتے ہین اور بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ واسطے تجویز روداد اور اون امور قانونی کے جو در اصل پیدا ہوئی ہین واپس بہیجتے ہین۔ خرچہ عدالت ہذا اور جو ابتک عاید ہو چکا ہے نتیجہ پر منحصر ہوگا۔

ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۵ مارچ

پتیسری پرتاب نراین سنگہ بنام چمپا لال

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ء (ایکٹ نابالغی ہند) دفعہ ۳۔ ولی اور نابالغ۔ ولی کی تقرری اور نابالغ کی بلوغیت کا اثر۔

محض یہہ امر کہ کسی نابالغ کا کوئی ولی مقرر ہو گیا ہے کہ جسکا سرٹیفکٹ بعد ازان منسوخ ہو گیا ہے نابالغ کے حصول بلوغیت کو اوسوقت تک ملتوی نکر سکیگا کہ جب تک وہ اکیس سال کی عمر کو پہونچی۔ رودر پرکاش مصر بنام بہولا ناتہہ مکرجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۱۲) سے اختلاف کیا گیا۔ برجموہن لال بنام رودر پرکاش مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۴۴) پر استدلال ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

راجندر ناتہہ و غلام مجتبی بجانب اپیلانٹ کاشی پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ مدار اس اپیل کا اوپر تعبیر دفعہ ۳

ایکٹ ۹ ۱۸۶۱ء کے ہے۔ اسمقدمہ مین مدعی جب اوس نے اپنی نالش دایر کی تھی اٹھارہ سال سے زیادہ اور اکیس سال سے کم عمر کا تھا۔ ۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو سرٹیفکٹ وراثت جایداد مدعی کا اوسکی مان کو عطا ہوا تھا۔ کچھہ عرصہ بعد جج نے ولی سے فہرست جایداد نابالغ کی طلب کی اور جب ولی نے اوس حکم کی تعمیل نہین کی تو ۲۳ نومبر ۱۸۷۸ء کو جج نے سرٹیفکٹ منسوخ کیا۔ اوسکے بعد کوئی ولی یا مہتمم مقرر نہین ہوا۔ ہایکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ رودرپرکاش مصر بنام بہولاناتھہ مکرجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۶) یہہ تجویز کی تہی کہ جب ایک مرتبہ سرٹیفکٹ ولایت عطا ہوچکا ہو تو پہر بلالحاظ اسکے کہ آیا ولی مرگیا ہے یا نہین نابالغ اوسوقت تک بلوغیت حاصل نہین کرسکتا ہے کہ جب تک وہ ۲۱ برس کی عمر کا ہوجاوے اوسمقدمہ کی تشریح بمقدمہ برجموہن لال بنام رودرپرکاش مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۹) ہوی تہی اور یہہ زور دیا جاتا ہے کہ ہم اوسکی تعمیل کرین

اب دیکہنا چاہئے کہ ضمن اول دفعہ ۳ ایکٹ ۹ ۱۸۷۵ء مین دو قسم کے مقدمونکا ذکر کیا گیا ہے ان مقدمونمین سے اول قسم کا مقدمہ وہ ہے جسمین ولی ذات وجایداد نابالغ کا مقرر ہوتا ہے اور اوسمین سے دوسری قسم کا مقدمہ وہ ہے جسمین نابالغ زیر اختیار کورٹ آف وارڈس کے ہوتا ہے۔ کلکتہ کے اخیر مقدمہ مین جسکا ہمنے ذکر کیا ہے یہہ تجویز ہوی تہی کہ ازروے دفعہ ۳ ایکٹ نابالغی کے ناقابلیت نابالغی کے صرف اوسوقت تک قایم رہتی ہے کہ جب تک کورٹ آف وارڈس اہتمام جایداد نابالغ کا رکہتی ہے اور نہ اوسکے بعد۔ ہماری راے مین مقصود واضعان قوانین کا یہہ تہا کہ یہی اصول اوس نابالغ کے مقدمے سے بہی متعلق کیا جاوے جسکی ذات اور جایداد کے لئے ولی مقرر ہوا ہو اور انکا یہہ مقصود نہین تہا کہ محض ولی کی تقرری سے باوجودیکہ سرٹیفکٹ ولایت کا بعدہ منسوخ ہوگیا ہو نابالغ کے بلوغیت کو اوسوقت تک ملتوی رکہیگا کہ جب تک وہ ۲۱ برس کا ہوجاوے۔ اسی امر تمہیدی کی بنا پر نالش ڈسمس ہوی ہے۔ ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجتے ہین خرچہ عدالت ہذا اور جو ابتک عاید ہوا ہے نتیجہ پر منحصر رہیگا

ضلع اجمیر — متفرقہ نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۳ مارچ

جواہر مل بنام کستورچند ویکس دیگر

اجراء ڈگری - ڈگری عدالت اپیل - اوس ڈگری مین کیا شامل ہونا چاہئے

جس صورت مین کہ فیصلہ عدالت اپیل مین یہہ حکم تہا کہ جس رقم کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے بحق اوسکے ہوئی تہی اوسکے علاوہ اور اوس سے زیادہ کی ڈگری بحق اپیلانٹ ہونی چاہئے لیکن ڈگری عدالت اپیل مین صراحت اون رقوم کی نہین تہی کہ جو از روے ڈگری مذکور کے اپیلانٹ کو واجب یا فتنی تہی بجز اسکے کہ وہ فیصلہ جسپر ڈگری مذکور مبنی تہی اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی پر حوالہ کیا جاوے تجویز ہوئی کہ اگرچہ ڈگری مذکور اسطرحپر بقاعدہ مرتب ہوئی تہی تاہم رقم یافتنی ڈگریدار کی بسہل صورت قابل دریافت ہے اور اسطرحپر ڈگری عملاً قابل اجرا ہے لبطور امر انصاف کے ڈگریدار کا حق اجرا منظور ہونا چاہئے۔

یہہ استصواب حسب دفعہ ۱۸ - آئین عدالتہاے اجمیر نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کے کمشنر اجمیر مارواڑ اسنے بربنا، واقعات ذیل کے کیا ہے۔

۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو مسمی جواہرمل نے ایک ڈگری بابت مبلغ للعہ ۱۲ / ۱۸۰۸ کے عدالت جج ماتحت بیاور سے حاصل کی تہی۔ ڈگری دار نے بنا راضی اس ڈگری کے اپیل بحضور ضلع جج بدعوی زرمزید مبلغ للعہ کے کیا تہا۔ عدالت اپیل نے تجویز بحق اپیلانٹ کی تہی لیکن جو رقم بحق اوسکی تجویز کی تہی اوسکو اپنی ڈگری مین درج نہین کیا تہا۔ اول درخواست اجراے ڈگری کی ۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو گذری تہی اور بالآخر وہ درخواست خارج ہوگئی تہی۔ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ء کو دوسری درخواست اجراے ڈگری کی داخل ہوئی تہی اور معمولی کارروائی شروع ہوئی تہی۔ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ء کو ڈگریدار نے عدالت اپیل مین درخواست کی کہ ڈگری عدالت موصوف کی مطابق فیصلہ کے کردیجاوے۔ درخواست مذکورہ ۹ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء کو اس بنیاد پر نامنظور ہوئی تہی کہ کوئی وجہ ترمیم ڈگری کی نہین ہے۔ کارروائی اجراے ڈگری جو ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء کو شروع ہوئی تہی بذریعہ حکم ۱۹ دسمبر مشعر اخراج کارروائی اجراے ڈگری بوجہ خارج المیعاد کے ختم ہوگئی تہی۔ بنا راضی اس حکم کے ڈگریدار نے اپیل کیا تہا لیکن اسکا اپیل نامنظور ہوا تہا۔ بعد اوسکے ڈگریدار نے یہہ درخواست کی کہ بنسبت میعاد سماعت اور دیگر امور قانونی کے جنکی نسبت خیال ہوا ہے کہ مقدمہ مین پیدا ہوئی ہین ہائیکورٹ سے استصواب کیا جاوے۔

استصواب مذکور ایچ صاحب چیف جسٹس اور ناکس صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور معززی الیہم نے فیصلہ ذیل صادر کیا۔

اجلاس صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - یہہ استصواب منجانب کمشنر اجمیر کے ہے
جواہر مل نے ایک ڈگری بمقابلہ کستور چند وغیرہ بابت مبلغ … معہ خرچہ کے حاصل کی تھی
ڈگری مذکور ۲۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو حاصل کی گئی تھی - مدعا علیہم نے اپیل کیا تھا اور اونکا اپیل ڈسمس
ہوا تھا - مدعی نے بھی اپیل کیا تھا اور اوسکا اپیل منظور ہوا تھا - نتیجہ اوسکے اپیل کا یہہ ہوا تھا کہ اوسنے ڈگری
بعض خرچہ اپیل اور ایک رقم کے جو کمشنر نے اثنائے شمول ڈگری ابتدائی سے تجویز کی تھی حاصل
کی تھی ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو اوسنے درخواست اجرائے ڈگری کی اور ۱۹ فروری ۱۸۸۸ء کو اوسکی
درخواست اس بنیاد پر خارج ہوئی تھی کہ اوسنے تعمیل حکم عدالت کی دربارہ ادخال فہرست جایداد
قرقی طلب کے داخل نہین کی اور نیز اس بنیاد پر کہ وہ حاضر نہین تھا - ہمارے ذہنون مین کچھہ شبہہ
نہین ہے کہ جو ڈگری جاری ہوسکتی ہے وہ ڈگری عدالت اپیل کی ہے - ہمکو اطلاع ہوئی ہے کہ جواہر مل
نے عدالت اپیل سے درخواست کی تھی کہ ڈگری عدالت موصوف کی مطابق فیصلہ کے کردیجاوے اور
عدالت اپیل نے درخواست مذکور یہہ رای قایم کرکے ڈسمس کردی کہ ڈگری اوسکی فیصلہ کے مطابق
ہے اور درخواست فضول ہے - اگر ڈگری عدالت اپیل صحیح شکل سے مرتب ہوتی تو اوسکو خود وہ داد
انتہا ظاہر کردینا چاہیے تھی جو عطا کی گئی تھی یعنی عدالت کو ڈگری مین بحق جواہر مل نہ صرف بابت رقم ڈگری
عدالت مرافعہ اولی کے ظاہر کرنا چاہیے تھی بلکہ بابت زر مزید کے جو اپیل مین عدالت اپیل سے ڈگری ہوئی تھی
اور خرچہ بھی ظاہر کردینا چاہیے تھا - ڈگری مین صراحت ان قسمون کی نہین ہوئی تھی بجز اسکے کہ ڈگری
عدالت مرافعہ اولی اور تجویز کمشنر کی ملاحظہ سے ظاہر ہوتی ہے پس اگرچہ وہ ڈگری باضابطہ نہین ہے
تاہم مسل سے یہہ بات دریافت ہوسکتی ہے کہ وہ کیا رقم ہے اور ہماری رائے مین بیضابطگی ڈگری کی جو
نتیجہ اوس طریقہ کا ہے جسمین وہ ڈگری عدالت اپیل کے دفتر مین مرتب ہوئی تھی مدعا علیہ کو نقصان
اور نیک نیتی سے ہدایت لینا چاہیے تھے اوسکو جواہر مل کے اجرائے ڈگری مین بابت رقم مذکور اور اوسکی خرچہ
کے سد راہ نہونی چاہیے - درخواست اجرائے ڈگری بھی بیضابطہ ہے لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ اوسکو بطور
درخواست اجرائے ڈگری کے مقدمہ مین تصور کرنا چاہیے - اوسمین نہ صرف ڈگری عدالت مرافعہ اولی
کا ذکر ہے بلکہ ڈگری عدالت اپیل کا بھی ذکر ہے - درخواست مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء اگرچہ وہ ۱۹ فروری
۱۸۸۸ء کو خارج ہوگئی تھی تاہم ہماری رائے مین ایک درخواست اجرائے ڈگری یا کرنے تدبیر معاون
حسب منشا دفعہ ۹، ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت کے ہے اور اسلئے یہہ درخواست خارج المیعاد نہین
ہے - بوجہ اس رائے کے جو ہم قایم کرتے ہین اور جسکو ہمنے اسمقدمہ مین ظاہر کیا ہے ہمین یہہ بات

ضروری نہین معلوم ہوتی ہے کہ جو اختلاف باہم لوگون کے فیصلون میں ہے اوسکی بحث کا مباحثہ کرین باعتبار اس راے کے ہم حکم دیتے ہین کہ کاغذات صاحب کمشنر اجمیر مارواڑہ کے خدمت مین واپس بھیجا دین۔

ضلع فرخ اباد — نگرانی فوجداری نمبر ۱۶۱ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۵ مئی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہردیو سنگھ وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۴۷ و ۲۵۰ ۔ برائیت بوجہ غیر حاضری مستغیث کے اوس تاریخ کو کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی ہوئی تھی ۔ معاوضہ استغاثہ تکلیف دہ کا ۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع کا ۔ تجویز جدید

ایک مقدمہ مین جو حسب دفعات ۴۲۶ و ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجسٹریٹ درجہ سوم کے روبرو پیش تھا بعد قلمبند ہونے شہادت مستغیث کے اور بعد ملتوی ہونے مقدمہ بغرض قلمبند ہونے شہادت گواہان کے گواہان جانبین تاریخ معینہ پر حاضر ہوے لیکن مستغیث حاضر نہین ہوا واقعات کے اس کیفیت پر مجسٹریٹ نے اشخاص ملزمان کو بموجب دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بری کر دیا اور بموجب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ مذکور کے مستغیث کو حکم دیا کہ ہر ملزم کو روپیہ بطور معاوضہ کے ادا کرے ۔ ناراضی اس حکم کے مستغیث نے مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے حکم متضمن منسوخی حکم عدالت ماتحت بشمول حکم دہانی معاوضہ اور دلانے معاوضہ ادا کر دینے ۔ حکم صادر کیا کہ مقدمہ کی تجویز جدید کیجاوے تجویز ہوئی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع حسب قبضہ مذکورہ بالا اختیار تھا کیونکہ اونکو اختیار دستاندازی حکم متعلقہ دفعہ ۲۴۷ خواہ ۲۵۰ کا حاصل نہ تھا ۔ ساتھ ہی اوسکے ظاہرا حکم عدالت مرافعہ اولی کا کافی طور پر مناسب نہ تھا ۔

یہہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سشن جج فرخ اباد نے حسب حالات منفصلہ ذیل کے حکم استصواب مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے جو حسب ذیل ہے کیا ہے ۔

اس مقدمہ مین بر طبق استغاثہ مسمی مہتاب سنگھ کے سمن بنام سایلان بغرض حاضری بعدالت مجسٹریٹ درجہ سوم بتاریخ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء واسطے جوابدہی نالش بابت جرم نقصان رسانی و حملہ (دفعات ۴۲۶ و ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند) کے جاری ہوا تھا ۔ مقدمہ بوجہ کثرت کام کے ۱۷ نومبر تک ملتوی رہا تھا اور پہر بوجہ ناوقت ہو جانے کے ۲۴ نومبر تک ملتوی رہا تھا ۔ اوس تاریخ کو اظہار مستغیث کا قلمبند ہوا تھا اور چونکہ اوسکے گواہ حاضر نہ تھے مقدمہ ۴ دسمبر تک ملتوی رہا تھا اور اونکی حاضری کے لئے سمن جاری ہوے تھے ۴ دسمبر کو یہہ گواہان حاضر ہوے تھے اور اسیطرح مدعا علیہم بھی حاضر ہوے تھے لیکن مستغیث حاضر نہین ہوا ۔ اوسپر مجسٹریٹ نے حسب احکام دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مدعا علیہم کو بری کر دیا اور بموجب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مستغیث کو حکم دیا کہ مدعا علیہم کو روپیہ فی کس معاوضہ ادا کرے مستغیث نے بناراضی اوس حکم کے جو اوس سے معاوضہ دلانے کی نسبت تھا بحضور مجسٹریٹ ضلع اپیل کیا

مجسٹریٹ ضلع نے اپیل منظور کیا اور بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۶ جنوری ۱۸۹۱ء کے اوسکو منسوخ کیا جسکو وہ ملتفت بالتحت کا حکم دیتے اور نیز حکم معاوضہ کا کہتے ہیں اور یہہ حکم دیا کہ مقدمہ قائم کیا جاوے اور جدید تجویز کیا جاوے منجانب سائیلان یہہ حجت کیجاتی ہی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع بصیغہ اپیل کا خلاف اختیار ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ حجت قائم رکھنا چاہیے۔

ازروے احکام ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۱ء کے اب بنا رامنی کا کوڈ والیجانے معاوضہ جسکا حکم مذکور مجسٹریٹ درجہ دوم یا سوم نے صادر کیا ہے ہوسکتا ہی لیکن ایکٹ مذکور ۱۳ فروری گذشتہ تک نافذ نہیں ہوا تہا۔ علاوہ برین سائیلان بری کردیے گئے تہے اور بنا رامنی حکم رہائی کے بجز منجانب لوکل گورنمنٹ کے کوئی اپیل نہین ہوسکتا ہے اور پہر بہی صرف ہائیکورٹ مین اپیل ہوسکتا ہے۔

لہذا بموجب احکام دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مین رپورٹ مقدمہ کی بابت سفارش کرتا ہون کہ حکم مجسٹریٹ ضلع بصیغہ اپیل مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء بطور خلاف اختیار کے منسوخ کیا جاوے۔ ساتہہ ہی اسکے مجہے یہہ بہی تحریر کرنا چاہیے کہ میری راے مین محض بوجہ اسکے کہ مستغیث اوس تیسری تاریخ کو غیر حاضر رہا تہا کہ جس تاریخ تک مقدمہ ملتوی رکہا گیا تہا مجسٹریٹ ادنی کو اس نتیجہ تک لازم نہین آتا تہا کہ اوسکی نالش فضول اور بنظر تکلیف دہی کے تہی اور یہہ قیاس کرنا لازم آتا تہا کہ وہ عمدا غیر حاضر ہوگیا تہا اپنی درخواست اپیل مین مستغیث نے یہہ بیان کیا کہ بوجہ سخت بخار کے یہہ ہوتہا کہ وہ حاضر نہین ہوسکا لہذا مین یہہ سفارش کرتا ہون کہ ہائیکورٹ باستعمال اپنے اختیارات نگرانی کے اوس حکم کو منسوخ کردے جسکے روسے مستغیث کو معاوضہ ادا کرنیکا حکم ہوا ہے اور اگر عدالت العالیہ کے راے مین مناسب معلوم ہو تو حکم رہائی کو بہی منسوخ کردے اور مقدمہ تجویز کیے جانیکا حکم دے۔

نقل ان تحریرات کی بخدمت مجسٹریٹ ضلع السفرمن بہیجی جاوے کہ کوئی تحریر بموجب سرکلر ہیڈ نمبری ۲ سنہ ۱۸۸۵ء کے ادنگو پیش کرنا ہو تو یہہ استصواب وبروا اسٹریٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوا تہا اور معززی لیہ نے ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو حکم ذیل صادر کیا تہا

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ حکم مجسٹریٹ ضلع مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء بلاشبہہ قایم نہین رہ سکتا ہے کیونکہ ادنکو اختیار نہ تہا کہ تجویز رہائی یا حکم معاوضہ کو جو ہوا سکین ۔ مین اوسکے حکم کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ حکم دیتا ہون کہ ہر دیوسنگہ وغیرہ کے نام اطلاعنامہ اسلیے جاویگا کہ وہ اس امر کی دکہلادین کہ کیون احکام مجسٹریٹ درجہ سوم مورخہ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے منسوخ کیے جاوین اور تجویز جدید کا حکم دیا جاوے۔

۱۵ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو یہہ حکم تجویز جدید کا قطعی کردیا گیا۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول احکام نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۲ مئی صفحہ ۱۲۱ انگریزی

کرامت خان وغیرہ کس دیگر بنام میر علی احمد

اجرائے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۱ و ۳۱۴ - درخواست منسوخی نیلام منجانب اجرائے ڈگری - خریدار نیلام کا شامل نکیا جانا -

جس صورت مین مدیون ڈگری نے درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے منسوخی نیلام کے کی تھی لیکن تاوقتیکہ سہ یوم تاریخ نیلام کے بعد گذر گئی تھی خریدار نیلام کو بطور فریق شامل مقدمہ نہین کیا تھا - تجویز ہوی کہ چونکہ شرکت خریدار نیلام ضروری تھی درخواست منسوخی نیلام کی خارج المیعاد ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

رتن چند منجانب اپیلانٹان سمین منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - مدیون ڈگری نے جسکی جائداد اجرائے ڈگری مین نیلام ہوی تھی منصف جاری کنندہ ڈگری سے درخواست منسوخی نیلام کی کی - درخواست مذکور حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوی تھی - قبل اسکے کہ درخواست مذکور تجویز کے لئے پیش ہوی تھی لیکن تاریخ نیلام سے ۳۰ روز گذرنیکے بعد مدیون ڈگری نے خریدار نیلام کو بطور فریق درخواست بموجب حکم معدرہ منصف کے مسل مین شامل کردیا - اوسکے بعد منصف نے درخواست کی سماعت کی اور اوسکو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ خریدار نیلام فریق ضروری تھا لیکن چونکہ درخواست اوسکی مقابلہ مین اندر میعاد نہین ہوی لہذا وہ ڈسمس ہونا چاہیے - اوسکے بعد مدیون ڈگری نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا ضلع جج نے یہہ تجویز کی کہ خریدار فریق ضروری نہین ہے اور مشارالیہ نے مقدمہ کو پاس منصف کے تجویز رووادی واپس بہیجکر حکم واپسی کا صادر کیا - بنابرامنی اوس حکم کے یہہ اپیل دایر ہوا ہے - ہمکو یہہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ خریدار فریق ضروری ہے - دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ظاہر ہے کہ اوسکو فریق ہونا چاہیے اور ہمکو کچھ شبہ نہین ہے کہ اوسکے مقابلہ مین درخواست خارج المیعاد ہے - ہمکو اختیار نہین ہے کہ بعد گذر جانے اوس میعاد کے جسکے اندر اوسکے مقابلہ مین درخواست ہونا چاہیے اوسکو شریک کرسکین - جب تک وہ شریک نہین کیا گیا تھا درخواست ناقص تھی اور بعد گذر جانے میعاد کے اوسکو شریک مقدمہ کر دینے سے وہ نقص رفع نہین ہوتا ہے - ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین اور حکم واپسی مقدمہ کو منسوخ کرتے ہین اور جو اپیل عدالت ماتحت مین تھا اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

ضلع میرٹھہ اپیل نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۸ر فروری

سنت لال وغیرہ بنام کشن سہائے

رہن ـ مواخذ جات مقدم و مابعد ـ استحقاق مرتہن مابعد دربارہ بیباق کردینے دعوے مقدم بمقابلہ مرتہن درمیانی کے ـ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۷۴

از روے تمسک مورخہ ۴ر جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کے مدعی مرتہن چند جائداد یعنی (۱) ۴ بسوہ موضع جلال الدین گنوری اور (۲) ۲ بسوہ موضع سرہا اور (۳) ۵ بسوہ ۶ بسوانسی اور ۱۳ تسوانسی موضع خالصہ کا تھا منجملہ ان تین جائداد کے جائداد (۱) از روے تمسک مورخہ ۱۴ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء بعوض مبلغ ـــ ہزار کے مدعی کے پاس پہلے سے رہن ہوچکی تھی اور جائداد (۲) بھی از روے اوسی تمسک کے مدعی کے پاس رہن تھی اور نمبر (۳) بھی ایک شخص مسمی پربہو دیال کے پاس بعوض مبلغ ـــ ہزار اندروے تمسک مورخہ ۴ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے مکفول ہوچکی تھی ـ معاوضہ رہن مدعی مورخہ ۴ر جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کا ـــ ہے ـ منجملہ اس رقم کے ثابت ہوا ہے کہ مدعی نے راہنان کی طرف سے رقوم ذیل مجبوراً ادا کئے ہیں یعنی ـــ بابت یا تعنی خود اپنا بربناء اپنی تمسک مورخہ ۱۴ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے و مبلغ ـــ اصل و سود بابت اوسکے تمسک تعدادی ـــ ہزار مورخہ ۱۳ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے لکھمی چند تیج رام کو ادا کیا اور مبلغ ـــ بابت سود اوسکے تمسک مورخہ ۴ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے پربہو دیال کو ادا کیا ـ

مدعاعلیہم کے پاس ایک رہن تعدادی ـــ ہزار مورخہ ۱۵ر جولائی سنہ ۱۸۸۳ء بابت ہر سہ مواضعات جلال الدین گنوری و سرہا اور خالصہ کے تھی جسکے بناپر نامبردگان نے ڈگری حاصل کی تھی اور مواضعات مذکور کو دایر بہ نیلام کراکے اونکو خود خرید کرلیا ـ بعدہٗ مدعی نے نالش دلاپانے مبلغ ـــ کی بذریعہ نیلام مواضع متذکرہ بالا اس بیان سے دایر کی کہ جائداد مذکور متعلق کے لئے بوجہ صرفہ کے ذمہ دار ہے جو اوس نے حسب درخواست راہنان کے منجملہ اوس رقم کے کیا ہے جو اوس نے از روے رہن مورخہ ۴ر اگست سنہ ۱۸۸۳ء پیشگی دیا تھا ـ

تجویز ہوی کہ بہ نسبت مبلغ ـــ کے جو راہنان کے نام بابت سود رہنامہ ۱۴ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے جمع کیا گیا اور مبلغ ـــ کے جو لکھمی چند تیج رام کو بایفاء کامل اوسکے تمسک مورخہ ۱۳ر اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے ادا کیا گیا ہے مدعی کے نسبت یہہ تصور کرنا چاہئے کہ اوسکا مقصود تھا کہ وہ مواخذے اوسکے فایدہ کے لئے زندہ رکھی جاویں پس چونکہ کیفیت یہہ ہے مدعی مستحق ہوگا

کہ جایداد مرہونہ کو اوسی رقم مذکورہ کی حد تک نیلام کرا پاوے لیکن بہ نسبت مبلغ ۱۸ روپیہ
کے جو پربہو دیال کو بابت سود اوسکے تمسک مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۶۸ء کے ادا کیا گیا ہے مدعی مستحق
دلا پانے رقم مذکور کا جایداد مرہونہ سے نہین ہے جس اصول عدل کے رو سے جایداد مرہونہ دو
رقوم ماسبق کے بابت ذمہ دار قرار دی گئی ہے اوسکو یہانتک وسعت نہین دیجا سکتی ہے کہ اوسمین
پربہو دیال کی رقم شامل ہو جاوے۔ ایسا کرنے سے ایک دوسرا مواخذہ ایک ہی رہن کے ذریعہ
سے پیدا ہو جاویگا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سندر لال منجانب اپیلانٹان　　　　موتی لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ بربناء رہننامہ مورخہ
۲۷ جولائی ۱۸۶۳ء تعدادی ۸۰۰ روپیہ نوشتہ رام لال و دیوکی نندن خود مختار لایق رام و
مرلیدہر و رام پرشاد موسومہ مدعی دایر ہوئی تہی۔ جب نالش دایر ہوئی تہی رام لال و
دیوکی نندن فوت ہو چکے تہے لیکن زمرہ مدعاعلیہم مین لایق رام خود و مرلیدہر و رام پرشاد
خود و وارثان دیوکی نندن بشمول بیوگان دیوکی نندن مسماۃ جی دی و روپیا و بیتمبر سنگہ نابالغ
پسر متبنی رام لال بولایت مسماۃ سبہا اپنی مان کے ہین۔ ان مدعاعلیہم مین سے کوئی حاضر
نہین ہوا اور کوئی بحث بہ نسبت اونکی ذمہ داری کے ہمارے روبرو اپیل مین پیش نہین
ہے۔ دیگر دو مدعاعلیہم سنت لال و موتی لال نابالغان بتوسط ولی دوران مقدمہ کے ہین
اور اونکا تعلق اسمقدمہ سے مین ابہی اینده بیان کرونگا۔ جایداد جو تمسک مورخہ ۲۷
جولائی ۱۸۶۳ء مین ماخوذ ہے اوسمین (۱) ۴ بسوہ حقیت زمینداری موضع جلال الدین پور
گہتوری و (۲) ۴ بسوہ حقیت زمینداری موضع سروہ اور (۳) ۹ بسوہ ۶ بسوانسی ۱۳ کچوانسی
تنوانسی حقیت زمینداری موضع خالصہ شامل ہے۔

بہ نسبت جایداد نمبر ۱ اسکے تمسک مین یہہ ذکر ہے کہ جایداد مذکور پر مواخذہ مدعی کا
بابت تمسک سابق مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۶۱ء تعدادی ۔۔ ہزار کا قایم ہے اور جایداد نمبر ۲
کے نسبت یہہ ذکر ہے کہ وہ بہی اوسی تمسک موسومہ مدعی اور نیز ایک تمسک موسومہ فیض
احمد خان مین ماخوذ ہے کہ جسکی بابت ۔۔ ہزار ابتک واجب باقی ہین اور بہ نسبت جایداد
نمبر ۳ کے یہہ ذکر ہے کہ وہ لالہ پربہو دیال کے تمسک تعدادی ۔۔ ہزار مین مکفول

ہو چکی ہے۔ معاوضہ مبلغ [illegible] کا پورا ہونا حسب طریقہ ذیل لکھا گیا ہے۔

سود یافتنی مدعی بالا ازروے تمسک مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۷۸ء تعدادی [illegible] ہزار [illegible]
اصل و سود بابت پرامیسری نوٹ [illegible]
زر واجب تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۰ء تعدادی [illegible] موسومہ لکھمین چند [illegible]
و تیج رام و بابت سود تمسک تعدادی [illegible] ہزار مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۰ء [illegible]
موسومہ لالہ پربہو دیال [illegible]

میزان روپیہ [illegible]

سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے پاس بہی رہنامہ تعدادی [illegible] نوشتہ رام لال لایق رام مرلیدہ پر دیوکی نندن مورخہ ۵ جولائی ۱۸۸۳ء موجود تہا جسکے رو سے بہہ تینوں موضع جلال الدین پور گنوری سہ دہ و خالصہ اونکے پاس باخوف تہے۔ اپنی ڈگری کے اجرامین ان موضعوں کو اونہوں نے نیلام کرایا تہا اور خرید کیا تہا پس بہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] اصل و [illegible] سود جملہ [illegible] بذریعہ نیلام ہر سہ مواضعات متذکرہ بالا کے دایر کی گئی ہے ذمہ داری اوسکے نے اس رقم کی جیسا کہ اس جایداد پر مدعی نے اصرار کیا ہے وہی ہے جو ازروے تمسکات مذکورہ کے پیدا ہوئی ہے جنکی بابت مدعیان نے اپنی راہنان کے طرف سے معاوضہ تمسک مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء ادا کیا ہے۔

سنت لال و موتی لال مدعا علیہم مجیب نے منجملہ دیگر امور کے بہہ عذر کیا ہے کہ چونکہ ہمنے جایداد کو اوس رہن کے ذریعہ سے خرید کیا ہے جو رہن مناط نالش سے مقدم تہا لہذا مدعی کو استحقاق نیلام کرانے جایداد مذکور کا بذریعہ اپنی مواخذہ مابعد کے حاصل نہین ہے اور مدعی کو بذریعہ ادا کر دینے ذمہ داریہاے سابقہ کے کوئی استحقاق بالمثل کرنیکا حاصل نہین ہوا ہے اور یہہ کہ مبلغ [illegible] مدعی نے راہنان کو ادا کیا ہے اور اوس نے لکھمین چند تیج رام خواہ پربہو دیال کو ادا نہین کیا ہے اور مبلغ [illegible] واسطے بیباقی تمسک مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء کے ادا کیا گیا ہے۔

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے مبلغ [illegible] سود یافتنی اپنا ذمگی اسکی ازروے تمسک تعدادی [illegible] ہزار مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۷۸ء بابت تہان جلال الدین پور گنوری و سہ دہ کے لکہدیا ہے اور اوسقدر اونکا قرضہ یافتنی اپنا ازروے دستاویز

کو کیے بیباق کر دیا ہے۔ مشار الیہ نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ مبلغ لعہ بابت سود
بہ نسبت ہنڈیکے تمسک مورخہ ۱۶ اگست ۱۸۸۱ء تعدادی عہ بدر تہان موضع خالصہ کے
لالہ پربہودیال کو ادا کیا ہے۔ مزید براں مشار الیہ نے یہہ تجویز کی ہے کہ مبلغ لعہ بابت
اصل و سود تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۱ء موسومہ لکہمین چند و تیج رام بار تہان جلال
الدین پور گنوری و سر وہ و خالصہ کے ادا کیا گیا ہے۔

بہ نسبت اس اخر الذکر رقم کے مشار الیہ حسب ذیل تحریر کرتے ہین۔ اصل امر تجویز
طلب یہہ ہے کہ آیا مدعی نے زر مذکور مرتہنان کو ادا کیا ہے یا نہین کیونکہ اس سوال کے
جواب پر ذمہ داری جایداد کی نسبت دعوے مدعی کے منحصر ہے دفعہ ۸۴ ایکٹ انتقال
جایداد مین یہہ حکم ہے۔ ہر مرتہن ثانی یا موخر مجاز ہے کہ ہر وقت جب اوسکے رہن کے حین
حیات رہن کا روپیہ واجب الادا ہو جاوے تو رہن دار ما قبل کے روبرو زر رہن ما قبل کا
روپیہ حاضر کرے اور رہن دار ما قبل کو لازم ہے کہ اوس روپیہ کو لیکر اوسکی رسید لکہدے
اور دیگر پابندی شرایط قانون مجریہ وقت کے جو بابت رجسٹری دستاویزات لگاو دیئے گئے
ہوں مرتہن موخر کو رسید متذکرہ صدر حاصل کرنیکے بعد جایداد مذکور پر جملہ حقوق اور اختیار
اس مرتہن کے حاصل ہو جاینگے جسکے روبرو اوسنے روپیہ حاضر کیا ہو۔

بہ نسبت رقم مبلغ عہ ہزار کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعی نے نہ کبھی
زر مذکور ادا کیا اور نہ حاضر کیا اور نہ اوسنے مرتہنان سے رسید حاصل کی۔ تمسک مین یہہ
بیان ہے کہ مبلغ عہ ہزار نقد بہنے اور واسطے ادا کرنے قرضہ یافتنی لکہمین چند و تیج
رام بابت تمسک نوشتہ رام لال احد المقر اور نیز واسطے ادا کرنے زر سود واجب بابت
تمسک تعدادی عہ ہزار نوشتہ رام لال ولایتی رام موسومہ پربہودیال ساکن دہلی
مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۱ء کے قرض لیا اور وصول پایا۔ مقران نے اس روپیہ کے وصول
ہونیکا اقرار رجسٹرار کے روبرو کیا تہا۔ مدعی نے مقران سے اسبارہ مین مطمئن ہو کر جایداد
پر صرف ذمہ دار رہنے سے مصرحہ تمسک موجود ہین اس امر کے دیکہنے کی احتیاط کی تہی کہ
زر ہائے مذکور اشخاص مناسب کو ادا کیجاوین۔

الفاظ دفعہ ۷۴ کے بہت صاف ہین۔ مرتہن مذکور کو رسید متذکرہ صدر حاصل
کرنیکے بعد حاصل ہونگے وغیرہ محض اس امر سے کہ زر مذکور بتوسط مدعی ادا ہوا ہے مدعی

مستحق وصول کرنے زر مذکور کا بذریعہ نیلام جایداد کے نہین ہوسکتا ہے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ کل یہہ ہے کہ مبلغ عـــــہ ہزار مقران لیئے مدعی کے پاس اس لیئے چھوڑ دیا تھا کہ وہ تہنا کو ادا کرنا چاہے مابین مدعی مجض کارندہ تھا امر لیدیہ کی شہادت ملاحظہ کیجئے (وہ یہہ نہین کہتا ہے کہ مدعی نے وہ مختلف رقوم اپنے بابت ادا کی ہین بلکہ مقران کے طرف سے ادا کی ہین به نسبت مبلغ عـــــہ کے صورت مختلف ہے - زر مذکور بابت سود ایک تمسک اعدادی ـــــ ہزار کے خود اوسکو یا فلتنی تھا کہ حسب دستاویز بین شرط ذیل شامل ہے جایداد مرہونہ تا وقتیکہ زر اصل و سود تمام و کمال ادا ہو جاوے کسی جگہہ منتقل و مکفول نہ سمجہا جاویگا مزید بران اگر زر سود ادا نہو تو وہ بہی بموجب شرط دوم کے بطور اصل کے تصور کیا جاویگا مدعی کو به نسبت اس رقم کے وہی استحقاق حاصل ہے جو بابت رہن سابق کے اوسکو عاید ہے مدعا علیہ کو دفعہ ۸۰ - ایکٹ انتقال جایداد پر استدلال ہے غرض اوس دفعہ کی یہہ ہے کہ وہ ترجیح جو از روے قانون انگریزی مشہور ہے وہ رفع رہے کہ جسکے رو سے اگر مرتہن ثالث رہن اول کو خرید کر لیوے تو ان دونون رہن اول اور رہن ثالث کو بمقابلہ رہن ثانی کے تقدیم حاصل ہوگی الا شرط یہہ ہے کہ مرتہن ثالث کو رہن ثانی کا علم نہو دیکہو مقدمہ مارش بنام لی (رپورٹ وایٹ صاحب و ٹوڈر صاحب جلد ۱ صفحہ ۶۹۲) - مدعی کسی ایسے تقدیم کا مستحق نہین ہے -

نتیجہ مین جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی واسطے نیلام جلال الدین پور گنورتی مدعو سرقہ کے بابت مبلغ عـــــہ معہ سود یا جملہ عـــــہ کے صادر کی اور به نسبت بقیہ اوسکے دعوے بمقابلہ جایداد مقبوضہ سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے اوسکا دعوے ڈسمس ہوا تھا -

بنا راضی اس ڈگری کے عدالت ہذا مین دو اپیل دایر ہوے ہین - اپیل اول نمبر ۱۸۹ سجانب سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے ہے اور وقت سماعت کے جو دو امور انکی طرف سے پیش کیئے گئے تھے وہ صرف یہہ تھے اول یہہ کہ کوئی مواخذہ از روے تمسک مورخہ ۱۳ اگست به نسبت مبلغ عـــــہ کے موجود نہین ہے اور دوم یہہ کہ چونکہ خود مدعی نے مبلغ عـــــہ سود واجب از روے تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۷۸ء کو ادا کر دیا ہے تو وہ پہر اوسکا دعوی نہین کرسکتا ہے اور یہہ کہ ہر حالت مین اگر کوئی محسوبی اوس نے دربارہ ادا ے ۱ و ۲ قرضہ کے معین کی تہی تو چونکہ وہ مختص ہے اور باعتبار تاریخ کے قسب سے پہلے کا ہے وہ ادا اوسیکی بابت

منسوب کیجاتی - اپیل مل نمبر ۹۰ ۱۸۹۸ء منجانب مدعی ہے اور اوسکی ذریعہ سے جج ماتحت کے فیصلہ اور ڈگری پر جو بہ نسبت مبلغ (؏) اور مبلغ (؏) معہ سود کے ہی اس بنا پر اعتراض کیا گیا ہے کہ چونکہ اون رقموں کے ادا ہو جانے سے کفالت ہاے مقدم معدوم ہو گئی ہین لہذا مدعی کو وہ کفالت مقدم حاصل ہو گئی ہین اور مستحق ہے کہ اونکو بطور سپر بمقابلہ ذمہ داری موخر مدعا علیہ کے استعمال کرے اور یہہ امر غیر اہم ہے کہ کیونکر اور کسکی ذریعہ سے رقوم مذکور ادا ہوئی تھین بشرطیکہ فی الواقعہ ادا ہوئی ہون - لہذا جو بحث اپیل مین ہے اوسکا جواب یہہ ہے کہ صحیح نوعیت اور اثر اون رقوم کے ادا ہونیکا کیا ہے جو مدعی نے بہ نسبت معاوضہ تمسک مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۸۳ء کے ادا کی ہین۔ مین تجویز واقعاتی قلمبند کردہ ذیل جج ماتحت سے اتفاق کرتا ہون کہ مدعی نے اپنی تمسک تعدادی ۲ ہزار کے بابت اونہون نے ظرف سے مبلغ (؏) بابت زر سود غیر سودی تمسک مذکور کے جمع کر لیا اور اوس نے مبلغ (؏) پربھودیال کو بابت سود واجب بابت اوسکے تمسک مورخہ ۴ اگست ۱۸۷۸ء کے ادا کیا اور یہہ کہ مشار الیہ نے مبلغ (؏) اصل و سود بابت اونکی تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۰ء کے ادا کرنا بھی تجویز کیا ہے - تو سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جسوقت مدعی نے اون رقمون کو ادا کیا تھا اوسوقت اوسکی نیت بہ نسبت اون مواخذجات کے کیا تھی کہ وہ کلیتاً یا جزواً معدوم ہو گئے تھے یا نہین - بمقدمہ ایڈم بنام انجل (لا رپورٹ چنسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۶۳۴) سر جارج جیسل صاحب نے تحریر فرمایا ہے - کہ محض بوجہ ادا ہو جانے کسی مواخذہ کے فیصلہ اس امر کا نہین ہو جاتا ہے کہ [illegible] اہہین اگر کسی قابض مین جایداد نے بلا اظہار اپنی کسی نیت کے اوسکو ادا کر دیا ہے تو یہہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اوسکا فایدہ بمقابلہ وراثت کے وہ قایم رکھتا ہے کیونکہ اگرچہ اوس نے اپنی نیت اوس کے زندہ رکھنے کی ظاہر نہین کی ہے تاہم یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسکی نیت اوسکی زندہ رکھنے کی تھی کیونکہ ظاہرا یہہ بات اوسکی فایدہ کی ہے .... اگر کوئی وجہ اوسکی زندہ رکھنے کی نہین ہے تو بالخصوص کسی مالک کامل کی صورت مین بحالت نہونے اظہار کسی نیت کے انصاف اوس مواخذہ کو معدوم کر دیگا لیکن اگر کوئی وجہ اوسکی زندہ رکھنے کی ہو تو انصاف اوسکو معدوم نکریگا - یہی اصول حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ گوکل داس گوپال داس بنام رام بخش شیوچند (لا رپورٹ جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶) مین بیان کیا ہے

اوسمقدمہ مین اوسکا بیان حسب ذیل ہوا ہے بنظر فلیدہ انصاف وعدل ونیک نیتی سے جو سوال ملانیہ مین پوچھتا ہون وہ یہہ ہے کہ فریق ادا کرنیوالے مواخذہ کی نیت کیا تہی - اوسکو استحقاق تہا کہ اوسکو معدوم کردیا اور اوسکو استحقاق تہا کہ اوسکو زندہ رکہتا - اوسکی نیت کیا تہی - اگر کوئی شہادت صریحی اوسکی نہین ہے تو کونسی نیت اوسکی طرف منسوب کیجاسکتی ہے - معمولی قاعدہ یہہ ہے کہ جس شخص کو دو طریقون مین سے کسی ایک طریقہ پر عمل کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کیاجاویگا کہ اوس نے مطابق اپنے فایدہ کے عمل کیا ہے - اسمقدمہ مین بوقت تحریر تمسک مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کے راہنان اوسی مہینہ کے ۵ تاریخ کو ایک مواخذہ درمیانی بحق مدعا علیہم اور تینون موضعون پر قایم کرچکے تہے کہ جسمین سے دو موضع بعوض اصل وسود تمسک تعدادی [illegible] ہزار کے مدعی کے پاس رہن ہو چکے تہے - چونکہ رہنامہ موسومہ مدعا علیہم دستاویز رجسٹری شدہ تہا مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تصور کرنا چاہیے کہ مدعیکو اوسکا علم تہا اور اگر ایسا ہے تو مدعی کے نسبت ایک فعل حماقت اور ناکردہ کاری کا منسوب کرکے یہہ نتیجہ نکالنا ہی کہ جب اونہی راہنون کے نام زرسود [illegible] ہزار کے تمسک کا جمع کرلیا اور پرہبو دیال بحق سود اور لکہمین چند تیج رام کے اصل وسود ادا کرنیکے لئے راہنون کو روپیہ مہیا کردیا تو اوسکی یہہ نیت نہین تہی کہ جو مواخذجات اون دستاویزون کے رو سے ہین اونکو بطور سپر اپنے فایدہ کے بمقابلہ مواخذہ موخر مدعا علیہم کے زندہ رکہے - بہ نسبت رقم مبلغ [illegible] سود تمسک تعدادی [illegible] ہزار جسکا مواخذہ دو موضعون پر تہا اوس صورت مین وہ اپنے دعوے سے جسکے نسبت اوس نے مواخذہ مقدم ادا کردیا تہا بحق مدعا علیہم دست بردار ہوتا تہا اور اسطرحپر اوس نے اپنی حقوق کو بمقابلہ حقوق مواخذہ دار مابعد کے معرض التوا مین ڈال دیا ہے - مین یہہ اعتبار نہین کرتا ہون کہ مدعی اپنے فایدہ سے ایسا مطلق بے پرواہ ہے - مین خیال کرتا ہون کہ مبلغ [illegible] کو بمقابلہ مدعا علیہم کے بطور قرضہ موجودہ بحق مدعی تصور کرنا چاہیے اور دونو موضع اوسمین ماخوذ ہین - بہ نسبت رقم [illegible] جو پرہبو دیال کو ادا کیا گیا ہے معاملہ مختلف بنیاد پر قایم ہے - وہ رقم زرسود غیر سودی کے ایفا مین صرف ہوئی ہے جو بابت مواخذہ سنہ ۱۸۸۰ء کے واجب تہا کہ جسکا پرہبو دیال مرتہن ہے مجہے شک ہے کہ آیا اصول قرارداد حکام عالیمقام پریوی کونسل جسکا مین اوپر ذکر کرچکا

ہون ان واقعات سے متعلق ہے یا یون کہین کہ وہ ایک ہی مواخذہ مین دوسرا مواخذہ
پیدا کرنے پر یا شاید مین اس سے زیادہ ٹہیک طور پر اپنی راے ظاہر کرون کہ از روی
رہن واحد کے مواخذہ ثانی پیدا کرنے پر حاوی ہے یا نہین - بہ لسنبت اس
کی قسم کے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مدعی نے کوئی ایسا استحقاق حاصل
کہ موضع خالصہ کے نیلام کرا پانیکا دعوے کر سکے - بہ لسنبت رقم للعمہ کے
رام کے تمسکون کے ایفاے و بیباقی کامل مین ادا کیا گیا ہے مین سمجھتا ہون کہ اصول
متعلق ہے اور مدعی کے لسنبت یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ اوس نے وہ عمل کیا ہے جو
بہترین عمل تہا - میرے ذہن مین یہہ امر ناقابل اعتبار ہے کہ اوس نے ایسی رقم
کی اون دو موضعون کو جنپر اوسکو مواخذہ پہلے سے حاصل تہا اوس مواخذہ مزید سے
کرا پانیکے لئے ادا کیا تہا اسطرحپر کہ وہ مواخذہ اخیر کلیتاً بدین نتیجہ معدوم ہوجاوے کہ
درمیانی مدعاعلیہم کو بمقابلہ اوسکی بقدر اوس روپیہ کے جو اسطرحپر ادا ہوا ہے تقسیم جاری
ہوجاوے - بدینوجوہ میری یہہ راے ہے کہ مدعی مستحق پانے ڈگری نیلام بہ لسنبت
للعہ معہ سود بمقابلہ موضع جلال الدین پور گنوری و سروہ اور بہ لسنبت مبلغ للعہ کہ وہ مستحق
بمقابلہ اون دو لوٹے اور موضع خالصہ کے ہے - اگر مدعاعلیہم کے لسنبت کسی سختی کا احتمال ہو تو
مین یہہ اور تحریر کرتا ہون کہ جب اونہون نے اپنی ڈگری کی علت ان جایدادون کو خرید
کیا تہا تو اونکو مدعی کے اس دعوے سے علم تہا جو اوس نے اس نالش مین ظاہر کیا ہے
مین اپیل نمبر ۸ ۱۸۸۹ء کو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون - مین اپیل اول نمبر ۹ ۱۸۸۹ء کو ڈگری
اور ڈگری عدالت ماتحت کو بدین حکم ترمیم کرتا ہون کہ بشمول اوس دادرسی کے جو از روے
ڈگری مذکور عطا ہوئی ہے مدعی بذریعہ ہمارے ڈگری کے مستحق اون دادرسیون کا قرار
پاویگا جو مین نے اوپر بیان کی ہین - نا مبردہ خرچہ ہر دو عدالت کا رسدی بقدر اپنی کامیابی پاویگا
ٹرل صاحب جسٹس - مین اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون -

---

ضلع سہارنپور　　　　اپیل دوم نمبر ۱۳۸ ۱۸۹۰ء　　　　منفصلہ ۱۳ مارچ
قبول سنگہ و یک کس دیگر　　بنام　　سانول داس و یک کس دیگر
اجراے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۰ و ۲۴۴ - درخواست

اجرا کا حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے خارج ہونا لیکن قرقی کا بحال رکھا جانا۔

ایک درخواست اجرائے ڈگری کی حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے خارج ہوگئی تھی لیکن بالبت لینے وقت خارج کرنے درخواست مذکور کے یہہ حکم دیا تھا کہ جو قرقی ڈگریدار نے جایداد مدیون ڈگری پر حاصل کی ہے وہ بدستور قائم رہیگی۔ حکم مذکور بالا کا نتیجہ ہے کہ جب کہ بعد ڈگریدار نے دوسری درخواست اجرائے ڈگری کی پیش ہوئی تو اوس پر احکام دفعات ۲۳۰ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جیسے کہ صاحب مجموعہ مذکور کے تحت ہیں یہہ درخواست اجرا ممنوع السماعت ہے۔ راد ہا چرن بنام مان سنگ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۹۰ کی تقلید ہوئی۔

واقعات اس مقدمے کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین بوسطے درج ہین

عبد المجید منجانب اپیلانٹان۔ سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمے کی حسب ذیل ہین۔

۲۶ مارچ ۱۸۸۵ء کو ڈگریداران رسپانڈنٹان نے ڈگری بابت مبلغ ۱۴۱ روپیہ ۵ آنہ معہ خرچہ بنام مدیونان اپیلانٹان کے حاصل کی تھی۔

ڈگری مذکور محض زرنقدی ڈگری تھی اور اوسکے اجرا کی اول درخواست ۹ دسمبر ۱۸۸۶ء کو ہوئی تھی کہ جو ۲۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو خارج ہوئی تھی۔

دوسری درخواست اجرا کی یکم اگست ۱۸۸۷ء کو ہوئی تھی اور وہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو خارج ہوئی تھی۔

تیسری درخواست اجرا کی ۱۱ نومبر ۱۸۸۸ء ہوئی تھی اور بذریعہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۹ء کو طے ہوئی تھی اوس تاریخ کو دو حکم ذیل جج ماتحت نے صادر کیے تھے ایک حکم حسب مضمون ذیل تھا۔

آج محمد عبد السبحان وکیل ڈگریداران نے بیان کیا کہ بالفعل مقدمہ خارج کیا جاوے ڈگریداران سے دریافت کرنے بعد درخواست کیجاویگی حکم ہوا کہ بتحریر روبکار علیحدہ مقدمہ خارج کیا جاوے۔ ۲۴ فروری ۱۸۸۹ء

علیحدہ روبکار متذکرہ حکم مذکور بعبارت ذیل ہے۔

منجملہ جایداد مقروقہ سابقہ کی حویلی و دو کانات مندرجہ اشتہار درخواست ڈگریداران بہ تعین تاریخ ۱۱ جنوری ۱۸۸۹ء اجرا سے حال مین واسطے نیلام ہوئی تھی کہ ڈگریداران معرفت ہر دیو داس مختار عام کی قبل پہونچنے امین کے موقع نیلام پر وہ نیلام ملتوی کرا دیا تھا

بعذر عدم وصول منجانب مدیونان پیش ہوکر بتاریخ ۲۸ فروری ۱۸۸۴ء بعدم ثبوت مین خارج
ہولیا مگر ڈگریدار نے واسطے سبیل زر مطالبہ کے اجتک کچھ درخواست نہین کی بلکہ وکیل
ڈگریداران نے خواہش اخراج مقدمہ کی کئے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ بعدم وصول خارج ہوکر
حساب زر مطالبہ ذیل مین قایم ہوکر ڈگری بعد درج حالات ضروری وکیل ڈگریداران کو
واپس دیجاوے اور واضح رہے کہ یہہ قرقی جایداد چھہ مہینہ سے زیادہ قایم نرہیگی فقط

اور چھہ مہینہ پیچھے ملازمین کی واپسی کا جو صرف نہین ہوی ڈگریداران کو امداد کا رہے فقط

پس یہہ حکم بہ تعلق فیصلہ مقدمہ کے ایک ضروری حکم ہے اور بلا خیال کرنے اس امر کے کہ اوسکا کل انگریزی مین ترجمہ کرنا ضروری ہے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ صاف ظاہر ہے کہ اخیر درخواست اجرا کی یعنے درخواست مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۸۴ء کے جج ماتحت نے حسب درخواست صریحی وکیل ڈگریدار کے خارج کی تہی۔

دوسرا امر جسپر مین ابہی اپنیدہ بشمول اس حکم کے غور کرونگا یہہ ہے کہ اوسکے رو سے یہہ حکم ہوا تہا کہ حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے مقدمہ خارج کیا جاوے حکم مذکور مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ قرقی بذریعہ اوس ڈگری کے دوسری چھہ مہینہ تک قایم رہیگی

یہہ مقدمہ ۲ ستمبر ۱۸۸۵ء کو شروع ہوا تہا جب ڈگریدار معہ اس درخواست اجرا ڈگری مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء کے ایا تہا۔ اس عذرخواست پر مدیونان ڈگری اپیلانٹان نے دراصل اس بنیاد پر اعتراض کیا تہا کہ بوجہ دست برداری درخواست اجرا ڈگری جین ما قبل درخواست ہذا کے جیسا کہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۴ء سے ظاہر ہے یہہ درخواست مقبول ہونی ممنوع ہے

لیکن اس اعتراض کو مدالت مرافعہ اولی نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ء کے نامنظور کیا تہا کہ جس حکم کو ضلع جج نے بصیغہ اپیل ۲۹ مارچ ۱۸۸۶ء کو بحال رکہا تہا بنا راضی اس حکم اخیر کے یہہ اپیل دوم پیش ہوا ہے اور مسٹر سندر لال نے منجانب رسپانڈنٹان کے ایک عذر ابتدائی اسمضمون سے پیش کیا ہے کہ بنا راضی حکم عدالت مرافعہ اولی مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ء کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل نہین ہوسکتا تہا اور اسلئے عدالت ہذا مین اپیل دوم کا حق نہین ہے لہذا بلا تجویز مزید متعلقہ اپیل ہذا کے مجہے اپیل ڈسمس کردینا چاہیئے۔

مینے مسٹر عبد المجید سے منجانب اپیلانٹ کے اس عذر ابتدائی کے جواب کا پوچھنا

ضروری نہین سمجہتا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ بالکل غیر صحیح ہے۔ کار روایات موجودہ مسل سے ثابت ہے کہ امور نزاعی مابین فریقین ڈگری کے جنکا تصفیہ بذریعہ حکم عدالت طرف اولی مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۳ء کے ہوا تہا ایسا تہا جو ایسے امور نزاعی کے زمرہ مین داخل ہے جنکا مقصود دوسرے ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ ہے کہ ملتوی التصفیہ صیغہ اجراء ڈگری مین کیجاوین نہ بذریعہ تقویت احکام صریحی دفعہ ۲ مجموعہ کے ایسے تصفیہ جات ڈگری مین جو تابع ایسے قواعد اپیل کے ہین جو مجموعہ مذکور مین محکوم ہین۔ لہذا مجہے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت مین اپیل ہو سکتا تہا۔

عذر ابتدائی کو نامنظور کرنیکے بعد یہہ بحث باقی رہتی ہے کہ آیا باعتبار اون واقعات کے جو عدالت اپیل ماتحت نے ثابت تجویز کئے ہین احکام عدالتہاے ماتحت کے قانوناً صحیح ہین یا نہین۔ اس امر پر غور کرنے مین مسٹر سندرلال نے مجہسے استدعا کی ہے کہ اسمقدمہ مین اور فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲) سے فرق کرنا چاہئے اور جس وجہ پر ذیعلم وکیل نے اصرار کیا ہے وہ یہہ ہی کہ اس مقدمہ مین جب حکم ۲۳ فروری ۱۸۸۶ء جج ماتحت نے مشعر اخراج مقدمہ صادر کیا تہا ذیعلم جج ماتحت نے یہانتک حکم دیا تہا کہ قرقی چہہ مہینہ تک قایم رہیگی۔ اسمقدمہ مین اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ اوس حکم کا کیا اثر ہے کیونکہ بطور امر واقعہ کے حکم مذکور مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۶ء ہے اور چہہ مہینہ واسطے بحالی قرقی کے منظور ہوئی تہی وہ قبل درخواست اجراء ڈگری تہا کے جو ۲۰ ستمبر ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تہی گذر گئے ہین۔

پس بحث دراصل سادہ ہے یعنے یہہ کہ آیا فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲) اسمقدمہ پر حاوی ہے یا نہین جو واقعات عدالت اپیل ماتحت نے بہ نسبت حکم مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۶ء کے ثابت تجویز کئے ہین وہ حسب ذیل ہین۔

تب وکیل ڈگریدار نے یہہ درخواست کی تہی کہ درخواست بالفعل خارج کر دیجاوے

بعدہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی راے قانونی حسب ذیل ظاہر کی ہے۔

بدرجہ غایت مجہے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہہ درخواست صریحاً نہ نامنظور ہوئی

اور نہ منظور ہوئی تو یہہ تصور کرنا چاہئے کہ مقدمہ باختیار یہہ درخواست کرنیکے خارج ہوا تہا اور دفعہ ۲۳۰ متعلق ہے درخواست مورخہ یکم اگست ۱۸۸۶ء باضابطہ تہی لہذا درخواست حال بین المیعاد ہے۔

پس مجھے یہہ تعبیر قانون کی غلط معلوم ہوتی ہے میرے ذہن مین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ مہرا دیا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) حالات مقدمہ حال سے متعلق ہے۔ جیسا کہ مین اوس فیصلہ کے اصول کو سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ ڈگریون کے اجرا کی تدبیر مثل عرائض نالش مقدمات نمبری لغرض حصول چارہ کار کے وجود دانستہ ہونی چاہیے اور مستعدی اوسکی پیروی ہونی چاہیے اور حسب اقتضاے قانون کے اونکی پیروی بغرض حصول داد رسی عدالت ہاے انصاف سے ہونی چاہیے اور جب درخواستین اجراے ڈگری کی باضابطہ داخل ہو جاوین اور بعد داخل ہو جانے اون درخواستون کے ڈگریدار اوس عدالت مین جسکو استدعا مندرجہ سوال کو طے کرنا پڑتا ہے بدین استدعا اوسکے کہ مقدمہ خارج کر دیا جاوے اور اوسیوقت عدالت سے اجازت صریحی اوس درخواست کے تجدید کرنے یا درخواست جدید اوس مطالبہ اور اوسکی انجام کی حاصل نکرے تو درخواست ثانی اجرا کی ممنوع ہوگی نہ بوجہ کسی قاعدہ امر تجویز شدہ کے بلکہ بوجہ اصول مندرجہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جسکے ساتھہ دفعہ ۳۷۳ اوسی ایکٹ کا پڑہنا چاہیے ممنوع ہوگی۔

یہہ بات موجود کیل ڈگریدار کی درخواست صریحی پر ہوئی تھی کہ ذیلی جج ماتحت نے درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۸۶ء کو خارج کیا تھا اور حکم اصلی مورخہ ۴ فروری ۱۸۸۸ء محولہ بالا مین کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ وکیل ڈگریدار نے استدعا کسی ایسے اجازت کے کی تھی کہ اوسکو درخواست اجراے ڈگری جدید داخل کرنیکی بارہ مین دیجاوے اور نکوئی ایسی اجازت دیگئی تھی

بدینوجوہ مین تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ مہرا دیا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) اس مقدمہ پر حاوی ہے اور حکم مورخہ ۴ فروری ۱۸۸۸ء مانع درخواست اجراے ڈگری حال ہے لہذا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ ہر دو عدالتہاے ماتحت نے درخواست اجراے ڈگری کے منظور کرنے مین غلطی کی ہے۔

بدینوجوہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے حکم دیتا ہون کہ درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۸ء کل عدالتون مین معہ خرچہ ڈسمس متصور ہو۔

منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۸ء — اپیل اول نمبر ۱۹۹ ۱۸۸۸ء — ضلع گورکھپور

متہرا داس بیکس دیگر بنام بھوانی غلام پال

رہنامہ — سود مابعد تاریخ وجوب کا۔ اقرار۔ ایکٹ ۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۹ او ضمیمہ نمبر ۱۱۶

صفحہ ۲۴۲ انگریزی

مدعا علیہ نے مدعیان کے نام ایک رہنامہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء کو لکھدیا تھا۔ رہنامہ میں یہ شرط تھی کہ اصل معہ سود بشرح ۶ ماہواری تاریخ تحریر سے اخیر سال میں ادا ہونا رہیگا۔ سود مابعد تاریخ وجوب کے ادا کرنیکی بابت رہنامہ میں کچھہ نہیں تھی۔ زر مذکور تاریخ وجوب پر ادا نہیں ہوا تھا۔ مدعیان نے ۱۹ جون ۱۹۰۸ء کو نالش واپانے زر اصل واجب الادا سے تمسک مذکور معہ سود بشرح مشترکہ تمسک مذکور تا تاریخ نالش کے کی ہے۔ اونہوں نے خطوط جو سلسلہ بجانب اور موجب اختیار مدعا علیہ کے لکھے گئے تھے پیش کئے ہیں کہ جو حسب بیان انکے بمنزلہ اقرارات ذمہ واری مدعا علیہ در باب ادا کرنے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہیں۔ لیکن یہہ صاف ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ خطوط مذکورہ متعلق کسی معاہدہ ادا کرنے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہیں یا اونسے کوئی ایسا معاہدہ موضوعہ ہوتا ہے۔ مدعیان نے کوئی کوشش نہیں کی کہ خود اپنے خطوط کے یا دیگر شہادت متعلق اپنے خطوط کے مضامین کے پیش کرتے کہ جنکے جوابات میں وہ خطوط تھے جو پیش کئے گئے تھے۔

تجویز ہوی کہ اگرچہ خطوط پیش کردہ مدعیان کی نسبت یہہ تصور ہوتا ہے کہ مدعا علیہ پر واجب التعمیل ہیں تاہم خطوط مذکورہ سے کوئی اقرار ذمہ داری مدعا علیہ کی در بارہ ادا کرنے سود تاریخ مابعد وجوب کے پیدا نہیں ہوتی ہے اور اگر ایسے سود کا دعوے بطریق خسارہ کے کیا گیا ہے تو دعوے مذکور خارج المیعاد ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کامن ولشمبر بانہہ و مہدی حسن صاحبان بیلانٹان۔ کاشی پرشاد و ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو مدعیان بیلانٹان نے بربنا رہنامہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء کے دائر کی تھی۔ معاوضہ اوس تمسک کا قرضہ سابق تعدادی الصہ اور قرضہ حال تعدادی صہ جسکے مجموعی تعداد صہ ہے مرکب ہوا ہی۔ جس میعاد کیواسطے تمسک مذکور لکھا گیا تھا وہ ایک سال ہے اور جائداد غیر منقولہ بطریق اطمینان کے مکفول کی تھی اور بحالت نادہندی کے اختیار نیلام کا دیا تھا۔ شرح سود مشروطہ تمسک مذکور ۶ فیصدی سالانہ اور کسرے زاید ہے اور تمسک مذکور ۲۴ فروری ۱۹۰۹ء کو واجب الادا ہو گیا تھا۔ تاریخ وجوب پر وہ ادا نہیں کیا گیا تھا۔ یہہ نالش ۱۹ جون ۱۹۰۸ء کو دائر ہوی تھی اور اوسکے ذریعے سے مدعیان استدعا لا پانے مبلغ صہ اصل معہ سود ابتدای ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء لغایت تاریخ ارجاع نالش بشرح متذکرہ تمسک تعدادی صہ

یا جملہ حقیت (صحاح صفحہ ۵) کی راہن مدعا علیہ اور جائداد مرہونہ سے کرتے ہین۔ مدعا علیہ نے اپنی ذمہ داری تمسک بہ نسبت زر اصل بابتہ سود بشرح متذکرہ تمسک اوس تاریخ تک کہ جس تاریخ کو وہ واجب الادا ہوا تہا انکار نہین کیا لیکن اوس نے دعوے مدعی جو بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے ہی اس بنا پر اعتراض کیا ہے کہ تمسک مین کوی معاہدہ بہ نسبت سود مذکور کے نہین ہے۔ ذیلعلیج ماتحت نے جنکی ڈگری کی ناراضی سے یہہ اپیل ہمارے روبرو پیش ہوا ہے ڈگری بحق مدعی بابت زر اصل واجب زر و تمسک معہ سود ایک سال لغایت ادائی تمام (صحاح صفحہ ۵) کے صادر کی اور مسئلہ الیہ نے بقیہ دعوے ڈسمس کیا۔

مدعیان نے اپیل کیا ہے اور اونکا اپیل دو امور پر محدود ہے اول بہ نسبت اوس طریقہ کے کہ جسمین ذیلعلیج ماتحت نے تمسک کی تعبیر کی ہے اور ثانیاً بہ نسبت بحث سود مابعد تاریخ وجوب کے۔ بالفاظ دیگر اپیل مین ہمارے روبرو صرف دو امور تنقیح طلب ہین یعنی یہہ کہ (۱) یا مضامین رہنامہ مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۸ء مین کوی شرط بابت سود بعد انقضاے ایک سال تاریخ وجوب تمسک کے ہے یا نہین اور (۲) یا بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب بطور خسارہ کے ممانعت میعاد سماعت مد ۱۱۶۔ ایکٹ ۵ ۱۸۷۷ء کے کسی اقرار یا اقرارات از قسم متذکرہ دفعہ ۱۹۔ ایکٹ متذکرہ اخیر سے محفوظ ہے یا نہین

ان دو امور مین سے اول امر کے نسبت مجہے کوی موقع شبہہ کا بہ نسبت عبارت دستاویز رہن کے جو صاف ہی نہین معلوم ہوتا ہے عبارت مذکور حسب ذیل ہے۔

مین بلا کسی عذر کے زر مذکور تمام و کمال اصل اور سود بشرح ۱۲ فیصدی ماہانہ اندر ایک سال کے ادا کر دونگا۔ اگر مین اندر میعاد معہودہ کے زر مذکور کے ادا کرنے مین قاصر رہون تو مہاجنان مذکور مجاز وصول کرنے زر مذکور کے ہونگے وغیرہ . . . . .

مجہے کوی فرق ایسا نظر نہین آتا ہے کہ جو مقدمہ حال اور مقدمہ سری نواس رام پانڈے بنام اودنرائن مصر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰۳) مین نکالا جا سکے اور چونکہ فیصلہ مشتہرہ اوس مقدمہ کا بعد سماعت پندت بشمبر ناتہ منجانب مدعیان اپیلانٹان بہ نسبت امر اول مقدمہ ہذا کے صادر کیا گیا تہا لہذا جو وجوہ ہمنے اوس فیصلہ سے متعلق کئے تہے وہ اس اپیل سے متعلق ہین اور جو تحریرات ہمنے اوس مقدمہ مین کی تہین اونکے اس موقع پر دوبارہ تحریر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ مجہے اطمینان ہے کہ باعتبار عبارت دستاویز مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۸ء کے کوی معاہدہ ادا کرنے سود تاریخ مابعد وجوب کے ادا کرنیکا نہین تہا اور صرف جس بنیاد پر مدعیان اوس نقصان سے نجات پا سکتے ہین جو اونکو بوجہ تاریخ وجوب زر رہن کے نہ ادا ہونیسے عاید ہوا ہے وہ بطریق خسارہ کے ہے کہ جسکے نالش کے لئے میعاد سماعت از روے مد ۱۱۶

ضمیمہ اول ایکٹ میعاد سماعت کے مقرر ہی چونکہ کیفیت یہہ ہے تو ہمکو جس امر پر غور کرنا ہی وہ یہہ ہے کہ آیا وہ میعاد سماعت
اونکی کسی خسارہ کے پابند نہین سدرلہ ہی یا نہین بتاریخ وجوب تمسک ہنامہ مناط نالش کی ۱۷ فروری ۱۸۸۱ع ہی
اور نالش ۱۹ جون ۱۸۸۸ع کو دایر ہوی تہی جو سات سال اور کوی تین یا چار مہینہ بعد اوس تاریخ کے ہی کہ جب
روپیہ دستاویز ہنامہ مذکور کا واجب الادا ہوا تہا۔ لیکن منجانب اپیلانٹان کے یہہ کہا جاتا ہے کہ مسل مین پانچ
دستاویزین ایسی موجود ہین کہ خواہ کل مجموعی طور پر یا فی نفسہٖ تصور کیجاوین بمنزلہ اقرار یا اقرارات حسب منشا
دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین اور اوس طور پر دعوی خسارہ کا میعاد سے محفوظ ہو جاتا ہی۔ ان دستاویزون سے
اول دستاویز نمبری ۴۳ مندرجہ پیپر بک اور مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۸۱ع ہے۔ وہ ہندی مین لکہی ہوی
ہے اور مین سمجہتا ہون کہ وہ خود مدعاعلیہ کے ہاتہہ کی لکہی ہوی ہی۔ وہ حسب منشا انگریزی لفظ مذکور کے
دستخطی نہین ہین یعنی دستخط کاتب کا ذیل مین خط مذکور کے ظاہر نہین ہوتا ہے اور نہ طریقہ مشرقی مین
پیشانی پر دستخط ہین لیکن جس لفافہ مین وہ بہیجا گیا تہا اوس سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہی۔ اوسپر یہہ لکہا ہے
خط منجانب راجہ مہوکر بنام بابو چہیدی لال ہی تحریرات دستاویز نمبری ۳۵ سے متعلق ہین کہ وہ بہی ہندی
مین لکہی ہوی ہے اور تین اور خطوط نمبری ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ سے متعلق ہی جو اردو مین لکہے ہوے ہین۔ بابت
انکے لفافون پر یہہ بہی لکہا ہوا ہے کہ وہ راجہ بہوانی پال کیطرف سے بابو چہیدی لال کے پاس آئی ہین
علاوہ برین مدعاعلیہ نے بذریعہ سوال مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۸۸ع مدخلہ عدالت جج ماتحت کے یہہ تسلیم کیا ہی کہ ہر ایک
اور کل اون خطوط مین اوسکی پاس سے آئے ہین اور بلا شبہہ مین اوسپر تنگ تعبیر قایم کرنیکو آمادہ نہین ہون
جو اوسمین بیان ہوا ہی بلکہ مین یہہ تجویز کرونگا کہ اوس سے یہہ مراد ہی کہ عام اس سے کہ خطوط مذکور خود اوسکی ہاتہہ
کی لکہے ہوے ہین یا نہین یا اوسکی دستخطی ہین یا نہین خطوط مذکور اوسکی ہدایات اور اختیار سے لکہے گئے تہے۔
بالفاظ دیگر مین خیال کرتا ہون کہ جو اونکی وقعت ہو سو ہو مدعاعلیہ کو پابند اون پانچون خطوط کا قرار
پانا چاہیئے۔ اس راے کو قایم کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین بہت آزادانہ تعبیر فیصلہ مقدمہ
متہرا داس بنام بابو لال انڈین لا ریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۹۳ پر قایم کرونگا جسکا اصول مین
اسمقدمہ مین اختیار کرتا ہون۔ لیکن اوسکے بعد بہت ضروری بحث پیش آتی ہی۔ کہ آیا یہہ خطوط بالانفراد یا
بالاجمال اقرار یا اقرارات کی حد تک نہ محض بہ نسبت قرضہ واز روے تمسک مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۸۱ع بابت
اصل و سود تا تاریخ وجوب بلکہ سود مابعد تاریخ وجوب کے نسبت بہی پہونچتی ہین یا نہین کہ جو سود حسب تذکرہ بالا صرف بطور
خسارہ کے دلایا جاسکتا ہی اور نہ بذریعہ کسی معاہدہ مشمولہ ہنامہ کے دلایا جاسکتا ہی لیکن مجہے معلوم ہوتا ہی کہ اگر
مدعیان چاہتے کہ ہم تعبیر ان خطوط کی مفید اونکے کرین اور بطور اقرار ذمہ داری منجانب مدعاعلیہ دربارہ ادا کرنے سود

مابعد تاریخ وجوب کے تصور کرین تو بدرجہ اَولیٰ وہ خطوط نوشتہ اپنی موسومہ مدعاعلیہ کے کہ جنکا ذکر اوس نے اپنی جوابات مین کیا ہی پیش کرانیکی تدابیر کرتے مثلاً ایسی امداد کے یہہ سمجھنا مشکل ہے مثلاً اس فقرہ کے معنی سمجھنا مشکل ہے جو خط نمبری ۴۳ مین پایا جاتا ہے تمہاری ہدایات کے بموجب دستاویز لکھدینگے اور دینگے اور دستاویز سر نو تبدیل کر دینگے - جہان تک مین دیکھہ سکتا ہون جس دستاویز کا اسموقع پر ذکر ہوا ہی وہ بجز اوس عام دستاویز کے اور کوئی نہین ہے جسکی میعاد گذر گئی ہے - لیکن دربارہ تعبیر کرنے خط نمبر ۴۳ کے یہہ کہا جاتا ہے کہ اس عبارت بہ نسبت سود کی جسکی بارہ مین ہم تمہکو لکھتے ہین لفظ سود سے نہ صرف بالضرور اوس سود کی مراد لینا چاہئے جو بابت زمانہ مابین ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء اور ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء کے واجب تہا بلکہ بابت زمانہ ابتدائے تاریخ اخیر لغایت تاریخ تحریر خط نوشتہ کے جسکے پہنچنے کا اوسمین ذکر ہے مراد لینا چاہئے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خطوط محولہ بالا مین سے کسیکی یا خط نمبر ۴۳ کی جو اخیر تاریخ کا ہے ایسی تعبیر قایم کرنیکے لئے کہ وہ متعلق سود مابعد تاریخ وجوب اور نیز سود متعلقہ معاہدہ تمسک کے ہین نہین چاہئے کہ اوس خط یا اون خطوط کو اپنی روبرو پیش کرا دین جو مدعیان نے مدعاعلیہ کے نام لکھے تھے یا اگر وہ اونکو پیش نکرتا تو شہادت منقولی اونکی مضامین کی اس امر مترشح کرنیکے لئے ہونی چاہئے تھی کہ سود مابعد تاریخ وجوب کا مطالبہ کیا گیا تہا اور مدعاعلیہ کو معلوم تہا کہ وہ مدعیان کو واجب یا قتنی ہے - عبارت دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد سماعت پر لحاظ کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین کسیطرح ایسے نتیجہ کے نکالنیکا یا یہہ تجویز کرنیکا مستحق ہون کہ خطوط مذکور مین ایسا مواد پایا جاتا ہے کہ جس سے مدعاعلیہ کی ذمہ داری کا اقرار بابت ادا کرنے سود بالائے قرضہ تمسکی بعد تاریخ وجوب تمسک مذکور کے قایم ہو سکیگا گو مین یہہ نتیجہ بہت تامل اور تردد کے ساتہہ اخذ کرتا ہون -

بدینوجوہ میری یہہ راے ہے کہ جج ماتحت کی راے صحیح ہے اور اونکی تعبیر بہ نسبت خطوط کے مناسب ہے - مجھے پہر یہ کہنا چاہئے کہ یہہ امر بلا افسوس کے نہین ہے کہ مین نے ان دستاویزوں کی نسبت یہہ تعبیر قایم کی ہے - مدعاعلیہ مدعی کا روپیہ بہت عرصہ دراز تک استعمال کرتا رہا ہے اور شرح سود مندرجہ تمسک غیر معقول نہین ہے - کہ جسکو مین بجز بوجہ وقت میعاد سماعت کے بنیاد معقول واسطے تخفیف کرنے خسارہ کے تجویز کرنے مین تردد نکرتا -

اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے لیکن بہ نسبت خرچہ کے ہم کچھہ حکم نہین دیتے ہین -

صفحہ ۲۷۱ انگریزی

ضلع مین پوری اپیل اول نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۹ اپریل

ٹیک ناتہہ بنام پیتمبر داس وغیرہم

رہن۔ ڈگری بمقابلہ ذات و دیگر جایداد مدیونان ڈگری کا بمقابلہ جایداد مرہونہ۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰۔

نالش نفاذ کفالت رہن مین مدعی نے بمقابلہ جایداد مرہونہ ونیز اگر جایداد مرہونہ سے ندکافی واسطے بیباقی اوسکے دعوے کے حاصل ہو تو دیگر جایداد و ذات مدعاعلیہم کے یعنی دونوں کے مقابلہ مین ڈگری چاہی تھی اور جو ڈگری مدعی نے حاصل کی تھی وہ بموجب استدعا مندرجہ عرضی نالش کے مرتب ہوی تھی یعنے یہہ کہ ڈگری مین صریحاً یہہ حکم تہا کہ اگر جایداد مرہونہ سے واسطے بیباقی زر ڈگری شدہ حق مدعی کے ندکافی حاصل ہو تو دیگر جایداد تینون مدیونان ڈگری کے اور ذات مدیونان ڈگری کے ذمہ دار ہونگی

تجویز ہوی کہ ڈگری مذکور بمقابلہ ذات و دیگر جایداد اشخاص مندرجہ ڈگری مذکور کے جاری ہو سکتی ہے بلا اسکے کہ ڈگریدار کو ضرورت حاصل کرنے ڈگری جداگانہ حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے پیش آوے۔

ملر بنام رنگیہ بی جو بیا از بدرۃ النظایر مفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۳۰۲) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اول صیغہ اجراے ڈگری کا ہے اور وہ کارروائی اجرا سے متعلق ہے جو بہ نسبت ڈگری مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء کے ہے ڈگری مذکور بعبارت ذیل ہے۔ یہہ ڈگری اور حکم ہوا کہ دعوے مدعی واسطے مبلغ (۱۹۱) معہ خرچہ رسدی اور سود دوران مقدمہ بشرح ۸ فیصدی ماہوار بالاے زر اصل اور ابتداے تاریخ امروزہ سے کل پر بنفاذ کفالت ونیلام ۵ بسوہ گدنپور کے ڈگری ہو۔ اور اگر جایداد مکفولہ کافی نہو تو ذات و دیگر جایداد پیتمبر داس و دہنپت راے وجایداد چندن لال ذمہ دار ہوگی اور بقیہ دعوے ڈسمس ہو۔

یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ ڈگری جزواً ایک ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ بنفاذ کفالت رہن کے ہے اور اوسکے روسے یہہ بہی استقرار ہوا ہے کہ جس حال مین جایداد مرہونہ واسطے ادا کرنے قرضہ رہن کے بحالت نیلام ناکافی ہو تو زر بقیہ دیگر جایداد و ذات

مدیون ڈگری سے قابل الوصول ہوگا۔ وہ ہمشکل مضامین اوس ڈگری کے ہے جو مسٹر جسٹس سید محمود صاحب نے اور خود مین نے اوسمقدمہ مین مرتب کی تہی جسکی رپورٹ زبدۃ النظایر مہتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۰۳ مین درج ہے۔

جب کوئی عدالت ڈگری نیلام کی حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر کرتی ہے اور عرضی نالش مین اسی قدر دادرسی کی استدعا کیجاتی ہے تو ڈگری مذکور کو صرف نیلام جایداد مکفولہ پر محدود ہونا چاہیے اور صرف اوسی صورت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ شرط ابعد مقصودہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ لیکن اسمقدمہ مین بلحاظ استدعا مندرجہ عرضی نالش کے خود ڈگری مین حکم صریحی اوس امر کا درج تہا کہ اوسکا التعین کیا جاویگا جب زر ثمن نیلام جایداد مکفولہ واسطے اداکرنے قرضہ رہن کے ناکافی ثابت ہوگا۔ جس ڈگری کی ایسی شکل ہے اوسکے ساتہہ اوس عدالت کو جسکا یہہ کام ہے کہ اوسکو جاری کرے یہہ اختیار نہین ہے کہ اوسکی مضامین کے پیچہے نظر کرے اور جب شرط مقدم متذکرہ ڈگری مذکور درباره نفاذ ڈگری بمقابلہ ذات و دیگر جایداد مدیون نافذ ہوگی تو عدالت موصوف کو اوس حکم کا موثر کرنا لازم ہے اور بمقابلہ ذات و دیگر جایداد کے ڈگری کا موثر کرنا لازم ہے یہی غرض تہی اور اسی غرض کے لئے یہہ بات تہی کہ ڈگریدار نے اپنی درخواست مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء داخل کی تہی جو منشاء حکم جج ماتحت ہے اور بنیاد اس اپیل کی ہے۔ منجانب مدیون ڈگری کے یہہ عذر ہوا ہے کہ ڈگریدار دیگر جایداد مدیون ڈگری کو نیلام اور بمقابلہ اوسکی ذات کے کارروائی واسطے غیر سودی بقیہ قرضہ رہن کے بلا حصول ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے نہین کرا سکتا ہے۔ مین بتلا چکا ہون کہ بنظر مضامین ڈگری کے کسی ایسی ڈگری کی ضرورت نہین ہے۔ لیکن جج ماتحت نے حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکی یہہ راے ہے کہ ڈگریدار کو ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسکو ڈگری مذکور کے عطا کرنے سے بدینوجہ انکار کیا ہے کہ ایسی ڈگری کا عطا کرنا محض امر اختیار امتیازی کا ہے اور بلحاظ مدیون ڈگری کے اس حجت کے کہ جایداد مرہونہ خریدہ ڈگریدار کل زر رہن واجب سے مالیت مین زیادہ ہے اور بہ ثبوت اس امر واقعہ کے کہ وہ ایک تہنیہ اندر کل زر واجب ادا کرنیکو امادہ ہین بشرطیکہ ڈگریدار جایداد کو چہوڑ دے ۔ ۔ ۔ لہذا مین قیاس کرتا ہون کہ ڈگریدار کی الوقع

وہ کل پا چکا جسکے پانیکا وہ انصافاً مستحق تہا۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس اجرا ڈگری کے کارروائی کے طے کرنیکا یہہ طریق صرف غلط ہی نہین ہے کیونکہ بحث دفعہ ۹ ایکٹ انتقال جایداد پر مطلق غور ہی نہین ہوا ہے بلکہ واسطے طے کرنے درخواست صدور ڈگری محکومہ دفعہ ۹ کے بہت ناکافی وجہ ہے ہماری راے مین حکم جج ماتحت کا قایم نہین رہ سکتا ہے اور اس اپیل کو ڈگری اور حکم جج ماتحت کو منسوخ کرکے ہم یہہ حکم دیتے ہین کہ مستاجر الیہ درخواست مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ع کو قایم کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرین اپیلانٹ اپنا خرچہ اس اپیل کا پاویگا۔

ضلع مین پوری اپیل دوم نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۱۲ اپریل

گوکل سنگہ بنام ٹیکارام وغیرہ

اجرا ڈگری۔ درخواست شخص ثالث بغرض منسوخی دستاویز بنا ڈگری کے میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت) دفعات ۵ و ۱۴۔

یہہ امر کہ ایک شخص ثالث پیروی اوس درخواست کی کر رہا ہے جو واسطے منسوخ کرانے اوس دستاویز کی تہی جسپر ڈگری مبنی تہی حافظ اوس میعاد کا ہوگا جو بمقابلہ اوس ڈگری کی گذر رہی ہے جس نے اپنی ڈگری کو میعاد معینہ مین جاری کرانیمین غفلت کی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سمین منجانب اپیلانٹ
جوکہو لال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ مقدمہ ہذا کے پاس ڈگری مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۸۵ع کے تہی۔ قبل اسکے کہ وہ کارروائی اجرائی کرے ایک شخص مسمی محرم نے ایک نالش بنام فریقین ڈگری واسطے منسوخ کرانے اوس رہنامہ کے دایر کی جسکے بنا پر وہ ڈگری حاصل ہوئی تہی عدالت مرافعہ اولی سے نالش محرم کی جزواً کامیاب ہوئی تہی۔ لیکن جو کچہہ کامیابی ہوئی تہی وہ اپیل مین زایل ہوگئی تہی۔ محرم کی نالش کی اخیر فیصلہ کی تاریخ ۹ نومبر ۱۸۸۸ع تہی بعدہٗ اپیلانٹ نے اپنی درخواست اجرا ڈگری کی تجدید کی اور عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی تہی کہ درخواست بین المیعاد ہے۔ لیکن اپیل مین جج ماتحت نے درخواست اجرا ڈگری کو اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ وہ خارج المیعاد ہے اب میرے روبرو یہہ حجت ہوئی ہے کہ

درخواست معقول ہے اور مقدمہ سیتارام پاراجی بنام ینمبا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۴۰) پر حوالہ بتائید اس بحث کے ہوا ہے۔ جس عذر پر اصرار ہے وہ یہہ ہے کہ ریز (؟) اشتبہہ کی درخواست اجراء ڈگری تک احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کو جسکی ساتھہ دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کا پڑہنا چاہئے عدالت کو وسعت دینا چاہئے کہ جسمین عدالت ہذا درخواست مذکور کو منظور کر سکے۔ لیکن قبل اسکے کہ دفعہ ۱۴ متعلق ہو سکے اپیلانٹ کو یہہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ جو کارروائی مجرمے کی تھی وہ بنا مخاصمت واحد پر مبنی تھی اور پیروی اوسکی بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین کیجاتی رہی ہے جو بوجہ نقص اختیار سماعت کے یا اوسی قسم کے دوسری وجہ سے اوسکو پذیرائی نہین کر سکتی تھی۔ ذلیعلم وکیل اپیلانٹ نے بہت مناسب طور پر یہہ منظور کر لیا ہے کہ اوسکے مقدمہ مین یہہ اصرار نہین ہو سکتا ہے اور اسلئے اونکا مقدمہ مقدمہ متذکرہ بالا سے مختلف ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ دفعہ ۱۴ اشتبہاً بھی اس درخواست سے متعلق نہین قرار پا سکتی ہے اور مجھکو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ اپیل ڈسمس کروں۔ بجائے سماعت اپیل کی ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو ہوئی تھی اور اوس روز رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا تھا۔ لہذا مین اپیل ڈسمس کرتا ہون اور بہ نسبت خرچہ کے کچھہ حکم صادر نہین کرتا ہون۔

ضلع سہارنپور — اپیل اول نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۴ مئی

ام فضل بنام رحیم النساء وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۲۴ و ۵۲۵۔ فیصلہ ثالثی۔ بربنا فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے ڈگری کیونکر مرتب ہونا چاہئے۔ اپیل۔

جب حسب محکومہ دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فیصلہ ثالثی عدالت مین داخل ہو جاوے تو فیصلہ اور ڈگری بنا اوسکی بالخصوص بعبارت فیصلہ ثالثی مذکور کے مرتب ہونا چاہئے۔ اگر اوسکی ڈگری ہے محض بعبارت عام دعوے ایک یا دوسرے فریق کا ڈگری کیا گیا ہے تو یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ ڈگری مذکور مطابق فیصلہ ثالثی کے ہے اور اگر مطابق فیصلہ کے نہین ہے تو اس ڈگری کی نالشی اپیل ہو سکیگا

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سندر لال و مالکمسن منجانب اپیلانٹ۔ رام پرشاد و غلام مجتبی و محمود حسن منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - چند شخصون نے اقرارنامہ ثالثی لکھدیا تہا
اور اوس اقرارنامہ کی رو سے جو ثالث مقرر ہوا تہا اوس نے اپنا فیصلہ ثالثی صادر کیا تہا مسماۃ رحیم النسا نامی ایک
اشخاص اول غرض نے فیصلہ ثالثی مذکور عدالت جج ماتحت سہارنپور مین درخواست کی کہ فیصلہ ثالثی
مذکور عدالت مین داخل کرایا جاوے - درخواست مذکور حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی گذری تہی
درخواست مذکور مین اوس نے یہہ بہی استدعا کی تہی کہ بموجب فیصلہ ثالثی کے اوسکے حق مین ڈگری بنام مدعاعلیہم
جو نالش مین فریق ثانی تہے صادر کیجاوے - ۳۰ نومبر ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے فیصلہ صادر کیا اور
ڈگری مرتب کی - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک ادخال فیصلہ ثالثی کو تعلق ہے وہ معقول حکم ہے لیکن
اوسپر ہمین غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ بنا ارضی حکم صرف حکم ادخال فیصلہ ثالثی مذکور کے کوئی اپیل نہین
ہے - جہانتک ڈگری مذکور ایک ڈگری محکومہ دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معلوم ہوتی ہے وہ قابل
اپیل نہین ہے بشرطیکہ وہ فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہو یا مطابق فیصلہ ثالثی مذکور کے نہو - ڈگری مذکور حسب ذیل
ہے یہہ ڈگری ہوئی در حکم ہوا کہ دعوی مدعیہ معہ خرچہ ڈگری ہو خرچہ جو مدعاعلیہم کو عاید ہوے اوسکے وہ خود متحمل
ہونگے بجز ظہور محمد مدعاعلیہ کے کہ جو اپنا خرچہ مدعیہ سے پاویگا - مدعیہ اپنا کل خرچہ مسماۃ ام فضل مدعاعلیہا
سے پاویگی - بقیہ مدعاعلیہم خرچہ مدعیہ سے بری کیجاتی ہین - یہہ وہ ڈگری نہین ہے جسکا مقصود ازروے
دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے - اوس قسم کے ڈگری سے جو عام عبارت مین ہو دفعہ مذکور مین بیان
ہوئی ہے جب کوئی جج بموجب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فیصلہ اور ڈگری صادر کرنیمین مصروف ہو تو اوسکو فیصلہ
مطابق فیصلہ ثالثی کے صادر کرنا چاہیے یعنی یہہ کہ اونکو فیصلہ مین اپنی تعبیر جو نسبت اوس فیصلہ ثالثی کے بابت حقوق
و فواید فریقین کے ہو بیان کرنا چاہیے - مثلاً اونکو یہہ کہنا چاہیے کہ مدعی مستحق موضع الف کا ہے اور مدعاعلیہ
مستحق موضع ب کا ہے اور اسطرحپر اور یہہ فیصلہ صادر کرنیکے بعد ڈگری بموجب اوس فیصلہ کے مرتب کرنا چاہیے
یعنی یہہ کہ اوس ڈگری کی رو سے تجویز حقوق متعلق فریقین کے ہونا چاہیے اور نہ یہہ کہ دعوی مدعی کا عبارت عام مین ڈگری
کیا جاوے جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے جبکہ ڈگری بربنا فیصلہ کے اسطرحپر مرتب ہو جاوے تو یہہ بحث کہ آیا اوسکی ناراضی سے اپیل ہو سکتا
ہے یا نہین اثبات پر منحصر ہوگا کہ آیا ڈگری مذکور فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہے یا مطابق اوسکی نہین ہے - ایسی عام
عبارت کی ڈگری کی صورت مین جیسی ڈگری اسمقدمہ مین ہے کسی عدالت کو اس امر کے تجویز کرنیکا موقع حاصل نہین ہو سکتا
ہے کہ آیا ڈگری فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہے یا نہین - بلاشبہہ وہ مطابق فیصلہ ثالثی کے نہین ہے کیونکہ اوسکے رو سے بالخصوص
کوئی حقوق و قواعد کسی قسم کے محدود نہین ہوئی ہین - عہدہ داران عدالت کیطرف سے ایسی غلطیان غالباً ظہور پذیر نہون
بشرطیکہ عہدہ داران مذکور قبل اسکے کسی خاص دفعہ پر عمل کرنیمین مصروف ہون اوس دفعہ کو باحتیاط تمام پڑہنے کی تکلیف اٹہا

کے دریافت کرنیکی نظر سے گوارا کرین کہ وہ کیا ضابطہ ہے جسکی اونکو قانوناً تعمیل کرنا ضرور ہے۔ ہمکو جائز ہے کہ ڈگری ۱۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو جہانتک کہ وہ کوئی شے علاوہ حکم ادخال فیصلہ ثالثی کے ہے منسوخ کرین چنانچہ ہم منسوخ کرتے ہین ہم کوئی رائے بہ نسبت روداد اسمقدمہ کے ظاہر نہین کرتے ہین۔ اپیل صرف اوس تنقیح سے بنا پر منفصلہ ہوا ہے جسپر ہمنے غور کیا ہے۔ جو کہ آپسمین مقدمہ کے نسبت قایم کی ہے اور اوسکے روسے دیگر وجوہ اسوقت پیدا نہین ہوتے ہین۔ ہم بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمہ کو ماتحت کے عدالت مین واپس بھیجتے ہین اور اونکو حکم دیتے ہین کہ فیصلہ اوسکا مطابق قانون کے کرین۔ خرچہ اس اپیل کا مقدمہ کے خرچہ مین محسوب ہوگا۔

صفحہ ۔۔ قانون

ضلع مرادآباد اپیل اول نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲ مئی

چاندمل و یک کس دیگر بنام انگن لال

نالش منجانب خریدار ڈگری واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو مدیون ڈگری متوفی کا اوسکے کارندہ کے قبضہ مین ہے۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۲۰۔

ایک شخص مسمی اجودھیا پرشاد کا کچھ روپیہ اوسکے نام کلکتہ مین جمع تھا اوس نے انگن لال کو اختیار دیا کہ اوس روپیہ کو وصول کرے اور اوسکے طرف سے اپنے پاس رکھے۔ اجودھیا پرشاد مراداباد مین فوت ہوگیا بعد اوسکے وفات کے زر مذکور جو قبضہ مین انگن لال کے باقی تھا منجملہ دایان اجودھیا پرشاد کے ایک دائن نے ایک ڈگری مین قرق کرایا۔ ڈگریدار نے اپنا حق بر دی ڈگری بہ نسبت روپیہ مقبوضہ انگن لال کے مدعی کے ہاتھ بیع کر دیا اور اوس نے انگن لال سے روپیہ مذکور دلاپانیکی نالش کی ہے۔

تجویز ہوی کہ ایسی نالش سے جو میعاد سماعت متعلق ہے وہ وہ میعاد ہے جو از روے مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے معین ہے۔

گوروداس بنام رام نراین سا ہو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶۰) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سندر لال و راجندر ناتھ منجانب اپیلانٹان رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ جس امر کی ہمکو تجویز کرنیکی ضرورت ہے وہ صرف میعاد سماعت کے بحث ہے۔ انگن لال نے ایک رقم زر کثیر کی بطور مختار عام اجودھیا پرشاد اپنے بھائی کے جو اس غرض کے لئے مختار تھا وصول کیا تھا۔ زر مذکور اجودھیا پرشاد

کیطرف سے وصول کیا گیا تھا۔ زرزندلو معقبوضہ انگن لال کو جو دہیا پرشاد کے ایک دیگر خریدار نے قرق کرایا تھا مدعیان اوس دیگر خریدار کے حقوق کے خریدار ہوگئے اور اونہون نے اس نالش مین انگن لال سے وہ روپیہ وصول کرنا چاہا ہے۔ انگن لال کیطرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ مد ۶۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے۔ اگر مد مذکور متعلق ہے تو نالش خارج المیعاد ہے۔ برعکس اسکے مدعیان اپیلانٹان کیطرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ صرف مد ۱۲۰ اوس ضمیمہ کا ایسا ہے جو متعلق ہوتا ہے اگر مد مذکور متعلق ہے تو نالش بین المیعاد ہے کیونکہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان بمقابلہ انگن لال کے قایممقام جو دہیا پرشاد کے ہین۔ ہم ضرور یہہ خیال کرتے کہ مد میعاد سماعت کا یعنی مد ۶۲ جو خاصکر طور پر نالش منجانب جو دہیا پرشاد سے متعلق ہوتا وہی نالش مدعیان سے بھی متعلق ہوگا لیکن منجانب مدعیان کے ہمارے روبرو مقدمہ گور دہن داس بنام رام نراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶۰) پر بطور اس امر کے ثابت کرنیکے حوالہ ہوا ہے کہ مد ۶۲ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ اوسمقدمہ مین مدعی نے اوس روپیہ کو وصول کرنا چاہا تھا جو مدعا علیہ نے سماۃ موتی داسی کیطرف سے بابت قیمت لکڑی کے جو اوسکے طرف سے فروخت ہوئی تھی وصول کیا تھا۔ فی الواقعہ وہ لکڑی مدعی کی تھی جس سے شوہر موتی داسی نے مدعیکو بیجا طور پر بیدخل کر دیا تھا۔ تب مدعا علیہ نے یہہ حجت کی تھی کہ مد ۶۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء کا متعلق ہے مد مذکور لفظ بلفظ وہی ہے جو مد ۶۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت حال کا ہے حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی کہ چونکہ وقت فروخت کرنے لکڑی کے مدعا علیہ نے بطور کارندہ موتی داسی کے عمل کیا تھا اور چونکہ روپیہ اوسی کے واسطے وصول کیا تھا اور نہ مدعیکی واسطے تو مد ۶۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء کا متعلق نہین ہے اور جو مد متعلق ہو سکتا ہے وہ مد ۱۲۰ ضمیمہ مذکور کا ہے اور جو مضمون مد ۶۲ ضمیمہ ایکٹ حال کا ہے۔ جب ہم اون خاص الفاظ پر لحاظ کرتے ہین جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اوسمقدمہ مین اوسوقت استعمال کئے ہین کہ جب یہہ تشریح کی ہے کہ مد ۶۰ متعلق تہین اور بلحاظ اس امر کے کہ انگن لال نے جو دہیا پرشاد کیطرف سے روپیہ وصول کیا ہے اور نہ مدعیان کیطرف سے یا اون دیگر خریدارون کیطرف سے کہ جنکا حق اونہون نے خرید کیا ہے تو ہمکو تجویز کرنا لازم آتا ہے کہ مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء کا وہ مد ہے جو اسمقدمہ سے متعلق ہے لہذا نالش بین المیعاد ہے۔ دیگر تنقیحات کی تجویز عدالت ماتحت مین بحق مدعیان ہوئی ہے۔ اون تجاویز پر بذریعہ ادخال اعتراض محکومہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اعتراض نہین ہوا ہے لہذا ہمین اون تجویزون کو منظور کرنا چاہئے چنانچہ ہم منظور کرتے ہین۔ نظر بران ہم اپیل معہ خرچہ ڈگری کرتے ہین اور ڈگری القدر رزر متدعویہ مدعیان یعنی بابت مبلغ لعہ ۹ پائی معہ سود

سود بشرح ۶ روپیہ فیصدی ابتدائے تاریخ اجراء ڈگری سے اور خرچہ ہر دو عدالت کے صادر کرتے ہین۔

صفحہ ... انگریزی

ضلع شاہجہانپور اپیل اول نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۹ جون

بلدیو پرساد بنام جیت سنگہ وغیرہم

میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مدات ۱۰ و ۱۱۱ و ۱۳۲ و ۱۴۴

سیوبرن سنگہ نے اپنی جایداد جو اوسوقت دو شخصون کے قبضہ مین بطور مرتہن منفصلی کے تہی بلدیو پرشاد کے ہاتہہ بیع کردی۔ مشتری نے اپنا نام داخل کرالیا لیکن زرثمن ادا نہین کیا۔ لہذا بایع کے قایممقامون نے مشتری پر نالش دلاپانے دخل جایداد یا دلاپانے زرثمن کے دایرکی۔ اونکی عرضی نالش مین استدعا حسب ذیل تہی۔ کہ مدعی کو حق راہنی ۔۲ بسوہ محال نمبر ا موضع برایان پرگنہ تلہر جسکی مالیت پر حسا ب چکونہ مبلغ عہ سالانہ ہوتا ہے اور مالیتی عہ روپیہ بجمیعت ۶ ویندہن بجا جونہی کار روائی داخلی رج جو بر طبق درخواست داخلخارج مدخلہ مسماۃ مہاکنور بیوہ شیوبرن سنگہ مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کے ہوئی ہے اور بہ بیدخلی و استقرار عدم استحقاق مدعاعلیہ بوجہہ نہ ادا کرنے زرثمن متذکرہ بیعنامہ مذکورہ بالا کے دخل دلادیا جاوے۔ اگر مدعاعلیہ بیع مذکور کو موثر کرنا چاہے تو اوسکو حکم دیا جاوے کہ مبلغ عہ زرثمن معہ سود آیندہ مدعیان کو ادا کردے ورنہ بیع موسومہ مدعاعلیہ غیر موثر قرار دیا جاوے۔ دعوے بہ تعین عہ زرثمن مندرجہ بیعنامہ و مالیت جایداد کے۔

بیع ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو ہوئی تہی اور نالش ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کو دایر ہوئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ نالش خارج المیعاد ہے اگر نالش واسطے منسوخی بیعنامہ کے ہے تو ازروے مد ۹۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے اور اگر واسطے تعمیل معاہدہ کے ہے تو ازروے مد ۱۱۳ کے اور اگر نالش منجانب بایع جایداد غیر منقولہ بغرض نفاذ اوسکی کفالت اوپر زرثمن غیر مودی کے ہے تو ازروے مد ۱۱۱ کے بہ تسلیم اس امر کے کہ شے مبیعہ جایداد غیر منقولہ ہے نالش ازروے مد ۱۴۴ کے خارج المیعاد ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہے اوسمین مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا تہا کہ اونکے مورث شیوبرن نے ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو بیعنامہ بنام بلدیو پرساد مدعاعلیہ بمعاوضہ مبلغ عہ

کے لکھدیا تھا اور بہ نسبت معاوضہ بیع کے یہہ اقرار ہوا تھا کہ بعد رجسٹری کے ادا کیا جاویگا - از روے بیعنامہ کے حقیت واقعہ جایداد شیو برن سنگہ کی بلدیو پرشاد مدعا علیہ مقدمہ کیطرف منتقل ہوی تہی - بذریعہ رہن منفعی ۱۸۶۷ء کے جایداد پر اوجاگر سنگہ و منوہر سنگہ قابض تھے اور ابتک قابض ہین - عرضی نالش مین یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ بلدیو پرشاد نے زرثمن ادا نہین کیا اور شیو برن سنگہ نے بلدیو پرشاد کے اپنا نام داخل کرانے پر اعتراض کیا تہا اور یہہ کہ شیو برن سنگہ کے وفات کے بعد اوسکی بیوہ مہا کنور کو مدعا علیہ نے ستمبر ۱۸۸۱ء مین اپنا نام داخل کرانے مین مغالطہ دیا تہا - بیوہ مذکور اپریل ۱۸۸۶ء مین فوت ہوی تہی - علاوہ بحث خرچہ کے دادرسی متدعویہ مندرجہ عرضی نالش حسب ذیل تہی -

کہ مدعیان کو حق ... بی ۲۰ بسوہ محال نمبر ۱ موضع پرپیان پرگنہ تلہر جمعی الف ۵ ... پر جسکا
... ہوتا ہے اور مالیتی ... بہ تبعیت قرضہ رہن اور بنا جوازی کارروائی داخل خارج جو بر طبق
درخواست داخل خارج مدخلہ مسماۃ مہاکنور بیوہ شیو برن سنگہ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۸۸۱ء ہوی تہی اور
بہ بیدخلی اور استقرار عدم استحقاق مدعا علیہ بوجہ نہ ادا کرنے زرثمن متذکرہ بیعنامہ مذکورہ بالا -
دخل دلا دیا جاوے - اگر مدعا علیہ بیع مذکور کو موثر کرنا چاہے تو اوسکو حکم دیا جاوے کہ مبلغ
... زرثمن معہ سود آیندہ مدعیان کو ادا کر دیوے ورنہ بیع موسومہ مدعا علیہ غیر موثر قرار
دیا جاوے - دعوے بہ تعین ... زرثمن مندرجہ بیعنامہ بابت جایداد کے -

نالش کی تجویز جج ماتحت نے کی تہی جنہون نے یہہ تجویز کیا تہا کہ زرثمن ادا نہین کیا گیا تہا اور مثنا الیہ نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی - معلوم ہوتا ہے کہ جج ماتحت کے ذہن مین بحث میعاد سماعت کی نہین تہی - بصیغہ اپیل ہمارے روبرو یہہ حجت ہوی ہے کہ دعوے مدعیان پر جس شکل سے نظر کیجاوے وہ خارج المیعاد ہے - بجانب دیگر پنڈت سندر لال نے منجانب ... کے یہہ حجت کی ہے کہ مقدمہ کو ایسا تصور کرنا چاہئے کہ جس سے مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) جہانتک زرنقد کا دعوے ہے متعلق ہے اور مد ۱۴۴ متعلق ہے جہانتک ... کا دعوے ہے - اگر مدار مقدمہ کا اوپر منسوخی بیعنامہ ۱۸۶۷ء کے ہے تو وہ بوجہ میعاد معینہ ... مد ۹۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ساقط ہے - فی الحقیقت کوی مقدمہ منسوخی دستاویز مذکورہ ثابت نہین ہوا ہے - اگر معاملہ مین فیمابین شیو برن سنگہ اور مدعا علیہ کے کوی فریب ہوا تہا تو وہ بعد تحریر بیعنامہ کے ہوا تہا اور اگر کوی فریب موجود ہے تو وہ مدعا علیہ کے اپنی معاہدہ کے تعمیل نہ کرنے مین شامل ہے - ہمکو اس امر کے نسبت کوی راے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا معاہدہ ادا کرنے

زرثمن کے محض عدم تعمیل قانوناً بطور فریب کے کہی جاسکتی ہے۔ بیانات بہ نسبت اون حالات کے جنمین داخل خارج بعدہ ہوا تہا ایسے بیانات مین جیسے اوسوقت کے فریب کا ایما ہوتا ہے۔ اگر یہہ نالش بطور نالش تعمیل مختص معاہدہ تصور کیجاوے یعنے اس مضامین سمجہی جاوے کہ مدعا علیہ کو حکم ہو کہ زرثمن ادا کرکے اپنی معاہدہ کی تعمیل کرے تو نالش مذکور از روے مد ۱۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے خارج المیعاد ہے۔ اگر نالش مذکور بطور نالش نفاذ کفالت بایع اوپر زرثمن غیر مودی کے تصور کیجاوے تو وہ از روے مد ۱۱۱ کے خارج المیعاد ہے۔ ہم مد ۱۲۰ کو متعلق نہین کرسکتے ہین کیونکہ مقدمہ الیسا ہے جسکے لئے اور طور پر میعاد معین ہے۔ مد ۱۳۲ غیر متعلق ہے کیونکہ مد ۱۱۱ بالخصوص متعلق ہے بہ تسلیم اس امر کے کہ شے مبیعہ جائداد غیر منقولہ ہے۔ اگر شے مبیعہ غیر جائداد غیر منقولہ کے سوا کچہہ اور ہوتی اور کوئی دوسرا مد متعلق نہوتا تو مد ۱۲۰ متعلق ہوتا اور پہر بہی نالش خارج المیعاد ہوتی۔ مد ۱۴۴ متعلق نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ہر چارہ کار جو مدعی حاصل کرسکتا تہا اون مدون مین سے کسی نہ کسی کے روسے خارج المیعاد ہے جنکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت اوسوقت متعلق نہین ہوتا ہے کہ جب کوئی دوسرا مد متعلق ہونیکے قابل ہوتا ہے۔ اندریںحالات ہم اپیل منظور اور نالش مدعیان معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتے ہین

ضلع سہارنپور — اپیل اول نمبر ۱۸۱ ۱۸۸۵ء — منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۶ء — صفحہ ۳۳ امر تجویزی

بودہن وبکس دیگر بنام فضل علی

اجرائے ڈگری مین مزاحمت - میعاد سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۸ و ۳۳۰ و ۳۳۱ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ نمبر ۱۶۷ -

بودہن وبکس دیگر دارندہ ایک ڈگری بابت جایداد غیر منقولہ کے تہے - نامبردگان نے اپنی ڈگری کے اجرا کی درخواست کی لیکن اسکے موقع پر بغرض دخلدہانی کے جانیکے وقت ایک شخص مسمی فضل علی شاہ رنبرہ کی طرف سے مزاحمت ہوئی - اس مزاحمت کے بابت ایک مقدمہ ہوا تہا جسکو عدالت مرافعہ اولی نے بحق مدعیان فیصل کیا تہا - مدعا علیہم نے ضلع جج اور ہائیکورٹ دونون کے حضور مین اپیل کیا تہا مگر انکا اپیل بوجہ دو اصطلاحی کے بنا پر ساقط ہو گیا تہا - بعدہٗ ڈگریداران نے پہر درخواست اجرا کی کی اور ۳ نومبر ۱۸۸۲ء کو منجانب فضل علی کے پہر مزاحمت ہوئی - ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کو فضل علی نے ایک مختارنامہ اوس شخص کے نام داخل کیا جو نیتی جہر یہ اوس اجرائے ڈگری مین ذریعہ مزاحمت کا تہا - ڈگریداران نے اس مزاحمت ثانی کے بابت ۳ مارچ ۱۸۸۳ء کو استغاثہ پیش کیا - اس استغاثہ کو جج ماتحت نے بعذر خارج المیعاد کے ڈسمس کیا - تب ڈگریداران نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

تجویز ہوئی کہ فضل علی بمقابلہ کے نسبت مناسب طور پر یہہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بلحاظ حسب منشا دفعہ ۳۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مزاحمت کی ہے جب کہ نامبردہ نے مختارنامہ بنام اوس شخص کے داخل کیا جو اوس تاریخ کے باعث مزاحمت کا ہوا ہو یا نہوا ہو اور دعوے خارج المیعاد نہیں ہے؟

سندرلال و موتی لال منجانب اپیلانٹان — کالون منجانب رسپانڈنٹان

جج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - قایمقام جج ماتحت سہارنپور نے ۳ مارچ ۱۸۸۶ء کو وہ مقدمہ بربنا میعاد سماعت کے ڈسمس کیا ہے جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے ہمین واضح ہوتا ہے کہ فضل علی نے حسب منشا دفعہ ۳۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مزاحمت کی ہتی جب نامبردہ نے مختارنامہ بنام اوس شخص کے داخل کیا تہا جو باعث مزاحمت کا قبل اوس تاریخ کے رہا ہو یا نرہا ہو - جہانتک ہم دیکہہ سکتے ہین یہہ امر قابل بحث ہے کہ آیا بلحاظ اس واقعہ کے کہ فضل علی کا معاملہ باعتبار اصول امر تجویز شدہ کے بہ نسبت حقوق مدعیان دربارہ کارروائی انکی اجرائے ڈگری کے ختم ہوچکا تہا - مزاحمت ثانی فضل علی کی بطور مزاحمت اوس شخص کے متصور ہوسکتی ہے یا نہین جو بموجب دفعہ ۳۳۱ کے دعویدار بہ نیک نیت ہوتا ہے - چونکہ فیصلہ مقدمہ کا بحث میعاد

سماعت پر ہماری راے مین بیجا ہوا ہے لہذا ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض فیصلہ روداد ی کے واپس بھیجتے ہین۔ خرچہ عدالت ہذا اور جو اب تک عاید ہوا ہے مقدمہ مین محسوب ہوگا۔

صفحہ ۱۳۳ نمبر ۱۳ ضلع میرٹھہ اپیل اول نمبر ۱۷۰ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۳ امی

امولک رام وپہولچند دیگر بنام چمپا لال

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح دوم۔ امر تجویز شدہ۔ مقدمہ سابق مین جو امر جوابدہی کے بنا قرار دیا جاسکتا تھا۔

امولک رام وپہولچند نے تین جداگانہ نالشات مین ڈگریان بنام چمپا لال واسطے نیلام جایداد مکفولہ کے حاصل کی تہین۔ اون نالشون کے جوابدہی کے لئے چمپا لال کبہی حاضر نہین ہوا تہا لیکن جب اجرا اون ڈگریات کا چاہا گیا تو نامبردہ نے عذرات داخل کئے کہ جو نامنظور ہوے تہے۔ تب چمپا لال نے ایک نالش جداگانہ واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ جس جایداد کے مقابلہ مین امولک رام وپہولچند ڈگریداران نے ڈگریان حاصل کی ہین وہ بوجہ استحقاق راہنان مدعا علیہم زر رہن کرنے جایداد مذکور کے قابل نیلام نہین ہے اس نالش مین نامبردہ نے بہ نسبت اوس جایداد کے ڈگری پائی کہ جسکو سابق کی دو نالشون سے تعلق تہا لیکن بہ نسبت اوس جایداد کے جسکو نالش سوم سے تعلق تہا اوسکی نالش ڈسمس ہوی تہی۔ تب اوس نے اور نیز ڈگریداران نے بہ نسبت دیگر دو نالشون کے اپیل کیا۔

تجویز ہوی کہ جو امور مدیون مدعی نے بیان کئے ہین وہ ایسے امور ہین کہ جو نالشات سابق مین جسمین وہ مدعا علیہ تہا جوابدہی کی بنا قرار دیجا سکتی تہے لہذا نالش حال بذریعہ اصول امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت ہے واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کالون و اجودہیا ناتہہ و رتن چند منجانب اپیلانٹان کاشی پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ امولک رام وپہولچند نے نالش ابتدای نمبر ۱ ۱۸۸۵ء و نالش ابتدای نمبر ۱۹۶ ۱۸۸۵ء و نالش ابتدای نمبر ۱۹۵ ۱۸۸۵ء مین ڈگریان بنام مدعا علیہم نالشات مذکور واسطے نفاذ کفالت تین مختلف تمسکات کفالتی بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ مندرجہ ہر تمسک منجملہ تمسکات مذکور کے حاصل کی تہین۔ منجملہ نالشات مذکور کے ہر نالش مین چمپا لال احد المدعا علیہ تہا۔ اوسکا یہہ بیان ہے کہ مینی اون نالشون کی جوابدہی نہین کی تہی اور جہانتک

اوسکو تعلق ہے وہ ڈگریان یکطرفی ہین۔ امولک رام اور بہولچند اپنی ڈگریون کے جاری کرنے اور جایداد مکفولہ کے نیلام کرانے مین مصروف ہوے۔ چمپالال نے اجرای ڈگری کے نسبت عذرات داخل کئے تھے۔ عذرات مذکور نامنظور ہوے ہین اور اوسپر نامبردہ نے یہہ نالش دایر کی جس سے یہہ اپیل و اپیل اول نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۶۹ء ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہ نالش بغرض حصول استقرار اس امر کے دایر ہوی ہے کہ جایداد مکفولہ اون ڈگریون کے اجرا مین نیلام سے بری کر دیجاوے۔ ہماری راے مین جج ماتحت نے فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ کو صحیح طور پر نہین سمجہا اور ڈگری بحق چمپالال بہ نسبت اوس جایداد کے صادر کی کہ جسکے نیلام کا حکم از روے ڈگریات مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۹۶ و ۱۹۵ سنہ ۱۸۶۸ء کے ہوا تھا اور نالش کو اوسقدر ڈسمس کیا جسقدر متعلق اوس جایداد کے تھی کہ جسکے نیلام کا حکم از روے ڈگری مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۶۸ء کے ہوا تھا۔

ڈگری عدالت ماتحت کی اوس جزو کی ناراضی سے چمپالال نے اپیل کیا ہے جسکی رو سے دعوے مدعیکا ڈسمس ہوا تھا۔ اوس اپیل کا نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۶۹ء ہے۔ دوسرا اپیل نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۶۹ء امولک رام و بہولچند نے بناراضی اوسقدر ڈگری عدالت ماتحت کے داخل کیا ہے جسکی رو سے دعوے مدعیکا منظور ہوا تھا۔ ہمارے روبرو منجانب چمپالال کے یہہ حجت ہوی ہے کہ ڈگریات مقدمات ابتدائی نمبری ۱۹۱ و ۱۹۶ و ۱۹۵ سنہ ۱۸۶۸ء مجریہ قابل پابندی نہین ہین اور اس نالش مین وہ یہہ ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ جایداد ہاے مکفولہ جایداد راہن کے نہین ہین بلکہ ایک دوسرے شخص کی جایداد ہین جسکے توسط سے چمپالال اون جایدادون کا دعویدار ہے لہذا اون جایدادون کے رہن کرنیکا راہن مجاز نہ تھا۔ بجانب دیگر یہہ حجت ہوی ہے کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا متعلق ہے اور از روے ڈگریات ہر سہ مقدمات محولہ بالا کے یہہ امور ختم ہوچکے ہین۔ منجانب چمپالال کے یہہ کہا جاتا ہے کہ دفعہ ۱۳ متعلق نہین ہے کیونکہ اون مقدمون مین وہ بطور پسر متبنی رام نراین کے طلب کرایا گیا تھا اور اسلئے نامبردہ نے اون مقدمون مین جوابدعوی داخل نہین کیا تھا۔ ہماری راے مین یہہ امر غیر اہم ہے کہ وہ کس نام سے نامزد کیا گیا تھا فی الواقعہ اونمقدمون مین سے ہر مقدمہ مین وہ فریق کیا گیا تھا۔ اونمقدمون مین سے ہر مقدمہ مین اوسکو بیان تحریری داخل کرنیکا موقع حاصل تھا اور اگر کوئی ایسا امر موجود تھا جو دعوی نیلام اوس خاص جایداد کو جو رام نراین نے مکفول کی تھی شکست دے سکتا تھا اوسکو نامبردہ پیش کرسکتا تھا اور اوسکو پیش کرنا چاہئے تہا۔ ہماری راے مین دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی

ایسے نالش سے جیسے کہ یہہ ہے متعلق ہوتا ہے۔ بموجب تشریح دوم دفعہ مذکور کے بہ امر جو کہ
مقدمہ سابق مین جو ابدعوی کی بنا قرار دیا جا سکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا سمجہا جاویگا کہ
وہ مقدمہ مین ایک امر صریحا اور در اصل تنقیح طلب تہا۔ کامل طور پر ظاہر ہے کہ اگر کوئی
فریق مقدمہ کسی ایسے امر کے پیش کرنیمین قاصر رہے جس سے اوسکو ایسے وسایل حاصل ہوتے
کہ جس سے فریق ثانی پر حملہ کرسکے یا خود اپنی حفاظت کرسکے تو فریق مذکور ایسے امر کو نالش مابعد
مین جو فیمابین اونہین فریقین کے ہو پیش نکرسکیگا۔

اندرینحالات ہم اپیل اول نمبر ۱۷۰ ۱۸۸۹ء کو معہ خرچہ منظور اور نالش مدعی جہانتک
کہ وہ عدالت ماتحت مین منظور ہوئی ہے ڈسمس کرتے ہین۔ ہم اپیل اول نمبر ۲۲۴ ۱۸۸۹ء کو معہ خرچہ
ڈسمس کرتے ہین۔ جسقدر عدالت ماتحت نے نالش مدعی کو ڈسمس کی ہے اوسقدر ہم اوسکی
ڈگری معہ خرچہ بحال کرتے ہین۔

ضلع بریلی اپیل دوم نمبر ۲۵۶ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۷ مئی
ملدیو سہاے بنام بیجناتہہ

صفحہ ۱۴۲ ۱۸۸۸ انگریزی

ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۵ و ۹۰۔ رسدی۔ دوران مقدمہ
دو جایدادین الف و ب ازان مختلف مالکان کی بذریعہ تمسک مشترکہ قرضہ واحد کے

کے بابت رہن ہوئی تہین۔ مرتہن نے اپنی تمسک کے ذریعہ سے نالش کی تہی اور ڈگری حاصل کرنیکے بعد
جایداد الف کو نیلام کرایا جسکا زرثمن قرضہ رہن کے بیباق کرنیکیلئے جسقدر کافی تہا اوس سے بہت زیادہ ثابت
ہوا تہا۔ لیکن نیلام مذکور سے پہلے زید نے ایک محض زر نقد کی ڈگری کے اجرا مین جایداد الف مین
ایک حصہ حاصل کرلیا تہا۔ چنانچہ زید نے نالش ولاپانے رسدی کی جایداد ب سے اسلئے کی تہی کہ جہانتک
اوسکا حصہ جایداد الف مین تہا اوس نے قرضہ رہن کو بیباق کیا تہا اور بالاخر ڈگری بحق اوسکی صادر
ہوئی تہی لیکن اوسمقدمہ کے دوران مین جایداد ب بکر کے نام منتقل کردی گئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ زید جایداد مذکور کو بہ تبعیت زید کے اوس استحقاق کے جو در بابہ اوس کے رسدی
پانیکے ہے اور بلالحاظ اس امر کے کہ اوسکا حصہ جایداد الف مین زایل ہوگیا ہے پاویگا۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
کانمن و امیر الدین منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتہہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس ـ سوی اتفاق سے واقعات اور تواریخ متعلق اوس اپیل کے جن سے یہہ مقدمہ ظہور پذیر ہوا ہے عدالت اپیل ماتحت نے زیادہ تر مختصر شکل مین بالتصریح اور بالخصوص بیان نہین کی ہین ـ المختصر معاملہ اسطرح پر ہے ۱۸۸۳ء مین رام جیمل درشتہل داس نے ایک رہننامہ سادہ تعدادی ساد ۵ بنام ایک شخص مسمی ہنبی دہر کے لکہا تہا ـ بطور اطمینان قرضہ مذکور کے رام جیمل نے اپنا ۱۴ بسوہ ۱۴ بسوانسی نامدار گنج کا اور تہل داس نے اپنا ۵ بسوہ ۵ بسوانسی سرولی کا رہن کیا تہا ـ اپریل ۱۸۸۸ء مین ہنبی دہر مرتہن نے اپنی دستاویز کے روسے نالش کی اور ڈگری حاصل کرنیکے بعد رام جیمل کا ۱۴ بسوہ ۱۴ بسوانسی نامدار گنج کا نیلام کرایا اور وہ اسقدر کو نیلام ہوا تہا جو قرضہ رہن کے ادا و بیباق کرنیکے لئے کافی سے زیادہ تہا ـ لہذا ہنبی دہر معاملہ سے غایب ہوگیا اور اینده اوسکے نام کی ذکر کرنیکی ضرورت نہین رہی ـ

قبل اس نیلام کے بیچنا تہہ مدعی حال ۳ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو ایک زر نقد کی ڈگری کے اجراءمین جو بنام رام جیمل کے تہی ۷ بسوانسی ۱۲ جہو لسنی منجملہ ۱۴ بسوہ ۱۴ بسوانسی ازان رام جیمل واقعہ نامدار گنج کے حاصل کر چکا تہا جب ڈگری رہن کے اجراءمین رام جیمل کے کل حقیت واقعہ نامدار گنج نیلام ہوی تہی مدعی بقدر اوس حقیت کے محروم کر دیا گیا تہا جو اوس نے جایداد مذکور مین حاصل کی تہی یعنے ۷ بسوانسی ۱۲ جہوانسی سے محروم کر دیا گیا تہا ـ بالفاظ دیگر نامبردہ نے اوسقدر کہ حقیت نیلام ہوی تہی قرضہ رہن ادا و بیباق کر دیا تہا ـ لہذا میری راے مین وہ مستحق اون حقوق کا ہوگیا جو دفعہ ۸۲ ـ ایکٹ انتقال جایداد مین محکوم ہین اور چونکہ وہ قایمقام رام جیمل کا ہے وہ مستحق ہے کہ سرولی سے اوسقدر رسدی طلب کرے کہ جسقدر سرولی کو زر قرضہ ادا کرنا چاہئے تہا ـ

لہذا مدعی نے نالش بنام رام جیمل و تہل داس کے دایر کی اور رام جیمل ظاہر ازیا: تمتہ خبیر ترتیب کے شریک کیا گیا تہا ـ بذریعہ نالش مذکور کے مدعی نے بعبارت صاف و صریح جایداد غیر منقولہ سرولی سے دعوی رسدی مناسب اوس قرضہ رہن کا کیا ہے جو بقدر ۷ بسوانسی ۱۲ جہوانسی نامدار گنج کے اوسکو ادا کرنا پڑا ہے ـ نالش مذکور کا گذر تین عدالتون مین ہوا کہ جسکا انجام بذریعہ ڈگری عدالت ہذا کے ہوا اور جسکے روسے یہہ تجویز ہوی تہی کہ مدعی مستحق رسدی کا سرولی سے بقدر مبلغ ... کے ہے ـ

میری راے مین یہہ نالش محض زر نقد کی نالش نہین ہے ـ وہ ایسی نالش ہے

جسکا اثر بذریعہ عمل قانونی کے جایداد غیر منقولہ سرولی پر ہے اور اوسکا جہان جایداد سرولی سے اوس شئے کے حاصل کرنیکی طرف تہا جو قانوناً اوسپر رسدی دینا از روے دفعہ ۸ ایکٹ انتقال جایداد کے لازم تہا۔ اب دیکہنا چاہیے کہ یہہ انکار نہین ہے کہ اوس مقدمہ کے دوران مین اور ظاہراً بغرض زایل کرنے حق جایز مدعی کے نہتمل داس نے سرولی کو ملدیو سہای مدعاعلیہ حال کے نام منتقل کر دیا ہے۔ میری راے مین یہہ انتقال دوران مقدمہ مین ہوا ہی کہ جو دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد مین داخل ہے اور جو انتقال کہ اسطرحپر کیا جاوے اوسکی روسے جایداد منتقل الیہ کے پاس معہ اون کل نقصون کے جاویگی جو جایداد مذکور کے سر پر ہین اور جنکی وہ تابع بذریعہ اوس نالش کے ہوگی جو اوسوقت دایر تہی۔ لہذا ملدیو سہای مدعاعلیہ نے وہ جایداد اون حالات مین اور ایسے حالات کے ذریعہ سے پائی ہے کہ جن حالات کیوجہ سے جایداد مذکور کے اوسکو مجبوراً پابندی اوس ڈگری کے قابض ہونا پڑیگا کہ جو اوس نالش مین صادر ہوئی ہے۔ غرض اور مقصود اصول دوران مقدمہ کا یہہ ہے کہ کثرت جہگڑہ کی نہونے پاوے اور اگر کوئی ایسا قاعدہ قایم نکیا جاتا تو فریق کسی ایسے مقدمہ کا جسمین جایداد غیر منقولہ کو تعلق ہے جایداد مذکور ایک درجن مختلف منتقل الیہم کے نام منتقل کر سکیگا کہ جسکا یہہ نتیجہ ہوگا کہ ایک درجن نالشین اون انتقالون کی منسوخ کرانیکی لئے اوسکو دایر کرنا پڑینگی۔ بموجب اون وجوہ کے جو مینے بیان کی ہین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی صحیح ہے اور یہہ کہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیے اور معہ خرچہ ڈسمس کیجاوے۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۱۴۴ انگریزی

ضلع اعظمگڈہ اپیل دوم نمبر ۱۶۱۰ ۱۸۸۶ع منفصلہ ۴ مئی

رگہوبیر سنگہ بنام نندو سنگہ وغیرہم

رہن بذریعہ بیع شرطی۔ شفعہ۔ وقت کہ جب سے حق شفعہ پیدا ہوتا ہے۔ واجب العرض

رہن بیع شرطی کی صورت مین موقع استعمال حق شفعہ کا اوسوقت تک نہین ہوتا ہی کہ جبتک بیع شرطی مذکور قطعی نہوجاوے۔ لہذا جب رہنامہ بیع شرطی مذکور کا قبل طیاری واجب العرض اوس موضع کے جہان جایداد مرہونہ واقع ہے لکہا گیا تہا لیکن بیع مذکور قبل تیاری واجب العرض مذکور کے قطعی نہین ہوا تہا تو بروقت قطعی ہونے بیع مذکور کے استحقاق فریقین کا تابع شرایط فقرہ شفعہ واجب العرض مذکور کے ہوگا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سمین منجانب اپیلانٹ — مہدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

اشٹریٹ صاحب جسٹس (باتفاق رائے نائکس صاحب جسٹس کے) یہہ نالش شفع
کی ہے اور مدعی اپیلانٹ ہے۔ واقعات حسب ذیل ہین ۱۵ اگست ۱۸۷۶ء کو اوتم اندر وغیرہ نے
کچھہ اراضی بنام نندو سنگہ وغیرہ کے بیع شرطی کی تھی میعاد تین سال کی تھی اور بروقت اختتام اوس
میعاد کے اگر روپیہ ادا نہو تو بیع مذکور کا بیع قطعی ہونا قرار پایا تھا۔ روپیہ ادا نہین ہوا اور ۱۸۸۱ء مین
کارروائی بیعیات کی بمقابلہ بائعان شرطی کے کی گئی تھی اور بموجب آئین کے میعاد بارہ مہینے کی
گذر گئی اور جولائی ۱۸۸۱ء مین مشتری شرطی نے ڈگری حاصل کی تھی۔ بعدہ اوس ڈگری کے
اجرا مین نامبردہ نے ۲ جولائی ۱۸۸۲ء کو دخل پایا تھا۔ یہہ نالش ۲۷ جولائی ۱۸۸۲ء کو دایر ہوئی تھی
اب دیکھنا چاہئے کہ مین یہہ ذکر کر چکا ہون کہ بیعنامہ شرطی مذکور مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۷۶ء
ہے اور اوسوقت وہ واجب العرض جسکی شرایط کی بنا پر مدعیان اور روے معاہدہ اور رواج کے
دعویدار ہین بالوجود نہتا کیونکہ ۱۹ جنوری ۱۸۷۷ء تک وہ طیار نہین ہوا تھا۔ حسب تذکرہ بالا اوسی
واجب العرض کی بنا پر یہہ بات ہے کہ دعوے مدعیکا قایم ہوا ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے اوسی بنا
دعوے ڈگری کیا ہے۔ ذیعلم جج نے بعینہ اپیل یہہ تجویز کی کہ چونکہ بتاریخ تحریر بیعنامہ شرطی یعنی ۱۵
اگست ۱۸۷۶ء کو واجب العرض مذکور بالوجود نہتا لہذا اوسکی شرایط شرکا پر بانتقال الیہم ریئل پابند
نہین ہین۔ میری رائے مین ذیعلم جج کی رائے بیع شرطی کے نوعیت کی غلط فہمی پر مبنی ہے جیسا
کہ عدالت ہذا کے بہت سے فیصلون مین تشریح ہوئی ہے اور جیسا کہ ایکٹ انتقال جایداد مین تسلیم
ہوا ہے معاملہ رہن بیع شرطی کا ایک رہن مع اپنی کل ضروری لازمات اور حقوق کے ہے اور
معاملہ مذکور کے فریقون کے تعلقات وہی ہوتے ہین جو تعلقات راہن اور مرتہن کے مع اپنی کل لازمات
اور حقوق کے ہوتے ہین اوسوقت تک کہ رہن بیع شرطی مذکور حسب طریقہ معقودہ قانونی بیع قطعی ہو جاوے
پس اگر اسمقدمہ مین یہہ بحث ہوتی کہ حقوق راہن اور مرتہن کی تجویز اوسی حیثیت سے بذریعہ
واجب العرض آخر الذکر کے نہین ہو سکتی ہے تو یہانتک مین اتفاق کر سکتا تھا لیکن جب رہن مذکور
بذریعہ نادہندی راہن اور کارروایات بیعیات اور ڈگری صادرہ بربنا کارروائی مذکور کے ایک
بیع ہو گیا ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ حسب منشا اوس واجب العرض کے ایک بیع ہے اور بابین
فریقین کے ایک نئی حالت اشیا کی پیدا ہو گئی ہے کہ جس سے یہہ واجب العرض متعلق ہوگا اور
جسکے نسبت شفیع مستحق قایم رکھنے اپنی اس نالش کا ہے۔

مسٹر مہدی حسن نے منجانب مشتری شرطی کے بہت زور کے ساتھہ یہہ اصرار کیا ہی کہ اس واجب العرض مین ایک محدود اور صاف وصریح شرط اسلئے مقرر ہے کہ بیع شرطی کے صورت مین کیا کرنا چاہیے اور وہ یہہ اصرار کرتے ہین کہ بہ نسبت ایسے معاملات کے یہی تنہا اور مجرد طریقہ شرکا کو اپنی دعوی شفع کے پیش کرنیکے لئے مقرر ہے۔ مین اس بحث سے اتفاق کلیہ نہین کرتا ہون۔ اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ شریک یعنی مدعی مقدمہ ہذا کو وہ موقع حاصل نہین ہوگا ہے جسکا مقصود از روے شرایط واجب العرض کے ہے اور اوسکو مجبوراً عدالت مین آنا اور اپنی استحقاق شفع کو اس شکل سے ظاہر کرنا پڑا ہے۔ لیکن مین یہہ کہنے کو طیار ہون کہ واجب العرض کے جس شرط پر ذی علم کونسل نے حوالہ دیا ہے وہ فقرہ امتناعی نہین ہے بلکہ اجازتی ہے اور اوسکی روسے اختیار شریک کا دربارہ اظہار اپنی حق شفع بہ نسبت بیع مکمل کے یعنے ایسے بیع شرطی کے جو قطعی ہو چکا ہے قطع نہین ہو جاتا ہے اور نہ اوس سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔

چونکہ بہ نسبت فیصلہ ذی علم جج کے جو اسمقدمہ مین ہے مین یہہ راے قایم کرتا ہون لہذا ضروری نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ اپیل ڈگری ہونا چاہیے اور ڈگری کیا جاتا ہے اور چونکہ اونکا فیصلہ بربناء محض امر ابتدائی کے ہے لہذا مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین لغرض بحالی بہ نمبر سابق قایم ہونے اور بر فہرست اپیلہاے متدایرہ اور لغرض فیصلہ مطابق قانون کے واپس جاویگا۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

مین یہہ اور کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ بحث میعاد سماعت پر غور کرنیکے بعد میری یہہ راے ہے کہ اس نالش مین کوئی میعاد سماعت عارض نہین ہے مد ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت متعلق نہین ہے۔ مشتری نے بحیثیت خریدار کے قبضہ واقعی کل جایداد مبیعہ از روے بیع تنسیخ طلب کے نہین پایا تھا۔ برعکس اسکے نامبردہ نے ڈگری عدالت کے اجرا مین دخل پایا تھا۔ اگر جایداد مبیعہ قابل دخل واقعی کے تھی کہ جس سے مشتری کو انکار ہے تو دخل واقعی دراصل مشتری نے ۱۶ جولائی ۱۸۸۶ء کو پایا تھا۔ اگر جایداد قابل دخل واقعی کے نہین تھی تو کوئی بیعنامہ رجسٹری شدہ متعلق اوسکی نہین ہے کیونکہ بیع مذکور بذریعہ حکم بیعبات و ڈگری مصدرہ بربناء بیعبات مذکور کے مکمل اور مختتم ہوا تھا۔

صفحہ ۱۵۳ انگریزی

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۴۴۳ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۲۱ مئی

بودہ رام راے وغیرہم بنام دی سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل

گذرہام - استحقاق مجسٹریٹ کا محصول کے ادا کرنیسے معاف کرنیکا - آئین بنگال ۱ ۱۸۸۵ء - ایکٹ ۱۷ ۱۸۷۸ء (ایکٹ گذرہاے ہند شمالی) دفعہ ۴ -

چونکہ از روے ضمن (۱) آئین ۱ ۱۸۸۵ء کے ضمنا مجسٹریٹ ضلع اور جائینٹ مجسٹریٹ کو محصول استعمال گذرہ کے ادا کرنیسے معافی عطا کرنیکا اختیار دیا گیا ہے تو جو حکم مجسٹریٹ ضمن مذکور مستمر استقرار اس امر کے صادر کیا ہے کہ بعض اشخاص ایک خاص گذرہام کے استعمال کے بابت محصول ادا کرنیسے معاف ہیں ایک حکم جایز حسب دفعہ ۴ ایکٹ ۱۷ ۱۸۷۸ء کے ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں -

ہوم دمنجانب اپیلانٹان — رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - یہہ اپیل ایک خاص قسم کی نالش سے متعلق ہے جو مدعیان اپیلانٹان نے بنام سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا واسطے استقرار اس امر کے عدالت دیوانی دایر کی تہی کہ ہمکو بحیثیت زمیندار اور اسامیان ایک خاص مقام موسومہ تاڑی کے جو دریاے گنگ کے کنارہ جنوبی پر واقعہ ہے استحقاق عبور دریاے مذکور کا بذریعہ گذرہام حسب دستور قدیم بلا ادا کرنے کسی محصول کے حاصل ہے اور یہہ کہ سرکار اور اونکی ٹہیکہ دارون کو ہم سے محصول مانگنے کا اختیار نہین ہے - عرضی نالش مین یہہ بیان ہوا ہے کہ چونکہ موضع مدعیان کا حسب تذکرہ بالا واقعہ ہے تو واسطے اپنی کاشتکاری و حصول خوراک و دیگر وسایل ہستی کے یہہ بات ضروری ہے کہ غازیپور جانیکے لئے وہ دریا کے پار جاوین کہ جو کنارہ شمالی پر واقعہ ہے اور اونہون نے مفصل بیان کیا ہے کہ وے اور اونکے مورثان اور اونکی رشتہ مندان ہمیشہ اوسکو پار اوترتے رہے ہین اور اونسے کبہی محصول نہین مانگا گیا ہے - اونہون نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ ۱۸۷۱ء مین اوسوقت کے ٹہیکہ دارون نے ہمارے ازادانہ عبور پر اعتراض کیا تہا اور ایک مناظرہ پیدا ہوا تہا جو اوسوقت کے مجسٹریٹ ضلع مسٹر ساندرس صاحب کے روبرو پیش ہوا تہا اور جنہون نے بعد صدور حکم تحقیقات کیجانیکے ۸ ۲ نومبر ۱۸۷۱ء کو مقدمہ مین ایک حکم مرتب کیا تہا - ہم ایک لمحہ مین اس حکم کا زیادہ خصوصیت کے ساتہہ ذکر کرینگے - ہمنے بہت باریک بینی کے ساتہہ بیان جوابدہی

کو ملاحظہ نہین کیا ہے لیکن ہمنے مسٹر رام پرشاد ذلیعلم وکیل سرکار کی بحث کی سماعت کا فایدہ جو بجناب سکرٹری اف اسٹیٹ کے اونہون نے کی ہے حاصل کیا ہے اور جو حجت بجواب دعوے مدعیان کے پیش کی گئی ہے اوسکو بہت صاف اور صحیح عبارت مین قایم کیا ہے۔ اونکا یہہ بیان ہے کہ مدعیان کو ادا ے محصول سے کسی ایسے حاکم مجاز نے معاف نہین کیا ہے جس سے سرکار اونکو اوس محصول کے معافی سے انکار کرنیمین ممنوع ہوسکے پس اب یہہ دیکہنا چاہیے کہ قراین مقدمہ کی کیا ہین ظاہر اس سے انکار نہین ہے کہ بیانات مندرجہ عرضی نالش صحیح ہین اور سالہا سال سے جسکی مدت قریب نصف صدی سے زیادہ ہے زمینداران موضع اور اونکے اسامیان اس گذر عام کو بلا مطالبہ ادا ے محصول کے استعمال کرتے آے ہین۔ یہہ بخوبی سمجہہ مین اسکتا ہے کہ ایسا کیون ہوا کیونکہ ظاہر ہوتا ہے کہ گذر کے ایک کنارہ پر ان خاص زمینداروں کی زمین واقعہ ہے اور ممکن ہے کہ یہہ ہوا ہو کہ جسوقت اول اول انتظام ہوا تہا کوی معاہدہ بعیوض اسکے ہوا ہو کہ اونہون نے کوئی جزو اپنے زمین کا واسطے استعمال عام کے چہوڑ دیا ہو یعنے قریب گذر کے دکہن جانب چہوڑ دیا ہو۔ لیکن بہرکیف یہہ جو کچہہ ہو سو ہو ہمارے روبرو حکم مسٹر ساندرس صاحب مورخہ ۲۸ نومبر ۱۸۶۸ء موجود ہے کہ جو بشرطیکہ اونکو اوس حکم کے صادر کرنیکا اختیار تہا ہمین قطعی معلوم ہوتا ہے۔ مسٹر رام پرشاد نے بجناب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کی ہے کہ حکم مذکور قطعی نہین ہے کیونکہ از روے آئین ۶ ۱۸۱۹ء کے کوی اختیار بعبارت صریح مجسٹریٹ ضلع کو عطا نہین ہوا ہے کہ معافی یا معافیان محصول کے عطا کرسکے اور آئین مذکور کو بطور کلیہ کے پڑہکر یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ گورنمنٹ اور صرف گورنمنٹ کو وہ اختیار حاصل ہے جس سے معافی ہوسکتی ہے۔ مسٹر رام پرشاد نے ضمن (۶) آئین مذکور پر بہت زور دیا ہے لیکن ہمین معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ قراین مقدمہ کے وہ اہم نہین ہے۔ اوسمین اون صورتون کا ذکر ہے جنمین لوگ مستحق معاوضہ کے بہ نسبت ایسے گذر ہاے خانگی کے ہوجاتے ہین جو بوجہ قایم ہونے گذر عام کے موقوف ہوجاتے ہین یا جنکو نقصان پہونچتا ہے۔ ضمن (۱۱) آئین مذکور کا ایسا ہے جسپر نظر کرنا چاہیے اور ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان معمولی قواعد تعبیر کو اوس سے متعلق کرے کہ جسصورت مین اوسکے روسے صاحبان مجسٹریٹ اور جینٹ مجسٹریٹون کے لئے کوئی خاص اختیارات محفوظ رکہی گئی ہین تو اوسمین سے ایک

اختیار محصول سے معاف کرنیکا اختیار ہے اور آئین مذکور مین وجود اون اختیارات کا پہلے سے قیاس کرلیا گیا ہے ورنہ دفعہ مذکور بے معنی ہوجاویگی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ الفاظ ضمن (۴) کے کیا ہے۔ اون کل شخصون کو جنکو اہتمام گذرگاہ عام کا سپرد ہو عام اس سے کہ وہ کوئی محصول ادا کرتے ہون یا نہ کرتے ہون بر طبق کبول کرنے اوس عہدہ کے بالتصریح یہہ اعلان کیا جاویگا کہ صاحبان مجسٹریٹ اور جینٹ مجسٹریٹ اختیار تخفیف شرح محصول یا اوسکے ادا کرنے سے معافی عطا کرنیکا اختیار ایسے اوقات پر اور ایسے طریقہ سے خود اپنے اختیار مین رکہینگے جو بنظر بہبودی عامہ خلایق کے مناسب ہو۔

پس ہم اون الفاظ کو اسطرح پر نہین پڑہ سکتے ہین کہ اونکی مراد بجز اسکے کچہہ اور ہے کہ صاحبان مجسٹریٹ اور جینٹ مجسٹریٹ جنکو اختیار شرح محصول مین تخفیف کرنے اور ادائے محصول سے معافی عطا کرنیکا حاصل ہے وہ اون لوگون کو جو ٹہیکہ گذرگاہ لیتے ہین اوسکی اطلاع کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ بالتصریح یہہ سمجہہ لین کہ بعض صورتون مین معافی ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔ ہمکو دفعہ مذکور کے اوس جز و پر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے جسمین ذکر اس امر کا ہے کہ جینٹ مجسٹریٹ اون وسایل کو استعمال کریگا تو اوسحالت مین کیا ہوگا۔

یہہ امر قابل لحاظ کے ہے کہ دفعات ۱۶ و ۱۷ ایکٹ ۷ ۱۸۷۸ء مین ایک حکم قانونی اس قسم کا ہے لیکن صرف یہہ فرق ہے کہ یہہ امر بعبارت صاف و صریح قرار پایا ہے کہ محصول سے معافی کا اختیار لوکل گورنمنٹ کے ہاتھہ مین رہیگا لیکن یہہ حکم قانونی زمانہ ماضی پر موثر نہین ہے اور حکم مذکور ایکٹ مذکور کے عمل پذیر ہونیکے وقت سے اور اوسکے بعد سے اثر پذیر ہوگا اور قانون مذکور کے دفعہ ۴ سے کافی طور پر ثابت ہے کہ جسکی رو سے احتیاط مناسب واسطے تحفظ اون کل تجاویز اور استقرارات و احکام و قواعد مصدرہ اور اقرارات منعقدہ اور ضمانت ہاے گرفتہ از روے آئین مذکور کے کرائی گئی ہے اور جنکی نسبت یہہ تصور کیا جاویگا کہ وہ تجاویز و استقرارات و احکام وغیرہ حسب منشاء ایکٹ ۷ ۱۸۷۸ء کے ہین۔ پس ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بطور نتیجہ ضروری کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر جیسا کہ ہم تجویز کرتے ہین مسٹر ساندرس صاحب کو ۴ م نومبر ۱۸۷۵ء کو اون لوگون کو محصول سے معافی عطا کرنیکا اختیار قانوناً بذریعہ تاثیر ایکٹ حال کے حاصل تہا تو وہ معافی بموجب ایکٹ مذکور کے ہوجاتی ہے اور از روے ایکٹ مذکور کے اوسکی وہی تاثیر ہے کہ گویا لوکل گورنمنٹ

سے یہہ معافی کی ہے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مرافعہ اولے
کی راے صحیح ہی جس نے اپنا فیصلہ بحق مدعیان صادر کیا تہا اور اوسکے فیصلہ مین خلل انداز
ہونا چاہیے۔ یہہ امر قابل تحریر ہے کہ بجز اس امر قانونی کے عدالتین ماتحت کو اپنی
تجاویز واقعاتی مین اتفاق ہے۔ ہم اپیل ڈگری اور ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور
ڈگری منصف کو معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتے ہین۔

۱۸۸۸ء صفحہ ۱۳۲ انگریزی | ضلع جونپور۔ اپیل دوم نمبر ۱۵۹۴ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۴ مئی

جبو دانند و یک کس دیگر بنام کنہیا لال

شفع ۔ واجب العرض کی تعبیر ۔ شرع محمدی ۔

بمقدمہ شفع مبنی بر واجب العرض کے الفاظ اہم واجب العرض زیر مد رواج شفع
کے حسب ذیل ہتی بروقت انتقال حصہ مالکانہ کے استحقاق خریداری اول شریک خاندان
واحد کو اور بعدہ شریک موضع کو بترجیح شخص اجنب کے پہونچیگا بشرطیکہ شریک مذکور وہی
قیمت ادا کرے جسکے ادا کرنیکو شخص اجنب امادہ ہے۔

تجویز ہوئی کہ ان الفاظ سے یہہ مقصود تہا کہ خاص رواج شفع کا محدود کر دیا جاوے
اور محض یہہ مراد نہین ہے کہ رواج شفع کی بموجب شرع محمدی کے پابندی کیجاوے۔

رام پرشاد بنام عبدالکریم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) سے امتیاز کیا گیا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہونگے۔

بنرجی منجانب اپیلانٹان سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب (ناکس صاحب جسٹس متفق الراے) یہہ نالش شفع کی ہے
اور مشتری اپیلانٹ ہے۔ مدعی حسب شرائط واجب العرض کے شریک مسلمہ ہے اور مدعا علیہ
شخص اجنب ہے۔ شرائط واجب العرض زیر مد رواج شفع حسب ذیل ہین۔ بروقت انتقال
حصہ مالکانہ کے استحقاق خریداری اول شریک خاندان واحد یعنے خاندان بائع کے اور
بعدہ دیگر شرکا موضع کو بترجیح شخص اجنب کے پہونچیگا بشرطیکہ شریک مذکور وہی قیمت ادا
کرے جسکے ادا کرنیکو شخص اجنب امادہ ہے۔
عدالت ماتحت نے دعوی ڈگری کیا ہے اور مسٹر بنرجی منجانب مشتری اپیلانٹ

پیچیدہ کرتے ہین کہ واجب العرض کے اس فقرہ کے روسے محض تعریف ودلن اشخاص کی
ہوئی ہے جو شفیع محق شفع کے ہین اور اوسکے روسے رواج کی تصریح یا تعریف نہین
ہوئی ہے کہ جس رواج کے لئے شرع محمدی پر نظر کرنا چاہیے کہ جس قانون کے روسے بحالت
نہونے معاہدہ یا رواج مخالف کے رواج قایم ہوتا ہے۔ تاہم اوس رائے نے کے
مشار الیہ نے ہمارے توجہ اوپر مقدمہ رام پرساد بنام عبد الکریم (انڈین لاریپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) کے مایل کی ہے کہ جو فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے
بہائی محمود صاحب کا غور کیا ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ صاف
طور پر قابل امتیاز ہے اور جو عبارت اوس مقدمہ کی واجب العرض مین استعمال
ہوئی ہے وہ اس عبارت سے جو یہان استعمال کی گئی ہے بالکل مختلف ہے اوس مقدمہ
کے واجب العرض مین یہہ عبارت تھی۔ رواج شفع کا بموجب دستور ملک کے مروج ہے
اور جیسا کہ مین ذیعلم چیف جسٹس کی رائے کو سمجھتا ہوان اوس مقدمہ مین کوئی شہادت بحز
استقرار مندرجہ واجب العرض کے اسبارہ مین نہین تھی کہ نوعیت رواج کی کیا ہے اور ذیعلم
چیف جسٹس نے اوسمین یہہ کہا تھا کہ جس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون یعنے یہہ کہ جب
ایسے عام الفاظ استعمال کیے جاوین تو جس رواج پر نظر کرنا چاہیے وہ رواج وہ ہے جو کہ
کے ساتھہ مروج ہو یعنی وہ رواج جو از روے شرع محمدی کے تسلیم ہوا ہے۔ لیکن اس مقدمہ
مین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو واجب العرض مین اوس رواج کی تعریف اور تصریح درج ہے
کہ جو اور جس فقرہ پر مینے توجہ مایل کرائی ہے اوسکے ہر چہار پہلو مین وہ طریقہ بالخصوص معین
ہے کہ جس طریقہ سے اوس رواج کا استعمال اور انتظام ہونا چاہیے ہے۔ بالفاظ دیگر
استحقاق شفع ابتدا شریک یکجدی کو اور ثانیا شریک موضع کو پہونچتا ہے اور بہ نسبت اون
دونون کے یہہ شرط ہے کہ اونکو واسطے جایداد مبیعہ کے وہی قیمت دینا چاہیے کہ جو اوس جایداد
کے لیے دینے کو شخص غیر طیار ہے۔ جو تعبیر مینے بہ نسبت مقدمہ رام پرساد بنام عبد الکریم
(انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) کے قایم کی ہے وہ مطابق اوس قول کے
ہے جو خود ذیعلم چیف جسٹس نے بمقدمہ حسین خان بنام اسیدی بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار
۱۸۸۶ء صفحہ ۳۰ کے) مین اور تحریرات متفق الرائے محمود صاحب جسٹس بمقدمہ محمد
رستم علیخان بنام بیدار سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۴۳) مین فرمایا ہے۔ لہذا

مین خیال کرتا ہون کہ دعوی مدعیکا صحیح طور پر ڈگری ہوا ہے اور وہ مستحق شفع جایداد متنازعہ مقدمہ کا تھا۔ ہر گاہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے تاہم بموجب قاعدہ مندرجہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کے مین حکم دیتا ہون کہ روپیہ ادا کرنیکی میعاد مین یکم اگست سنہ ۱۸۹۱ء تک وسعت دیجاوے اور ازروے ڈگری کے یہہ استقرار کیا جاویگا کہ اگر اوس تاریخ تک روپیہ ادا کردیا جاوے تو مدعی جایداد پاویگا اور اگر اوس تاریخ تک روپیہ نہ ادا کیا جاوے تو نالش مدعی معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی۔ بنظر اسکے کہ اس امر مین شبہہ تہی مین یہہ اور کہنا بہتر سمجہتا ہون کہ تاریخ معینہ پر روپیہ ادا ہو جانیکی حالت مین مدعی اپنا خرچہ بابت عدالتونکی پاویگا

محمود جسٹس انگریزی ضلع مراد آباد اپیل دوم نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۸ جون

عباس علی وغیرہم بنام غلام نبی

شفع۔ واجب العرض۔ موضع جو ایک محال تہا منقسم ہو کر دو محال ہوا اثر تقسیم مذکور کا۔

ایک موضع کی واجب العرض مین جو محال واحد تہا شرائط ذیل درج تہی۔ ہر شریک کو اختیار اپنے کل یا جزو جایداد کے انتقال کرنیکا بلحاظ حق شفع کے حاصل ہوگا۔ موضع مذکور بعد ازان دو محال مین منقسم ہو گیا۔

تجویز ہوی کہ موضع کی تقسیم سے واجب العرض مرتبہ سابق غیر متعلق نہین ہو گیا۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

امیر الدین منجانب اپیلانٹان غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے نفاذ حق شفع کے تہی۔ عرضی نالش مین مدعیان نے جواب اپیلانٹ ہین یہہ استدعا کی تہی کہ ہمکو جایداد متنازعہ پر باستحقاق شفع بموجب شرع محمدی و واجب العرض موضع یعنی دونون کے بموجب دخل دلادیا جاوے۔ نامبردگان نے اپنی عرضی نالش کے ساتہہ اوس واجب العرض کی نقل داخل کی تہی اور اوسکو ملاحظہ کر نیسے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو ذکر حق شفع کا اوسمین ہے وہ صرف فقرہ مندرجہ ذیل مین ہے ہر ایک حصہ دار خالصہ ملک کو اختیار انتقال اپنی اپنی حیثیت جزو کل کا بلحاظ حق شفع حاصل ہے امر تجویز طلب اس شکل سے پیدا ہوتا ہے۔ جب واجب العرض مرتب ہوا تہا اوسوقت موضع دلوارا غیر منقسمہ تہا۔ بعدہ وہ دو محال مین منقسم ہو گیا تہا۔ اپیلانٹ

اوسبایع منجملہ اون دو محالون کے ایک محال موسومہ رنگ سفید کے حصہ دار ہین مشتری
اوسی موضع کی دوسری محال کا حصہ دار ہے اور میری رائے مین ۔۔۔ کہ بعد تقسیم کے کوئی واجب العرض جدید مرتب نہین ہوا ہے لہذا اس ۔۔۔ کا فیصلہ بموجب
شرع محمدی کے ہونا چاہیے ۔ اوس قانون کے روسے بطور امر اصول کے ۔۔۔
دینا چاہیے جنکی اراضی یا حصہ ملحق یا اوس سے بھی زیادہ قریب جائداد مبیعہ سے ہے
مسٹر امیر الدین یہہ اصرار کرتے ہین کہ چونکہ اپیلانٹان اوسی محال مین رہتے ہین کہ جسمین
بایع رہتا ہے لہذا اونکو استحقاق شفع بترجیح مشتری کے حاصل ہے جو دوسرے محال مین رہتا
ہے ۔ مشار الیہ نے ہمارے روبرو بتائید اس حجت کے دو فیصلون پر استدلال کیا ہے کہ
کسی واجب العرض مین بہ نسبت رواج شفع کے صرف ان الفاظ کا ذکر ہے کہ بلحاظ حق شفعہ کے
تو شرع محمدی کے اصولون کی پوری پوری تعمیل ہونی چاہیے ۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اون نظایر کو کوئی تعلق مقدمہ حال سے ہے ۔
اسکے مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ایسا ہے جسمین جس اصول سے عدالت ہذا کو ہدایت لینا چاہیے
وہ وہ اصول ہے جو مقدمہ گوکل سنگہ بنام منون لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۔
صفحہ ۲۷۷) اور مقدمہ محمد ولایت علیخان بنام عبد الرب (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ع صفحہ ۔۔۔)
مین درج ہے ۔

منجملہ رسپانڈنٹان کے ایک رسپانڈنٹ مہربان النسا مشتریہ میری رائے مین ازروے
شرایط واجب العرض مدخلہ خود اپیلانٹان بتائید اپنے دعوی کی بدرجہ مساوی اپیلانٹ کے
ساتھہ مستحق ہے اور چونکہ قابض ہے وہ مستحق ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکھا جاوے ۔
مین اپیل ڈسمس کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فیصلہ و ڈگری عدالت اپیل کے معہ خرچہ بحال رہے ۔

ضلع الہ آباد اپیل دوم نمبر ۶۹ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۸ جون

محمد سادی و یک دیگر بنام محمد عبد الرزاق

شفع ۔ واجب العرض کی تعبیر ۔ موضع زمینداری خالص ۔

موضع زمینداری خالص کی واجب العرض مین ایک ضمن شرط عطا کرنے حق ترجیح خریداری
بلحاظ مقاربت یعنی اوس شریک کے جو وہی قیمت ادا کر سکے اور ۔۔۔ شخص غیر دینا ہے ۔
تجویز ہوئی کہ الفاظ بلحاظ مقاربت کو حسب حالات مقدمہ کے تعلق قریب رشتہ مندی سے ہے اور ۔۔۔ مقام

مہادیو پرساد بنام صاحبہ بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ع صفحہ ۳۴۸) سے امتیاز کیا گیا۔

سندر لال بمقابلہ اپیلانٹ ذاکر پرشاد وغیرہ اجلاس مجلسی جناب جسٹس ایڈمنڈ اور جناب

ناکس صاحب جسٹس ۔ یہہ دعوی منجانب مدعیان جو میرے روبرو اپیلانٹ ہین واسطے دخلیابی کامل اوپر کسی جایداد کے بنفاذ استحقاق شفع کے ہے جسکا دعوی اونہون نے اپنی عرضیدعوی مین مسل اپنی جایداد کے حسب مضامین واجب العرض کے کیا ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے اس دعوی کو ڈگری کیا تہا سنہ ۱۸ حاکم نے جو حاکم اجلاس کنندہ عدالت اپیل ماتحت کے ہتی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا تہا اور اپنا فیصلہ الفاظ مندرجہ واجب العرض پر کہ جسکی تعبیر بمضمون عبارت حصہ داران قریبی ہو موجہ مقدمہ مہادیو پرشاد بنام صاحبہ بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ع صفحہ ۳۴۸) کے پر تعین کی ہتی مبنی کیا ہے الفاظ واجب العرض مقدمہ ہذا کی یہہ ہین ۔ بحالت انتقال حقیت اول استحقاق خریداری شرکا کا بلحاظ مقاربت اس حقیت پر جو شخص غیر دی مقدم سمجہا جایگا۔

پس اپیلانٹ عدالت ہذا یہہ حجت کرتے ہین کہ واجب العرض جو کہ مرجح ہے انکے مقدمین سمجہتا ہے اور عبارت مقاربت کے نسبت یہہ قرار پایا جانا چاہیے کہ وہ متعلق رشتہ مندی کے ہے اور چونکہ ہر صورت سے اونکی حقوق مساوی حقوق مشتری کے ہین لہذا قاعدہ شرع محمدی کی تعمیل ہونی چاہیے اور بموجب شرع محمدی کے وہ مستحق ترجیح کے ہین ۔ یہہ امر قابل تحریر ہے کہ مشتری شریک اوسی محال کا ہے جسکا شریک بایع ہے لیکن کسی طرح بذریعہ نسب کے اوسکو اوسکے ساتھ کچھہ تعلق نہین ہے ۔ مجہکو حوالہ اوپر مقدمہ منا لال بنام لال بہادر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۲ع صفحہ ۵۷۶) اور نیز مقدمہ گوبردھن سنگہ بنام اکہاندن سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ع صفحہ ۶۲) کے دیا گیا ہے جس موضع مین جایداد متنازعہ واقعہ ہے وہ خالص زمینداری کا موضع ہے اور چونکہ صورت یہہ ہے میری یہہ راے ہے کہ حجت معقول ہے اور عبارت مقاربت کی تعبیر اسطرح پر ہونا چاہیے کہ گویا اوسکو تعلق نسب یا رشتہ مندی کے قربت سے ہے۔

مقدمہ محوالہ ذیل تجربہ مین مجہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بہائی محمود صاحب اپنے کو اوس تعبیر کے قایم کرنیکو مجبور سمجہا تہا بشرطیکہ وہ یہہ کہہ سکون جو معزز الیہ نے الفاظ حصہ داران قریبی کے بوجہ خاص حالات مقدمہ مذکور کے قایم کی ہتی۔

لہذا مین یہہ حکم دیتا ہون کہ یہہ اپیل بموجب دفعہ ۵۶۲ کے مع نقل اس حکم کے عدالت اپیل ماتحت مین بدین ہدایات واپس ہو کہ اپیل مذکور رجسٹر مین اپنی ابتدائی نمبر پر پہر قایم کیا جاوے اور اوسکی تجویز روداد میں کارروائی کیجاوے ۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا

ضلع بریلی — اپیل اول نمبر ۱۵۷ ۱۸۸۵ء — منفصلہ ۱۸ اپریل [حاشیہ: صفحہ ۱۳۸ انگریزی]

کشن لال بنام محمد صفدر علیخان وغیرہم

اجرای ڈگری ۔ نیلام صیغہ اجرای ڈگری ۔ نیلام کا منسوخ ہوجانا ۔ نالش خریدار نیلام واسطے واپسی زرثمن نیلام کے ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۵ و ۳۱۵ ۔

جب خریدار نیلام اوس زرثمن نیلام کو جو اوس نے بابت جایداد نیلام شدہ صیغہ اجرای ڈگری کے ادا کی ہے اس بنیاد پر واپس کرنا چاہتا ہے کہ وقت نیلام کے مدیون ڈگری کو کوئی حقیت قابل نیلام اوسمین حاصل نہی تو وہ مجاز ہے کہ کارروائی بذریعہ نالش نمبری بمقابلہ اوس شخص کے کرے جسکے ہاتہہ مین قیمت مذکور بطور حصہ رسدی بحصص مذکورہ منجملہ زرثمن جایداد مدیون ڈگری حسب دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آئی ہو ۔ خریدار نیلام مذکور ضابطہ صیغہ اجرای ڈگری مندرجہ دفعہ ۳۱۵ مجموعہ مذکور پر محدود نہین ہے ۔

مناسنگہ بنام گجادہر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۷۷) کی تقلید ہوئی ۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے ۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ — کالون منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش واسطے بازیافت اوس زرثمن کے دایر ہوئی ہے جو مدعی نے ادا کیا ہے اور جو بعد ادا کرنے کے درمیان دائنیان لوہٹی لچہمین نراین کے تقسیم ہوگیا تہا ۔ مدعا علیہ نمبر ۱ منجملہ اون دائنیان کے ایک دائن ہے لچہمین نراین کے کوہٹی کا دیوالہ ہوگیا ہے ۔ دائنیان نے متعدد ڈگریان بمقابلہ کوہٹی مذکور کے حاصل کی تہین جنکے عاملت مین جایداد کوٹہی کی وقتاً فوقتاً نیلام کرائی گئی اور روپیہ وصول کیا گیا تہا ۔ ۴ نومبر ۱۸۸۵ء کو ایک جایداد لچہمین نراین کی کوٹہی کی ایک ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوئی تہی ۔ ۵ مئی ۱۸۸۵ء کو نیلام بر طبق عذرداری مدیون ڈگری کے منسوخ ہوگیا تہا ۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۶ء کو اوس نیلام کے خریدار نے اپنی نالش واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ نیلام مذکور جایز ہے ۔ ۷ مارچ ۱۸۸۸ء کو جج ماتحت نے جنکی عدالت مین وہ نالش تہی اوسکو ڈسمس کیا ۔ خریدار نے اس عدالت مین اپیل کیا تہا اور ۴ مئی ۱۸۸۵ء کو عدالت ہذا نے دادرسی مستدعیہ کی بدین تجویز ڈگری کی تہی کہ چونکہ مدعا علیہم نے اقبال دعوی داخل کیا ہے لہذا مدعیان خریداران مستحق ڈگری کے ہین ۔ ۱۰ ستمبر

۱۸۸۶ء کو خریداران مذکور نے دخل حاصل کیا تہا۔ اب ہم اوس تعلق کو بیان کرتے ہین جو مدعی مقدمہ ہذا کو جایداد سے ہے۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو وہی جایداد ایک دوسرے ڈگری کے اجرا مین کہ جو ڈگری بمقابلہ گوہٹی پچہین نراین کے حاصل کی گئی تہی نیلام ہوئی اور مدعی نے بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کی تہی کہ جسمین اخراجات نیلام بہی شامل ہین ۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو نیلام ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کا منظور ہوا تہا۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو مدعی نے چہارم زر ثمن نیلام کا ادا کر دیا تہا۔ جو رقم اوس وقت ادا ہوئی تہی وہ یعنی [illegible] خزانہ مین بحساب جج ماتحت علاقہ مذکور کے بمد امانت عدالت دیوانی کے داخل ہوئی تہی۔ بلا اختیار حاکم مناسب کے جو درباره جمع کرنے روپیہ کے دیا جاتا ہے خزانہ مین روپیہ نہین لیا جاتا ہے۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو بقیہ زر ثمن ادا کیا گیا تہا اور اوسمین سے مبلغ [illegible] اوسیطرح پر خزانہ مین جج ماتحت کے حساب مین داخل ہوا تہا۔ اون رقوم کے داخل ہونیکے اختیار سے وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین کہ جن سے ان رقوم کا ادا ہونا ظہور پذیر ہوا ہے۔ اظہارات مذکو محض اظہار واسطے اغراض عدالت جج ماتحت کے ہین۔ مدعا علیہ نمبر ۱ عدالت ہذا مستحق حصہ رسدی اوس روپیہ کا تہا جو بعد ۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے وصول کیا گیا تہا۔ یعنے ہر وصول کی صورت مین وہ بموجب دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستحق حصہ رسدی کا تہا۔ کل میزان اوس روپیہ کی جو اوسکو واجب یافتنی تہا [illegible] ہے۔ میزان اوسکی رسدی حصون کی [illegible] ہوئی اور یہہ رقم [illegible] کی جس سے اوسکی رسدی حصون کی تعداد کوئی بارہ رقوم وصولی مین ہوتی ہے اوسکو خزانہ سے برطبق احکام عدالت جج ماتحت کے ادا کی گئی تہی۔ یہہ روپیہ دو رقمون مین ادا کیا گیا تہا۔ ایک رقم [illegible] از روے دو چک نمبری ۱۳۰۳ کے اور دوسری رقم [illegible] از روے دو چک نمبری ۲۶۴۳ کے۔ اس اخیر دو چک سے بحوالہ پچہلے نمبرون کے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کی کتاب مین رقم [illegible] کی جو ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تہی محسوب ہوگی۔ بطور امر واقعہ کے وہ [illegible] کی رقم حصہ رسدی مدعا علیہ کا اوس روپیہ مین نہین ہے جو بذریعہ نیلام موسومہ مدعی کے وصول ہوا ہے بلکہ اوس سے اوسکا رسدی حصہ اوس روپیہ کا بالشمول جزوی حصہ دیگر رقوم وصولی کے ظاہر ہوتا ہے۔ مدعی مقدمہ ہذا نے نالش بنام مدعا علیہ واسطے بازیافت رقم [illegible] معہ سود کے اس بنیاد پر دایر کی ہے کہ چونکہ از روے ڈگری

عدالت ہذا نیلام سابق جایز ہوگیا ہے پس کوئی حقیت قابل نیلام مدیونان ڈگری کے اوس جایداد مین نہین تھی جو اوس نے خرید کی ہے۔ عرضی نالش کے فقرہ ہشتم مین یہہ بیان ہوا ہے کہ مدیون ڈگری کا کوئی استحقاق قابل نیلام موضع سیدپور مین نہین تھا اور مدعیکو بطور معاوضہ اوس روپیہ کے جو اوس نے ادا کیا ہے کچھہ نہین ملا ہے۔ بیان تحریری مین اوس بیان کی کچھہ تردید نہین ہوئی ہے بلکہ چند جوابدہی پیش کی گئی تھین مثلاً یہہ کہ نیلام موسومہ مدعی ابتک قایم ہے۔ لہذا باعتبار سوال جواب کے ہم یہہ امر مسلمہ تصور کرتے ہین کہ بوقت نیلام موقوعہ ۴ ستمبر ۱۸۸۳ء کے مدیونان ڈگری کی کوئی حقیت قابل نیلام جایداد مین نہین تھی۔ ہمکو یہہ مقدمہ اس بنیاد پر طے کرنا چاہیے کہ حسب منشاء دفعہ ۳۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مدیونان ڈگری کی کوئی حقیت قابل نیلام بوقت نیلام موسومہ مدعی کے نہین تھی۔

منجملہ دیگر امور کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اگر مدعی کو کوئی چارہ کار حاصل تھا تو یہہ تھا کہ زرثمن نیلام بموجب دفعہ ۳۱۵ مجموعہ کے بتوسط اوس عدالت کے واپس لیتا جس نے ڈگری جاری کی تھی۔ ہماری راے مین بتائید اس حجت کے بہت کچھہ کہا جا سکتا ہے لیکن ہم پابند فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ منا سنگہ بنام گجادہر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۷۷) کی ہین جسمین بالتصریح یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے خریدار ڈگریدار پر نالش واسطے بازیافت زرثمن کے کر سکتا ہے اور کارروائی صیغہ اجراے ڈگری متذکرہ دفعہ ۳۱۵ پر محدود نہین رکھا گیا ہے۔ ہمارے روبرو مقدمہ کہنی مویدین بنام تاراپل مویدین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱) کا حوالہ دیا گیا ہے جسمین یہہ کارروائی ہوئی تھی کہ جو شخص روپیہ واپس چاہتا تھا اوس نے ایک نالش مین یہہ ثابت کیا تھا کہ مدیون ڈگری کو کوئی حقیت قابل نیلام حاصل نہین تھی اور بموجب دفعہ ۳۱۵ کے عدالت مناسب مین واسطے واپسی زر مذکور کے گیا تھا۔ جج ماتحت نے اسمقدمہ کی تجویز کی اور دعوے مدعیکا ڈسمس کیا۔

ہماری راے مین بموجب فیصلہ اجلاس کامل کے جسکا ہمنے ذکر کیا ہے ہمکو چاہیے کہ مدعی کو ڈگری بابت اوس حصہ رسدی کے عطا کرین جو مدعاعلیہ نے منجملہ [illegible] ہزار وصول کیا ہے صاف طور پر کہتے تو یہہ ہے کہ جو مدعی نے بابت خریداری کے ادا کیا ہے

ہم مدعی کو پوری ضمانت سے نہیں دے سکتے ہین کیونکہ بجز مبلغ الـ عـہ کے مدعاعلیہ اوّل
دلپہ مین اور کچہہ نہین پایا ہے جو مدعی نے بابت خریداری نیلام ۲۰ ستمبر ۱۸۸۸ع کا
ادا کیا ہے۔ مبلغ الـ عـہ بطور اوس حصہ رسدی کے معقول ہے جو مدعی کے روپیہ مین سے
مدعاعلیہ نمبر ۱ نے وصول کیا ہے۔

ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور ڈگری بحق مدعی بابت مبلغ الـ عـہ
معہ خرچہ رسدی تدبسمسی اوسکے بقیہ دعوے معہ خرچہ رسدی کے صادر کرتے ہین۔ ہم سود
اسوجہ سے نہین دلاتے ہین کہ ہم خیال کرتے ہین کہ کوئی اصل بنیاد کل روپیہ دعوے کی نہین ہے

صفحہ ۱۲۹ انگریزی

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۹ع منفصلہ ۸ مئی

گوبند ناتہہ تیواری بنام گجراج متی ٹہکراین وغیرہم

نالش واسطے صدور ڈگری استقراریہ کے۔ استقرار مستدعیہ کہ بعض جایداد موروثی ومشترکہ ہے اور فلان ڈگری کے اجرا مین قابل نیلام نہین ہے۔ رسوم عدالت جو نالش مذکور پر قابل ادا

مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین دادرسی ہاے مستدعیہ کی تصریح اسطرح پر کی تہی

(۱) عدالت سے یہہ استقرار کردیا جاوے کہ جایداد متذکرہ تحت عرضی نالش جایداد مشترکہ وموروثی مدعیان کی ہے اور بعلت ڈگری مدعاعلیہم نمبر ۴ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۳ع جو بنام مدعاعلیہ نمبر ۱ کے ہے قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے۔ ۲ - یہہ کہ خرچہ نالش ہی بذریعہ ڈگری کے دلایا جاوے۔ تعین نالش کا ملحاظ زر ڈگری و مالیت جایداد بقدر مبلغ سے ہزار کے کیا گیا ہے۔ سوم دیگر دادرسی جسکی مدعیان سب بجویز عدالت مستحق ہون عطا کیجاوے۔

تجویز ہوئی کہ نالش کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ نالش صرف واسطے ایک ڈگری استقراریہ کے بلاچارہ کار مستلزمہ کے ہے اور عـہ کا رسوم عدالت کافی ہے۔

مدعیان نے اپنی نالش عدالت جج ماتحت گورکھپور مین واسطے استقرار اسامر کے دایر کی تہی کہ بعض جایداد مشترکہ موروثی ہے اور اوس ڈگری کے علت مین قابل قرقی کے نہین جسمین بعض مدعاعلیہم فریق ہین۔ نامبردگان نے اپنی عرضی نالش پر عـہ کا رسوم عدالت ادا کیا ہے جج ماتحت نے دعوے مدعیان بلا تجویز روداد کے اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ بلحاظ احکام دفعہ ۷ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ع ایکٹ دادرسی خاص کے قابل

پذیرائی کے نہین ہے - تب مدعیان نے ہائیکورٹ مین مسل عدالت مرافعہ اولی کے عــ۵ کا رسوم عدالت ادا کرکے اپیل کیا ہے - رسپانڈنٹیاں نے ایک عذر ابتدائی یہہ پیش کیا ہے کہ دو لوگوں عدالتون مین رسوم عدالت ناکافی ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے اسلئے اپیل ڈسمس ہونا چاہیے - لیکن قبل فیصل کرنے اس عذر کے عدالت (محمود صاحب جج و ٹرنل صاحب جج) نے اسٹامپ افسر عدالت سے بہ نسبت کافی ہونے اسٹامپ کے رپورٹ طلب کی افسر مذکور کی رپورٹ حسب ذیل ہے -

رپورٹ

اپیل اول نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۰ع مین نالش ڈسمس ہوئی ہے اور مدعی اپیلانٹ عدالت ابتدائی جس دادرسی کا وہ دعویدار ہے اور جو عرضی نالش سے ظاہر ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہے - کہ جایداد موروثی مشترکہ مدعی کی ہے اور بعلت فلان ڈگری قابل قرقی وغیرہ کے نہین ہے بلاشبہہ وہ مستدعی کسی چارہ کار مستلزمہ کا نہین ہے اور اوسکا مقدمہ اپیلانٹ مقدمہ اپیل اول نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۸۸ع کے مقدمہ سے مختلف ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین عدالت ماتحت نے چارہ کار مستلزمہ یا بدرجہ اقل وہ شے عطا کی تھی جو تاصدور زیادہ حال کے فیصلہ کے چارہ کار مستلزمہ خیال کیا جاتا تھا -

پس صرف یہہ امر تجویز طلب ہے کہ آیا وہ ایک استقرار سے زیادہ کا مستحق ہے یا نہین عرضی نالش کے الفاظ سے بلاشبہہ ایسا نظر آتا ہے کہ گویا دو جداگانہ استقرارون کی استدعا کی گئی ہے - (۱) کہ جایداد مدعی کی ہے اور (۲) کہ وہ فلان ڈگری کے علت مین قابل قرقی کے نہین ہے -

اگر جزو دوم ضرورتاً بطور نتیجہ استدعا اول کے برآمد نہین ہوتا ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ دو استقرارون کی استدعا کی گئی ہے اور ہر استدعا پر عــ۵ کا اسٹامپ لگانا چاہئے کیونکہ ایسی صورتین قیاس مین آسکتی ہین جنمین اس استقرار مین کہ جایداد مدعی کی ہے یہہ مجبت داخل نہین ہوسکتی ہے کہ وہ فلان مقدمہ مین قابل قرقی نہین ہے -

لیکن اگر استدعا اخیر بالضرور نتیجہ درخواست اول کا ہے اور اس استقرار مین کہ جایداد مدعی کی ہے اوسکی کسی ڈگری مین قرق ہونیکی ذمہ داری سے برأت متعلق ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ چونکہ واقعہ ایکٹ رسوم عدالت کا ایک امر از قسم مالگذاری کے ہے اور

الیسا ہے جسکی تعبیر بسختی ہونی چاہئے اور جہانتک ممکن ہو اوسپر مفید اہل مقدمہ کے غور ہونا چاہئے اور اون دونون استدعاون مین صرف ایک ہی استدعا متصور ہوتی ہے لیکن اظہار مختلف طریقون مین ہوتا ہے اور عہ کا اسٹامپ کافی ہوگا۔

بعدہ یہہ مقدمہ روبرو اسٹریٹ (؟) صاحب چیف جسٹس اور محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور معزی الیہم نے حکم ذیل صادر کیا۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ کاملی و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس۔ باعتبار رپورٹ عہدہ دار مشخص اسٹامپ عدالت ہذا کے اسٹامپ کافی ہے۔ عدالت ماتحت کو تجویز روداد ی مقدمہ کی اور فیصلہ بلحاظ شہادت اور قانون کے جو اوس سے متعلق ہو اس امر کے نسبت کرنا چاہئے کہ آیا مدعیان مستحق اوس استقرار کے ہین یا نہین جنکی وہ استدعا کرتے ہین۔ ہم ڈگری زیر اپیل کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بھیجتے ہین کہ اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کیا جاوے خرچہ عدالت ہذا اور جو اب تک عاید ہوا ہے نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع اعظمگڈھ اپیل دوم نمبر ۵۰۸ ۱۸۸۸ع منفصلہ ۲۶ مئی

گیا سنگہ وغیرہم بنام اودت سنگہ

اسامی ساقط المالکیت۔ استحقاق ساقط المالکیت کا ترک کرنا۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹ و ۱۳۱۔

اگرچہ اسامی ساقط المالکیت اپنی حقوق اوس حیثیت سے معاوضہ منتقل نہین کرسکتا ہے تاہم اوسکو اپنے حقوق (؟) خود بخوشی ترک کر دینے مین کوئی امر مانع نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

نبلٹ منجانب اپیلانٹان عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ بنظر منکشف کرنے اوس نتیجہ کے جو ہمنے اخذ کیا ہے واقعات اسمقدمہ کی مفصل بیان کرنا ضروری ہے۔ مسمی گیا سنگہ اور اوسکا بہائی گنجبہاری اور اودت بلدیو مالک حقیت زمینداری بگیہ رام واقعہ ضلع اعظمگڈہ کے تھے۔ اوس بگیہ رام حقیت کے متعلق ایک حقیت واقعہ بعض اراضیات سیر کے تہی جسکو گیا سنگہ اور اوسکا بہائی اور

اوسکا بیٹا کاشت کئے ہوے تہے۔ اودت سنگہ مدعی حال رسپانڈنٹ نے ایک نالش بنام گیا سنگہ کے دایر کی ہتی اور اس ڈگری کے اجرا مین جایداد بنیلام کرائی اور نیلام مین خرید کی۔ اوس خریداری کے بعد کنجہاری اور ملک سنگہ بہائی اور بھتیجے گیا سنگہ نے واسطے منسوخی اوس خریداری کے نالش کی اور اوس نالش مین اودت سنگہ مدعی حال اور گیا نو فریق کیا تہا۔ عدالت مرافعہ اولے نے اوس نالش کو ڈسمس کیا تہا اوسکے بعد مدعیان نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا۔ جبکہ وہ اپیل دایر تہا فریقین مین صلحنامہ ہوگیا جسکا یہہ خلاصہ ہے کہ نالش مدعیان کی بقدر دو ثلث جایداد کے ڈگری ہوتی اور بہ نسبت بقیہ کے ڈسمس ہوی ہے اوس صلحنامہ مین جسمین کل فریق شریک ہوے تہے گیا سنگہ نے اپنے حقوق واقعہ جایداد ایک ثلث بحق اودت سنگہ مدعی حال ترک کردی ہتی اور نامبردہ نے یہہ اقرار کیا تہا کہ نہ اب اور نہ کسیوقت اینده مین وہ کوی دعوی بابت اراضی سیر کے کریگا اور نہ کوی دعوے بابت اپنے حقوق ساقط الملکیت کے پیش کریگا۔ اوس صلحنامہ کی بنا پر ۲۰ اپریل ۱۸۸۵ء کو ڈگری مرتب ہوی ہتی۔ اوس ڈگری کے ذریعہ سے دو ثلث دعوے مدعیان کا ڈگری ہوا تہا اور اونکا بقیہ دعوے ڈسمس ہوا تہا۔ ۵ جولائی ۱۸۸۸ء کو اودت سنگہ مدعی حال نے اس نالش کے عدالت مین ایا اور مختصر یہہ ہے کہ اوس نے یہہ بیان کیا کہ بعد صدور ڈگری مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۵ء کے کہ ایک ثلث سیر متعلقہ ایک ثلث حقیت زمینداری ازان گیا سنگہ پر دخل حاصل کرنیکے بعد یعنی ۲۲ جولائی ۱۸۸۵ء کو دخل پانیکے بعد اور اراضی سیر ند کور کو کاشت کرنیکے بعد ۲۰ دسمبر ۱۸۸۵ء کو اوس ایک ثلث سیر کی دخل مین خلل ایا اور جو فصل اوس نے جوتی ہتی وہ اوٹہالی گئی اور تاریخ نالش تک وہ بیدخل رکہا گیا ہے اور اس لئے اوس نے دعوے صدور ڈگری دخل مشترکہ ۲ بیگہ ۱۰ بسوہ ۱۳ بسوانسی منجملہ ۷ بیگہ ۱۲ بسوہ کے جو ایک ثلث حقیت گیا سنگہ کی ہے اور واسطے خسارہ بشکل منافع کے جس سے وہ محروم رکہا گیا ہے بقدر مبلغ ۹۱۱ روپیہ ۵ انہ کے کیا ہے عدالت مرافعہ اولی نے دعوے مدعیکا جزو ڈگری کیا ہے گو عدالت موصوف نے اوسکے اس بیان کو نفی کیا ہے کہ اوس نے سیر پر دخل پایا تہا اور اوسکو ۴۴ روپیہ بطور خسارہ کے بہی دلاے ہین عدالت اپیل ماتحت نے جسکے حضور مین مدعا علیہم نے اپیل کیا تہا عدالت مرافعہ اولی کے اوس فیصلہ کو خصوصاً بدین تجویز بحال رکہا کہ از روے مضامین صلحنامہ اور ڈگری کے

گیا سنگھ نے اپنے حقوق ساقط الملکیت کو ترک کر دیا تہا۔ اب اپیل دوم مین منجانب مدعا علیہم اپیلانٹیان یہہ حجت ہوئی ہے کہ بوقت صلحنامہ ۱۸۸۵ء کے جو کچہہ ہوا تہا وہ بمنزلہ انتقال منجانب گیا سنگھ بابت اپنے حقوق ساقط الملکیت کے ہے اور اوس صورت مین چونکہ ایسا انتقال قانوناً ممنوع ہے انتقال مذکور تسلیم نہین ہو سکتا ہے اور یہہ کہ اگرچہ مدعا علیہم اوس صلحنامہ مین فریق نہ تہے تاہم وہ اس عذر کے قائم رکہنے کے مستحق ہین جو اونہون نے اب پیش کیا ہے اور معاملہ کی اوس ناجوازی کو پیش کر سکتے ہین جسمین وہ شریک نہ تہے بلاشبہہ ایک سند بتائید اوس اخیر حجت کے مقدمہ پہلی بنام ماتا بدل (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۹) مین ہے اور مین اوس امر سے اختلاف نہین کرتا ہون جو مینے اوس موقع پر کہا تہا اور نہ مین یہہ تجویز کرنا چاہتا ہون کہ مدعا علیہم وہ جوابدہی نہین کر سکتے ہین جو اونہون نے پیش کی ہے۔ لیکن جو امر میرے ذہن مین پیدا ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا جو کچہہ بروقت صلحنامہ کے ہوا تہا وہ بمنزلہ انتقال حقوق ساقط الملکیت کے ہے یا نہین۔ اب دیکہنا چاہئے کہ اس امر سے ایک لمحہ بہی انکار نہین ہو سکتا ہے کہ اگر انتقال بمعاوضہ زر نقد خواہ اور طور پر کاشت ساقط الملکیت کا ہوتا تو وہ قانوناً ممنوع ہوتا اور بعدالت ہذا اسے تسلیم نہین کیا جا سکتا۔ لیکن مقدمہ اجلاس کامل گلاب سنگھ بنام اندر سنگھ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۳ء صفحہ ۵۴۷) مین یہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ اگر انتقال قانوناً ممنوع ہوگا تاہم بحث سادہ ترک کی بنیاد مختلف پر قایم ہوگی اور مقدمہ مذکور مین موقع مابعد کے لئے یہہ امر تجویز طلب چہوڑ دیا گیا تہا۔

پس جیسا کہ مین ایکٹ لگان کو سمجہتا ہون اور فی الحقیقت مینی اپنی راے کامل طور پر بہ نسبت معنی دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان کے بمقدمہ اجلاس کامل اخر الذکر بیان کر دی ہے قانون کے رو سے اسامی دخیلکار جو بشرح معین ہو اپنی کاشت مقبوضہ کے انتقال کر دینے سے ممنوع کیا گیا ہے لیکن ایکٹ مذکور کے چہار پہلو مین بہی حکم ہے کہ وہ اپنی کاشت کو ایسے طور پر ترک کر سکتا ہے کہ جس سے وہ اوسکے لگان کے ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاوے اور اوسکا ایک طریقہ جس سے یہہ کام کیا جا سکتا ہے دفعہ ۳۱ مین اور دفعات مابعد ایکٹ مذکور مین محکوم ہے۔ پس اگر کوئی اسامی بغرض اپنے سبکدوشی کے ذمہ داری لگان سے اپنی کاشت کو ترک کر دے تو مین یہہ نہین سمجہتا ہون کہ کیون کوئی ممانعت عام بر بناء

وجوہ مصلحت عام یا دیگر وجوہ کے بنا پر کسی شخص کے اس امر کے کہنے مین مانع ہو سکتی ہی کہ مین آیندہ کسی خاص اراضی کو کاشت کرنا نہین چاہتا ہون یا قبضہ داری کے کسی خاص استحقاق کو استعمال کرنا نہین چاہتا ہون یا کسی خاص جز و اراضی پر قابض رہنا نہین چاہتا ہون - اور بجز اوس صورت کہ قانون مین کوئی بہت صاف و صریح ممانعت اوسکی اس فعل کے کرنیکے لئے ہو مین بلاشبہہ یہہ تجویز نکرونگا کہ کسی کوئی ممانعت ہی اسمین جبکہ نہین ہے کہ حق ساقط الملکیت جو گیا سنگہ نے بروقت بیع اپنے حقوق مالکانہ موسومہ مدعی کے حاصل کیا تہا وہ بنام مدعی بالعوض معاوضہ زر نقد یا مساوی اوسکے بیع یا منتقل ہوگیا ہے - جو کچہہ صلحنامہ مین بیان ہے وہ یہہ ہے کہ گیا سنگہ اقرار کرتا ہے کہ اب یا آیندہ کسی وقت کوئی دعوی بہ نسبت اراضی سیر کے نکریگا اور نہ کوئی دعوی بہ نسبت اپنی استحقاق ساقط الملکیت کے کریگا - مجہے اوس امکانی وقت پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے جو دیگر لازمات دفعہ ۹ - ایکٹ لگان سے پیدا ہوتی ہے یعنی وہ دقت جو متعلق حق حقوق اون اشخاص کے جو کاشتکاری دخیلکاری مین اہل غرض ہون کیونکہ اس خاص مقدمہ مین وہ اشخاص اوس صلحنامہ مین شریک ہوتے تہے جسکے روسے اوسنے وہ ترک کیا ہے جو اوس نے کیا ہے -

اندرینحالات میری یہہ راے ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے صحیح راے قایم کی ہے اور اوسکی تعبیر مناسب قایم کی ہے جو گیا سنگہ نے بروقت صلحنامہ ۱۸۸۵ع کے کیا تہا اور یہہ کہ مدعی کے حق مین جو ڈگری صحیح طور پر صادر کی گئی ہے جسکے روسے وہ مستحق شراکت سیر متعلقہ حقیت زمینداری بقدر ایک ثلث اوس سیر کے قرار پایا ہے جسپر گیا سنگہ متمتع ہوتا رہا ہے اور جسکی نسبت اوس نے کل دعاوی متعلقہ حقیت مذکور کو ترک کردیا ہے -

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

ناکس صاحب جج - مین اسمقدمہ کے واقعات کو بیان نکرونگا کیونکہ میرے ذی علم بہائی اسٹریٹ صاحب اونکو پورے طور پر بیان کرچکے ہین جو کچہہ کہا گیا ہے اوس سے اور اوس ڈگری سے جو [illegible] نے اسمقدمہ مین صادر کرنا تجویز کی ہے اوس سے مین پورے طور پر اتفاق کرتا ہون بعد غور کامل اوپر واقعات مقدمہ ہذا کے اور بالخصوص اوس عبارت پر غور کرنیکے بعد جسمین صلحنامہ مذکور ظاہر کیا گیا تہا میری یہہ راے ہے کہ گیا سنگہ نے جب صلحنامہ لکہا تہا تو وہ مین اور اوسیوقت اوس نے منتقل نہین کیا تہا بلکہ ترک کی اپنے اوس حق اپنے حقوق ساقط الملکیت واقعہ اراضی سیر کو چہوڑ دیا تہا جو الفاظ صلحنامہ مین متعلق انتقال حقیت زمینداری کے ہین وہ مختلف اون الفاظ کے ہین جو متعلق دستبرداری حقوق ساقط الملکیت کے ہین الفاظ مذکور

ایک ثلث حصہ پر اودت سنگہ مدعا علیہ مع جملہ حقوق زمینداری معہ ایک ثلث حق سیر ساقط الملکیت

و دو ثلث حصہ پر مدعی مالکانہ و زمیندارانہ قابض و دخیل ہے اور ایک ثلث حق کاشت ساقط الملکیت کا مستغیث ہے۔
مجہے ایکٹ لگان ١٨٨١ء مین کوئی امر ایسا نظر نہین آتا ہے جسکے رو سے ایسا تخلیہ الیسے قبضہ داری کا منجانب اوس شخص کے جس نے حق ساقط الملکیت حاصل کیا ہو ممنوع ہو۔
بدینوجوہ مین ڈگری تجوزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ١٥٥ سنہ ١٩٠٨ء — منفصلہ ١٥ جون

یوسف خان وغیرہم بنام — ون وغیرہم

انتقال کاشت و خیلکاری کا مرتہنان اول و دوم۔ نالش منجانب مرتہن دوم واسطے بیدخلی مرتہن اول قابض کے۔

جس صورت مین کہ ایک کاشت دخیلکاری بذریعہ دو متواتر رہنناموں کے مختلف شخصون کے پاس رہن ہوئی تھی اور مرتہن رہننامہ اول قابض کرا دیا گیا تہا اور مرتہنان بذریعہ رہننامہ ثانی نے اوسکی بیدخلی کی نالش دائر کی تجویز ہوئی کہ چونکہ دونو شخص حمایت کنندگان ہین کیونکہ دونون رہن خلاف قانون ہین لہذا مدعا علیہم جو قابض ہین بمقابلہ مدعیان قابض رہنے کا حق حاصل ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

امیر الدین منجانب اپیلانٹیان — درگا چرن منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اس اپیل کو اوس نالش سے تعلق ہے جو مدعیان رسپانڈنٹیان نے بر بنائے رہننامہ میعادی دس سال بابت کاشتکاری دخیلکاری مسماۃ صغرا مورخہ ٣٠ ستمبر سنہ ١٨٩٦ء دائر کی تہی ظاہرا مسماۃ صغرا نے حق دخیلکاری ایک شخص مسمی لسبادن کا ١٥ مئی سنہ ١٨٧١ء کو حاصل کیا تہا اور اوس شخص نے قبل بیع مسماۃ مذکورہ کے کاشت دخیلکاری مذکور کو بذریعہ دو رہننامون کے رہن بالقبض کر دیا تہا۔ ١٠ مارچ سنہ ١٨٩٥ء کو مسماۃ صغرا نے کاشت دخیلکاری کو رہن بالقبض بنام مدعا علیہم اپیلانٹیان بعوض مبلغ ... کے جسمین رقم ... بہی جو بنسبت رہن مقدم کے ادا کی گئی تہی اور ... دوسرے رہن کے بابت ادا کی گئی تہی شامل ہے اور مبلغ ... نقد بشکل حال مین دیا گیا تہا۔ پس مین کہہ چکا ہون کہ بذریعہ رہن ١٠ مارچ سنہ ١٨٩٥ء کے مدعا علیہم اپیلانٹیان مستحق قبضہ کاشتکاری دخیلکاری کے ہو گئے تہے اور جو شکل عدالتہای ماتحت کے دیگر یون کی تہی اوس سے ہمکو یہہ تصور کرنا چاہئے کہ اونکی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ

مدعاعلیہم قابض تھے اور بتاریخ ارجاع نالش ہذا کے قابض تھے ۔ اس سے وجہ استدعا اپیل البتہ لازم ہو
کہ بلا استقرار حق کے ظاہر ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ قابض ہیں یعنی یہہ کہ اگر وہ بیدخل ثابت ہوں لیکن تو
انکا استقرار حق کر دیا جاوے اور انکو دخل دلا دیا جاوے ۔ عدالتین ماتحت نے تجویز کی مدعیان کو
ہے اور ڈگری واسطے بیدخلی مدعاعلیہم کے صادر کی ہے ۔ یہ اپیل جانب مدعاعلیہم عدالت ہذا میں دائر ہوئی
ہے اور جس بنیاد پر اپیل ہذا کو پیش کیا گیا ہے اور جو مجھکو اصلی بنیاد معلوم ہوتی ہے یہہ ہے کہ ایک جانب
مدعیان بذریعہ دستاویز موخر منتقل علیہم بجانب اسامی دخیلکار ہوے اور دیگر مدعاعلیہم بذریعہ دستاویز
مقدم منتقل الیہ اسامی دخیلکار کے ہیں تو کوئی شخص مثل مدعیان کے جنکی استحقاق میں ضعف ہے جو از روے
احکام دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے خلل انداز نہیں ہو سکتا ہے یا یوں کہو کہ اگر مدعی منتقل الیہ اسامی دخیلکار
کا ہے جسکی ممانعت از روے دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے تو اوسکو یہہ استحقاق نہیں ہے کہ وہ اوسکو
عدالت انصاف میں قایم کرا سکے ۔ اب میں اس رائے پر قایم ہوں کہ پٹہ واسطے میعادی چند سال کا جیسا
اس مقدمہ میں دس سال کی میعاد کا ہے ایک منتقل علیہ حق دخیلکاری کا ہے ۔ جیسا میں اس امر کی نسبت قایم
کر چکا ہوں وہ میں مقدمہ ولی محمد بنام رگھو بیر (زبدۃ النظایر مغربی واسطے ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۴۴) اور رنگل بنام
ستیل (زبدۃ النظایر مغربی واسطے ۱۸۹۰ء صفحہ ۸) میں ظاہر کر چکا ہوں اور نیز اپنے ارا فیصلہ اجلاس
کامل مقدمہ عبد الحسن بنام جوہراون (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) میں ظاہر کر چکا ہوں کہ
جو اس اپیل تذکرہ میں کہہ سکتا ہوں بلا غور واجب اوپر دفعہ ۱۱ ایکٹ انتقال جایداد کے ظاہر نہیں ہے
بموجب وان فیصلوں کے میں اس امر پر مستحکم ہوں کہ پٹہ کاشت دخیلکاری بمیعاد چند سال ایک انتقال ہے بالفاظ
دیگر کہ حسب مقصود دفعہ ۹ ایکٹ لگان انتقال حقوق دخیلکاری کا ہے یعنی حق متعلقہ اراضی کا انتقال ہے جسکی
میری رائے میں دفعہ ۹ بنظر فایدہ اون شخصوں کے مرتب ہوا تھا جو کاشتکاری میں اون لوگوں کے ساتھ مشترکا ہیں عز
ہیں جنکو حق دخیلکاری حاصل ہے اور اوسکا مقصود یہہ تھا کہ انتقال حق دخیلکاری کا اون شخصوں کے حیطہ سے
محدود رہے جنکا ذکر دفعہ مذکور میں ہوا ہے جیسا کہ مینے ذیل مقدمہ کیلا مدعیان رساند نشان کو بتلا دیا ہے کہ اگر پٹہ
منجانب اسامی دخیلکار میعادی دس یا بیس سال جیسی کہ صورت ہو بابت حق دخیلکاری کے کیا جاوے تو جو لوگ بعد
وفات اسامی دخیلکار کے مستحق پانے حق دخیلکاری مذکور کے ہونگے اونکی حق میں اہم طور پر مضرت پہونچیگی
اس مقدمہ میں ایک پردہ نشین عورت اسامی دخیلکار ہے اور یہہ بخوبی ممکن ہے کہ جو شخص اوسکی وفات پر مستحق
جانشینی کا ہو وہ مرد ہو اور جو اپنا ذاتی فایدہ اور منافع کاشت کرنے کاشت دخیلکاری کا نہ دونوں ہاتھ
سے جاویگا ۔ مقدمہ کے بحث کے دوران میں مینے کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے جس سے مجھے اوس رائے سے

اختلاف کرنیکی رہبری ہوئی ہو جو مثنی ہر دو مقدمات متذکرہ بالا میں ظاہر کی ہے۔ لہذا میں خیال کرتا ہون کہ جب کوئی اختلاف درمیان فیصلہ پنچایت کنندگان کے جیسے کہ مدعیان و مدعا علیہم میں پیدا ہو تو جو شخص قابض جایداد ہے وہ مستحق ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکھا جاوے اور یہہ کہ مدعیان مقدمہ ہذا مستحق کامیابی کے نہین ہین چونکہ یہہ صورت ہے میں اپیل کو بحال رکھ کر ڈگری ہر دو عدالت ماتحت منسوخ اور نالش مدعیان معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس کرتا ہون

تاکس صاحب جسٹس — بہ نسبت واقعات مقدمہ کے مین اونکا اعادہ نکرونگا کیونکہ مین اپنے بہائی اشرف صاحب کی اوس راے سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو انہون نے مفصل لکہی ہے اور مین صرف اوسی امر کو اضافہ کرنا چاہتا ہون جو مین حالت قانون کی بہ حیثیت موجودہ خیال کرتا ہون۔ بہ نسبت اس امر کے کہ آیا استحقاق دخیلکاری جو قانوناً اسکے لئے ایک رکہا ہوا ہے وہ بذریعہ پٹہ کے قابل انتقال ہے یا نہین میں یہہ تجویز کرتا ہون کہ لفظ انتقال کی تعبیر ایسی وسعت سے نہین ہو سکتی ہے جس مین ایسی تدبیر شامل ہے کہ جسکی رو سے ایک شخص دوسرے شخص کے حق مین بجائے استحقاق کاشت کرنے اراضی کا منتقل کرتا ہی عام اس سے کہ استحقاق مذکور ایک سال یا زیادہ سالون کے واسطے جبر منتقل کیا جاوے۔ از روے ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعہ کے یہہ صریحاً بیان ہوا ہے

کہ اسطرح جو کہ حقوق قابل وراثت و قابل انتقال کے ہو سکتی ہین سواے کوئی دوسرا حق دخیلکاری بذریعہ

اجراے ڈگری یا اور طور پر قابل انتقال نہوگا بجز انتقال مابین ایسے اشخاص کے جنکے حق مین بلحاظ اونکی شرکت اراضی

کی وہ حقوق ابتداءً ظہور پذیر ہوئی تہی یا جو بذریعہ وراثت کے حقوق مذکور مین حصہ دار ہون۔ جب

ایسا شخص جو حق اخیر الذکر کا مستحق ہے فوت ہو تو وہ حق اوسکے وارث کو دیا جاویگا کہ گویا وہ حق اراضی تہا

مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی قرابتی متوفی کا جو وسکی قبضہ کے اراضی لے کاشت مین اوسکا شریک نہو جسکو شخص مذکور مستحق حق مذکور کا ہوگا

اب مین اس بات کی بحث کرنا چاہتا ہون کہ جن لوگون نے قانون مذکور کو مرتب کیا تہا اونکی ذہن مین کیا منشا تہا مجہے الفاظ ایکٹ کے جیسے کہ وہ موجود ہین تجویز کرنا چاہئے اور مجہے ایکٹ مین کوئی امر ایسا دستیاب نہین ہوسکتا ہے جس سے مین لفظ انتقال کے تعبیر بجز اسکی اور تعبیر کرنیکا مستحق ہون جو عموماً کل قوانین مین جہانتک مین جانتا ہون مقبول ہوئی ہے یہہ حجت ہوئی ہی کہ باب متعلقہ پٹہ جات مشمولہ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء جہانتک ان ممالک کو تعلق ہی پٹہ جات زراعتی سے متعلق نہین ہے اور حجت یہہ ہے کہ اسلئے تعریف پٹہ مندرجہ دفعہ ۵ ۔ پٹہ جات زراعتی سے تعلق نہین ہے لیکن مجہے یہہ نظر نہین آتا ہی کہ اس سے کیونکر بحث تبدیل ہو سکتی ہے۔ فرض کیا کہ تعریف مندرجہ دفعہ ۱۰۵ پٹہ جات زراعتی سے متعلق نکیجاوے تاہم ہمکو الفاظ انتقال اور قابل الانتقال کی اوسی طریقہ پر مجبوراً تعبیر کرنا ہوگی کہ جس طریقہ پر الفاظ مذکور کی تعبیر معمولی طور پر کیجاتی ہے۔ مین اس امر کی تجویز مین بہی اتفاق کرتا ہون کہ دو پنچایت کنندگان کی صورت مین شخص قابض مستحق ہوتا ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکہا جاوے۔

بدین وجوہ مین حکم صادرہ اپنے فاضل بہائی سے بالکل اتفاق کرتا ہون

ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۸۹ع منفصلہ ۵ رمئی

مہابیر پرساد مصر وغیرہم بنام مہادیو دت مصر وغیرہم

(حفصہ ۳۴ انگریزی)

ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ع (ایکٹ حلف) دفعات ۱۰ و ۱۱ - اظہارات منصر الیہ کا واسطے فیصلہ امر حصر شدہ کے ناکافی ہونا - اپیل کا بعد وفات منصر علیہ کے ہونا - عملدرآمد -

مقدمہ ... احکام دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ حلف (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳) کی بجا اطلاع ہذا کسی ایسے شخص پر فیصلہ ہوا ہو جو ... اقرار نامہ فریقین کے منصر علیہ مقرر ہوا ہو اور جس صورت مین کہ بعد وفات منصر علیہ مذکور ہر ... اپیل بنام ... اوس ڈگری کے جو اظہارات مذکور پر مبنی تہی یہہ ثابت ہوا کہ اظہارات مذکور کا حصہ امور زیر تنقیح مابین فریقین پر حاوی نہین ہے تجویز ہوی کہ مقدمہ عدالت ماتحت مین واسطے فیصلہ مطابق ضابطہ معمولی کے واپس جانا چاہیے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کالون منجانب اپیلانٹان جوالاپرساد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس - رشل صاحب جسٹس متفق الرای) یہہ مقدمہ کسیقدر عجیب ہے چند واقعات کا بطور تمہید اوس حکم کے بیان کرنا قرین آسایش ہوگا کہ جو مین اسمقدمہ مین صادر کرنا چاہتا ہون - مدعیان اپیلانٹان نے نالش بنام مدعاعلیہم رسپانڈنٹان کے اس بنیاد پر دایر کی تہی کہ اونکے بزرگ اور مورث مہادیو دت مصر مدعاعلیہ کے شرکا مشترکہ وغیر منقسم خاندان ہنود تہے بعض مشترکہ اور غیر منقسم جایداد غیر منقولہ کے تہے اور ۱۸۸۱ع مین بوجہ کچہہ خام خیالی کے خورد و نوش و سکونت مین علیحدگی ہوگئی تہی اور بعدہ مدعاعلیہم نے بذریعہ اپنے فعل بیجا کے مدعیان کو انتفاع مشترکہ جایداد خاندان مشترکہ سے محروم کردیا اور نامبردگان نے یہہ درخواست کی ہے کہ دخل و تمتع مشترکہ مثل سابق کے پہر قایم کرادیا جاوے -

بیانات مندرجہ بیان تحریری مدعاعلیہم پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے یہہ تحریر کرنا کافی ہے کہ ۲ مارچ ۱۸۸۹ع کو ایک درخواست مدعیان اور مدعاعلیہم نے بدین بیان عدالت جج ماتحت گورکہپور مین داخل کی تہی کہ فیمابین اونکے یہہ اقرار ہو گیا ہے کہ وہ پابند اظہار مہاراجہ اودت نراین مل مالک راج منجہولی کے رہینگے کہ جو اظہار حسب طریقہ مقصودہ دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ حلف کے قلمبند کیا جاویگا - واسطے اظہار مہاراجہ موصوف کے کمیشن جاری ہوا تہا اور دو موقعون پر یعنی ۸ اپریل ۱۸۸۹ع اور ۲۹ اپریل ۱۸۸۹ع کو اونکے سوالات داخل

کئے گئے تھے جنکا جواب دیا گیا تھا۔ بتقویت اون اظہارات کے جج ماتحت گورکھپور نے ڈگری بحق
مدعاعلیہم بدین تجویز صادر کی کہ جو جوابات راجہ نے دئے ہین اونسے دعوی مدعیان ممنوع ہوتا
ہے اور استحقاق مالکانہ جداگانہ مدعاعلیہم کا نسبت اوس جایداد کے ثابت ہوا ہے جسکے نسبت نالش
استقرار حق مشترکہ مدعیان دراقعہ جایداد مذکور کے دایر ہوئی ہے۔ بنا براین اسی ڈگری کے نسبت یہہ
بات ہے کہ یہہ اپیل عدالت دایر ہوا ہے اور حجت منجانب اپیلانٹیان اولاً یہہ ہے کہ اظہار راجہ کی
تعبیر مناسب سے ثابت ہے کہ مدعیان اپنے استحقاق مشترکہ نسبت جایداد متنازعہ کے ثابت کرنے
مین کامیاب ہوئے ہین۔ مسٹر کالون جنہون نے بحث مقدمہ کی منجانب اپیلانٹیان کے کی ہے یہہ
حجت کرتے ہین کہ اظہارات مشمولہ اظہارات مذکور ایسے متزلزل اور مذبذب ہین کہ واسطے مناسب
ہونے فیصلہ عدالت ماتحت کے بالکل ناکافی ہین۔ مسٹر اسپنکی نے منجانب رسپانڈنٹیان کے اسپر زور
یہہ اصرار کیا ہے کہ بدرجہ اقل چند امور کے بابت بیانات راجہ کے کافی طور پر مختص ہین اور بموجب
اونکے اخیر جواب کے جو راجہ نے اپنی اظہار ثانی مین دیا ہے یہہ صاف ظاہر ہے کہ مدعاعلیہم
نے تنہا دخل مالکانہ جایداد متنازعہ کا حاصل کیا تھا اور قابض ہین۔ اس حجت اخیر سے مین اتفاق
نہین کر سکتا ہون۔ میرے بھائی شرل صاحب اور خود مین نے یعنی دونون نے راجہ کی
ان دونون اظہارون کو ایک مرتبہ سے زیادہ ملاحظہ کیا اور ہم خیال کرتے ہین کہ ان اظہارون
سے ہماری دلون پر کوئی صاف اظہار یا بیان نسبت نوعیت حقوق اشخاص مختلف دراقعہ
جایداد متنازعہ کے نہین اثر پذیر ہوتا ہے۔ بدرجہ اقل زیادہ تر یہہ ثابت ہے کہ جسوقت
جایداد متنازعہ قبضہ فریقین مین بذریعہ ہبہ یا خریداری کے آئی تھی وہ شرکاے خاندان مشترکہ
غیر منقسمہ ہنود کے تھے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو قیاس یہہ ہوگا کہ جو جایداد اسطرح حاصل کیجاوے گی
جایداد اوسی خاندان مشترکہ غیر منقسمہ ہنود کی ہے تاوقتیکہ خلاف اسکے ثابت نکیا جاوے۔ قبل
صادر کرنے ایسی ڈگری کے جیسے کہ اسمقدمہ مین بتقویت اظہارات راجہ کے صادر ہوئی تھی یہہ ضرور
تھا کہ بیانات راجہ کے صاف و صریح بہ نسبت اوس استحقاق مختص کے ہوتے جو ہر فریق نے نسبت
متعدد جایداد متنازعہ کے حاصل کئے تھے۔ ان اظہارون سے ہمارے دلون پر کوئی ایسا خیال نہین
قایم ہوتا ہے اور اگرچہ مین ہمیشہ اس امر پر آمادہ نہین رہتا ہون کہ کسی فریق اقرار نامہ متعلقہ کیفیت
حلف کو اوس سے برایت حاصل کرنیمین مدد کرون تاہم مجھپر یہہ دیکھنا لازم ہے کہ فریقین کی
اوس غرض کی تکمیل کیجاوے جو غرض اونکی اوسوقت تھی جب اونہون نے اقرار کیا تھا بذریعہ اظہار متعلقہ

کے قابل اطمینان طور پر ہوئی ہے یا نہیں اور اگر اوس غرض کی تکمیل نہین ہوئی ہے تو اظہار قلمبند کر لینا چاہیے یا اگر یہہ بات غیر ممکن ہوجاوے جیسے کہ اسمقدمہ کی صورت بوجہ وفات دلہو کے ہے تو امر نزاعی کی تجویز معمولی طور پر عدالت سے ہونی چاہیے۔

ہم اپیل ڈگری اور ڈگری عدالت ماتحت منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ عدالت جج ماتحت گورکہپور مین واسطے باز بہ نمبر سابق قایم ہو فہرست مقدمات متدایرہ مین درج ہو واسطے فیصلہ مطابق قانون کے واپس بہیجتے ہین خرچہ اپیل اور جو ابتک عدالت ماتحت مین ہوا ہے بحکم نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہوگا۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۴ مئی مجموعہ ۱۲ انگریزی

کالی داس بنام جانکی بجے شنکر و یک کس دیگر

شاستر ہندو۔ بیوہ کا اپنے شوہر متوفی کیلئے متبنی کرنا۔ تعبیر تبنیت نامہ کی۔ اختیارات مان متبنی کرانیوالے کے۔

ایک ہندو کی بیوہ نے جو جیسا تہا اندروے اوس اختیار تبنیت کے جو اوسکو اوسکے شوہر کے وصیت کے روسے عطا ہوا تہا اپنے شوہر متوفی کے لئے متبنی کیا تہا۔ جس دستاویز کے روسے اوس تبنیت کی شہادت ہے اور جسکے صحت کے نسبت نزاع نہین ہے اوسمین منجملہ دیگر شرایط کے شرایط حسب ذیل شامل ہین کہ میری رفیقہ مان متبنی کرنیوالی کی حیات مین مین مالک اور مہتمم جایداد کی رہونگی اور بعد میرے وفات کے پسر متبنی کو وہی حقوق اور اختیارات حاصل ہونگے جن کے پسر متبنی الشان چندر مکرجی کا بہیر بہلی بنام استوید تجویز ہوئی کہ ان الفاظ کے روسے بیوہ کو اوس حق اور اختیار سے کم حق اور اختیار عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو بطور بیوہ اوس ہندو کے اور بلا اولاد ذکور کے کہ جسکے لئے متبنی نہین کیا گیا ہو حاصل ہوتے حیاتنک اور اوسکی حیثیت مہتمانہ کو تعلق ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جوگندر ناتہہ چودہری منجانب اپیلانٹ کاملن و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جج جسٹس۔ یہہ اپیل اوس نالش کے ایک مدعا علیہ نے دایر کی ہے جو واسطے دلا پانے اوس روپیہ کے دایر ہوئی تہی جو اون دستی نوٹون کے روسے واجب تہا جو ایکس مسماۃ سری متی ماتنگنی دیبیا نے دی تہی مسماۃ مذکور بیوہ بابو الشان چندر مکرجی کے تہی اور بعد اوسکے وفات کے مسماۃ نے ۲۴ فروری ۱۸۵۸ء کو ایک تبنیت نامہ تحریر کیا تہا کہ جو جہانتک ...

مین سری ستی تارنگنی دیبیا بیوہ اور وارثہ بالو الیشان چندر مکرجی پسر بابو تارنی چرن
مکرجی رئیس شہر کومل اس تحریر کے روسے اقرار کرتی ہون کہ میرے شوہر بابو الیشان چندر کو
اپنے لاولد ہونیکے وجہ سے بغرض بقاے اپنے نام اور تعمیل مراسم مذہبی کے کسی شخص کو متبنی کرنیکی
خواہش تہی اور نظر بران اپنے مواضعات زمینداری کے ہر موضع کی واجب العرض مین بالتصریح
درج کرا دیا تہا کہ اونکو اور اونکے وفات کے بعد اونکی زوجہ کو (بیٹا) متبنی کرنیکا اختیار حاصل
ہوگا اور بابو موصوف نے کالی داس کو جو اونکے حقیقی بہائی ساتنی چندر کا لڑکا ہے متبنی
کرنیکے لئے منتخب کیا تہا اور وقت تعمیل مراسم متبنیت کا نہین پہونچا تہا کہ جب وہ بیمار ہوگئے تہے
اور تب اونہون نے ایک وصیت نامہ بزبان بنگالی خود اپنی دستخط سے کہ جسکے روسے مجہے اختیار
متبنیت کا دیا تہا تحریر کیا تہا اور میرے حوالہ کیا تہا اور بہ تعمیل وصیت اپنے شوہر کے مین نے بہی
اوسی لڑکے کو منتخب کیا ہے جسکو میرے شوہر نے منتخب کیا تہا اور اوسی بموجب طفلک موسوم
بالا کو بمواجہہ اہالیان برادری بعد انصرام کل رسومات متبنیت مطابق رسم قوم کے آج متبنی کیا ہے
اور اوسکے استحکام کے لئے مین یہہ متبنیت نامہ جو مشتمل بر شرائط ذیل ہے تحریر کرتی ہون ـــ
کہ میرے حیات مین مین مالک اور مہتمم جایداد کی رہونگی اور میرے وفات کے بعد مسمیٰ
متبنی کو وہی حقوق اور اختیارات حاصل ہونگے جو پسر صلبی الیشان چندر کو جو میرے بطن سے
ہوتا حاصل ہوتے ـ لہذا مین نے یہہ متبنیت نامہ لکہدیا کہ بطور شہادت کے عند الحاجت کام اوے
مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۰ع مطابق پہاگن بدی ۱۰ (اشٹمی) سمت ۱۹۳۷ روز یکشنبہ
اوسپر مسماۃ نے دستخط کی تہی اور اوسکی دستخط کی گواہی مدعا علیہ اپیلانٹ کے اصلی
باپ نے کی تہی ـ مدعا علیہ اپیلانٹ وہ لڑکا ہے جسکو اوس نے متبنی کیا تہا اور اوسکے کونسل نے
ہمکو اطلاع کی ہے کہ اب اوسکی عمر ۳۴ سال ہے ـ فروری ۱۹۰۸ع مین اس نالش کے دوران
مین وہ مسماۃ فوت ہوگئی ہے ـ مدعا علیہ اپیلانٹ نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۹ع کو اپنا بیان تحریری داخل
کیا تہا جسمین اگرچہ اوس نے بہت سے الزامات اوس بوڑہی عورت پر لگائے تہے تاہم یہہ بیان
کیا ہے کہ حیثیت مسماۃ کی بطور مہتمم خاندان ہنود کے تہی اور اوس نے یہہ کہا ہے کہ اوسکو کسی
جایداد کے انتقال کرنیکا حق نہ تہا اور بلکہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس نے ناجایز قرضے عاید کرلئے ہین
اور ایسے افعال کئے ہین جو میرے لئے مضر ہین ـ جج ماتحت نے دعوے بمقابلہ مدعا علیہ اپیلانٹ
کے ڈگری کیا ہے ـ عدالت ہذا مین اوسکے طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ دستی نوٹ

مسماۃ نے واسطے چلانے گودام نیل کے حوالہ کی تھی اور وہی بناءً اونکے واسطے ذمہ دار
ہوسکتی ہے بالفاظ دیگر کرو وہ مالک املاک کی تھی اور بحیثیت ہندو بیوہ لاولد اور جدا ہندو
کے نہین تھی ملکہ بحیثیت اوس شخص کے تھی جسکو حق عین حیاتی حاصل ہوتا ہے اور جسکو جب
دستاویز مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۱ء مین یہہ شرط تھی کہ وہ مالک اور مہتمم جایداد کی ہے اونکا
یہہ مقصود تھا کہ وہ صرف اپنے طرف سے مہتمم جایداد کی رہیگی اور اوسکو اوس شخص کی حیثیت
حاصل ہوگی جو بطور مہتمم کے عمل کرتا ہے اور اوسی نام سے مشہور ہوتا ہے۔ دستاویز مذکورہ
کو اوسکے اصلی منشاء مین پڑہنیکے بعد ہماری یہہ راے ہے کہ اوسکے رو سے مسماۃ کو اوس سے
کم حق اور اختیار عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو بطور بیوہ اوس ہندو جدا اور بلا اولاد ذکور
کے کہ جسکے لئے متبنی نکیا گیا ہو حاصل ہوتے ہین جہانتک اوسکی حیثیت مہتممانہ کو تعلق ہے
ازروے فقرہ سوم بیان تحریری کے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ کی راے ہے
کہ اوسکی حیثیت مہتممانہ ایسی حیثیت کے ہے جسکا مقصود دستاویز مذکور کے رو سے ہے۔ ہمارے
روبرو حوالہ اوس مقدمہ جنگو کہوناتھہ راجہ ونکلیش بنام جانکی (بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲
صفحہ ۱۹۹) ورداماسامی ایان بنام ونکٹارمان (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴
صفحہ ۹۱۔ اس سی لارپورٹ جلد ۱۰ اپیل ہند صفحہ ۱۹۶) کے ہوا ہے جس سے یہہ ثابت کیا جاتا
ہے کہ بمبئی اور مدراس مین ایسا انتظام جیسا کہ دستاویز ۲۴ فروری ۱۸۸۱ء سے ظاہر ہوتا
ہے جائز قرار پاویگا خصوصاً جبکہ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ نے اپنی بالغ ہونیکے بعد اوس
انتظام کو منظور کرلیا ہے۔ ہمارے روبرو مقدمہ بین بہار... بندو ایا دہیا بنام برجوناتھہ
ملکہ وادہیا (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۵۷) پر بھی حوالہ ہوا ہے جس سے
یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جو راے حکام عالیمقام پریوی کونسل کی بمقدمہ متذکرہ بالا قایم ہوی
تھی کہ جو مدراس کیہی وہ اوس بنگالی سے بھی متعلق ہوگی جو تابع دہرم شاستر بنگال کی شیبی
کے ہے۔ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ عدالت ہذا ایسا ہی بنگالی ہے۔ حسب حالات بالا
ہمین معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسماۃ نے دہ دستی نوٹ بہ نیک نیتی بغرض چلانے گودام نیل کے
دی تھی جو بطور امر واقعہ کے موجود تھا اور اوسکی حیات مین اوسکا شوہر چلاتا تھا لہذا مدعا علیہ
اپیلانٹ ذمہ دار اوس روپیہ کا ہے جسکے ڈگری اوسکے مقابلہ مین عدالت ماتحت سے ہوی تھی
اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

منبره ۱۴۲ انگریزی

ضلع مین پوری اپیل فوجداری نمبر ۲۸۴ سنہ ۱۸۹۱ع منفصلہ ۸ جون

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام برم جیت وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۰۹ و ۳۰۵ - نامکمل مسل بہ نسبت شہادت وراے اسیسرون کے - برایت - اپیل منجانب سرکار - حکم تجویز جدید کا -

چار شخصون کی تجویز روبرو ششن جج معہ تین اسیسرون کے نسبت جرم ڈکیتی بشمول قتل عمد حسب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوئی تھی اور بری ہوے تھے - اوسکے بعد بنا راضی حکم برایت کے اپیل منجانب سرکار داخل ہوا - سشن جج کی مسل سے ظاہر ہوا ہے کہ کسیقدر شہادت سشن جج نے اوسوقت نہین لی تھی جب وہ دی گئی تھی - یادداشت شہادت پر جو چند گواہون نے ادا کی تھی صاحب جج نے دستخط بھی نہین کی تھی - اسیسرون کی راے جو قلمبند ہوئی ہے اوس سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسیسرون نے اشخاص ملزم کو مجرم تجویز کیا ہے حالانکہ دوسرے طور پر ظاہر ہے کہ اونکی نیت قیدیون کے بری کرنیکی تھی - اندرینحالات یہہ تجویز ہوئی کہ جو بیضابطگیان بوجہ عدم تعمیل احکام دفعات ۳۰۹ و ۳۰۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوئی ہیں وہ ایسی اہم ہین کہ باعتبار مسل بحیثیت موجودہ کے اور کوئی حکم صادر نہین ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ تجویز جدید عمل مین لائی جاوے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین

پبلک پراسکیوٹر (ڈولن) منجانب سرکار - الستن و ستیل پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - برم جیت اور لکمن و گوبردہن و بدلا کی تجویز نسبت جرم ڈکیتی کے جسمین ارتکاب قتل عمد کا ہوا تہا بموجب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے سشن جج مین پوری نے تین اسیسرون کے ساتھہ اجلاس کرکے کی تھی - اسیسرون نے اشخاص ملزم کو مجرم نہین تجویز کیا تھا - سشن جج نے باتفاق راے اسیسرون کے اونکو بری کیا تھا - لوکل گورنمنٹ نے اپیل کیا تھا اور آج ہمنے اوس اپیل کی سماعت کی ہے - اگرچہ ہمنے ایک مستحکم اور طے یافتہ راے باعتبار شہادت کے جیسے کہ وہ مسل مین موجود ہے قایم کرلی ہے تاہم ہم خیال کرتے ہین کہ بلحاظ اون واقعات کے جنکا ابھی ہم ذکر کرینگے ہمکو اوس راے پر بجز اوس طریقہ کے کہ اون چارون شخصون کی تجویز جدید کا حکم بموجب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے دین اور کسی طریقہ پر عمل نکرنا چاہیے - جو راے ہمنے باعتبار شہادت کے قایم کی ہے اوسپر عمل نکرنیکے ہماری وجوہ یہہ ہین کہ وجہ عظیم اس امر کے باور کرنیکی ہے کہ جو تجویز عدالت

ماتحت مین ہوئی ہے اوسمین اور سشن جج کے یادداشت شہادت کے قلمبند کرینگے اور اسیسرون
کی راے کے قلمبند کرینگے یہہ ضابطگیان اہم ہین - ۱۵ دسمبر ۱۸۸۹ع کو دو گواہون یعنی ہیوبن
اور مسماۃ متہریا کا اظہار قلمبند ہوا تہا - پہلا گواہ جو ۱۶ ستمبر کو طلب ہوا تہا وہ بہوپ برہمن تہا
۱۶ ستمبر کو سات گواہون کا اظہار قلمبند ہوا تہا جسمین بہوپ برہمن بہی شامل ہے - ۱۷ ستمبر کو نو
گواہون کا اظہار قلمبند ہوا تہا - ۱۸ ستمبر کو ایک گواہ مسمی اودمریا کا اظہار قلمبند ہوا تہا - اوس
کے بعد ایک شخص خدابخش اور اوسکے بعد ایک لڑکا موسومہ کلوا اور اوسکے بعد ایک لڑکا مسمی بچیا
اور اوسکی بعد دوسرا لڑکا مسمی کلوا اور اوسکی بعد گنگارام کے اظہار قلمبند ہوے تہے -
بملاحظہ یادداشت شہادت کے جو قلمبند کردہ سشن جج کی معلوم ہوتی ہے ہمکو یہہ معلوم ہوتا
ہے کہ عین مابعد شہادت مسماۃ متہریا کے جسکا اظہار ۱۵ ستمبر کو ہوا تہا گنگارام کا نام اوسی صفحہ
مین لکہا ہے اور اوسپر خط نسخ لکہنے کے بعد نام اودمریا لڑکے کا لکہا ہے اور اوسکی شہادت
کی یادداشت سے وہ صفحہ ختم ہوتا ہے - دوسرا صفحہ بہوپ برہمن کے شہادت سے شروع
ہوتا ہے پس شہادت اوس گواہ کی جو اونیسوان گواہ ہے جسکا اظہار ہوا ہے یعنی اودمریا کی
اور ان گواہون کے اظہار کے درمیان مین ہمکو دستیاب ہوتی ہے جو نمبر ۲ و ۳ ہین - اور اوسی
صفحہ پر جسمین یادداشت اودمریا کی لکہی گئی ہے یہہ یادداشت قلمبند کردہ سشن جج کے پائی
جاتی ہے - یہہ صفحہ ہونا چاہئے - نمبر صفحہ کا نہین بہر گیا ہے - اب اوس شہادت تک
عود کرنے سے جو ۱۸ ستمبر کو قلمبند ہوئی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ خدابخش کی شہادت سے جو
۲۰ نمبر کا گواہ ہے اوس روز کی شہادت حسب تحریر سشن جج کے شروع ہوئی ہے - روز صاحب
کی شہادت کی یادداشت خدابخش کی شہادت کے بعد ہے اور اوس صفحہ کو اولٹنے سے ہمین
یہہ لکہا ہوا ملتا ہے کہ اودمریا پہر طلب ہوا اور سوالات جرح کئے گئے - اب دیکہنا چاہئے کہ
الفاظ مذکور خارج کردئے گئے اور الفاظ مذکور کے عین مابعد شہادت کلوا گواہ نمبر ۲۱ کے ہے
بطور امر واقعہ کے اودمریا کا اظہار حسب متذکرہ بالا ۱۸ ستمبر کو قلمبند ہوا تہا وہ ۱۹ نمبر کا گواہ ہے
اور خدابخش گواہ نمبر ۲۰ اردو مسل مین ہے - اگر روز صاحب کا اظہار اردو مین قلمبند کیا
جاتا تو وہ بطور گواہ نمبر ۲۱ اور کلوا بطور گواہ نمبر ۲۲ کے ہوتے - اب دیکہنا چاہئے کہ بموجب
دفعہ ۳۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جن مقدمون مین سشن جج اظہار گواہون کا اردو مین
تحریر نکرین اونمین سشن جج کو چاہئے کہ جیسا جیسا اظہار ہوتا جاوے اوسکی یادداشت

جو گواہ بیان کرے خلاصہ کے طور پر قلمبند کرتا جاوے اور سشن جج کو اپنی دستخط اور سے ثبت کرنا چاہیے اور جب یہہ ہو جاوے تو وہ یادداشت جزو مسل ہو جاویگا۔ جن واقعات کا ہمنے ذکر کیا ہے وہ ہمکو اس یقین کے مانع ہین کہ اسمقدمہ مین سشن جج نے لازمات دفعہ ۳۰۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تعمیل کی ہے اور اس نتیجہ کے طرف رہبری کرتے ہین کہ خلاصہ شہادت اور مرہ کا سشن جج نے نہین لکھا تھا جب اظہار اوس گواہ کا ہو رہا تھا۔ ہمارے شکوک بہ نسبت کارروائی سشن جج دربارہ قلمبند کرنے یادداشت شہادت اور مرہ کے ایسے عظیم ہین کہ ہمارا اعتقاد متزلزل ہوتا ہے اور زیادہ سخت عبارت استعمال نہین کرتے ہین ہم خوف کرتے ہین کہ سشن جج کی مسل کے دیگر اجزا مین بہینا لغلطیان ہین۔ ہم یہہ بہی ذکر کرتے ہین کہ بعض موقعون پر سشن جج نے یادداشت شہادت گواہان پر جو اونہون نے قلمبند کئے ہین دستخط یا نشان بہی نہین بنایا ہے۔ جب ہم اوس طریقہ پر نظر کرتے ہین کہ جس طریق سے راے اسیسرون کی قلمبند ہوی ہے تو بدرجہ اقل اوسکی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ بدرجہ نہایت بے پروائی ظاہر ہے دفعہ ۳۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین واسطے قلمبند کرنے راے اسیسرون کے ضابطہ معین ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ لازمات دفعہ ۳۰۹ کی کیونکر تعمیل ہوی ہے۔ مین اول اسیسر کی راے کی تحریر پر لحاظ کرتا ہون۔ وہ یہہ ہے راے اسیسران مقدمہ

متعلقہ قیصر ہند بنام برم جیت لکھن وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ مقدمہ صفائی اور جواب ثبوت کا اب

ختم ہو لیا ہے۔ اسیسر نمبر ۱ مسٹر ... صاحب علی اپنی راے معہ اوسکے وجوہ کے حسب ذیل دیتا ہے

۱۔ بہ نسبت قیدیون کے اوسکی یہہ راے ہے کہ روے مجموعہ جرم مصرحہ فرد قرار داد جرم (دفعہ

...) کے بابت ... کیونکہ بواسطے ثبوت مقدمہ کے شہادت ناکافی ہے۔ قصہ گنگا رام کا جہوٹہ

ہے اور بالو کی شہادت قابل اعتبار نہین ہے تحریر راے دیگر دو اسیسران مین محض یہہ بیان ہے کہ وہ صاحب علی سے اتفاق کرتے ہین۔ بطور امر واقعہ کے کل اسیسرون کی یہہ راے ہی کہ قیدیان مجرم نہین ہین لیکن اونکی راے جو سشن جج نے قلمبند کی ہے وہ یہہ اونکی راے یہہ بیان کی گئی ہے کہ قیدیان مجرم ہین۔ ان خیالات سے ہم کل کارروائی عدالتیت کی معہ تجویز برائت کے منسوخ کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ ملزمون کی تجویز بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجدداً عمل مین لائی جاوے۔ ہم اس تجویز کے روسے کارروائی اسمقدمہ کو عدالت سشن جج مین پوری سے بعدالت سشن جج فتح اباد منتقل کرتے ہین

جو تجویز مقدمہ مین مطابق قانون کے معروف ہون گے۔

ضلع فرخ اباد اپیل دوم نمبر ۷۵ ۱۳ سنہ ۱۸۸۹ع منفصلہ ۲۵ جون — صفحہ ۱۴۶ انگریزی

رستم علیخان بنام عباسی بیگم

واجب العرض کی تاثیر بہ نسبت شہادت رواج موضع کے ۔ واجب العرض پر نمبردار یا شرکا کا دستخط ہونا ۔ واجب العرض کی تفسیر ۔

جس صورت مین کسی واجب العرض پر اوس موضع کے نمبردار یا شرکا مین سے کسی نے دستخط نہین کئے کہ جس موضع کے لئے وہ مرتب ہوا تہا لیکن یہہ ثابت ہوا کہ جن شخصون پر اوسکے رو سے کچہہ اثر ہوپہنچتا تہا اونکے اعتراض کے بغیر عرصہ تیرہ سال سے موجود ہے تو تجویز ہوی کہ واجب العرض مذکور شہادت مادی انسطری رواج اوس موضع کی ہوسکتی ہے کہ جس موضع کے لئے وہ تحریر ہوی تہی

واجب العرض مذکورہ مین فقرہ متعلقہ حق شفع حسب مضمون ذیل شامل ہے جب کوی معافیدار پٹی یا اپنا حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے تو اول حصہ دار پٹی مذکور کا اوسکو لیتا ہے بعدہ دوسرا شخص جو اوسکو لینا چاہے لیتا ہے ۔ تجویز ہوی کہ فقرہ مذکور اسقرار یہ رواج موضع کا ہے اور اوسکے رو سے یہہ مقصود نہین ہے کہ شفع شرع محمدی کا اختیار کیا جاوے ۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین

پل موہن ناتہہ منجانب اپیلانٹ اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل دوم اوس نالش شفع سے ظہور پذیر ہوا ہے جو بر بنا واجب العرض دایر ہوی تہی ۔ اپیلانٹ عدالت ہذا مدعا علیہ ہے واجب العرض متنازعہ سنہ ۱۸۷۶ع مین مرتب ہوا تہا ۔ اوسکا تکمیلہ کسی نمبردار یا موضع کے کسی حصہ دار نے نہین کیا تہا ۔ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ کسی ایسے شخص نے جو محال مین اہل غرض ہے کوی تدابیر واجب العرض مذکور کے صحت پر اعتراض کرنیکے لئے قبل اسکے کہ بندوبست پیشگاہ لوکل گورنمنٹ سے منظور ہوا تہا کی تہین یا فی الحقیقت اوسوقت تک کبہی اعتراض نہین ہوا تہا کہ جب مدعا علیہ مقدمہ ہذا نے اوسکی جوازیت پر اعتراض کیا ہے ۔ اگرچہ بلاشبہہ بہتر یہہ ہوتا کہ واجب العرض مذکور کی تصدیق نمبردار یا نمبرداران نے بشرطیکہ کوی ہون یا حصہ داروں نے یا اون مین سے کسی نے کی ہوتی تاہم اتنی مدت دراز کے بعد اور بلحاظ اس واقعہ کے کہ ان

کئی سالون تک صحت واجب العرض کی بلا اعتراض رہی چلی آئی ہم یہہ تجویز نہین کر سکتے ہین کہ وہ شہادت بادی النظر کی موضع کے اون حقوق اور رواج کے نہین ہے جو اوسمین درج ہین

دوسری بحث یہہ ہے کہ اس خاص فقرہ کے کیا معنی ہین جو متعلق شفع کے ہے۔ فقرہ مذکور حسب ذیل ہے۔ اگر کوئی معافیدار پٹی کا اپنا حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے تو اول حصہ دار پٹی مذکور اوسکو لیتا ہے اور اگر وہ نہ لینا چاہے تو دوسرا شخص جو اوسکو لینا چاہے اوسکو لے لیتا ہے۔ ہم واجب العرضون کی فقرون کی تعبیر اسطرح پر نہین کر سکتے ہین کہ گویا انکو کسی کونسل نے بطور دستاویزات انتقالات کے باحتیاط مرتب کیا ہو بلکہ ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی حتی الامکان اپنی کوشش کرنا چاہئے کہ غالباً اوسکے کیا معنی ہین۔ پس ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ اس فقرہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ موضع مین نقلی رواج شفع کا ہے اور اوس رواج کے رو سے ہر حصہ دار پٹی کا مستحق خریداری کا بترجیح بمقابلہ بیرونی کے ہے اور رواج مذکور خالص اور سادہ رواج شرع محمدی کا نہین ہے بلکہ اوس معمولی قسم کا ہے جو معمولی طور پر دیہات پنجاب مین پایا جاتا ہے اور جو حصہ دار انتقال کرنا چاہتا تھا اوسپر فرض تھا کہ کسی حصہ دار کو موقع خریداری کا دیتا۔ جہانتک ممکن ہو سکے ہر واجب العرض کی تعبیر خود اوسی کے الفاظ کے اعتبار پر ہونا چاہئے۔ جو واجب العرض ہمارے روبرو پیش ہوئے ہین اونمین بہت کم ٹہیک یکسان طور پر ہین واجب العرض متنازعہ اون قواعد کے اجرا سے پہلے کا ہے جو بنام عہدہ داران بندوبست ۱۸۶۰ء مین جاری ہوئے تھے۔ نظر بران بقرار داد اون اسباب کے جو ہم تجویز کرتے ہین ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۱۴۲ (حاشیہ)

ضلع بلندشہر — اپیل دوم نمبر ۳۴۳ سنہ ۱۹۱۸ع — منفصلہ ۲۴ اپریل

ہنسی دہر و یک کس دیگر بنام سیتارام

اپیل دوم۔ عذر جو یادداشت اپیل مین نہ لیا گیا ہو اوسکے پیش کیجانیکی استدعا کیا جانا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴۔

دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ مقصود ہے کہ صرف عدالت کو ایک اختیار اسکا عطا کیا جاوے اوسکا یہہ مقصود نہین تہا کہ اپیلانٹ رسپانڈنٹ کو ایسے امر پر اصرار کرکے متہم کردے جسکا اوسکو علم نہین تہا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہین۔

غلام مجتبی منجانب اپیلانٹیان — جوگندر ناتہہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل دوم ہے اور اسکو میری انہ اپیل ہم جلیس مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۰ع کے منظور کیا تہا۔ اپیل اوس قسم کا ہے جسپر عدالت ہذا کے ججون کے جلسہ واحد کا اختیار سماعت بموجب قاعدہ انجملہ قواعد عدالت کے حاوی ہے اور اب اپیل مذکور میرے روبرو واسطے تصفیہ کے پیش ہے۔

اپیلانٹ کے طرف سے مسٹر غلام مجتبی مسٹر مادہو پرشاد کا خلاصہ لیکر حاضر ہوے ہین اور رسپانڈنٹ کے طرف سے جوگندر ناتہہ چودہری حاضر ہوے ہین۔

بروقت پیش ہونے مقدمہ بغرض سماعت کے مسٹر غلام مجتبی نے بمستعدی یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ دونو عذرات جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہین قابل قایم رہنے کے نہین ہین لیکن ذی علم وکیل نے مجہسے دیگر امور پر جو علاوہ مندرجہ موجبات اپیل کے ہین غور کرنیکی استدعا کی ہے اس استدعا کے کرنے مین ذی علم وکیل نے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مقدمہ مندرجہ حاشیہ پر استدلال کیا ہے۔

(۱) مہابیر تیواری بنام جہنگر (زبدۃ الفظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ع صفحہ ۶۸۵)

(۲) دہرم داس بنام نندلال سنگہ (زبدۃ الفظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ع صفحہ ۲۲۵)

بتقویت ان اسناد کے ذی علم وکیل نے ایسے امور پیش کئے ہین جو حالات متذکرہ یادداشت اپیل سے بالکل بیرونی ہین اور یہہ حجت کی ہے کہ مجہکو فیصلہ کرنا اپیل کا ایسے وجوہ کے بنیاد پر لازم ہے جو علاوہ وجوہ متذکرہ یادداشت اپیل کے ہین

اسپر مسٹر جوگندر ناتھ چودھری نے اس بنیاد پر اعتراض کیا ہے کہ کوئی وجہ کافی اسبات کی نہیں دکھلائی گئی ہے کہ کیون سماعت اپیلانٹ کی بابت ایسے امور کے کیجاوے جو بیرون اپیل ہین اور جسکی رسپانڈنٹ کو اطلاع نہتی۔

میری یہہ رائے ہے کہ اعتراض مسٹر جوگندر ناتھ کا صحیح ہے۔ جو فریق فیصلون اور ڈگریون کے شاکی ہون اونکو کل وجوہ شکایت کا یادداشت اپیل مین ذکر کرنا چاہیے اور احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ مراد نہین ہے کہ وہ لوگ بس ضرورت سے سبکدوش ہوجاوین۔

جیساکہ مین دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو سمجھتا ہون واضعان قوانین کی یہہ مراد تہی کہ عدالتون کو اختیار فیصل کرنے اپیلون کا علاوہ اون وجوہ کے بنیاد پر عطا کرین جو اپیلانٹ نے یادداشت اپیل مین درج کئے ہین اور اختیار مذکور کو صرف عدالت ہی استعمال کر سکتی ہے اور اوس کے رو سے اپیلانٹ رسپانڈنٹ کو ایسے امور پر اصرار کرکے متحیر نہین کر سکتا ہے جنکی اوسکو اطلاع نہتی۔ ہر دو نظایر متدلہ مین کوئی نظیر خلاف اس کے نہین ہے صرف دو عذرات جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہے اونسے دست برداری ہوگئی ہے تو مجھکو بجز اسکے دوسرا چارہ نہین ہے کہ اپیل ڈسمس کرون چنانچہ مین اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ضلع علیگڈھ اپیل دوم نمبر ۲۰۸ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۵ مئی صفحہ ۱۴۱ انگریزی

ٹھاکرداس ویکس دیگر بنام گوبندسنگھ

اجراء ڈگری۔ اعتراض بہ نسبت اجراء ڈگری بعد صدور حکم مشعر منظوری اجراء ڈگری کے۔ عذر مذکور کا بصیغہ اپیل ضلع جج کے حضور سے منظور ہونا میعاد سماعت۔

ایک ڈگری دار نے جج ماتحت کے حضور مین اجراء ڈگری کی درخواست کی تھی۔ درخواست مذکور یکطرفہ منظور ہوئی تہی اور ڈگری کلکٹر کے پاس واسطے اجرا کے بھیجی گئی تھی۔ بعد ازان اور بلا دعہ تجویز ثانی بابت حکم مشعر منظوری اجراء ڈگری کے مدیون ڈگری نے عدالت جج ماتحت مین یہ اعتراض بہ نسبت اجراء ڈگری کے داخل کیا کہ ڈگری خارج المیعاد ہے۔ جج ماتحت نے اعتراض پر غور کیا لیکن اوسکو نامنظور کیا۔ تب مدیون ڈگری نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا اور مستدعی ایسے تجویز کی کہ ڈگری خارج المیعاد ہے۔ تب ڈگری دار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ تجویز ہوئی کہ اگرچہ کارروائی عدالت مرافعہ اولی کی ضابطہ تہی کیونکہ جج ماتحت کو درخواست مدیون ڈگری کی ہرگز منظور نہین کرنا چاہیے تہی تاہم تجویز عدالت اپیل ماتحت کی صحیح ہے

امداد اوسمین دست اندازی نہین ہوسکتی ہے۔

واقعات مقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے تجویز سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹیان — بنرجی منجانب رسپانڈنٹ

ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب ڈگریدار مقدمہ اجرای ڈگری مین ہے۔ نامبردہ نے ۴ جنوری ۱۸۸۹ء کو درخواست اجرای ڈگری کی گذرانی تہی۔ اطلاعنامہ بنام مدیون ڈگری بموجب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری ہوا تہا۔ مدیون ڈگری حاضر نہین ہوا اور مقدمہ اجرای ڈگری چونکہ مقدمہ یکطرفہ تہا کلکٹر کے پاس واسطے اجرا کے گیا کیونکہ جایداد موروثی تہی۔ جب معاملہ اس نوبت پر پہونچ گیا تب مدیون ڈگری جج ماتحت کے حضور مین آیا اور یہہ اعتراض کیا کہ ڈگری مردہ ہے۔ جج ماتحت کو درخواست بجز اوس صورت کے منظور نکرنی چاہئے تہی کہ مشارالیہ سے بذریعہ درخواست تجویز ثانی اور نکی حکم مشعر منظوری اجرای ڈگری کے تحریک کیجاتی۔ بہرکیف تب مدیون مغلوب ہوکر ضلع جج کے حضور مین گیا اور جج ماتحت کے حکم مشعر نامنظوری اونکی عذرداری پر اعتراض کیا۔ یہہ امر ناقابل اعتراض ہے کہ ضلع جج کو اختیار سماعت طے کرنے حکم جج ماتحت کا حاصل تہا اور اوسکے طے کرنے مین مشارالیہ نے تجویز اوس تنقیح کی کی جو مدیون ڈگری نے عدالت ماتحت مین بابت بحث میعاد سماعت کے پیش کی تہی سباعتبار اون واقعات کے جو مسل مقدمہ اجرای ڈگری سے منکشف ہوئے تہے یہہ تجویز ہوی اور اوس تجویز پر مباحثہ نہین ہوسکتا ہے کہ چونکہ کارروائی ماسبق اجرای ڈگری کی قانوناً بیجا تہی درخواست جنوری ۱۸۸۹ء کے خارج المیعاد ہے۔ یہہ تجویز خلاف ڈگریدار اور حکم ڈگری جو اوسپر مبنی ہے تنہا اس بنیاد پر منسوخ نہین ہوسکتا ہے کہ مدیون ڈگری عدالت بیجا مین واسطے حصر سی کے اوسوقت گیا تہا جب اوس نے جج ماتحت علیگڈہ کے روبرو اپنا اعتراض پیش کیا تہا جو ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء کو ڈسمس ہوا تہا۔ ڈگری ذیلیلم جج علیگڈہ کی صحیح ہے اور اپیل مع خرچہ ڈسمس کیجاتا ہے۔

صفحہ ۱۴۸ انگریزی

ضلع علیگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۰۸۱ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۳ مئی

دیبی داس ویک کس دیگر بنام امراؤ سنگہ و یک کس دیگر

اجرای ڈگری میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹۔ نیک نیتی درخواست اجرای ڈگری سابقہ۔

دربارہ شمار میعاد سماعت معینہ ازروے ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے

کوئی بحث نیک نیتی درخواست اجراے ڈگری سابق کے نہین پیدا ہوتی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

پرمانند منجانب اپیلانٹیان عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس۔ ۱۹ جون ۱۸۸۱ء کو ایک ڈگری واسطے بازیافت زرنقد کے بحق ڈگریداران اپیلانٹیان کے صادر ہوئی تہی اور درخواست اجراے ڈگری کی ۱۴ جون ۱۸۸۴ء کو کی گئی تہی۔ بعد اجراے اطلاعنامہ موسومہ مدیونان ڈگری کے درخواست مذکور ۴ جولائی ۱۸۸۷ء کو خارج کردی گئی تہی۔

یہہ مقدمہ ساتہہ درخواست اجراے ڈگری مدخلہ ۴ فروری ۱۸۹۰ء کے شروع ہوا ہے اور چند عذرات بہ نسبت اجراے ڈگری کے مدیونان ڈگری نے عدالت مرافع اولے مین جسپر کہ اجراے ڈگری مین کارروائی ہونا منظور کیا تہا کئے گئے تہے۔

برطبق اپیل ذیعلم جج نے حکم عدالت مرافع اولی کا اس بنیاد پر منسوخ کیا کہ درخواست ۱۴ جون ۱۸۸۴ء کی بطور درخواست بہ نیک نیتی کے متصور نہین ہوسکتی ہے لہذا اوس سے میعاد سماعت شروع نہین ہوسکتی ہے۔

بنار اضی ڈگری عدالت ماتحت کے یہہ اپیل دوم پیش ہوا ہے اور مسٹر پرمانند نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری کا منجانب اپیلانٹان کے ہے میری توجہ مقدمہ الیشان چندر بوس بنام پران ناتہہ ناگ (ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۲ اجلاس کامل) پر منعطف کی ہے اور یہہ حجت کی ہے کہ ہرگاہ ازروے ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء) بحث نیک نیتی کی بہ نسبت ادخال درخواست اجراے ڈگری سابق کے بطور قاعدہ کے تہی لیکن ایسی کوئی بحث بموجب مد ۱۶۷ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء (جو مطابق مد ۱۷۹ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ہے) پیدا نہین ہوتی ہے۔

بجانب دیگر مسٹر عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹ کے مقدمہ چیتر بنام لول سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۶) اور نیز اوپر مقدمہ الیشری بنام لسیرہ مل (زبدۃ الفیصلہ ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۵۴) جو حال مین منشاء غور اور توضیح میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود میرا مقدمہ شیر سنگہ بنام گوپی کلیانداس (اپیل دوم نمبر ۹ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۰ء) مین تہا استدلال کرتے ہین۔

باعتبار اوس تجویز کے جو ذیلی جج نے اخذ کی ہے اور جو بنا فیصلہ اون کا مین نے ذکر کیا ہے اوس پر غور کرنیکے بعد میری یہہ راے ہے کہ ذیلی جج نے قاعدہ قانون کو اسمقدمہ سے صحیح طور پر متعلق نہین کیا ہے کیونکہ بحث نیک نیتی کو اسمقدمہ سے کچہہ تعلق نہین ہے

مسٹر عبدالمجید نے منجانب رسپانڈنٹیان کے یہہ بیان کیا ہے کہ ڈگری مورخہ ۹ جون ۱۸۸۹ع کی جسکے اجرا کی اب درخواست کی گئی ہے ایسی ڈگری ہے جسکے رو سے ذاتی ذمہ داری مدیونان ڈگری کی خارج رکہی گئی ہے - یہہ عذر عدالتین ماتحت مین نہین کیا گیا تہا اور نہ خود ڈگری مل میں موجود ہے - لہذا بحالت عدم موجودگی خود ڈگری کے میرے لئے اس حجت کا طے کرنا غیر ممکن ہے

چونکہ کیفیت یہہ ہے مین خیال کرتا ہون کہ حجت اپیلانٹیان کی بالکل صحیح ہے جب وہ یہہ حجت کرتے ہین کہ خود ذیلی جج کے فیصلہ کے صورت سے کوئی عارضہ میعاد سماعت کا نہین ہے اور یہہ اپیل ڈگری متصور ہوگی اور مقدمہ عدالت ماتحت مین واسطے فیصلہ روداد کے واپس بہیجا جاویگا -

لہذا مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی حکم عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تصفیہ روداد کی بلحاظ ان تحریرات کے جو مسل کی ہین واپس بہیجتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

منفصلہ ۲۶ مئی ۱۹۰۱ع صفحہ ۱۴۹

ضلع گورکہپور اپیل دوم نمبر ۴۴۲ سنہ ۱۸۹۹ع

لونگ راے بنام لطیف چودہری وغیرہم

اجرا ڈگری - ڈگری اجرا طلب جب اپیل ہو چکا ہے -

جب عدالت اپیل نے ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم کی ہو تو از روے ڈگری عدالت اپیل کے ڈگری عدالت ماتحت کی کلیتاً معدوم ہو جاتی ہے اور جو ڈگری جاری ہو سکتی ہے وہ صرف وہی ڈگری ہوتی ہے شہرت سنگہ بنام ہوجین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۷۶) رگوبردہن داس بنام گوپال رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۶۶) محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷) بحوالہ

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس - ۲۹ ستمبر ۱۸۸۵ع کو دعوے مدعی اپیلانٹ واسطے دخل جایداد معہ

واصلات اینده کے عدالت مرافعہ اولے سے جزواً ڈگری ہوا تہا۔ بنا رامنی اوس ڈگری کے جو اسطے ہوئی تہی صرف مدعی نے اپیل کیا تہا اور ۲ اردسمبر ۱۸۸۵ء کو اوسکا اپیل ڈگری ہوا تہا اور ڈگری عدالت مرافعہ اعلی کی جسقدر خلاف اوسکی تہی اوسقدر ترمیم ہوئی تہی۔

بذریعہ درخواست اجرائے ڈگری مدخلہ ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء کے ڈگریدار اپیلانٹ کو ۱۰ جولائی ۱۸۸۶ء دخل دلادیا گیا تہا اور اوسکا خرچہ بہی اوسکو دلادیا گیا تہا۔

دوسری درخواست اجرائے ڈگری ۱۵ اردسمبر ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تہی اور ۲ ار نومبر ۱۸۸۷ء کو خارج ہوئی تہی۔

تیسری درخواست اجرائے ڈگری کی جو ۳ ار جنوری ۱۸۸۸ء کو داخل ہوئی تہی ۴ ار اگست ۱۸۸۸ء کو عدم پیروی مین خارج ہوئی تہی۔

مقدمہ حال درخواست اجرائے ڈگری مدخلہ ۲۳ اگست ۱۸۸۹ء سے شروع ہوا ہے جو دعوے بابت محض عبث واصلات اینده سے متعلق ہے اور درخواست مذکورکے داخل ہونے پر مدیونان ڈگری نے اعتراض کیا لیکن اونکی عذرات عدالت مرافعہ اولے سے نامنظور ہوے تہے لیکن برطبق اپیل ذیلعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے کہ منسوخی حکم عدالت مرافعہ اولے کے عذرات مدیونان ڈگری اون وجوہ سے بنیاد پر منظور کئے جو خود اونہین کے الفاظ مین ظاہر کیجا سکتی ہین۔

ڈگری قابل اجرائے ڈگری عدالت اپیل کی ہے اور چونکہ ڈگری مذکور کے روسے ڈگری عدالت مرافعہ اولے کی ترمیم ہوئی ہے اوسمین کوئی حکم بہ نسبت واصلات اینده کے نہین ہے لہذا واصلات مذکور کا دعوے صیغہ اجرائے ڈگری مین نہین ہو سکتا ہے۔

پس اس اپیل دوم کے فیصل کرنے مین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ شہرت سنگہ بنام برجمین (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۷۶) کے اثر پر کہ جسکے بتغیر فیصلہ اجلاس کامل حال بمقدمہ محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷) مین ہوئی غور کرنا ضروری ہے فیصلہ مقدمہ گوبردہن داس بنام گوپال رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۶۶) کا ذہن نشین کرنا بہی ضروری ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ اثر ان فیصلون کا یہہ ہے کہ جو ڈگری مصرحہ جرائم رکہی جاسکتی ہے وہ صرف عدالت اپیل کی ڈگری مورخہ ۱۶ اردسمبر ۱۸۸۵ء ہے اور چونکہ وہ ڈگری محض تجالی کی ڈگری نہین ہے بلکہ مشعر ترمیم مضامین ڈگری عدالت مرافعہ اعلی کے ہے لہذا بجز اوس صورت کے

کہ ڈگری مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۸۹ء مین کوئی حکم بہ نسبت واصلات آیندہ کے ہو کوئی واصلات آیندہ منشاء اجراء ڈگری نہین ہو سکتا ہے لیکن ڈگری مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۹ء خود ڈگری مشعر بحالی کے نہین ہے بلکہ ایک ڈگری مشعر ترمیم ڈگری ابتدائی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۹ء کے ہے اور میری راے مین اس امر سے یہہ مقدمہ مقدمات منحولہ بالا سے قابل امتیاز ہو جاتا ہے جدتمام کامل بحث کے میری یہہ راے ہے کہ ذیلی جج نے صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے اور مین اپیل ڈسمس کرتا ہون لیکن بلا حکم بہ نسبت خرچہ کے کیونکہ ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا ہے۔

ضلع بنارس نگرانی فوجداری نمبر ۱۰۸ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲ جون

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کرم علی وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۹ - نگرانی - عملدرآمد - تجویز مشترک جس مین احکام سزا قابل اپیل و ناقابل اپیل صادر ہونا - اپیل بہ نسبت حکم سزا قابل اپیل کے - استصواب بہ نسبت احکام سزا نا قابل اپیل کے -

چار شخصون کی تجویز مشترک ہوئی تھی اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے بجرم ثبوت جرم صادر کی تھی - اونمین سے ایک شخص نے سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تھا لیکن دیگر احکام سزا نا قابل اپیل تھے - سشن جج نے اپیلانٹ کو بری کیا تھا اور اثناء سماعت اپیل مین یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ تجاویز ثبوت جرم اور تین شخصونکی بیجا ہین بلحاظ ان کے اون مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور حکم کے ارسال کیا ہے - تجویز ہوئی کہ ان تینون شخصون کی متعلق جنکی دربارہ احکام سزا نا قابل اپیل صادر ہوئی ہین بصیغہ نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے غور کیا جا سکتا ہے -

یہہ استصواب منجانب سشن جج بنارس کے اون حالات مین ہوا ہے جو اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

کاشی پرشاد منجانب کرم علی وغیرہم سرکار کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ معاملہ میرے روبرو بر طبق استصواب ذیلی سشن جج بنارس مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء کے پیش ہوا ہے جن تین شخصون سے یہہ کارروائی متعلق ہے اونکے نام بدین ترتیب ہین ارجن سنگھ پرتاب سنگھ و کرم علی جنکی تجویز اسسٹنٹ مجسٹریٹ بنارس نے بشمول ایک شخص مسمی جوالا پرشاد کے بر بناء اون افراد جرم کے کی تھی جو حسب دفعات ۳۴۲ و ۳۲۳ و ۳۵۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے کہ جنکے ساتھہ دفعہ ۱۰۹ کو پڑھنا چاہئے مرتب ہوئی تھی - مجسٹریٹ نے ان کل شخصون کے نسبت

بتجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسپر جرمانہ عاید کیا اور تعداد جرمانہ کی کرم علی اور ارجن سنگہ پرتاب سنگہ کے مقدمات مین اسلئے کافی نہین تہی کہ وہ قانوناً اپیل کرسکتے۔ لیکن جوالا پرشاد پر جرمانہ کافی عاید کیا گیا تہا کہ اپیل ہوسکتی تہی اور اوس نے ذیلی سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تہا اور اونہون نے معاملہ پر غور کامل کرنیکے بعد اور گواہان ثبوت کا اپنے روبرو اظہار مزید قلمبند کرنیکے بعد ۹ ستمبر ۱۸۹۰ء کو اپیل منظور کیا اور جوالا پرشاد کو بری کیا۔ ذیلی جج نے یہہ راے قایم کرکے کہ یہہ اور تینون شخص جنکی تجویز ہوئی ہے بلحاظ واقعات مشتبہ سے زیادہ تر اوسی بنیاد پر قایم ہین کہ جسپر جوالا پرشاد تہا اپنا فیصلہ جو اوسی شخص کے مقدمہ مین تہا معہ مسل کارروائی کے جو اسمقدمہ مین ہوئی تہی بدین سفارش بہیجا ہے کہ تجاویز ثبوت جرم کرم علی و ارجن سنگہ و پرتاب سنگہ کی منسوخ ہونی چاہیے۔ ان تینون شخصون کے نام اطلاعنامجات بغرض حاضری کے جاری ہوئی تہی اور اوج اونکی طرف سے میرے روبرو مسٹر کاشی پرشاد حاضر ہوے ہین۔

مین نے کل شہادت پر جو اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے روبرو لی گئی تہی معہ حکم ابتدائی حاکم موصوف اور اونکی تحریرات مابعد پر باحتیاط غور کیا ہے۔ اور مین نے شہادت مزید گواہان پر بہی جو عدالت سشن جج مین قلمبند ہوئی ہے غور کیا ہے اور مین نے نہایت احتیاط کے ساتہہ فیصلہ اپیل معہ دہ ذیلی جج پر غور کیا ہے۔ جو کچہہ مشار الیہ نے بہ نسبت نوعیت اس استغاثہ فوجداری کے کہا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور جہانتک حاکم عدالت کو راے کا قایم کرنا ممکن ہوتا ہے مین باور کرتا ہون کہ جو اشکال مبالغہ کی گردہاری نے معاملہ مین داخل کردی ہین اور جسکے بہ نسبت دیگر گواہان نے بحلف اظہار دیا ہے قطعاً اور تمامتر جہوٹہہ ہین اور بنیاد کسی الزام کی اگر متعلق ہے تو صرف وہی ہے جو گردہاری نے پولس اسٹیشن مین ۱۹ اگست کو بیان کی تہی جبکہ اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ چپراسی نے اوسپر بیہودہ حملہ کیا تہا۔ مجہکو اسمین بہت کم شبہ ہے کہ یہہ الزامات بطور پیش بندی وجواب الزام خیانت مجرمانہ کے کئے گئے تہے جس سے گردہاری بخوبی واقف تہا کہ میرے مقابلہ مین دایر ہونے والا ہے۔

مین اپنے اختیارات نگرانی محکومہ دفعہ ۴۳۹ پر عمل کرکے تجاویز ثبوت جرم کرم علی و ارجن سنگہ و پرتاب سنگہ کی منسوخ کرتا ہون اور اونکو بری کرکے حکم دیتا ہون کہ اگر زرہاے جرمانہ وصول ہوگئے ہون تو اونکو واپس کیجادین۔

ضلع الٰہ آباد — اپیل دوم نمبر ۱۲۴۸ سنہ ۱۸۹۰ء — فیصلہ ۲۰ مئی — صفحہ ۱۵ انگریزی

گنہشام داس و یک کس دیگر بنام شیو منگل سنگہ

اجرائے ڈگری — رہن بشمولی اراضی سیر — ڈگری رہن کے اجرا مین نیلام [illegible]

بذریعہ نیلام کے کیا منتقل ہوتا ہے۔

جس صورت مین چند قطعات ... مع اسکے بشمولی دیگر اراضی [illegible] کے

رہن مکفول ہوئی تہی بشمولی دیگر اراضی مذکورہ کے اوس ڈگری کے اجرا مین [illegible]

مکفولی کے بنا پر حاصل کی گئی تہی ... تجویز ہوئی کہ اوس ... نیلام مذکور کے صرف حقوق [illegible]

اراضی سیر منتقل ہوئی ہین حقوق ساقط الملکیت راہن واقعہ اراضی سیر منعقد پراوسکے

کچھہ روا نہین آسکتا ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر [illegible] ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹیان بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — ڈگری داران اپیلانٹیان دائن تمسک مکفولی مورخہ ۲۶ جولائی

۱۸۷۶ء کے تہے جسمین بابت واپس ادا کئے زر نقد تخمیناً مبلغ الکہ روپیہ [illegible] ڈگری

رسپانڈنٹ نے بنظر اطمینان کے ایک حصہ زمینداری معہ حقیت سیر بعض [illegible]

زر واجب تمسک مکفولی مذکور کا ادا نہوا تو ڈگریداران نے ڈگری [illegible]

زر مذکور بنفاذ کفالت ۱۳ ستمبر ۱۸۸۷ء کو حاصل کی۔

ڈگری مذکور مین خاص ذکر نہ صرف حصہ زمینداری کا ہے بلکہ قطعات مختص [illegible]

اراضی کا ذکر بہی ہے جو مدیون ڈگری کے سیر کے ہین

جو ڈگری اسطرح حاصل کی گئی تہی اوسکے اجرا مین قرقی جایداد متنازعہ کی ۱۳ جنوری

۱۸۹۰ء کو کی گئی تہی لیکن ۱۰ جولائی ۱۸۹۰ء کو مدیون ڈگری نے اس مضمون سے عذرداری

کی کہ جہانتک اراضیات سیر کو تعلق ہے اوسکی حقیت اجرای ڈگری مین نیلام نہین ہوسکتی ہے

یہہ عذرات عدالت مرافعہ اولی سے جزواً اسقدر منظور ہوئے کہ صرف حق نا ممکنہ [illegible]

ڈگری کا باستثناء اون حقوق کے جو اوسکو بطور ساقط الملکیت حسب مقصود دفعہ ۷ ایکٹ لگان

(ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے حاصل ہون نیلام ہوگا۔

بنا بر اعتراضات حکم عدالت مرافعہ اولے کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل ہوا تہا اور

حکم مذکورہ عدالت موصوف سے بحال رہا تہا۔

اپیل دوم مین مسٹر کاشی پرشاد نے منجانب اپیلانٹیان کے خود میرے دو فیصلون پر جو بمقدمہ مادہو لال بنام کتواری (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۰) اور لبشیشر راے بنام سکہہ دیو راے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲) کے ہین متوجہ کیا ہے۔

ذیلعلم جج عدالت اپیل ماتحت کے روبرو یہہ دونو مقدمے بغرض غور کے پیش تہے اور بعد ملاحظہ ڈگری ۱۲ ستمبر ۱۸۸۸ء کے اونکی یہہ راے قرار پائی تہی کہ جہانتک اوسمین حکم نیلام اراضی سیر کا تہا وہ حقوق مالکانہ زمینداری پر محدود تہا اور وسمین کسیطرح یہہ حکم نہین تہا کہ ایسے حقوق جو مدیون ڈگری بطور ساقط الملکیت حاصل کرسکے اوسکے نیلام کا کبہی مقصود تہا۔ مقدمہ کے نسبت یہہ راے قایم کرکے ذیلعلم جج نے حکم عدالت مرافعہ اولی کا بحال رکہا تہا اور میری یہہ راے ہے کہ اس امر کے کہنے مین اونکی راے مناسب ہی تہی نہ صرف بوجہ تعبیر ڈگری کے بلکہ اس امر کیوجہ سے بہی اونکی راے مناسب ہے کہ جو کچہہ وہ نہون نے تجویز کیا ہے وہ کسیطرح پر مقدمات محولہ بالا کے مغایر نہین ہے۔ مین بطور ایک امر خفیف طلب کے یہہ اور کہنا چاہتا ہون جسپر مسٹر بلدیو رام نے بجاے مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اصرار کیا ہے کہ عدالتین ماتحت کا وہ عمل جسکے رو سے عدالتہاے موصوف نے یہہ حکم دیا ہے کہ نیلام اراضیات سیر سے زوال حق ساقط الملکیت مدیون ڈگری متعلق نہین ہے ازروے دفعہ ۲۸۷ ضمن (ط) کے مناسب تہا۔ احکام دفعہ مذکور کے کل قسم کے نیلامات جایداد غیر منقولہ و اشتہارات نیلام مذکور سے متعلق ہین۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمہ اپیل دوم مین قابل دستاندازی کے ہے اور مین اوسکو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

نظیر ۱۵۰ | ضلع جونپور | اپیل دوم نمبر ۱۲۴ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۱۰ جون

رام لال دوبے وغیرہم بنام ہرنندن سنگہ و یکس دیگر

اجراے ڈگری۔ ڈگری مشروطہ باداے زرنقد معین اندر میعاد معینہ کے۔ میعاد معینہ ڈگری کے بعد ادا ہونا۔

[illegible] ڈگری اس [illegible] کے [illegible] کی ہو [illegible] میعاد [illegible]
[illegible] اختیار [illegible] کہ بعد انقضاے میعاد [illegible] کے میعاد ادا [illegible]
[illegible] ہنگوت [illegible]
[illegible] استدلال ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
نہایت منجانب اپیلانٹیان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات اسمقدمہ کے جو میرے روبرو مسٹر بنلت نے منجانب اپیلانٹیان اور مسٹر جوالا پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹیان ظاہر کئے ہین وہ حسب ذیل بیان ہوسکتے ہین یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے تیس برس ہوے ایک رہننامہ منفعتی بالقبض بنام مدیون ڈگری اپیلانٹیان کے لکھا تہا ازروے رہن مذکور کے مرتہنان سلمًا قابض کرادے گئے تہے اور ۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے ڈگری واسطے دلا پانے جائداد بالانفکاک رہن باداے مبلغ للعہ کے جو تاریخ ڈگری سے اندر ساٹھہ یوم کے واجب الادا تہے حاصل کی تہی

مضامین ڈگری مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء مذکور کے بہت ضروری ہین کیونکہ میری راے مین نتیجہ اسمقدمہ کا حکم ڈگری پر منحصر ہے جو حسب ذیل ہے۔

یہہ ڈگری وحکم ہوا کہ دعوے مدعی واسطے انفکاک رہن کے اس شرط سے ڈگری ہو کہ مدعیان اندر ساٹھہ یوم کے آج کی تاریخ سے چالیس روپیہ للعہ مدعاعلیہم کے واسطے عدالت مین جمع کرین بقیہ دعوے ڈسمس ہوے مدعیان خرچہ اپنا اور مدعاعلیہم کا ادا کرین۔

اسکا انگریزی مین لفظی ترجمہ بالفاظ ذیل ہوسکتا ہے۔

یہہ ڈگری وحکم ہوا کہ دعوے مدعیان کا واسطے انفکاک رہن کے اس شرط سے ڈگری ہو کہ مدعیان عدالت مین آجکی تاریخ سے ساٹھہ روز کے اندر مدعاعلیہم کے واسطے للعہ جمع کرین بقیہ دعوے ڈسمس ہو۔ مدعیان اپنا اور نیز مدعاعلیہم کا خرچہ ادا کرین۔

مینے ٹہیک الفاظ ڈگری اوس بنیاد کے ظاہر کرنیکے لئے نقل کردی ہین کہ جسپر میرا فیصلہ مبنی ہوگا بلالحاظ اس امر کے کہ آیا یہہ ڈگری مناسب طور پر صادر ہوی تہی یا مناسب طور پر مرتب ہوی تہی یا نہین۔ ڈگری قطعی ہوگئی ہے اور اوسکے مضامین پر

عدالت اجرا کنندہ ڈگری دست اندازی نہین کرسکتی ہے۔

بعد اوسکے جو کچھہ ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۸ع کو ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے درخواست جاری ہونے ڈگری مصدرہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع مبلغ للعہ متذکرہ بالا اپنی درخواست کے ساتھہ داخل کرکے گذرانی۔ ظاہرا عدالت نے یہہ روپیہ قبول کرلیا اور اوسکے جمع ہونیکا حکم دیا لیکن اوسی روز سررشتہ سے رپورٹ ہوئی کہ یہہ روپیہ خلاف احکام ڈگری مصدرہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع کے جمع ہوا ہے۔ لیکن باوجود اسکے عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۹ع کے درخواست مذکور کے درج رجسٹر ہونیکا حکم صادر کیا۔

درخواست مذکور کے اسطرح پر درج رجسٹر ہونیکے بعد اوسکے نسبت مدیونان ڈگری نے (اپیلانٹیان عدالت ہذا نے) دراصل اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ بتقویت خود مضامین ڈگری کے ڈگری مذکور قابل اجرا نہین ہے کیونکہ میعاد روپیہ جمع کرنیکی گذر گئی ہے۔

ان عذرات کو عدالتین ماتحت نے نامنظور کیا ہے اور یہہ اپیل دوم بنا راضی حکم عدالت اپیل ماتحت مشعر بحالی ڈگری عدالت مرافعہ اولے کے دایر کی گئی ہے۔

پس مجھے معلوم ہوتا ہے اولاً کہ جس اصل بنیاد پر فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کا مبنی ہے وہ یہہ ہے کہ ازروے فقرہ دوم دفعہ ۹۳۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے مدیونان ڈگری اپیلانٹیان مرتہنان پر لازم تہا کہ حکم مبیعات کا یا بیع اوس جایداد کا حاصل کرنیکی کوشش کرتے کہ جس سے ڈگری مورخہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع متعلق تھی۔ یہہ راے قانونی غلط معلوم ہوتی ہے۔ فقرہ مذکور پر باحتیاط ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم مبیعہ یا بیع کا ایسے رہن سے متعلق نہین ہے جیسے کہ اسمقدمہ کی ہے جو رہن منفعتی بالقبض ہے۔ لہذا اوس فقرہ کو کچھہ تعلق نہین ہے اور مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ احکام ضمن (الف) دفعہ ۶۷۔ ایکٹ مذکور سے تقویت اس راے کی ہوتی ہے کہ مرتہن منفعتی اوس حیثیت سے مستحق استحقاق نیلام کرا پانے جایداد مرہونہ کا نہین ہے۔

مجھے مقدمہ کی اس شکل پر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مضامین ڈگری مورخہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع کے فی نفسہ صاف اور مخصوص دربارہ محدود کرنے استحقاق انفکاک تا میعاد یوم کے ہین اور مضامین مذکور پر عامل اس سے کہ جا ہون یا بیجا ہون عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو قایم رہنا چاہیے۔

وقت بحث کرنے مقدمہ کے مسٹر جوالاپرشاد نے منجانب رسپانڈنٹیان کے مناسب طور پر یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ کوئی حکم مشعر توسیع میعاد متذکرہ ڈگری دربارہ اداے زر رہن کے عدالت سے صادر نہین ہوا تھا اور ذی علم وکیل نے یہہ بہی تسلیم کیا ہے کہ محض یہہ امر کہ ۲۱ مئی ۱۸۸۹ء کو عدالت مین روپیہ لے لیا گیا تہے بمنزلہ حکم مشعر توسیع میعاد ۶۰ کے جواز روے ڈگری کے معین ہتی نہین ہوسکتا ہے۔

جو اصول حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ایک حال کے مقدمہ غیر رپورٹ شدہ[*] راجہ ہرنراین نام چودہرین بہگونت کنور (منفصلہ ۲۱ جنوری ۱۸۹۱ء) مین قایم کیا ہے یہہ ہے کہ جب میعاد مقرر ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ اوسمقدمہ مین بذریعہ حکم عدالت حسب دفعہ ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے اصدار فیصلہ ثالثی کے مقرر ہوئی تہی اور وہ میعاد گذر جاوے تو منظوری مالعبد بہ نسبت دوسرے میعاد کے بمنزلہ توسیع اوس میعاد کے نہین ہوسکتی ہے جو گذر چکی ہے۔

اوس فیصلہ کے اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے میری یہہ راے ہے کہ بعد انقضاے میعاد ۶۰ یوم معینہ ازروے ڈگری مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۸ء کہ جو ڈگری قطعی ہوگئی ہے ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے اپنا استحقاق دربارہ جاری کرنے ڈگری کے زایل
۱ کردیا ہے اور حکم جمع ہونے روپیہ سے جو اسقدر عرصہ مین کہ جسقدر ۲۱ مئی ۱۸۸۹ء کو گذرا ہے عدالت اجراکنندہ ڈگری سے صادر ہوا ہے اثر انقضاے میعاد کا رفع نہین ہوسکتا ہے۔

جو حکم مناسب اسمقدمہ مین صادر ہونا چاہئے تہا وہ یہہ ہے کہ درخواست اجراے ڈگری کی ڈسمس متصور ہوگی۔

۲ مین اب اوس حکم کو یہہ کہکر صادر کرتا ہون کہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے یہہ حکم دیتا ہون کہ درخواست اجراے ڈگری ڈسمس متصور ہو اور ڈگریداران رسپانڈنٹیان خرچہ اسمقدمہ کا بابت کل عدالتونکے مدیونان ڈگری اپیلانٹیان کو ادا کرین

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۴۴۵ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۵ جون [illegible]

مہابیر پرشاد بنام شاہ وحید عالم

۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱ – عرضی نالش پر دستخط مدعی کی ضرورت –

[*] بعدہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۰ مین رپورٹ ہوا۔

بجز اوس صورت کے جسکا حکم ضمن اخیر دفعہ ۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے یہہ تاکید ضرورت ہے کہ مدعی اپنی عرضی نالش پر دستخط کرے۔ جب مدعی کی نسبت یہہ ثابت ہو کہ بوجہ غیر حاضری کے یا اور کسی وجہ معقول سے وہ خود عرضی نالش پر دستخط نہین کر سکتا ہے تو ایسے مختارنامہ کے جسکے روسے وکیل کو اختیار عبارت عام مین عرضی نالش پر اوسکے طرف سے دستخط کرنیکا دیا گیا ہے ایسی عرضی نالش مطابق قانون کے جایز ہوگی جسپر دستخط وکیل مذکور نے بموجب مختارنامہ مذکور کے کیا ہو

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

روشن لال و مہدی حسن منجانب اپیلانٹ عبدالروف منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ بروقت پیش ہونے اس اپیل دوم بغرض سماعت کے مسٹر عبدالروف نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ عذر ابتدای پیش کیا کہ جسوقت یہہ اپیل عدالت ہذا مین داخل ہوا تھا وہ خارج المیعاد تھا۔ تواریخ متعلقہ اپیل ہذا حسب ذیل ہین۔ ڈگری مورخہ ۳ فروری ۱۸۹۰ء ہے اپیل ۱۰ مئی ۱۸۹۰ء کو داخل ہوا تھا اسمین ۹۶ یوم کا عرصہ ہوا ہے اور یہہ بات اپیلانٹ کو دکھلانا پڑیگی کہ جو ڈگری اوس نے داخل کی ہے اوسکے نقل کے حاصل کرنیکے لئے اوسکو ۶ یوم ضروری تھے۔ ڈگری کے پشت پر عبارت ظہری ثبت ہین اونکے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے کہ درخواست نقل کی ۴ فروری ۱۸۹۰ء کو گذری تھی اور اوسی مہینہ کی ۵ تاریخ کو تخمینہ دیا گیا تھا اور زر مطلوبہ تخمینہ ۱۹ فروری کو داخل ہوا تھا اور اوسی مہینہ کی ۲۴ تاریخ کو نقل حوالہ کیگئی تھی۔ اپیلانٹ کا یہہ دعوے ہے کہ تاریخ ۴ و ۵ اور ایام ابتداے ۱۹ الغایت ۲۴ جسمین دونون یوم شامل ہین بطور اون ۶ یوم کے ہین جسکا وہ مستحق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مناسب طور پر یہہ وہ وقت ہے جسکا وہ بطور اوس وقت کے مستحق ہے جو اوسکو نقل حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے۔ لہذا عذر ساقط ہوتا ہے۔

رسپانڈنٹ جو عدالت مرافعہ اولے مین مدعی تھا ایک شخص شاہ وحید عالم ہے۔ عرضی نالش مین جو دستخطی اوسکے کارندہ مسمی بوعلی کی معلوم ہوتی ہے نامبردہ نے یہہ استدعا کی ہے کہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۷۸ء کے ۴ البسوہ اراضی پر اوسکا استحقاق قایم کیا جاوے اور دخل دلادیا جاوے۔ چند دیگر دادرسیون کی بہی استدعا تہی لیکن واسطے اغراض اسمقدمہ کے اونکے یہان ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ میری یہہ راے ہے کہ عذر اول جو اپیل مین میرے روبرو پیش کیا گیا ہے اس قسم کا ہے کہ جب عرضی نالش داخل ہوی تہی اپیلنٹ

مین کوئی نالش عدالت کے روبرو موجود نہتی شہادت جو وحید عالم نے بعد داخل عرضی نالش کے یعنے ۱۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو دی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ۸ ستمبر ۱۸۸۹ء کو عرضی نالش داخل ہوئی ہتی تو جس شخص کا نام بطور مدعی کے اوسمین ظاہر کیا گیا تہا وہ اوسکے بابت کچہہ نہین جانتا تہا۔ اوس نے اوسپر دستخط نہین کئے اور نہ وہ اوس بیعنامے کے بابت کچہہ جانتا تہا جسکے بنا پر وہ عرضی نالش داخل کی گئی تہی اور یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوس جایداد پر کبہی قابض نہین رہا تہا جسکا منتقل ہونا اوس بیعنامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ باعتبار ان وجوہ کے منجملہ دیگر حجتون کے میرے روبرو یہہ حجت ہوئی ہے کہ نالش عدالتین ماتحت مین چلنے کے قابل نہتی مین خیال کرتا ہون کہ اس حجت مین بہت ثبوت ہے۔ دفعہ ۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین قانون بنسبت عرایض نالش کے قایم ہوا ہے اور وہ یہہ ہے۔

عرضی دعوے پر دستخط مدعی اور اوسکے وکیل کے اگر کوئی مقرر ہوا ہو ثبت کیجاینگے اور اوسکے ذیل مین مدعی یا کوئی اور شخص جسکا مقدمہ کے واقعات سے واقف ہونا حسب اطمینان عدالت ثابت ہوا ہو اوسکی تصدیق کریگا۔

مگر شرط یہہ ہے کہ اگر مدعی بوجہ غیر حاضری یا کسی اور وجہ معقول سے عرضی دعوے پر دستخط نکر سکے تو جایز ہے کہ اوسکے طرف سے اوسکا مختار ذی اختیار عرضیدعوے پر دستخط کردے۔

مسل مین ایک مختارنامہ دستخطی شاہ وحید عالم شامل ہے اور اوس مختارنامہ مین ایک فقرہ ہے اوسکے رو سے جو شخص اوسمین مختار مقرر ہوا ہے اوسکو اختیار عرضی دعوے پر دستخط اور تصدیق کرنیکا منجانب شاہ وحید عالم کے دیا گیا ہے لیکن میری صاف یہہ راے ہے کہ جو کچہہ اقتضاے قانون کا ہے اور وہ اقتضا ... مناسب طور پر ہے وہ یہہ ہے کہ بطور قاعدہ عام ہر عرضی دعوے پر جو عدالت دیوانی انصاف مین دایر کیجاوے مدعی اور اوسکے وکیل کے اگر کوئی ہو دونون کی دستخط ہونا چاہئے۔ اس تاکیدی حکم قانونی کے لئے صرف ایک مستثنی ہے یعنے یہہ کہ اگر یہہ بیان کیا جاوے اور کوئی شخص جسکو مدعی کے طرف سے اختیار دیا گیا ہو یہہ ثابت کردے کہ مدعی بوجہ غیر حاضری یا کسی اور وجہ معقول سے عرضیدعوے پر دستخط نہین کرسکتا ہے تو اوسی حالت مین اور صرف اوسی حالت مین وہ عدالت جسکے روبرو عرضی دعوے دایر کیا جاوے ایسے عرضی دعوے کو منظور کریگی جسپر سے دستخط اوس شخص کے غایب ہین جو اوسکی صورت سے مدعی ظاہر ہوتا ہے اور

جسپر دستخط اوس کارندہ کے موجود ہین جسکو اسبارہ مین باضابطہ اختیار دیا گیا ہے۔ پر وقت ادخال عرایض دعوے کے عدالتین بہت زیادہ احتیاط اس امر کے دیکھنے کی نہین کرسکتے ہین کہ آیا عرایض دعوے مذکور مین تعمیل کماحقہ اون اقتضایات قانونی کی ہوی ہے یا نہین۔ جس وجہ سے مدعی کا عرضی دعوے پر دستخط کرنا ضروری ہے وہ ظاہر ہین بمقابلہ جہوتہی عرایض دعوے کے کوی اطمینان نہوگا اور نہ اطمینان ایسے عرضی دعوے کے خرچ کا ہوگا جسکے نسبت یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ مدعی اوسکا متحمل ہوگا۔ بحالت نہونے ایسے دستخط کے بعد اختتام مقدمہ کے مدعی کو بازگشت کا اور اوس عرضی دعوے سے دست بردار اور اوس خرچہ کے ادا کرنیسے جو اوس سے دلایا گیا ہے اس بنیاد پر انکار کرنیکا اختیار ہوجاویگا کہ وہ اوسمعاملہ مین فریق نہین تہا۔ ممکن ہے کہ ایسے مقامات ہون جنمین عرایض دعوے دستخطی اون اشخاص کی جنکو مدعی کیطرف سے باضابطہ اختیار دیا گیا ہے تا اختتام مقدمہ قبول و منظور ہوی ہین لیکن اس قسم کے مقدمہ مین جسمین عرضی دعوے پر اعتراض ہوا ہے اور خود مدعی کے بیان سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ جسوقت نالش دایر ہوی تہی اوسوقت اوسکو نالش کے نسبت کچہہ کسی قسم کا علم ہی نہین تہا اور نالش مذکور دایر ہونیمین شریک ہی نہین تہا عدالت ماتحت اختیار عاقلانہ انکا استعمال فوراً اپیل مین کارروائی مزید کرنیسے انکار کرکے کرسکتی تہی۔ بہرحال میری یہہ رائے ہے کہ اسکے بعد مجہے اس امر پر غور کرنا امر اختیاری نہین ہے کہ کوی مقدمہ معقول میرے روبرو موجود ہے

مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فیصلے اور ڈگریان ہر دو عدالت ماتحت کی معہ خرچہ منسوخ کیجاوین۔

---

۱۵۳ ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۸۶ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۹ جولائی

سولنکلی بنام بہیرون بخش رام مہیکاس وغیرہ

اجرائے ڈگری۔ مختتم ہونا حکم مشعر نامنظوری دعوے داخل ہونے نام کا مسل مین بطور قایمقام کسی فریق کے بمقابلہ ڈگریدار کے جو اجرائے ڈگری بمقابلہ ایسے شخص کے چاہتا ہی جسکا دعوے نامنظور ہوچکا ہے۔

قبل فیصلہ کے ایک اپیل مین دو شخصون نے درخواست مسل مین داخل ہونے نام کی بطور

قایمقامان تمامیس متوفیان کے داخل کی تہی سوایک شخص کا دعوے نامنظور ہوا تہا لیکن دوسرے شخص کا نام مسل میں بزمرہ اپیلانٹ قایم رکہا گیا تہا اور اوسکی ہتا بہ بین ڈگری صادر کی گئی تہی۔ تجویز ہوئی کہ ڈگری مذکور

ڈگری سے تجاوز نہین کر سکتے ہیں اور نہ اوسکو بابت خرچہ کے بمقابلہ اوس شخص کے جاری کرا سکتے ہین کہ جسکی نسبت وہی حقدار قایمقام متوفی کا ہے جسکا دعوے نامنظور ہو چکا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلے سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اسپنکی وکاٹسن بجانب اپیلانٹ — بنرجی ودرام پرشاد بجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ واقعات اسمقدمہ کے ضلع جج گورکہپور کے فیصلہ مین درج ہین

سنہ ۱۸۸۱ء مین رسپانڈنٹان عدالت ہذا نے ایک ڈگری بنام تین شخص تاراچند اور اوسکے بہتیجے مسمیان بیجو وچہیدی رام کے حاصل کی تہی۔ وہ ڈگری زر نقد کی تہی۔ بیجو و تاراچند راضی نامہ ہو گئے تہے لیکن چہیدی رام نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا اور دوران اپیل مین مر گیا تہا۔ دو شخصون نے عدالت اپیل مین درخواست داخل ہونے نام کی مسل اپیل مین بطور قایمقام قانونی چہیدی رام واسطے اغراض اپیل کے داخل کی تہی۔ ایک مسماۃ سونکلی بیوہ چہیدی رام کی تہی اور دوسرا رام کشن پسر بیجو مدیون ڈگری کا تہا۔ ان متنازعی دعاوی کی سماعت عدالت اپیل نے کی تہی اور فیصلہ بحق رام کشن کے ہوا تہا جسنے ڈگریداران مدد گار رہے اور بخلاف مسماۃ سونکلی کے جسکے نسبت یہہ استقرار ہوا تہا کہ اوسکو متروکہ چہیدی رام مین استحقاق قایمقامی کا حاصل نہین ہے۔ اسی بنیاد پر فیصلہ اپیل کا ہوا اور رام کشن کا اپیل بطور قایمقام بیجو کے ڈسمس ہوا تہا۔ اب ڈگریداران اس ڈگری کو اور نیز ہائیکورٹ کے اپیل سے اوس ڈگری کو جسمین مسماۃ سونکلی فریق تہی اور جو خرچہ سے بابت ہے بمقابلہ مسماۃ سونکلی کے جاری کرانا چاہتے ہین۔ ڈگری اخرالذکر کے اپنے مقابلہ مین اجرا کے نسبت ہائیکورٹ کی ڈگری سے نسبت مسماۃ سونکلی کچہہ عذر نہین کرتی ہے اور فی الحقیقت وہ کچہہ عذر نہین کر سکتی ہے کیونکہ ہائیکورٹ کی ڈگری بحق رسپانڈنٹ اور بمقابلہ اوسکی ذات کے اوسکے نام سے ہے۔ لیکن مسماۃ سونکلی ضلع جج کی ڈگری کے نسبت جو بمقابلہ تاراچند و رام کشن کے ہے اپنے مقابلہ مین جاری ہونیکے بابت اعتراض کرتی ہے اوسکی یہہ حجت ہے کہ اوس ڈگری مین وہ فریق نہین ہے اور ڈگری مذکور اوسکے مقابلہ مین جاری نہین ہو سکتی ہے۔

میرے ذہن مین اوسکی حجت لاجواب ہے۔ اوس نے اوس اپیل کی مسل مین ایک
نامہ داخل ہونیکی کوشش کی تھی جسمین ڈگری متنازعہ حاصل کی گئی تھی اور ڈگریداران و رام
کشن مدیون ڈگری نے اوسکو مغلوب کیا تھا۔ اوسمقدمہ مین فیصلہ عدالت اپیل کا بہ تاریخ
قطعی ہے کہ جہانتک وہ مقدمہ تھا واسطے اغراض اپیل کے کہ جسمین وہ ڈگری ابتک قطعی ڈگری
ہے رام کشن قایمقام قانونی چھیدی رام متوفی کا ہے۔ عدالت اجرا کنندہ ڈگری اوس حکم کے
مضامین سے تجاوز نہین کر سکتی ہے اور نہ یہہ تجویز کر سکتی ہے کہ رام کشن قایمقام قانونی
متوفی کا نہین ہے بلکہ سماۃ سو لنکلی ہے۔ مضامین دفعہ ۲۳۴ کے ایسے مقدمہ کے حالات سے
متعلق نہین ہین جو میرے روبرو پیش ہے۔ دفعہ مذکور کو خاص تعلق اوسمقدمہ سے ہوتا ہے
جسمین بعد صدور ڈگری کے وفات ظہور پذیر ہوتی ہے حالانکہ جو اپیل میرے روبرو پیش
ہے اوسمین چھیدی رام قبل صدور اوس ڈگری کے فوت ہوگیا تھا جو مقدمہ مین ڈگری
زیر اجرا ہے۔ جو مقدمہ میرے روبرو پیش ہے اوسمین ڈگریداران پابند اوس ڈگری کے
ہین جسمین وہ فریق تھے اور جسکو وہ جاری کرانا چاہتے ہین اور یہہ کہ رام کشن کو بطور قایمقام
قانونی چھیدی رام کے اپنے مقدمہ مین تصور کرین اور یہہ عذر نہین کر سکتے ہین کہ وہ فیصلہ
بہ نسبت قایمقام قانونی چھیدی رام کے غلط ہے اور یہہ کہ کوئی دوسرا شخص صحیح قایمقام
قانونی ہے جسکو اب وہ بعد صدور ڈگری کے بطور قایمقام چھیدی رام اپنے مدیون کے
تصور کرنیکی اجازت چاہتے ہین۔ یہہ سچ ہے کہ ایک نالش مین جو سماۃ سو لنکلی نے بعد فیصلہ
اپیل مقدمہ ۱۸۸۵ء کے ڈگری بنام رام کشن بدین استقرار حاصل کی ہے کہ وہ زوجہ منکوحہ ہے
اور صرف مدخولہ چھیدی رام کے نہین ہے اور جسکے رو سے ڈگری اس امر کی ہوئی ہے کہ اسکو
منصب نامبردہ کے وارث ہونیکا حاصل ہے۔ لیکن وہ ڈگری اسمقدمہ کے اجرا ڈگری پر
حاوی نہین ہو سکتی ہے جسمین عدالت مجوز مقدمہ نے عدالتانہ ایک حکم مین کہ جسمین اب
دست اندازی نہین ہو سکتی ہے یہہ تجویز کر دی ہے کہ واسطے اغراض اوسمقدمہ و اپیل
کے رام کشن قایمقام قانونی مجاز قایمقامی اور بحفظ حقوق چھیدی رام کا اوسمقدمہ مین ہے۔ اگر
ڈگریداران سماۃ سو لنکلی کو اپنا ذمہ دار اجرا ڈگری مین کرنا چاہتے ہین کیونکہ وہ قابض متروکہ جایداد
اپنے شوہر متوفی کے ہے تو امکانا وہ ڈگری کو اسبارہ مین ترمیم کرا سکتے ہین لیکن ڈگری حیثیت
موجودہ بمقابلہ سماۃ سو لنکلی کے جاری نہین ہو سکتی ہے بلکہ بمقابلہ رام کشن کے جاری ہو سکتی
ہے۔ اپیل معقول ہے اور مع خرچہ ڈگری بحال کیجاتی ہے۔

ضلع مرادآباد اپیل دوم نمبر ۱۴۶ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۱ء

شرف بیگم بنام محمد صفدر علیخان

اجرائے ڈگری - درخواست اجرائے ڈگری سے دست برداری - درخواست مطابق قانون کے میعاد سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۳ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ ضمن (۴)

محض غلطی کتابت سے جو درخواست اجرائے ڈگری میں درج ہو جائے یعنی غلطی اسم سابق متدائر درخواست مذکورہ کا نتیجہ یہہ ہو کہ اسم مذکورہ بیشتاب ہو لیکن درخواست مذکور ایک درخواست معقول مطابق قانون حسب منشاء ضمن ۴ مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت ہند ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے متصور ہو جاویگی اور نہ ایسی درخواست کے بوجہ اسکے ڈسمس ہو جانے کے سائل نے اسم صاحب درخواست مذکور کے صحیح پتہ بتانیمین غفلت کی ہے حاکم ڈسمس کردہ ادی تجویز درخواست حسب منشاء دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے لغو قرار پاویگا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سیمین منجانب اپیلانٹ مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات کا مختصراً یہہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

۴ مئی ۱۸۸۴ء کو ایک ڈگری بنام مدیون ڈگری رسپانڈنٹ کے صادر ہوی تہی اور متعلق اجرائے ڈگری کے بعد درخواست اجرائے ڈگری ۱۸ اگست ۱۸۸۴ء کو داخل ہوی تہی لیکن درخواست عدم پیروی مین ۱۰ ستمبر ۱۸۸۴ء کو ڈسمس ہوی تہی۔

بعدہ ۱۶ اگست ۱۸۸۶ء کو ایک دوسری درخواست اجرائے ڈگری کی ڈگریدار نے داخل کی تہی اور اوسپر یہہ حکم صادر ہوا تہا کہ درخواست درج رجسٹر کیجاوے اور سررشتہ سے اوسکی کیفیت طلب ہووے اوسی روز دوسرا حکم اسمضمون سے صادر ہوا تہا کہ مسل مقدمہ طلب ہو اور ۲ ستمبر تاریخ واسطے سماعت مقدمہ کے مقرر ہوی تہی بالآخر حاکم ماتحت نے مقدمہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو پیش کیا اور اوسی روز بذریعہ روبکار مورخہ تاریخ مذکورہ کے مشارالیہ نے یہہ بیان کیا کہ جو حوالہ مقدمہ متعلق کا درخواست اجرائے ڈگری مین دیا گیا ہے وہ صحیح نہین ہے اور ڈگریدار نے تصحیح ضروری مین غفلت کی ہے اور اسی بنیاد پر حاکم ماتحت نے درخواست عدم پیروی مین ڈسمس کی اور یہہ بہی حکم دیا کہ از روئے ڈگری کے جو زر واجب ہے وہ ذیل روبکار مین بطور یادداشت کے درج کر دیا جاوے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعد اس حکم کے کوئی کارروائی ۳ اگست ۱۸۹۹ء تک نہین کی
گئی تھی جب یہہ مقدمہ بذریعہ درخواست جاری کرنے ڈگری مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۹ء کے شروع ہوا
تھا۔ اس درخواست پر اعتراض منجانب مدیون ڈگری کے درحمل اس بنیاد پر ہوا تھا کہ ازروے
دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست ممنوع السماعت ہے اور علاوہ بین درخواست مذکور خارج المیعاد ہے
عدالت مرافعہ اولے نے ان عذرات کو نامنظور کیا تھا اور یہہ حکم دیا کہ کارروائی اجراے ڈگری شروع کی جاوے
برطبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی تھی کہ جو کارروایات بذریعہ
حکم مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۴ء کے ختم ہوتی تھین گو وہ مانع درخواست ہذا کے اینڈ کے نہین ہین تاہم
اونکو بطور نفی کے تصور کرنا چاہئے اور بطور تدبیر معاون اجراے ڈگری کے متصور نہین ہوسکتی ہین
پس ان کارروایون سے قطع نظر کرکے اور اون کارروایون کو جو درمیان وقت انحصار میعاد سماعت
حسب مد ۱۷۹ ضمن (۴) ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) محسوب کرکے جو ۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء
کو ختم ہوئی تھین مشارالیہ نے یہہ تجویز کی ہے کہ اس درخواست مین عارضہ میعاد سہ سالہ
محکومہ مد مذکور لاحق ہے لہذا خارج المیعاد ہے۔ بدینوجوہ ڈسٹرکٹ جج نے حکم عدالت ماتحت کا منسوخ
کیا اور درخواست اجراے ڈگری کی ڈسمس کی۔

یہہ اپیل دوم بنا راضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے ہے اور السید ہ درخواست ہی جسمین
بہت سی تقریر مسٹر سمین نے منجانب اپیلانٹ کے اور مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کی ہے
بتائید اپنی حجت کے مسٹر سمین نے منجانب ڈگریدار اپیلانٹ کے فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی
بمقدمہ ہری بنام نراین (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۷) و فیصلہ ہائیکورٹ
مدراس بمقدمہ رام نندن چیتی بنام پرتیم بالی شروی (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد
صفحہ ۴۳۲) اور فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رام روپ بنام لالجی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۸ء صفحہ
۲۰۷) و بجی سنگہ بنام حیات بیگم (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۶۲) پر استدلال کیا ہے
بجانب دیگر مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کے فیصلہ اجلاس کامل عدالت
ہذا بمقدمہ راد ہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۴) و جیت
نول سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۶) و ایسری بنام سرہ مل (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۴۵) اور اوپر فیصلہ اجلاس کامل کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ اصغر علی بنام
تریلکھوناتہ گہوس (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲) سے استدلال کیا ہے۔

ان مختلف فیصلون پر مینے غور کیا ہے اور میری یہہ راے ہے کہ اسمقدمہ کی بحث کا مدار ذیعلم جج ماتحت کے روبکار مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۶ء کے تعبیر پر ہے۔

روبکار مذکور بعبارت ذیل ہے۔

آج یہہ مقدمہ پیش ہوکر ملاحظہ کیفیت محافظ دفتر سے واضح ہوا کہ پتہ مسل سابق کا جو درخواست ڈگریدار مین تحریر ہے غلط ہے اور وکیل ڈگریدار نے صحیح پتہ مسل مذکور کا اجتک ظاہر نہین کیا۔ اسواسطے خارج ہونا مقدمہ کا مناسب متصور ہوکر حکم ہوا کہ یہہ مقدمہ بجرم عدم پیروی ڈگریدار مین خارج ہووے اور مطالبہ ڈگری مسلمین لکہا جاوے

مندرجہ درخواست اجرا	۳۸۳ روپیہ	۱۴ انہ	۵ پائی
خرچہ اجرا	۱ روپیہ	...	...
میزان	۳۸۴ روپیہ	۱۴ انہ	۵ پائی

انگریزی مین ترجمہ ہونیسے اوس سے یہہ مراد ہے۔

اسمقدمہ کے اج پیش ہونے پر بملاحظہ رپورٹ محافظ دفتر یہہ معلوم ہوا کہ مسل سابق کا پتہ جو درخواست ڈگریدار مین درج ہے وہ غلط ہے اور وکیل ڈگریدار نے اجتک صحیح پتہ مسل مذکور کا نہین بتایا چونکہ خارج ہونا اسمقدمہ کا مناسب معلوم ہوتا ہے اسلئے یہہ حکم ہوتا ہے کہ یہہ مقدمہ ڈگریدار کی عدم پیروی مین خارج کیا جاوے اور زر ڈگری فائل مین درج کردیا جاوے۔

زر مندرجہ درخواست اجرائے ڈگری	۳۸۳ ۱۴ ۵
خرچہ اجرا	۱
میزان	۳۸۴ ۱۴ ۵

میری یہہ راے ہے کہ روبکار سے کوئی فعل یا غرض فعل ڈگریدار کا ایسا ظاہر نہین ہوتا ہے جسکی تعبیر منشاء دست برداری درخواست حسب مراد دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوسکے۔ مزید بران مین تجویز کرتا ہون کہ یادداشت ذیلی جو مندرجہ ذیل روبکار بنسبت اوس زر مطالبہ ڈگری کے جو اجتک ذمہ مدیون ڈگری کے اور جو میرے روبرو رسپانڈنٹ نے تسلیم کیا ہے ایک علامت اثبات کی ہے کہ ذیعلم جج ماتحت کا اوس روبکار سے یہہ کہنیکا مقصود نہین تہا کہ ڈگریدار درخواست سے دست برداری کرتا ہے اور اسطرحسے کارروائی مزید مقدمہ سے

بہ نسبت اجرا ڈگری کے ممنوع ہوجاویگا ۔

بلاشبہ یہہ سچ ہے جیسا کہ مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب مدیون ڈگری رسپانڈنٹ کے بحث کی ہے کہ میرے بہائی ٹرل صاحب کے فیصلون سے جو بمقدمہ الیسری بنام سرہ مل (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ع صفحہ ۲۰) اور ناتہو رام بنام طفیل احمد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ع صفحہ ۲۴۸) مین وہ مستوجب اس قیاس کے پیدا کرنیکے ہین کہ میرے ذیعلم بہائی کا یہہ مقصود تہا کہ تعمیل احکام دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ایک بہت قلیل غلطی سے درخواست بغرض اغاز شمار میعاد سماعت حسب منشا ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع) کے بالکل بیکار ہوجاتی ہے لیکن جب ان مقدمون پہ باحتیاط کامل نظر کیجاوے تو مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ حال سے قابل امتیاز ہین ۔

مجہے جس امر پر غور کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ ایا جو ڈگری جائز ڈگریدار نے ۲۲ مئی ۱۸۹۰ع کو حاصل کی ہے وہ کسی قاعدہ کے روسے خواہ مندرجہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہو خواہ ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہو ممنوع السماعت ہے یا نہین ۔ میری یہہ رائے ہے کہ ایسی صورت نہین ہے ۔ اور علاوہ برین جو اصول ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ رامانند چیتی بنام پرتیم بائی شروی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۰) اور ہائیکورٹ بمبئی نے بمقدمہ ہری بنام نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۷) قایم کیا ہے وہ صحیح ہے اور اس مقدمہ کے حالات سے متعلق ہے ۔

چونکہ مقدمہ سرجو پرساد بنام ستیارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۴) مین مین شریک تہا اور جسکو اجلاس کامل نے مقدمہ راد ہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۳۹۲) مین منظور کیا ہے مین یہہ بہی کہہ سکتا ہون کہ اسمقدمہ پر وہ فیصلے حاوی نہین ہین اور اسلئے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ جو درخواست اجرا ڈگری کے اسمقدمہ مین ہوی ہے وہ کسی قاعدہ قانون سے ممنوع السماعت نہین ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اس معاملہ کے طے کرنیکے وقت یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو کاروائی بذریعہ درخواست ڈگریدار ۔ ورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۶ع کے شروع ہوی تہی اور جو ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ع کو خارج ہوی تہی اوسکو اسلئے اغراض میعاد سماعت کے ہرگز حساب مین نہ لینا چاہیے ۔ مین اس رائے سے اتفاق نہین کرتا ہون کیونکہ کیسی ہی احتیاط کامل اور سختی سے عبارت

درخواست کی تعمیل جو مطابق قانون کے عدالت مناسب مین واسطے اجرائے ڈگری موقوعہ ضمن (۴) مد ۱۷۹ اکیٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) سمجھی جاوے تاہم جو تعبیر یا سیکہ جج مدراس و ہائیکورٹ بمبئی کے ذیعلم ججون سے مد مذکور کے نسبت قایم کی ہے وہ بھی صحیح معلوم نہیں ہے محض غلطی کتابت سے جیسی کہ اسمقدمہ مین ہے یعنی غلطی بہ نسبت تاریخ اون بعض کارروائیون سابق کے ہے جو اجرائے ڈگری مین ہوتی تہین ایسی درخواست جس سے اور طور پر تعمیل اقتضایات دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی ہے ایسی درخواست نہین ہوجاتی ہے کہ جو بطور اوس درخواست کے متصور ہوسکے جو مطابق قانون کے ہوتی ہے جبکہ وہ عدالت مناسب مین کیجاوے۔ محض غلطی کتابت کی بہ نسبت تاریخ کا ... یا سابق کے اور جیسا کہ اسمقدمہ مین بوجہ اوس غلطی کے محافظدفتر مقدمہ کو نہین پایا ... ایسے حالات نہین ہین جن سے وہ کارروائی حسب تجویز ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت ... ہوتی ہووے

مقدمہ کی اس شکل پر بہت طوالت کے ساتھہ بحث کرنا فضول ہے کیونکہ ... ہے ... قانون صاف ہین۔ جن اجرائے ڈگری کی درخواستون مین ایسی کتابت ... یا کوئی ایسی غلطی ہون جنکی ترمیم عرضیدعوی مین ہوسکتی ہے وہ درخواستین ... واقع ہوتی ہین اور اونکی تصحیح منجانب فریق درخواست کنندہ کے ایسا امر ہے جسکا مدار عدالت کے اختیار امتیازی پر ہے۔ جبتک ایسی درخواست اوس عدالت مین کیجاتی ہین جنکو ... اختیار سماعت حاصل ہے اور در اصل اوس شکل سے ہین جو حسب اقتضائے قانون مندرجہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے تو ایسی درخواستین حسب منشا ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے ہین۔

خلاف اسکے تجویز کرنے گویا یہہ تجویز کرنا ہے کہ محض قلم کے بہک جانیسے ڈگری دار جسکے پاس صحیح اور جایز ڈگری موجود ہے مقدمہ کے اوس ثمرہ سے محروم کردیا جاویگا جسکے ... وہ ... مستحق ہے۔

اندرینحالات چونکہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ کی روداد کی تجویز کرنیسے انکار کیا ہے لہذا مین اونکا حکم منسوخ کرتا ہون اور مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روداد کی منجانب ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت کے واپس بھیجتا ہون۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

نمبر ۱۵۲ | ضلع کانپور | اپیل دوم نمبر ۲۶۴ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۲۷ مئی

علی بخش بنام صاحب دین

اجراے ڈگری - نیلام بصیغہ اجراے ڈگری - بےضابطگی اہم - نقصان واقعی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱ -

جس صورت میں عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہی کہ اس نیلام بصیغہ اجراے ڈگری کا دوپہر کو ہونیکا اشتہار دیا گیا تہا اور بطور امر واقعہ کے غروب آفتاب تک نہین ہوا تہا اور اس وجہ سے چند شخص نیلام مین آسکے اور نیز یہ کہ جائداد نیلامی کی اوسکی واجبی قیمت سے بہت کم وصول ہوئی تہی - تجویز ہوئی کہ اس امر واقعہ سے ایسی بےضابطگی اہم اور نقصان واقعی ثابت ہوا دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ظاہر ہوا ہے کہ جو واسطے منسوخی نیلام کے کافی ہے -

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

موتی لال منجانب اپیلانٹ - سمین منجانب رسپانڈنٹ -

محمود صاحب جسٹس - واقعات مقدمہ جو واسطے فیصلہ اپیل کے ضروری ہین حسب ذیل ہین ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء کو ایک شخص مسمی جیارام نے ایک ڈگری بازیافت زرنقد بنام صاحب دین مدعا علیہ رسپانڈنٹ حال اور مسماۃ ... کے جو اسمقدمہ مین فریق نہین ہے حاصل کی ہتی - اوس ڈگری کے اجرا مین مکان جو شے متنازعہ مقدمہ ہذا ہے قرق اور ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۸۸ء کو نیلام ہوا تہا کہ علی بخش مدعی اپیلانٹ حال نے بعوض مبلغ ... کے خرید کیا تہا - مدیونان ڈگری نے عذرات داخل کئے تہے اور عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء کے نیلام منسوخ کیا تہا -

علی بخش خریدار مذکورہ بالا نے یہہ نالش ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء کو واسطے ... منسوخی حکم مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء اور صدور ڈگری اس امر کے کہ اوسکے خریدار نیلام خریداری جائز ہے دایر کی ہے عدالت مرافعہ اولی نے دعوے ڈگری کیا تہا لیکن بر طبق اپیل ذیعلم جج نے ڈگری مذکور اون تجاویز کی بنا پر منسوخ کی جنکا مین ابہی آیندہ ذکر کرونگا -

بنا اراضی ... عدالت اپیل ماتحت کے یہہ اپیل دوم دایر کیا گیا ہے اور منجملہ دیگر حجتون کے جو مسٹر ... مین نے ... روبرو منجانب رسپانڈنٹ کے کی ہین ایک بحث یہہ ہی کہ بموجب جزو اخیر دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے

پس مین بلا تامل کہہ سکتا ہون کہ اس بحث کا فیصلہ خلاف حجت مسٹر سمین کے فیصلہ اجلاس کامل سے بمقدمہ عظیم الدین بنام بلدیو (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد صفحہ ۵۰) ہو چکا ہے

بہ نسبت روداد مقدمہ کے اپیلانٹ کی یہہ بحث ہے کہ واسطے قایم رکہنے اونکی ڈگری تجاویز عدالت ماتحت کے کافی نہین ہین اور واسطے صاف تحقیقات واقعات کے مقدمہ واپس ہونا چاہیے۔ لیکن مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگرچہ تجاویز مذکور کافی ہین اور اونسے یہہ ثابت ہے کہ بے ضابطگی اہم اور نقصان واقعی تو فیصلہ عدالت ماتحت کا اپیل دوم مین منسوخ نہین ہو سکتا ہے لہذا مین اپنے فیصلہ کو انہین دو امور پر محدود رکہونگا۔

مقدمہ اجلاس کامل شیو پرشاد بنام ہیرا لال (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۰۳) مین مجہے موقع غور کرنیکا نسبت صحیح حیطہ دفعات ۳۱۱ و ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہوا تہا جہان تک کہ وہ بحث متوقعہ نیلام پر موثر ہوتے ہین۔ اس مقدمہ مین ذیعلم جج کے فیصلے سے میرے ذہن مین کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ از روے اشتہار نیلام کے ایک وقت قریب دوپہر کے مشتہر کیا گیا تہا اور نیلام ۴ اپریل ۱۸۹۱ء کا لطور امر واقعہ کے سر شام یا غروب آفتاب تک نہین ہوا تہا۔ ذیعلم جج نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ بوجہ اس توقف کے صرف پانچ شخص بوقت نیلام حاضر ہوے تہے اور صرف مدعی حال نے ایک بولی صرف پچاس روپیہ کی اوس مکان کیواسطے بولی تہی۔ ذیعلم جج نے بلحاظ اوس شہادت کے جو اونکے روبرو موجود تہی یہہ تجویز کی ہے کہ جو مکان اسطرح نیلام ہوا تہا وہ اوس سے بہت زیادہ مالیت کا ہے جو اوسکے لئے بوقت نیلام کے بولی گئی تہی۔

میری یہہ رائے ہے کہ جب اشتہار نیلام مین ذکر دوپہر کا لطور وقت نیلام کے کیا گیا تہا جو قریب غروب آفتاب یا سر شام عمل مین لایا گیا تہا تو نیلام کے عمل مین لانے مین بے ضابطگی اہم ہوئی ہے اور جبکہ نتیجہ اوسکا نقصان واقعی ایسا ہوا ہے جو اس مقدمہ مین ثابت ہے تو ایسا نیلام منسوخ ہونا چاہیے جیسا کہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے ۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کو منسوخ کیا تہا مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ضلع بریلی اپیل اول نمبر ۱۸۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲ جون

الہی بخش ویکس دیگر بنام بیجناتھہ

اجرائی ڈگری۔ نیلام صیغہ اجرائی ڈگری مین خریدار کی نادہندی۔ نیلام مکرر مین کمی قیمت کا ہونا۔ حکم پورے کرنے کمی کا بنام خریدار نادہند۔ بنا راضی حکم مذکور کے اپیل کا ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۲۹۳ و ۵۴۰ و ۵۸۸۔

بنا رہی حکم متقیضہ دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر حکم پورا کرنے اوس نقصان کے بنام خریدار نادہند کے جو بوقت نیلام مکرر کے اوسکی نادہندی سے عاید ہوا ہے اپیل نہین ہوسکتا ہے۔ سوداگر مل بنام عبد الرحمان خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ) و تپیسری لال بنام دیوکی نندن رامے (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ) کے تقلید ہوی۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

موتی لال منجانب اپیلانٹ سنرجی منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ بروقت پیش ہونے مقدمہ بغرض سماعت کے مسٹر دوارکا ناتھہ بنرجی نے منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی اسمضمون سے پیش کیا کہ اپیل نہ ہوسکتا ہے اور بغرض اسکے کہ اعتراض مذکور اور وہ وجوہ جسپر وہ مبنی ہے قابل الفہم ہوجاوے ضرور ہے کہ واقعات حسب ذیل بیان کیے جاوین۔

۲۴ جنوری ۱۸۸۰ء کو ایک شخص مسمی جگلکشور نے ایک ڈگری واسطے دلاپانے مبلغ صہ کے بنام الہی بخش و رحیم بخش اپیلانٹیان حال بنفاذ کفالت بمقابلہ بعض جایداد غیر منقولہ ازان نامبردگان کے حاصل کی تھی۔

ڈگری متذکرہ بالا کے اجرا مین ۲۰ جون ۱۸۸۲ء کو موضع دہرم پور نیلام ہوا تھا کہ جب بیجناتھہ رسپانڈنٹ حال نے صہ کے بولی بولی تھی اور چہارم زرثمن نیلام حسب اقتضاے قانون کے عدالت مین جمع کردیا تھا۔ لیکن نامبردہ نے تین ربع۔ زرثمن نیلام اندر میعاد ۱۵ الیوم کے جمع نہین کیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ نیلام موقوعہ ۲۰ جون ۱۸۸۲ء معدوم متصور ہوا ۲۰ نومبر ۱۸۸۲ء کو وہی جایداد پھر دوبارہ نیلام کیگئی اور اسموقع پر غلام احمد و عنایت الہی دو شخصون نے بعوض مبلغ صہ کے خرید کی یعنی اس قیمت کے عوض مین خرید کی جو بیجناتھہ کی بولی موقوعہ ۲۰ جون ۱۸۸۲ء سے بقدر مبلغ صہ کے کم تھی۔

معاملات اسطور پر ہے کہ جب ۹ نومبر ۱۸۸۲ء کو الہی بخش و رحیم بخش مذکورہ بالا نے

عدالت مین درخواست دلاپانے مبلغ ۱۸ ؁ کی بھجنا تھہ رسپانڈنٹ حال خریدار ناد ہندہ سے کی ظاہر
ہوتا ہے کہ یہہ درخواست بموجب دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی تہی اور درخواست مذکور سے
اور بیشتر بھجنا تھہ رسپانڈنٹ نے عذرات پیش کئے تھے لیکن عذرات مذکور نامنظور ہوئے تھے اور ۸ جنوری
۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے یہہ حکم صادر کیا کہ بھجنا تھہ کو مبلغ ۱۸ ؁ نامبردگان کو ادا کرنا چاہیئے۔
بعدہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس روز یعنی ۸ جنوری ۱۸۹۰ء کو جوگلکشور دارندہ ڈگری مورخہ ۲۴
جولائی ۱۸۸۸ء نے درخواست قرقی مبلغ ۱۸ ؁ کی جو بھجنا تھہ رسپانڈنٹ کے قبضہ مین تہا گذرانی
۱۸ جنوری ۱۸۹۰ء کو قرقی واقعی ہوئی تہی اور معلوم ہوتا ہے کہ بعد قرقی مذکور کے جوگلکشور ڈگریدار
نے ڈگری ایک شخص رگہوبردیال کے ہاتھہ بیع کردی جو اس مقدمہ مین فریق نہین ہے۔
یکم دسمبر ۱۸۹۰ء کو بھجنا تھہ رسپانڈنٹ نے مبلغ ۱۸ ؁ رگہوبردیال خریدار ڈگری متذکرہ بالا کو ادا کر دیا
۱۴ جنوری ۱۸۹۱ء کو الہی بخش و رحیم بخش متذکرہ بالا نے درخواست بحضور جج ماتحت واسطے جاری
کرنے اونکی حکم مورخہ ۸ جنوری ۱۸۹۰ء بغرض دلاپانے مبلغ ۱۸ ؁ بھجنا تھہ رسپانڈنٹ سے کی ہی اور
بھجنا تھہ نے بہ نسبت اجرا کے اس بنیاد پر اعتراض کیا تہا کہ مبلغ ۱۸ ؁ مین رگہوبردیال کو ادا کر چکا ہون
لہذا مین اب الہی بخش و رحیم کے ادا کرنیکا ذمہ دار نہین ہون ۔ ۹ جون ۱۸۹۱ء کو یہہ عذر منظور ہوتا
بنا برضی اس حکم کے یہہ بات ہے کہ یہہ اپیل اول دائر ہوا ہے اور مسٹر دوارکا ناتھہ بنرجی یہہ حجت
کرتے ہین کہ ہرگاہ اس حکم کو ایسا تصور کرنا چاہیے کہ وہ حسب احکام دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
صادر ہوا ہے اور ہرگاہ بھجنا تھہ رسپانڈنٹ عدالت ہذا فریق ڈگری ابتدائی صادرہ ۲۴ جنوری
۱۸۸۸ء مین نہین ہے تو حکم منشاء اپیل ہذا ایسا حکم نہین ہے کہ جو ڈگری کہا جا سکے خواہ اوس
لفظ کے منشا معمولی مین جیسا کہ اوسکا مفہوم نالش بمبری مین ہوتا ہے خواہ بطور اوس ڈگری کے
جو حسب منشا تشریح دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو سکتی ہو لہذا بموجب دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے اپیل اول نہین ہو سکتا ہی مسٹر دوارکا ناتھہ بنرجی نے بتائید اپنی حجت کے مقدمہ سوداگر مل بنام
عبد الرحمن خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۲۹) پر استدلال کیا ہے جسمین ڈبلیو جسٹس
مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے اوس تجویز مین اتفاق کیا ہے کہ بنا برحکم متقضیہ دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے جو دربارہ ادائی قیمت کے ناد ہندہ خریدار نیلام سے جو برطبق نیلام مکرر جائیداد کے ہوا ہو
نہین ہو سکتا ہے یونکہ حکم مذکور حسب منشا دفعہ ۲ مجموعہ کے ڈگری نہین ہے۔ اس مسئلے قانونی کی تقلید
ہائیکورٹ نے مقدمہ سکسری لال بنام دیوکی نندن رائے (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۲۶) مین

بلحاظ ان دونون فیصلون کے مسٹر موتی لال نے مستدعی یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ جہانتک عذر ابتدائی کو تعلق ہے وہ اپیل کی تائید نہین کر سکتے ہین۔ بہ تقلید اصول فیصلجات محولہ بالا کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے اور مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع فرخ اباد اپیل دوم نمبر ۴۰۹ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۵ جولائی

راج کشور بنام رادہا کشن وغیرہم

انصاف وعدل ونیک نیتی۔ وراثت ذات سے خارج برہمن کی۔ برادران متوفی کے جو ذات مین ہون۔ پسران متوفی کے بنیہ بیوہ سے۔

کہمان برہمن ایک بنیہ بیوہ کے ساتھہ رہتا تہا اس جرم کی علت مین وہ ذات سے خارج کر دیا گیا تہا۔ نامبردہ اوس بیوہ کو اپنے ساتھہ لیکر اپنا خاندان اور اپنا گانون چہوڑ کر دوسری جگہہ رہنے کو چلا گیا۔ اوس بیوہ سے اوسکے لڑکے ہوئے اور وہ اور اوسکا خاندان محض کاشتکار کے رہتے تہے اور جایداد حاصل کی تہی۔ کہمان اپنے نئے مکان مین مر گیا اور بیوہ اور اپنی لڑکون کو مالک بعض جایداد کا چہوڑا جو اوس نے پیدا کی تہی۔ چونکہ کیفیت یہہ تہی کہمان متوفی کے بہائیون نے جایداد جو اوسکے خرچہ سے پیدا کی تہی اوسکو ایک شخص رادہا کشن کے ہاتہہ بیع کر دیا۔ اسپر رادہا کشن نے اپنے بائع اول اور کہمان کے اون پسران حی القایم پر جو اوس بیوہ سے تہے بشمول اونکے مان اور ایک پسر متوفی کے بیوہ پر واسطے دلاپانے جایداد مذکورہ کے نالش دایر کی

تجویز ہوئی کہ کہمان کے لڑکے جو بنیہ بیوہ سے ہین جنکے ساتھہ وہ رہتا تہا اور اونکی مان بمقابلہ متوفی کے بہائیون کے جو ذات مین رہے چلے آئے ہین مستحق قابض رہنے جایداد مکسوبہ کہمان مذکور کے ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک وہ ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہین۔

اجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹان اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس وناکس صاحب جسٹس یہہ نالش واسطے دلاپانے دخل اوپر بعض جایداد زمینداری وچند مکانات وتہ کیمات وغیرہ جایداد کے ایک شخص مسمی کہمان کے حی القایم لڑکون سے اور انکی مان سے اور ایک پسر متوفی کے بیوہ سے ہے۔ دیگر مدعا علیہم کہمان کے بہائی ہین جنہون نے مدعی کے ہاتہہ بیع کر دی ہے۔ واقعات مقدمہ کی ترتیب یہ ہین۔ کہمان ایک برہمن تہا اور چونکہ اوسنے ایک بنیہ کو اپنے ساتھہ رکہہ لیا تہا وہ ذات سے خارج کر دیا گیا تہا۔ اوسنے اپنا گانون چہوڑ دیا تہا اور دوسرے گانون چلا گیا تہا اور وہان اوس بنیہ بیوہ کے ساتھہ رہتا تہا۔ کچہہ عرصہ گذرنے پر اوس بیوہ سے اوسکے لڑکے ہوئے جنمین سے سب سے بڑے لڑکے کی عمر اب ۳۵ سال ہے۔ بیوہ مذکورہ اور اوسکے لڑکے اور اون مین سے ایک

لڑکے کی بیوہ اول نمبرہ مدعا علیہا کا ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین۔ کہمان اور اوسکے لڑکے جیسا کہ ہم فیصلہ عدالت ماتحت سے استنباط کرتے ہین بالاتفاق کاشتکاری کرتے تھے اور حسب تجویز عدالت ماتحت کے کہمان نے جایداد متنازعہ مقصود اپنا کی تھی۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز نکی کہ مدعی کوئی معاوضہ کسی قسم کا بابت ہیبانامہ سو روپیہ کا دانہین کیا۔ اوس تجویز کی نسبت کوئی فیصلہ اوس فیصلہ مین نہین ہوا جسپر ڈگری بر اپیل مبنی ہے۔ ہم عدالت ماتحت نے ڈگری دخل کی بحق مدعی ساد کی ہے بنا اسی اوس ڈگری سے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے۔

ہمارے روبرو شاستر منو کے اقوال پر اور دست صاحب دہنہار بمبا کے کتاب کے نمبرون پر اور مختلف اسناد پر حوالہ دیا گیا ہے اور ہمین معلوم ہوتا ہے کہ ان مین سے کوئی ٹہیک طور پر اسمقدمہ پر حاوی نہین ہے۔ یہان ہمارے روبرو ایسے والدین کے نسبت جو اولاد کا مقدمہ پیش ہے جو ہندو رہنے سے دونو اقوام مین ہین یعنی باپ برہمن ہے اور مان بنیہ ہے ہمکو ایسے معاملہ سے بہی بحث کرنا ہے ہمین جایداد متنازعہ جو مقبوضہ اولاد و والدین مذکور کے ہے حسب تجویز عدالت ماتحت کے جسکو ہمین قبول کرلینا چاہیے جایداد مکسوبہ ذاتی کہمان کی ہے جو اوس نے اپنی ذات سے خارج ہونیکے بعد اور اپنا خاندان اور اپنا گانون چہوڑ دینے کے بعد پیدا کی تھی اور وہ اوسکے موضع مین ہے جو اوس نے اور اوس عورت نے جو اوسکی ساتہہ رہتی تھی اور اپنے لڑکونکی معاش کے لئے پیدا کی تھی۔ اگر ہم مقدمہ کی تجویز بموجب عدالت مرافعہ اولی یا عدالت اپیل اول کے کرتے تو ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے کہ کہمان نے اپنی ذات کہونیکے بعد بالکل جداگانہ خاندان قایم کیا تہا اور ایسا جداگانہ خاندان کہ جو بمنشا کلیہ و قطعی علیحدگی کے اوسکی پیدایش اور ذات کے لوگون سے بالکل جداگانہ ہے جن اسناد و اقوال کا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہے اون مین سے ہمکو کسی سند یا قول مین کوئی ایسا یقینی اصول دستیاب نہین ہوتا ہے جو اسمقدمہ مین ہمارے رہنمائی کرے۔ اندرینحالات ہمکو عدل اور نیک نیتی کے اصولون پر عمل کرنا چاہیے اور جایداد کی نسبت کہمان اوسکے لڑکون اور انکی مان اور پسر متوفی کے بیوہ کو بغرض فایدہ اون بہاون کے جو مشترک ہے بید خل کرنے سے انکار کرتے ہین کہ جو بہائی اس جایداد کے کسی جزو کے حاصل کرنے مین شریک نہین تہے اور جو جایداد اونکی ہی محنت کی مکسوبہ نہین ہے یہہ بہت عجیب مقدمہ ہی اور جو رائے ہم اسکی نسبت قایم کرتے ہین وہ دیگر مقدمات سے بالکل غیر متعلق ہوگی لیکن بقرار داد نتایج جو ہم نے بیان کئے ہین کہ جو نیک نیتی سے ظاہر ہوتی ہے ہم اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع مین پوری اپیل فرمان شاہی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۳۰ جولائی

جوالا پرشاد بنام سالک رام

اختیار سماعت عدالت ہائے دیوانی و مال۔ اپیل۔ غلط استعمال اختیار سماعت کا منجانب عدالت ماتحت کے جو وجہہ اپیل کی ہائیکورٹ مین ہو سکتی ہے

جب کہ ہائیکورٹ کی رائے مین عدالت ماتحت نے کسی مقدمہ یا اپیل مین جو اوسکے روبرو پیش ہو خلاف اختیار عمل کیا ہو تو ہائیکورٹ کو بطور عدالت اپیل کے اختیار ہے کہ اوس عدالت ماتحت کی کارروائی کو درست کرے۔ رام کشن بنام بنکو لال نظائر لاہور سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۹ وطوطا رام بنام الیشر داس زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ صفحہ ۲۶۱، منسوخ ہوئی۔

یہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ للعہ لقایا لگان کے مدعی رسپانڈنٹ نے بنام مدعا علیہ اپیلانٹ عدالت ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ مین دایر کی ہتی - نرخ لگان واجب کے شرح کے نسبت کوئی بحث زیر تنقیح نہین ہتی - ڈپٹی کلکٹر نے یہہ تجویز کی ہتی کہ مدعا علیہ مدعیکا اسامی ہی اور اوسکا پورا دعوے ڈگری کیا تہا - تب مدعا علیہ نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تہا جنہون نے اپیل منظور کیا اور منسوخی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے نالش مدعی کی ڈسمس کی ہتی - تب مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا - مقدمہ ینگ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور مدعی اپیلنٹ ڈگری ضلع جج کی منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال کی ہتی - بنا راضی ڈگری کے مدعا علیہ نے بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اپیل کیا ہے

مین منجانب اپیلانٹ ماڈہو پرساد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل متعلق نالش لگان کے ہے جو عدالت ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ مین بابت اوس رقم کے دایر ہوئی ہتی جسکی مالیت سو روپیہ سے کم ہی - عدالت مرافعہ اولی نے دعوی مدعیکا ڈگری کیا تہا جسکی ناراضی سے مدعا علیہ نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا اور مشار الیہ نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا منسوخ کیا اور نالش مدعیکی ڈسمس کی ہتی - بنا راضی اوس ڈگری کے عدالت ہذا مین اپیل دوم دایر ہوا تہا اور چونکہ ایک سو روپیہ سے کم رقم سے متعلق ہے لہذا وہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کے روبرو پیش ہوا تہا - بہ نسبت سماعت اپیل کے ایک عذر اس بنیاد پر پیش کیا گیا تہا کہ ضلع جج کے حضور مین اپیل نہین ہوسکتا تہا اور بوجوہ قوی ترین عدالت ہذا مین اپیل نہین ہوسکتا ہی - اوس حجت کی سند اون مقدمات مین پائی جاتی ہی جو انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۴ اور زبدۃ النظایر مفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۴۲ مین پائی جاتی ہین اور جن دونون مقدمونمین مین شریک تہا اور اسی مضمون کے میرے اور فیصلے بہی ہین - کچہہ عرصہ گذرا کہ بعد مشورہ بقیہ عدالت کے مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ وہ فیصلے غلط ہین اور یہہ کہ جب یہہ عدالت کسی خاص عدالت ماتحت کی عدالت اپیل ہے اور اوس عدالت ماتحت نے کسی مقدمہ یا اپیل کی تجویز مین بلا اختیار سماعت کے عمل کیا ہو تو اس عدالت کو اپیل کی شکل مین عدالت ماتحت مذکور کے کارروائی کے درست کردینیکا اختیار حاصل ہے -

یہہ وہ راے ہے جو مسٹر جسٹس ینگ صاحب نے بہ نسبت عذر ابتدائی کے اسمقدمہ مین قایم کی ہتی اور مدعی اپیلانٹ کا بنا نامنظوری عذر ابتدائی مذکور کے اپیل منظور کیا تہا اور فیصلہ منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کیا تہا - یہان صرف یہی عذر پیش کیا گیا ہے کہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کی راے بہ نسبت بحث اختیار سماعت کے غلط ہتی - مین خیال کرتا ہون کہ اونکی راے صحیح ہتی اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

ایج صاحب چیف جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع مرادآباد اپیل فرمان شاہی نمبر ۲ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۵ مئی ۱۸۹۱ء انگریزی

نگن لال بنام خواجہ محمد حسین وغیرہم

دستاویز کی تعبیر — بیع یا ہبہ۔

ایک دستاویز میں جو صورت سے بیعنامہ ظاہر ہوتا تھا یہہ ذکر شامل تھا کہ بائع نے زر معاوضہ وصول پایا اور بطور ہبہ کے اسکو مشتری کو واپس کردیا۔ الفاظ یہہ ہیں ۔ ماتھہ ... تو بھی اپنے کو بیع قطعی کرکے زر ثمن تمام و کمال وصول پاکر بخش دیا اور ہبہ کردیا۔

دستاویز مذکور پر اسٹامپ بطور بیعنامہ کے لگایا تھا اور باضابطہ رجسٹری ہوئی تھی لیکن مشتری کو دخل نہیں دیا گیا تھا اور بظاہر دستاویز مذکور سے خارج کرنیکی ... نہیں تھی کہ کوئی معاوضہ مابین فریقین کے دیا لیا گیا تھا۔

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ بلحاظ کسی شہادت سیرت فریقین کی علاوہ خود دستاویز مذکور کے نہیں ہے دستاویز مذکور کو بیعنامہ متصور کرنا چاہیے

برائے مخالف محمود صاحب جسٹس کی ۔ چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ زر معاوضہ کی نہیں ہوئی ہے تو دستاویز مذکور کو ہبہ نامہ متصور کرنا چاہیے گو لباس بیعنامہ میں ملبوس ہے اور چونکہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا تو ہبہ از روے شرع محمدی کے ناجائز ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے فیصلوں سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کانلن واسطے منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہیں ہوا

محمود صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل بناراضی فیصلہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم کے جو بہ نسبت تعبیر اس دستاویز کے ہے جسکا مین ابھی اینده ذکر کرونگا دایر ہوی ہے۔

جس مقدمہ سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ اپیل دوم تھا اور وہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اور مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم کے روبرو پیش ہوا تھا اور ممدوح علیہم مختلف الراے ہوے اور ڈگری مصدرہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب سے یہہ تھی کہ اپیل ڈسمس متصور ہونا چاہیے اور تجویز میرے بھائی اسٹریٹ صاحب کی یہہ تھی کہ اپیل ڈگری ہوا اور دعوے مدعی کا بھی ڈگری متصور ہو۔

اشیا کی یہی حالت تھی جسمین یہہ اپیل بطور اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر

ہوا ہے - جو تنقیح ہمکو تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا اپیل مذکور سرسبز ہونا چاہئے یا نہین اور اس امر کے تجویز کرنیمین اون واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے جو واسطے تجویز کرنے اوس امر قانونی کے جو مقدمہ مین پیدا ہوا ہے غور طلب ہین - واقعات مذکور یہہ ہین -

۳ جون ۱۸۷۸ء کو مساۃ ولایتی بیگم نے ایک دستاویز بنام اپنی نواسی الہی بیگم جو بعنوان ہبہ بعوض مہر جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے تحریر کیا اور اوس دستاویز کی رجسٹری باضابطہ ہوئی جسکا مطلب یہ تہا کہ جب یکم اگست ۱۸۸۸ء کو الہی بیگم مشتریہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء نے ایک دستاویز جو ظاہرا بیعنامہ ہے بنام اگمن لال مدعی اپیلانٹ حال بعوض مبلغ الف سے کے لکہدیا اور اوس دستاویز کی بہی رجسٹری ہوئی تہی - یہہ اسطرحپر ہوا تہا کہ جیسے اوسی قسم کی دستاویزات لکہی جاتی ہین - اور معمولی طور پر کیونکہ ہندوستان مین اکثر یہہ ہوتا ہے کہ ایسی دستاویز کے نسبت اوسکی جوازیت پر اعتراض کیا جاتا ہے -

مدعی عدالت مین بدعوے دلاپانے دخل اوس جایداد کے آیا ہے جسکی نسبت اوسکا بیان ہے کہ اوس نے از روے بیعنامہ یکم اگست ۱۸۸۸ء کے خرید کی ہے لیعنے اون حقوق کے دلاپانیکا دعوے کرتا ہے جسپر وہ لیعنے الہی بیگم از روے دستاویز اولین مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء کے قابض تہی

جوابدہی نالش کی بربنار انکار محض نسبت استحقاق مدعی خواہ از روے دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء خواہ دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۸۸ء کے ہوئی تہی اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات مین یہہ ثابت کرنا مدعی کے ذمہ ہے کہ اوسکو استحقاق کامل اون دستاویزون سے کسی دستاویز کے روسے حاصل ہے اور نہ مدعاعلیہم کے ذمہ اوسکا عدم ثبوت ہے -

پس چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اولاً مضامین دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء پر غور کرنا ضروری ہے - کل دستاویز کا پڑہنا ضروری نہین ہے اگرچہ قبل اسکے کہ مین اوسکی تعبیر کرون مجہے کہدینا چاہئے کہ مین نے اوسکو کل پڑہ لیا ہے - دستاویز کے اون چند اجزا کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے جسپر مسٹر کالمن نے استدلال کیا ہے - الفاظ دستاویز مذکور کے یہہ ہین -

نواسی اپنے کے بیع قطعی کرکے زرثمن تمام وکمال وصول پاکر بخش دیا اور ہبہ کردیا اور شئے مبیعہ مذکورہ کو اپنے قبضہ سے نکالکر بیچ قبضہ مشتریہ مذکورہ دیدیا اور مشتریہ مذکورہ شئے مبیعہ پر مثل ذات مجہہ بایع قابض اور دخیل ہووے لعد وقت بیع سے شئے مذکورہ

ین لکھیہ حق وحصہ مجہہ بایع باقی نہین رہا اب مجہکو اور میرے ورثا کو صحت اس بیعنامہ وبخشش زرثمن مین کچہہ قیام عذر و اطراف نہین ہے اور نہ ہوگا لہذا یہہ چند باتین بطور بیعنامہ وبخشش زرثمن کے لکھہ دی ہے کہ سند ہو اور وقت حاجت کے کام آوین۔ فقط تحریر ۳ جون سنہ
پس یہہ الفاظ ایسے الفاظ ہین جنکے معنی بالخصوص غور طلب ہین اگر وہ ونکے یہہ معنی ہین کہ دستاویز مذکور بیعنامہ ہے تو بلاشبہہ یہہ نتیجہ ہے کہ مدعی مستحق ڈگری کا ہے۔

الفاظ مذکورہ کو اسطرح سے پڑہکر جیسا کہ مینے اونکو پڑہا ہے میرے ذہن مین اوسنے کچہہ شبہہ نہین ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور بیعنامہ نہین ہے اور وہ بنایا ہوا بیعنامہ ہے جیسا کہ خود اوس دستاویز سے ظاہر ہے اور وہ محض ہبہ نامہ ہے جیسا کہ عدالتہای ماتحت نے اور مسٹر جسٹس برڈوڈ صاحب نے عدالت ہذا مین تجویز کیا ہے۔ لہذا اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہے کہ آیا ازروے دستاویز ہبہ کے قبضہ دیا گیا تہا یا نہین۔

اب دیکہنا چاہیے کہ اسبارہ مین کچہہ شبہہ ہوتا ہے کہ آیا شرع محمدی ایسے مقدمہ سے متعلق ہے یا نہین۔ عدالت ہذا کے ایک اجلاس کامل نے اس امر کی تجویز مقدمات شفع مین باثبات کی ہے (مسماۃ چندہ بنام حکیم علیم الدین (رپورٹ ہایکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۸) اور یہی اصول ہبہ کے بحث سے بہی متعلق کیا گیا (نظام الدین بنام زبیدہ بی بی رپورٹ ہای کورٹ ممالک مغربی وشمالی جلد ۶ صفحہ ۳۳۸) اور جہانتک تعبیر دستاویز متنازعہ الحال کو تعلق ہے شرع محمدی ہی وہ قانون ہے جو اسمقدمہ کے فیصلہ پر حاوی ہے نہ صرف اسوجہ سے کہ دفعہ ۲۴ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء) مقتضی اس امر کی ہے بلکہ اسوجہ سے بہی حاوی ہے کہ اگر کوئی مختص قانون نہو تاہم مین خیال کرتا ہون کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ تجویز کر دی ہے کہ ایسے مقدمات مین جو متعلق معاملات باہمی مسلمانون کے ہون قواعد انصاف وعدل نیک نیتی کا استعمال کرنا صرف یہی ہے کہ وہی قواعد ذہن نشین کیجاوین جنکا قانون مذکور مقتضی ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اول مجہے یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا یہہ دستاویز جسکو مین اوپر پڑہ چکا ہون بیعنامہ ہے یا ہبہ نامہ ہے۔ مسٹر کالن نے ہمکو مقدمہ رحیم بخش بنام محمد حسن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱) پر متوجہ کیا ہے اور ذلیلم کونسل نے بہت لیاقت کے ساتہہ یہہ بحث کی ہے کہ فیصلہ مذکور اپنے چند اجزا مین اوس حجت کو ظہور پذیر کرتا ہے۔ جو کونسل

موجود ہے کے مقدمہ کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اوس مقدمہ کے فیصلہ سے یہہ بات ظاہر ہے کہ قبل
اسکے کہ کسی دستاویز کی یہہ تعبیر کیجاوے کہ وہ ہبہ نامہ ہے یا ہبہ بالعوض ہے یا بیعنامہ ہے
یہہ بات معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کونسے حالات تھے جسمین دستاویز مذکور لکھا گیا تہا اور کسے
مضامین کیا تھے وہ معاوضہ کیا تہا جسکے بنا پر وہ تعلق معاہدہ کا قایم ہوا تہا جو اوس تحریر
سے پیدا ہوا تہا۔ فیصلہ مذکور پر اسطرح پر غور کرنیسے وہ موید بحث ذیعلم کونسل کا نہین ہے۔ بحث
بحث یہہ ہے کہ آیا دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۹۸ء ہبہ نامہ ہے یا نہین۔ مجہکو یہہ تجویز کرنے مین
کچہہ تامل نہین ہے کہ جب کوئی مال اوس ذریعہ سے منتقل کیجاوے جو محض ہبہ کہلاتا ہے
لیکن بیع تبادلہ اوس مال کے منتقل کیا جاوے جو معاوضہ مین لیا جاتا ہے اور وہ معاوضہ زر نقد
کے قسم کا ہے تو یہہ معاملہ ہبہ بالعوض کا کہلاتا ہے کہ جو اوسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے کہ جس بنیاد
پر از روئے شرع محمدی کے بیع قایم ہوتا ہے۔ بدرجہ مساوی مجہے یہہ بہی یقین ہے کہ جب
صرف حیلہ ایسے حالات کے واقعہ ہو جانیکا ہوا اور کوئی ثبوت نہو کہ حالات مذکور واقعہ ہوئی
ہین اور جب خود دستاویز سے یہہ ثابت ہو کہ حالات مذکور واقعہ نہین ہوئی ہین تو معاملہ مذکور
نہ ہبہ بالعوض ہے اور نہ بیع ہے۔

مین سمجہتا ہون کہ عدالت مرافعہ ادنے کے ذیعلم جج نے جو تجویز کی ہے وہ یہی ہے۔
مین یہہ بہی سمجہتا ہون کہ دستاویز کی اسی تعبیر کو عدالت اپیل ماتحت نے بہی بحال رکہا تہا
مین یہہ بہی سمجہتا ہون کہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے بہی تجاویز عدالت ماتحت پر
لحاظ کرکے باستعمال خود اونہین کے عبارت کے یہہ تجویز کی ہے۔

وقت تحریر کرنے دستاویز کے مسماۃ ولایتی بیگم کی جو کچہہ نیت رہی ہو سو ہو مجہے
اطمینان کامل ہے کہ کاغذات سرکاری سے اخراج نام کا نکرانیسے اور اسوقت تک قبضہ کل
نکرنیسے اوسکی نیت تاحیات اپنی جایداد کے دخل ترک کرنیکی نہین تہی۔ بلحاظ قرابت قریبہ
کے جو فیمابین بالیعہ و مشتریہ مظہرہ کے موجود ہی اور اس امر کے کہ کل زر معاوضہ کا فوراً منجانب
بالیعہ کے مشتریہ کو واپس کر دیا گیا ہے اور بلحاظ دیگر حالات متذکرہ بالا کے مین خیال کرتا ہون
کہ ذیعلم جج ماتحت نے یہہ صحیح تجویز کی ہے کہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۹۸ء دراصل تحریر ہبہ
کے اور کچہہ نہین ہے اور بوجہ اسکے کہ دخل نہین دیا گیا ہے وہ ناجایز ہے۔
اس تجویز سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔ بعد غور کامل اوپر دستاویز اور نیز اونہ

فیصلجات پر جو عدالتہاے ماتحت سے صادر کئے ہین خود میری یہہ راے ہے کہ وہ اس ہی تجویز کو
جسکو اپیل دوم مین ہمکو قبول کرنا چاہئے کیونکہ وہ تجویز واقعاتی ہے نہ اوس قدر کہ جہانتک بحث
تعبیر کو تعلق ہے بلکہ جہانتک از روے دستاویز ۳ جون سنہ ۱۸۸۱ع ہے عدم جوانگی دخل کو تعلق ہے
سبب سے لینے مین فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ درگاپرشاد بنام جواہر سنگھ جو درج ہے انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۴ اس امر کے توضیح کرنیکے لئے مددگار ہے کہ اپیل دوم مین
عدالتین کہانتک تجاویز واقعاتی مین دست اندازی کرسکتے ہین - مین ثابت
تجویز کے بعد اس سے انکار نہین ہوسکتا ہے کہ کسی قسم کا قبضہ بایع مذکور نے مشتری مذکور کو از تاریخ
دستاویز ۳ جون سنہ ۱۸۸۱ع کے تاریخ نالش تک جو ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۸۷ع ہے نہین دیا تہا کیونکہ
یہہ تجویز واقعاتی ہے جسپر اپیل دوم مین اعتراض نہین ہوسکتا ہے - مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ
یہہ دستاویز بیعنامہ نہین ہے کیونکہ اگرچہ اوسکے بیعنامہ ہونیکا حیلہ کیا گیا ہے تاہم خود اسمین
یہہ بیان درج ہے کہ معاوضہ بیع مذکور کا بخش دیا گیا یا چہوڑ دیا گیا یا معاف کر دیا گیا ہے
چونکہ کیفیت یہہ ہے تو مین یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ دستاویز مذکور بجز محض ہبہ نامہ کے اور
کچہہ ہے اور ایسا تجویز کرکے از روے شرع محمدی کے جو ایسے مقدمہ پر حاوی ہے قبضہ قطعی
ضروری ہوتا ہے - اور اس سے یہہ نتیجہ برامد ہوتا ہے کہ قاعدہ اطلاع کا جو انتقالات بقیمت مالیتی
بہ نیک نیتی سے متعلق ہوتا ہے اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ موہوب لہا کو قبضہ یا ملکیت
ظاہری حاصل نہین ہے کہ جسکے توسط سے مدعی دعویدار ہے۔

بہ لنسبت ضرورت قبضہ کے جو واسطے تکمیل استحقاق مقتضیہ ہبہ سادہ کے واضعان قوانین
کو اس امر پر وقت محدود کرنے معنی لفظ ہبہ موقوعہ دفعہ ۱۲۲ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴
سنہ ۱۸۸۲ع) کے غور کرنا پڑا تہا لیکن جبکہ اس تعریف کو قایم کرلیتے تہے اور فی الحقیقت جبکہ کل ایکٹ
کو مرتب کرلیتے تہے تو واضعان قوانین ممدوح نے دفعہ ۱۲۹ کے مرتب کرنیمین احتیاط کامل اور بوجہ
معقول احتیاط کرلی تہی کہ جو دفعہ حسب ذیل ہے

کوئی عبارت اس باب کی جایداد منقولہ کے ان ہبہ جات سے متعلق نہ سمجہی جاویگی جو بخوف
قریب المرگ کے طرف سے ہون یا شرع محمدی کے کسی قاعدہ مین یا بلحوظ شرایط دفعہ ۱۲۳
کے ہنود یا بودہ کے کسی قاعدہ شاستری مین مخلل انداز ہوگی -

اسمقدمہ میں تجاویز عدالتین ماتحت کی یہہ ہین اور خود دستاویز مین یہہ بیان ہے

ہے کہ معاوضہ کی داد وستد نہین ہوی ہے اور اس امر کے ثابت کرنیکو کوی شہادت نہین ہے کہ معاوضہ کے داد وستد ہوی ہتی۔ مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب کی یہہ تجویز باعتبار ان تجویزون کے صحیح ہتی کہ یہہ محض ہبہ نامہ از روے شرع محمدی کے ہے اور نہ ہبہ بالعوض یعنے ایسا معاہدہ نہین ہے جو معاہدہ بیع کے ہمسر ہو سکے۔

یہہ اپیل بموجب فرمان شاہی کے ہے لہذا جو کچہہ مین کہہ چکا ہون اوسکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اپیل ڈسمس متصور ہونا چاہیے اور چونکہ بجانب رسپانڈنٹیان کے کوی حاضر نہین ہوا ہے خرچہ کے بہ نسبت کسی حکم کی ضرورت نہین ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو مدعی نے بنام سماۃ ولایتی بیگم اور اوسکے نواسی سماۃ الہی بیگم اور چند دیگر اشخاص کے دایر کی ہتی اور اوس نالش مین مدعی نے دعوے دخل او رصدور ڈگری بیدخلی مدعا علیہم کا کیا تہا۔ مدعی نے اپنا استحقاق بذریعہ خریداری بمعاوضہ مالیتی از روے دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۶۶ء منجانب الہی بیگم اور از روے بیعنامہ مورخہ ۳ جون ۱۸۶۷ء نوشتہ ولایتی بیگم موسومہ الہی بیگم کے بیان کیا ہے تا استحقاق مدعی سے ولایتی بیگم نے انکار کیا ہے۔ دیگر مدعا علیہم نے اوسکی استحقاق کی اعتراض نہین کیا ہے۔ عدالتین ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے الکا معاوضہ بیعنامہ کا بابت بیع موسومہ اپنی بذریعہ دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۶۶ء کے ادا کیا ہے۔ یہہ بہی تجویز ہوی ہے کہ معاوضہ منظہرہ لسمارتذکرہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۷ء ادا نہین کیا گیا اور یہہ بہی تجویز ہوی ہے کہ ولایتی بیگم نے الہی بیگم یا کسی شخص قایمقام الہی بیگم کو کبہی دخل نہین دیا ہے۔ عدالتین ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۷ء فی الواقعہ بیعنامہ نہین ہے بلکہ ہبہ نامہ ہے اور باعتبار ان تجویزون کے عدالت مرافعہ اولے نے نالش مدعیکی ڈسمس کی ہے اور عدالت مرافعہ ثانی نے اوسکا اپیل ڈسمس کیا ہے اور اپیل عدالت ہذا کا بغرض سماعت روبرو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم کے پیش ہوا تہا۔ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے بمقبولی اس تجویز کے کہ دخل نہین دیا گیا اور از روے دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۷ء کے معاوضہ کی داد وستد نہین ہوی ہے اور عدالتین ماتحت مین سے ایک عدالت کے فیصلہ کے چند فقرون کی غلط تعبیر کرکے جسکو ممدوح علیہ نے اسطرح پر سمجہا تہا کہ بیع موقوعہ یکم اگست ۱۸۶۶ء سازشی اور فریبانہ ہی فیصلہ

مشتمر دسمسی اپیل کے صادر کیا تھا۔ بجانب دیگر میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے یہہ تجویز کی
تھی کہ بحث فریب اور سازش کی اسمقدمہ مین پیدا نہین ہوتی ہے چنانچہ دراصل پیدا نہین
ہوتی ہے اور اس امر کے ثبوت مین کوئی شہادت نہین ہے کہ معاوضہ دستاویز مورخہ ۳ر جون
۱۸۷۸ء ادا نہین ہوا تھا۔ اسوجہ سے معزی الیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیل بعدالت
ہذا منظور ہونا چاہئے۔ اس اختلاف راے کی وجہ سے اپیل بعدالت ہذا دسمس منصور ہوا تھا
یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر کیا گیا ہے۔ بحث صاف کرنیکے لئے مین
یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی شخص یہہ اسکا نہین کرتا ہے کہ اس تجویز واقعاتی پر کہ ازروے دستاویز
۳ر جون ۱۸۷۸ء کے کبھی قبضہ نہین دیا گیا تھا اپیل دوم پر اعتراض ہونا چاہئے اور ہو سکتا ہے
کوئی شخص اس واقعہ پر بھی اعتراض نہین کرتا ہے کہ اگر دستاویز مورخہ ۳ر جون ۱۸۷۸ء ہبہ نامہ
ہے تو شرع محمدی متعلق ہے اور چونکہ دخل نہین دیا گیا ہے ہبہ ساقط ہے۔ لیکن جس امر کے
لسنبت ہمارے روبرو بحث ہوئی ہے وہ صرف یہہ ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے اور مین خیال
کرتا ہون کہ صحیح طور پر حجت ہوئی ہے کہ تجویز واقعاتی پر جبکہ اوسکی تائید مین قطعاً کوئی شہادت
نہین ہے اپیل دوم مین اعتراض ہو سکتا ہے کیونکہ اوسی التمین وہ محض بحث قانونی ہے
اسمقدمہ مین یہہ امر خارج از شبہ ہے کہ کسی جانب سے کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکو نہین
دی گئی تھی کہ معاوضہ متذکرہ دستاویز مورخہ ۳ر جون ۱۸۷۸ء ادا ہوا تھا یا نہین ادا ہوا تھا بجز اوس
شہادت کے جو خود دستاویز مذکور کے صورت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسصورت مین ہمکو بحد
اپنی لیاقت کے تعبیر دستاویز متنازعہ کی کرنا چاہئے اور مقدمہ کی اس جزو کے لسنبت مین یہہ کہہ
سکتا ہون کہ چونکہ مین دیسی زبان سے بہت کم واقف ہون یا بالکل واقف نہین ہون
اور اپنے بھائی محمود صاحب کے ساتھ جو خود اپنی زبان کے اہل زبان ہین اجلاس کرکے بہت
کم بیان کر سکتا ہون بہرکیف مجھے اپنی راے جیسے جس لایق ہو دینا ہی چاہئے۔ اب دیکھنا
چاہئے کہ ایک امر ایسا ہے جو بہت صاف ہے اور وہ یہہ ہے کہ دستاویز کی صورت سے وہ ہبہ نامہ
ظاہر ہوتا ہے۔ اوسپر وہ اسٹامپ لگا ہوا ہے جو ہبہ نامہ کے لئے بہ لسنبت اوس معاوضہ کے مطلق
ہے جو اوسمین لکھا ہوا ہے۔ اگر دستاویز مذکور ہبہ نامہ ہوتا تو وہ اسٹامپ ناکافی ہوتا۔ میرے
ذہن مین یہہ خفیف علامت اس نیت کے ہے جو فریقین کی اسبارہ مین تھی کہ دستاویز متنازعہ
کیا ہو گی۔ اوسکے بعد ہم عبارت واقعی دستاویز مذکور پر متوجہ ہوتے ہین۔ بعبارت صاف یہ

...ن یہہ بیان ہے کہ معاوضہ وصول ہوگیا ہے ۔ یہہ بات خارج از شبہہ ہے ۔ لیکن اس عبارت کے بعد وہ الفاظ ہین جن سے اسمقدمہ مین شبہہ پیدا ہوا ہے ۔ میرے بہائی محمود صاحب نے براہ مہربانی میرے روبرو دو مختلف ڈکشنری بطور سند کے رکہہ دین ہین اونمین سے ہر ڈکشنری مین مجہے دریافت ہوتا ہے کہ الفاظ بخش دینا کے معنی ہین دیدینا بخش دینا یا معاف کردینا ۔ اور الفاظ ہبہ بہی ہین جو اونکے لیے ہین اور جہانتک مین اون ڈکشنریون سے دریافت کرسکا ہون اونکی یہہ معنی ہین بخش دینا عطا کردینا ۔ تب بحث یہہ ہے کہ آیا الفاظ متذکرہ بالا کل مضمون کے ساتہہ پڑہنے سے مراد معاف کردینے کی اس منشا مین ہے یا نہین کہ وہ کبہی وصول ہی نہین ہوا تہا یا یہہ مراد یہہ ہے عام اس سے کہ صحیح ہو یا نہو کہ معاوضہ وصول ہوا تہا اور پہیر دیا گیا یا واپس کردیا گیا ۔ سواے الفاظ دستاویز کے اور کوئی شہادت اسکے بہ نسبت نہین ہے کہ معاملہ کیا تہا ۔ جہانتک مین تجویز کرسکتا ہون مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عام اس سے کہ فریقین معاملہ بیع کا کرتے ہون یا معاملہ ہبہ کا کرتے ہون فقرہ بطور کلیہ کے شہادت اثبات کی ہے کہ بیع بقیمت معین ہوا تہا اور معاوضہ وصول ہونیکے بعد مشتریہ کو واپس کردیا گیا تہا ۔ میری تعبیر اس خاص دستاویز کے نسبت یہہ ہے کہ دستاویز پر نظر کرنیسے ہر شخص یہہ شبہہ کرسکتا ہے کہ درحقیقت وہ معاملہ محض ہبہ کا تہا ۔ بجاے دیگر اس قیاس کے بنا معقول پر مبنی ہونیکے خلاف اشٹامپ ہے اور یہہ واقعہ ہے جو عدالتہاے ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ ولایتی بیگم نے ٹہیک اسی قسم کی دو دستاویزات اوسی وقت مین دیگر اہالیان خاندان کے نام لکہی تہین اور مسماۃ کے اون دیگر اہالیان خاندان نے اونکا استعمال بطور بیعناموں کے کیا ہے اور جایداد کو اوروں کے ہاتہہ بیع کیا ہے ۔ اسمقدمہ مین مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بار ثبوت اس امر کا کہ معاوضہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء کا ادا نہین ہوا ہے اور یہہ کہ وہ ہبہ نامہ ہے اور بیعنامہ نہین ہے ولایتی بیگم پر تہا ۔ یہہ بالکل سچ ہے جیسا کہ میرے بہائی محمود صاحب نے کہا ہے کہ جو مدعی واسطے بیدخلی کے عدالت مین آوے اوسپر اپنا استحقاق ثابت کرنا لازم ہے لیکن اسمقدمہ مین بطور جز ثبوت استحقاق بمقابلہ صرف اوس شخص کے جس نے اوسپر اعتراض کیا تہا مدعی نے شہادت مین بیعنامہ داخل کیا ہے جو ولایتی بیگم نے ۳ جون ۱۸۷۸ء کو تحریر کیا تہا اور حسین بادی النظر مین سچ ہو یا نہو یہہ بیان بہت صراحت کے ساتہہ ہے کہ اوس نے مبلغ للعہ بطور معاوضہ کے وصول پایا ہے ۔ اندرین حالات میری راے مین ولایتی بیگم کو یہہ ثابت کرنا چاہیے تہا کہ بیان مندرجہ دستاویز جو خود اوسیکی ہاتہہ کی ہے

صحیح نہین ہے اور یہہ کہ معاوضہ کبہی ادا نہین ہوا تہا اور تا وقتیکہ مسماۃ مذکور شہادت سے یہہ ثابت
نکرے مین خیال کرتا ہون کہ عدالت قانون کو باعتبار دستاویز کے مسماۃ کے خلاف یہہ تجویز کرنا چاہیے کہ معاوضہ
کی دادستد ہوی ہے کیونکہ اوسنے اس امر کو خود اپنی متخلی دستاویز مین بیان کیا ہے۔ صرف ایک اور امر ہے جسکی
ذکر کرنیکی مجہے ضرورت ہے اور وہ یہہ ہے۔ بلا شبہہ جن مقدمون مین ہم قواعد عدل و انصاف و نیک
نیتی کو متعلق کر سکتے ہین اونمین ہمپر لازم ہے کہ اونکو متعلق کرین اور اگر یہہ واقعہ ہو کہ دستاویز کی صورت
ایسی وہم ہو اور ایسی ہو کہ جسکو ایک شخص ہبہنامہ تجویز کرے اور دوسرا شخص بیعنامہ تجویز کرے تو میری
راے مین بموجب عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہمکو خلاف اوس شخص کے یہہ تجویز کرنا چاہیے جسنے وہ
دستاویز لکہی ہے کہ وہ دستاویز بیعنامہ ہے اور اسطرح حقوق اوس بیگناہ خریدار کی محفوظ رکہنا چاہیے جسنے
اوس دستاویز کو بطور بیعنامہ کے تصور کیا ہے اور اوسکو اوس حیثیت کے تصور پر عمل کرکے مبلغ الف روپیہ
بطور معاوضہ انتقال جایداد موسومہ اپنے کے ادا کیا ہے۔ بدینوجوہ مین اپیل منظور کرتا ہون اور نالش
... مدعیکی معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈگری کرتا ہون۔

... صاحب۔ جو تجویز ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے فرمائی ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون
اور مین صرف چند الفاظ بہ نسبت مضامین دستاویز متنازعہ کے کہونگا۔ ترکیب عبارت دستاویز پر نظر کرکے
میری یہہ راے ہے کہ اسپر کہ اپیلانٹ صاحب کی ہبہنامہ تصور کرنا صحیح ہی۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ
... دستاویز سے صریحاً یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسماۃ ولایتی بیگم نے بیع قطعی بعض جایداد کا بعوض مبلغ
... کے الہی بیگم کے نام لکہا تہا اور تمام و کمال معاوضہ بیع وصول پاکر اپنی مشتریہ کو بخش دیا۔ اوسنے دستاویز
مین یہہ بہی بیان کیا ہے کہ مجہہ بایع کو کوئی حصہ یا استحقاق جایداد مبیعہ مین وقت بیع سے نہین ہے۔
... ہو یا ... کوئی ... بہ نسبت جواز بیع اور بخشش زرثمن ... نہین ہے اور نہوگا۔ لہذا ...
... قطعی بطریق بیعنامہ اور ہبہ زرثمن کے لکہدی ... عبارت ... دستاویز حسب ذیل ہے۔
... لہذا ... بیع قطعی کرکے زرثمن تمام و کمال وصول پاکر بخش دیا اور ہبہ کر دیا۔ یہہ ... لہذا چند
... بطور بیعنامہ بخشش زرثمن کے لکہدین ... صحت بیعنامہ اور بخشش زرثمن مین۔
فقرہ اول ... بیع قطعی اور قیمت وصول ہوی (وصول پاکر) اور
بعد ازان مشتریہ کو دیدی گئی یا اوسکے بخشش کی گئی یہہ ایسا ہوا تہا کہ لفظ بخشش موقوعہ فقرہ ہذا کو اوسکی منشا و دم مین یعنے
معاف کیا گیا یا عطا کیا گیا مین پڑہنا چاہیے لیکن یہاں اوسکے ساتہہ مین یہہ الفاظ ہین اور ہبہ کر دیا گیا جسکی
صرف یہہ معنی ہو سکتے ہین کہ ہبہ دیدیا گیا لہذا مجہکو ان الفاظ بخش دیا کی تعبیر کرنا چاہیے کہ اوسکے یہہ معنی ہین کہ ہبہ
دیدیا ہی۔ دوسرے فقرہ مین تعرف ... دستاویز کی ہوئی ہے کہ دستاویز مذکور المضاعف منشا کی ہے اول بیع جایداد

کے مشتری اور ثانیاً ہبہ کردہ شئی بجنسہ اوسکی اور تیسرے فقرہ کے رو سے بائع پر یہ پابندی قائم ہوتی ہے کہ وہ اس بیع یا ہبہ کردہ شئی پر اعتراض نکر سکے۔ بعد تکمیل کے اس دستاویز کی رجسٹری بطور بیعنامہ کے ہوئی تھی اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب دستاویز مین کل لازمات بیع کے درج ہین جسکی تعریف دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائداد مین ہوئی ہی تو وہ تعریف ہبہ جو دفعہ ۱۲۲ ایکٹ مذکور مین درج ہے داخل نہین ہو سکتی ہے۔ بلا شبہہ یہہ سچ ہے کہ از روے دفعہ ۲۵ ایکٹ مذکور کے مخالفت اس بات کی ہے کہ منجملہ دفعات ۱۲۲ لغایت ۱۲۸ کے کسی دفعہ کو اس طرح جس مین متعلق کرسکون کہ شرع محمدی کے کسی قاعدہ مین دست اندازی ہو لیکن دفعہ ۱۲۲ کو مین کسی ایسی غرض سے استعمال نہین کرتا ہون بلکہ بطور ہدایت لسبت مناسب تعریف ہبہ کے استعمال کرتا ہون اور اسی غرض سے دفعہ ۵ پر واسطے تعریف بیع کے نظر کرتا ہون کیونکہ دفعہ اخرالذکر مین کوئی ایسی بات نہین ہے کہ جیسی قید دفعہ ۲۹ مین ہے نسبت بیع کے پائی جاتی ہے۔ میری رای مین یہہ دستاویز عبارت اور اثر سے ایک بیعنامہ ہے اور میرے پاس کوئی وجوہ اسکے قائم کرنیکو موجود نہین ہین کہ آیا کوئی اور کون اصلی معنی یا مطلب زیر پردہ ان مضامین کے ہین۔ لہذا مین اپیل کی تجویز کے حکم سے اتفاق کرتا ہون۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین اوس کل سے اتفاق کرتا ہون جو نسبت چیف جسٹس نے نسبت اوس تعبیر کے جو دستاویز پر قائم کیجاویگی اور اون نتایج کے جو اوس تعبیر سے منتج ہونگی فرمایا ہے۔ مجھے دستاویز کی عبارت کے ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے جسمین وہ لکہی گئی ہے کیونکہ میرے بہائی ٹرل صاحب نے پورے طور پر بیان کر دیا ہے جو الفاظ انہون نے الفاظ دستاویز کے نسبت قائم کی اوس سے مین انکے ساتہہ اتفاق کرتا ہون۔ اصل نیت جو کچہہ رہی ہو سو ہو میری یہہ رای ہے کہ نویسندگان دستاویز کی یہہ نیت تہی کہ جہان تک ممکن ہو صورت بیعنامہ کی ہو اور نہ یہہ کہ ہبہ نامہ کی صورت ہو۔ دستاویز مذکور بموجب قانون نافذہ اوسوقت کے اور جسمین یہہ ہدایت ہے کہ ایسی دستاویز پر کیا اسٹامپ ہونا چاہیے بطور بیعنامہ کے اسٹامپ لگایا گیا تہا اور نہ بطور ہبہ نامہ کے۔ اوسکی رجسٹری ہوئی تہی اور مجہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص جسکو یہہ معلوم کرنا ہوتا کہ جائداد پر کیا کیا ذمہ داریان ہین یا یہہ دریافت کرنا ہو تاکہ اوسکا کون مستحق ہے اوسکو نوعیت معاملہ دریافت کرنیکی وسایل بجز اوس دستاویز کے جو ہمارے روبرو پیش ہے کچہہ وسایل حاصل نہین ہو سکتے تہی اور اس بنیاد پر اور نیز دیگر بنیاد متذکرہ بالا کے بنا پر مین خیال کرتا ہون کہ بجز تعبیر بیعنامہ کے اور تعبیر کا قائم کرنا خلاف مصلحت ہوگا۔ لہذا مین اوس حکم سے جو تجویز چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹرل صاحب نے مقدمہ مین صادر کرنا تجویز کیا ہے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع الہ آباد — اپیل دوم نمبر ۶۲۷ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۵ اپریل

رحیم بخش — بنام — ایکوی ٹیبل سوسائٹی بنک لمیٹڈ

اجرائے ڈگری - ڈگری بمقابلہ جائداد مکفولہ و نیز بمقابلہ ذات مدیون ڈگری کے ایکٹ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ -

جس صورت میں کہ ڈگری نفاذ کفالت بذریعہ نیلام جائداد مکفولہ ایسی حکم دہندہ اراضی کے مدیون ڈگری کو بھی درحالیکہ جائداد مکفولہ واسطے مساقی ڈگری کے کافی ہو مندرج ہو تو واسطے جزو ڈگری بمقابلہ ذات مدیون کے حاصل کرنا ڈگری دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائداد کا صدور نہیں ہے لیکن اگر ڈگری مذکورہ کے لئے درخواست کی گئی ہو اور حاصل کی گئی ہو تو ایسی کارروائی مساوی درخواست اجرا اصل ڈگری بمقابلہ ذات مدیون ڈگری کے متصور ہوگی - درگاہی بنام منگوت پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۰) کی تقلید ہوئی -

واقعات مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ — بنرجی منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات مقدمہ کے جو واسطے تصفیہ اپیل کے غور طلب ہیں وہ حسب ذیل ہیں -

ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ۱۷ اپریل ۱۸۸۴ء کو ایک ڈگری واسطے وصولیابی زر نقد بذریعہ نفاذ کفالت بمقابلہ بعض جائداد مخصوص متذکرہ ڈگری مذکور کے حاصل کی تھی اور جو ڈگری اسوقت میرے روبرو پیش ہے اوسکی عبارت سے میرے ذہن پر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ہے جیسا کہ فریقین کی طرف سے تسلیم ہے کہ وہ ڈگری مدیون ڈگری کی ذات کے مقابلہ میں بھی ہے۔

اول درخواست اجرائے ڈگری کی ۱۹ مئی ۱۸۸۴ء کو گذری تھی لیکن درخواست مذکور بذریعہ حکم ۲۴ فروری ۱۸۸۵ء کے بعد جزوا الفائے ڈگری خارج ہوگئی تھی۔

دوسری درخواست اجرائے ڈگری کی ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تھی اور یہ بھی بعد جزوا الفائے ڈگری کے بذریعہ حکم مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء کے خارج ہوئی تھی۔

تیسری درخواست اجرائے ڈگری کی ۲۷ اگست ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تھی اور وہ بعدم پیروی میں ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو خارج ہوئی تھی -

مسٹر کاشی پرساد جو خلاصہ مسٹر مادھو پرساد کا منجانب اپیلانٹ کے لئے ہوئے ہیں

مسٹر دوارکا ناتھ بنرجی منجانب رسپانڈنٹ کے دونون یہہ بیان کرنیمین متفق ہین کہ کاروائی اجراء ڈگری مین جو قبل حکم ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۴ء کے ہوی تہی کل جایداد مکفولہ اور جو ڈگری مصدرہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۳ء کے ایفا کے لئے ذمہ دار قرار پای تہی نیلام ہوچکی ہے اور کوی جایداد باقی نہین ہے کہ ایفا ء مزید ڈگری مذکور کے لئے نیلام کرائی جاسکے۔

یہہ مقدمہ اوس درخواست کے ساتھہ شروع ہوا ہے جو ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ۲۳ ستمبر ۱۸۸۵ء کو داخل کی تہی کہ جو ظاہرا حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) معلوم ہوتی ہے۔ درخواست مذکور اس بیان پر مبنی ہے کہ جو جایداد واسطے ایفا ڈگری مصدرہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۳ء کے قابل نیلام تہی وہ ختم ہوگئی ہے اور از روے ڈگری کے اب بہی مطالبہ باقی ہے اور بقایا مذکور بنظر سہولیت اجراء مزید ڈگری ابتدای کے منشاء حکم ہونا چاہیے۔

عدالت مرافعہ اولے نے درخواست مذکور اس بنیاد پر ڈسمس کی تہی کہ وہ از روے مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے خارج المیعاد ہے اور حساب میعاد کا ۲۲ جولائی ۱۸۸۲ء تاریخ وجوب اصل تمسک کفالتی مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۱ء سے کہ جسکی بنا پر ڈگری صادر ہوی تہی کیا گیا تہا۔

بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج عدالت اپیل ماتحت نے حکم عدالت مرافعہ اولے منسوخ کیا اور یہہ تجویز کی ہے کہ درخواست مذکور پر مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت حاوی ہے اور درخواست بین المیعاد ہے۔

اس اپیل مین جواب میرے روبرو پیش ہے مسٹر کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ و دوارکا ناتھ بنرجی منجانب رسپانڈنٹ کے تقریرون سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو امور تنقیح طلب پیدا ہوتے ہین اور وہ امور حسب ذیل ہین۔

(۱) آیا ڈگری مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۳ء ایسی ڈگری ہے جسمین بالخصوص حکم دلایجانے زر نقد کا بذریعہ ایفاء کفالت بمقابلہ جایداد مکفولہ کے ہے یا وہ ایسی ڈگری ہے جسمین ذمہ داری ذاتی اوپر مدیون ڈگری اپیلانٹ بابت ادا کرنے زر مذکور جو از روے ڈگری مذکور کے واجب ہے

(۲) یہہ کہ آیا درخواست ۲۳ ستمبر ۱۸۸۵ء ایک ضروری درخواست مقتضیہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے اور اگر ہے تو اس امر سے کہ درخواست کی گئی اور منظور کی گئی ہے میرے لیے یہہ ضروری ہے کہ اپیل ڈگری کرون اور حکم عدالت اپیل ماتحت کا منسوخ کرون۔

(۳) آیا درخواست خارج المیعاد ہے یا نہین۔

اب سوالات مذکور مین سے اول سوال کے نسبت مین بیان کرچکا ہون کہ اصل ڈگری کو ہندوستانی مین ملاحظہ کرنیکے بعد مجھے کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین ہے کہ ڈگری صرف جایداد مکفولہ ہی کے مقابلہ مین نہین ہے بلکہ ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہ یون ڈگری اپیلانٹ کے ہی ہے پس اگرچہ ڈگری ایسے ہنرمندی کے ساتھہ مرتب نہین ہوئی ہے کہ جو قواعد ایکٹ انتقال جایداد مشمولہ دفعہ ۸۸ ایکٹ مذکور مین متعلق مناسب ہے حیطہ مین داخل ہوسکتا تاہم دہ ایسی ہے جسپر اب اعتراض نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہ قطعی ہوگئی ہے اور ایسے عدالت عدالت اجرائے نسبت اعتراض نہین ہوسکتا ہے جسکا صرف یہی کام ہے کہ ڈگری جاری کرے۔

بہ نسبت امر دوم کے مجھے فیصلہ حال مجوزہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب مقدمہ درگا دیبی بنام بہاگوت پرساد انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰ [illegible] حاصل ہوتا ہے جسمین میرے ذی علم بہائی نے باتفاق میرے بہائی [illegible] صاحب [illegible] طے کردیا ہے جو اسمقدمہ مین پیدا ہوا ہے مسٹر کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ اور مسٹر درگا [illegible] منجانب رسپانڈنٹ دونون کو اتفاق ہے کہ وہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے اسمقدمہ پر جاری ہے اور جو بحث اسمقدمہ مین بہ نسبت امر دوم کے پیدا ہوئی ہے اوسکا قطعی جواب ہے۔ بہ تقلید اوس فیصلہ کے مین تجویز کرتا ہون کہ حکم مصدرہ عدالت اپیل ماتحت جہانتک متعلق دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کو ہے مجھے بصیغہ اپیل دست اندازی کرنیکی ضرورت نہین ہے

امر سوم جو متعلق میعاد سماعت کے ہے مین خیال کرتا ہون کہ کماحقہ صاف ہے۔ ظاہر عدالت مرافعہ اولے نے شمار میعاد سماعت مین ابتدائی تاریخ اجرائے تمسک کفالتی مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۶۸ء خواہ تاریخ وجوب تمسک مذکور یعنے ۷ جولائی ۱۸۷۳ء سے حساب کرنے مین غلطی کی ہے۔ ازروے تمسک کے درخواستین منشاء مقدمہ عدالت انصاف مین ہوچکی ہین اور اونکی روسے تصفیہ عام بذریعہ ڈگری مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۲ء کے ہوچکا ہے۔ مین کہہ چکا ہون کہ مضامین ڈگری کے نسبت اوس عدالت مین اعتراض نہین ہوسکتا ہے جسکا ڈگری جاری کرنیکا کام ہے اور چونکہ یہہ کیفیت ہے تو درخواست حال یا تو مدہ ۱۷۸ یا مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ کے میعاد سماعت مین داخل ہے اور مسٹر کاشی پرساد تسلیم کرتے ہین کہ ہر صورت مین درخواست مذکور خارج المیعاد نہوگی چونکہ کیفیت یہہ ہے تو جو حکم مین صادر کرنا چاہتا ہون وہ یہہ ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی

صفحہ ۱۲۴ اجرای ڈگری

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۸۹ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۳ اپریل

شیر سنگہ وغیرہم بنام دیارام وغیرہم

اجرای ڈگری - اصول امر تجویز شدہ کا جو کارروائی اجرای ڈگری سے متعلق کیا گیا ہے - قاعدہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴، ۲۳ -

جس صورت مین کہ مدیون ڈگری مستحق ہے اور اوسکو موقع اثبات کا ملا ہے کہ وہ عذر دفعہ ۲۴۴، ۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا بطور مانع اجرای ڈگری بمقابلہ اپنے کے کرسکے عذر مذکور کے کرنیمین غفلت کرے اور جس درخواست کے نسبت عذر مذکور ہوسکتا تہا وہ عدالت سے منظور ہو جاوے اور اوسپر احکام صادر ہو جاوین تو ایسے کارروائی سے اصول امر تجویز شدہ کا متعلق ہوگا اور ایسی اجرای ڈگری کے کارروائی کے نوبت مابعد مین مدیون یہہ عذر نہین کرسکتا ہے کہ درخواست اجرای ڈگری ماقبل مذکور فی الواقع بوجہ تاثیر دفعہ ۲۴۴، ۲۳ مذکورہ بالا کے ممنوع السماعت قرار پانی چاہیئے تہی -

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کانلن و ریڈ منجانب اپیلانٹیان ماد ہو پرساد منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول بصیغہ اجرای ڈگری ہے اور جس ڈگری سے وہ متعلق ہے وہ مورخہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء ہے - وہ ڈگری بربنا رہن کے صادر ہوی ہے اور مجھے یہی اطلاع ہوی ہے کہ وہ اوس شکل سے مرتب ہوی ہے کہ جو شکل ایسی ڈگری کے لئے اوسوقت مروج تہی کہ جسمین حکم نیلام جایداد مرہونہ کا درحالیکہ راہن مدیون ڈگری زر ڈگری داخل نہ کرے صادر کیا جاتا تہا ۲۲ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو اول اجرای ڈگری کی درخواست ہوی تہی اور اوس کارروائی کے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے - اجرای ڈگری کی دوسری درخواست ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۸۳ء کو داخل ہوی تہی اور اوسپر بعض کارروائیان ہوی تہین منجملہ اور کارروائیونکے نسبت جایداد مرہونہ کے جایداد نیلام طلب کے کیفیت طلب ہوی تہی اور وکیل ڈگریدار کو واسطے داخل کرنے بیان حلفی اس امر کے حکم دیا گیا تہا کہ آیا جایداد نیلام طلب موروثی جایداد مدیون ڈگری کی ہے یا نہین - بلا ہونے کسی کارروائی کے بہت زیادہ عرصہ گذر گیا اور ۸ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو اس دوسری درخواست مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۸۳ء پر حکم ذیل صادر ہوا تہا -

وکیل ڈگریدار نے بیان کیا کہ اوسکا موکل مقدمہ مین کارروائی مزید نہین کیا چاہتا ہے لہذا حکم ہوا کہ عدم پیروی مین ڈسمس ہو -

۲۰ مارچ ۱۸۸۵ء کو تیسری درخواست داخل ہوئی اور بذریعہ اپنی درخواست کے ڈگریدار نے جایداد
کی نیلام کی درخواست کی ہے۔ ۳۱ مئی ۱۸۸۵ء کو اشتہار نیلام بہ تعین ۲۰ جولائی ۱۸۸۵ء جاری ہوا
لیکن مدیونان ڈگری کو مہلت زر ڈگری ادا کرنیکی حاصل ہوگئی اور نیلام ملتوی ہوگیا۔ بعدہ مجدداً اشتہار
نیلام ۲۰ ستمبر ۱۸۸۵ء کے لئے جاری ہوا کہ جب ایک شخص مسمی کلیان داس نے ایک عذر داری داخل کی اور
استدعا کی کہ منجملہ جایداد مشتہرہ نیلام کے ایک جایداد بچلے نیلام سے بچنی چاہئے کہ جس درخواست پر
ڈگریدار ۳۰ نومبر ۱۸۸۵ء کو راضی ہوگیا تھا۔ ۵ فروری ۱۸۸۶ء کو نیلام اوس جایداد کا صاحب کلکٹر
کے پاس منتقل ہوگیا کیونکہ یہہ خیال کیا گیا تھا کہ جایداد مذکور مدیون ڈگری کی موروثی جایداد ہے۔
بہ نسبت اس درخواست کے اور کچھہ اوسپر کارروائی ہوئی تھی اوسکی نسبت میں یہہ کہہ سکتا
ہوں کہ وہ درحقیقت ایک درخواست مطابق قانون کے تھی جسکو عدالت نے منظور کیا تھا اور چونکہ مدیونان
ڈگری کے نام اطلاعنامہ گیا تھا اوسکو مسموع ہونیکا اور ہر ایسے عذر کے داخل و پیش کرنیکا موقع دیا گیا
تہا جو وہ اجراء ڈگری کی نسبت پیش کرسکتے اور منجملہ اونکے اس حجت کے کرنیکا موقع دیا گیا تہا کہ بذریعہ حکم
مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۲ء کے عدالت دربارہ پذیرائی درخواست مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۵ء کے مانع ہے
عذر کبہی نہیں کیا گیا اور یہی تحریرات درخواست مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۸۶ء سے بھی متعلق ہیں کہ جسکی رو سے
ڈگریدار نے جایداد مرہونہ کے نیلام کی درخواست کی تھی۔ ۵ جون ۱۸۸۶ء کو اطلاعنامہ بنام مدیونان
ڈگری اس وجہ کے دکہلانیکے لئے جاری ہوا تہا کہ کیوں نیلام نکیا جاوے۔ وہ حاضر نہیں ہوئے لیکن
دو شخص حاضر ہوئے جسمیں سے ایک کرن سنگہ ہے اور اوسکی درخواست پر مقدمہ خارج کردیا گیا جیسا کہ
جج ماتحت علیگڈہ کے حکم مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۶ء سے ظاہر ہوتا جو بعبارت ذیل ہے۔

اجلی تاریخ واسطے سماعت اسمقدمہ کے مقرر تھی لیکن چونکہ نالش بخبری منجانب کرن سنگہ
کے دایر ہوچکی ہے۔ اور نمبر اوس نالش کا ... ۱۸۸۶ء ہے۔ اور نالش مذکور میں حکم التوای نیلام صادر
ہوچکا ہے۔ لہذا اب کوئی کارروائی مزید نہیں ہوسکتی ہے۔

بعدہ مقدمہ خارج کردیا گیا۔ بذریعہ اوس حکم درخواست مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۸۶ء سے نجات حاصل
ہوگی اور ۹ جنوری ۱۸۸۸ء کو ڈگریدار نے وہ درخواست داخل کی واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے داخل کی ہے جس سے
ہمکو اسمقدمہ میں تعلق ہے اور ذریعہ جج ماتحت نے ڈگریدار کو اجازت جاری کرنے ڈگری کے دی ہے بہ نسبت
صحت اوس حکم کے مدیونان نے دو عذرات برابر اصرار کی ہے۔ اسمیں سے اول عذر یہہ ہے کہ بنظر مضامین حکم سابق
مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۲ء کے اصول مقدمہ سرجوڈیکاٹا ... فیصلجات ... مندرجہ ... منظور ہوا اور

اوسکی تقلید ہوی ہے اور فیصلہ اجلاس کامل مین درج ہے متعلق ہونا چاہیے اور ہمکو یہہ تجویز کرنا چاہیے
کہ وہ حکم اون درخواستہای مابعد کا مانع ہے جو داخل ہوی نہین اور درخواست ڈگریدار [illegible]
ل جس دوسرے امر پر بذریعہ کونسل اپیلانٹ نے اصرار کیا ہے وہ یہہ ہے کہ مقدمہ اجراے ڈگری عدالت
مالین منتقل ہوجانا چاہیے تہا کیونکہ جایداد مقروقہ جایداد موروثی مدیونان ڈگری سے ہے اور اسکا نتیجہ
بلاتامل ہونا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوی ایسا عذر عدالت ماتحت مین نہین پیش کیا گیا تہا اور
نہ اس مسل مین کوی ایسا مواد موجود ہے جس سے ہمکو اس امر کے نسبت راے قایم کرنیکے لئے رہبری
ہو جو کچھہ مین کہہ سکتا ہون وہ کل یہہ ہے کہ جس عدالت کو اس کارروائی اجراے ڈگری [illegible]
حسب خواہش مدیونان ڈگری کے نسبت [illegible] مواد مناسب اوسکے روبرو پیش ہو بعد ازین تصفیہ اس امر کا
مطابق قانون کے کرسکتی ہے اور ایسا حکم صادر کرسکتی ہے جو اوسکو صحیح اور مناسب معلوم ہو۔
امر اول محولہ بالا بہت ضرورت کا ہے اور بنظر اسکے امکاناً کوی تذبذب یا غلط فہمی بہ نسبت ان
وسایل کے نہو کہ جنکی بنا پر اس خاص مقدمہ مین اوسکا فیصلہ ہوا ہے مین اون وجوہ کی تشریح کرنا ضرور
سمجہتا ہون کہ جنکی بنا پر مینے نتیجہ اخذ کیا ہے۔ میری راے مین ازروے اصول [illegible] یافتہ مقدمہ رام
کرپال بنام روپ کنوری انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ کے مجہے [illegible] کہ اوس
باضابطہ درخواست اجراے ڈگری کے حالات ماقبل پر لحاظ کرون جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین منظور ہوچکی ہے
اور جسمین اطلاعنامہ بنام مدیون ڈگری جاری ہوچکی ہین اور اوس ڈگری کے اجرا مین جب جو اوسکی وقتاً فوقتاً
کارروائی ہوچکی ہین۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ ڈگریدار کو مقدمہ مین بڑی دقت پیش آویگی اگر مدیونان ڈگری
اون کارروائیات کے حالات ماقبل پر اصرار کرینگے کہ جو بذریعہ درخواست ۲۰ مارچ ۱۸۸ [illegible] کے دایر کی
گئی تہین۔ لیکن میری راے مین مدیونان ڈگری ایسا نہین کرسکتے ہین [illegible]
کل اعادہ کرنیکی ضرورت نہین ہے جو [illegible] درخواست پر ہوا تہا اسوقت جس بات پر مین زور دینا چاہتا
ہون وہ یہہ ہے کہ وہ اصل اور صحیح کارروائی تہی جو عدالت نے حسب درخواست ڈگریدار کے کی تہی اور
جسمین مدیونان ڈگری فریق بنائے گئے تہے اور جسمین احکام صادر ہوے تہے اور وہ احکام عدالت
کے صرف اسی قیاس کرلنے پر صادر ہو سکتے تہے کہ ابتک جو کچھہ ہوا ہے وہ مناسب طور پر اور مطابق قانون
کے ہوا ہے سب مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض پر جو بتقویت دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے
اور جس اس مقدمہ مین لحاظ نہین ہوسکتا ہے [illegible] کہ بحیثیت مدیونان ڈگری [illegible] نہین ہوسکتی [illegible]
لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ جو نتیجہ ذیلعلم جج ماتحت نے اخذ کیا ہے وہ صحیح ہے اگرچہ بہ نسبت درخواست

۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کے مین یہہ اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ بخیال نوعیت حکم اخیر صادرہ مقدمہ مذکور کے درخواست مذکور بخیال ورس امر کے جو مقدمہ فقیر اللہ بنام ٹھاکر پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) مین کہا گیا ہے حسب منشاء دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی بطور مانع عمل نہین ہو سکتی ہے اور اوس وقت جو حکم ہوا تہا وہ عدالت نے خود اپنی تحریک سے بہ نسبت لیسے مقدمہ کے صادر کیا تہا جو اوس وقت عدالت مین دایر تہا اور جسمین خود ہی عدالت حکم امتناعی دربارہ باز رکہنے کارروائی اجرائے ڈگری جاری کر چکی تہی

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

محمود صاحب جسٹس۔ میری بہی بالکل یہی رائے ہے۔ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب بیان کر چکے ہین کہ قاعدہ مندرجہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ راو باہچرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۹۳۰) مشعر منظوری ایک فیصلہ اس خاص بیچ کا اتی سندین یا لتعلق بہ قسم الزام انہین ہے۔ میرے بہائی یہہ بہی کہہ چکے ہین کہ جہانتک حکم مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۶ء مشعر اخراج درخواست اجرائے ڈگری مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء صادرہ جج ماتحت علیگڈہ کو تعلق ہے فیصلہ مقدمہ فقیر اللہ بنام ٹہاکر پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) اسمقدمہ پر حاوی نہین ہے۔ لہذا وہ کارروائی واسطے اعراض ممانعت کسی درخواست اجرائے ڈگری کے کسی فریق کو با وقعت نہین ہے۔

اور علاوہ برین وہ ضروری امر جسکی بنا پر مین اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون وہ اجرائے ڈگری کے اوس کارروائی کے حالات ماقبل پر لحاظ نکرنیکا اصول ہے جو جایز قرار پا چکی ہے۔ اس قاعدہ کا مقصود نہ صرف بذریعہ مقدمہ رام کرپال بنام روپ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹) اور منگل پرساد دیچہت بنام گرجا کانت لاہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۱) ہی کے ہے بلکہ بذریعہ عام اصول قرار دادہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ ٹی آرار دیا چلم چٹی بنام دی آر آر ایم اے آر ار دیا چلم چٹی (لا رپورٹ جلد ۱۰ اپیل ہند صفحہ ۱۷۱) کے بہی ہے۔ مین اسکا کہنا اسلئے ضروری سمجھتا ہے کیونکہ چند ایسے مقدمات اسعد التماس اسوقت دایر ہین جنکو مینے دو ججون کے بنچ مین واسطے فیصلہ خود اوسی امر کے پیش کیا ہے اور مین یہہ کہتا ہون کہ جو رائے قانونی اب میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود مینے اختیار کی ہے وہ مطابق اوس رائے کے ہے جو مینے وقت صادر کرنے اپنے فیصلہ مقدمہ بدری ناتہہ مصر بنام رام روپ سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۱) کے کیا تہا۔

ضلع علیگڈہ   اپیل اول احکام نمبر ۲۵ ۱۸۹۰ء   منفصلہ ۲۴ جولائی

سری لال   بنام   کشن لال و یک کس دیگر

نالش متعلق جایداد غیر منقولہ ۔ مالکانہ ۔ عرضی نالش کا واسطے پیش کرنے عدالت مناسب کو واپس ہونا ۔ اپیل ۔ حکم واپسی بموجب دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۷ و ۵۸۸ ضمن (۶)

نالش بابت دس مالکانہ کے جسکے نسبت بیان کیا مدعا علیہ نے بیجا قبضہ کیا ہے ایک نالش متعلق جایداد غیر منقولہ کے نہین ہے کہ جسکے واسطے اوسکی سماعت نہین دایر کیجانیکی ضرور ہو کہ جسکی علاقہ اختیار سماعت کے اندر وہ جایداد غیر منقولہ واقع ہے کہ جس سے وہ مالکانہ ظہور پذیر ہوا ہے ۔

دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو ایسے مقدمہ سے تعلق نہین ہوتا ہی جبکہ اپیل بنارا منی حکم واپسی عرضی نالش بغرض پیش کرنے کے عدالت مناسب کے ہو ۔

واقعات جہانتک وہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین

رام پرساد منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتھ چودہری

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش مدعا علیہ سے روپیہ دلا پانیکے لئے اس بات پر ہی کہ اوس نے خزانہ علیگڈہ سے روپیہ یافتنی مدعیکا وصول کرلیا ہی مدعا علیہ اندر علاقہ اختیار سماعت منصف علیگڈہ کے رہتا ہی ۔ نالش عدالت منصف ہاتہرس مین بدین قیاس دایر ہوی تہی کہ نالش متعلق جایداد غیر منقولہ ہے جو اندر علاقہ منصف موصوف کے ہے ۔ بلاشبہہ زر متنازعہ بجا امدنی اوس مالکانہ کے ہے جو جایداد غیر منقولہ موقوعہ اندر علاقہ عدالت منصف ہاتہرس سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔ منصف ہاتہرس نے فیصلہ کیا اور ہم سمجہتے ہین کہ صحیح فیصلہ کیا کہ اونکو اختیار سماعت حاصل نہین ہے اور یہہ کہ نالش عدالت منصف علیگڈہ مین دایر ہونی چاہیے تہی چنانچہ منصف مشار الیہ نے عرضی نالش واسطے پیش کرنے عدالت مناسب کے واپس کی ۔ مدعی نے بحضور جج ضلع بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل کیا اور جج ضلع نے یہہ رای قایم کرکے کہ منصف ہاتہرس کو اختیار سماعت حاصل ہی حکم واپسی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ مذکور کے صادر کیا ۔ دفعہ ۵۶۲ کو تعلق نہین ہے کیونکہ فیصلہ نالش کا کسی امر کے بنیاد پر نہین ہوا تہا اور نہ کوی ڈگری حسب منشاء دفعہ مذکور کے ہوی تہی ۔ یہہ اپیل بنارا منی حکم واپسی مقدمہ کے ہے ۔ ہم اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور حکم واپسی مقدمہ منسوخ اور اپیل مدخلہ حسب دفعہ ۵۸۸ کو فہرست ضلع علیگڈہ مین بازرہ نمبر سابق قایم کرتے ہین کہ جج موصوف فیصلہ اپیل مذکور کا مطابق قانون کے کرینگے ۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۴۲۴ ۱۸۹۰ء منفیصلہ ۲۸ جولائی

رام کشن اوپادہیا بنام دکہیا و باید بنا و غیرہم

اپیل دوم ۔ وقت سماعت کے اوس عذر کا کیا جانا جو یادداشت اپیل مین درج نہین ہے ۔ عذر مدت

یہہ عذر کہ یادداشت اپیل عدالت اپیل ماتحت پر اسٹامپ ناکافی تہا اور یہہ کہ کمی اسٹامپ میعاد سماعت کے اندر پورا نہین کیا گیا اپیل دوم مین تحت عذر مدت سماعت اپیل پیش نہین ہو سکتا جبکہ عذر مذکور در یادداشت اپیل دوم نہین کیا گیا ہے ۔

مدعی اپیلانٹ نے دعوے استقرار حق اور بحالی قبضہ نسبت بعض حقیت زمینداری کا بنسوخی چند فیصلجات عدالت بندوبست کے کیا تہا۔ اوسنے عدالت مرافعہ اولی سے ڈگری پائی تہی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور عدالت اپیل (جج ممالک) نے یہہ تجویز کرکے کہ مدعی رسپانڈنٹ ایز روی ازہ سال قبل نالش سے بیدخل ہوے اپیل ڈگری کیا اور دعوے مدعی ڈسمس کیا۔ تب مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا اور درمیان اوسکے طرف سے ایک ایسے عذر کے پیش کرنا چاہا جسکی نسبت عذر ہوا کہ یادداشت اپیل میں نہین لیا گیا تہا یعنی یہہ کہ یادداشت اپیل مدعا علیہم بعدالت اپیل ماتحت پر اسٹامپ ناکافی تہا اور کمی اسٹامپ کی اندر میعاد سماعت کے پوری نہین کی گئی تہی۔

منشی … بنجانب اپیلانٹ
… بنجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس (اکیس صاحب جسٹس متفق الرای) تجویز ذیل چیف جسٹس صاحب نے اوس بحث کی نسبت مشورہ کرنیکا موقع ملا تہا جو ذیل میں وکیل اپیلانٹ نے پیش کیا ہے اور جو یادداشت اپیل میں نہین درج تہا یعنی یہہ کہ اس امر کی وجہ سے کہ یادداشت اپیل جو عدالت اپیل اولی میں پیش کیا گیا تہا اوسپر ٹکٹ بابت خرچ اوس اسٹامپ ناکافی تہا کوئی اپیل اوس وقت عدالت کے روبرو پیش نہین تہا اور اجراء کمی کی ادا ہو جانے سے وہ نقص رفع نہین ہوا اور نہ عارضہ میعاد سماعت سے حفاظت ہوئی یہہ رہا کہ صاحب … اور مین بشمول چیف جسٹس کے اس رای مین متفق ہین کہ جس صورت مین کہ اس قسم کا عذر بالخصوص یادداشت اپیل مین نکلنے … متعلق ایک امر ابتدائی رسوم عدالت اور دیگر تحقیقات درمیانی کے ہو جو نسبت اوسکے پیدا ہو سکے تو وہ عذر مقبول ہونا چاہیے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو ہمکو یہہ تجویز کرنا ہی کہ آیا کوئی بنیاد اس اپیل کی ہی یا نہین۔ … وکیل نے اہم طور پر یہہ حجت نہین کی ہی کہ یہہ تجویز ذیل جج کی کہ مدعی اپیلانٹ کبہی اوس جایداد پر قابض نہین ہوا ہے جسکی نسبت وہ اپنے استقرار حق کا دعویدار ہی باستحکام مفید اوسکے ہی … نہین ہے کہ مدعی کو کبہی ایسا استحقاق حاصل نہین ہے جسکی نسبت وہ استقرار کا دعوے کرتا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

منفصلہ ۳۱ جولائی

اپیل از احکام نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۱ء

ضلع غازیپور

ذہیرو … اپیلانٹ بنام جگموہن پانڈے

عرضی نالش کا اسٹامپ ناکافی پر ہونا۔ کمی کا اندر میعاد معطیہ عدالت مین پورا ہونا۔ برعایت عذرات مدعا علیہ کے عرضی نالش کا منظور ہونا عرضی نالش کی نامنظوری کا بعد۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴ - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ایکٹ رسوم عدالت دفعہ ۲۸ -

مدعی نے اپنی عرضی نالش میعاد … کے اخیر روز اسٹامپ ناکافی پر داخل کی تہی اور جب عدالت سے ایک میعاد معین مین کمی پوری کرنیکا حکم ہوا تو دو روز بعد انقضائے میعاد کمی مذکور داخل ہوئی۔ لیکن عدالت نے اوس عرضی نالش کو منظور کیا اور اطلاعنامہ بنام مدعا علیہ جاری کیا لیکن ایک حکم اس مضمون سے صادر کیا کہ نسبت مقبولی عرضی نالش کے مدعا علیہ کو عذر اٹہانیکا اختیار ہوگا۔ مدعا علیہ نے عذر کیا اور اسلیے عرضی نالش نامنظور ہوئی
تجویز ہوئی کہ اگر عدالت کو توسیع میعاد کا اختیار ہی تاہم حکم مشعر منظوری عرضی نالش برعایت عذرات مدعا علیہ ہم کوئی نیت توسیع میعاد دربارہ ادای بقیہ رسوم عدالت کے نہین ظاہر ہوتی ہے اور نہ وہ بطور حکم متعلقہ دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت متصور ہو سکتا ہی۔ عرضی نالش جو منظور پر نامنظور ہوئی ہے
یہہ بھی تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعی کوئی درخواست اجازت ترمیم … عرضی نالش … اوسکو یہہ … نہین دیا جا سکتی ہے

کہ وہ میعاد جو کہ نالش کی واسطے اپنے دعوے کی نسبت کرنیکے جسقدر کے بابت رسوم عدالت جو اوسنے ابتدا ادا کیا تہا کافی ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

لیچ صاحب چیف جسٹس و ڈگلس صاحب جسٹس ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو عرضی نالش مقدمہ ہذا واسطے منظوری کے عدالت منصف مین پیش ہوئی تہی۔ یہہ بغیر روز اوس میعاد کا تہا کہ جسکے اندر عرضی نالش پیش ہوسکتی تہی اسلئے کہ عذر میعاد متعلقہ کا نہو سکے۔ اوس پر اسٹامپ ناکافی تہا۔ ایک حکم بنام مدعی اس ہدایت صادر ہوا تہا کہ وہ اسٹامپ ضروری ۲۳ اپریل ۱۸۹۱ء تک مہیا کردے۔ اسٹامپ ضروری ۲۲ اپریل ۱۸۹۱ء کو مہیا نہین کیا گیا اور اوسپر ہماری رائے مین دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا تعلق ہوگیا اور واسطے اغراض مقدمہ یہہ فرض کر لیجاوے کہ منصف کو اختیار توسیع میعاد کا عرضی نالش پر اسٹامپ لگانیکے نسبت بعد میعاد سماعت کے حاصل تہا۔ یہہ امر ایسا ہے جسکے تجویز کرنیکی ہمکو یہانپر ضرورت نہین ہے۔ حکم مشعر توسیع میعاد تا تاریخ ۲۳ اپریل ۱۸۹۱ء ایک حکم حسب دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت کے نہین ہے۔ ۲۴ اپریل کو مدعی نے عدالت منصف مین کاغذ اسٹامپ قیمتی بقدر روپیہ کمی کے حوالہ کردیا۔ ۲۲ اپریل کو منصف نے اپنی مشکوک اس امر کی نسبت بیان کیے کہ آیا اونکو کوئی حکم صادر کرنا چاہیے یا نہین لیکن اس حکم کے سنا ایک حکم صادر کیا کہ عرضی نالش بلا ضرورت نسبت اوس عذر مدعا علیہ کے داخل کیجاوے کہ اسٹامپ میعاد توسیع شدہ کے اندر داخل نہین ہوا ہے۔ وقت مناسب پر مدعا علیہ نے عذر پیش کیا اور منصف نے اوسپر عمل کر کے عرضی نالش نامنظور کی۔ بر طبق اپیل جج ماتحت نے حکم مشعر نامنظوری عرضی نالش کو منسوخ کیا۔ ہم خیال کرتے ہین کہ رائے جج ماتحت کی غلط ہے بلحاظ ضمن ہائے (الف و ب) دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور الفاظ استثنائی دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت کو یاد کرکے اور نیز بلحاظ ضمن (ج) دفعہ ۵۴ اور احکام ایکٹ میعاد سماعت کو ذہن نشین کرکے اور بلحاظ ضمن (د) دفعہ ۵۴ کے ہماری یہہ رائے ہے کہ دفعہ ۵۴ تاکیدی ہے۔ ہمارا مراد اس سے کہنیکی نہین ہے کہ اگر میعاد سماعت مانع جج کی ہو تو اونکو اختیار توسیع میعاد متذکرہ ضمن ہائے (الف و ب) دفعہ ۵۴ کا حاصل نہین ہے بلکہ ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی توسیع میعاد کی صدا سے نہین ہوئی ہے تو دفعہ ۵۴ تاکیدی ہے اور عرضی نالش نامنظور ہونی چاہیے۔ یہہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم توسیع تا ۲۴ اپریل کا کبہی صادر نہین ہوا نہ قبل ۲۴ اپریل کے اور نہ بعدہ بابت زمانہ ماضیہ کے بر عکس اسکے ہماری یہہ رائے ہے کہ منصف نے دیدہ و دانستہ ایسے حکم کے صادر کرنے سے اجتناب کیا ہے اور عمداً یہہ موقع بحث کا کہلا رکہا ہے کہ مدعا علیہ اسبارہ مین عذر پیش کرسکے کہ ۲۳ اپریل کو یا اوسکے قبل اسٹامپ مہیا نہین کیا گیا تہا۔ اسقدر جسپر ہماری رائے مسٹر سندر لال کے اس حجت کے خلاف ہے کہ کوئی توسیع میعاد کی ۲۳ اپریل سے زیادہ کی ہوئی تہی۔ ہماری رائے دلیل پنڈت کے اس دوسری حجت کے بہی خلاف ہے کہ اونکے موکل کو اوسکے مقدمہ مین اوسقدر کی پیروی کرنیکی اجازت ملنی چاہیے کہ جسقدر اسٹامپ ابتدائی کسی جزو اوسکے بنا دعوی اصمت پر جاوی ہو۔ قانون واسطے عرضی نالش پر اسٹامپ مناسب نا چاہیے کہ جسکے سلسلہ مقدمہ شروع کیجاوے اور اگر پنڈت سندر لال کا موکل اپنی ادس دعوے کے جزو کے نسبت پیروی کرنا چاہتا جسکی تعداد اوسنے ہم یعنی عرضی نالش کے کی تہی تو اوسکو اپنی عرضی نالش کے ترمیم کی درخواست کرنی چاہیے تہی۔ یہہ اوسنے نہین کیا۔ اندر میعاد سماعت کامل

ضلع سہارنپور متفرقہ نمبر ۱۲۸ سنہ ۱۸۹۰ء تجویز تصفیہ

نہتن وغیرہ دیگر بنام کملا کنور وغیرہ دیگر

زمیندار و اسامی ۔ نالش واسطے گری ہوئی لکڑی درختان خودرو موقوعہ کاشت دخیلکاری ۔ بارثبوت ۔

ایسے زمیندار کو جو دعویٰ استحقاق بابت گری ہوئی لکڑی درختان خودرو کے کہ جو موقوعہ

دخیلکاری میں پیدا ہوئی ہیں کرے ایسا رواج یا معاہدہ ثابت کرنا چاہیئے

لیکن ۔۔۔ حالات ۔۔۔

عام قاعدہ ہندوستان میں اس امر پر ۔۔۔ نہیں ہے کہ ۔۔۔ زمیندار کو لکڑی ۔۔۔

بذریعہ عام رواج کے بنسبت گری ہوئی درختان ۔۔۔ ہے ۔

یہہ استصواب بجانب ضلع جج سہارنپور ۔۔۔ امر ذیل کے ہے ۔ آیا بارثبوت

استحقاق بنسبت گری ہوئی لکڑی بصورت درختان خودرو ۔۔۔ دخیلکاری ہے ذمہ زمیندار

کے ہے یا ذمہ اسامی کے بہ جن واقعات سے یہہ استصواب ظہور پذیر ہوا ہے وہ فیصلہ عدالت میں

کافی طور پر درج ہیں ۔

اسپیشل منجانب اپیلانٹان ۔ اجودھیا ناتھ وکیل منجانب ریسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ۔ یہہ استصواب منجانب قائمقام جج سابق سہارنپور

کے ہے ۔ مدعیان زمیندار ہیں ۔ مدعا علیہم دو اسامی دخیلکار ۔۔۔ ہیں ۔ مدعیان نے یہہ

نالش ایک استحقاق بنسبت گری ہوئی لکڑی ایک درخت پیپل ۔۔۔ سبب اس استنباط کے جو ہمنے

حکم استصواب سے کیا ہے اندر کاشت دخیلکاری مدعا علیہم پیدا ہوا تھا دائر کی ہے ۔ یہہ بیان ہوا

ہے اور ہم اسکو بطور امر واقعہ کے تصور کرتے ہیں کہ درخت ۔۔۔ زمینداروں نے نصب کیا تھا ۔۔۔

۔۔۔ انہوں نے نصب کیا تھا اور ۔۔۔ کہ وہ خودرو درخت ہے جو سوال ہمسے پوچھا گیا ہے وہ یہہ ہے

بارثبوت استحقاق گری ہوئی لکڑی کا بصورت درختان خودرو موقوعہ دخیلکاری کے زمیندار پر ہوتا ہی

یا اسامی پر ہوتا ہے ۔ ہمارے روبرو چند اسناد پر حوالہ کیا گیا ۔ لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے

کوئی اس قسم کے مقدمہ سے متعلق نہیں ہے ۔ مقدمہ منولال بنام نندہی ۔۔۔ انڈین لا رپورٹس سلسلہ

الہ آباد جلد ۔ صفحہ ۴۷۵ ہمسے متعلق نہیں ہے وہ ایسا مقدمہ تھا جسمیں زمیندار نے دعوے استحقاق کاٹ

ڈالنے اور دور کرا لینے پھلدار درختوں کا جو اسکے اسامی نے کاشت میں پیدا ۔۔۔ تھے کیا تھا ۔

قطع نظر کسی خاص رواج یا معاہدہ کے نامبردہ کو بظاہر اگر کوئی استحقاق ایسا کرنیکا حاصل نہین ہوسکتا تھا۔ دیگر مقدمات خودرو لکڑی سے متعلق نہین ہین۔ بمقابلہ جناب اسامی کے مسٹر اسپنکی نے یہہ حجت کی ہے کہ اسامیون کو نہ صرف خودرو درختون سے گری ہوئی لکڑی کے لینیکا استحقاق حاصل ہے بلکہ درختان مذکورہ کے تنہے دینیکا بھی استحقاق حاصل ہے۔ بلا شبہہ ہم خیال کرتے ہین کہ اسامی صاف طور پر مستحق اسبات کا ہوگا کہ کسی ایسے درختون کو جنہے ندیوے جو بوقت آغاز اوسکی قبضہ داری کے نہین تھے اور جسکے ترتیب دینے اوس غرض مین خلل ڈالیگا کہ جس غرض کے لئے اراضی اوسکو دی گئی تھی بشرطیکہ کوئی رواج یا معاہدہ خلاف اسکے نہو۔ بہرکیف اس سوال کے جواب دینیکے لئے اس سے ہماری امداد نہین ہوتی ہے۔ ہم ہندوستان مین کسی ایسے سند سے واقف نہین ہین جس سے ہم یہہ فیصلہ کرسکین کہ کوئی استحقاق زمیندار کا یا کوئی استحقاق اسامی کا بذریعہ عام رواج کے نسبت گری ہوئی لکڑی درختان خودرو کے ہے۔ ہماری راے مین جو شخص اپنی نالش مین دعوی دایر کرتا ہے کہ گری ہوئی لکڑی درختان خودرو واقعہ اندر کاشت خیالکاری ازان اوسکے ہین اوسکو اپنا استحقاق بذریعہ ثابت کرنے عام رواج ضلع یا خاص رواج موضع یا کسی ایسے معاہدہ کے ثابت کرنا چاہئے کہ جس سے اوسکو استحقاق مذکور حاصل ہوا ہو۔ اس مقدمہ مین ایک واجب العرض ہے مدعیعلیہ قایمقام ضلع جج نے یہہ نہین خیال کیا کہ وہ واجب العرض بطور شہادت قابل اطمینان کے متصور ہوسکتی ہے ہمارا ارادہ اس امر کے فیصلہ کرنیکا نہین ہے کہ آیا وہ متصور ہوسکتی ہے یا نہین بلکہ ہم محض یہہ بتلانا چاہتے ہین کہ یہہ وہ واجب العرض ہے جسکو مرتب ہوے اثناء مدت گذرا ہے کہ جتنا سنہ ۱۸۹۶ع کو اور امکانا امر ضلع جج کے لئے غور طلب ہوگا کہ واجب العرض مذکور کو کیا تاثیر بخشی جاویگی بشرطیکہ جج ممدوح یہہ تجویز کرین کہ اوسپر عمل ہوتا آیا ہے اور اوسکی صحت پر کوئی اعتراض اوسوقت تک نہین ہوا کہ جو بحال مین ہوا ہے۔ ہمکو یہہ کہنا چاہئے کیونکہ ہماری راے اسبارہ مین مطلوب ہے کہ قانون انگلستان کا جو متعلق گری ہوئی لکڑی کے ہے ہماری راے مین بطور شہادت رواج یا بجاے اوس قانون کے جو ہندوستان مین بہ نسبت اس امر کے ہے مقبول نہین ہوسکتا ہے۔

کاغذات مع اس جواب کے جو ہمنے دیا ہے پاس ضلع جج سہارنپور کے واپس بھیجا دینگے

صفحہ ۳۲۸ انگریزی | ضلع الہ آباد | اپیل دوم نمبر ۱۷۶ ۱۹ سنہ ۱۸۹۰ع | منفصلہ ۲۹ جون

بنام

دیبی دیال

رہن۔ معاہدہ بہ نسبت اس استحقاق مرتہن کے کہ چند اتفاقات مین زر رہن قبل تاریخ
روپیہ کے وصول کر سکیگا۔ تعبیر معاہدہ کی۔ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۶۷ و ۶۸۔

مدعی نے ایک [illegible] ایک شخص مسمی ٹہاکر پرشاد کے ۲۰ مارچ ۱۸۸۱ء [illegible]

۲۹ مارچ ۱۸۸۱ء کو نامبردہ نے دوسرا رہنامہ [illegible] جایداد کا [illegible] دوسرا رہنامہ

[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اوسکے ذریعہ سے کبہی [illegible] رہنامہ [illegible]

[illegible] ایک شرط تہی کہ اگر مرتہن کو کسی دوسرے کفالت کا حال معلوم ہو تو وہ اوسوقت [illegible]

اختیار وصول کرنے اپنے روپیہ کا بذریعہ ارجاع نالش [illegible] کے ذات کے [illegible] ہوگا اور

[illegible]

[illegible] ڈگری [illegible]

[illegible]

[illegible] حسب حالات

[illegible] ڈگری مناسب [illegible] ڈگری زرنقد کی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ گوبند پرساد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ جہانتک ضروری ہین واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔ مدعا علیہ نمبر ا نے ۲۰ مارچ ۱۸۸۱ء کو ایک رہنامہ سادہ بنام ٹہاکر پرشاد کے لکہا تہا۔ وہ رہنامہ تعداد مین سو روپیہ سے کم تہا اور اوسکی رجسٹری نہین ہوی تہی۔ ۲۹ مارچ ۱۸۸۱ء کو مدعا علیہ نمبر ا نے ایک رہنامہ بنام لالہ دیبی دیال کے جو مدعی مقدمہ ہذا ہے لکہا تہا۔ ازروے اوس رہنامہ کے مدعا علیہ نمبر ا نے حسب ذیل اقرار کیا تہا۔ مین یہہ اقرار کرتا ہون کہ زر مذکور مین عرصہ پانچ سال مین بلا سود مرتہن مذکور کو ادا کر دونگا اور جایداد کو فک الرہن کرا لونگا تا میعاد مذکرہ تمسک ہذا کے نہ مجہکو دعوی زر رہن کا ہوگا اور نہ مرتہن کو دعوی سود کا ہوگا اور اگر اندر میعاد معہودہ انقضاء میعاد مذکور کے مرتہن کو کوئی شبہہ قوی یا ضعیف بہ نسبت اتلاف اپنے روپیہ کے ناشی ہو تو بلا انتظار انقضاء میعاد مندرجہ تمسک ہذا کے اوسکو اختیار ہوگا کہ اپنا روپیہ بذریعہ ارجاع نالش عدالت سے مجہسے اور میرے دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے وصول کر لیوے اور اوسوقت مجہکو بجز اقبال دعوے کے کوئی دوسرا چارہ کار حاصل نہوگا۔ اگر مرتہن کو کسی دوسرے کفالت کا

حال معلوم ہو تو اوسیوقت اوسکو اختیار وصول کرنے اپنے روپیہ کا مجہہ پر نالش دایر کرنے کیمطابق دیگر جایداد اور نیز میرے ذات سے حاصل ہوگا اور اگر مین جزو آن زر مذکور ادا کرنا چاہون تو یہ غیر ممکن ہوگا۔ رہن مذکور کے رو سے جایداد مرہونہ پر لالہ دیبی دیال کو دخل دیا جانا چاہیے تہا اور اوسکا منافع بیباقی سود مین محسوب ہونا چاہیے تہا۔ لالہ دیبی دیال کو کبہی دخل نہین دیا گیا تہا اوسکے مین پانچ برس کی میعاد مندرج ہے۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۸۲ء کو ٹہاکر پرساد نے نالش واسطے نیلام کے اپنی رہن موقوعہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۱ء کی بنا پر دایر کی اور ۲۲ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ٹہاکر پرساد نے ڈگری نیلام کی حاصل کی۔ اوس ڈگری کے اجرا مین جایداد مرہونہ جو ایک مکان ہے نیلام کی گئی اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے جو اپیلانٹ عدالت ہذا ہے خرید کی۔ یکم مارچ ۱۸۸۵ء کو لالہ دیبی دیال نے نالش جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے بر بنا اپنی رہن موقوعہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۲ء کے دایر کی در انحالیکہ استدعا کی ڈگری دخل اور واصلات یا بصورت سبیل البدل ڈگری دلاپانے زر رہن معہ سود و خرچہ مدعا علیہ نمبر ۱ راہن جایداد مکفولہ اور دیگر جایداد راہن سے کی۔ عدالت مرافعہ اولے نے نالش ڈسمس کی تہی۔ لالہ دیبی دیال نے اپیل کیا تہا اور مرافعہ ثانی نے بصیغہ اپیل ڈگری بحق لالہ دیبی دیال واسطے دلاپانے زر واجب بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے اور نیز راہن مدعا علیہ نمبر ۱ کی جایداد سے صادر کی۔ مدعا علیہ نمبر ۱ راہن نے نالش کی جوابدہی نہین کی۔ مسٹر ماد ہو پرشاد نے حجت کی ہے کہ لالہ دیبی دیال مرتہن منفعتی ہین اور اوس حیثیت سے نالش نیلام حسب دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد کے قایم نہین رکہہ سکتی ہین۔ مسٹر گوبند پرساد نے منجانب ریاپانڈنٹان کے جو قایمقامان لالہ دیبی دیال مدعی متوفی کے ہین یہہ حجت کی ہے کہ لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری کے بموجب دفعہ ۶۹ ایکٹ انتقال جایداد کے ہین اور یہہ کہ بموجب دفعہ ۶۸ ایکٹ کے بہی وہ مستحق ڈگری کے ہین اور یہہ کہ وہ مستحق ڈگری دخل کے ہین اور چونکہ لالہ دیبی دیال کو جایداد مرہونہ پر دخل نہین دیا گیا تہا وہ مرتہن منفعتی نہین تہے اور نہ اونکا رہن حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۵۸ ایکٹ انتقال جایداد کے رہن منفعتی ہے اور اسوجہ سے ضمن الف دفعہ ۶۷ ایکٹ مذکور کا اونکے مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری دخل کے تہے یا نہین۔ عدالت ماتحت نے اونکو ڈگری دخل کی نہین دی اور وہ لوگ نے اپیل نہین کیا اور بر بنا راضی اوس ڈگری کے جو عدالت موصوف نے صادر کی ہے اعتراضات داخل کی ہین۔ لہذا اگر وہ اور طور پر مستحق ڈگری دخل کے ہہے تو ہم اب اونکو وہ ڈگری نہین

دے سکتے ہین - از روے دفعہ ۶۷ - ایکٹ انتقال جایداد کے لالہ دیبی دیال مستحق قایم رکہنے نالش نیلام جایداد مرہونہ کا نہین تہا کیونکہ اوسکی نالش قبل واجب الادا ہونے اوسکی زر رہن کے حسب منشا دفعہ ۶۷ کے دایر ہوی تہی جو نالش اوس نے دایر کی تہی وہ یا تو بموجب دفعہ ۶۸ ایکٹ انتقال جایداد کے یا بربنا شرط معاہدہ مندرجہ رہننامہ کے قایم رکہی جا سکتی ہے - از روے معاہدہ مندرجہ رہننامہ کے زر رہن ذات راہن یا اوسکی کسی دوسرے جایداد علاوہ جایداد مرہونہ کے وصول ہو سکتا ہے لیکن اوس معاہدہ مین یہہ شرط نہین ہے کہ بحالت وقوع صورت مفقود معاہدہ مذکور کے زر مذکور بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے وصول کیا جا سکیگا بدرجہ اقل یہہ بات اسطور پر ہے کہ جسطور پر ہم بتقیہ معاہدہ مذکور کی کرتے ہین - دفعہ ۶۸ کے رو سے مرتہن بجملہ صورتہاے متذکرہ دفعہ مذکورہ کے کسی صورت کے ظہور پذیر ہونے پر راہن پر نالش واسطے زر رہن کے کر سکتا ہے - چونکہ وہ دفعہ عین مابعد دفعہ ۶۷ کے واقع ہے جسمین حکم واسطے نالش نیلام کے ہوا ہے اور جو نکہ دفعہ ۶۸ مین یہہ ذکر نہین ہے کہ جس نالش کا اوسمین حکم ہے وہ بطور نالش نیلام کے تصور کیجاویگی لہذا ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ جو ڈگری مرتہن پا سکتا ہے اور صرف دفعہ ۶۸ کے رو سے پا سکتا ہے وہ ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے نہین ہے بلکہ وہ ایک ڈگری زر نقدی کی ہے - ہمکو اس امر کے غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ اوس ڈگری کا اجرا کیونکر ہوگا یا کس جایداد کے مقابلہ مین ہوگا - ہمکو جس امر کی تجویز کرنا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ جس ڈگری کا مستحق لالہ دیبی دیال ہے وہ کیونکر جاری کیجاویگی بلکہ یہہ تجویز کرنا ہے کہ وہ کونسی ڈگری ہونی چاہیے - چونکہ لالہ دیبی دیال کے قایمقامون نے اپیل نہین کیا ہے لہذا اس اپیل مین ہم اونکو ایسے ڈگری کا جسکے مستحق نہین ہین مثلاً ڈگری دخل ... اوس ڈگری سے ہوگا جو اونہون نے عدالت اپیل ماتحت سے پائی ہے اور جس پر وہ قانع ہوگئے ہین - ہماری راے مین حسب حالات مقدمہ کے لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کا نہین تہا اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی جسقدر بہ نسبت نیلام جایداد مرہونہ کے ہے اوسقدر ہم اوس ڈگری کو منسوخ کرتے ہین - بہرکیف وہ مستحق ڈگری زر نقد کا بمقابلہ راہن کے تہا - جسقدر وہ ڈگری زر نقد کی بمقابلہ راہن کے ہے اوسقدر بحال رہیگی - مسٹر گوبند پرساد نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نمبر ا راہن اس اپیل مین فریق نہین ہے لہذا ڈگری نیلام مین جہانتک اوسکو تعلق ہے عدالت ہذا اس اپیل مین دستاندازی نہین کر سکتی ہے - لیکن ہماری یہہ راے ہے کہ جس بنا پر ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ لالہ دیبی دیال

مستحق ڈگری نیلام کا نہین تہا وہ حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک بنیاد دونون مدعا علیہم کے لئے یکسان ہین - لقدر متذکرہ بالا ہم اپیل بلاخرچہ منظور کرتے ہین -

---

صفحہ ۱۰۵ انگریزی | ضلع مرزاپور | نگرانی فوجداری نمبر ۵۲ سنہ ۱۸۹۱ء | منفصلہ ۲۷ جولائی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لشمبر لال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۶ و ۱۴۰ - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۸۸ - سرکاری ملازم کے باضابطہ مشہور کرائی ہوئی حکم سے عدول کرنا -

جب شخص کے نام حکم مصرحہ دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر ہوا ہو اور جو کسی قسم کی کوئی کارروائی نسبت حکم اندر میعاد معینہ حکم مذکور کے بطور تعمیل کے نہ کرے یا بطور اعتراض نسبت حکم مذکور حسب طریقہ معینہ قانون کے نکرے تو شخص مذکور مستوجب ایسا تا کا ہو جاتا ہے کہ اوسکے مقابلہ میں کارروائی بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بلا انتظار اوسوقت کے کیجا سکتی ہے کہ جب حکم مذکور قطعی ہو جائے اور دیکھا جائے - اگر حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۴۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قطعی ہو جاوے تو اوسوقت کارروائی مزید بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بمقابلہ شخص عدول کرانیوالے حکم قطعی کے کیجا سکتی ہے - جب حکم محکومہ دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بموجب دفعہ ۱۴۰ مجموعہ مذکور کے قطعی ہو جاوے تو بعدہ اوسکے صحت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے - ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نرایا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۵) منظور ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ سے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اس الشن منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرساد) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس مجسٹریٹ ضلع مرزاپور نے ایک حکم حسب دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنام لشمبر لال سایل بدین حکم صادر کیا کہ جو تہر نامبردہ نے ایک گذرگاہ عام پر استعمال پر ری ہین کردہ باعث مزاحمت ہوتے ہین اندر میعاد مندرجہ حکم مذکور کے ہٹا دیوے یا حاضر ہو کر وجہ خلاف اوس حکم کے دکھلاوے یا درخواست جوری کے اس امر کے تجویز کے لیے کرے کہ آیا حکم مذکور معقول اور مناسب ہے یا نہین - سایل نے نہ ایک بات کی اور نہ دوسری بات کی - نامبردہ نے تعمیل حکم ہٹا دینے تہر کی نہین کی اور نہ روز تاریخ معینہ پر خلاف حکم کے وجہ دکہلانیکو حاضر ہوا اور نہ اوس نے جوری کی درخواست اس امر کے تجویز کرنیکے لئے کی کہ آیا حکم مذکور معقول اور مناسب ہے یا نہین - بالفاظ دیگر اوس نے حکم مجسٹریٹ پر متعلق خیال و لحاظ نہین کیا اور اسلئے یہہ امر حیرت انگیز نہین ہے کہ جبکہ

امر کا علم مجسٹریٹ کو ہوا تو اوسکے اوپر مقدمہ بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بعلت سرکاری ملازم کے باضابطہ مشتہر کرنے ہوئے حکم عدول کرنیکے کہ جو سرکاری ملازم حکم مذکور کے صادر کرنیکا مجاز تہا قایم کیا گیا۔ مقدمہ کی تجویز روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ مرزاپور کے ہوئی تہی جنہوں نے سایل کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسپر معقول تعداد کے ساتہہ پانچ روپیہ جرمانہ کیا۔ نامبردہ عدالت ہذا مین بغرض نگرانی آیا ہے اور حکم مذکور پر دو اعتراض قایم کرتا ہے اول یہہ کہ مجسٹریٹ مجوز مقدمہ کو فیصلہ سماعت حسب احکام دفعہ ۴۸۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری نہ حاصل تہا اور ثانیاً یہہ کہ چونکہ علم مجسٹریٹ ضلع کا قطعی نہین ہوا تہا لہذا بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے کوئی جرم نہین ہو سکتا ہے۔

اعتراضات مذکور مین سے اول اعتراض کے نسبت یہہ بات ہے کہ وہ واقعات کے غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ذریعہ کانسٹبل کو یہہ ہدایت ہوئی تہی کہ مسٹر ہوبس صاحب مجوز جرم دفعہ ۱۸۸ کے وہ مجسٹریٹ ہین جنہوں نے حکم متقضیہ دفعہ ۱۴۴ صادر کیا تہا لیکن یہہ ثابت ہوا ہے کہ ایسی صورت نہین ہے مسٹر کرڈک صاحب وہ شخص ہین جنہوں نے حکم اخر الذکر مذکورہ جاری کیا تہا۔

پس مین بحث دوم پر متوجہ ہوتا ہون اور مسٹر السٹن بزور یہہ اصرار کرتے ہین کہ اگر بروبرو عدالت ماتحت کے ارادہ موثر کیجاوینگی تو یہہ نتیجہ ہوگا کہ ایک شخص کو ایک ہی جرم کی علت مین دو مرتبہ سزا دیجاویگی۔ مجہے یہہ صحیح بیان معاملہ کا نہین معلوم ہوتا ہے۔ دفعہ ۱۸۸ کے بشمول اون دفعات کے جو ماقبل اوسکے ہین صحیح طور پر پڑہنے اور اونکی تعبیر کرنے سے مجہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی حکم بموجب دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جاری ہوا ہو اور جس شخص پر اوسکی تعمیل ہوئی ہے وہ تعمیل اوس فعل کی نکرے جسکے کرنیکا اوسکو حکم ہے یا وہ کام نکرے جسکے کرنیکا اوسکو اختیار رہے یعنی تاریخ معینہ پر حاضر نہو اور وجہ خلاف حکم مذکور کی نہ دکہلاوے یا واسطے تقرری جوری کے درخواست نکرے، تو وہ ایسے حاکم کے حکم کی جو مستحق اوس حکم کے صادر کرنیکا ہے توہین کرتا ہے اور بعلت اوس تحقیر کے نزدیک کیونکہ نہ تعمیل اوسکی کرتا ہے اور نہ اوسمین کوئی نقص دکہلاتا ہے یا جوری سے درخواست کرتا ہے کہ وہ یہہ کہدے کہ آیا وہ صحیح اور معقول ہے یا نہین مستوجب سزا کا ہو گیا ہے یہہ کہدینا چاہیے، کہ الفاظ دفعہ مذکور کے یہہ ہین کہ اگر شخص مذکور تعمیل اوس فعل کی نکرے یا غائب ہو کر وجہ نہ دکہلاوے یا درخواست تقرری جوری حسب اقتضا ہے دفعہ ۱۳۵ کے نکرے تو شخص مذکور مستوجب اوس سزا کا ہے جو اوسکے بابت دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند مین معین ہے اور حکم مذکور قطعی کر دیا جاویگا۔

بہ نسبت شرایط مقدم اوس تعزیر کے جو اوس دفعہ کے رو سے قایم ہوی ہے ایک صاف وصریح حکم موجود ہے اور جن الفاظ کے ساتھہ دفعہ مذکور ختم ہوتا ہے وہ اوسکے ابتدائی ہین یعنے اور حکم مذکور قطعی کیا جاویگا۔ پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۴۰ قطعی کیا جا سکتا تہا اور یہہ کہ اوسکی تعمیل اطلاعنامہ محکومہ دفعہ مذکور اور بحالت انکار منجانب سایل دربارہ تعمیل حکم مذکور کے وہ پہر قابل سزا ہوتا اور جس شخص نے حکم مذکور قطعی کیا تہا اوسکو اختیار نافذ کرنے حکم کا بپاس کار محکومہ دفعہ ۱۴۰ کا حاصل تہا۔ میری راے مین جب ایک مرتبہ حکم حسب دفعہ ۱۳۶ قطعی ہوجاوے تو جس شخص کے خلاف وہ حکم صادر ہوا ہے اوسکو یہہ اختیار نہین ہے کہ اوس حکم کے حالات ماقبل پر لحاظ کرے یا اوسکی صحت پر کسی طور سے اعتراض کرسکے۔ اس راے کی تایید مین ایک مقدمہ مندرجہ انڈین لارپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۵ (ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نرانیا) کا ہے جسکی وجوہات سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔ لہذا میری راے کی یہہ تاثیر ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اگر کوئی شخص جسکے نام حکم محکومہ دفعہ ۱۳۳ جاری ہوا ہے حکم مذکور کو حسب طریقہ مقصودہ دفعہ ۱۳۶ بلاتعمیل رہنے دیتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے کو مستوجب احکام دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کا بناتا ہے اور اوسپر فوت کرلیتا ہے بلکہ بلاکسی تحقیقات یا کارروائی مزید کے وہ حکم قطعی ہوجاتا ہے اور حکم مذکور کے حالات ماقبل پر شخص مذکور کسی وقت آیندہ مین استدلال نہین کر سکتا ہے مقدمہ کے اس شکل پر لحاظ کرکے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ درخواست نگرانی کی ساقط ہونی ہے اور مین اوسکو ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع الہ آباد — اپیل فوجداری نمبر ۴۰۹ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۰ اگست

صفحہ ۱۰ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ہیوز

جوری کو ہدایت غلط۔ کیا شے ہدایت کے حد تک پہونچتی ہے۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۳۶۱ و ۳۶۶۔

ایک تجویز مین جو بشمول جوری کے حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوئی تہی جج نے بہ نسبت امرنیت کے جوری کو بالفاظ ذیل ہدایت کی تہی اب صرف بہ نسبت امرنیت کے غور کرنا باقی ہے۔ الزام یہہ ہے کہ اوس لڑکی کو اس غرض سے بہگا لیگیا تہا کہ اوس سے جماع ناجایز کیا جاوے یا جماع ناجایز کے لیے مجبور کیا جاوے۔

بہ نسبت اسکے یہہ کہنا کافی ہے کہ حسب حالات کوئی دوسرا نتیجہ غیر ممکن ہے۔ جب کوئی شخص کسی کم سن لڑکی کو بوقت شب اوسکے باپ کے گہر سے لیجا ملے تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ وہ بہ نیت متذکرہ بالا ایسا کرتا ہے۔ اگر اوسنے بہگا لیجانا تسلیم کیا ہے تو اس امر کا ثابت کرنا اوسکے اختیار میں ہوگا کہ اوسکی کوئی دوسری غرض تھی لیکن واقعات کے صورت سے کوئی دوسری غرض ظاہر نہین ہوتی ہے۔

تجویز ہوئی کہ یہہ امر جوری کو غلط ہدایت کی حد تک پہونچتا ہے۔ بحث نیت کی ایک خاص بحث واقعات کے ہے لیکن جس طریقہ سے وہ جوری کے سپرد کی گئی تہی اوس طریقہ سے جوری کو بجز اختیار کرنے رائے اختیار کردہ جج کے اور کوئی چارہ باقی نہین رہا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

پاربتی چرن منجانب اپیلانٹ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین جان مجل ہیوز کی تجویز عدالت سشن مین روبرو سشن جج اور جوری کے بعلت جرم لے بہاگنے کلاڈیا کیلب دختر جان جیمس کیلب کے جو لڑکی بعمر سات سال سات مہینہ کی ہے۔ اوسکی ولی جایز کی حفاظت مین سے اس نیت سے کہ وہ لڑکی جماع ناجایز کے لئے مجبور کیجایگی یا اس غرض سے کہ اوس سے جماع ناجایز مجبوراً کرایا جایگا یا اوسی غرض سے مجبور کیجاویگی ہوئی تہی۔ مسمی ہیوز کے ساتہہ ایک شخص مسمی ڈبلو ڈبیسٹ کی تجویز ہوئی تہی جسپر جرم اعانت جرم مذکورہ بالا کا قایم کیا گیا تہا۔ شخص اخر الذکر بری ہوگیا تہا لیکن ہیوز کے نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزاے قید سخت میعادی سات سال کا صادر ہوا تہا۔ بر طبق اپیل عدالت ہذا مین یہہ اعتراض ہوا ہے کہ بہ نسبت بحث نیت کے ججنے جوری کو اسطور پر غلط ہدایت کی ہے کہ جس سے ملزم ہیوز کو مضر ہونچی ہے اور اوسی بنیاد پر مجہسے یہہ استدعا کیجاتی ہے کہ مین کارروایات کو منسوخ کردون اور حکم تجویز جدید کا صادر کرون

اب دیکھنا چاہیے کہ جس جرم کے لیے دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین حکم ہے اوسمین دو اجزا ضروری ہین۔ اولاً لے بہاگنا یا بہگا لیجانا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۳۶۱ و ۳۶۲ کے ہونا چاہیے اور ثانیاً یہہ کہ فعل لے بہاگنا یا بہگا لیجانیکا یا تو اس نیت یا اس علم یا اس غرض سے ہونا چاہیے کہ کوئی ایسے امور واقع ہون جنکا ذکر دفعہ ۳۶۶ کے ہر چہار گوشہ مین ہوا ہے۔ اسمقدمہ مین جسب متذکرہ بالا جس نیت کا الزام لگایا گیا تہا وہ وہی ہے جسکا مین اوپر ذکر کر چکا ہون اور بہ نسبت تحریرات ذیلعلم جج کے جو اسبارہ مین بیان ہے سے بات ہے کہ مجہسے درخواست دست اندازی کی کیجاتی ہے۔ پس مجہے تامل ہے کہ بہ نسبت عبارت مستعملہ ذیلعلم جج دربارہ ہدایت کرنے جوری کے بہت زیادہ نکتہ چینی کرون ساتہہ ہی

اسکے جب تک اس قاعدہ اخر الذکر کے چند صور تونمین امور واقعاتی کے تجویز کرنیکا کام متعلق ہے
تب تک ایک بہت وسیع خط درمیان اس امر کے کہینچا ہے بہت ضروری ہے کہ جج کا کیا کام ہے اور جوری
کا کیا کام ہے اور یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ جج نے خود اپنے ایکو اور اپنے خیالات کو جوری کے احاطہ اختیار
مین اسطرح پر داخل تو نہین کر دیا ہے کہ جسمین جوری کو اس رائے مشتہرہ جج کو اختیار کرنیکی ہدایت ہو
کہ جو رائے شہادت سے اخذ کیجا سکتی ہے وہ صرف وہی ہے - بالفاظ دیگر مثلاً اسمقدمہ مین ذیعلم جج
مجاز اثبات کہتے ہے کہ اوس شہادت کو دوبارہ بیان کرتے جو بحث نیت کی متعلق تہی اور بنظر ہدایت
جوری کے اوسکو بیان کرتے جو اونکو نتیجہ معقول اور صحیح شہادت مذکورہ سے واجب الاخذ معلوم ہوتا
لیکن مینے ذیعلم جج کی تحریرات اسمقدمہ مین ملاحظہ کی ہین - مجہے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مشار الیہ
نے ادنی چارہ سبیل البدل چہوڑ رکہا تہا اور عملاً جو کچہہ مشار الیہ نے جوری سے کہا تہا وہ یہہ تہا کہ باعتبار
شہادت کے اہالی جوری صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہین یعنے یہہ کہ جس نیت کا الزام لگایا گیا ہے
وہ ثابت ہے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو کام جج کے کرنیکا ہے اوس سے تجاوز کرنا ہے - نیت کی بحث
محض ایک امر واقعاتی ہے اور اوس سے جو نتیجہ مستنبط ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ اسمقدمہ کی کل شہادت پر غور
کامل کرنیکے بعد مجہے شبہ ہے کہ آیا کوئی قابل اطمینان اور مناسب ثبوت ایسا ہے جس سے جوری اوس
نتیجہ نکالنے کا مستحق ہے جو ذیعلم جج نے کہا تہا کہ اونپر اخذ کرنا لازم ہے - مشار الیہ کی تقریر یہہ ہے صرف
نیت کی بحث تجویز کرنا باقی ہے - الزام یہہ تہا کہ لڑکی کو اس غرض سے بہگا لے گیا تہا کہ جماع ناجائز
اوس سے کرایا جائیگا یا اوسکے لئے وہ مجبور کیجاویگی - اسکے نسبت یہہ کہنا کافی ہے کہ اندر خیالات کوئی
دوسرا نتیجہ ممکن نہین ہے - جب کوئی شخص کسی کمسن لڑکی کو اوسکے باپ کے گہر سے بوقت شب لیجاتا
ہے تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ اوس نے یہہ فعل بہ نیت متذکرہ بالا کیا ہے - اگر اوسکو یہہ بہانا تسلیم ہے
تو اوسکو یہہ ثابت کرنیکا اختیار ہے کہ اوسکی کوئی دوسری غرض تہی لیکن واقعات سے صورتا
سے کوئی دوسری غرض ظاہر نہین ہے - مین ذیعلم جج سے اختلاف کرتا ہون - باعتبار واقعات
اسمقدمہ کے مین خیال کرتا ہون کہ بہت زیادہ معقول وجہ اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی موجود ہے کہ یہہ
شخص اوس لڑکی کو اس غرض سے بہگا لیگیا تہا کہ اوسکے باپ کے پاس جاوے اور اوسکی یہہ کہکر
توہین کرے کہ شخص مذکور اوسکی لڑکی لیگیا ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ جو برائی وہ کر سکتا ہو سو کرے
ایک ذرہ بہی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ جسوقت وہ اوس لڑکی کو بہگا لیگیا تہا اوسکے قبل کوئی مخش
کلمات اوس شخص نے اوس لڑکی سے کہے تہے یہہ امر عجیب ہے کہ جب اوس نے اوس لڑکی کو ایک یکہ مین

بیان وضع سبلی مین بھیجدیا تھا اور اوسکے بعد وہ خود اوسکے باپ کے گھر گیا اور۔ بالفاظ مختصر وہ
سبب اوس کے بعد یا جو اوس نے کیا تھا اوسپر باپ نے اوسکو گرفتار کرلیا اور ایک پولیس کانسٹبل
کے سپرد کردیا۔ دوسرا امر یہہ ہے کہ بوقت لیجانے بہگانے کے اور نہ اوسکے بعد کوئی خفیف فعل شنیعہ
کیا گیا اور نہ کوئی ایک لفظ بھی کہی گئی اور نتیجہ یہہ ہوا کہ صرف قریب دو گھنٹے کے عرصہ تک وہ لڑکی
غیر حاضر رہی تھی۔ اسمقدمہ کی شہادت سے کامل طور پر ثابت ہے کہ فریقین مستغیث ایک جانب اور اس
جوان شخص کے دوسرے جانب نہایت درجہ کا رنج تھا۔ بلاشبہہ اپیلانٹ نے اپنے آپکو مسٹر کیلیب
کے لئے جس نے اکثر اوقات اوسکو اوسکے چال وچلن کے بابت سمجھایا تھا بہت ناگوار اور رنج رسان
بنا لیا تھا۔ مجھے کچھ شبہہ نہین ہے کہ وہ اون بداطوار شخصون مین سے ایک شخص ہے جو وعظ ونصیحت
یا تاکید لینے شخصون کا ناپسند کرتے ہین [illegible] جس حیثیت مسٹر کیلیب پادری اوس گرجا کے ہین کہ جسکے
اپیلانٹ نوجوان ہے مسٹر کیلیب کے اوسکو سمجھانے سے وہ بہت ناراض ہوا اور اوس نے یہہ قصد کرلیا کہ اوسکے
[illegible] کے لئے کوئی ایسا فعل کریگا جو مسٹر کیلیب کے لئے تحقیر اور توہین آمیز ہو۔ لیکن یہہ بات اوس
[illegible] ثبوت کے بہم پہنچانے کے لئے بہت کم ہے جس سے چوری اور اوسکے نہایت سنگین نتیجہ
[illegible] ہوتی ہے جو بغرض ثبوت نیت وعلم یا غرض مقصودہ دفعہ ۳۶۶ کے مطلوب ہوتا ہی
مین خود خیال کرتا ہون کہ عبارت ذیل جج کے فیصلہ کے جوری کو غلط ہدایت کی حد تک پہونچی ہے
مین یہہ بھی خیال کرتا ہون کہ اوس غلط ہدایت سے ملزم کو مضرت پہونچی ہے اور اسلئے جو بحث باقی
ہے وہ صرف یہہ ہے کہ آیا حالات ایسے ہین جنسے مجھے مجبوراً حکم تجویز جدید کا صادر کرنا لازم ہے یا نہین مین
[illegible] جرم مصرحہ دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین سب سے بہاری جرم لیجانے بہگانے کا متعلق ہے۔
[illegible] امر سے قطع نظر کرکے جو اس مسل سے ظاہر ہوتا ہے مجھے اطمینان ہے کہ جوری کی
[illegible] اس امر کے تجویز کرنے مین صحیح ہے کہ یہہ شخص اس لڑکی کو لے بہاگا تھا جسکی غرض یہہ تھی جو مین اوپر
بیان کرچکا ہون یعنے یہہ کہ باپ کو دلی تکلیف عظیم پہونچادے اور اوسکو ذلت اور حقارت پہونچاوے
اور عوام الناس کی توہین عظیم کا مورد کرے۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مین یہہ تجویز کرنیکا مستحق
ہون جیسا کہ جوری کو یہہ تجویز کرنیکا اختیار دیدینا چاہیے تھا بشرطیکہ وہ مناسب سمجھتے کہ اگرچہ
حسب اقتضا دفعہ ۳۶۶ کے نیت ثابت نہین ہے تاہم مخفف جرم لے بہاگنے کا ثابت ہے اور ذیل علم
چوری سے اسقدر [illegible] یہہ کہنے مین مجاز ہے کہ بغرض اسکے کہ وہ بہ نسبت ثبوت نیت کے مطمئن نہین ہین
تاہم وہ ملزم [illegible] نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت خفیف جرم مصرحہ دفعہ ۳۶۱ کے صادر کرسکتے ہین لہذا

مین اسمقدمہ کو اسطرح پر طے کرونگا گویا جوری کو یہہ ہدایت کی گئی تہی اور مین جوری کی اوس قدر رائے کو رائے
معقول تصور کرونگا کہ جسکے روسے جرم نے بہاگنے کا خلاف ملزم کے تجویز ہوا ہے۔ اسکے بعد بحث یہہ تجویز کرنی
کہ آیا حکم سزا قایم رہنا چاہیے یا مجہے اوسمین دست اندازی کرنا چاہیے۔ مین با افسوس یہہ کہتا ہون کہ
اس مسل مین مجہے کچہہ ایسے شہادت دستیاب ہوئی ہے جو ہرگز بہ نسبت چال وچلن قیدی کے قبول
ہونی چاہیے تہی۔ خود قیدی نے اپنے چال وچلن کو زیر تنقیح نہین کیا تہا بلکہ برعکس اسکے ایک گواہ کا
اظہار بہ نسبت اوسکی اوارہ اور بدچلن ہونیکے کرایا گیا تہا۔ یہہ بالتصریح سمجہہ مین نہین آسکتا ہے اور مین
ہرگز نہین کہہ سکتا ہون کہ جب کسی شخص کی تجویز بابت کسی خاص جرم کے ہوری ہو تجویز اوس صورت
[illegible] پہلے سے ثبوت سزا یابی سابق واسطے اثبات علم مجرمانہ کے یا جو یہہ کہ وہ ہمیشہ وار کہا گیا
ہو کوئی سوال یا کوئی شہادت بالعموم اس امر کے ثابت کرنیکے منظور ہونا چاہیے کہ کوئی شخص بدچلن و بدذات
ہے۔ یہہ قانوناً ممنوع ہے لیکن اگر کوئی ملزم اپنی جرح کے وقت اپنی نیک چلنی کی بحث کو زیر تنقیح [illegible] پسند
کرے تو اوسوقت یہہ جایز ہوگا کہ اوسکی تردید بذریعہ [illegible] عام بدنامی کے کرنا چاہیے۔ [illegible]
حکم سزا کی جو اس شخص کی نسبت اونہون نے صادر کیا ہے اس بنیاد سے ظاہر کی ہے کہ وہ بالعموم ایک اوارہ بدچلن
شخص ہے۔ ہمکو اس مسل مین بجز عام بیان ایک گواہ کے جو کوئی تفصیل بالتصریح خاص اس امر کے ثابت کرنیکی نہین
دیتا ہے کچہہ نہین معلوم ہوتا ہے۔ ہمکو نہین معلوم کہ اوسکا چال وچلن کیسا [illegible] اوارہ اور [illegible] ہے اور مجہے خود
تو کلیتاً اعتراض ہے کہ کوئی جج اپنے ذہن کو کسی ایسے مبہم بیانات سے جو اس قسم کے [illegible] اگر
اس شخص کے نسبت الزام یا تجویز ثبوت جرم کسی جرم مجرمانہ کے بابت ہوتی مثلاً زنا یا جبر [illegible] تجویز ثبوت جرم
صادر ہوئی ہوتی تو جایز تہا کہ صاحب جج اسکے ثبوت دیکہ اونکو منظور کرتے۔ لیکن اسمقدمہ مین ایسا بیان نہین
ہے۔ ساتہہ ہی اسکے اس شخص کے فعل سے جو اسمقدمہ مین ہوا ہے میرے دل پر بخوبی ظاہر ہے کہ وہ بہت دلیر
اور بیخوف آدمی ہے جسنے دیدہ و دانستہ اپنے گرجا کے پادری پر [illegible] تہمت [illegible] اور بیعزتی ڈالنا چاہا ہے کیونکہ پادری
نے اوسکو اوسکے چال وچلن کے نسبت سمجہایا تہا اور اوسکے عام طریق عمل مین نقص نکالا تہا۔ مین نے معاملہ نہایت
احتیاط سے غور کیا ہے اور مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مناسب مقدار سزا کی یہہ ہے کہ یہہ شخص دو برس چہہ مہینہ
کی میعاد تک قید سخت مین رہے۔ مین یہہ اور اضافہ کرنا مناسب سمجہتا ہون کہ مجہے مسٹر کیاب کی صداقت
بیانی کے اصلیت مین کوئی وجہ شبہ کرنیکی نہین معلوم ہوتی ہے۔ ایک یا دو امر مین ممکن ہے کہ اختلافات ہون
لیکن وہ صرف خفیف ہین۔ مجہے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ بہت خفیف بنیاد اس [illegible] کرنیکی ہے کہ وہ ایک جہوٹے
مقدمہ مین اپیلانٹ کی سزا کرانیکی غرض سے وہ خود شریک ہوا ہے۔

صفحہ ۱۶۲ انگریزی

ضلع بنارس نگرانی دیوانی نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۸ مارچ

ملک رحمت بنام شیو پرشاد وغیرہم

عدالت مطالبہ خفیفہ۔ فیصلہ عدالت مطالبہ خفیفہ اور اوسمین کون امور شامل ہونا چاہئے

نگرانی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۳ و ۵۶۲ و ۶۲۲ و ۶۴۴ ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہای مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۲۵۔

ازروے دفعہ ۲۰۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جج عدالت مطالبہ خفیفہ کا اپنے فیصلہ مین اس علامت کے ظاہر کرنیکی ضرورت سے سبکدوش نہین ہوجاتا ہے کہ جج موصوف نے اوس مقدمہ کے واقعات کو سمجھ لیا ہے کہ جسمین فیصلہ مذکور صادر کیا گیا ہے۔

جس صورت مین کہ مقدمہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے فیصلہ مین محض یہہ بیان ہوا تھا کہ مقدمہ مذکور حسب وجوہ فیصلہ جج موصوف کے جو دوسرے مقدمہ مین صادر ہوا ہے یہہ مقدمہ ڈسمس کیا جاتا ہے اور فیصلہ مقدمہ محولہ کا بالفاظ ذیل تھا۔ دعوے دلاپانے اوس روپیہ کا مع سود کے جو قرض دیا گیا تھا جواب مدعاعلیہ کا یہہ عذر ہے کہ اوس نے مدعی کو قرضہ مذکور ادا کردیا ہے۔ تنقیح۔ ایا مدعاعلیہ نے مدعی کو قرضہ مذکور ادا کردیا ہے یا نہین۔ تجویز یہہ ثابت نہین ہے کہ مدعاعلیہ نے مدعی کو قرضہ ادا کردیا ہے۔ حکم ہوا کہ دعوی معہ خرچہ ڈگری کیا جاتا ہے۔ تجویز ہوئی کہ فی الواقعہ یہہ ہرگز فیصلہ نہین ہے اور مقدمہ واسطے تجویز جدید ررودادی باعتبار تشبیہہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے ساتھ دفعہ ۶۴۴ مجموعہ مذکور کے پڑہنا چاہئے واپس ہوگا۔

واقعات اسمقدمہ کے کافی طور پر محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین۔

جوالا پرساد منجانب سایل۔ کاشی پرساد منجانب فریق ثانی۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۲۵۔ ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء) ونیز بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مشعر استدعاے میرے دست اندازی بحیثیت اوس جج کے بحیثیت اختیار نگرانی عدالت ہذا کے ایسے امور مین اجلاس کرتا ہے ہے۔ مسٹر جوالا پرساد جو سایل کے طرف سے حاضر ہوے ہین اور مسٹر مادہو پرشاد جنکے پاس خلاصہ مسٹر کاشی پرساد کا منجانب فریق ثانی کے ہے اس امر پر متفق ہین کہ یہہ دونون دفعات متعلق ہین اور تجویز مقدمہ کی دفعات مذکور کے تاثیر پر منحصر ہے۔

واقعات مقدمہ کی یہہ ہین ایک شخص مسمی ملک رحمت نے ۲۰ اگست ۱۸۸۸ء

کو چند زیورات بعوض مبلغ [illegible] کے شیو پرساد و شیو پال و سکھہ نندن کے گروی رکھے تھے اور یہہ اقرار ہوا تھا کہ منجملہ زر قرضہ کے جب کبھی کچھہ روپیہ واپس ادا کیا جاویگا تو جائداد گروی شدہ بقدر زر وصولی مذکورہ کے گروی سے واگذاشت کر دیجاویگی۔

اب مدعی یہہ بیان کرتا ہے کہ منجملہ اس روپیہ کے جو بابت گروی کے روسے واجب تھا اوس نے ۲۰ اگست ۱۸۸۸ء کو [illegible] ادا کئے تھے اور بقدر مالیت اوس رقم کے کچھہ زیورات گروی شدہ کو ۲۷ اپریل ۱۸۸۸ء کے قریب واگذاشت ہوگئے تھے۔ اور اوسکے بعد ایک دوسری رقم [illegible] کی کوئی ۲۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو ادا کی گئی تھی اور اوس رقم کے وصول دینے کی بابت مدعا علیہم نے اقرار واپس کرنے بقیہ زیورات گروی شدہ کا کیا تھا لیکن اونہوں نے اپنا قول قایم نہیں رکھا اور اس سبب سے زیورات واپس نہیں ہوئے۔

یہی واقعہ بناء مخاصمت اسمقدمہ کی بیان ہوئی ہے۔ اس نالش پر یہہ عذر ہوا ہے کہ رقم [illegible] مذکورہ بالا مدعا علیہم گرویداردن کو کبھی ادا نہیں ہوئی اور یہہ کہ لہذا نالش سرسبز نہیں ہو سکتی ہے۔

اسمقدمہ کے دوران مین باہم فریقین کے ایک دوسری نزاع پیدا ہوگئی تھی کہ جو عدالت مطالبہ خفیفہ مین دایر تھی اور جسمین مدعا علیہ اس مقدمہ کا مدعی تھا اور مدعیان اسمقدمہ کے مدعا علیہم تھے۔ تجویز اوس مقدمہ کی جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس نے کی تھی اور وہ نالش جو نالش نمبری ۱۲۲۸ ۱۸۸۹ء تھی ۱۹ اپریل ۱۸۹۰ء کو فیصل ہوئی تھی اور نقل فیصلہ اوس مقدمہ کی شامل مسل ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے کہ فیصلہ اسمقدمہ کا جو صادرہ ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ موصوفہ کا ہے مشتمل عبارت ذیل ہے۔

حسب وجوہ مندرجہ میرے فیصلہ مقدمہ نمبری ۱۲۲۸ منفصلہ امروزہ کے مدعی مستحق دلاپانے زیورات کا بلا ادائے قرضہ واجب مدعا علیہ کے نہیں ہے۔ حکم نالش معہ خرچہ ڈسمس ہو۔

اب دیکھنا چاہیے کہ بوجہ اس مختصر طریقہ کے کہ جسمین عبارت اس فیصلہ کی قایم کی گئی ہے یہہ بات ہوئی تھی کہ مجھکو خواہش ملاحظہ کرنے مسل مقدمہ متذکرہ فیصلہ مذکورہ کے ہوئی تھی مسل مذکور بذریعہ میرے حکم مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۱ء کے اس نظر سے طلب ہوئی تھی کہ بین اون وجوہ کو سمجھہ سکون جنکا تذکرہ ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے کیا تھا۔

مسل مذکور آگئی ہے اور مین اوس کل فیصلہ کی نقل اسلئے کرناچاہتا ہون کہ جس سے یہہ ظاہر ہو کہ اوسمقدمہ مین جن وجوہ کی امید تہی وہ کیسے کم ہین۔ فیصلہ مذکور حسب ذیل ہے۔

دعوے دلاپانے اوس روپیہ کا معہ سود کے ہے جو قرض دیا گیا تہا۔ جواب۔ مدعاعلیہ کا یہہ عذر ہے کہ اوس نے مدعی کو قرضہ ادا کر دیا ہے۔ تنقیح۔ ایا مدعا علیہ نے قرضہ متدعویہ مدعی کو ادا کر دیا ہے یا نہین۔ تجویز۔ یہہ ثابت نہین ہے کہ مدعا علیہ نے مدعی کو قرضہ ادا کیا ہے لہذا حکم ہوا کہ دعوے معہ خرچہ ڈگری ہو۔

یہہ حکم مسٹر منتجی مکرجی نے باستعمال اختیارات جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے بموجب اون اختیار جو اونکو بموجب ایکٹ پراونشل عدالتہا ے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے حاصل ہین صادر کیا تہا اور یہہ فیصلہ اوس قسم کا ہے جسمین مشارالیہ نے باستعمال اون اختیارات کے جو اونکو اسطرح پر عطا ہوے ہین اختیارات مذکور کا استعمال کرنا مناسب سمجہا تہا۔

مجھکو اجلاس عدالت ہذا مین اکثر یہہ امر غور طلب ہوا ہے کہ ایا اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حسب مفہوم ومقصود ایکٹ عدالتہا ے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے ایسے ہین جو ایسے عہدہ دارون کو تفویض ہو سکتے ہین جو کامل طور پر اوس منصب سے واقف نہین ہین جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے قطعی ڈگری سے مفہوم ہے۔

اسمقدمہ مین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ مسٹر جوالا پرساد کی بجانب سایل کے یہہ رایے اس حجت کے کرنیمین صحیح ہے کہ خود مسل مین مطلق کوئی ذمہ داری نہین ہے کہ ذی علم جج مسٹر منتجی مکرجی نے جو عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس مین اجلاس کرتے تہے کبہی مقدمہ کو یا اون واقعات کو سمجہا تہا جنکو صحیح فیصلہ مقدمہ سے تعلق تہا۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ ذی علم وکیل موصوف کامل طور پر اپنے حقوق کے اندر ہین جب اونہون نے حسب حالات مختص مقدمہ کے مجھسے اس حکم کے صادر کرنیکی درخواست کی ہے کہ یہہ فیصلہ یا وہ فیصلہ جو اسطرح پر فیصلہ کہا جاتا ہے اسمقدمہ کا ہرگز فیصلہ نہین ہے کیونکہ اوسمین بیان تعلق واقعات کا یا اوس قانون کا جو اوسنے متعلق ہے نہین ہوا ہے۔

مسٹر مادہو پرساد نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر کاشی پرساد کا بجانب فریق ثانی کے ہے مجھکو دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بنظر تائید کرنے اوس تنہا امر کے متوجہ کیا ہے جسپر وہ اپنے موکلون کی طرف سے اصرار کیا ہے یعنی یہہ کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے جج ان پر مشکل

دیگر عدالتہاے دیوانی کے ججون کے اوسی طرح اور اوسی پوری طور پر فیصلہ کا قلمبند کرنا لازم نہین ہے۔ مین پہر یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مسٹر مادہو پرشاد کی پوری طور پر یہہ راے صحیح ہے کہ دفعہ مذکور کا صرف اوس حصہ ایسا ہے جو اونکے موکلون کے مقدمہ کو مدد دے سکتا ہے کیونکہ باعتبار واقعات کے خود ذیعلم وکیل کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ فیصلہ عدالت ماتحت کی تائید نہین کر سکتا

اب مین وہ بات کہنا چاہتا ہون جو مینے اس سے پہلے کبہی نہین کہی ہے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیارات جو ججون کو عطا کیجاتی ہین اور اکثر اوس مصلحت کے بنا پر استعمال کیجاتی ہین کہ جسپر ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) مبنی ہے اور اوس مصلحت کے بنا پر استعمال کیجاتی ہین کہ جسپر اوس سے پہلے کا ایکٹ یعنی ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء مبنی تہا ممکن ہے کہ ایسا استعمال اختیار کا۔ جو بلحاظ مختتمی اوس اختیار سماعت کے جو عدالتہاے موصوف کو حاصل ہے منتج بہ نتایج سخت ہو۔ اسمقدمہ مین مجہے خوف ہے کہ ایسا ہی نتیجہ ہوا ہے کیونکہ بلحاظ احکام دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اور نیز اوس کل بحث کو پیش نظر کرکے جو مسٹر مادہو پرساد نے اپنی بحث مین میرے روبرو بہ نسبت اس معاملہ کے کی ہے مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت کو کارروائی مقدمہ کی حسب طریقہ مقتضیہ قانون کے کرنی چاہیے تہی اور نہ اوس طریقہ سے کہ جسمین اونہون نے نہ تو کوئی امور بیان کئے ہین اور نہ عدالت ہذا کو کوئی ذمہ داری اسبات کی دی ہے کہ اونہون نے مقدمہ کو کافی طور پر سمجہا ہے

اختیارات نگرانی مندرجہ دفعہ ۲۵ ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کی صحیح وسعت پر مقدمہ حال فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ محمد باقر بنام بجال سنگہ ٭ نگرانی دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین غور ہوا اسی طور پر اختیارات عدالت ہذا مقتضیہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ محمد یوسف خان بنام عبدالرحمان خان (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۴۹) پر غور فرمایا ہے۔

ان فیصلون کے تاثیر پر مینے کچہہ مقدمات سابق مین جنکے مفصل بیان کرنیکی مجہے ضرورت نہین ہے غور کیا ہے۔ جو کچہہ مین اب تجویز کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ حسب حالات اس خاص مقدمہ کے ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ کی یہہ راے بالکل غلط تہی کہ اوس مقدمہ کے فیصلہ مین جسکا اونہون نے ذکر کیا ہے یعنی مقدمہ نمبر ۲۸

٭ بعہ صدور اس فیصلہ کے انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۷ مین رپورٹ ہوا ہے۔

نے فیصلہ مین کوئی وجوہ اس مقدمہ کے فیصلہ کے شامل ہین - لہذا میرے روبرو ایسا مقدمہ پیش ہے جسکا فیصلہ بلا کسی وجوہ کے ہوا ہے اور دفعہ ۵۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے بھی عدالت مطالبہ خفیفہ کا جج بھی فیصلہ مقدمون کا اوس طریقہ سے نہین کر سکتا ہے اور نہ یہہ خیال کر سکتا ہے کہ اوس نے فریقین کا انصاف کیا ہے جیسا کہ اوس نے فیصلہ تحریر کیا ہی جواب میرے روبرو [illegible] لہذا مین افسوس کرتا ہون کہ اون اختیارات پر عمل کرکے جو عدالت ہذا کو بطور عدالت نگرانی کے حاصل ہین جو حکم مجھکو صادر کرنا چاہیے وہ صرف یہہ ہے کہ درخواست منظور ہونا چاہیے اور فیصلہ مسٹر ... ہلدی جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء منسوخ ہونا چاہیے کیونکہ وہ ہرگز فیصلہ نہین ہے اور یہہ کہ عدالت موصوف کو حکم ہونا چاہیے کہ حکم مناسب حسب اقتضایات قانون کے صادر کرے - لہذا دفعہ ۶۲۲ پر جسکے ساتھہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پڑھنی چاہیے عمل کرکے مین ڈگری منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ واسطے تجویز رودادی بلحاظ اوس حکم کے جو مینے صادر کیا ہے واپس کرتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

ضلع بریلی — متفرقہ نمبر ۷۴ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ یکم اگست

صفحہ ۱۷۴ انگریزی

چھیدالال بنام مولچند

مینڈی بنام کندن سنگہ

قرقی - عدالت مطالبہ خفیفہ - فصل استادہ - جایداد غیر منقولہ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء (ایکٹ تعریفات عام) مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ) ضمیمہ ۲ ضمن (۲) -

حسب منشاء ایکٹ تعریفات عام (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء) و ضمن (۲) ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء و مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فصل استادہ جایداد غیر منقولہ ہے - مقدمہ ... بنام ... انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۳ منظور رہوا -

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منصف بریلی نے بطور جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے اجلاس کرکے بعبارت ذیل کیا ہے -

مقدمہ نمبر ۹۷ سنہ ۱۸۹۱ء — چھیدالال مدعی بنام مولچند مدعا علیہ

مقدمہ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۱ء — مینڈی مدیون ڈگری بنام کندن سنگہ ڈگریدار

یہہ دو مقدمہ مختلف قسم کے ہین لیکن امور تنقیحی جسکے لسنبت مجھے کچھ شبہہ ناشی ہوا ہے دونو مین یکسان ہین۔ لہذا واسطے اغراض اس استصواب کے جسکے آنریبل ہائیکورٹ مین بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرنیکے مین اجازت چاہتا ہون وہ ایک ساتھ لیکئے ہین۔

مقدمہ نمبری ۷۵ واسطے دلاپانے مبلغ ۲ ازروی تمسک بنفاذ کفالت اور نیشکر مکفولہ کے جو ابتک کہیتون مین استادہ ہین ہے۔ منجملہ دیگر امور کے جوابدہی یہہ ہے کہ فصل استادہ جایداد غیر منقولہ ہے اور عدالت مطالبہ خفیفہ مجاز تجویز کرنے مقدمہ نفاذ کفالت بہ نسبت جایداد مذکور کے نہین ہے

مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۲۰ مین ایک عذر منجانب مدیون ڈگری بہ نسبت جوازیت قرقی و نیلام فصل استادہ مثلاً گیہون و جو وغیرہ کے ہے جو بموجب احکام دفعہ ۲۶۹ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے اجرا ڈگری مین بحکم عدالت ہذا بصیغہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہوئی تہی۔ مدیون ڈگری کا یہہ اصرار ہے کہ ضابطہ مندرجہ دفعات ۲۷۴ و ۲۸۷ و ۲۸۹ مجموعہ مذکور کے تعمیل ہونی چاہئے کیونکہ بیداوار فصل جایداد غیر منقولہ ہے اور یہہ کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت دربارہ کارروائی کرنے بمقابلہ جایداد مذکور کے حسب دفعہ ۲۶۹ کے حاصل نہین ہے۔ امور تجویز طلب حسب ذیل ہین

۱۔ ایا فصل استادہ واسطے اغراض ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جایداد منقولہ ہے یا جایداد غیر منقولہ ہے۔

۲۔ ایا عدالت مذکور ڈگری واسطے نفاذ کفالت بمقابلہ اوسکی صادر کرسکتی ہی یا نہین ہے

۳۔ ایا عدالت موصوف اپنی ڈگری کے اجرا مین اوسکی قرقی جایز اور نیلام کرسکتی ہی یا نہین

سابق مین جج عدالت مطالبہ خفیفہ آگرہ نے بدریافت رائے ہائیکورٹ کے اس امر کی لسنبت استصواب کیا تہا کہ ایا درختان اور فصل بیداوار صیغہ اجرا ڈگری مین بطور جایداد منقولہ کے عدالت مطالبہ خفیفہ سے قرق اور نیلام ہوسکتی ہے یا نہین۔ لہذا آنریبل ہائیکورٹ نے فیصلہ بہ نسبت درختان کے صادر کیا تہا لیکن بہ نسبت فصل استادہ کے کوئی رائے ظاہر نہین کی تہی۔ دیکہئے مقدمہ امید رام بنام دولت رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)۔ اوسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ حسب تعریف مندرجہ ضمن (۵) دفعہ ۲ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء کے درختان جایداد غیر منقولہ ہے اور اوس حیثیت سے بموجب ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء کے عدالت مطالبہ خفیفہ سے قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے باوجودیکہ وہ زمرہ جایداد منقولہ مین حال کے ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء و ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین قایم ہوے ہین۔

کچھہ کچھہ اسی قسم کی بحث بہ نسبت فصل استادہ نیشکر کے بہر از پیل ہائیکورٹ مین رکالکا
پرساد بنام چندن سنگہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) پیش ہوئی ہتی لیکن جن امور
کی بحث اور تجویز ہوی ہتی وہ ٹہیک طور پر وہی نہین ہتی جو ان حال کے مقدمون مین مشتعلہ
ہتی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین یہہ تجویز ہوئی ہتی (دیکہو صفحہ ۲۱ تا ۲۳) کہ اگرچہ فصل استادہ نہ
صرف بموجب ایکٹ ۳ ۱۸۷۷ء وایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے جایداد منقولہ ہے بلکہ از روے ضمن (۲) دفعہ ۲۰
ایکٹ ۱ ۱۸۶۸ء کے بہی ہے تاہم نالش نفاذ کفالت بمقابلہ فصل مذکور قابل سماعت عدالت
مطالبہ خفیفہ بموجب ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء بلحاظ فیصلہ سابق مقدمہ سورجپال سنگہ بنام جی رام (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۵) کے نہین ہے جسمین یہہ قرار پایا تہا کہ عدالت موصوف
مجاز پذیرائی کسی نالش کے نہین ہے جو واسطے نفاذ کفالت بمقابلہ کسی قسم کے جایداد منقولہ کے ہو
اب ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء منسوخ ہوگیا ہے ۔ بموجب مد (۲) ضمیمہ ۲ ۔ ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء
کے اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کا نسبت تجویز نالشات نفاذ کفالت کی صرف بمقابلہ جایداد غیر
منقولہ کے خارج کردیا گیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ نظیر مقدمہ سورجپال بنام جی رام (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۵) جو ایکٹ منسوخ شدہ پر مبنی تہی اب نافذ نہین رہی ہے
لہذا اثر مقدمہ کالکا پرساد بنام چندن سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) کا
یہہ ہوگا کہ عدالت خفیفہ بموجب ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء نالشات نفاذ کفالت بمقابلہ فصل استادہ
کے تجویز کرسکتے ہین اور جایداد مذکور کو اپنی ڈگری کے اجرا مین اونکو جایداد منقول القصور کرکے کرسکتی ہین

میری منکسر راے مین صورت درخت کی فصل استادہ کی صورت سے قابل امتیاز
ہے ۔ بالعموم درخت ہمیشہ کے قایم رہنے اور محفوظ رہنے کیلئے نصب کیجاتی ہین اگرچہ ممکن ہے کہ
جب خوشی ہو کاٹ ڈالے اور دور کردیجاوین ۔ صورت درخت کی کل امور مین مشابہ مکان
کی صورت کے ہے کہ وہ بہی ہر شخص کے مرضی پر مسمار کردیا جاسکتا ہے ۔ بدرجہ مساوی دونون
زمین سے مستقل طور پر پیوستہ ہین اور اسلئے بدرجہ مساوی تعریف جایداد غیر منقولہ مین حسب
ضمن (۵) دفعہ ۲ ایکٹ ۱ ۱۸۶۸ء کے داخل ہین ۔ فصل استادہ کبہی اس نیت سے بوئی نہین
جاتی ہے کہ ہمیشہ کے لئے قایم رہے بلکہ ابتدا سے اوسکا یہہ مقصود ہوتا ہے کہ چند ماہ کے
بعد درو کرادیجاوے ۔ اونکی صورت اور بالخصوص فصل غلہ جبکہ بالی مین ہے مشابہ ثمرات بالا
درخت کے ہے اور اوس حیثیت سے وہ جایداد منقولہ ہے ۔ یہہ تجویز ہوچکی ہے کہ ثمرات بہی

جب وہ درختون مین لگے ہون کہ جو زمین سے باستقلال پیوستہ ہین جایداد منقولہ ہین اور
اونکی متعلق نالشات قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہین (ناصر خان بنام کرامت خان
انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۱۶۸) یہہ سچ ہے کہ از روے وسیع تعبیر ضمن ۵ دفعہ ۳
ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء کے ہر شے جو زمین سے پیوستہ ہو عام اس سے کہ ہمیشہ کے لئے یا چند روزہ
ہو اوسوقت تک جایداد غیر منقولہ ہے کہ جب تک وہ زمین سے علیحدہ نہ کیجاوے لیکن بذریعہ
مشروط اور معقول تعبیر مضمون کے اور بلحاظ اصلی اور معمولی طریقہ کاروبار کے جو اشیاء
در اصل منقولہ ہین محض اسوجہ سے زمرہ جایداد غیر منقولہ مین داخل نکیجاویگی کہ وہ جزواً
زمین سے پیوستہ ہین۔ اگر تعریف مندرجہ ضمن ۵ کی تعبیر سختی کیجاوے تو ہر منقولہ شے مثلاً
برتن اسباب خانگی و پارچہ وغیرہ جایداد غیر منقولہ ہو جاوینگے بشرطیکہ اونکا کوئی حصہ زمین
مین دفن کر دیا جاوے۔ اوس صورت مین کوئی چیز عدالت مطالبہ خفیفہ کے ڈگری مین قابل ترقی
کے نہوگی کیونکہ مدیونان ڈگری اپنی خانہ داری کے ہر شے کو اس تعبیر سے مطلع ہونے کی
بعد اجراے حکمنامہ قرقی سے اطلاع پانے پر فوراً جایداد غیر منقولہ بنا لیا کرینگے۔ لہذا
مین امور تنقیح زیر استصواب کو خلاف مدعا علیہ اور مدیون ڈگری کے تجویز کرتا ہون۔
لیکن ایک حال کا فیصلہ ہایکورٹ مدراس اونکے مفید ہے (مدیہ بنام تنگا انڈین
لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۳) اوسمقدمہ مین جو امورات پیدا ہوے ہین اونکی کچھ
اور تجویز بعد حوالہ دینے اور پر فیصلجات الہ اباد بمقدمہ ناصر خان بنام کرامت خان (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۱۶۸) و امید رام بنام دولت رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۴۰۵) متذکرہ بالا اور بعد غور اوپر دو دیگر مقدمات (پنڈہ غازی بنام
حسین الدین انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ و ساد ہو بنام سمبھو انڈین لارپورٹ
سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۹۲) کے صریحاً ہوئی ہے لیکن کوئی ذکر مقدمہ کالکا پرساد بنام چندن
سنگہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) کا نہین ہے جسمین علانیہ طور پر راے مخالف
ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ معاملہ کسیقدر ضرورت کا اور روزمرہ وقوع ہونیکا ہے مین مناسب
سمجھتا ہون کہ بنظر اپنی ہدایت حال و آیندہ کے اوسکی نسبت اپنی ہایکورٹ سے صاف فیصلہ
صادر کرنیکی درخواست کرون۔
شاید یہہ ذکر کرنا بیموقع نہوگا کہ بموجب عملدرآمد کے جو اس عدالت مین چند سال

گذشتہ سے رائج ہے بفصل ارتفاع بلا تغییر واسطے اغراض قرقی و نیلام کے بطور جایداد منقولہ کے متصور ہوتی آئی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ ممالک ہذا کے بہت اور عدالتون نے بھی یہی عملدرآمد ہے۔ اونکو جایداد غیر منقولہ متصور رہنے سے اکثر فریقین کو بہت تکلیف اور زیادہ خرچی قرقی و نیلام مین ہوتا ہے جیسا کہ حکام استصواب کنندہ مقدمہ مدراس سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ سے بالتفصیل ثابت ہے بہت مورتونمین تو

امر جب دفعہ ۲۸۶ و ۲۸۷ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے تعمیل لائی جاوین درمیان تواریخ قرقی و نیلام کے واقع ہوگا اور کل اخراجات حکم بیکورٹ نمبر ۵۵۸ کے واسطے اجراے اشتہارات نیلام کے فصل کے بعد قرقی کے ہونے کے اوسوقت بیکار ہوجاوینگے جبکہ وہ بالکل اوتر چکی ہے بہت عرصہ کے بعد نیلام تاریخ معینہ نیلام سے پیشتر کیونکہ زمین سے علیحدہ کیجانیکے بعد وہ بطور جایداد منقولہ کے بیان کی جاتی ہے اصطلاحی ضابطہ دیوانی کی بات ہوگی کہ حسب تعریف جایداد غیر منقولہ متصور ہوگی اور بعدہ اونہین کارروائی اجرا کرنیکے جایداد منقولہ کے ہو

سبب استصواب صاحب ججان جسٹس وکل صاحب جج

اور معزز الیسے کے ذیل راے صادر کی۔

صاحب جسٹس ہمارا

سو ہے کہ ہم اوس راے سے اتفاق کرتے ہیں جو ...

سنگتا راندرین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۹۱

اکرتے ہین کہ فصل استادہ حسب منشاء ایکٹ تعریفات عامہ کے

ضمیمہ ۳ ایکٹ ۱۸۶۸ء اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جایداد غیر منقولہ ہے۔

کاغذات واپس کیجاوین۔

ضلع اجمیر مارواڑہ — متفرقہ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۵ اگست

ہری بخش وغیرہ بنام گلاب رائے وغیرہ

شاستر۔ جایداد خاندان مشترکہ۔ نالش منجانب شرکاء خاندان مشترکہ ہنود

بمقابلہ دیگر شرکا خاندان مذکور بہ نسبت ایسے استحقاق کے جو خاندان کا مشترکہ ہو۔ عدم اشتمال

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰۔

ایک خاندان مشترکہ ہنود کے چند شرکا نے اوسی خاندان کے دیگر شرکا پر نالش استقرار اپنی استحقاق بطور شرکا خاندان مشترکہ نسبت کسی ایک دروازہ اور کمرہ ہاے ملحقہ دروازہ مذکور کے دایر کی جسکے نسبت اونکا بیان تہا کہ وہ جایداد مشترکہ خاندان کی ہے اور جنکے نسبت اونکا بیان تہا کہ اوسکی استعمال مین مدعاعلیہم مخل ہوے ہین۔ اونہون نے اوسی خاندان کے ایک شریک کو کہ جس خاندان سے اونکو اور مدعاعلیہم کو تعلق تہا شریک مقدمہ نہین کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ عالم اس سے کہ بموجب شاستر کے خاندان مشترکہ کے کل شرکا ایسی نالش مین فریق ضروری ہون یا نہون عدم اشتمال ایک شریک خاندان مذکور کا نقص قاطع نہین ہے اور جو شریک متروک رہا تہا یا اوسکا قایمقام عدالت شریک کر سکتی تہی یا کرتے لیکن ایسی عدالت کی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ اوسکی حاضری مسل مین واسطے فیصلہ مناسب مقدمہ کے ضروری ہے۔

واقعات مقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

مدعیان اور مدعاعلیہم دونون ایک ہی خاندان مشترکہ ہنود کے شرکا ہین۔ مدعیان نے اپنی نالش عدالت اسسٹنٹ کمشنر اور جج ماتحت اجمیر مین واسطے استقرار اس امر کے کہ کوئی ایک دروازہ اور کمرہ ہاے ملحقہ اوسکے جایداد مشترکہ فریقین کی ہے اور واسطے صدور حکم امتناعی بنام مدعاعلیہم کہ مدعاعلیہم اونکے دیتے مدعیان کے حقوق واقعہ دروازہ و کمرہ ہاے [illegible] اوسکی مین خلل اندازی کرنے سے باز رہین دایر کی تہی مدعیان نے ایک شخص ہیرا لال جو شریک خاندان مشترکہ مذکور کا ہے مقدمہ مین بطور فریق کے شریک نہین کیا۔ مدعاعلیہم نے یہہ اعتراض کیا کہ نالش بوجہ اس عدم اشتمال کے ناقص ہے لیکن جج ماتحت نے اس اعتراض کو نامنظور کیا اور مدعیان کو ڈگری عطا کی۔ تب مدعاعلیہم نے [illegible] کمشنر اور ضلع جج اجمیر کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے بدین تجویز کہ ہیرا لال کا شریک [illegible] نہ کیا جانا نقص قاطع ہے نالش مدعیان کی خارج کر دی [illegible] مدعیان نے چیف کمشنر کے حضور مین اپیل کیا لیکن چیف کمشنر کے عہدہ پر جو حاکم مستقر تہے جنہون نے اپیل اول [illegible] کمشنر اور ضلع جج نے فیصلہ کیا تہا لہذا مقدمہ حسب منشا احکام دفعہ ۲۶ ایکٹ عدالتہاے اجمیر [illegible] کی نسبت [illegible] فیصلہ کیا [illegible]

رام پرشاد و کاشی پرشاد بنام بسی لال [illegible] بنام [illegible]

اے جے صاحب جیفرس [illegible] صاحب [illegible] بعدازاں [illegible] کہ ضلع [illegible] صیحح [illegible]

بہ نسبت [illegible] دہرم شاستر کے اس ضرورت کے نسبت قایم کی تہی کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے کل [illegible] کا خاندان مشترکہ ہنود کو شریک ہونا چاہیے۔ ہماری یہہ رائے ہی کہ ضلع جج کو چاہیے تہا کہ ہیرا مل کو بطور فریق مقدمہ کے شریک کر دیتے۔ بموجب فیصلجات عدالت ہذا انکو صاف اختیار ایسے ترمیم کرنیکا حاصل تہا اور انکو یہہ ترمیم کرنی چاہیے تہی زیر دفعہ ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مگر وہ ایسے ترمیم کر سکتے تہے اور انکو یہہ ترمیم کرنی چاہیے تہی کیونکہ از روے دفعہ ۵۸۲ مجموعہ کے اپیل بنا راضی حکم عدالت مرافعہ [illegible] کے جو بابت [illegible] انکا فریق کرنے ہیرا مل کے تہا نہین ہو سکتا تہا۔ ہماری ذہن میں [illegible] یہہ ہے کہ ضلع جج کو اختیار ہیرا مل کے از دیاد کرنیکا حاصل تہا اور انکو چاہیے تہا کہ انکو [illegible] دیا ہوتا۔ ہمسے کہا گیا کہ جب اپیل ضلع جج کے روبرو پیش تہا اوسکے بعد [illegible] مر گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اوس نے قایمقام چہوڑے ہون وہ مسل مین شریک کیے جا سکتے ہین۔ ہم ضرور ڈگری ضلع جج کو منسوخ کرینگے اور مقدمہ عدالت ضلع جج مین بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرینگے کہ وہ فہرست متدایرہ مین بازبہ نمبر سابق [illegible] درج کیا جاوے اور مطابق قانون کے فیصل کیا جاوے۔ ضلع جج جسقدر ضرورت ہو فریق [illegible] کو اسلئے از دیاد کرینگے کہ جسمین وہ فیصلہ کل امور متعلقہ مقدمہ کا موثراً اور مکملاً کر سکین۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع [illegible] اپیل فوجداری نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۱۵ اگست [illegible]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ندہا

اقدام ارتکاب قتل عمد واقعات ضروری واسطے موضوع کرنے اقدام مذکور کے [illegible] مجموعہ ۱۸۶۰ء دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۷ و ۵۱۱۔

دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق اقدام ہاے ارتکاب قتل عمد سے متعلق نہین ہے جنکے لئے کامل اور تنہا طور پر دفعہ ۳۰۷ ۔ ایکٹ مذکور مین حکم معین ہے ہر شخص [illegible] اقدام ارتکاب قتل کا ہے جب اس نیت اور علم سے جو اوسکے ارتکاب کے لیے ضروری ہے کوئی ایسا نہایت ظاہرا فعل کرے جو واسطے موضوع کرنے جرم کامل کے ضروری ہو اور جب [illegible] تکمیل جرم کا صرف ایسے باعث سے ہو جاوے جو اوسکی مرضی سے غیر متعلق ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلے سے کافی طور پر ظاہر ہین -

راس لسٹن (حسب خواہش عدالت) منجانب اپیلانٹ - گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل بناراضی فیصلہ اور حکم سزا ذیعلم جج آگرہ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۱ء کے حسب حالات ذیل ہے - رام لال اور ندہا چمار مجرمان مفرور تہے جنکے وارنٹ اونکے گرفتاری کا بعلت جرم ڈکیتی کے صادر ہوا تہا - ۸ نومبر ۱۸۹۰ء کو کوئی چوکیدار اونکے پتہ ونشان کی اطلاع پاکر اونکو حراست مین لینے کی غرض سے معہ چند دیگر اشخاص کے ایک کہیت مین گیا - واقعات ذیل کو ذیعلم جج نے ثابت تجویز کیا ہے - اور شہادت سے وہ کافی طور پر ثابت ہین - مشار الیہ یہہ لکہتے ہین - جب ہی رام لال اور ندہا نے لوگون کو آگے بڑہتے ہوئے دیکہا وہ اوٹہ چلے اور رام لال نے اونکی طرف سیدہی بندوق چلائی اس نشانہ نے خطا کی - تب ندہا ایک قسم کی کرابین جو بہری ہوئی تہے اور ایک آدمی کرابین اور ایک آدمی گہوڑے پر کی پستول اور ایک ہتیار جو کرابین کے نام سے مشہور ہے کو لے پر لایا اور اوسکا گہوڑا چڑہا دیا - گواہان بحلف بیان کرتے ہین کہ ٹوپی اوڑی پر چلی نشانہ ٹہیک نہین کیا - اسپر کچہہ لڑائی کے بعد جسکے ذکر کرنیکی کچہہ ضرورت نہین ہے ندہا گرفتار کر لیا گیا - اور بعدہ اوسکی تجویز بعلت اقدام قتل عمد کے کی گئی - بہ نسبت تجویز کے یہہ بات ہے کہ یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے اور یہہ قرین قیاس ہوگا کہ جو کچہہ ذیعلم جج کو بہ نسبت شکل قانونی اوس شہادت کے کہنا ہے جو بمقابلہ ندہا کے ہے وہ پوری طور پر لکہہ دیا جاوے - مشار الیہ یہہ لکہتے ہین - بہ نسبت ندہا کے یہہ امر پیش کیا گیا ہے کہ اگر یہہ بہی تسلیم کر لیا جاوے کہ واقعات صحیح طور پر بیان کئے گئے ہین تو وہ واقعات اقدام قتل عمد محکومہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے حد تک نہین پہونچتے ہین ..... بہ نسبت ندہا کے یہہ بحث ہے کہ آیا اوس نے بندوق یا پستول کے گہوڑا چڑہا دینے سے جسکو وہ جانتا تہا کہ بہری ہوئی ہے ارتکاب ایسے جرم کا کیا ہے جو اقدام قتل عمد کی حد تک پہونچتا ہے یا نہین - گواہان بحلف بیان کرتے ہین کہ گہوڑا گرا تہا اور ٹوپی کی آواز صاف وصریح ہوئی تہی - یہہ ثابت ہے کہ گرفتار ہونے سے تب کرابین بہری ہوئی تہی - کوئی ٹوپی نہین ملی تہی اور گہوڑا دبنے کے ناکامل طور پر مطابق تہا اور کشاکشی مین چہوٹی ہوئی ٹوپی گر گئی ہے کہ یا عمداً کر لی ہو - ایک مقدمہ رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۰ اسقدمات سرکار

میں مقدمہ ملکہ معظمہ بنام فرانسس [illegible] کا ہی جسمیں یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ واسطے ثبوت جرم اقدام قتل عمد مخلوعہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے جس فعل کا ارتکاب قیدی نے کیا ہو وہ فعل ایسا ہونا چاہیے جو حالات اصلی ماتحصلی طریقہ میں ایسا ہو کہ باعث ہلاکت کا ہو سکے۔ اوسمقدمہ میں فرانسس کا قیدی نے [illegible] تپنچی مع [illegible] رفال یہہ باور کرکے کہ اوسپر ٹوپی چڑہی ہوئی ہتی اپنی نوج کے ذرم سحر کو دکھلائی ہتی لیکن وہ گہوڑا چڑہایا نہ [illegible] اور روک دیا گیا تہا۔ عدالت نے یہہ تجویز کی ہتی کہ اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم موجب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر نہیں ہو سکتی ہی بلکہ تجویز ثبوت جرم موجب دفعہ ۵۱۱ جسکے ساتھہ دفعات ۲۹۵ و ۳۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے پڑہنا چاہیے معقول ہوگی۔

اسمقدمہ میں مجھے شبہہ نہیں ہے کہ ندہا ملزم نے یہہ جانکر کہ بندوق بہری ہوئی ہے [illegible] اوسکو چلانیکا ارادہ کیا۔ اسمیں شبہہ ہے کہ آیا اوسپر ٹوپی چڑہی ہوئی ہتی یا نہیں کیونکہ ٹوپی [illegible] وشنی پر جو گہوڑے کی آواز ہوئی ہتی وہ ممکن ہے کہ ٹوپی کی آواز کی غلطی ہوئی ہو۔ عدالت سیشن [illegible] ہے جو یہہ تجویز کرتے ہیں کہ ندہا ملزم نے گولی چلائی ہتی یا یہہ کہ گولی چلانیکی بہ نیت باعث ضرر [illegible] شدید کے ہونیکی کی ہتی لیکن دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کو ساتھہ دفعہ ۵۱۱ کے تبدیل کرکے جسکے ساتھہ دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ پڑہنا چاہیے عدالت یہہ حکم دیتی ہے۔ کہ ندہا پانچ برس قید سخت میں رہے۔

جب یہہ اپیل میرے روبرو پیش ہوا اور مینے مقدمہ کاسیڈی کا ملاحظہ کیا تو مینے مسٹر السٹن سے یہہ خواہش کی ہتی کہ وہ مقدمہ میں اپیلانٹ کے طرف سے جسکی طرف سے کوئی حاضر نہ تہا بحث کردیں اور تاریخ مالبعد پر مجھے بہت فایدہ اون امور کے نسبت بحث کے سماعت کرنیکا حاصل ہوا جو جانبین سے متعلق ہتی اور اب مینے اوس رای پر غور کرنیکی مہلت لی ہے جو مجھکو اختیار کرنا چاہیے۔

اگرچہ ایک شکل سے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاسیڈی بالضرور اون نتایج روداد میں عمل انداز نہیں ہوتا ہے جو بیشتر اسمقدمہ میں اخذ کیے ہیں دوسری شکل سے مجھے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا بلحاظ عبارت مجموعہ تعزیرات ہند کے میں مجاز ہوں یا نہیں جیسا کہ اون فاضل ججوں نے جنہوں نے اوسمقدمہ کو فیصل کیا ہے یہہ تجویز کی ہتی کہ وہ بنا بر تجویز کہ تجویز ثبوت جرم اقدام قتل عمد بربنا دفعہ ۵۱۱ بشمول دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کرنا قرین اسائش ہوگا کہ پہلے عدالت بمبئی کے فیصلوں کے اوس جزو پر غور کروں جو اس بارہ میں ہے میری رای ہے کہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے مکمل ہے اور دفعہ مذکور نے ہر جہت پہلو میں کل احکام قانونی نسبت اقدام قتل عمد کے پائے جاتے ہیں۔ مجھے اس نتیجہ کے رہبری عبارت دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ملاحظہ سے ہوئی ہے۔ وہ عبارت حسب ذیل ہے۔

جو کوئی شخص کسی ایسے جرم کے ارتکاب کا اقدام کرے جسکے پاداش مین اس مجموعہ کے روسے سزا حبس بعبور دریائے شور یا قید مقرر ہی یا جو ایسے جرم کے ارتکاب کا باعث ہووے یا ایسا اقدام کرے اور ایسے اقدام مین کوئی ایسا فعل کرے جو جرم مذکور کے ارتکاب کی طرف مجر ہو پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو اقدامات از روے دفعہ ۵۱۱ کے محدود ہین وہ ایسے جرائم کے اقدام ہین یا ہین جنکے پاداش مین خود مجموعہ کے روسے یا تو حبس بعبور دریائے شور یا قید مقرر ہو۔ مناسب طور پر یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ جرم قتل عمد کے پاداش مین اونمین سے کوئی سزا مقرر ہی۔ میری رائے مین اگر قتل عمد حسب مندرجہ دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ کا اوسمین شمول مقصود تہا تو واضعان قوانین نے فقط لفظ حبس بعبور دریائے شور کے لفظ موت کا درج کیا ہوتا۔ لیکن پہر دفعہ مذکور مین آگے بڑہکر یہہ کہا گیا ہے کہ بعض امور کے کیجانے پر جو شخص وہ فعل کریگا تو حسب کہ کوئی حکم صریح ایسے اقدام کے سزا کے لئے نہ پایا جاوے اوسکو ایک خاص طریقہ سے سزا دیجاوےگی جیسا کہ مین بتلا چکا ہون کہ از روے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ایک حکم صریح خود مجموعہ مین واسطے سزا ایک اقدام کے معین ہے۔ لہذا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب واضعان دفعہ ۵۱۱ نے اوسکو اوس عبارت مین مرتب کیا تہا کہ جسمین اوسکو مرتب کیا ہے تو بالخصوص اونکی مراد یہہ تہی کہ ان جرائم کے ارتکاب کے اقدامات کو خارج رکہین جسکے لئے مختلف دفعات ماسبق مجموعہ مین بالخصوص اور دیدہ و دانستہ وہی حکم سزا کا معین کرین جسکا حکم خود دفعات مندرجہ مین ہوا ہے۔ لہذا بدین وجوہ مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دفعہ ۳۰۷ مکمل ہے اور یہہ کہ کسی عدالت کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ احکام دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ پر جسکے ساتہہ دفعہ ۵۱۱ پڑہنا چاہیے بغرض صادر کرنے تجویز ثبوت جرم اقدام قتل عمد بنسبت کسی شخص کے رجوع کرین جو مطابق رائے عدالت کے احکام دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل نہین ہوتا ہے۔ مین صرف یہہ اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ مسلہ ایک بات کے ظاہر کر دینے ذمرہ وغیرہ اس قسم کے قانون تعزیری کے تعبیر مین متعلق کرنا چاہیے اور اوس سے قطع نظر کرکے یہہ ظاہر ہے کہ کسی دوسرے رائے کے قایم کرنے سے بہت بڑی تکلیف امکانی اور بہت وسیع اختلاف رائے کا بہ نسبت اس امر کے پیدا کرنا ہوگا کہ حسب منشاء تعزیرات ہند کے اقدام قتل عمد کس امر سے مرکب ہوگا۔

لہذا یہانتک مین یہہ کہنے کو مجبور ہون کہ جو رائے ذی علم ججون نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاسیڈی مین ظاہر کی ہے اوس سے مین اختلاف کرتا ہون۔ لیکن باعتبار اون واقعات کے جو اوس مقدمہ مین اور اسمقدمہ مین منکشف ہوے ہین مین پہلے کہہ چکا ہون کہ جو رائے ذی علم ججون نے باعتبار اون واقعات کے قایم کی ہے اوس سے مین نہین خیال کرتا ہون کہ وہ میری اس رائے کے قایم کرنے مین کسیطرح مانع ہے جو مین اسمقدمہ مین قایم کرنا چاہتا ہون یعنی یہہ کہ اقدام معقول ارتکاب قتل عمد کا حسب منشاء دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہی کاسیڈی کے مقدمہ مین اوس شخص نے بندوق بے ٹوپی چڑہی ہوئی دوسرے شخص کو دیکہلائی ہی

دہ ٹوپی جو نہی ہوئی با ور کرتا تہا اور ہتھ ہی گھوڑا نہین چڑہایا تہا کیونکہ وہ اس فعل کے کرنیمین سرگرم یا تہا اور بہ نسبت اونکے جو مین بہ نسبت واقعات اسمقدمہ کے اور بہ نسبت اوس رائے قانونی کے جو اوس سے متعلق ہے کہنا چاہتا ہون مجہے اسطرحپر یا دوسری طرحپر یہہ کہنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا باعتبار اون واقعات کے اقدام کیا تہا یا نہین لیکن اسمقدمہ مین معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اسمین ایک مجرم مفرور دوسرے مجرم مفرور کے ساتہہ تہا شہادت اور تجویز ذیعلم جج سے ظاہر ہے کہ وہ کشمول اوس شخص کے اپنی گرفتاری جائز کے مزاحمت کرنیمین قصد کئے ہوئے تہا اور یہہ کہ اسی فعل کے کرنیکی غرض سے وہ بہری ہوئی بندوق سے مسلح تہا اور جو لوگ اوسکو گرفتار کرنا چاہتے تہے اونکی طرف اوسنے وہ ہتیار پیش کیا اور گھوڑا چڑہایا اور گھوڑا دہٹنی پر گرا اور صرف اسوجہ سے کہ ٹوپی نہ تہی بندوق نہین چلی لہذا کوئی نقصان نہین ہوا

دیکہنا چاہیے کہ بمبی کے مقدمہ مین جسکا مین اوپر ذکر کرچکا ہون دفعہ ۷ ۳۰ کے اون الفاظ پر بحث ہوئی تہی جو یہہ ہتے ہین جو کوئی شخص کوئی فعل ایسے نیت یا ایسے علم سے اور ایسے حالات مین کرے کہ اگر وہ اوس فعل کے ذریعہ سے ہلاکت کا باعث ہوتا تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا۔ بمبی کے ذیعلم ججون نے الفاظ ایسے حالات مین پر بہت زور دیا۔ اون ذیعلم ججون کی بہت تعظیم کے ساتہہ مین خیال کرتا ہون کہ اونہون نے الفاظ مذکور کو بہت زیادہ وقعت دی ہی۔ میری رائے مین الفاظ ایسے حالات مین کے بجز اسکے اور کچہہ معنی نہین ہین کہ فعل ایسے طریقہ اور ایسے اجزا کے ساتہہ کیا جاوے کہ اگر اوسمین کامیابی ہوتی تو وہ باعث ہلاکت کا ہوتا اور ایسا قانونی قتل عمد بموجب دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ کے ہوتا۔ یہی الفاظ اوس دفعہ مین مستعمل ہوئے ہین جو متعلق اقدام قتل انسان مستلزم سزا کے ہے اور مین اوسکو اسطور پر نہین پڑہ سکتا ہون کہ جس سے مجہے ضرورت طوالت کی مسئلہ جج صاحب کے اوس فیصلے کے فقرہ ۱۰ کے بیان کرنیکی ہو جو مسٹر جسٹس کے نیڈی کے مقدمہ مین صادر کیا تہا تاہم ممکن ہے کہ اوس خاص مقدمہ کے خاص حالات سے اون ذیعلم ججون کے تحریرات متعلق ہوسکین اور امکان ہے اونکو اسطرحپر پڑہنا چاہیے کہ گویا اونکو علاوہ اون واقعات کے جو اوسوقت عدالت کے روبرو پیش تہی اور کسی سے تعلق نہ تہی

بغرض موضوع کے لئے اقدام مصرحہ دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے دو اجزا کا ہونا ضروری ہے اول نیت یا علم اور ثانیا کسی فعل کا کیا جانا مین یہہ امر اپنی حفاظت کرتا ہون کہ ہر فعل کا کیا جانا کافی نہین ہوگا جیسا کہ مشہور مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بروں مین بتلایا گیا ہے۔ کوئی شخص یہہ ایسا کریگا کہ الف یہہ نیت کرکے کہ ب کے ستون مین آگ لگاوے گرانہ کی دوکان مین جاوے اور ایک بکس دیا سلائی کا خرید کرے اوس سے ارتکاب جرم اقدام پہونکنے ب کے ستون کا کیا ہے لیکن اگر وہ یہہ نیت کرکے اور بکس دیا سلائی کا خرید کرکے بعد کے ستون پر لیجاوے اور دیا سلائی روشن کرے لیکن صرف ہوا کے جہونکے سے بجہہ جاوے اور اسطرحپر وہ باز رہے

رکہا جاوے اور اوسمین خلل آوے تو میری رائے مین اوس سے اقدام ثابت ہی۔
مجہے معلوم ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص جسکی نیت بد ہو کوئی ایسا فعل کرے جو اوسکا تا اخیر ایسا فعل ہے جو وہ
واسطے تکمیل اوس جرم کے کرسکتا ہی جو اوسکے دل مین ہے تو وہ ایسے مزاحمت مخل پر جو خود اوسکو معلوم نہین تہی اعا
کی استدعا نہین کرسکتا ہی۔ اگر اوس نے وہ کل کام کرلیا ہی جو وہ کرسکتا تہا اور اپنی اختیار مین اخیر ملا ہوا فعل
تہا اوسکو تکمیل کرلیا ہے تو مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ وہ مجرمانہ ذمہ داری سے بچ سکتا ہی اور یہہ
اسوجہ سے ہی کہ اوسکی مرضی اور غرض کو اوسکی انتہا تک موثر کرچکا ہے حالانکہ کوئی امر جو اوسکو لاعلم
تہا اور خود اوسکا اختلال یعنی مانع اوس فعل کے نتایج کا ہوگا جسکے وقوع پذیر ہونیکی اوسکو امید تہی۔
مین خود اپنی لیے تو یہہ خیال کرتا ہون کہ کسی اور قاعدہ کا قایم کرنا بہت خطرناک ہوگا اور یہہ جاننا کہ یہہ
قابل اطمینان ہی کہ ایسی ہی رائے ارکون کمیشنرز رود مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بروان (لا رپورٹ جلد ۲۴ کیوینز بنچ ڈویژن
صفحہ ۳۵۷) مین ظاہر کی گئی ہی جسمین یہہ دیکہلایا گیا تہا کہ ملکہ معظمہ بنام کالنس (ا ایل اینڈ سی صفحہ ۴۷۱) جسکی
سند ہونیکی نسبت مدت تک کل عالمیان قانون فوجداری شبہ کرتے تہی خارج کردیا گیا کہ کوئی سند نہین ہی
اور مزید برآن مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جارج اور ملکہ معظمہ بنام لیوس کہ جنپر بہی اسیطور پر اعتراض ہوتا رہا ہی کلیتا
غالب ہی کہ اول ہی موقع پر منسوخ کردیجاوینگے۔
اسمقدمہ مین بنظر کل واقعات کے مجہے کچہہ شبہہ نہین ہی کہ اسیلانٹ اپنی گاڑین پر ٹوپی چڑہا ہوا سمجہتا تہا اور جسوقت
اوس نے گہوڑا چڑہا لیا تہا اور گہوڑا گرا تہا اوسکی ٹوپی چڑہی ہوئی تہی اوسکو یقین تہا اور یہہ امر کہ آیا اوسوقت
ٹوپی چڑہی تہی یا نہین بیتار کا نہ چہوٹنا بالکل اوسکے کسی فعل سے بلاتعلق ہی اور یہہ کہ اوسکی نہ صرف یہی نیت
تہی کہ چوکیدار اور اوسکے ہمراہیان پر جو اوسکی گرفتاری کی کوشش کررہے تہے بندوق مارے بلکہ
وہ اوس اخیر ملے ہوئے فعل کو کرچکا تہا جو واسطے تکمیل پوری اوس جرم کے کرسکتا تہا جو اوسکے نیت اور علم مین تہا
البتہ یہہ ظاہر ہی کہ کوئی شخص بہت سی صورتین اور تمثیلین بیان کرے جسمین کچہہ اس قاعدہ مین داخل ہونگی
اور کچہہ نہ داخل ہونگے لیکن مین خود یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ میرے اس فیصلہ سے طویل کرنیسے کوئی مفید غرض حاصل
ہوگی یا جو الفاظ مینے اوپر استعمال کی ہین اونپر مینے باحتیاط کامل غور کرلیا ہی اور مین خیال کرتا ہون جہانتک مین عاملہ
کو صاف وصریح سمجہا ہون اونکا اطلاق کرسکتا ہون اوسکے لیے صحیح قاعدہ قانونی قایم ہوتا ہے جس سے اس قسم کے بحث کے تجویز کرنیمین
ہدایت حاصل ہوسکتی ہی۔ لہذا میری یہہ رائے ہے کہ ذیلی حکم کو مناسب طور پر تجویز ثبوت جرم نسبت اس اپیلانٹ کے
حسب دفعہ ۳۰۷ کے صادر کرنا چاہیے تہی اور یہہ کہ مشار الیہ نے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۹۹، ۳۰۰
کے جسکے ساتہہ دفعہ ۵۱۱ پڑہنی چاہیے غلطی سے صادر کی ہے۔
مین حکم دیتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے تحریر کیجاوے اور مین حکم دیتا ہون کہ حکم سزا
پانچ برس کی قید کا بحال رہے۔

ضلع غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۶ جولائی — صفحہ ۱۰۸ انگریزی

بمعاملہ درخواست پکلو وغیرہم

نگرانی - ہائیکورٹ کے اختیارات بصیغہ نگرانی - حکم مجسٹریٹ ضلع مشعر مقرر کرنے راستہ واسطے لیجانے جلوس ایام محرم کے -

ہائیکورٹ باستعمال اپنے اختیارات نگرانی کے اوس یادداشت مین دست اندازی نہیں کر سکتی ہے جو مجسٹریٹ ضلع نے واسطے ہدایت اپنی ماتحتون کے لنسبت اوس راستہ کے جاری کی ہو جس راستہ سے کسی جلوس کو لیجانا چاہیئے -

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین -

عرصہ دراز سے ایک تنازعہ اوس امر کے بابت تہا کہ ایک موضع واقعہ ضلع بلیا مین کس راستہ سے تعزیہ ایک شخص مسمی تصدق حسین کو لیجانا چاہیئے مجسٹریٹ ضلع نے فریقین کو طلب کیا اور اونکو ترغیب دی کہ ثالث مقرر کر دین جو دو امکانی راستون مین سے ایک کا تصفیہ کر دین - فریقین تنازعہ مذکور نے عدالت عام مین مجسٹریٹ ضلع کے روبرو ثالثون کے اس تقرری کو تصدیق کر دیا - تب مجسٹریٹ ضلع نے ایک مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ کو موقع پر جانے اور اپنے روبرو ثالثون کے طلب کرنے اور اونکی فیصلہ کرنیکی ہدایت کی یہہ کارروائی کی گئی اور اشتہار راستہ مقرر کردہ ثالثان کا مجسٹریٹ ضلع نے بنام ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و مہتمم تہانہ سکندرپور و تحصیلدار بانسڈیہ کے بہیجدیا - اوسپر فریق ثانی نے درخواست نگرانی حکم مجسٹریٹ ضلع کی عدالت سشن جج غازیپور مین گذرانی سشن جج نے یہہ تجویز کی کہ اگرچہ حکم مذکور مین کوئی تصریح کسی تعزیہ یا کسی ایکٹ کے ایسی نہین ہے کہ جسکے روسے حکم مذکور صادر ہوا تہا تاہم حکم مذکور بموجب دفعہ ۳۰ - پولس ایکٹ کے جائز ہے - چنانچہ مشارالیہ نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا تب سائلان نے ہائیکورٹ مین درخواست کی

نبلٹ منجانب اپیلانٹان گورنمنٹ پلیڈر زرائم پرسانت منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین مجہے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بموجب کسی دفعہ کسی خاص ایکٹ کے صادر نہین ہوا تہا اور نہ مجہکو بتلایا گیا ہے کہ کوئی خاص دفعہ کسی خاص ایکٹ کے روسے حکم مذکور صادر ہوا ہے - جن کاغذات کے روسے یہہ درخواست دست اندازی کی لیجاتی ہے وہ کاغذ صرف ایک یادداشت معلوم ہوتی ہے جو بغرض اطلاع پولیس و تحصیلدار

سے دیجا چکی تہی ۔ جہانتک مین اسوقت واقف ہون اسعدالت کو ان یادداشتون مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین ہے جو صاحبان مجسٹریٹ نے بنظر ہدایت اپنی عہدہ داران ماتحت کے جاری کیے ہون ۔ درخواست ڈسمس کیجاتی ہے

۱۸۹۱ء نمبر ۲۱ ضلع غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۵۰۷ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۴ اگست

بمعاملہ درخواست دلدار خان

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۰۹ ۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء (پولیس ایکٹ) دفعہ ۲۹ ۔ حیثیت سرکاری ملازم کی ۔

جس صورت مین ایک کانسٹبل پولیس کو اوسکے تہانہ کے اسسٹنٹ محرر نے روپیہ واسطے خریداری لکڑی اور بانس بغرض مرمت تہانہ کے دیا تہا اور بعدہ اوسکے نسبت تجویز ثبوت جرم تعلق خیانت مجرمانہ حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند بہ نسبت اوس روپیہ کے جو اسطرح پر اوسکے سپرد ہوا تہا صادر ہوئی ۔ تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ مذکور بیجا ہے کیونکہ وہ روپیہ اوس کانسٹبل کو بحیثیت ملازم سرکار کے سپرد نہین ہوا تہا کیونکہ لکڑی اور بانس کا خریدنا کوئی جزو اوسکی خدمت کا بطور کانسٹبل کے نہین ہے اگرچہ مذکور اوسکی عہدہ دار اعلی نے دیا تہا اور وہ اشیا مرمت تہانہ کے لئے مطلوب تہی اور نہ حکم مذکور اوس قسم کا حکم تہا جسکا مقصود دفعہ ۲۳ ۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء کے رو سے ہے ۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج غازیپور نے کیا تہا ۔ واقعات مقدمہ کا بیان ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر ہوتا ہے ۔

ناکس صاحب جسٹس ۔ ذیعلم سشن جج غازیپور نے یہہ استصواب کیا ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ مسمی دلدار خان کانسٹبل پولیس سے اسسٹنٹ محرر تہانہ دلدار نگر نے ۸ اپریل کو واسطے خرید کرنے کچہہ لکڑی کے جو واسطے مرمت تہانہ کے مطلوب تہی کہا تہا اور اوس غرض سے اوسکو ۵ روپے دئے گئے تہے ۔ نامبردہ کچہہ لکڑی لیکر واپس آیا اور یہہ کہا کہ اونکی بابت اوس نے ۵ روپے ادا کئے ہین ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۹ کو پہلے اوسکو اور دی گئی اور کہا گیا کہ کچہہ لکڑی اور بانس اور لے آوے ۔ اپنی واپسی پر اوس نے یہہ بیان کیا کہ جو کچہہ اوسکو ملا تہا اوس میں سے ۴ روپے زاید اوسکا صرف ہوا ہے یعنی ۲ روپے اوس نے مانگی اور اوسکو دی گئی اور ۴ روپے دوسرے اوسنے اور مانگے جسکے نسبت اوسنے بیان کیا کہ گاڑی کے کرایہ مین صرف ہوئے ہین ۔ دلدار خان کا یہہ بیان ہے

کہ اوس نے صرف صہ کلیتاً پائی تھی۔ یہہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہرگاہ قیمت مصالحہ کی ضرب عہ ہے دلدار خان نے جو رسیدات داخل کی ہین اونکی تعداد للعہ ہے باعتبار ان واقعات کے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے اور ایک مہینا قید سخت کا حکم سزا صادر ہوا ہے۔

مین ذیعلم سشن جج سے اتفاق کرتا ہون کہ اگرچہ یہہ للعہ دلدار خان کے کبھی تفویض بھی ہوئی ہون تو روپیہ مذکور بحیثیت اوسکے ملازم سرکار کے سپرد نہین ہوا۔ لکڑی اور بالنس کا خریدنا کوئی جزو افسر پولیس کے خدمت کا نہین ہے باوجودیکہ حکم خریدنے لکڑی اور بالنس کا اوسکے افسر اعلی نے دیا اور اگرچہ لکڑی اور بالنس مذکور تھانہ کے مرمت کے لئے مطلوب تھا۔ اگر بنظر آسایش کے روپیہ اس قسم کے چیزون کے خریدنے کے لئے اوسکو سپرد کیا گیا تھا تو وہ بحیثیت اوسکے سرکاری ملازم کے اوسکے سپرد نہین کیا گیا تھا۔ جو جواب مجسٹریٹ ضلع نے اسمقدمہ مین دیا ہے اوسکو مینے ملاحظہ کیا ہے لیکن جو رائے مشارالیہ نے یہہ ظاہر کی ہے کہ اس قسم کے حکم کا مقصود دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء مین ہے اوس سے مین اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ الفاظ حکم جایز مستعملہ دفعہ مذکور پر ہائیکورٹ کلکتہ نے (انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) غور کیا تھا اور جو رائے اوس عدالت کے ذیعلم ججون نے ان الفاظ کے معنی کے نسبت قایم کی ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

مینے مقدمہ پر اس امر کے تجویز کرنیکے لئے غور کیا ہے کہ آیا باعتبار شہادت کے تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۴۰۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے مناسب ہوسکتی ہے یا نہین لیکن مقدمہ اسقدر مشتبہ ہے کہ مین ملزم کو فایدہ اون شکوک قوی کا دینا چاہتا ہون جو مجھکو اوسکے مجرم ہونیکے بارہ مین ناشی ہوئی ہین۔ مین تجویز کرتا ہون کہ دلدار خان مجرم نہین ہے۔

مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ قیدی فوراً رہا کیا جاوے بشرطیکہ قید مین ہو۔

ضلع میرٹھ — نگرانی فوجداری نمبر ۹۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۳۱ اگست — منجملہ ۹ انگریزی

بمعاملہ درخواست دولت سنگہ

۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۵۔ سلوک بعد ساتھہ اون اشخاص کے جو حسب احکام دفعہ ۵۵ کے گرفتار ہوسکتے ہین

جس صورت مین کسی شخص کو پولیس نے بموجب احکام دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گرفتار کیا تو اوسکو ہمیشہ موقع رہائی کا بروقت داخل کرنے ضمانت معقول کے دینا چاہئے۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج میرٹھہ نے کیا تھا واقعات مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

ناکس صاحب جسٹس۔ ذیعلم سشن جج میرٹھہ نے یہہ مقدمہ واسطے نگرانی حکم مجسٹریٹ ضلع بلندشہر مصدرہ حسب دفعہ ۱۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بھیجا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ دولت سنگہ عرف دولا سایل مقدمہ ہذا یا تو اوس مہتمم پولیس کے روبرو جسکی حلقہ مین سایل رہتا ہے یا مجسٹریٹ مہتمم ضلع کے روبرو ایک خوگر سارق اور عموماً بدچلن ثابت ہوا ہے۔ ظاہرا پولیس نے اوسکو بموجب اون اختیارات کے گرفتار کیا تھا جو افسر پولیس مہتمم اشٹیشن کو بموجب دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا ہوئی ہین اور جو اعتراض ذیعلم سشن جج نے اوس حکم کی نسبت کیا ہے جو اسمقدمہ مین صادر ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ گرفتاری مذکور خلاف قانون ہے اور بروقت گرفتاری مذکور کے سایل ضمانت معقول پر چھوڑ نہین دیا گیا جیسا کہ اوسکو چھوڑ دیا جانا چاہئے تھا اور کوئی بیس روز تک وہ حوالات مین رکھا گیا بلا اسکے کہ اوسکو اطلاع مناسب اوس وجہ کی دی گئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ حوالات مین رکھا گیا تھا اور اس کارروائی سے سایل کو مضرت اہم دربارہ تردید اون بیانات کے پہونچی ہے جو اوسکے خلاف یہہ بیان ہوئی تھی کہ وہ مشہور بدچلن آدمی ہے۔ دویم اعتراض جو ذیعلم جج نے کیا ہے یہہ ہے کہ شہادت یا شہادت کا جزو کثیر اوس قسم کا ہے کہ جسپر بالفعل ضلع بلندشہر مین باور نہین ہو سکتا ہے اس سب کے علاوہ ذیعلم سشن جج کی یہہ رائے ہے کہ جو ضمانت سایل سے طلب ہوئی ہے وہ زاید از اندازہ ہے۔

جیسا کہ مین اس قسم کے مقدمات مین تجویز کر چکا ہون کہ جن اختیارات سے عہدہ داران مہتمم اشٹیشن ہاے پولیس اور صاحبان مجسٹریٹ ضلع از روے مجموعہ کے بغرض بازپرسی بدمعاشون کے ملک مین مسلح کئے گئے ہین وہ اختیارات خاص ہین۔ اونکے واسطے بہت قوی کارہا کار موضوع کئے گئے ہین اور کسی اشٹیشن پولیس کے مہتمم یا مجسٹریٹ ضلع کو بلا پہلے سے سوچ و بچار کئے اور بجز باعتبار اوس شہادت کے جس سے مجسٹریٹ کو یہہ یقین ہو جاوے کہ بنظر خیر و عافیت ... خلایق اوس شخص سے ضمانت نیک چلنی کی طلب کرنا قطعاً ضروری ہے جو اوسکی

روبرو پیش کیا گیا ہے اختیارات مذکور کو نافذ کرنا چاہیئے۔

تاہم اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہہ مقصود ہے کہ ایسی صورتین واقعہ ہونگی تو وہ صورتین کم اور خاص خاص ہونگی جنمین عہدہ داران پولیس پر صاف وصریح یہہ فرض ہوگا کہ کسی شخص کو اپنے اسٹیشن کے حدود کے اندر گرفتار کرے یا گرفتار کراے جو مشہور تانگر سارق یا نقب زن یا خانہ یا چور وغیرہ ہو۔

ایسی صورت مین عہدہ داران پولیس مہتمم اسٹیشن کو گرفتاری سے اجتناب کرنے مین صاف طور پر اپنے فرض سے دست بردار ہوتا ہوگا۔ ہرگاہ ایک جانب ہر ایسے مقدمہ مین دفعہ مذکور بلا احتیاط اور نیک نیتی کے نافذ کیا جاوے تو قوی تدابیر بمقابلہ عہدہ داران جنہون نے اسطرح پر تکلیف دی ہو عمل مین لاے جاسکتے ہین بجانب دیگر جو عہدہ دار بہمت دیانتدارانہ بصورت ضرورت اون اختیارات پر عمل کرتا ہے جو ازروے دفعہ مذکور کے عطا ہوے ہین وہ بایمانداری اوس اعتبار پر عمل کرتا ہے جو اوسکی نسبت قایم کیا گیا ہے۔ لیکن دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو احکام مندرجہ دفعہ ۱۱۲ اور دفعات مابعد کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے مین خیال کرتا ہون کہ بہت کم شبہہ ہے کہ دفعہ ۵۵ کا یہی مقصود تھا جیسا کہ ذیل مین جج نے بتلایا ہے کہ روک اون خوگر بدمعاشون کی ہو جنکو مہتمم اسٹیشن پولیس ناگہانی طور پر اپنے حلقہ کے اندر پاوے جنکی نسبت اوسکو وجہ معقول اس خوف کے کرنیکی ہے کہ قبل اسکے کہ موقع قریب کے ایسے مجسٹریٹ سے درخواست کرنیکا ہو جسکو مقدمہ مین بموجب دفعہ ۱۱۰ کے کارروائی کرنیکا اختیار حاصل ہے اشخاص مذکور مرتکب نقصان کے ہونگے۔ بہرحال یہہ محفوظ طریقہ اون اختیارات کا ہے جو ازروے دفعہ مذکور کے عطا کئے گئے ہین۔ جو جواب کہ مجسٹریٹ بلندشہر نے دیا ہے ہرگاہ مین یہہ کہنے کو آمادہ نہین ہون کہ گرفتاری بجانب پولیس خلاف قانون ہوی ہے تاہم مین خیال کرتا ہون کہ بلاضرورت ہے اور مجسٹریٹ ضلع کو یہہ بہتر ہوتا کہ خود اپنے طرف سے کارروائی مندرجہ باب ہشتم مجموعہ کو استعمال مین لاتے

میری صاف وصریح یہہ راے ہے کہ جب پولیس بموجب دفعہ ۵۵ کے عمل کرے تو اوسپر لازم ہے کہ شخص گرفتار شدہ کو ضمانت دینیکا موقع دین اور حسب اقتضاے مجموعہ کے وہ ضمانت بلحاظ حالت زندگی شخص گرفتار شدہ کے زاید از اندازہ نہو۔ بہ نسبت عمل مجسٹریٹ ضلع کے میری یہہ راے ہے کہ سمن مجریہ حسب دفعہ ۱۱۴ کے ساتھہ حکم تحریری مشعر اندراج خلاصہ او

اطلاع ہے کے جسپر ظاہرا مجسٹریٹ موصوف عمل کرتا ہے ہمیشہ بجز اوس صورت کے کہ بموجب دفعہ
۵۵ مجموعہ کے عمل کیا جاوے جانا چاہیے اور حسب بموجب دفعہ ۱۱۲ کے مجسٹریٹ عمل کرتا ہو تو
کسی صورت مین وارنٹ گرفتاری جاری نہونا چاہیے بجز اوس صورت کے کہ صاف وجوہ
اس امر کے باور کرنیکو ہون کہ اگر وارنٹ مذکور جاری نہوگا تو نقص امن ناگزیر ہو جاویگا۔
مقصد مجموعہ کا یہہ ہے کہ ہر شخص جسکے مقابلہ مین کارروائی بخصوص مندرجہ باب ہشتم کے عمل مین
لائی جاوے خود اپنی پوری اطلاع متعلقہ اون حالات کے پا جاوے جو وجہ اس امر کے ہین
کہ کیون اوسکی آزادی مین دست اندازی ہونیوالی ہے۔ صرف اوس صورت مین کارروائی
بموجب باب ہشتم کے فی الفور اور روداد ی قسم کے ہونی چاہیے کہ جب نقص امن کا خطرہ
صاف وصریح ہو۔ کسی شخص کو اوسکے آزادی سے محروم کرنا ایک بہت سخت تدبیر کا عمل مین
لانا ہے اور یہہ کہنا نہایت ہی سخت ہوگا کہ کارروائی کی کبہی نوبت سے نہایت سوچ وبچار اور
احتیاط ظاہر ہونا چاہیے اور اگر کسی شخص کو قبل تحقیقات کے گرفتار کرنا ہے تو اوسکو موقع مناسب
کا ہر وقت پیش کرنے ضمانت معقول کے دینا چاہیے۔ اب یہہ بحث پیش آتی ہے کہ آیا اسمقدمہ
مین گرفتاری منجانب پولیس اور غفلت دربارہ صدور حکم مشعر دیے جانے ضمانت اور قلمبند کرنے
اطلاع جبکہ ملزم حراست مین تہا اس قسم کے ہین جس سے ملزم کو مضرت اہم ہوئی ہے یا نہین۔
اس امر کے نسبت مینے مقدمہ کو بہت بڑی غور کے ساتہہ ملاحظہ کیا ہے اس سے مجہے معلوم
ہوتا ہے کہ ۵ رجون کو دولت سے صاف طور پر پوچہا گیا تہا کہ وہ کیا وجہ دکہلانا چاہتا ہی
کہ کیون اوس سے ضمانت نیک چلنی کی طلب نکیجاوے۔ اس امر کے بابت سوئ اتفاق سے
مجسٹریٹ نے صاف تعداد اوس اقرارنامہ کی جو اوسے لکہنا چاہیے تہا اور میعاد اوس وقت
کہ جب تک وہ نافذ رہیگا اور شمار اور قسم اور فرقہ ضامنون کا جو اوس سے مطلوب تہی نہین کیا
تہا۔ اگر یہہ ہوا ہوتا تو سایل یہہ ثابت کرسکتا تہا کہ ضمانت نامہ ایکہزار روپیہ کا اور ضامن
زمینداری کس پانسو روپیہ بالکل اوسکے استطاعت کے لحاظ سے باہر ہین۔ مین خیال
کرتا ہون کہ اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ جہانتک اس امر کو تعلق ہے کہ دولت کو اوسقدر
مضرت پہونچی ہے کہ جسکو مین نظر انداز نہین کرسکتا ہون۔ لیکن مجہے یہہ نہین معلوم ہوتا
ہے کہ وہ اوس کارروائی کے نوعیت سے ناواقف تہا جو اوسکے مقابلہ مین کیجاتی تہی یا یہہ کہ
اوسکو اون اشخاص کے کرانے مین دقت حایل کی گئی تہی جو اوسکی چال وچلن کے بابت اظہار دیتے

۱۲ جون تک پہلا موقع اور ۲۳ جون تک دوسرا موقع اوسکو اپنی نیک چلنی کے شہادت کے پیش کرنے اور جو شہادت اوسکے خلاف دی گئی تھی اوسکے تردید کرنیکا دیا گیا تھا۔ جنمین سے کم گواہ اوس نے طلب نہین کرائے تھے اور اگر مسل کا اعتبار کیا جاوے تو اون چھہ گواہون مین سے ایک ہی باعتماد یہہ نہین کہیگا کہ دولت نیک نام آدمی ہے۔ برخلاف اسکے اونمین سے دو گواہون نے بالتصریح اوسکی شہرت بدنامی کے ساتھہ بیان کی ہے۔ مین مقدمات سابق مین کہہ چکا ہون کہ صاحبان مجسٹریٹ ضلع کو اوس شہادت پر اعتبار کرنا ضرور ہے اور کرنا چاہیے جسپر وہ عمل کرتے ہین۔ جس صورت مین مسل سے یہہ ثابت ہو کہ وہ غافل اور لاپرواہ رہے ہین یا اونکی اختیار امتیازی مین کمی ہے تو مین بلا تامل دست اندازی کرونگا لیکن اسمقدمہ مین زیادہ گواہون نے دیدہ و دانستہ بحلف بیان کیا ہے کہ ملزم چور اور بدچلن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت بہت احتیاط کے ساتھہ قلمبند کی گئی ہے اور مین مجسٹریٹ پر اعتبار کرتا ہون جب اونہون نے مسل مین یہہ درج کیا ہے کہ اون گواہون نے اطلاع کے معقول اور معتبر ہونیکو کامل طور پر باور کیا ہے۔ لہذا مین مجسٹریٹ کے حکم مین علاوہ اسکے اور کچھہ دست اندازی کرنا نہین چاہتا ہون کہ دولت کو یہہ حکم دون کہ اقرارنامہ ۵۰ روپیہ کا لکھدے اور دو ضامن زمیندار فی کس ۵۰ روپیہ کے ایک سال کے واسطے اپنی نیک چلنی کے بابت پیش کرے اور بحالت ندینے ضمانت مذکور کے اوسوقت تک قید سخت مین رہے کہ جبتک ضمانت داخل نہو یا سال نگذر جاوے یعنی اونمین سے جو پہلے موقع وقوع پذیر ہو۔ یہہ امر بہت افسوس کے قابل ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے جو عبارت اپنے اوس جواب مین جو اونہون نے دیا ہے استعمال کی ہے وہ عدالتانہ اور مناسب قسم کی نہین ہے مین بالخصوص اوس فقرہ پر اشارہ کرتا ہون جسپر نشان ہفتم کا اونکے یادداشت مین دیا گیا ہے۔ اس قسم کے جوابات سے یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ اوس عدالت کے نکتہ چینی کے ذریعہ ہون کہ جسکے اس غرض کے لیے مجسٹریٹ ضلع ماتحت ہے۔ اونکو مختصر ہونا چاہیے اور اونکا مقصود اون واقعات کے بتلانیکی طرف ہونا چاہیے جنکی نسبت معلوم ہو ہے کہ نظر انداز ہو گئے ہین یا جنکو غلط بتلائے گئے ہین اور جسمین سے تمامذ ہو تو وہ بیجا اور نامناسب ہوتے ہین۔

ضلع فرخ اباد نگرانی فوجداری نمبر ۷۱ طے ۱۸۹۱ع منفصلہ ۲۵ ستمبر

صفحہ ۱۸ انگریزی

بمعاملہ درخواست بستی رام

ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمک ہند) دفعہ ۹۔ ذمہ داریاں لائسنس دار کارخانہ نمک کے بہ نسبت ہضم کرنے مالگذاری سرکار بہ نسبت اوس نمک کے جو اوس کے کارخانہ مین بنایا گیا ہوگا

لائسنس دار کارخانہ نمک کا بموجب ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۲ء کے یہہ دیکھنے کا کام ہے کہ اوس کے کارخانہ کا بنا ہوا نمک بلا ادا مالگذاری سرکار کے نہین نکلا ہے اور اگر کوئی انحراف ہوا ہے تو وہ مجرمانہ ذمہ دار ہوگا الا یہہ کہ وہ نہ صرف یہہ ثابت کر سکے کہ وہ بالذات اوس انحراف سے ناواقف ہے بلکہ یہہ بھی ثابت کرے کہ اوس نے احتیاط کما ینبغی کے ساتھ نگرانی اون لوگون کی کی ہے جنکو اوس نے اوس کارخانہ مین متعین کیا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

راس الشن و جوگندر ناتھ منجانب سایل۔ گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست نگرانی حکم مصدرہ مجسٹریٹ ضلع اٹاوہ بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۲ء کے ہے۔ واقعات جو حسب تجویز عدالتہای ماتحت کے ثابت ہوئی ہین یہہ ہین کہ ۱۸ مئی ۱۸۸۴ء کو سپرنٹنڈنٹ نمک نے جسکے حلقہ مین بستی رام کا کارخانہ نمک بنانیکا واقع ہے ۲۵ سیر نمک جو اوس وقت تک گرم تھا اور زمین مین چھپایا ہوا تھا برامد کیا۔ بستی رام سایل اوس کارخانہ کا لائسنس دار اور موجود تھا اور اوس نے تسلیم کیا ہے کہ بجز اوس وقت کے کہ جب وہ کہانا کہانیکے لئے گیا تھا موجود تھا اور نمک کی طیاری مین جو اوس وقت طیار ہو رہا تھا نگرانی کر رہا ہے۔ جس مجسٹریٹ نے پہلے مقدمہ کی تجویز کی تھی بہت احتیاط سے شہادت کو ملاحظہ کیا اور یہہ ثابت کیا ہے کہ کارخانہ کے رجسٹر سلسلہ وار جھوٹھ لکھے گئے ہین۔ یہہ اصرار ہوا ہے کہ وہ رجسٹر زبان اردو مین لکھے جاتے ہین کہ جس زبان کو بستی رام نہین پڑھ سکتا ہے۔ مجسٹریٹ کو اطمینان ہے کہ ان اور دیگر حالات سے جنکا ذکر مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ مین کیا ہے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ یہہ اخفا کرنا نمک کا صرف ایک جزو اوس سلسلہ وار فریب کا ہے کہ جو بہ نسبت تغلب کرنے محصول سرکار کے کیا جاتا ہے اور وہ ایسا فعل ہے جس سے سایل بخوبی واقف تھا اور اوسکی اجازت سے ہوا۔

مجھسے اس تجویز کی نگرانی کی درخواست ان وجوہ کے بنا پر ہے کہ

(۱) یہہ کہ مجسٹریٹ نے تجویز کی ہے کہ گماشتہ جو بستی رام نے مقرر کی تھی وہ واقعی مرتکب فریب کا ہوا

(۲) یہہ کہ مجسٹریٹ نے اس امر کے تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ سایل ذمہ دار مجرم ملنا سوجہ کے ہے کہ اوس نے صاف اور معقول نگرانی اپنی گماشتون کی نہین کی ہے۔

(۳) یہہ کہ سایل کے علم فریب کی شہادت کا مدار صرف بلا تائید شہادت ضمر کا جرم پر ہے۔

(۴) یہہ کہ مجسٹریٹ کا یہہ نتیجہ محض قیاسی ہے کہ یہہ ایک جزو سلسلہ وار فریب کا ہے۔

جس جرم کا نسبت لعمجرم قرار پایا ہی وہ یہہ ہے کہ جو محصول اسمکرات کا نمک بنانے پر سرکار نے مقرر کیا ہی اوسکے ہضم کرنیکا جرم ہی بحیثیت لائسنس دار اس کارخانہ نمک کے اوس نے اپنی اوپر اس امر کے دیکھنے کی ذمہ داری لی ہے کہ اوسمین جو نمک بنایا جاوے اوسمین سے ایک چھٹانک بھی بلا ادا اوس محصول کے جو سرکار نے اوسپر لگایا ہے نکل جاوے۔ اگر اوسمین نمک بنایا جاوے اور اسطرح پر نکال دیا جاوے کہ وہ محصول کے ادا کیے بغیر بچ جاوے تو اس امر کا ثابت کرنا سایل کے ذمہ ہی کہ اوس نے کل معقول احتیاط مین اس امر کے وقوع پذیر ہونیکے بارہ مین استعمال کی تہین

اس امر سے علاوہ اوسکے ہاتہون کے اور ہاتہون سے نمک ہٹا دیا گیا تہا اور یہہ کہ روز بروز سلسلہ وار کتابین جہوٹی بنائی گئی تہین اور اوسمین سے ایک کتاب علاوہ اوسکے ہاتہون کے دوسرے ہاتہون سے تلف کردی گئی تہی سایل اوس ذمہ داری سے پاک نہوگا جو اوس نے اپنی اوپر لی ہی خصوصاً اوس حال مین کہ جب ذمہ داری ایسی ہے جسکے استعمال سے وہ ذاتی فایدہ اوٹہاتا ہے۔ مجسٹریٹ نے یہہ ثابت کیا ہے کہ فریب ایسے فریب نہین ہین جو کچہہ سیرون کے بابت ہوے اور جو قابل لحاظ نہون۔ مین اوس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ جو واقعات تجویز سے منکشف ہوے ہین اونسے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جن زنجیرون سے سلسلہ فریب کا مکمل ہوا ہے وہ افعال ایسے ہون جنکا ارتکاب وروان نے کیا ہی لیکن افعال مذکورہ ایسے کثرت اور ایسے سلسلہ وار ہین کہ اونسے یہہ قیاس پیدا کیا جاسکتا ہی کہ اونسے سایل بخوبی واقف تہا اور اونکے ارتکاب کی اوس نے اجازت دی ہتی۔

مین ایک لمحہ بہی یہہ قیاس نہین کرسکتا ہون کہ یہہ غالب ہے کہ سایل اوس تفاوت سے واقف تہا جو مقدار شورہ موجودہ اوسی گودام مین اور اوس مقدار مین تہا جو بموجب کتابون کے موجود ملنا چاہیے تہا اگر وہ کتابونکو شرہ بہی نہین سکتا ہی تاہم بحیثیت آدمی کاروباری کے اوسکو اور وسایل سے ضرور یہہ معلوم ہوا ہوگا کہ اوسکے گودام مین کیا موجود ہے اوس نے یہہ ثابت نہین کیا کہ وہ بیوقوف ہے یا اور طور سے کاروبار کے قابل نہین ہے۔

اس سے فیصلہ ادنیٰ عدالت کا بحال رہتا ہے جسپر واسطے نگرانی حکم کے اصرار ہوا ہے۔

مجہسے درخواست نگرانی حکم سزا کی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ وہ ناجایز طور پر سخت ہی مین اس سے اتفاق نہین کرسکتا ہون بنظر برآن درخواست نامنظور کرتا ہون۔

ضلع گورکھپور نگرانی فوجداری نمبر ۴۹۴ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۵ ستمبر

بمعاملہ درخواست عبد العزیز

ضمانت حفظ امن۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع دربارہ طلب کرنے ضمانت کے اوس شخص سے جو دوسرے ضلع مین رہتا ہو۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۰۷۔

از روے دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کو اختیار جاری کرنے حکمنامہ کا بموجب اوسکے ایسے شخص کے نام جو اوسکے اختیار سماعت کے اندر نہین رہتا ہے حاصل نہین ہے۔

بمعاملہ درخواست جے پرکاش لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۰) کے تقلید کی گئی ۔ جیندر جسد اے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۷) و دینا ناتھ ملک (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳) پسند ہوئی۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج گورکھپور نے کیا ہے۔ واقعات مقدمہ جہانتک واسطے غرض اس رپورٹ کے ضروری ہین حکم استصواب مین درج ہین جو حسب ذیل ہے یہہ درخواست مشعر استدعاے نگرانی حکم مشعر ہونے صاحب مجسٹریٹ ضلع مشمولہ مقدمہ بنام سایل دربارہ پیش کرنے دو ضامن فی کس تعدادی ایک ایک ہزار روپیہ واسطے حفظ امن ایک سال کے ہے سایل کی جایداد ضلع گورکھپور مین ہے لیکن وہ باشندہ موضع قند ور تھانہ منڈیا دل واقعہ ضلع بستی کا ہے اصل حجت فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ اباد بمقدمہ جے پرکاش لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۰) پر مبنی ہے جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ مجسٹریٹ جو بموجب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کرتا ہو اوسکو اوس شخص پر اختیار سماعت حاصل نہین ہے جو اوسکے حدود ارضی اختیار سماعت کے باہر رہتا ہو اور اس راے قانونی کو ہائیکورٹ کلکتہ نے بھی بمقدمات راجیندر چندر راے چودہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۷) اور دینا ناتھ ملک (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳) مین اختیار کیا ہے اندرینحالات بلا لحاظ اوپر روداد مقدمہ کے مین مجبوراً یہہ تجویز کرتا ہون کہ حکم مجسٹریٹ کا خلاف اختیار ہے اور مسل انریبل ہائیکورٹ مین بدین سفارش بھیجی جاوے کہ حکم مجسٹریٹ مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ کیا جاوے۔

بروقت پیش ہونے اس استصواب کے ناکس صاحب جسٹس نے حکم ذیل صادر کیا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ حکم مجسٹریٹ کا خلاف اختیار تھا اور فوراً منسوخ ہونا چاہیے۔ سایل اور اوسکے ضامنان بشرطیکہ اونھون نے کوئی اقرارنامہ لکھدیا ہو اوس سے سبکدوش کیجاوینگے

ضلع جہانسی — نگرانی فوجداری نمبر ۷۰۵ سنہ ۱۸۹۱ء — منقضیہ ۱۴ اگست (محمود)

بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پیاری

معافی - شریک جرم کو بجانب مجسٹریٹ کے معافی دیا جانا - [illegible] ہوئے جزوی شہادت کے معافی کا مسترد کیا جانا - گواہ کی تجویز اور عدالت سشن مین [illegible] مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۳۷ و مابعد -

ایک شخص ماکو اور پیاری پر مجسٹریٹ نے بمورد الزام قتل عمد قائم [illegible] وعدہ معافی کا کیا گیا کہ جس نے اوسکو قبول کیا تھا اور اوسکے بعد اوسکا اظہار گواہ [illegible] ہوئے اوسکے اظہار کے وعدہ معافی کا جو اوسسے کیا گیا تھا مسترد کر لیا گیا اور وہ بطور ملزم [illegible] روبرو پیش کیا گیا اور اوسکی تجویز [illegible] اور سونا گو کے عدالت سشن کے سپرد کیا گیا - [illegible] کارروائی خلاف قانون ہے کیونکہ دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری [illegible] وعدہ معافی کا کیا جاوے اوسکا اظہار گواہ [illegible] مجسٹریٹ کے روبرو [illegible] سشن کے روبرو بھی قلمبند کیا جاویگا اور اگر معافی [illegible] مسترد [illegible] مابعد کی پوری تعمیل نہ کی ہے کہ جنکی بابت معافی دی گئی تھی تو تجویز [illegible] اکا تجویز [illegible] سے عمل مین لائی جاویگی -

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج جہانسی نے کیا ہے۔ واقعات مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں -

ناکس صاحب جسٹس - ۲۳ مئی کو قائمقام مجسٹریٹ جالون نے ظاہرا وعدہ معافی کا ایک شخص مسمی پیاری سے اس شرط پر کیا تھا کہ نامبردہ اون حالات کو پورے اور سچے طور پر منکشف کردے جو اوسکی (پیاری کی) علم مین بہ نسبت اوس جرم قتل عمد کے ہون جسکا ارتکاب ہونا بمقام جتامان بتاریخ ۸ ارجنوری سنہ ۱۸۹۱ء یا قریب اوسکے قیاس کیا جاتا ہے - ذریعہ سشن جج جہانسی کہ جنہون نے تجویز جرم قتل عمد کی کی ہے جو یادداشت لکھی ہے اوس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ پہلا مرتبہ نہین ہے کہ پیاری کو یہہ معافی دیگئی ہے - واضح ہوتا ہے کہ بہ نسبت اسی مقدمہ کے پہلے بھی وعدہ معافی کا کیا گیا تھا - لیکن وہ وعدہ مسترد کر لیا گیا تھا اور اسطرح جو وعدہ ۲۳ مئی کو کیا گیا تھا وہ دوسرا وعدہ معافی کا پیاری کے ساتھ ایک ہی فرد کی کارروائی مقدمہ کیلئے کیا گیا تھا گو اظہار پیاری کا شروع کیا گیا تھا لیکن قبل اسکے کہ اظہار مذکور بہت عدالت

ساتھہ ہوا ہو یہہ وعدہ معافی کا بہرستر د کر دیا گیا تہا۔ مجھے اون وجوہ کا پتہ و نشان نہین ملتا ہے کہ کیون وعدہ معافی کا کیا گیا تہا اور نہ مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہہ وعدہ معافی کا قایمقام جنٹ مجسٹریٹ نے کیا تہا۔ اگر وہی مجسٹریٹ وعدہ معافی کے کرنیوالے تہے تو مسل مین اپنی اس کارروائی کے کرنیکے وجوہ قایم کر دینا چاہیے تہا۔

بعد قلمبند ہونے اپنے اظہار کے پیاری فوراً بطور ملزم کے کٹہرہ مین اوس قیدی کے ساتھہ کہڑا کیا گیا جسکے مقابلہ مین وہ شہادت دینے کو آمادہ ہوا تہا اور بالاخر اوسی قیدی کے ساتھہ بعلت جرم قتل عمد کے عدالت سشن مین اپنی تجویز کرانیکے لئے سپرد کیا گیا۔

ذیعلم سشن جج نے حکم سپردگی کو اسعدالت مین اس نظر سے بہیجا ہے کہ وہ بطور خلاف قانون کے منسوخ کر دیا جاوے میری یہہ رائے ہے کہ سشن جج کی رائے صحیح ہے۔ دفعہ ۳۳۷ مین صرف یہی حکم نہین ہے کہ ہر ایسے شخص کا اظہار گواہانہ مقدمہ مین قلمبند کیا جاویگا جس نے وعدہ معافی کو قبول کر لیا ہو بلکہ اوسکا یہہ مقصود بہی ہے کہ اظہار مذکور نہ صرف مجسٹریٹ سپرد کنندہ ہی قلمبند کریگا بلکہ عدالت سشن بہی قلمبند کریگی۔ جس فقرہ مین یہہ قاعدہ مقرر ہوا ہے کہ اظہار گواہانہ قلمبند کیا جاویگا اوسکے بعد ما بعد فقرہ مین یہہ قاعدہ بہی قرار پایا ہے کہ اگر ضمانت پر رہا نہو تو گواہ مذکور تا اختتام تجویز عدالت سشن کے حراست مین رکہا جاویگا۔

اگر کوئی گواہ ان شرائط کی پوری تعمیل نکرے جنکی بنا پر اوس سے وعدہ کیا گیا تہا تو اوسکی تجویز ہو سکتی ہے لیکن ایسے تجویز علیحدہ اور جداگانہ اول تجویز سے عمل مین لائی جاویگی کسی دوسرے طریقہ کے اختیار کرنیسے ملزمانیہ ملزم کو مضرت اہم پہونچیگی۔

نظر بران مین حکم سپردگی کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ بات مجسٹریٹ کے رائے پر چہوڑتا ہون کہ اگر وہ مناسب سمجہین تو معاملہ مین کوئی ایسی کارروائی مزید کرین جو قانوناً لازم ہو۔

۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۶ ستمبر نگرانی فوجداری نمبر ۵۸۰ سنہ ۱۸۹۱ء ضلع گورکہپور

بمعاملہ درخواست شیو سہاے بہگت وغیرہ بکس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری باب ۲۲۔ تجویز سرسری ضابطہ سرسری اوس مقدمہ سے متعلق نہین ہے جسمین تجویز طول و طویل متعلق ہے۔

جس صورت مین تجویز کسی مقدمہ کی بموجب دفعہ ۲۶۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ...

(تجاویز سرسری) مجموعہ ضابطہ موجہ ارس کے کی گئی ہو لیکن مقدمات مقدمہ کی ابتدا ہے ۔۔۔ پر ۔۔۔ رحری ا

قایم رہی ہو اور اوسکے دوران مین تحقیقات برسر موقع کی گئی ہوا اور علاوہ برین جبکہ مالیت ۔۔۔ [illegible]

سے زیادہ بیان کیجاتی ہے تجویز ہون کہ یہہ مقدمہ ایسا نہین ہے جس سے ملک تجاویز سرسری کا مستحق ہو جا

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج گور کہپور نے واسطے نگرانی حکم جنٹ مجسٹریٹ کسیا مورخہ ۱۲ جون ۱۸۹۱ء کے کیا ہے ۔ واقعات مقدمہ کی حکم استصواب سے بوجہ حسب ذیل بطور کافی ظاہر ہوتے ہین

یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم کنور بہار سنگہ جنٹ مجسٹریٹ کسیا کے ہے جسکے رو سے سائیلان پر جرمانہ بموجب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیا گیا ہے ۔

اصل حجت یہہ ہے کہ کارروائی از سرتا پا کالعدم ہے کیونکہ مالیت مال مسروقہ مظہرہ کی عہ سے زیادہ ہے ۔ مسل مین مجھے کوئی صاف بیان بہ نسبت مالیت مال مسروقہ کے نہین دستیاب ہوتا ہے لیکن خود مستغیث میرے روبرو تسلیم کرتا ہے کہ وہ مالیتی عہ ہے ۔

لیکن صرف اسی بنا پر مین مقدمہ کو نگرانی کے واسطے نہ بہیجتا لیکن مین اسوجہ سے بہیجتا ہون کہ فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ ایشر چندر منڈل (ویکلی رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۶۱ فوجداری) اسمقدمہ سے بالخصوص متعلق ہے ۔ یہہ مقدمہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۱ء کو شروع ہوا تہا اور ۱۲ جون کو ختم ہوا تہا مجسٹریٹ کے روبرو دس مرتبہ مقدمہ پیش ہوا تہا اور دوران مقدمہ مین امین واسطے تحقیقات موقع کے بہیجا گیا تہا

ظاہرا یہہ ایسا مقدمہ نہین ہے جسکی سرسری تجویز کیجایے کا مقصود و انضمام قوانین کا رہا ہو ۔ مین سرسری مقدمات اون مقدمون کو سمجہتا ہون جنکی تجویز اور فیصلہ فورا ہو سکتا ہے اور طویل طویل مسل شہادت کے اسوجہ سے ضروری نہین ہوتی ہے کہ مجسٹریٹ کل شہادت کو فی الفور سماعت کرتا ہے اور یاد رکہتا ہے ۔

جو شہادت اپیل مین لی گئی ہے اوسکو صحت جن مین وہ کہونکا ۔۔۔ [illegible]

یہہ مقدمہ بہ نسبت استحقاق کسی فصل کے سرسری نزاعی تہا اور بعد ملاحظہ تحریرات مجسٹریٹ کے جو بہ نسبت اوس طریقہ کے ہین کہ جس مین مستغیث نے اپنی مقدمہ کی پیروی کی ہے مین یہہ خیال نہین کرتا ہون کہ حکم تجویز جدید کے صادر کرنے سے کوئی نتیجہ معقول حاصل ہوگا ۔

۶ یہہ نزاع بہ بنیاد حقیت بہ نسبت ملکیت جائیداد کے ہے جسکا تصفیہ عدالت مجازسے ہو سکتا ہے

مسل مقدمہ اندر اپیل تا ہائیکورٹ مین بدین سفارش بہیجی جاویگی کہ تجویز ثبوت مظہرہ [illegible] اور احکام

بعبور دریائے شور کا عدالت سشن جو اسکے بعد صادر ہوا ہے۔ ذیل اسکے سشن جج نے تجویز مقدمہ کی بہت احتیاط کی ہے اور اپنے فیصلہ نہایت عمدہ اور فکر سے تحریر کی ہے۔ لیکن بعد ملاحظہ مسل کے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ قطعاً کوئی شہادت ایسی نہیں ہے جسپر تجویز ثبوت جرم ناگو کی مبنی ہو سکے۔ اور اسکے خلاف صرف ایک شخص پیارے گواہ ہے اور اسکی شہادت وہ شہادت نہیں ہے جو سشن جج کی تجویز میں دیکھی گئی تھی بلکہ یہہ وہ شہادت ہے جو اوس نے روبرو مجسٹریٹ سپردکنندہ اوسکو دی تھی جبکہ معافی کا پیارے گواہ کے ساتھ اس شرط پر کیا گیا تھا کہ تمام اپنی علم کے وہ مقدمہ کا حال پورے طور پر سچا بیان کرے۔ عدالت مجسٹریٹی میں پیارے نے یہہ بیان کیا تھا کہ وہ مسماۃ جانکی کے ساتھ اوسکی بابت گہر آ اوس شب کو جو مسماۃ مذکورہ کی زندگی کے اخیر شب تھی اوسکی آشنائی سے جو اپیلانٹ کا لڑکا ہے جنگل میں جو موضع قریب ہے ملنے کو گیا تھا۔ اوسکو ننگی پایا اور اس نے ملنیکی کوئی وجہ نہیں بتلائی جاتی ہے سیکنے اپنا اقرار کیا تھا اور اگر پیارے یہہ نیک نیتی جانکی کو اوس مقام پر لیجانیکی کوشش کرتا تھا جہان ناگو اوسکا انتظار کرتا تھا تو یہہ نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ کیون مانع اوس [illegible] ہوا۔ غالباً تو یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خود پیارے نے مصلحتاً وہ حالات جو اوسکو دی [illegible] عدالت مجسٹریٹی [illegible] کہ جانکی مقتولہ کی لاش کو دریا میں لیجانیکے [illegible] میں اوس نے مستعدی شرکت کی ہے اور گواہ مذکور نے یہہ اقرار [illegible] لاش کے دریا [illegible] پھینکنے سے پہلا [illegible] تجویز [illegible] اس پیارے جو اوس نے بیان کیا تھا اوسکی نسبت تجویز جرم [illegible] صادر [illegible] وہ حاضر تھا اور اوس قتل کو اوس نے دیکھا نہیں [illegible] تھا اور یہہ [illegible] میں شریک [illegible] کی گئی ہو تو نہیں [illegible] اور چھرا اوسنے لوٹ لیا تھا۔ عدالت کو میں پیارے نے [illegible] سپرد کنندہ بیان [illegible] جانکی کی جان نہیں [illegible] نہ ہی کوئی شخص یعنی ناگو اپیلانٹ عدالت کو اوسکا گواہ [illegible] مصلحت ظاہر ہے کہ گواہ کو اسمعاملہ میں داخل ہونیکے واسطے اپنے حصہ کو اسمعاملہ میں ضعیف کرنیکے سبب سے تھا [illegible] شہادت بھی خلاف ناگو کے [illegible] اور یہہ منظور ہوا تھا اور سشن جج نے عمل کیا ہے بہ شہادت ہے کہ اوس شب کو ناگو اوس جنگل میں پایا اوسکو قریب دیکھا گیا تھا لیکن بجز اسکے اور کوئی شہادت قطعاً نہیں ہے کہ جس سے جانکی کے قتل میں ناگو کا تعلق پایا جاوے لیکن جو نہیں مگر دوسرا حصہ مقدمہ کا جانب ثبوت کے نہیں ہے کیونکہ پیارے کا بیان خلاف ناگو اپیلانٹ کے تجویز میں عدالت سشن میں ہوئی تھی نہیں ہوا تھا۔ برعکس اسکے جب پیارے گواہ وقت تجویز کے گواہ کے کٹہرہ میں لایا گیا تو اوس کل کے سچ ہونے سے انکار کیا جو اوسنے مجسٹریٹ کے عدالت میں بیان کیا تھا اور یہہ بیان کیا کہ وہ جانکی کی زندگی کے شب اخیر کے معاملہ میں شریک نہیں تھا جن حالات کو اوس نے ناگو اپیلانٹ سے منسوب کیا ہے اسطرح پر یہہ مقدمہ صرف ایسا ہی نہیں ہے کہ جسمین کسی شخص کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اسکے بربنا شہادت شریک جرم بلا تائید کے صادر ہوئی ہو بلکہ شہادت مذکور کوئی شہادت تجویز میں نہیں ہے بلکہ بجائے اوسکے خود اوسکے انکار [illegible] اوسکی اس قسم کا تو وہ بھی ہو نہیں ہے کہ منجانب سرکار جیوری کے روبرو تجویز اوس کا قائم کیا ہے۔ عدالت اور دیگر اوسکو مدون بلاتا بلا یہہ تجویز کی ہے کہ [illegible] بعد رجوع اسکے یہہ مناسب نہیں ہے کہ مقدمہ کو تجویز سشن میں ایسا اظہار ایسے حالات میں جیسے کہ یہہ ہیں داخل کر دیا جاوے جو اوس مجسٹریٹ کے عدالت میں قلمبند ہوا تھا جسنے کارروائی ابتدائی کی تھی۔ اسلئے ہمیں سب اخیر فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام قدان جو ایک اپیل فوجداری ضلع میرٹھ سے [illegible] مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب کے روبرو جو ۲۳ [illegible] ہوئی ہو چکی ہے جسکی نو تعداد ۱۸۷ [illegible] انتظار ریفرنس ہماری سند ہے اور ہم اس اپیل کو منظور کرتے ہیں اور حکم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بہ نسبت ناگو کے صادر ہوا ہے اوسکو منسوخ کرتے ہیں اور اوسکے فوراً رہائی کا حکم دیتے ہیں۔

ضلع اعظمگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۷۰ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۱ جولائی

شیوبرن لال

بنام

منوگ رام

شفعہ۔ جایداد واحد کے نسبت شفعہ کا جداگانہ وقوع پذیر ہوتا۔ وقوعہ اول پر شفیع کے دعوے شفعہ کے کرنیمین غفلت کرنیکی وجہ سے شفیع کا ممنوع ہوجانا۔ واجب العرض۔

کسی وقوعہ شفعہ کے نسبت ترک استحقاق شفعہ کے کردینے سے ترک استحقاق نفاذ شفعہ کا بہ نسبت کسی دوسرے وقوعہ کے جو مابعد اوس وقوعہ کے ہو جسکی نسبت استحقاق مذکور اسطرح پر ترک کیا گیا ہے لازم نہین ہے۔ عاشق علی بنام متہرا کا ... (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ... صفحہ ۱۸) و روپ نراین بنام ... (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ... صفحہ ...) و شیو درشن کنور بنام تہیال کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ ... جلد ... صفحہ ...) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاشی پرشاد و لچھمن چندر منجانب اپیلانٹ جگندر ناتھ چودہری منجانب ریسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ اس اپیل کے فیصلہ کرنیکے لیے صرف چند واقعات کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے اور وہ حسب ذیل ہین۔

۲۹ جون سنہ ۱۸۷۷ء کو ایک شخص مسمی شنبھو ناتھ نے جو ایک شخص گنیش کا باپ تہا ایک رہننامہ منفعتی بنام منوگ رام مدعا علیہ ریسپانڈنٹ کے لکھدیا تہا اور یہہ مسلمہ ہے کہ ازروے رہن مذکور کے مرتہن دخیل کرا دیا گیا تہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعدہٗ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو شنبھو ناتھ مذکور نے کچھہ اور روپیہ مرتہن منفعتی مذکور سے قرض لیا اور اوسکے اطمینان کے لیے ایک تمسک کفالتی لکھدیا۔

پہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں رہننامون کے روسے جو روپیہ واجب تہا وہ ادا نہین ہوا تہا اور یہہ بیان ہوا ہے کہ شنبھو ناتھ اب زندہ نہین ہے کیونکہ یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکے لڑکے گنیش نے ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو ایک بیع بالوفا یا رہننامہ بیع شرطی بنام اوسی مرتہن منوگ رام اوسی جایداد کے نسبت لکہا تہا جو پہلے سے اوسکے پاس رہن تہی اور جسپر وہ قابض ہے۔ وقت کرنے اس رہن کے معاوضہ مین وہ کل شامل تہا جو ازروے ہر دو دستاویزات سابقہ مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۸۷۷ء و ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کے واجب تہا معہ مبلغ مالیت ... جو اوسوقت پیشگی دیا گیا تہا۔

رہن بیع بالوفا مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء ابتک قایم ہے اگرچہ اوسمین یہہ شرط قرار پائی

تہی کہ آخر سال مین بیعات ہوجاوینگا لیکن بیعیات مذکور اتبک وقوع پذیر نہین ہوا ہے اور
اسی رہن بیع بالوفا کے نسبت یہہ بات ہے کہ مدعی نے نالش ہذا ۱۰ اگست ۱۸۹۰ء کو بدین
حجت دایر کی ہے کہ چونکہ وہ گنیش مقر دستاویز مذکور کے ساتہہ شریک ہے لہذا بموجب شرایط
واجب العرض کے مستحق دعوے استحقاق شفع کا بہ نسبت اوس حصہ کے ہے جو بواسطہ جیرہ بیع شرطی ہوا
جوابدہی نالش کی مختلف وجوہ کے بنا پر ہوی تہی اور منجملہ اون کے ایک وجہ یہہ تہی
کہ چونکہ مدعی نے دعوے شفع کا بہ نسبت دو رہنامجات سابق مورخہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء و ۱۳ جولائی
۱۸۸۱ء کے نہین کیا لہذا وہ بیع شرطی موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء پر دعوے شفع کے کرنیسے ممنوع
ہے۔ منجملہ دیگر عذرات کے ایک عذر میعاد سماعت کا بہی ہے مگر اس عذر کا فیصلہ عدالتین ماتحت
نے کردیا ہے اور اوسپر رسپانڈنٹ کو اصرار نہین ہے۔
لیکن جس امر پر مسٹر جوگندر ناتہہ کو منجانب رسپانڈنٹ کے اصرار ہے وہ یہہ ہے کہ چونکہ
معاوضہ رہن بیع بالوفا موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء مین وہی ذمہ داریان زر نقد کی شامل ہین جو
رہن موقوعہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء وکفالت ۱۳ جولائی ۱۸۸۱ء سے پیدا ہوتی تہین اور چونکہ ان دونون
رہنون کے بابت باوجود استحقاق مندرجہ واجب العرض کے کوئی نالش منجانب مدعی کے دایر نہین کی
گئی لہذا ازروے رہن موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے جسپر اس نالش کے ذریعہ سے اعتراض ہے یہہ
تصور ہونا چاہیے کہ اوس سے کوئی بنا مخاصمت جدید مدعی کو حاصل نہین ہوتی ہے۔
پس مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث صحیح نہین ہے کیونکہ اسوقت سے پہلے مین بہت سے
مقدمونمین کہہ چکا ہون جو مجہے رپورٹونمین نہین ملتے ہین بجز مقدمہ شیو رتن کنور بنام مہپال کنور
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ دیکہی ۲۶۷) کے کہ اگرچہ شفع شرع محمدی کا اوپر استحقاق
نسبت بیوع کے محدود ہے تاہم موضعون کے واجب العرضونمین ایسی شرایط ہوسکتے ہین جو حقوق
کے شرکا نے قایم کی ہون اور جن سے استعمال حق شفع کو اون معاملات کے اوپر تک وسعت
دیجاتی ہے جو علاوہ بیع کے ہون۔
اسمقدمہ مین جو واجب العرض میرے روبرو پیش ہے اوسکی روسے ان صورتونمین سے
ایک صورت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اوسکی عبارت حسب ذیل ہے
اگر کوئی حصہ دار حصہ اپنا بیع کامل یا بیع میعادی یا رہن کیا چاہے تو پہلے بدست حصہ دار
قریبی بعدہ حصہ دار اس ہتوک کے بعدہ حصہ دار دوسرے تہوک کے کرے جب کوئی شرکا سے

قانون کے نہ لیوین تو شخص غیر کے ہاتھ منتقل کرسکتاہے اور ایسا نکرے تو حصہ داران حسب ترتیب بالا لینے کا استحقاق بذریعہ حق شفع رکھتے ہین۔

ان شرایط کے رو سے بلاشبہہ مدعی مستحق نافذ کرنے اپنے حق شفع کا بہ نسبت رہن منفعتی ۲۹ جون ۱۸۸۶ء اور نیز اگر وہ چاہتا تو بہ نسبت رہن سادہ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے بہی تہا لیکن اوسنے ایسا کرنا نہین پسند کیا اور تب سوال یہہ ہے کہ آیا اول دو موقعون پر اپنی استحقاق کے نافذ نکرنیسے وہ اس بیع بالوفا موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کے موقع پر اپنی استحقاق کے نافذ کرنے سے ممنوع ہوگیا یا نہین بہ نسبت اسکے قاعدہ قانون شفع کا یہہ ہے کہ کسی استحقاق شفع کے وقوعہ پر ترک استحقاق کرنیسے یہہ لازم نہین آتا ہے کہ استحقاق نفاذ شفع بہ نسبت کسی دوسرے وقوعہ جو اوس وقوعہ کے بعد واقع ہو کہ جسکے نسبت اسطرحپر استحقاق متروک کردیا گیا تہا ترک کردیا گیا ہے۔ اصول اس امر کا جہانتک فقرات شفع مندرجہ واجب العرض کو تعلق ہے وہی ہے جو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے اور خود مینے بمقدمہ عاشق علی بنام متہرا کاندو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۱۵۸ دیکہلے صفحہ ۱۹۰) اور پیتہرم صاحب چیف جسٹس اور اسٹریٹ صاحب جسٹس نے ایکحال کے مقدمہ روپ نراین بنام اودہ پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۴) مین اختیار کیا تہا۔

پس جس اصول پر قاعدہ شفع بہ نسبت ترک کے مبنی ہے وہ ایسا ہی ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے تو نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ مدعی اس نالش کے قایم رکہنے مین محض اسوجہ سے ممنوع نہین ہوا ہے کہ اوسنے اپنا استحقاق بہ نسبت دو سابق رہنون کے متروک کردیا تہا۔ لیکن عدالت اپیل ماتحت نے تجویز روداد مقدمہ کی بوجہ اپنی غلط رائے متعلقہ مانع تقریر مخالف کے نہین کی ہے۔

مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ عدالت موصوف مین واسطے تجویز روداد بلحاظ دیگر عذرات کے جو فریقین نے پیش کی تہی واپس بہیجتا ہون خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع شاہجہانپور اپیل دوم نمبر ۱۰۴۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۴ جولائی

احمد حسن خان بنام بہولی

زمیندار و اسامی۔ نالش نکلوا دیجانے درختان منصوبہ اسامی۔ مانع تقریر مخالف بذریعہ سکوت۔

یہہ امر کہ زمیندار اپنے حق کے حاصل کرنے کے دعوے رجوع کرانے اون درختان کا تہا جو اسامی نے بلا رضامندی

اوسکے نصب کرلیے تہے تاریخ نصب کرنے درختان مذکور سے عرصہ تین سال تک دعوے درختان مذکور کے نکلوا دیجانیکا نہین کیا منجملہ مانع تقریر مخالف بالسکوت نہین ہے کہ جس سے زمیندار دعوے نکلوا دیجانے درختان

مذکور قبل انقضاے اوس میعاد سماعت کے جو ایسی نالش سے متعلق ہے ناکامیابی نکر سکتا ہو۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس۔ مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا کیطرف سے مسٹر مادہو پرساد حاضر ہوئے ہین رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر ہی نہین ہوا ہے حالانکہ اوسکا نام آج پکارا گیا تہا۔

مدعی مسلمہ زمیندار اوس اراضی کا ہے جو اب متنازعہ ہے اور یہہ بہی مدعا علیہ کو اس اراضی پر کوئی استحقاق بجز اوسکے حاصل نہین ہے جو اوسکو از روے عطیہ منجانب مدعیان کے اوسکو حاصل ہے یہہ نالش واسطے نکلوا دیجانے چند درختان کے ہے جو مدعا علیہ نے حال مین اراضی نمبر ۱۰ اسعد کی بابت کہ جو کسی وقت مین اراضی باغ تہی اور جسکی درخت خریدار نیلام حقیت مدعا علیہ نے نکال ڈالے تہے نصب کی ہین۔

عدالت مرافعہ اولی نے دعوے ڈگری کیا تہا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے اوس ڈگری کو بذریعہ اوس فیصلہ کے منسوخ کیا ہے جسکی ایک فقرہ کی نقل کر دینے سے اوسپر اچہی طرح سے غور ہو سکیگا۔ ذیلی جج اپنے فیصلہ کے اخیر مین یہہ کہتے ہین۔

مین تجویز کرتا ہون کہ اپیلانٹ نے اس اراضی پر تین برس ہوے جب دوبارہ درخت نصب کیے تہے۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ وہ یہہ کام بلا رضامندی زمیندار کے نہین کر سکتا تہا اجارہ مین کاغذ بندوبست صاف ہے جسمین ایک صاف و صریح اقرار منجانب اپیلانٹ اجارہ مین شامل ہے کہ قبل دوبارہ نصب کرنے درختان کے رضامندی زمیندار کی حاصل کیجاوے لیکن اوس نے ایسا کیا اور زمیندار تین برس تک بیٹہا رہا اور خلاف اس عہد شکنی کے کچھہ نہین کہا۔ اندرین حالات مین خیال کرتا ہون کہ کوئی حکم امتناعی عطا ہونا چاہیے کیونکہ زمیندار نے تین برس کی خاموشی سے حکم امتناعی سے اپنے کو غیر مستحق کر دیا ہے۔

ذیلی جج نے یہہ نتایج مدعا علیہ کے اس عذر کے نامنظور کرنیکے بعد اخذ کی ہین کہ نالش خارج المیعاد ہے اور اوس عذر کے اس طرح پر نامنظور کرنے مین ذیلی جج نے میرے بہائی

اشٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ پر مقدمہ مشرف علی بنام افتخار حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۶۳۴) پر استدلال کیا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خود ذیلیم جج عدالت اپیل ماتحت کے تجویز کے اعتبار سے یہہ اپیل منظور ہونا چاہیے کیونکہ اگر نالش خارج المیعاد نہین ہے کہ جو صورت تجویز عدالت اپیل ماتحت کی تجویز سے متصور ہونی چاہیے تو پہر کوئی عذر مثل عذر سکوت کے ایسا نہین ہے جس سے ایسا چارہ کار قانونی ناقابل استفادہ ہو جاوے جسکا اسمقدمہ مین دعوے کیا گیا ہے۔

چارہ کار قانونی کے محض اس عرصہ تک دعوے نکرنیسے کہ جو میعاد سماعت سے کم ہے کوئی وجہ اوسکی حاصل نہین ہو سکتی ہے کہ جسکو ذیلیم جج نے غلطی سے قاعدہ سکوت عادلانہ کا تصور کیا ہے میعاد سماعت مین تخفیف نہین ہو سکتی ہے اور چونکہ کوئی تجویز ایسا نہین ہے کہ مدعا علیہ نے ان درختون کو مدعیان زمینداران کے کسی قسم کے سکوت صریحی یا معنوی کے ساتھہ نصب کیا ہے تو فعل مدعا علیہ کا بجنسہ مداخلت بیجا کے اور کچہہ نہین ہو سکتا ہے اور محض اس امر سے کہ مداخلت بیجا مذکور درختان جدید کے نصب کرنیکی شکل مین ہوئی ہے نوعیت فعل مدعا علیہ کی تبدیل نہین ہو جاتی ہے کہ جو اسر مداخلت بیجا ہی رہتا ہے۔

بر بنا تجاویز واقعاتی کے جو خود عدالت اپیل ماتحت نے اخذ کی ہین مین یہہ اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتا ہون۔

انگریزی صفحہ ۔ ضلع مراد آباد — اپیل دوم نمبر ۶۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲ جولائی

ملو خان بنام تہان سنگہ وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۵۶۲ و ۵۶۴ و ۵۶۴ - واپسی - حکم ظاہراً حسب دفعہ ۵۶۲ اوسمقدمہ مین جسمین تجویز روداد ہی عدالت مرافعہ اولے سے ہوی تہی - حکم واپسی اور کل کارروائی مابعد کا ناجایز ہونا - اپیل دوم - عذر جو بابت دداشت اپیل مین نکیا گیا ہو اوسکا بوقت سماعت کے منظور ہونا -

ایک مقدمہ مین جو بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت منصفی کے جج ماتحت کے روبرو پیش ہوا تہا شاہد علیہ نے ظاہراً بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حکم واپسی کا صادر کیا اگرچہ منصف نے مقدمہ کو بر بنا کسی امر ابتدای کے منفصل نہین کیا تہا بلکہ اونہون نے تجویز اور فیصلہ روداد ہی کیا تہا

تجویز ہوئی کہ ایسا حکم واپسی کا اور نیز کل کارروائیات مابعد حکم مذکور کے خلاف قانون ہین۔ یہہ بہی تجویز ہوئی کہ بہ نسبت جوازیت حکم واپسی مذکورہ بالا کے اپیل دوم مین جو بنا راضی ڈگری مقدمہ کے ہو اعتراض کیا جا سکتا ہے اور اگرچہ صدر اوسکے ناجوازیت کا یادداشت اپیل مین نہین کیا گیا تہا تاہم عذر مذکور ایسا ہے جو معقول طور پر بموجب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور ہونا چاہیے۔ رامیشر سنگہ بنام شیو رتن سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵) و جہنگو کنور بنام نوجہار کنور (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۹۰) کی تقلید ہوئی۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے دخلیابی بعض اراضی کے بذریعہ بیدخلی کے ہی اور ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو دایر ہوئی ہتی۔ نالش مذکور ۲۴ اپریل ۱۸۸۸ء کو منصف حاکم عدالت مرافع اولی نے جزواً ڈگری کی ہتی اور بناراضی اوس ڈگری کے اپیل ضلع جج کے حضور مین ۷ مئی ۱۸۸۸ء کو دایر ہوا تہا اور بغرض تصفیہ کے ذیعلم جج ماتحت کے حضور مین منتقل ہو گیا تہا۔

ذیعلم جج ماتحت نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۸۸ء کے اپیل ڈگری کیا اور بمنسوخی فیصلہ منصف کے مقدمہ کو بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے فیصلہ روداد ی کے واپس بہیجا۔

برطبق حکم واپسی مذکور کے منصف نے دوسرا فیصلہ مشعر ڈگری دعوی مدعیان بذریعہ اپنے فیصلہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۸ء کے صادر کیا اور اوسکے بعد پہر مدعا علیہم نے جج کے حضور مین اپیل کیا کہ جنہون نے جج ماتحت کے پاس اپیل کو منتقل کر دیا اور اوس عہدہ دار نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۰ء کے دعوے مدعیان کا ڈسمس کر دیا۔

بناراضی اس ڈگری کے جو عدالت اپیل ماتحت سے جسمین جج ماتحت اجلاس کرتے ہین اسطرح پر صادر ہوئی ہتی یہہ اپیل دوم ۱۹ جون ۱۸۹۰ء کو دایر ہوا تہا اور یہہ وہی اپیل ہے جو مجہکو عدالت ہذا کے جلسہ واحد مین اجلاس کرکے انفصال کرنا ہے۔

دوران تقریر مین جو میرے روبرو مسٹر عبد الرؤف نے منجانب اپیلانٹ کے ایک جانب اور مسٹر بلدیو رام نے خلاصہ مسٹر سندر لال کا اپنے پاس رکہکر منجانب رسپانڈنٹ کے دوسری جانب کی ہے میری یہہ رائے ہے کہ امر حصری فیصلہ مقدمہ ہذا کا مدار اس امر پر ہے کہ آیا حکم واپسی صادرہ جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۸۸ء حکم ناجایز اور قانونی ہے یا نہین یا یہہ کہ حکم مذکور ایسا ہے جو خلاف اختیار صادر ہوا ہے اور اوس حیثیت سے قابل منسوخی ہے۔ اس امر کی تجویز ازروی فیصلہ اجلاس

کامل عدالت ہذا بمقدمہ رامیشر سنگہ بنام شیودین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) کے ہو چکا ہے اور فی الحقیقت مسٹر بلدیو رام نے منجانب رسپانڈنٹ کے پورے طور پر یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ بموجب اوس فیصلہ اجلاس کامل کے حکم جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء کو خلاف قانون اور خلاف اختیار تصور کرنا چاہیے۔

مسٹر بلدیو رام نے منجانب رسپانڈنٹ کے جو کچھ بحث کی ہے وہ کل یہہ ہے کہ یہہ عذر جبر داون عذرات کا نہین ہے جو یادداشت اپیل مین کیے گئے ہین اور محض اس امر کی وجہ سے مین باوجود دفعہ ۵۴۴ کے اس امر کی سماعت کرنے سے ممنوع ہو گیا ہون۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث غیر صحیح ہے۔ میرے روبرو ایک ایسا ہی مقدمہ ہگو کنور بنام فوجدار کنور (زبدۃ الانتظار ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۹۰) مین پیش ہوا تہا اور اوسمین مینے یہہ تجویز کی تہی کہ چونکہ حکم واپسی محکومہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی خلاف قانون تہا لہذا بموجب فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رامیشر سنگہ بنام شیودین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) کے کل کارروائیان بہی جو اوسکے بعد ہوئی ہین خلاف قانون اور خلاف اختیار ہین اور اگرچہ یہہ بحث اوس مقدمہ مین بالخصوص نہین پیش کی گئی تہی تاہم مینے اوس عذر کے پیش کیے جانیکو بلحاظ اوس اختیار امتیازی کے جو جج کو بہ نسبت ان امور کے حاصل ہوتا ہے منظور کیا تہا جو واقعات مسلمہ مقدمہ یعنی اون واقعات سے پیدا ہوتے ہین جو بذریعہ لینے شہادت مزید کے تجویز مزید طلب نہین ہوتے ہین۔

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بہی ایک مقدمہ اونہین مقدمات مین سے ہے اور باعتبار اوس تقریر کے جو ہر فریق کے جانب سے میرے روبرو ہوئی ہے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء مشعر واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ خلاف قانون ہے کیونکہ خلاف اون وجوہ کے ہے جو فیصلہ اجلاس کامل محولہ بالا مین مندرج ہین اور چونکہ کیفیت یہہ ہے پس ہر کارروائی بہی جو اوسکے بعد ہوئی ہے خلاف قانون ہے کیونکہ ذیلعلم جج ماتحت کا یہہ کام تہا کہ تجویز مقدمہ کی روداد پر کر لے اور اگر وہ ایسا کر لیتے تو البتہ اونکو وہ اختیار حاصل ہو جاتا جو اونکو بحیثیت عدالت اپیل اول کے ازروے دفعات ۵۶۶ و ۵۶۸ کے عطا ہوا تہا۔

مین یہہ اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء مقدمہ اوسی عدالت مین واسطے تجویز روداد کی بلحاظ اون تحریرات کے جو سینے کی ہین واپس بہیجتا ہون۔ یہہ حکم واپسی بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے کیونکہ بیان اجلاس

کرکے عدالت اپیل دوم مین اجلاس کر رہا ہون اور نہ عدالت اپیل اول مین اور مین ایسا سیلئے کہتا ہون کہ مینے اکثر اون فرقون کو بیان کردیا ہے جو درمیان خدمات عدالت اپیل اول و عدالت اپیل دوم کے واقعہ ہین۔

عدالت اپیل ماتحت مقدمہ کے تجویز رودادی کرنیکے وقت بلاشبہہ اقتضایات دفعہ ۱۸۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو ذہن نشین رکھیگی اور شہادت کے اون خاص اجزا پر حوالہ کریگی جسپر وہ اپنی تجویز کے لیے استدلال کرے اور مین حکم دیتا ہون کہ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع الہ آباد نگرانی فوجداری نمبر ۵۳۴ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۵ ستمبر

مجریہ ۱۸۸۹ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام میکو و یک کس دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۴۹۹ و ۵۰۰ - ازالہ حیثیت عرفی مستغیث کون ہو سکتا ہے - رعایتی گفتگو

ایک مسکوحہ ہندو عورت کے باپ اور بہائی کے نسبت تجویز ثبوت جرم ازالہ حیثیت عرفی بر طبق استغاثہ شوہر عورت مذکورہ کے اونکی اس بیان کے بابت صادر ہوئی تہی کہ ایک شخص اجودہیا نے اوس عورت کو بغرض یا بہ نیت ارتکاب زنا کے پکڑا تہا۔ تجویز ہوئی کہ بیان مذکور ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچتا ہے اور منجملہ مستثنیات متعلقہ دفعات ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کسی مستثنی مین داخل نہین ہے اور شوہر چونکہ وہ شخص ہے جسکو رنج پہونچا ہے شخص مناسب واسطے دایر کرنے استغاثہ کے ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ای اے ہوورڈ منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر ردی لال منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس - میکو اور بدل سایلان عدالت ہذا مجرم جرم محکومہ دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے ثابت ہوئی ہین اور اونمین سے ہر ایک کے نسبت ۵۰ جرمانہ ادا کرنیکا حکم سزا صادر ہوا ہے - مجہسے واسطے نگرانی تجویز اور حکم سزا کے ان وجوہ کے بنا پر درخواست کی گئی ہے - اول جو گفتگو سایلان نے کی ہے وہ رعایتی ہے ثانیاً اس وجہ کی بنیاد پر کہ استغاثہ منجانب مسماۃ سندریا زوجہ ماتا بدل کے دایر ہونا چاہئے تہا اور نہ منجانب خود ماتا بدل کے - جن کلمات کے نسبت یہہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچتے ہین وہ اسمضمون سے ہین کہ ایک شخص مسمی اجودہیا نے جو ماتا بدل کا رشتہ دار ہے مسماۃ سندریا کو اوسکی ساتہہ زنا کرنیکی غرض یا نیت سے پکڑا تہا - یہہ امر فرض کر لینے کے قابل ہے کہ سایلان عدالت ہذا باپ اور بہائی مسماۃ سندریا کے ہین یہہ امر

بنابرین یہہ امر ناقابل اعتبار ہے کہ جو اشخاص کسی عورت سے ایسا رشتہ رکہتے ہون وہ عمداً بلا پائے کسی بنیاد کے اوس عورت کے نسبت ایسا بیان کرین۔ لیکن شہادت مین یہہ بات ہے کہ جس روز مسماۃ سندریا کا اوس طرح پر پکڑا جانا قیاس کیا جاتا ہے اوسکے بعد چہہ سات روز تک وہ یعنی مسماۃ سندریا ماتا بدل کے مکان مین رہی تھی اور اوس سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہین کی تھی۔ شہادت مین یہہ بات بہی خود سندریا کے بیان سے ہے کہ اوسکے ساتھہ جو کچھہ کیا گیا تھا وہ کل یہہ ہے کہ اوسکا ہاتھہ اور گلا اجودہیا نے اجودہیا کے مکان کے دروازہ پر پکڑا تہا۔ عدالت کے اظہار مزید لینے پر سندریا نے یہہ بیان کیا ہے کہ وہ نہین کہہ سکتی ہے کہ کس نیت سے اجودہیا نے اوسکو پکڑا تہا۔ پس اگر حسب بیان سائلان کے سندریا پکڑی گئی تھی اور اوسی نیت سے پکڑی گئی تھی تو ہر شخص اونسے یہی امید رکہیگا کہ اوس نے اپنے شوہر سے جو گہر سے غیر حاضر نہتا اور بہت دور نہین تہا ضرور شکایت کی ہوتی۔ یہہ امر کہ وہ اپنے شوہر کے گہر مین چہہ یا سات روز تک رہی اور کوئی اطلاع سائل [illegible] نہین دی بہت عجیب ہے۔ تاہم یہہ امر ممکن الکشف ہے اور اگر مجہے یہہ ثابت ہوتا کہ سائلان یہہ چاہتے ہین کہ سندریا نے اونسے یہہ اپیل کی ہے کیونکہ اوسکو معلوم ہے کہ اوسکا شوہر اوسکی نہین سنتا ہے یا کوئی کارروائی نکریگا تو مین مقدمہ کے نسبت کوئی دوسری راے قایم کرنیکو آمادہ ہوتا۔ یہہ بخوبی قرین قیاس ہے کہ باپ اور بہائی یہہ سنکر کہ سندریا پر دست درازی ہوئی ہے ضرور کوئی کارروائی کرتے کہ سندریا کو اون دست درازی کے اعادہ سے محفوظ رکہین لیکن مین یہہ بہی امید کرتا ہون کہ وہ یہہ کہتے کہ اونہون نے وہ کارروائیان کی تہین اور اونہون نے وہ کارروائیان اسلئے کی تہین کہ اون سے اونسے اپیل کیا تہا اور اسلئے کہ شوہر نے کوئی کارروائی کرنیسے انکار کیا تہا۔ لیکن وہ اپنے بیان مین کلمات ازالہ حیثیت عرفی کے استعمال کرنیسے مطلقاً انکار کرتے ہین۔ وہ یہہ ذکر نہین کرتے ہین کہ سندریا نے اونسے اپیل کیا تہا اور یہہ بات وہ عدالت پر چہوڑتے ہین کہ یہہ نتیجہ اخذ کرے کہ صرف سندریا ہی وہ شخص ہے جس نے ان کلمات کا کبہی استعمال کیا تہا۔ چونکہ صورت مقدمہ کی یہہ ہے تو مین یہہ تجویز نہین کرتا ہون کہ روسے اس بیان کے کہ یہین محفوظ ہین اور مین عدالتہاے ماتحت سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ شہادت سے ثابت ہے کہ تشریحات و مستثنیات مندرجہ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند مین کسی کے رو سے وہ محفوظ نہین ہین۔ مسٹر ہورڈ نے جو منجانب سائلان حاضر ہوے ہین میری توجہ مقدمہ گوندا بنام نایک اور نتولی راندین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۲۶ کی طرف مائل کی ہے۔ بہر کیف اوس مقدمہ اور مقدمہ حال مین بہت وسیع فرق ہے۔ اوس مقدمہ مین گوندا کی

نسبت یہہ ثابت ہوا تہا کہ اوس نے بہ نیک نیتی بنظر حفاظت اپنی استحقاق کے بیان کیا تہا۔ مجہکو متعلق الفرڈ نلسن لاٹن بنام دی انریبل اینڈ رائٹ ریورند دی لارڈ بشپ آف سوڈر اینڈ مین للا رپورٹ جلد ۴ پریوی کونسل صفحہ ۴۹۵) کا بہی حوالہ دیا گیا ہے لیکن وہ مقدمہ تم قسم مقدمہ محولہ بالا کا ہے اور امر واحد پر مبنی ہے۔ اگر شہادت مقدمہ کی سچ ہے تو سائلان نے خود اپنی استحقاق کی حفاظت کے نظر سے یہہ بیان نہین کیا ہے بلکہ ماتا بدل اور اوسکی زوجہ کو خود اپنے اغراض سے لیے بدنام کرنیکے لئے کیا ہے۔ دوسرا عذر جو پیش کیا گیا ہے اوسپہ غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مین سمجہتا ہون کہ استغاثہ ماتا بدل کی طرف سے دایر کیا گیا ہے جو ایسا شخص ہے جسکو رنج پہونچا ہے لہذا مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون۔ مسل واپس بہیجا وے۔

ضلع علیگڈھ — اپیل اول نمبر ۱۶۷ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۱ جون

رعایت النساء و یک کس دیگر بنام حاجی محمد اسمعیل خان وغیرہم

اجراے ڈگری۔ ڈگری کا بغرض اجرا کے کلکٹر کے پاس منتقل ہونا۔ نوعیت اون اختیارات کی جو بحالت منتقل ہوجانے ڈگری حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل استعمال کلکٹر کے ہین۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۰ و ۳۲۳ و ۳۲۷۔

جو منصب اوس کلکٹر کو حاصل ہوتے ہین جسکے پاس ڈگری بغرض اجرا کے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہو جاتی ہے وہ منصب محض عاملانہ ہیں اور نہ عدالتانہ قسم کے ہین۔

پس جس صورت مین اوس کلکٹر نے جسکی پاس ڈگری بغرض اجرا کے حسب احکام دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہو گئی تھی اوس نے حکم التواے نیلام حسب مضامین ذیل صادر کیا تھا۔

یہہ حکم ہوا کہ نیلام ملتوی کیا جاوے اور بذریعہ اس حکم کے کاغذات جو عدالت سے آئی ہین واپس کیجاوین اور مسل مقدمہ داخل دفتر ہو۔ اور حکم مذکور کے بعد عدالت صادر کنندہ ڈگری نے حکم مشعر اخراج مقدمہ اجراے ڈگری کے صادر کیا۔

تجویز ہوئی کہ یہہ احکام حسب منشا دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بطور مانع کارروائی اجراے ڈگری مزید کے عمل پذیر نہین ہو سکتے ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹان — حمید الله منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ کے جہانتک وہ واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری ہین اونکا اعادہ اسموقع پر ہونا جایز ہے اور وہ حسب ذیل ہین۔

۲۶ فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو اون شخصون نے جنکے قایمقام رسپانڈنٹان ہین ایک ڈگری واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] کے بنفاذ کفالت اور پر جایداد غیر منقولہ از ان مدیونان ڈگری اپیلانٹان کے حاصل کی تھی۔ ڈگری جو اسطرحپر حاصل کی گئی تھی وہ اول مرتبہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۳ء کو معرض اجرا مین رکھی گئی تھی اور ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء کو جزو جایداد مکفولہ نیلام کرایا گیا تھا اور جب جزو زر ڈگری بھی ادا کیا گیا تھا اور ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء کو مقدمہ اجراے ڈگری بصورت جزو وصول ڈگری کے خارج کیا گیا تھا۔

بعدہ اجراے ڈگری کی اور درخواستین گذری تھین اور ۲ اگست سنہ ۱۸۸۵ء کو مختلف کارروائیون

کے ہونیکے بعد ڈگری بموجب دفعہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کلکٹر کے پاس منتقل کی گئی تھی۔ کلکٹر کے پاس ڈگری اجرا کے لئے منتقل ہو آنیکے بعد مثل اریسے چند کارروائیان کی تعین اور واضح ہوتا ہے کہ ۲ جون ۱۸۸۶ء واسطے نیلام کے مقرر ہوئی تھی۔ لیکن اوس تاریخ کو ڈگریداران نے یہہ درخواست کی تھی کہ ہم جایداد کو اوس تاریخ پر نیلام کرانا نہیں چاہتے ہیں اور اونہون نے یہہ استدعا کی کہ اشتہار نیلام مجدداً جاری کیجاوین اور اونہون نے یہہ استدعا کی کہ بحالت ملتوی ہوجانا نیلام کے مقدمہ خارج کر دیا جاوے۔

برطبق داخل ہونے درخواست کے کلکٹر نے حکم ذیل صادر کیا۔

حکم ہوا کہ نیلام ملتوی رہے اور بذریعہ نقل حکم ہذا کا غذات [illegible] واپس ہوا اور مقدمہ [illegible]

ان لفظون کی جب انگریزی کیجاوے تو اوسکے یہہ معنی ہوتے ہین۔

یہہ حکم ہوا کہ نیلام ملتوی رہے اور بذریعہ نقل اس حکم کے کاغذات [illegible] واپس کئے جاوین اور مقدمہ خارج [illegible]

اب دیکھنا چاہئے کہ جہانتک کلکٹر کو تعلق ہے معاملات اسطور پر ہے اور درحقیقت امر [illegible]

حکم جج ماتحت مورخہ ۲۸ جون ۱۸۸۶ء ہے کہ جو اوس روبکار کے ظہر پر ثبت ہوا تھا جو عدالت دیوانی مین کلکٹر کے یہان سے آیا تھا اور وہ بدین خلاصہ ہے کہ مقدمہ خارج کیا جاوے [illegible]

اوسکے بعد جو ہوا تھا وہ یہہ ہے کہ ڈگریداروں نے ایک استدعا کی تھی کہ روپیہ بذریعہ نیلام ۳۰ نومبر ۱۸۸۶ء کے وصول ہوا ہے [illegible] اونکو ادا کر دیا جاوے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست ۲۳ جولائی ۱۸۸۷ء کو منظور ہوئی تھی۔

یہہ مقدمہ بذریعہ درخواست اجرائے ڈگری منجانب ڈگریداران مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۶ء کے شروع ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوس درخواست پر [illegible] ہوا اور ۱۸ مئی ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت نے یہہ مقدمہ کلکٹر کے پاس منتقل کر دیا۔

معاملات اسطور پر تھے جب [illegible] ۱۸۸۹ء [illegible] ڈگری ابہیمان سنگہ نے اجرائے ڈگری کی نسبت عذرات کئے اور وہ عذرات موجب [illegible] اپیل سے ظاہر ہوتے ہین اور جن میں سے اول تین عذرات مسٹر غلام مجتبی نے منجانب [illegible] مسٹر [illegible] چھوڑ دئے ہین

چوتھے عذر اپیل کے تحت مین مسٹر غلام مجتبی نے ہماری توجہ حال کے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ سرادہا چرن بنام مان سنگہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۵ پر متوجہ کرائی ہے اور یہہ بحث کی ہے کہ حکم کلکٹر مورخہ ۲ جون ۱۸۸۶ء مشعر اخراج مقدمہ و حکم جج ماتحت بدین حکم کہ

کاغذات داخل دفتر ہون ایسے احکام ہین جو مانع درخواست اجرائے ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہین۔

بجانب دیگر مسٹر حمید اللہ نے منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ بحث کی ہے کہ حکم کلکٹر مورخہ ۴ جون سنہ ۱۸۸۵ء جو بموجب ... کاغذات کلکٹر کے جنکے پاس ڈگری عدالت دیوانی کی بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل ہوجاتی ہے عدالتانہ قسم کے نہین ہین بلکہ صرف عاملانہ قسم کے ہین اسلیئے حکم مورخہ ... سنہ ... بطور کسی ایسے حکم کے متصور نہین ہوسکتا ہے جو دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے حسب منشاء داخل ہوسکے۔

جو بحث اسطور پر پیدا ہوئی ہے اوسکی صراحت حسب ذیل ہوسکتی ہے

جب عدالت دیوانی کی ڈگری کلکٹر کے پاس بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہوجاتی ہے تو آیا کلکٹر کو بتقویت اوس انتقال کے کوئی اختیار عدالتانہ بہ نسبت اوس اجرائے ڈگری کے حاصل ہوتا ہے یا نہین یا باوجود انتقال مذکور کے بھی وہ قائمقام عدالت کے بہ نسبت کارروائی اوس اجرائے ڈگری کے رہتے ہین۔

پس اس بحث کے نسبت مسٹر حمید اللہ نے منجانب رسپانڈنٹان کے حوالہ اوپر فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ ... دہو پرساد بنام ہنسا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۴) اس کے کیا ہے جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جو احکام کلکٹر بستعمال اون اختیارات کے صادر کی ہون جو انکو بموجب دفعہ ۳۲۰ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہ نسبت اجرائے ڈگری عدالت دیوانی کے بعد اسکے کہ ڈگری مذکور اونکے پاس بموجب دفعہ ۳۲۰ کے منتقل ہوئی ہو صادر کرے وہ عدالت العالیہ ہائیکورٹ مین قابل اپیل نہین ہین۔ ریسپانڈنٹ کے وکیل نے میری توجہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ کیشب دیو بنام رادہے پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۹۴) پر بھی متوجہ کرائی ہے جسمین ... تجویز کرنے کے نسبت اختیارات ... کے ذریعہ چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی ہے کہ نیت وضع قوانین کی جو دفعہ ۳۲۰ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ظاہر کی گئی ہے یہہ نہین ہے کہ کلکٹر کو کوئی اختیار بحیثیت عدالت کا دیا جاوے بلکہ یہہ ہے کہ دیگر امور مین کل کارروائیان کلکٹر کے حوالہ کردیجاوین اور جو امور اسطور پر کلکٹر کے حوالہ کیجاوین وہ اوسقدر احاطہ اختیار عدالت دیوانی سے نکال لیجاوین لیکن کوئی امور حقیقت یا اور کوئی امور بشرطیکہ زیر نزاع ہو اور متذکرہ دفعات ۳۲۳ ب و ۳۲۳ ج و ۳۲۳ د حوالہ کیجاویگی۔

اپنا فیصلہ صادر کرینکے وقت کہ جس فیصلہ مقدمہ سے مجھے بھی اتفاق تھا ذیعلم چیف جسٹس کو موقع اوس فرق کے ظاہر کرنیکا ملا تھا جو درمیان اوس مقدمہ کے اور اونکی فیصلہ سابق تھومل بنام لچھمن نراین (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۴) کے تھا لیکن مین اوس فیصلہ کا ذکر کرنا نہین چاہتا ہون کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ قاعدہ قرار یافتہ مقدمہ مذکورہ بہ نسبت صحیح حیطہ اشتہار گورنمنٹ نمبری ۱۷ ء ۱۸۸۶ء کے جو بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے بہت ضروری ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو بحث ضروری جو مقدمہ مین تصفیہ طلب ہے یہہ ہے کہ دست برداری ۲۰ ہوان ۱۸۸۶ء کے جو کہی جاتی ہے وہ ایسی دست برداری ہے جس سے دفعہ ۳۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا متعلق ہوگا اسطرحپر کہ وہ مانع درخواست اجراحال کا ہو یا نہین۔

میری یہہ راے ہے کہ کل اختیارات جو از روے دفعہ ۳۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستعمل ہوسکتے ہین وہ ضرورتاً عدالتانہ قسم کے اختیارات ہین عام اس سے کہ استعمال اختیارات مذکور کا باثبات ہو یا بہ نفی ہو یعنی یہہ کہ عام اس سے کہ دست برداری مذکور باجازت یا بلا اجازت تجدید مقدمہ سرنو کے منظور ہوئی ہو یا نہوئی ہو۔ صرف اسی منشا مین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۲) کو سمجھنا چاہیے اور اوس قاعدہ کو اسطرحپر وسعت مزید ندینا چاہیے کہ اوسکے رو سے کوئی ایسے اختیارات کسی ایسے عہدہ دار کو عطا ہو جاوین جسکو منصب عادلانہ تفویض نہین ہوے ہین۔ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ کلکٹر کے پاس ڈگری کے منتقل ہو آنے سے اونکو کوئی اختیار اس کے علاوہ عطا نہین ہو جاتا ہے کہ وہ محض حاکم عامل حسب اقتضاے ایکٹ کے واسطے تعمیل اجراے ڈگری عدالت دیوانی کے ہوتے ہین۔

بتردید اس راے کے مسٹر غلام مجتبی نے لیاقت سے یہہ بحث کی ہے کہ اگر یہہ آرا جو مینے ظاہر کی ہین اونکی وسعت منطقی مین قبول کر لیجاوین تو کوئی کلکٹر جسکے پاس ڈگری اجراے کے لئے منتقل ہو جاوے تصدیق وصول زر ڈگری کے حسب منشاء دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فی الحقیقت نکر سکیگا اور وہ نیلام بہی ملتوی نکر سکیگا اور ذیعلم وکیل نے یہہ بحث کی ہے کہ اسلئے ہمکو یہہ تجویز کرنا چاہیے کہ کل معاملات متعلقہ اجراے ڈگری مین اوس وقت تک سے کہ جب ڈگری بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہو جاتی ہے کلکٹر واسطے کل اغراض عملی کے عدالت اجرا کنندہ ڈگری ہو جاتا ہے جو قابض ڈگری اور قانوناً مستحق فیصل کرنے کل امور متعلقہ اجراے ڈگری کا ہوتا ہے اور اس مقدمہ مین حاکم مجوز

۲۰ جون ۱۸۸۹ء چونکہ یہہ ایک حکم شعر اظہار دستبرداری نسبت اجراء ڈگری کے منجانب ڈگریداران بلا اجازت دربارہ تجدید درخواست کے ہے لہذا ایسا حکم ہے جس سے فیصلہ اجلاس کامل متعلق ہو جاتا ہے اور درخواست اجرائے حال قابل قایم رہنے کے نہیں ہے۔

پس ہماری یہہ تجویز کو موجب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ کے تعلق ہے میری یہہ رائے ہے اگرچہ اس معاملہ کا فیصلہ میری رائے میں واسطے اغراض اس مقدمہ کے ضروری نہیں ہے کہ عبارت کوئی عدالت اجرا کنندہ ڈگری موجودہ اخیر فقرہ دفعہ مذکور لیسے عبارت ہے جس میں وہ کلکٹر داخل نہیں ہے جسکے پاس ڈگری بغرض اجرا منتقل ہوئی ہو درحقیقت بجز اوس صورت کے کہ از روے فقرہ سیوم دفعہ ۳۲۰ کے جیسا کہ وہ اب بذریعہ ترمیم از روے ایکٹ ۶ ۱۸۸۸ء کے ترمیم ہوا ہے لوکل گورنمنٹ بالخصوص کلکٹران کو اختیار ایسے تصدیق کرنیکا جیسا کہ دفعہ ۲۵۸ میں مقصود ہے عطا کرے اس مقدمہ میں کوئی بیان نہیں ہے کہ کلکٹر کو ایسا اختیار کیا گیا ہے اور مسٹر غلام مجتبی نے منجانب اپیلانٹ کے تسلیم کر لیا ہے کہ قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ اور مندرجہ اشتہار نمبری ۱۷ ۱۸۸۰ء مطبوعہ صفحہ ۱۰۲ حصہ دوم گزٹ ممالک مغربی و شمالی واودہ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۰ء بہ نسبت دیجانے ایسے اختیارات کے کلکٹر کو خاموش ہیں۔

بہ نسبت جزو دوم حجت مسٹر غلام مجتبی کے جو مجھے کہنے کی ضرورت ہی وہ کل یہہ ہی کہ نیلام کا ملتوی کرنا کوئی فعل عدالتانہ حسب منشا مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے اور جب ڈگری بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایکمرتبہ کلکٹر کے پاس منتقل ہو جاوے تو اوسکو اختیار امتیازی عاملانہ نیلام ملتوی کرنیکا اوسیطور پر حاصل ہوتا ہے کہ جسطرح جبکہ اونکو وہ اختیارات نافذ کرنا پڑتے ہیں جو اونکو بموجب دفعات مابعد مجموعہ عطا ہوے ہیں

مسٹر غلام مجتبی نے بتایا اپنی حجت کے فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ بادیہو پرکاش سنگھ بنام مرلی منوہر (انڈین لاء رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۲۳) اور اوپر فیصلہ ۱۸۷۵ء جو بمقام پریوی کونسل مقدمہ شیو منی سنگھ بنام تارا ناتھ مکرجی (انڈین لاء رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۹۵) اس مسئلہ کی تائید میں استدلال کیا ہے کہ بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ کے کلکٹر کے پاس محض ڈگری کے منتقل ہو آنے سے کل کارروائیاں جو اوسکے روبرو اجرائے ڈگری میں ہوں وہ تابع قواعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو جاتی ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ کہنا کافی ہے کہ ان فیصلوں سے بحث قایم نہیں ہوتی ہے کیونکہ جس بنا پر ہر دو فیصلہ مبنی ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ بر طبق انتقال ڈگری حسب دفعہ ۳۲۰ کے خدمات کلکٹر کے محض عاملانہ ہوتی ہیں اور ہر دو مقدمات متحولہ میں مناسب عدالت کا لکھا ہوا ضرور تا عدالت

پس چونکہ میری یہہ رائے قرار پائی ہے لہذا میں یہہ تجویز کرتا ہوں کہ بذریعہ حکم جرکی اس مسئلہ کے تجویز کرنے میں رائے منجی ہی کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا ڈگریداران رسپانڈنٹان کو درخواست اجرائے ڈگری حال پیش

کر نمین مانع نہین ہے اور چونکہ فریقین ایک بحث ہے جسپر مکرر و برابر اصرار ہوا ہے اور دیگر عذرات اپیل صریحًا ترک کر دئے گئے ہین مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ اپیل دوم نمبر ۱۲۳۷ سنہ ۱۹۰۸ء منفصلہ ۲۸ جولائی

جانکی بنام بلدیو سنگہ

زمیندار و اسامی۔ اسامی دخیلکار۔ پٹہ منجانب اسامی بابت اپنے کاشت دخیلکاری کے ضبطی۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹ و ۹۳ و ۷ و ۲۰۲۔ اختیار سماعت۔ عدالتہای دیوانی و مال۔

ایک اسامی دخیلکار نے ایک پٹہ میعادی بیس سال اپنے کاشت دخیلکاری کا کر دیا اور پٹہ دار کو دخیل کرا دیا۔ بعدہ زمیندار نے عدالت منصفی مین نالش منسوخ کرانے پٹہ اور بیدخل کرانے پٹہ دہندہ و پٹہ گیرندہ دونون کے کاشت دخیلکاری سے دائر کی۔ بر طبق اپیل ضلع جج نے یہہ تجویز کی کہ صحیح طور پر کہنے سے نالش مذکور ہرگز نالش دیوانی کی نہین ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے جج نے کارروائی اپیل مین بموجب دفعہ ۲۰۲ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ نالش از قسم دیوانی کے ہو یا نہو جج کی راے دفعہ ۲۰۲ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے متعلق کرنے مین صحیح تہی۔

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ محض اسامی دخیلکار کا اپنی کاشت کا پٹہ لکہدینا کاشت مذکور کی ضبطی کی وجہ نہین ہو سکتا ہے۔ مادہو لال بنام شیو پرساد مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۹) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

روپ ناتہہ منجانب اپیلانٹ گوبند پرساد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ مدعی رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا اسلئے زمیندار اوس موضع کا ہے جسمین بعض اراضیات تعدادی یکصد کچہ واقعہ ہین۔ یہہ مسلمہ ہے کہ اس اراضی کی مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹہ باستحقاق دخیلکاری حسب منشا دفعہ ۹ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے کاشتکار تہی۔

۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو جانکی مدعا علیہا اپیلانٹہ نے ایک پٹہ میعادی بیس سال بہ لگان عہ سالانہ بنام چہمین و بہاری مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے لکہدیا اور یہہ ثابت ہوا ہے کہ مسماۃ

مذکورہ نے اونکو از روے پٹہ کے دخیل کرادیا۔

اشیاء کی اس کیفیت پر مدعی عدالت مین دو اصل دادرسیون کے استدعا کے ساتھہ آیا ہے اول یہہ ہے کہ پٹہ نوشتہ مسماۃ جانکی مدعا علیہا نمبر ۱ موسومہ دیگر دو مدعا علیہم مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء بطور خلاف قانون کے منسوخ کردیا جاوے کیونکہ وہ خلاف قاعدہ مندرجہ دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے اور دوسری استدعا یہہ تہی کہ کل ہر سہ مدعا علیہم کاشت مقبوضہ سے جو مشمولہ پٹہ شدہ ہے بیدخل کردیجاوین۔

نالش عدالت دیوانی مین بطور نالش دیوانی کے دایر ہوی تہی اور عدالت نے اوسکو اسی طور پر تصور کیا تہا اور اوس عدالت نے کل نالش ڈگری کی تہی۔ بنا راضی ڈگری عدالت مرافعہ اوسکے صرف جانکی مدعا علیہا نمبر ۱ نے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل کیا تہا اور دیگر مدعا علیہم نے کوئی اپیل نہین کیا تہا۔

ذیعلم جج ضلع نے اپنے فیصلہ مین یہہ تجویز کی ہے کہ عدالت دیوانی کو اس نالش کے پذیرا کرنیکا اختیار نہین تہا کیونکہ وہ از قسم مندرجہ ضمن ہاے (ب) و (ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے ہے لیکن باوجود قایم کرنے ان اراے ذیعلم جج نے کارروائی مقدمہ مین بموجب دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے کی اور مقدمہ کو بطور مقدمہ کارروائی کرکے ذیعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ بروقت تکمیل کرنے پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء کے کچہہ روپیہ جانکی مدعا علیہا کو دیگر دو مدعا علیہم بہیمن و بہاری نے ادا کیا تہا اور اس لئے پٹہ خلاف قانون ہے کیونکہ خلاف دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے

باعتبار ان تجاویز کے ذیعلم جج نے اپنا فیصلہ بالفاظ ذیل ختم کیا ہے

لہذا مین دخل مستدعیہ کی ڈگری کرتا ہون اگرچہ بہ نسبت اختیار سماعت کے حکم صفا کا ترمیم کرتا ہون۔ پٹہ بغرض منسوخی کے مدعی کے حوالہ کیا جاویگا بنظر اظہار میری راے کے نسبت اوس بیجا بات کے کہ اس قسم کے مقدمے عدالت دیوانی مین دایر کیجاتی ہین مین حکم دیتا ہون کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ دونون عدالتون کا ادا کرین۔

بنا راضی اس فیصلہ کے یہہ اپیل دوم صرف منجانب مسماۃ جانکی مدعا علیہا نمبر ۱ کے دایر ہوا ہے اور اگرچہ دو عذرات اپیل مندرجہ یادداشت اپیل بادی النظر مین بحث میعاد سماعت پر محدود معلوم ہوتے ہین تاہم جس طریقہ سے مسٹر روپ ناتہہ نے مقدمہ کی بحث منجانب اپیلانٹ کے کی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ جس عذر کی بنیاد پر مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ اصرار کرتی ہے وہ

یہہ ہے کہ میرا فعل دربارہ لکہدینے پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۱ء کے فی نفسہ اسلئے کافی نہین ہے کہ مین اپنے دخیل رہنے اور قایم رکہنے اپنے استحقاق دخیلکاری اوس اراضی کے جس سے نالش متعلق ہے محروم کردیجاون ۔

منجانب رسپانڈنٹ کے مسٹر گوبند پرساد نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر جگندرناتہہ چودہری کا موجود ہے یہہ بحث کی ہے کہ مقدمہ دیوانی قسم کا ہے اور عدالت مرافع اوسکو لئے صحیح طور پر پذیرا کیا تہا اور حاصل اس سے کہ جج کی یہہ راے صحیح ہو یا نہو کہ مقدمہ عدالت مال کا بموجب دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے انکی بناء بموجب دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے کارروائی کرنی صحیح تہی ۔

مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ یہہ حجت صحیح ہے ۔ اولاً مسٹر گوبند پرساد نے جو کچہہ اس واقعہ پر اظہار کیا ہے اوسمین بہت زور ہے کہ غرض نالش کی یہہ تہی کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ بیدخل کیجاوین اور پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۱ء منسوخ کردیا جاوے اور اس حیثیت سے وہ نالش ایسی تہی جسمین بموجب بیان مدعی کے جنمین اور ہماری مدعا علیہم عرضی نالش مین محض بطور مداخلت بیجا کنندگان کے بیان کئے گئے ہے اور نالش جو اون واقعات سے ظاہر ہوتی ہے وہ نالش قسم دیوانی کی ہے ۔ ثانیاً اگر نالش دیوانی قسم کی نہ بہی ہوتا ہم صاف ظاہر ہے کہ دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے روسے ضلع جج کو اختیار کافی ووافی مقدمہ مین اسطرحپر کارروائی کرنیکا حاصل تہا کہ گویا نالش عدالت مناسب مین دایر اور پذیرا ہوئی تہی ۔

لہذا اس حجت مین کچہہ زور نہین ہے کہ عدالت مرافع اولے اور نیز ضلع جج کو اختیار سماعت پذیرائی نالش کا حاصل نہتا ۔

لیکن جس حجت پر مسٹر روپ ناتہہ نے بہ نسبت استحقاق مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹہ واقعہ اوس اراضی کے جسکی مسماۃ مذکورہ اسامی باستحقاق دخیلکاری ہے کی ہے اوسمین قوت ہے ۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے نالش مین کوئی وجہ اوسکی اوس اراضی سے بیدخل کیجانیکی یا اوسکی استحقاق دخیلکاری الاراضی مین کسی طرحپر دست اندازی کرنیکی نہین ہے بجز اوس صورت کے کہ در حقیقت کوئی وجہ ایسی ثابت کیجاوے جو ممنزلہ ترک یا ضبطی اوسکے استحقاق دخیلکاری کے ہو جو امر ثابت ہوا ہے وہ صرف پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۱ء کے لکہا جانیکا ہی اور یہہ بیان ہے کہ بعد تحریر پٹہ مذکور کے اوس نے موضع چہوڑ دیا ہے لیکن میری راے مین خود یہہ امر ممنزلہ ترک حسب منشاء دفعہ ۱۳ ایکٹ لگان یا حسب مقصود کسی اور ضمن ایکٹ مذکور کے نہین ہے اور نہ مین یہہ تجویز کرسکتا

ہوں کہ اوسکا یہ فعل دوبارہ تحریر کرنے پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۹ء کے جو مسلماً خلاف قانون ہے کوئی ایسا فعل ہے جس سے زوال اوسکے حقوق دخیلکاری کا متعلق ہو یا مدعی زمیندار کو استحقاق اوسکی بیدخل کرنیکا حاصل ہو سکے۔ ایک ایسی ہی بحث پر بینچ اجلاس کامل مین مقدمہ مادھو لال بنام شیو سارد مصر (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۹) مین بہ نسبت ضمن (ب) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان اضلاع شمال مغربی ۱۸۸۱ء کے غور کیا تھا جس مین یہ نتیجہ ہوا تھی کہ اسامی دخیلکار کیطرف سے رہنامہ کا لکھا جانا کوئی ایسا فعل نہیں ہے جس سے اوسکی بیدخلی یا ضبطی اوسکی کاشت مقبوضہ کی لازم آوے۔

لہذا اسمقدمہ مین ڈگریات مصدرہ عدالتہاے ماتحت جہانتک کہ اونکو منسوخی پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۹ء اور بیدخلی جیمن اور ہماری مدعاعلیہ سے تعلق ہے صحیح اور مناسب ہین اور بحال رہنا چاہیے لیکن جہانتک ڈگریات مذکورہ کی رو سے حکم بیدخلی مسماۃ جانکی مدعاعلیہا اپیلانٹ کا ہوا ہی ڈگریات مذکور غیر صحیح ہین اور منسوخ ہونی چاہئے۔ لہذا مین بقدر متذکرہ بالا اپیل ڈگری کرتا ہون اور اوسی مطابق ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو ترمیم کرتا ہون لیکن چونکہ مسماۃ جانکی مدعاعلیہا اپیلانٹ ہی خود وہ شخص ہے جس نے پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۹ء بیجا طور پر لکھدیا تھا لہذا مین بہ نسبت خرچہ کے اوسکی حق مین کوئی حکم نہین صادر کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فریقین اپنے اپنے خرچہ کل عدالتون مین متحمل ہون گے۔

ضلع الہ آباد اپیل اول احکام نمبر ۱۳ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۴ اگست

جوالا دیبی بنام پربھو

ولی اور نابالغ۔ ولی دوران مقدمہ۔ تقرری ولی دوران مقدمہ کی کب تک نافذ رہتی ہے برطبق درخواست نابالغ کے ولی کا تبدیل ہونا۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ولی و نابالغ کا) دفعہ ۱۰۔

جب ولی دوران مقدمہ ایک مرتبہ مقرر ہو جاوے تو اوسکی تقرری اوس کل مقدمہ مین قایم رہتی ہے جسکی دوران مین تقرری مذکور عمل مین آئی ہے بجز اوس صورت کے اور اوس وقت تک کہ تقرری مذکور عدالت سے مسترد کردیجاوے لیکن اگر وہ شخص جسکے لئے ولی مذکور مقرر کیا گیا ہے اوسکی برطرفی کی اور بجاے اوسکی اوس شخص کے تقرری کی درخواست کرے جسکو سائل نے نامزد کیا ہے تو بحالت نہونے کسی خاص وجہ نا جایز ہونے کی نسبت شخص مذکور کے عدالت اوس شخص کو ولی مقرر کردیگی جو اسطرح پر نامزد کیا گیا ہے۔

چونکہ ایک ہندو لڑکا مسمی پربھو پاربتی شنکر بعمر ... سال عیسائی ہوگیا تھا اور

مسماۃ جوالادی اوس کی مان مبتی کرینوالی نے ضلع جج کے حضور مین بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء یہہ درخواست کی تہی کہ اوسکی ولی جایز قرار دیجاوے ن - خود اوس لڑکے نے اس درخواست پر اہم طور پر اعتراض کیا تہا کہ جو درخواست نامنظور ہوئی تہی - تب مسماۃ جوالادی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا

بقیہ واقعات مقدمہ کے اشریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

اجودہیا ناتہہ و پریا نند بجانب اپیلانٹ النسن سجا پادری ایم الگزینڈر ولی دوران مقدمہ سپانڈنٹ

اشریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی حکم ضلع جج الہ آباد مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے ہے اونکے روبرو یہہ معاملہ بذریعہ اوس درخواست کے شروع ہوا تہا جو بموجب ایکٹ ولی نابالغ سنہ ۱۸۹۰ء کے داخل ہوئی تہی - چونکہ ایک شخص مسمی ربی شنکر نابالغ کی مان سایلہ ہے اوس نے یہہ استدعا کی تہی کہ بذریعہ حکم عدالت کے مین ولیہ ذات پسر نابالغ مذکور کی قرار دیجاؤن معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت یہہ درخواست داخل ہوئی تہی نابالغ پادری مسٹر الگزینڈر صاحب کے داب مذہبی مین اور حراست اور اختیار مین دیگر اشخاص کے تہا - واسطے اغراض اون کارروائیون کے جو ضلع جج کے حضور مین دایر تہین مسٹر الگزینڈر ولی دوران مقدمہ مقرر ہوئے تہے اور اوس کارروائی مین نزاع ہوئی تہی اور نتیجہ مین ذیعلم جج نے سایلہ کے ولیہ مقرر کرنیکی بارہ مین حکم صادر کرنیسے انکار کیا تہا - واسطے اغراض اس فیصلہ کے وجوہ مجوزہ ذیعلم جج پر بطوالت لحاظ کرنا غیر ضروری ہے - یہہ کہنا کافی ہے کہ مشارالیہ نے یہہ تجویز کی تہی کہ ربی شنکر نابالغ ہے اور نیز یہہ کہ اوسکو علم اور عقل امتیازی ایسے حاصل ہوچکی ہے جس سے وہ خود اپنی لئے تمیز کرنیکا مستحق ہے اور وہ خود اپنی خبرگیری کرنیکے قابل ہے اور یہہ کہ ولی کا مقرر کرنا غیر ضروری ہے - ضلع جج کے اوس فیصلہ کی ناراضی سے مسماۃ جوالادی مادر نابالغ نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا اور وہ اپیل ابتدا میرے بہائی محمود صاحب کے روبرو جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا اور چونکہ بلحاظ اون امور کے جو پیش ہوئی تہی اونکی یہہ قرار پائی تہی کہ خود اپنے اور میرے فیصلہ مقدمہ سلدب چند رمکر بتی بنام فور مین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۲) پر غور کرنا پڑیگا - بنظر تحفظ اس اتفاق کے یہہ مناسب سمجہا کہ دربارہ سماعت اپیل کے دو ججون کا بنچ قایم کرینکے لئے مین اونکا ہمجلیس کیاجاؤن - اب معاملہ مین بطوالت غور غیر ضروری ہوگیا ہے

ضلع جج کے روبرو کارروائی مین نابالغ بتوسط اپنی ولی دوران مقدمہ کے اپنی مان کے مقابلہ مین مخالفت و مخاصمت اوٹہائی اور قایم رہی تہی لیکن اوس کارروائی کے ختم ہوجانیکے بعد سے اوس نے اپنی وضع بالکل تبدیل کردی ہے اور حسب مضامین درخواست مشمولہ اپنی مورخہ ۱۲ مارچ گذشتہ کے جس پر عدالت مین اوس نے میرے روبرو دستخط کرنا اور پیش کرنا تسلیم کیا ہے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی ہے

کہ اوسکی مان اوسکی ولیہ مقرر کیجاوے اور وہ اوسکی حراست اور اختیار مین رہیگا کہ جس حراست اور اختیار مین اب ہے اوسنے یہہ بھی بیان کیاہے کہ وہ اب والیس ایلہ ہے۔

مسٹر السٹن کو حاضر ہونیکی ہدایت منجانب پادری مسٹر الگزنڈر علی دوران مقدمہ کے ہوئی تھی ابتدا مین یہہ بحث بہ نسبت اس امر کے پیدا ہوئی تھی کہ آیا مناسب طور پر وہ فریق اس اپیل کے متصور ہوسکتے ہین یا نہین۔ ابتدا مین مسٹر السٹن کی یہہ حجت تھی کہ اس قسم کی کارروائی مین تقرری ولی کا جو بذریعہ عدالت ابتدائی مین ہوئی تھی صرف اوسی عدالت کی کارروائی کے میعاد تک قایم رہتی ہے۔

مین بالاخر کلام اس رای کے اختیار کرنیکو آمادہ نہین ہون اور فی الحقیقت خود ذی علم کونسل نے بہت صاف اور مناسب طور پر اوس بحث سے دست کشی کی ہے اور اب یہہ تسلیم کرنیکو آمادہ ہین کہ وہ اس اپیل مین بحیثیت ولی دوران مقدمہ نابالغ کے رسپانڈنٹ ہے۔ لیکن مین یہہ اور تحریر کرنا پسند کرتا ہون کہ جب کوئی شخص ولی دوران مقدمہ کسی نابالغ کا کسی مقدمہ کی غرض سے مقرر کیا جاتا ہے تو اوس سے مراد اوس مقدمہ کے کل شاخون سے ہے اور جب تک وہ مقدمہ قایم رہتاہے گو عدالت ابتدائی مین ہو یا اپیل مین بجز اوس صورت کے کہ ولی مذکور بتدابیر ضروری اوس ذمہ داری سے جو عدالت نے اوسپر قایم کی ہے اپنی سبکدوشی حاصل کرے ولی قایم رہتی ہے۔ اگر کوئی دوسری راے قایم کیجاوے تو صرف دقت عظیم ہی پیدا ہوگی بلکہ فایدہ نابالغ کا اہم طور پر معرض خطر و مضرت مین آجاویگا معہذا میری راے مین ہمارے روبرو اپیل مناسب طور پر بہ نسبت زمرہ اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ کے موضوع ہوکر پیش ہے۔ لہذا مسٹر السٹن جو منجانب پادری مسٹر الگزنڈر علی دوران مقدمہ کے حاضر ہوئے ہین مناسب طور پر قایم مقام فواید ببی شنکر نابالغ کے ہین۔ مشار الیہ کو کوئی اعتراض یا بحث بہ نسبت سماعت اس اپیل کے نہین ہے چنانچہ اونہون نے مناسب طور پر یہہ خیال کیاہے کہ بمقابلہ دیدہ و دانستہ خواہش مظہرہ نابالغ قلمبند شدہ و مندرجہ اوسکی درخواست مدخلہ عدالت ہذا کے یعنی یہہ خواہش کہ اوسکی مان اوسکی ولیہ ہونا چاہیے اور اوسی کو اوسکی ذات کی حراست اور اوسپر اختیار ملنا چاہیے اون کا اعتراض اور بحث کرنا بیہودہ ہوگا۔ علاوہ برین میری راے مین اس قسم کی کارروائی مین جس عدالت کو اوسمین کارروائی کرنا ہو اوسکو لازم ہے کہ خواہش مظہرہ نابالغ کو موثر کرے اور اوس شخص کو اختیار عطا کرے جسکے ولی ہونیکی اوسنے خواہش کی ہے الا اوس صورت مین کہ عدالت اوس شخص کو ناقابل اور نالایق ولی ہونیکے تجویز کرے جسکی ولی مقرر ہونیکی درخواست کی گئی ہے۔ لہذا یہہ اپیل کامیاب ہوئی ہے اور حکم ذی علم جج کا منسوخ ہونا چاہیے اور مین حکم دیتا ہون کہ حکم بدین استقرار صادر

کیا جاوے کہ مسماۃ جوالا دی ولیہ ذات پر بہو عرف نبلی شنکر اپنی پسر نابالغ کی ہے اور مسماۃ مذکورہ کو کل اختیارات محکمہ ایکٹ مذکور جو اس قسم کے شخص سے متعلق ہوتی ہین عطا کیجاتی ہین۔ فریقین اپنا اپنا خرچہ کل عدالتون کا ادا کرینگے۔

محمود صاحب جسٹس۔ میری بہی بالکل وہی راے ہے جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کی ہے لیکن چونکہ سر جان ایج سے مہربانی میرے ساتہہ اسمقدمہ مین اجلاس کرنیکو بوجہ میرے حکم مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۰ع کے راضی ہوے ہتے اس لئے مین صرف یہہ اور کہنا چاہتا ہون کہ جب یہہ مقدمہ میرے روبرو اور مسٹر جسٹس برکٹ کے روبرو اوسروز جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا تو کچہہ تذبذب اوس بحث مین پیدا ہوا تہا جو جانب سایل کے اوسوقت پیدا ہوا تہا کہ جب اوسکی ذریعہ سے میرے اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ متفق الراے مقدمہ سارب چندر چکربتی بنام نوبین رانڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۲ پر اعتراض ہوا تہا۔ وہ ایک درخواست بموجب ایک قانون کے تہی جو بالکل مختلف درخواست مقدمہ ہذا سے تہی یعنی اسمقدمہ کی درخواست ایسی معلوم ہوتی ہے جسکا مقصود باب ۲ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع مین ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ اسلئے جسمقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے اوسکو اسمقدمہ سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اگر تعلق ہوتا تو جہانتک مجہے تعلق تہا تو میرے لئے یہہ ایک معاملہ اہم غور طلب ہے کہ اپنی راے اور قاعدہ قانون تبدیل کرون جو اسمقدمہ مین قایم کیا گیا تہا۔ اس مقدمہ مین کچہہ ایسے حالات ہین جو کافی طور پر یہہ ظاہر کرتے ہین کہ اوس راے مین امور جو ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ع سے تعلق رکہتے ہین کچہہ تعلق نہین ہے۔ بطور امر واقعہ کے کوئی ایسی بحث نہین ہے اور چونکہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب یہہ ظاہر کرنیکو کافی طور پر کہہ چکے ہین کہ فیصلہ مقدمہ سارب چندر چکربتی بنام نوبین رانڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۲ ایسا ہے جسکو اسمقدمہ سے مطلق تعلق نہین ہے۔ مین اوس ڈگری سے بہی اتفاق کرتا ہون جو میرے بہائی نے صادر کی ہے۔

ضلع علیگڈہ اپیل دوم نمبر ۱۴۱۱ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۳۰ جولائی

تلسا بنام خوب چند

رہن رہن ہای مقدم و مابعد۔ حقوق اون اشخاص کے جو روپیہ واسطے ادا کرنے رہن مقدم کے پیشگی دیتے ہین تا نالش نیلام کرا پانے جایداد مرہونہ بعلت رہن مابعد کے شکل اوس ڈگری کی جو دیجانی چاہئے۔

ہرگاہ ایک نالش مین جو واسطے نیلام کرا پانے بعض جایداد غیر منقولہ بعلت رہن کے دائر ہوا تہا کہ منجملہ مدعا علیہم کے ایک مدعا علیہ کے متقدم حقیت نے اوسی جایداد کے رہن کے ذریعہ سے جایداد مذکور کے ایک جزو کو درہن مقدم کے علت مین نیلام سے محفوظ رکہنے کے نظر سے روپیہ پیشگی دیا تہا۔ تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ مذکور مستحق استفادہ اوس روپیہ کے ادا کرنیکا ہے جو اسطرح پر ادا کیا گیا تہا اور مقدمہ مین مناسب ڈگری یہہ ہوتا چاہئے کہ مدعی اوس جزو جایداد زیر نالش کو صرف اوسحال مین نیلام کرا سکتا ہے کہ جب مدعا علیہ مذکور کو زر پیشگی دادہ متذکرہ بالا معہ سود ابتدائی تاریخ ادای مذکور لغایت اوس تاریخ کے کہ جب ڈگری اخیر عدالت مرافع اولی مین پہونچ جاوے معہ خرچہ رسدی کے ادا کردے اور زر مذکور تاریخ مستحق ہونے تعداد مذکور سے اوس تاریخ سے اندر ۹۰ یوم کے ادا کردیا جاوے کہ جب ڈگری اخیر عدالت مرافع اولی مین پہونچ جاوے ورنہ کل حقوق مدعی دربارہ انفکاک اوس جزو جایداد مرہونہ کے قطعاً ممنوع ہوجاوینگے۔

واقعات اسمقدمہ کے ایج صاحب جسبٹس و اسٹریٹ صاحب جسبٹس کے فیصلہ مین پوری طور سے درج ہین۔

سندر لال و درگاچرن منجانب اپیلانٹ۔ جوگندرناتہہ چودہری منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب جسبٹس و اسٹریٹ صاحب جسبٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل دوم ظہور پذیر ہوا ہے وہ ۸ رفروری سنہ ۱۸۸۲ء کو خوب چند نے بنام سماۃ تلسا و بہوپال برنا مسک کفالہ کے دایر کی تہی جو بہوپال نے بنام خوب چند کے ۱۵ رجون سنہ ۱۸۷۲ء کو لکہا تہا جسکی رو سے بہوپال نے منجملہ دیگر اشیا کے اپنا حصہ زمیداری البسوہ ۴ بسوانسی و ۱۹ کچوانسی واقعہ موضع سلیم پور پیرو نا مکفول کیا تہا۔ مدعی نے اپنی نالش مین جایداد مرہونہ کے نیلام کرا پانیکی درخواست کی ہے۔

ہمکو بہوپال کے مقدمہ سے کچہہ سروکار نہین ہے - نامبردہ اس اپیل مین
فریق نہین ہے - سماۃ تلسا نے جوایدہی نالش کی بہ نسبت ۵ البسوانسی منجملہ البسوہ ۶ بسوانسی
۱۶/۲۰ بجہوانسی حصہ زمینداری کے اس بنا پر کی ہے کہ اوسکو کفالت مقدم حاصل ہے جن
حالات پر اوسکے دعوی کفالت کا مدار ہے وہ حسب ذیل ہین -
بذریعہ دو تمسکون کے جو علی الترتیب مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۶۵ء ہین بہوپال نے ۵ البسوانسی
متنازعہ دلیسراج کے پاس مکفول کی تہین - دلیسراج فوت ہوگیا اور اوسکی وفات کے
بعد اوسکی بیوہ اور اوسکے خوب چند نے بربنا اون تمسکون کے ڈگریات واسطے نیلام
کرانے ۵ البسوانسی حصہ زمینداری کے حاصل کی تہین - نیلام مذکور ۲ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء
کو مقرر تہا - بنظر بیباق کرنے زرہاے ڈگریات مذکور اور اسطرح پر ۵ البسوانسی مذکور کو
نیلام سے محفوظ رکہنے کے نظر سے اور دیگر اغراض کے لئے بہوپال نے ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء
کو الف بلدیوداس سے قرض لیا اور بمعاوضہ زرہاے پیشگی دادہ مذکور کے اوس
تاریخ کو ایک تمسک بنام بلدیوداس بکفالت اپنی حقوق مالکانہ البسوہ ۱۲ البسوانسی
حصہ زمینداری کے جسمین ۵ البسوانسی متنازعہ شامل ہین لکہدیا - تمسک مورخہ ۱۰ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ء مین بالصراحت یہہ بیان ہوا تہا کہ مبلغ الف مذکور جزواً واسطے بیباق کرنے اون
دونون ڈگریون کے قرض لیا گیا تہا - ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء کو بہوپال نے منجملہ مبلغ الف
مذکور کے عدالت مین ایک مقدمہ مین ... اور دوسرے مقدمہ مین ... جملہ ...
داخل کردیا اور اسطرح پر اون دونون ڈگریون کو بیباق کردیا اور ۵ البسوانسی حصہ کو نیلام
سے محفوظ رکہا - قبل آغاز اس نالش کے بلدیوداس فوت ہوگیا - اوسکی بیوہ سماۃ تلسا کو
وہی حق درافق حاصل ہوسکتے ہین جو بلدیوداس نے بذریعہ رہن ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء کی حاصل کئے تہے
باعتبار واقعات بالا کے جج ماتحت نے دعوی مدعی کا بابت نیلام کرانے حصہ ۵ البسوانسی
کے ڈسمس کیا تہا - برطبق اپیل ضلع جج نے ڈگری جج ماتحت کی اوس جزو کو جسکے روسے
۵ البسوانسی نیلام سے بری کی گئی تہین منسوخ کردیا اور اوسکی نیلام کی ڈگری کردی لیکن یہہ
شرط قایم کردی کہ حصہ ۵ البسوانسی کا نیلام صرف اوس حالت مین کیا جاویگا کہ جب زرثمن
نیلام بقیہ البسوہ ۱۲ البسوانسی ۱۶/۲۰ بجہوانسی یعنی ۱۱ البسوانسی ۱۶/۲۰ بجہوانسی کا واسطے بیباقی زرواجب
مدعی از روے رہن مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء کے غیر مکتفی ثابت ہو - سماۃ تلسا مدعا علیہ

سے نے اپیل کیا ہے -

مسٹر درگا چرن بنرجی نے منجانب اپیلانٹ کے اور مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری نے منجانب رسپانڈنٹ کے علی الترتیب بہت سے اسناد پر حوالہ کیا ہے جنمین سے سب پر بجز ایک کے بعد بحث اس اپیل کے اجلاس کامل مین بمقدمہ ماتا دین بنام کاظم علی (اپیل دوم نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۸ء) غور ہوا ہے -

مقدمہ استثنای غیر رپورٹ شدہ منفصلہ عدالت ہذا مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۸۸ء بمقدمہ مسماۃ دیوا کنور بنام بہوج راج دیکہت (اپیل دوم نمبر ۱۶۰۸ سنہ ۱۸۸۶ء) ہے -

مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری نے یہہ حجت کی ہے کہ جن مقدمات رپورٹ شدہ پر مسٹر درگا چرن بنرجی نے استدلال کیا ہے وہ متعلق نہین ہین کیونکہ یا تو وہ ایسے مقدمے ہین جنمین مرتہن کو اپنے رہن کے بعد حق راہنی حاصل ہو گیا تہا یا ایسے مقدمے ہین جنمین خریدار حق راہنی نے انفکاک کرایا تہا - بہ نسبت مقدمہ غیر رپورٹ شدہ کے اونہون نے تسلیم کیا ہے کہ وہ متعلق ہے لیکن یہہ حجت کی ہے کہ اوسکی تائید کسی سند سے نہین ہوتی ہے - اونہون نے یہہ تبلایا ہے کہ بہوپال ہی وہ شخص تہا اور نہ بلدیو داس کہ جسنے ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء کو ہمارے عدالت مین دروجہ بیباقی اون دو ڈگریون کے داخل کیا تہا اور یہہ حجت کی ہے کہ اگر بہوپال اور بلدیو داس کی یہہ نیت ہوتی کہ کفالت ہاے مقدم مذکور بطور رسید بلدیو داس کے زندہ قایم رکہے جاوین تو بلدیو داس اون دونون ڈگریون کا استقال نامہ حاصل کر لیتا - ضلع جج نے اپنے فیصلہ مین حوالہ مقدمہ مہیش لال بنام مہنت باون داس (لا رپورٹ جلد ۱۰ اپیل دوم صفحہ ۱۲ اور وہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۶۱) کا دیا ہے اور وہی نتیجہ اخذ کر کے اوسکو متعلق کیا ہے جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اوس مقدمہ کے واقعات پر اخذ کیا ہے لیکن یہہ تبلا دیا ہے کہ اوس مقدمہ مین کوئی مواخذہ درمیانی نہین تہا - ہماری راے مین اوسی واقعہ سے مقدمہ مہیش لال بنام مہنت باون داس اس مقدمہ سے غیر متعلق ہو جاتا ہے - اوس مقدمہ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل ہے بعد تذکرہ کرنے قاعدہ مصرحہ ماسٹر آف دی رولز بمقدمہ ایڈمس بنام انجل (لا رپورٹ جلد ۵ چانسری صفحہ ۶۳۴) یہہ رپورٹ ہوئی ہے کہ یہہ فرمایا ہے قاعدہ مذکور کو اس مقدمہ سے متعلق کرنے کے بحالت نہونے کسی اظہار کسی نیت مخالف کے یہہ قیاس کرنا چاہیئے

کرسنگل کی نسبت جو دعوی مالک ہونے جایداد کا اوسوقت کرتا تہا جب اوسنے مجہن نراین
سکے ادا کرنیکو قرض لیا تہا اور تمسک کے صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی بیان کیا گیا
تہا یہہ تہی کہ روپیہ اوس رہن کے ادا کرنیمین اور اوس مواخذہ کے ساقط کرنیمین صرف کیا جاوے
کیونکہ کوئی مواخذہ درمیانی نہین ہے ۔

ہمیں صاف ظاہر ہے کہ اگر اوس مقدمہ مین کوئی مواخذہ درمیانی ہوتا تو حکام عالیمقام
یہہ تجویز نکرتے کہ ایسا قیاس ہونا چاہئیے اور حکام ممدوح بجز اوس صورت کے کہ برعکس ثابت
ہوتا یہہ تجویز کرلیتے کہ قیاس مخالف ہونا چاہئیے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ از روی فیصلہ حکام
عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ گوکل داس گوپال داس بنام رام بخش شیوچند (لا رپورٹ
جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶) اور دہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳۵) کی
یہہ امر خارج از شبہ ہوگیا ہے ۔

اسمقدمہ مین یہہ بات صاف طور پر بہوپال اور بلدیوداس کے فایدہ کی تہی کہ جو
کفالت از روے رہن ہاے ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۹ء کے اور اون رہنون کے بنا پر جو ڈگریان
تہین اوسکی روسے پیدا ہوئی تہی وہ زایل نکیجا دین بلکہ واسطے فایدہ اون دونون کے بطور سپر
بمقابلہ رہن ۱۸۷۲ء کے قایم رکہی جاوین ۔ اس امر کا کچہہ ثبوت نہین ہے کہ اون ڈگریونکے
بیباق کرنیمین بہوپال یا بلدیوداس کی یہہ نیت تہی کہ وہ کفالتین زایل کردیجاوین ۔
فی الحقیقت بیان مندرجہ تمسک ۱۰ جولائی ۱۸۷۲ء محولہ بالا سے نتیجہ برعکس مستنبط کیا جاسکتا ہے ۔

تحریرات حکام عالیمقام سے جو بمقدمہ ٹولمین بنام اسپنسٹر (جلد ۱۳ صفحہ ۱۴) جسکی رپورٹ
صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۱ اپیل ہند مین درج ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے کوئی نتیجہ اخذ نکیا جاویگا کہ
ڈگری ۱۸۶۹ء کا کوئی انتقال باضابطہ نہین تہا اور نہ کوئی نیت زندہ رکہنے کفالت کی کبہی باضابطہ
ظاہر کی گئی تہی ۔ بمقدمہ گوکل داس گوپال داس بنام رام بخش شیوچند (لا رپورٹ جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶)
مین یہہ رپورٹ ہوئی ہے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ کہا ہے (صفحہ ۱۳۱) کہ معمولی
قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی شخص کو دو طریقون مین سے کسی ایک طریقہ پر عمل کرنیکا استحقاق حاصل
ہوتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کیا جائیگا کہ اوسنے فایدہ کے مطابق عمل کیا ہوگا ۔
قابض عین حیاتی کے معمولی صورت مین جو مواخذہ وراثت کا ادا کردیتا ہے تو اوسکی
نسبت بحالت نہونے کسی شہادت مخالف کے یہہ قیاس کیا جاویگا کہ اوسکی نیت مواخذہ

قایم رکہنی کے ہہی - اس سے یہہ مراد ظاہر نہین ہوسکتی ہے کہ آیا تقسیم حقوق واقعہ جایداد کی بطور حق حین حیاتی یا الی ما زندگی یا بطور مواخذہ جات متواتر کے ہی - ہر صورت مین واسطے فواید مالک حقیت جزوی کے یہہ ممکن ہے کہ جایداد برادس مواخذہ کی بنیاد قایم رکہے جو اوسنے ادا کیا ہے -

جو تحفظا کہ عدل و انصاف و نیک نیتی سے مطابق اوس فقرہ جسکی ابہی نقل فیصلہ حکام جالیمقام پریوی کونسل سے کی گئی ہے جیسا کہ واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق کیا جاوے بہوپال کو حاصل ہوتا ہے یا بلدیو داس کو حاصل ہوا تہا اوسکے تحفظ کی مستحق مسماۃ تلسا بطور قایم مقام بلدیو داس ماہ ... ۱۸۸۰ء کے سے -

جہانتک ۵ البسوانسی کو تعلق ہے مدعی نے استحقاق مسماۃ تلسا کا بابت کفالت کے تسلیم نہین کیا تہا اوسنے جو کچہہ استدعا کی تہی وہ یہہ ہے کہ ۵ البسوانسی مذکور نیلام کیجاے جس دادرسی کی اوسنے استدعا کی ہے اوسکا مقدمہ اوسنے ثابت نہین کیا - لیکن ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعی کو ڈگری اوسی طرح ملنی چاہی جس سے وہ مستحق نیلام کرانے حصہ ۵ البسوانسی کا مسماۃ تلسا کو مبلغ ... معہ سود بشرح ... فیصدی سالانہ بالاے زر مذکور معہ خرچہ رسدی کل عدالتونکے ادا کرکے ہوگا - تشبیہہ ایکٹ انتقال جایداد کو متعلق کرکے ہم ... ۹۰ یوم کی مہلت اوس تاریخ سے کہ جب تعداد زر اصل مبلغ ... اور اوسکے سود بشرح ... فیصدی سالانہ ابتدائی ۱۰ جولائی ۱۸۸۰ء تا تاریخ صدور ڈگری عدالت ہذا کے متحقق ہو اور اوس تاریخ سے کہ جب ہماری ڈگری اخیر عدالت مرافعہ اولی مین پہونچی واسطے اداے زر اصل و سود معہ خرچہ رسدی مقدمہ ہذا بابت کل عدالتون کے دیتے ہین - اگر زر مذکور اوس ۹۰ روز کے اندر ادا نکر دیا جاوے تو جہانتک دعوی نیلام کرانے ۵ البسوانسی کو تعلق ہے معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگا اور کل حقوق مدعی دربارہ انفکاک بن حصہ ۵ البسوانسی متنازعہ کے ممنوع ہو جاوینگی - ہم ڈگری عدالت ماتحت کو اوسیقدر اختلاف اور ترمیم کرتے ہین - چونکہ مدعی نے دادرسی مناسب کی استدعا نہین کی ہے اور استحقاق کفالت مسماۃ تلسا سے قطعاً انکار کیا تہا لہذا ہم اوسکو کوئی خرچہ بمقابلہ مسماۃ تلسا کے نہین دلاتے ہین -

محمود صاحب جسٹس - مین اوس فیصلہ کے جزو اول سے جو ذیعلم چیف جسٹس نے صادر کیا ہے یعنی اوس جزو سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو اوس مقام پر ختم ہوتا ہے کہ جس مقام پر ڈگری شروع ہوئی ہے - مین اونکے فیصلہ کے جزو اخیر سے بہی اتفاق کرتا ہون جہانتک اوسکے روسے اوس ڈگری کی تجویز ہوئی ہے جو مقدمہ مین ہونا چاہئے چونکہ مین سمجہتا ہون کہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کی یہہ راے ہے کہ فیصلہ کثرت راے اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۸۵ء مقتضی ایسی ہی ڈگری کا ہے مین کثرت راے عدالت ہذا کا پابند ہون لہذا مین حکم ڈگری سے بہی اتفاق کرتا ہون -

صفحہ انڈکس ۵۹۵ ضلع علیگڈہ نگرانی فوجداری نمبر ۶۱۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۷ اکتوبر

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام لیکھراج وغیرہ ہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۹۷ و ۹۹ و ۴۳۰ ۔ حفاظت خود اختیاری مال۔ فعل ملازم سرکار جو اوسکی اختیار بحیثیت ملازم سرکاری سے تجاوز ہو۔

استحقاق حفاظت خود اختیاری مال ان افعال سے متعلق نہیں ہوتا ہے جو ملازم سرکاری نے ظاہرا بہ تعمیل اپنی منصبی خدمت کے کیے ہوں اگرچہ افعال مذکورہ اوس ملازم سرکار کے اختیار و منصب سے تجاوز ہوں۔

واقعات مقدمہ۔ کے نکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہین۔

راس المسعود منجانب سایلان۔ گورنمنٹ پلیڈر (لالہ رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ناکس صاحب جسٹس۔ سایلان مقدمہ ہذا کی نسبت ظاہرا تجویز ثبوت حسب دفعہ ۴۳۰ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزا قید سخت مختلف میعادون کا صادر ہوا ہے۔ بر طبق اپیل کے تجویز ثبوت جرم بحال رہی تہی لیکن بجز تیج سنگہ سایل کے کل سایلون کے حکم سزا مین تخفیف ہو کر قید سخت میعادی دو ماہ فی کس قایم رہی تہی۔ حکم سزای تیج سنگہ جو واسطے قید ایک مہینہ کے تہا بحال رکہا گیا تہا۔ یہہ درخواست نگرانی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے اس بنیاد پر کیجاتی ہے کہ سایلون نے کسی جرم کا قانوناً ارتکاب نہین کیا ہی کیونکہ جن افعال کا سایلون کی نسبت سرزد ہونا ثابت ہوا ہی وہ افعال اپنے مال کو نقصان سے بچانے کی نیت سے کیے گئے تہے لہذا ان افعال کو ایسا تصور کرنا چاہیے جو استحقاق حفاظت خود اختیاری مین جسکی تعریف مجموعہ تعزیرات ہند مین ہوئی ہے داخل ہین۔ جو واقعات ثابت ہوے ہین مختصراً یہہ ہین۔ دو تاریخون کو یعنی ۲۵ و ۲۶ اگست کو سایلون نے نہر کی نالیش کے سامنے دو نہر کے ملازمونکو ایک باندہ کی توڑنے سے روکا جس باندہ کے ذریعہ اونکے کہیت کچہہ عرصہ تک اوس پانی سے محفوظ رہے تہے جو اوس باندہ کے پیچ جمع ہو رہا تہا۔ عدالت اپیل نے یہہ تجویز کی ہے کہ نمایش جبر کا مقصد محض نالش کی رو سے ہرگز زیادہ نہین تہا اور یہہ سایلون کی ایک سنت حالت تہی۔ ان اراضیات سایلان محفوظ رہے تہین۔ دیگر اراضیات کا خود اونکی انگلیونکی و بروہر کے جمع ہوئے پانی سے طور پر نقصان ہو گیا تہا۔ اور ملازمان نہر کی یہہ نیت تہی کہ اوس جمع ہوئی پانی کو اونکی کہیتونمین بہجادین اور اونکو نقصان برداشت کرنے دین کہ جو نقصان دوسرے برداشت کر رہی تہی۔ مجہی دو مقدمونکا حوالہ دیا گیا ہی ایک مقدمہ بیچو سنگہ بنام خوب لال (ویکلی ریورٹ جلد ۱۹ مقدمات فوجداری صفحہ ۶۱) اور دوسرا مقدمہ شنکر سنگہ بنام مل ہیرا (ویکلی ریورٹ جلد ۲۳ مقدمات فوجداری صفحہ ۲۵) ان دونون مقدمون مین جن شخصون کی مقابلہ مین استحقاق حفاظت خود اختیاری استعمال کیا گیا تہا نہ ملازم سرکاری تہی اور نہ ایسے شخص تہے جو بہ نیابت ملازم سرکار کی عمل کرتی تہے۔ اس مقدمہ مین جو شخص نقصان ظاہرہ کی باعث ہونیکی کوشش کرتی تہے وہ بلاشبہہ ملازم سرکاری تہے اور میری یہہ رای ہے کہ دفعہ ۹۹ کو اسطرح پر پڑھنا چاہیے کہ اوسپر عمل ضمن دفعہ ۹۷ کی حاوی ہین۔ مسٹر راس المسعود نے جو منجانب سایلان کی حاضر ہوے ہین یہہ اقرار کیا ہی کہ دفعہ ۹۹ کو اون افعال سے تعلق نہ قرار پانا چاہیے جو صاف طور پر ملازم سرکاری ملازم کے منصب سے تجاوز کرکے ہوں اور یہہ کہ حکام دفعہ ۹۹ کی اس شرح مین تمیز کرنا چاہیے۔ قانون کی نسبت اس رای کی تسلیم مین اتفاق نہین کر سکتا لیکن مقدمہ کے کل حالات پر غور کرکے مین خیال کرتا ہون کہ انصاف کا مقصد پورا ہو سکتا تہا چونکہ کیفیت یہہ ہے کہ سایلان ۱۲ روز قید برداشت کر چکی ہین بر نگاہ تجویز ثبوت جرم بحال رکہتا ہون ہم مین یہہ حکم دیتا ہون کہ سایلان کے حکم سزا کو تخفیف کرکے ۱۲ روز کی قید سخت کا حکم سزا قید ہونا چاہیے اور جو میعاد قید کی گذر چکی ہے وہ ایک جزو یا کل قید کا جیسے صورت ہو متصور ہونا چاہیے۔

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۹۷۸ ۱۸۸۸ء — منفصلہ ۲۳ مئی

ولی احمد خان و غیرہم بنام اجودھیا کاندو

قبضہ بیدخلی - نالش بیدخلی یا استحقاق متقالفت - ایکٹ ا ۱۸۷۷ء ایکٹ داد رسی خاص دفعہ ۹

اینج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس مخالف

دفعہ ۹ ایکٹ داد رسی خاص کا یہہ مقصود ہے کہ ضابطہ سرسری چارہ کار فقط اوس شخص کے لئے معین ہو جاوے جو جایداد غیر منقولہ پر قابض رہا ہو گو اوسکا استحقاق کچہہ ہی ہو اور اوس سے بیدخل کر دیا گیا ہو۔ دفعہ مذکور مانع ارجاع نالش بیدخلی اوس شخص کا بربنا استحقاق متقالفت کے بعد انقضاء چہہ ماہ کے تاریخ اوسکی بیدخلی سے نہیں ہے کہ جسکو جایداد غیر منقولہ سے مخص کسی مداخلت بیجا کنندہ نے بیدخل کر دیا ہو۔

ڈیولین بنام جسٹ (لاجرنل ۳۲-انکیچکر صفحہ ۱۲۴) لیشمر بنام ڈلاک (لا ارپورٹ جلد ۸ کیو نیز بنچ صفحہ ۱) دایز بنام امیر النسا خاتون (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲۰ صفحہ ۳۷) ہیمراج سیوانی رام بنام نراین شیورام کہستی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۱۵) کرشن راو یاشونت بنام واسدیو اپا جی گہو لیکر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۷۱) محمد یوسف بنام سکہہ ناتہہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۷۳) پر حوالہ ہوا۔

از محمود صاحب جسٹس

جو شخص محض استحقاق متقالفت کے بنا پر دعوے دخلیابی جایداد غیر منقولہ کا بمقابلہ اوس شخص کے کرتا ہے جس نے اوسکو بیدخل کر دیا ہے اوسکو اپنی نالش اگر ہو سکتی ہو تو بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۸۷۷ء کے دایر کرنا چاہئے لہذا اپنی بیدخلی کی تاریخ سے چہہ مہینے کے اندر دایر کرنا چاہئے۔

واقعات مقدمہ کے اینج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے تجویزون مین پورے طور پر درج ہاین
عبد الرؤف و عبد الجلیل منجانب اپیلانٹان - کاشی پرشاد و سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس مجہے افسوس ہے کہ جو طریقہ اس مقدمہ نے اختیار کیا ہے اوسکی وجہ سے مجہے ضرور ہوا کہ مین اوس سے زیادہ طول و طویل فیصلہ صادر کرون جو دوسری حالتمین مین ضروری سمجہتا مقدمہ کم مالیت کا ہے لیکن جو امور اوسمین پیدا ہوی ہین وہ اہم ہین اور مشکل ہین یہہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ اسی امر کے خیال سے یہہ بات ہوئی تہی کہ ذریعہ حکم چیف جسٹس اور خود مین نے بذریعہ ہماری حکم مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۱ء کے مقدمہ کو اوس بنچ کے سپرد کیا تہا جسمین پانچ جج شریک ہون چنانچہ سماعت مقدمہ کی اوس بنچ نے کی ہے جسمین کل ممبران عدالت ہذا شریک تہے واقعات مقدمہ پر بلحاظ سوال و جواب فریقین کے غور ہونا چاہئے لہذا مین اون سوال و جواب

سے ساتہہ شروع کرونگا کیونکہ بلا سمجہنے کما حقہ اون سوال وجواب کے اون امور قانونی کا سمجہنا ناممکن ہوگا جو حالات مقدمہ ہذا سے پیدا ہوئے ہین۔

پس اول امر غور طلب بیانات عرضی نالش مدعی اور طے کرنا اون بیانات کا بلحاظ جایداد متنازعہ مقدمہ حال کے ہے۔ جایداد متنازعہ اور نیز دادرسی ہاے مستدعیہ مدعیان خود عرضی نالش سے عمدہ طور ظاہر ہوتی ہین اراضی متنازعہ پیمایش مین ا بسوہ ۷ دہور واقعہ قطعہ نمبری ۲۶ رقبہ ابادی موضع گریانی مین واقعہ ہے اور اس رقبہ پر مدعی مستدعی دخل بدین استدعا ہے کہ مدعاعلیہ اراضی مذکور سے بیدخل کردیا جاوے۔

اس اراضی پر جو اسطرح متنازعہ ہے اور محض وہی رقبہ ہے جس سے مقدمہ کو تعلق ہے عرضی نالش مین یہہ بیان ہوا ہے کہ ایک مسجد بنیز تعمیر کردہ مدعاعلیہم واقعہ ہے جو کسی وقت مین قریب ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۵ع کے تعمیر ہوئی تہی اور اوسی عرضی نالش مین یہہ بہی بیان لکہا ہے کہ تعمیر مسجد مذکور کی بلا رضامندی مدعی اور بسازش زمینداران موضع کے واقع ہوئی تہی یہہ امر بیان مندرجہ فقرہ سوم عرضی نالش سے ظاہر ہوتا ہے۔ باعتبار اس بیان کے دادرسی مستدعیہ ضمن (۱) استدعاے دادرسی مندرجہ عرضی نالش مین یہہ ہوی ہے کہ مسجد منہدم کرادیجاوے کیونکہ مدعاعلیہم کو کوئی استحقاق اوس اراضی مین نہین ہے جسپر اونہون نے مسجد تعمیر کی ہے۔

دادرسی ثانی مستدعیہ مدعی واسطے دلاپانے مبلغ تخمیناً ۱۰۰ بطور خسارہ متذکرہ ضمن (ب) استدعاے دادرسی مندرجہ عرضی نالش کے ہے۔

دادرسی سیوم مستدعیہ عرضی نالش یہہ تہی کہ خرچہ نالش معہ سود مدعی کو دلادیا جاوے۔

مینے صحیح حیطہ استدعاے مندرجہ عرضی نالش کا اس مفصل طریقہ کے ساتہہ بیان کیا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ نالش کے صحیح حیطہ کا دریافت کرنا ضروری ہے۔

ہمین وجوہ مین اون عذرات کو بہی بیان کرنا ضروری سمجہتا ہون جنکی بناپر نالش کی جوابدہی کی گئی ہے۔ جوابدہی نالش کی دراصل عذرات ذیل کے بناپر کی گئی ہے۔

(۱) یہہ کہ اراضی متنازعہ از ان زمینداران موضع نہین ہے جنکے توسط سے مدعی دعویدار ہے بلکہ ایک جزو جایداد متعلقہ مسجد کی ہے جسمین مدعاعلیہم بموجب قانون کے تعلق رکہتے ہین۔

(۲) لہذا مدعی کو کوئی حق اراضی مین حاصل نہین ہے بدرجہ اقل اراضی مین کوئی ایسا حق ملکیت نہین ہے جو زمینداران سے حاصل ہوسکتا ہو۔

(۳) مدعا علیہم کا قبضہ اراضی متنازعہ پر بارہ برس میعاد معینہ سے زیادہ کا ہے لہذا نہ مدعی اور نہ مینداران کو کوئی استحقاق نسبت اراضی کے حاصل ہو سکتا ہے اور مسجد انہدام طلب کو تعمیر ہوئی اتنا عرصہ ہوا ہے کہ جتنا عرصہ سنہ ۱۸۷۳ء کو گذرا ہے۔ عذر اخیر بذریعہ فقرہ سیوم بیان تحریری مدعا علیہم پیش کیا گیا ہے۔

(۴) جس پٹہ کے رو سے مدعی دعویدار ہے اوسمین اراضی متنازعہ شامل نہین ہو سکتی ہے کیونکہ ایسا کوئی پٹہ کبھی زمینداروں نے نہین دیا اور یہہ بیان فقرہ دوم بیان تحریری مدعا علیہم مین واقع ہے

سوال وجواب کے اس کیفیت پر منشی ماتادین منصف نے امور تنقیح طلب قایم کی تہی جو اونکی فیصلہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۱ء مین ظاہر کی گئی ہین اور واسطے قابل تفہیم کرنے واقعات مقدمہ کے مین اونکی فیصلہ پر حوالہ کرتا ہون

بلحاظ اس سوال وجواب کے جسکا ابہی مینے بیان کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ اپنا استحقاق دربارہ بیدخلی مدعا علیہم کے ثابت کرنا مدعی کے ذمہ ہے جو ایسی بیدخلی کی استدعا کرتا ہے اور استدعا کے ساتھ استدعاے انہدام مسجد کی بہی شامل ہے کیونکہ معاملہ کو منشاء قانونی وسیع مین قایم کر دیسے جو شخص کسی کے بیدخلی کی استدعا کرتا ہے اوسی کے ذمہ اس امر کا ثابت کرنا ہوتا ہے کہ کیون وہ بیدخلی عمل مین لائی جاوے جسکی وہ درخواست کرتا ہے۔ یہہ صرف قاعدہ قانون ہی کا نہین ہے بلکہ یہہ ہر علم بحث کا بہی قاعدہ متعلق ایسے سوالات کے ہے۔ لہذا اس وجہ کا ثابت کرنا ذمہ مدعی کے تہا کہ کیون مدعا علیہم بیدخل کیجاوین اور کیون مسجد اور دیگر عمارات انہدام طلب منہدم کیجاوین اور کیون خسارہ مستدعیہ دلایا جاوے مدعی کی خواہش یہہ تہی کہ جو کیفیت اشیا کی ۱۲ مارچ ۱۸۸۱ء کو موجود تہی جب یہہ نالش دایر ہوئی تہی اوسمین خلل اندازی کیجاوے اور مدعا علیہم کی یہہ خواہش تہی کہ وہ بلا خلل قایم رہے سو نالش کو ضرور شکست ہونی چاہیئے الا مدعی کوئی ایسی وجہ ثابت کرے جس سے عدالت انصاف کو بتاریخ ارجاع نالش اوس اشیا کی کیفیت مین خلل اندازی ضروری ہو کہ جو کیفیت اوس تاریخ کو تہی۔

مجہے اندیشہ ہے کہ مینے اس قاعدہ علم قانون کے شرح کرنے مین بہت اختصار کے ساتھ کام کیا ہے اور اسلئے اوس قاعدہ کے تعلق کو جو اس مقدمہ کے حالات سے ہے مجہے بیان کر دینا اون واقعات مجموعی کے تذکرہ کر دینے سے بہت آسان ہو جاویگا جو خود مقدمہ مین ثابت ہوئی ہین۔

مقدمہ مین سوال اول یہہ ہے کہ آیا اجودہیا مدعی یا سپرنٹنڈنٹ کو کبہی کوئی استحقاق اوس اراضی کے نسبت حاصل تہا یا نہین جسکی دخل کا اوس نے دعویٰ کیا ہے یا کوئی استحقاق استدعا کرنے دیگر دادرسیون کا بذریعہ انہدام مسجد اور دلایا نے اوس خسارہ کے جسکا دعوی اوس نے اپنی عرضی نالش

مین کیا ہے حاصل ہے یا نہین -

تو اوس موقع پر سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اوسکا استحقاق کیا ہے - جو استحقاق اوس نے بیان کیا ہے وہ ملکیت کا استحقاق نہین ہے بلکہ ایک پٹہ منظورہ منجانب مالکان کے ہے جسکی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ مدعاعلیہم کے سازش سے ہے تو وہ پٹہ کہان ہے - یہہ ثابت ہوا ہے کہ کوئی پٹہ تحریری نہین ہے اور اس لئے کافی طور پر معمولی بات یہہ ہے کہ وہ مسل مین نہین ہے - لہذا اوسکے استحقاق کا مدار ضرورتاً شہادت زبانی پر ہے -

مجھے سخت شبہہ ہے کہ بطور محض امر قانونی کے ایا پٹہ جایداد کا جیسا کہ اسمقدمہ مین متنازعہ ہے حسب اقتضاء اصول مصرحہ ایکٹ انتقال جایداد کے زبانی دیا جا سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ اغراض زراعتی کے لئے ہو - لیکن مین اس امر سے درگذر کرتا ہون -

مین واقف ہون کہ عدالت ہذا کا منصب عدالت اپیل دوم کے یہہ کام نہین ہے کہ وقعت شہادت کو عام اس سے کہ زبانی ہو یا دستاویزی اون مقدمات مین جو ہمارے روبرو اپیل دوم مین بموجب دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آتے ہین جانچا کرین مین اس امر سے بہی واقف ہون کہ اس اصول کو نہ صرف ملکہ معظمہ کے عدالتہاے ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر واقعہ ہند نے تسلیم کیا ہے بلکہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہی تسلیم کیا ہے - لیکن مین یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ عدالت ہذا کا یہہ کام ہے جب اپیل دوم کو طے کرتی ہو اور اون نتایج پر غور کرتی ہو جو عدالتہاے اپیل ماتحت نے اخذ کی ہین کہ یہہ تجویز کرے کہ ایا نتایج مذکور بتعمیل کامل اون قواعد قانونی کے اخذ کی گئی ہین یا نہین جو مقبولی شہادت پر حاوی ہین اور جسمین بحث بار ثبوت کی متعلق ہے خصوصاً اونمقدمات مین جسمین مدعی جو مدعاعلیہم کو بیدخل کرنا چاہتا ہے ایک استحقاق ظاہر کرتا ہے اور مدعاعلیہ اوس استحقاق سے انکار کرتا ہے اور یہہ بیان کرتا ہے کہ مدعی کو مطلق کوئی استحقاق حاصل نہین ہے -

بلحاظ اس قانونی راے کے یہہ بات تہی کہ مین چند فقرات فیصلہ منشی ماتادین منصف سے نقل کرنا چاہتا تہا جو بابت اونکی اون نتایج کے ہین جو اونہون نے باعتبار اوس شہادت کے جو اونکے روبرو موجود تہی اور اوس تنقیحات کے تہی جو اونہون نے قایم کی تہی - بعد قایم کرنے اون تنقیحات کے جو خود منصف کے فیصلہ مین کافی طور پر ظاہر ہین اونہون نے یہہ کہا ہے -

مدعی کی جانب سے کوئی ثبوت کافی نہین ہے کہ وہ برابر اراضی متنازعہ پر بذریعہ اوس انتظام کے جو زمیندار سے ساتہہ ہوا تہا قابض رہا چلا ایا ہے اور یہہ کہ اوس زمانہ مین کہ جس زمانہ سے نسبت

اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعا علیہم نے مسجد وغیرہ تعمیر کی ہے۔

پہر وہ یہہ کہتے ہین کہ شہادت گواہان مدعا علیہم سے قابل اطمینان عدالت ثابت ہے کہ مسجد اور چبوترہ وغیرہ متنازعہ پرانے ہین اور بارہ برس سے زیادہ سے موجود ہین اور اراضی متنازعہ پر خود مدعا علیہم قابض ہین۔

بہ نسبت موقع کے بعد بیان کرنے اس امر کے کہ اونہون نے خود معائنہ نقشہ موقع کا مرتب کرنیکے لئے سفر کی بہی مشار الیہ بہ نسبت بیان مدعی در بارہ دخل کے یہہ کہتے ہین۔

بجانب دیگر نقشہ مرتبہ امین عدالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد سے لگا ہوا تعزیہ رکھنے کے لئے چبوترہ اور مکانات مدعا علیہم اور دیگر اشخاص کے ہین اور اوسکے بعد خانہ گودام مدعی کا ہے اور مسجد وغیرہ متنازعہ ٹہیک سامنے چبوترہ مدعا علیہم کا اور جانب ہے جو تعزیہ رکہنے کا چبوترہ ہے۔ کسی طرح یہہ قیاس نہین کیا جا سکتا ہے کہ اس مقام پر مدعی کا کبہی قبضہ اراضی کے کسی جزو پر ہے۔ جہانتک عدالت ہذا مقدمہ مدعی پر غور کر سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل عداوتاً ہے اور انصافاً اوسکا سرسبز ہونا روا نہین رکہا جا سکتا ہے۔

باعتبار اس تجویز کے منصف نے نالش کلیتاً ڈسمس کر دی۔ اوسکے بعد مدعی نے ڈسٹرکٹ جج ضلع کے حضور مین اپیل کیا اور مشار الیہ نے اگرچہ اپنی فیصلہ مورخہ ۱۷/ مارچ ۱۸۸۹ء مین اظہار رائے بشدومد کیا مگر یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ صحیح رقبہ اراضی متنازعہ یا اوسکی صحیح شناخت کو بخوبی سمجہا ہے اور نہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مشار الیہ نے صحیح طور داد رسی استدعیہ عرضی نالش کو سمجہا ہے کیونکہ اوس داد رسی مین استدعا انہدام مسجد کی شامل ہے کہ جو خود مدعی کے بیان مندرجہ عرضی نالش کے بموجب دیکہی فقرہ ۳ عرضی نالش اوسقدر عرصہ پہلے تعمیر ہوئی تہی کہ جسقدر ۱۲/ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو گذرا ہے اور بموجب بیان مدعا علیہم کے ۱۸۷۵ء مین تعمیر ہوئی تہی۔

ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ مین بہت سے علامتین اس بات کی شامل ہین کہ اونہون نے قطعہ اراضی نمبری ۴۰۵ کو اراضی متنازعہ حال کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے کہ جو جیسا مین بیان کر چکا ہون علاوہ ۱۷ فٹ قطعہ اراضی نمبری ۴۰۵ کی ہے اور جس پر مسجد انہدام طلب واقع ہے اور جو تنہا سے دعوی مقدمہ ہذا ہے جہانتک کہ اوسکی رو سے استدعا بید خلی کی ہے (دیکہو داد رسی مندرجہ استدعا داد رسی عرضی نالش کو)

لیکن ڈسٹرکٹ جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ دخل مدعی ہین اوس وقت خلل آیا تہا جب اوس نے ایک ڈہیر اینٹون کے لکڑی کا اراضی پر رکہا تہا اور وہ اینٹین بحکم مجسٹریٹ کے اوٹہوایا گیا تہا جس مجسٹریٹ نے

حسب عبارت مستعملہ خود ذیلعلم جج کے حکم امتناعی دوامی کسیوقت مین قریب ۸ مہر جولائی ۱۸۷۸ء کے بنام مدعی مشعر ممانعت اس امر کے صادر کیا تہا کہ مدعی ذہیر آیندہ سے نہ آوے اور پر اراضی متنازعہ حال کے ممنوع ہے المسجد اوس شبہہ کے جو مین بہ نسبت اس امر کے ظاہر کر چکا ہون کہ آیا ذیلعلم جج کو شناخت اراضی کی حاصل ہوئی تہی یا نہین مجہے یہ تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا تجویز مذکور بطور امر واقعہ کے صحیح ہے یا نہین اثنا مین اس حالت پر میرے روبرو یہ مقدمہ بصیغہ اپیل دوم جلسہ واحد عدالت مین اجلاس کرتے وقت ۳ جولائی ۱۸۸۰ء کو پیش ہوا اور مجہے اوسوقت معلوم ہوا تہا جیسا کہ اب بہی معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ ذیلعلم ضلع جج کا جسکے ناراضی سے اپیل دوم دایر ہوا ہے جایداد متنازعہ کی مخلوط کرنے اور غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسیوجہ سے اون واقعات کی غلط فہمی پر بہی مبنی ہے جو عدالت اپیل اول کے تجویز طلب تہی اس امر کیوجہ سے مینے زور تجاویز واقعاتی اخذ کردہ ذیلعلم ضلع جج کو کسیقدر ناپسند کیا تہا اور مقدمہ کو بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے صاف تجاویز امور ذیل کے واپس بہیجا تہا۔

(۱) ٹہیک شرایط پٹہ کے جسکے روسے مدعی عدالت مین آیا ہے کیا ہین اور آیا از روے شرایط مذکور کے مدعی مستحق قایم رہنے نالش بیدخلی بذریعہ انہدام تعمیرات معمرہ مدعا علیہم کے ہے یا نہین۔

(۲) مدعا علیہم کا دخل واقعی اراضی پر کسقدر عرصہ تک رہا ہے اور اوس دخل کی نوعیت بمقابلہ زمیندار کے جسکا مدعی پٹہ دار ہے کیا ہے۔

اجلاس کامل کے روبرو یہ حجت ہوئی ہے کہ یہ حکم واپسی کا بالکل غیر ضروری ہے کیونکہ جو تجاویز واقعاتی ذیلعلم ضلع جج نے اخذ کی ہین وہ واسطے تصفیہ کرنے حقوق فریقین کے اس لئے کافی تہین کہ اونمین گنجایش دست اندازی عدالتانہ عدالت ہذا بمنصب عدالت اپیل دوم حسب منشاء دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین تہی اور اس حجت کی تائید مین چند اسناد پیش ہوے تہی جنکی بالخصوص ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ وے مشہور ہین۔

برطبق حکم واپسی کے جو مینے اوسوقت صادر کیا تہا مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واپس گیا تہا اور اوسوقت حاکم اجلاس کنندہ دوسرے جج تہے یعنی اوسوقت مسٹر فاکس صاحب اوس عہدہ پر کام کرتے تہے۔ اوس ذیلعلم جج نے بذریعہ اپنی تجویز مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۰ء کے مقدمہ پہر واپس بہیجا ہے اور تجاویز مذکور مین ایک فقرہ حسب ذیل ہے۔

قبضہ مدعا علیہم کا جیسا کہ وہ بے اجازتی ہے نہین بیان کیا جاتا بلکہ وہ قبضہ بحفاظت زمیندار اور اوسکے پٹہ دار مدعی کے ہے۔ مین تجویز کرتا ہون کہ اراضی مسجد کی ٹہیک طور پر دخل پٹہ کی جسمین مدعا علیہم

قبضہ مین ۱۸۵۶ء سے ہے اور بقیہ اراضی ۱۸۵۶ء سے ہے - مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر نکلس صاحب نے اگرچہ اپیل بحال رکہا تہا اونہون نے مسماری عمارت مسجد کا حکم نہین دیا تہا - اسبارہ مین اونکا فیصلہ اسیقدر متعلق ہے - مدعی نے بہ نسبت اراضی مسجد کے اپیل نہین کیا تہا -

اب دیکہنا چاہیے کہ یہی تجویز ایک وجہ اور ضروری وجہ اسبات کی ہے کہ کیون مجہکو عدالت ہذا مین بطور جج عدالت اپیل کے اجلاس کرکے اس امر کی تحقیقات کرنیکی ضرورت ہوئی تہی کہ آیا ذیلی ضلع جج نے شناخت اراضی کو جو متنازعہ تہی سمجہا ہے یا نہین - اور یہی وجہ تہی کہ کیون مینے حکم واپسی مقدمہ کا ۲۸ جولائی ۱۸۸۹ء کو صادر کیا تہا -

واقعات اسطرحپر ہین کہ مسٹر نکلس صاحب نے بحیثیت ضلع جج کے قطعہ نمبری ۴۰۳ کو جایداد متنازعہ سے مخلوط کر دیا تہا یعنی قطعہ نمبر ۴۰۴ اور اوسکے البوہ ۱۷ دہور کو اور دوسرے ضلع جج نے اوسکی تجویز کرنےمین یہہ تجویز کی ہی کہ جس جایداد پر مسجد واقعہ ہے اور جو شے دعوے مقدمہ ہے اوسپر جیسا کہ مینے اوپر نقل کر دی ہے مدعا علیہم کے قبضہ مین بدرجہ اقل ۱۸۵۶ء سے اور اسکا بقیہ حصہ ۱۸۵۶ء سے ہے -

بہ نسبت اون تجاویز کے جو مسٹر نکلس صاحب نے اسطرحپر واپس کی تہین کوئی فریق متعرض نہین ہے کیونکہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین نے اعتراضات محکومہ دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اون تجاویز کے نسبت داخل کی ہین -

اشیا کے اس کیفیت پر جلسہ واحد مین مجہے مقدمہ پر غور کرنا پڑا تہا اور حسب وجوہ مندرجہ میرے حکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مینے خیال کیا تہا کہ مقدمہ دو ججون کے بنچ مین سپردگی کے لائق ہے - عدالت ہذا کے اوسوقت کے قواعد کے روسے اجازت سپردگی کی باوجود اس امر کی تہی کہ حکم واپسی مقدمہ کا واحد جج نے صادر کیا تہا -

چنانچہ مقدمہ بغرض سماعت روبرو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم اور میرے بطور جج دویزن بنچ عدالت جسمین دو جج شامل ہوتے ہین پیش ہوا تہا اور بذریعہ ہمارے حکم مورخہ اوس تاریخ کے ہمنے واسطے پہر واپس کرنے مقدمہ کے بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض تجویز صریح بابت مضامین اوس پٹہ کے جسپر نالش مدعی کی مبنی ہے اتفاق کیا تہا اور جیسا کہ میرے فیصلہ مقدمہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے واسطے اطلاع مختص اوس امر کے مقدمہ کے واپس بہیجنے پر اتفاق کیا تہا جو کہ مینے اوس فیصلہ مین بہ نسبت اوس تنقیح کے کہا تہا جسکے لیے اول مرتبہ مقدمہ واپس بہیجا گیا تہا - مینے یہہ کہا تہا کہ غرض اوس تنقیح سے یہہ تہی کہ بہ نسبت مضامین پٹہ یعنی اوسوقت سے کہ جب پٹہ لکہا گیا تہا اور اون شرائط

کے جن کے روسے وعدہ عیکو دیا گیا تہا اور بہ نسبت اوس صحیح رقبہ کے کہ جس سے پٹہ مذکور متعلق ہے اور بہ نسبت اس امر کے کہ آیا اوس پٹہ مین اراضی متنازعہ نالش ہذا شامل ہے یا نہین اور بہ نسبت اون دیگر امور کے پوری اطلاع حاصل کیجاوے۔ جو شرائط پٹہ مذکور سے متعلق ہین۔

چنانچہ مقدمہ بالاتفاق رائے مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب جو ہمارے برنا تنقیحات چند کے واپس بہیجا گیا تہا اور اگر میری یادداشت صحیح ہے تو واسطے تصحیح تنقیحات مذکورہ کے اونہین نے مجہکو ایما کیا تہا۔

برطبق واپسی اس تنقیح کے ذیلعلم ضلع جج حال مسٹر پنکنگٹن نے تجاویز قلمبند کی ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے کہ کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ مدعی نے کبہی کوئی پٹہ زمینداروں سے حاصل کیا تہا اور اسکا بہی ثبوت نہین ہے کہ جس لگان کا اوس نے اپنی عرضی نالش مین ادا کرنا بیان کیا ہے وہ اوس نے کبہی ادا کیا ہے اور اسکا بہی ثبوت نہین ہے کہ اوس نے کبہی قبضہ واقعی اراضی متنازعہ کا حاصل کیا ہے۔ ذیلعلم جج نے اپنی تجویز کو اپنے حکم کے فقرہ قبل از آخر مین اسطور پر بیان کیا ہے۔ وہ یہہ کہتے ہین۔ میری تجویز تنقیح واپس شدہ کے بابت یہہ ہے کہ اگر کوئی زبانی پٹہ ۱۲۸۰ف مین حسب بیان مدعی کے ہوا ہے (جو مشتبہ ہے) تو رقبہ اراضی متنازعہ حال اوسمین شامل ہے لیکن وہ پٹہ دوامی نہین تہا اور نہ کسی میعاد معین کے واسطے تہا اور یہہ کہ مدعی کوئی دعوے بمقابلہ مدعا علیہ برنبا اس پٹہ کے نہین کر سکتا ہے۔

یہہ تجویز جہانتک وہ امور واقعاتی سے متعلق ہے میری رائے مین ایک تجویز قابل پابندی عدالت ہذا بطور عدالت اپیل دوم کے ہے لیکن وہ قابل پابندی عدالت ہذا کے بابت امور قانونی کے نہین ہے جو اوس سے پیدا ہوتے ہین اور وہ بہت اہم سوال ہے۔

وہ یہہ ہے۔ آیا کوئی ایسی اشیا مثل استحقاق متعالبت کے قانون ہند مین ہین اور اگر ایسا استحقاق ہے تو ایسے استحقاق کی کیا سند ہے ایسے استحقاق سے عملاً قانون ہند اون تجاویز کے وقت تک ناواقف تہا جن تجویزون کی وجہ سے دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع کی محکوم قانون ہونا لازم آیا تہا۔ در تجاویز مذکورہ کے روسے ایسے استحقاق کی تسلیم کیجانیکی ضرورت اس لئے پیش آئی تہی کہ حفظ امن رہے اور لوگ استحقاق قابض کو بجبر اور بفریب بیدخل نکر سکین۔ اب دیکہنا چاہیے کہ یہہ حکم قانونی یعنی دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع منشا تعبیر حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہو چکا ہے اور حکام ممدوح نے یہہ تجویز کی تہی کہ چونکہ استحقاق متعالبت کا متعلق اونہین اغراض سے ہے تو ایسے استحقاق متعالبت کے روسے کوئی مدعی عدالت مین چارہ جوئی نہین یہہ بیدخلی کے نکر سکیگا بجز اوس صورت کے کہ دعوی ہذا کو اندر چہہ مہینہ کے حسب دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع کے دائر کیا جاوے وہ فیصلہ بمقدمہ وائز بنام امیر النسا خاتون (الاہ پورٹ جلد ۵ - اپیل ہند صفحہ ۷۳) مین ہے۔

جو مقدمہ میں امر کے لینے کی یہی سند ہے کہ جب کبھی استحقاق متخالفت الیسے دعوی کی بنا قرار دیا جاوے جیسا کہ یہ دعوی ہے اور بعد گذرنے بارہ برس کے دائر کیا جاوے تو ایسا استحقاق قابل سماعت ہوسکے نہیں ہے کیونکہ استحقاق مذکور پر استدلال کرنیکے لئے بہت توقف ہو گیا ہے۔

ایک دوسرا امر کہ جس پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اپنا فیصلہ صادر کیا ہے یہ ہے کہ معمولی قاعدہ بار ثبوت کا جو متعلق ملکیت کے تھا وہ بھی بجز اندروی احکام قانونی کے جو بانسبت استحقاق متخالفت کے مشتہر ہوا اسکے بین عمل اندازی نہ کرنا چاہئے۔ یہ احکام قانونی اب بطور ایکٹ دادرسی خاص ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء میں قائم ہوئے ہیں لیکن میری رائے میں ادنکے رو سے قانون میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے کیونکہ دفعہ ۱۵ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء) بخلاف قاعدہ قانون کے ایکٹ میعاد سماعت میں قائم کی گئی تھی اگرچہ اس قابل تھی کہ اوسکو کسی ایسے قانون میں جگہ دیجاتی جو متعلق دادرسی خاص کے ہوتا۔ لیکن ایک بات صاف ہے کہ ان دونوں قاعدوں میں جامع اس سے کہ دادرسی خاص متعلق اوس امر کے سمجھا جاوے جو زمرہ قانون اصلی میں داخل ہوتا ہے یا امر متعلقہ قانون اصطلاحی کے سمجھا جاوے میعاد چھ مہینہ کی لازم ضروری قبل اس امر کے ہے کہ کوئی استحقاق متخالفت بطور بنا نالش بیدخلی کے بیان کیا جاوے۔ اس رائے کو عدالتہائے ہائیکورٹ واقعہ ہند نے متواتر اختیار کیا ہے اور اوسکی تائید کامل فیصلجات پریوی کونسل سے ہوتی ہے۔

چونکہ کیفیت یہ ہے تو تاریخ ارجاع نالش پر غور کرنا ضروری ہے جو ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء ہے اور پھر اوس تاریخ پر غور کرنا ضروری ہے جب بیدخلی منجانب مدعا علیہم ظہور پذیر ہوئی ہے جو جہانتک قطعہ اراضی نمبر ۲ کو تعلق ہے کہ سیوقطعہ میں حسب بیان خود مدعی کے سنہ ۱۸۸۱ء میں وقوع پذیر ہوئی ہے۔ لہذا نالش بلاشبہ بیرون میعاد چھ مہینہ معینہ از روے دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص کے ہے۔

چونکہ کیفیت یہ ہے تو دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ ہرگاہ استحقاق متخالفت کا عذر بطور بنا نالش بیدخلی کے نہیں ہوسکتا ہے تو آیا معمولی قاعدہ قانون کا جو دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت میں مندرج ہے متعلق ہوگا یا نہیں۔ میری رائے میں حسب حالات مقدمہ کے بخیال اس امر کے کہ بیدخلی اراضی متنازعہ حال سے پہلے سنہ ۱۸۸۱ء میں ہوئی ہے اور نیز بخیال اس امر کے کہ نالش ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء تک دائر نہیں ہوئی یہی ہے یہ معمولی قیاس قانونی کہ جو قابض اراضی ہے وہی مالک ہے متعلق ہے اور ایسی حالت میں بذریعہ کسی ایسے واقعات کے بیان یا ثبوت سے بھی کمزور نہیں ہوسکتی ہے جو بہ نسبت قبضہ مدعیان قبل بیدخلی یا قبل چھ مہینہ تاریخ نالش کے ہوں۔

فیصلہ مقدمہ الیغسر [illegible] بر اعظم [illegible] پر بطور سند کے پیش
کیجئے خلاف اوس رائے کے ہوا ہے جو بیشتر مقدمہ میں قائم کی ہے لیکن میری رائے میں
وہ فیصلہ احکام قانونی دفعہ [illegible] اشتہار [illegible] نہیں ہے [illegible]
ہندوستان میں متعلق ہو سکتا ہے [illegible] بسبب [illegible] وہ ایسے طریقہ سے متعلق ہے جس میں
احکام قانونی کی تنسیخ ہو سکے یہ اصول اور میں تسلیم ہوا ہے [illegible]
سمجھا تھا مدعا علیہ نے مدعا علیہ بار ثبوت متعلق ملکیت یا استحقاق کو فریق ثانی پر ڈالا [illegible] اصول
بیشک وہ ہے صحیح ہے اور جس کا مدعا علیہ قائم پر لوی کونسل نے مقدمہ سند [illegible] میں انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۵ میں فیصلہ کیا ہے اور میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اوس فیصلہ [illegible]
سکوں میں اوس فیصلہ کو جیسا کہ وہ خود رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے ایسا تصور کرتا ہوں جو عدالت
ہذا پر قابل پابندی ہے لیکن وہ فیصلہ اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے جو یہاں پیش ہے

اس مقدمہ میں نالش حسب مذکورہ بالا بابت بیدخلی کے ہے [illegible] مدعا علیہم کا [illegible]
کو کوئی حق حاصل نہیں ہے اور جن لوگوں کے توسط سے وہ دعویدار ہے ان کو بھی [illegible] حاصل نہیں ہے
اور مقدمہ کبھی موجود نہیں تھا اور تجویز عدالت اپیل ماتحت کی بالکل [illegible] مدعا علیہم کے ہے

میں صرف چند الفاظ بہ نسبت اوس حکم واپسی کے اضافہ کرنا چاہتا ہوں جو بتاریخ جلسہ [illegible]
[illegible] کو صادر کیا تھا حکم مذکور اسوجہ سے صادر کیا گیا تھا کہ [illegible] خیال کیا تھا اور اب بھی خیال
کرتا ہوں کہ مسٹر [illegible] صاحب نے مقدمہ کو نہیں سمجھا تھا اور اسوجہ سے [illegible] نے تنقیح جائداد
متنازعہ میں تذبذب کر دیا تھا حکم مذکورہ اسوجہ سے بھی صادر کیا گیا [illegible] مدعا علیہم کا حسب اقتضای
دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممکن نہیں تھا

پھر بہ نسبت حکم واپسی ثانی کے جس کو جسٹس [illegible] نے بتاریخ
[illegible] اپریل [illegible] کو صادر کیا تھا میں کہنا چاہتا ہوں کہ [illegible] حضور [illegible] مقدمہ
میں دو فریقوں کا پیدا ہوا تھا جب حکم مذکور صادر کیا تھا اور حکم واپسی ثانی کی اسوجہ سے [illegible]
تھی کہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کی سرسری تھی اور [illegible] مخالفت [illegible]
[illegible] ایسا استحقاق مخالفانہ [illegible] بموجب دفعہ [illegible]
[illegible]
[illegible] ہے اور وہ فیما بین فریقین کے متنازعہ [illegible]

[illegible] مدعی کو دخل دلایا گیا تہا اوس تاریخ سے بہی قبضہ مدعا علیہم کا اوس قبضہ کے
علاوہ [illegible] اور [illegible] بالفرض حاصل کیا جانا ثابت ہے کیونکہ قبضہ مذکور بذریعہ حکم [illegible] کے حاصل کیا
گیا تہا لہذا [illegible] حاصل کیا گیا تہا اور [illegible] قبضہ [illegible] اس نالش کے دایر ہونے تک قایم رکہا گیا تہا
چونکہ نالش [illegible] تاریخ بیدخلی [illegible] نالش سے چہہ برس کے عرصہ بعد دایر ہوئی ہے لہذا بصیغہ
نالش دخل کے قابل پذیرائی کے نہین ہے

میری یہہ راے ہے کہ بلحاظ کیفیت اشیا اسکے یہہ اپیل [illegible] ہونی چاہئے اور ڈگری عدالت
اپیل کی منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولے [illegible] نالش معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال ہونی چاہئے
چنانچہ مین یہی حکم صادر کرتا ہون

آنریبل صاحب چیف جسٹس ـ میرے بہائی محمود صاحب نے اسمقدمہ کے اجلاس کامل عدالت ہذا
مین سپرد کئے جانے کی وجوہ یہہ بیان کی ہین کہ اوسمین امور قانونی بڑی تحقیق اور اہم ہین ـ مین اپنے نسبت
بالکل یہہ کہتا ہون کہ مینے نہین سمجہا تہا کہ کوئی ایسا قانونی امر مقدمہ مین متعلق تہا جسمین ذرا بہی
دقت متعلق رہی ہو ـ اسمقدمہ کی سماعت میرے بہائی محمود صاحب کے اور خود میرے روبرو [illegible]
کو ہوئی تہی [illegible] بوقت برخاست عدالت کے مقدمہ واسطے تجویز کے ملتوی رہا تہا ـ [illegible] کو میرے بہائی محمود
صاحب نے یہہ اطلاع کی تہی کہ ہم لوگون کی رائے مین اختلاف ہے [illegible] معلوم ہوا کہ ہم مین اختلاف فی الواقعہ بہ نسبت جواز
ان احکام و ایسی [illegible] بہ نسبت تعبیر اور تاثیر دفعہ ۹ ایکٹ داد رسی خاص کے اور علاوہ اسکے بہ نسبت
استحقاق اوس شخص کے بہی اختلاف ہے جسکو بذریعہ مقابضت استحقاق قایم رکہنے نالش بیدخلی کا حق
ایسے شخص کے حاصل ہے [illegible] بیجا کنندہ ہے اور جس نے ایسے شخص کو بیدخل کردیا ہے جسکو استحقاق
مقابضت مذکور حاصل ہے ـ میری انکسر راے مین وہ امور باسانی حل ہونے کے قابل ہین لیکن چونکہ یہہ
اختلاف تہا میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ چاہا تہا کہ مقدمہ اجلاس کامل مین سپرد کیا جاوے اور
مینے اوسکے سپرد کرنے مین اتفاق کیا تہا ـ

مجہے افسوس ہے کہ مین اپنے بہائی محمود صاحب کی تقلید بہت سے امور مین نہین کرسکتا ہون جنکا
[illegible] آج صبح کو اپنے فیصلہ مین بیان کیا ہے اور بہت سے اون خیالات کی تقلید نہین کرسکتا ہون
جنسے اونکو احکام و ایسی مقدمہ کے صادر کرنے کی [illegible] ہوئی تہی کیونکہ وہ ایسے امور ہین کہ جنکا [illegible]
احکام و ایسی مقدمہ [illegible] نہین [illegible] مقدمہ ہذا مین
[illegible] آج صبح [illegible] بہائی محمود صاحب اپنا فیصلہ صادر کرنے مین مصروف تہے [illegible]

اب ہمین دیکہنا چاہئے کہ مقدمہ کیا ہے یہہ ایک نالش ہے جو ایک شخص کی [illegible]
جو مسلمانان پر اسکی تہی اور اوس نالش مین مدعی نے یہہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہم نے
بیجا طور پر اوس اراضی پر تعمیر کی ہے جو اوس کے قبضہ مین [illegible]
[illegible] اوسکو بیدخل کردیا ہے اور اونہون نے کچہہ زمانہ [illegible]
کے دیگر اجزا کو گہیر لیا ہے۔ مدعی نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین [illegible] قابض
قابض ہون بجانب دیگر مدعا علیہم نے خود اپنا استحقاق ظاہر کیا تہا اور اونکا یہہ بیان ہے کہ اراضی
متنازعہ پر اونکے مورث نے ایک چبوترہ یا مکان تعمیر کیا تہا [illegible] اراضیات متنازعہ
مین سے کسی اراضی پر مدعی کبہی قابض نہین رہا تہا۔ پس یہہ مقدمہ بہت آسان [illegible] تہا
یہہ ایسا مقدمہ تہا جسمین بموجب میری رائے قانونی کے مدعی زمینداروں سے اپنی پٹہ پانے کے ثبوت
پر استدلال کرسکتا تہا اور اگر وہ اپنی پٹہ پانیکے ثبوت مین قاصر رہتا تو وہ اپنے قبضہ کے واقعہ پر جو قبضہ
مدعا علیہم سے مقدم تہا استدلال کرسکتا تہا اور اگر وہ اپنی قبضہ مقدم کو ثابت کردیتا تب وہ مدعا علیہم کی
اراضی پر مداخلت بیجا کے واقعہ پر استدلال کرسکتا تہا کیونکہ اونکو کوئی استحقاق قانونی مداخلت کرنیکا
حاصل نہین تہا۔ استحقاق مدعا علیہم کی بحث بہی ایک امر آسان غور طلب تہا اور چونکہ مدعی نے [illegible]
مین اپنا استحقاق خواہ بطور پٹہ دار کے یا بطور اوس شخص کے جو حال مین یا وقت بیدخلی [illegible] بجانب مدعا علیہم
قابض تہا ثابت کردیا ہو تو مدعا علیہم کو ایسا استحقاق ثابت کرنا چاہیے تہا جس سے وہ مدعی کو بیدخل کرنیکے مستحق ہوتے
اور اسطرحپر یہہ ثابت کرتے کہ اونکا دخل اراضی پر استحقاقاً تہا۔

۱۰ مارچ ۱۸۸۰ع کو نالش عدالت منصف بلیا مین دایر ہوئی تہی۔ اوسکا فیصلہ منصف نے ۳۰ ستمبر
۱۸۸۰ع کو کیا تہا منصف کی تجویز خلاف مدعی اور [illegible] دوسری نالش کے تہی۔ اوسپر مدعی نے ۱۲ نومبر ۱۸۸۰ع کو
عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا اور اوس اپیل مین [illegible] دعوی [illegible] کا نہین کیا تہا یہہ بہی
ظاہر ہے کہ اوس نے دعوی دخل اوس اراضی کا بہی نہین کیا تہا جسپر مسجد مذکور واقع تہی یہہ بہی [illegible]
ہے اور ظاہر ہے [illegible] محمود صاحب کو بہی ظاہر تہا جب [illegible]
تہا مدعی نے اپیل مین دعوے اپنی [illegible] اراضی متعلقہ مسجد کا کیا تہا [illegible]
[illegible] دخل کرلیا ہے اور [illegible]
ایک دوسرا امر بہی [illegible]
[illegible] محمود [illegible] اپیل [illegible]

کرایا تہا یعنی بابت بعض اراضی ملحقہ مسجد کے اور جسپر مدعی نے اپنی اینٹ ہن کا ڈہیر لگا دیا تہا۔ مین سمجہتا ہون
کہ یہہ کہنا صحیح تسلیم نہین ہو سکتا کہ مدعا علیہم اوس اراضی پر قبل ۱۸۵۶ع سے قابض ہین بطور امر واقعہ کے اینٹ ہن
بنی کا اراضیات مذکورہ سے پیدا کا ثابت ہو کہ یہہ حکم مجسٹریٹ صادرشدہ ۸ جولائی ۱۸۸۶ع سے اوٹہا دیا
کیا تہا اور اوس اوٹہانے جانیکا بعد یہہ بات ہوئی ہی کہ مدعا علیہم بطور پر اراضی مذکور پر گئے اور اوسکو ہموار
کیا تہا۔ برطبق اپیل ضلع جج نے صحیح طور پیر زیر اپیل پر جو اوسکے روبرو موجود تہا لحاظ کرکے اور جو امر نالش مین تہا
اور اونکے روبرو پیش نہین تہا اوسکو نظر انداز کرکے یعنی بحث اوس اراضی کو جسپر مسجد واقع ہی نظر انداز کرکے
اپنا خیال اس امر پر محدود کر دیا کہ کون مستحق اراضی ملحقہ مسجد کا ہے جسپر نشان اوس اراضی کا ہوا جسپر
مدعی نے اپنی اینٹ ہن کا انبار کیا تہا اور جس انبار کے اوٹہا دیجانیکا حکم بذریعہ حکم مجسٹریٹ کے برطبق استغاثہ
مدعا علیہم کے ہوا تہا کہ وہ مسجد کے ملحق ہے اور اوسکے قربت سے خطرہ ہے پس اگر کوئی تذبذب عدالت ہذا مین تہا
تو عدالت اپیل اول مین کوئی تذبذب بہ نسبت اوس قطعہ اراضی کے نہ تہا جو اپیل مین فیما بین فریقین کے متنازعہ تہا

پس بنظر تائید اپنی فیصلہ کے مین ضرور کہونگا کہ ضلع جج نے کوئی تذبذب بہ نسبت نمبرون کے
نہین کیا ہے۔ چند پرانے کاغذات اور نقشون پر حوالہ کیا گیا تہا۔ ضلع جج نے یہہ بتلا دیا تہا کہ پرانے دیہی
نقشون مین حدود جایداد کی بہت بے احتیاطی سے درج کی گئی ہین اور جس امر پر اونہون نے اپنی خیال کو
محدود کیا تہا وہ یہہ ہے کہ کون شخص مستحق اوس اراضی کا ہے جسپر نشان بطور اوس اراضی کے قایم کیا گیا تہا
جو مسجد کے ملحق ہے اور جسپر مدعی نے اپنی اینٹ ہن کا انبار لگایا تہا۔

اونکے روبرو پیش ہوا کیا تہا۔ ضلع جج کے روبرو حق و استحقاق زمینداران کا دربارہ منتقل کرنے اراضی متنازعہ
کے زیر بحث نہ تہا۔ اوسکی نزاع نہین تہی اور نہ اوسکے نسبت کبہی کوئی ایما اونکے روبرو یا عدالت ہذا مین کیا گیا
تہا کہ کوئی امر بہی زیر تنقیح بہ نسبت حق و استحقاق زمینداران دربارہ منتقل کرنے اراضی اور دخیل کرنے
مدعی کے تہا۔ یہہ ایسا امر تہا جیسا کہ بعد ازین مین ظاہر کرونگا جو میرے بہائی محمود صاحب کے اوسوقت
ذہن نشین تہا جب معزی الیہ نے اپنا پہلا یا دوسرا حکم واپسی مقدمہ کا صادر کیا تہا۔ اگر یہہ امر میرے بہائی
محمود صاحب کے ذہن نشین تہا تو وہ منجملہ اون وجوہ کے ایک وجہ تہا جن سے اون احکام واپسی مقدمہ کے
صادر کرنیکی اونکو ترغیب ہوئی تہی اور اون احکام واپسی مقدمہ مین اس امر کی تحقیقات طلب ہوئی تہی

مجہکو دیکہنا چاہیے کہ مسٹر ... صاحب ضلع جج نے اس مقدمہ کو کیونکر ... کیا ہے اونکی تجویز ...
اور جسپر حوالہ کرنیکی ضرورت ہے حسب ذیل ہے مین اس امر کو بخوبی ثابت سمجہتا ہون کہ اراضی متنازعہ ...
... اراضی کو بہ پردہ ہی مجہکو اوسکے اسطرح منتقل کرنے کا اختیار حاصل تہا۔ مین اسکو ... تہا

ہوں کہ تعلق فیصلہ حکم ڈپٹی کمشنر کا دربارہ اوس شہادت کے اثناء اپیل میں [illegible]
اپیل میں حالی میدان پر جو درمیان مسجد اور مکانات مدعا اور چبوترہ کی کوٹھری کے مسجد اور [illegible]
ہیں باہر امر کو بخوبی ثابت تجویز کرتا ہوں کہ جب ہی مدعا علیہ نے اپیل میں شہادت [illegible] ہے
تو گھیر لیا جو مسجد سے جو وہ اور اون عدالتون کو دیوارون کے مکانات کے درمیان ہے اور زمین [illegible] پر
سایبان تعمیر کرلیا اور دکھن جانب نمائشی چبوتری اور اوسی قسم کے دیگر عمارات قایم کردی۔
مشارالیہ بیانات کہتے ہیں اور جو اوس کی ڈگری ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ
بمنسوخی تجویز عدالت ماتحت کے میں اور دعوی مدعی کا دربارہ انہدام دیوارات و تعمیرات حال کے
ڈگری کرتا ہوں۔ پورب اور دکھن مسجد کے جنبی کہ وہ ۱۶ جولائی ۱۸۸۵ء کو موجود تہی جو جگہ واقعہ ہے وہ کل
پہر اوسی حالت میں کرادیا جاویگا کہ جس حالت میں وہ اوسوقت تہا۔ مدعی القاضاہ ہستنبادعوی نہ لعقد
دوسرا چہ سابق چھوڑ سے دیتا ہے۔ یہ اجز او اوسکے دعوی اور اپیل کے ڈسمس منظور ہوں۔
یہہ وہی ڈگری اور فیصلہ ہے جسکی ناراضی سے مدعا علیہم نے عدالت ہذا میں اپیل کیا ہے۔ اوس
اپیل میں ممکن نہیں ہے کہ کوئی بحث بہ نسبت مسجد یا اوس اراضی کے پیدا کرسکے جسپر مسجد واقعہ ہے۔ اس امر
کی ضلع جج نے تجویز نہیں کی تہی اور نہ اوسپر اونہوں نے کوئی فیصلہ کیا تہا کیونکہ وہ اونکے روبرو پیش نہین
تہا۔ اپیل دوم میں اس عدالت کے روبرو کل یہہ بحث ہتی کہ آیا باعتبار اون تجاویز واقعاتی کے مدعی نے
اپنا استحقاق دربارہ حصول ڈگری دخل اور انہدام اون دیوارات کے جو مدعا علیہم نے بعد ۱۸۸۵ء کے تعمیر
کی ہیں ثابت کیا ہے یا نہیں۔ اپیل دوم میں مدعا علیہم اپیلانٹان کو اون تجاویز واقعاتی پر اعتراض کرنے کا
اختیار نہیں تہا بجز اوس صورت کے کہ وہ یہہ ثابت کرسکیں کہ کوئی ایسی شہادت نہیں ہے جسکے بنا پر ضلع جج
تجاویز مذکور قایم کرسکیں اور تب یہہ ایک بحث قانونی ہو جاتی۔ ایسا کوئی عذر اپیل میں پیش نہیں کیا گیا
تہا اور ظاہر ہے کہ اگر ایسا کوئی عذر پیش کیا جاتا تو وہ بے بنیاد ہوتا۔ ضلع جج کے روبرو شہادت موجود تہی اور
وہ اوسکا ذکر اپنی فیصلہ میں کرتے ہیں اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ اوس قطعہ اراضی کو زمانہ دراز سے [illegible]
پیشہ پر دیا تہا اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ ۱۶ جولائی ۱۸۸۵ء تک مدعی اپنی اپیل میں کا [illegible] اوسپر قابض
تہا اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ مدعا علیہم یا کوئی شخص اونکی طرف سے کبہی اوس اراضی پر اوسوقت تک قابض
نہیں ہوتا جب مدعا علیہم کو [illegible] اثناء اپیل میں کے بیجا طور پر اوسپر دخل لیکا فوری حاصل
ہوا تہا۔ امور واقعی سے ہمکو اس مقدمہ میں [illegible] نہ ہونے دینا چاہئے۔ یہہ امر تجویز کی بابت [illegible]
حکم کمشنر کا ایسا حکم نہیں ہے جس سے تجویز استحقاق کی ہو سکے۔ وہ حکم ایسا ہے جو بر طبق [illegible]

مدعا علیہم کے صادر ہوا تہا کہ مدعی کے انیڈین کے انبار کرنیکی وجہ سے مسجد کو خطرہ ہے۔ مجسٹریٹ مذکور اطمینان کر سکتے تہے کہ ہم نے بہی یہہ صحیح طور پر حکم مذکور صادر کیا تہا۔

برطبق دفعہ ہذا کے حکم مذکور کے مدعا علیہم کو اول مرتبہ رفع اپنی ہمسایہ کی زمین کی دبانیکا حاصل ہوا تہا۔ مدعا علیہم نے اس عدالت میں اپیل کیا ہے۔ یہہ ایسا اپیل تہا جسکی سماعت جج واحد کے اجلاس سے ہو سکتی تہی۔ مجہے یہہ کہنا لازم ہے کہ ان تجاویز واقعاتی کی بنا پر مین یہہ نہین سمجہہ سکتا ہون کہ کون امر قانونی ایسا تہا جسکی بحث اپیل مین بجانب مدعا علیہم کے ہو سکتی تہی۔ تجاویز واقعاتی عدالت ہذا کے لئے قطعی ہین اور باعتبار اون تجاویز واقعاتی کے صرف ایک ہی جواب قانونا ہو سکتا تہا اور وہ جواب فیصلہ مدعی مشعر بحالی ڈگری عدالت مہتمم کے ہے۔ لیکن میرے بہائی محمود صاحب نے حکم واپسی مقدمہ کا صادر کیا تہا۔ وہ ہم سے آج یہہ کہتے ہین کہ حکم مذکور صادر ہو سکتا تہا کیونکہ جج عدالت ماتحت نے تعمیل احکام دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی نہین کی تہی اور حکم مذکور اس وجہ سے بہی صادر ہو سکتا تہا کہ مستر کیکس صاحب نے ممکن ہے کہ بہ نسبت شناخت اوس اراضی کے غلطی کی ہو جو مابین فریقین کے متنازعہ تہی۔ اس قسم کے معاملات مین ہمیشہ یہہ خطرناک ہے مین خود اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ اس قسم کے معاملات مین کسی ایک شخص کی یادداشت پر بہ نسبت اس امر کے استدلال کرنا ہمیشہ خطرناک ہے کہ کسی شخص کو لیکن دو برس پیشتر کیا گذرتا تہا۔ بنظر دریافت کرنے اس امر کے کہ وجوہ حکم واپسی کے کیا تہی اور میرے بہائی محمود صاحب نے اوسوقت اوس اپیل کی نسبت جو اونکی روبرو پیش ہوا کیا رای قایم کی تہی مین اونہین کے الفاظ پر حوالہ کرونگا جو معزز الیہ نے اپنی حکم واپسی مقدمہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۸۹ء مین استعمال کی تہی۔ حکم واپسی مذکور حسب ذیل ہے۔

مدعی رسپانڈنٹ عدالت ہذا اس بیان سے اپیل ہے کہ وہ زمیندار موضع کیطرف سے جسمین اراضی متنازعہ واقعہ ہے پٹہ دار ہے۔ بیان مدعی کا یہہ تہا کہ اوسکے پٹہ مین اراضی مذکور شامل ہے اور مدعا علیہم اوسکو اراضی مذکور پر اینڈین ہونچنے مین مزاحمت کرتے ہین اور چونکہ اینڈین مذکور بحکم عدالت فوجداری مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اوٹہوا دیا گیا پس مدعا علیہم نے حکم مذکور سے استفادہ کیا اور ایک دیوار بدین دعوی اوٹہائی ہے کہ یہہ اراضی صحن اوس مسجد کی ہے جو اراضی مذکور کے عین قربت مین ہے۔ مسجد مذکور کی نسبت بیان ہوا ہے کہ درمیان ۲۸ جولائی ۱۸۸۸ء و ۱۵ ستمبر ۱۸۸۸ء کے واقع ہوئی ہے۔ یہہ نالش ۱۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو دایر ہوئی تہی اور اوسکی جوابدہی اس بنیاد پر ہوئی تہی کہ اراضی متنازعہ زمیندار موضع سے ہمیشہ سے ملکیت ایک عمارت متعلقہ مسجد کی ہے جسمین مدعا علیہم حقدار ہین اور ثانیا مدعی کو اراضی سے نسبت یہہ حق نہین

[illegible] حاصل نہین ہے اور شاملات قبضہ مدعا علیہم کا بحیثیت ... [illegible]
کو کوئی حق نسبت اراضی کے حاصل نہین ہو سکتا ہے ۔ یہہ بھی ... [illegible]
ہے ... اراضی متنازعہ شامل نہین ہے ... عدالت ... [illegible]
تحریر کی ہے ۔ اور اوسمین یہہ لکہتے ہین ۔ مین یہہ تجویز ثابت سمجہتا ہون کہ ... اراضی [illegible]
کا قابل ہوتا جیسا کہ بیان ہے کہ اونہون نے منتقل کی ہے ۔ اسبات کی متعلق شہادت نہین ہے شہادت
زبانی مدعا علیہم کی نسبت ... ہے کہ اراضی متنازعہ کبہی جزو مسجد کی یا عمارات متعلقہ مسجد کی [illegible]
شہادت ... سے اسبات کی ہے کہ مسجد کے تعمیر ہونے سے قبل ... مدعا علیہم نے ایک [illegible]
جہوپڑی اس موقع پر بنائی تہی لیکن ہرگز کوئی شہادت نہین ہے کہ اوسکی زمین ایک ... اوس ...
ہی جبکہ مسجد بنی ہوئی ہے بعد ان تحریرات کے ... یہہ کہا ہے ۔ مین اس امر کو بخوبی ثابت
سمجہتا ہون کہ اراضی متدعویہ کو زمینداروں نے مدعی کو ... سپرد دی تہی ... [illegible]
اختیار حاصل تہا ۔ مین اسکو بخوبی ثابت سمجہتا ہون کہ جب حکم مجسٹریٹ کا ... [illegible]
ہوا ... اوس خالی میدان پر رکہتا تہا جو درمیان مسجد کے ... [illegible]
کو ... مکانون سے ... اور مین اسکو بخوبی ثابت تجویز کرتا ہون کہ جب ہی مدعا علیہم نے دیکہا
کہ ... ہو گیا تب ہی فوراً اوس نے بیجا طور پر اوس میدان کو گہیر لیا جو مسجد اور ... [illegible]
مکانون کے درمیان مین ہے اور مدعی کے زمین پر سایبان بنا لیا اور دوسری جانب ... [illegible]
مویشیوں کے ... قسم کے اور چیزین بنالی ہین ۔ مجہے یہہ تجویزین ... معلوم ہوتی ہین ... [illegible]
مدعا علیہم کے ہین لیکن قبل اسکے کہ فیصلہ مقدمہ کا ختم کر دیا جاوے ضرور ہے کہ صاف صحیح تجاویز
نسبت امور ذیل کے حاصل کیجاوین

(۱) جس ... سے مدعی عدالت مین آیا ہے اوسکی تجویز ... کیا ہین ... اور ... [illegible]
کی رو سے مدعی مستحق قائم رکہنے نالش ... کا بابت ... مدعا علیہم کے ... [illegible]

(۲) ... مدت تک مدعا علیہم قابض ... اراضی مذکور کے رہے ہین ... [illegible]
کی بمقابلہ زمینداران کے ... مدعی ... [illegible]

پہلے بنسبت تنقیح ... یہہ ہے کہ مدعا علیہم اپنا یہہ خیال ثابت کرین ... [illegible]
... کہ جس اراضی کو وہ ... ثابت کرنا چاہتے ہین ... قابض ... [illegible]
اراضی ہے جو ... متنازعہ ہی ... بنسبت تنقیح اول کے ... نظر نہین آتا ہے کہ ... [illegible]

پٹہ کو اس معاملہ سے کیا تعلق تہا۔ پٹہ ہو یا کوئی پٹہ نہو تجویز بطور امر واقعہ کے یہہ تہی کہ زمینداروں کو استحقاق
پٹہ پر دینے کا اور مدعی کو دخیل کر دینے کا حاصل تہا اور مدعی اوس اراضی پر ۲۸ جولائی ۱۸۵۶ء تک قابض تہا
مدعا علیہم کی طرف سے یہہ ایجاب نہیں ہوا تہا کہ مدعی قابض جس پٹہ کا تہا وہ ضبط ہو گیا ہے یا یہہ کہ اراضی
پر وہ قابض تہا اوس سے اوسکو اوسکے زمیندار نے بیدخل کر دیا ہے۔ کوئی ایسی تنقیح پیدا نہیں کی گئی تہی
جب یہہ معاملہ فیمابین مدعی اور ان مدعا علیہم کے تجویز طلب ہوتا کہ شرائط پٹہ کی کیا ہیں۔ ممکن ہے کہ پٹہ کا لعدم
یا غیر حدود رہا ہو اور یہہ بہی ممکن ہے کہ کوئی فریق بکر اعتراض منجانب زمیندار کے ہو سکتا ہے بشرطیکہ زمیندار نے
نالش کی ہوا۔ کرتے ہوئے لیکن میری یہہ نظر نہیں آتا ہے کہ جس شخص کے نسبت یہہ ثابت ہوا ہو کہ وہ
بیجا طور پر اور بلا کسی استحقاق کے دوسرے شخص کے اراضی پر آیا ہے وہ اوس دوسرے شخص کے استحقاق پر
اعتراض کر سکتا ہے اور یہہ کہہ سکتا ہے کہ جس پٹہ کے رو سے تم قابض ہو اوسکی شرائط مجہے دکہلاو۔
مقدمہ واپس بہیجا گیا تہا سوی اتفاق سے بہ نسبت تنقیح اول کے جو حکم کیا تہا اوسمین بجائے پٹہ کے
دادرسی کا ذکر درج تہا اور اسوجہ سے عدالت ماتحت مین کچہہ تذبذب ہو گیا تہا۔ اوسوقت کے ضلع جج مسٹر ٹامسن صاحب
نے رائے تحریر کی تہی اور اونکی رپورٹ عدالت ہذا مین کی تہی۔ اوسکے بعد میرے بہائی محمود صاحب و مسٹر جسٹس
برڈ ہرسٹ صاحب مرحوم نے مقدمہ ضلع جج کے پاس واپس بہیجا تہا۔ اوسوقت مقدمہ مسٹر منگٹن صاحب
کے روبرو پیش ہوا تہا جو ضلع جج کا کام اوسوقت کرتے تہے اور مسٹر منگٹن صاحب نے معاملہ پر غور کیا اور
مشار الیہ نے تجویز واپس کی۔ وہ تجاویز ۱۲ جون ۱۸۹۰ء کو واپس آئی تہین اور ظاہرا یہہ وہی رائے تہین
کہ جنپر میرے بہائی محمود صاحب کی رائے مین وہ اپنا فیصلہ بحق مدعا علیہم اپیلانٹان مقدمہ ہذا اصادر کرینگے۔
مین خود اپنے نسبت تو بالکل یہہ کہتا ہون کہ مجہے کہہ دینا چاہئے کہ مین افسوس کرتا ہون کہ کوئی
مقامی تنازعہ فیمابین ایک ہندو اور چند مسلمانون اوس ضلع مین اتنی سالون تک بذریعہ احکام
واپسی مقدمہ ازروی دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم رکہا جاوے کہ جو احکام واپسی مقدمہ مجہے
نہ صرف غیر ضروری بہی معلوم ہوتے ہین بلکہ نامناسب معلوم ہوتے ہین کیونکہ یہہ مقدمہ اپیل دوم ہے
عدالت کو حسب دفعہ ۵۶۶ کے اپیل دوم مین حکم واپسی مقدمہ کے صادر کرنیکا کیا اختیار ہے۔ دفعہ مذکور پر
غور کرنے سے پہلے یہہ امر قابل ذہن نشین کرنیکے ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے اپیل دوم مین عدالت
کو تجویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت پر اعتراض کرنیکی ممانعت ہے الا یہہ کہ کوئی شہادت نہو اور یا یہہ کہ
وہ بہی ایک ہی بات ہے کہ شہادت قابل مقبولی بتائید تجاویز مذکور کے نہو۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل
نے ایک مرتبہ سے زیادہ عبارت صاف و صریح مین یہہ فرمایا ہے کہ قانون یہی ہے اور اس ملک کے قانون التقریر

اپیل دوم مین تجاویز واقعاتی پر کسی شکل یا صورت یا طریقہ پر اعتراض کرنیسے ممنوع ہین درحالیکہ اونکی تائید مین شہادت موجود ہے بلالحاظ اسکے کہ تجاویز مذکور عدالت موصوفہ کے رائے مین کیسی ہی غلط کیون نہون لہٰذا اس شخص کو قانون مذکور ذہن نشین رکہنا چاہئے جبکہ اوسکو اختیار عدالت محکمہ دفعہ ۵۶۶ قانون مجموعہ پر غور کرنا چاہیے۔ دفعہ ۵۶۶ حسب ذیل ہے۔

اگر اوس عدالت نے جسکی ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہوا ہو کسی ایسے امر کو تنقیح طلب قرار نہ دیا ہو یا تصفیہ اوسکا نکیا ہو یا تجویز کسی ایسے امر واقعہ کی نکی ہو جو محکمہ اپیل کے نزدیک واسطے اصدار فیصلہ مناسب نسبت روداد مقدمہ کے ضروری ہو اور شہادت موجودہ مسل اس بات کے واسطے کافی ہو کہ عدالت اپیل تصفیہ امر تنقیح طلب یا امر واقعہ مذکور کا کرسکے تو عدالت اپیل مجاز ہے کہ امور تنقیح طلب واسطے تجویز کے مرتب کرکے انکو اس عدالت مین تجویز کیلئے مرسل کرے جسکی ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہوا ہو اور ایسی صورت مین اس عدالت کو شہادت زاید متعلقہ لینے کی ہدایت کریگی۔

اور عدالت مذکور امور تنقیح طلب کی تجویز مین مصروف ہوگی اور اسکی نسبت اپنی تجویز مع شہادت مذکور کے عدالت اپیل مین ارسال کریگی۔

دفعہ مذکور سے ظاہر ہے کہ عدالت اپیل دوم مین حکم واپسی مقدمہ جو تجاویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت پر اعتراض کرنیکی طرف مایل ہو صادر نہین کرسکتی ہے۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ عدالت اپیل دوم اکثر نتایج مختلف نسبت واقعات کے نتایج اخذ کردہ عدالت اپیل ماتحت سے اخذ کریگی۔ لیکن اسوجہ سے کہ تجاویز مذکورہ سے مطمئن نہین ہین وہ تجاویز مذکورہ تجاویز نہین ہین جو ہم اخذ کرتے اسلئے ہمکو ایسا حکم واپسی مقدمہ صادر کرنا مناسب نہوگا جسکے روسے اون امور واقعات کا دوبارہ تجویز کرنا پڑے جسکی تجویز عدالت اپیل ماتحت کرچکی ہے۔ اور علاوہ برین ظاہر ہے کہ حکم واپسی مقدمہ صادر ہونا چاہئے بشرطیکہ از روے تجویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت تصفیہ اوس تنقیح کا جو عدالت کے روبرو پیش ہے بجا یا بیجا طور پر ہوچکا ہے۔ ہمکو تلاش اور جستجو اون وسایل کی نکرنا چاہئے جنکے ذریعہ سے ہم عدالت اپیل ماتحت اوس ڈگری اور فیصلہ کو منسوخ کرسکین جسکو ہم ناپسند کرتے ہین پس مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ متعدد احکام واپسی مقدمہ صرف غیر ضروری ہے نہین ہین بلکہ خلاف ورزی اس اصول کی ہی کہ ہمکو اپیل دوم مین تجاویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت مین دست اندازی نکرنا چاہیے مینے تبلادیا ہے کہ اون تجاویز واقعاتی عدالت ماتحت پر کوئی اعتراض بہ نسبت رقبہ اراضی کے پیدا نہین ہوتا ہے۔ یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ اراضی مذکور زمینداران نے پٹہ پر دی ہتی۔ کوئی اعتراض بہ نسبت شرایط پٹہ کے پیدا نہین ہوسکتا تہا۔ یہہ ایسا نہین ہوا تہا کہ کوئی پٹہ بجز بذریعہ فعل مدعا علیہم کے ختم نہین ہوگیا

ہو اوس سے استحقاق مدعی ختم نہین ہوسکتا تہا۔ انہین خیالات سے میری راے مین ہمکو فیصلہ اس مقدمہ کا برنباء
اون تجاویز واقعاتی کے کرنا چاہیے جو مسٹر نکلس صاحب نے اخذ کی تہی جسکو اتنا عرصہ ہوا ہے کہ جسقدر کہ ا
مارچ سنہ ۱۸۸۴ء کو عرصہ گذرا ہے اور اون تجاویز واقعاتی پر لحاظ نکرنا چاہیے اگرچہ مین خیال کرتا ہون کہ
نتیجہ ہ ... مین جو برطبق احکام واپسی مابعد کے اخذ کئے گئے ہین۔

صحیح طور پر اپنی نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ بتعبیر اور معنی دفعہ ۹ ایکٹ
دادرسی خاص یہ اس امر پر غور کرنا ضرور ہی ہے کہ آیا محض وہ شخص جو قابض ہے نالش بیدخلی کی اوس شخص کے مقابل
مین قایم رکہہ سکتا ہے یا نہین جو بعدہ موقع پر آیا ہے اور جو بلا کسی اپنی استحقاق کے مدعی ہے اوس قبضہ مین
مخل ہوتا ہے جس سے وہ متمتع ہوتا رہا ہے کیونکہ ایسا ہی حال تہا کیونکہ اس مسل مین تجویز واقعاتی مسٹر نکلس صاحب
کی موجود ہے کہ مدعی اوسوقت تک قابض تہا جب مدعا علیہ اوسکا مخل اندازی ہوا اور یہہ کہ وہ قابض بطور اسامی
زمیندار کے تہا جسکو اراضی کے منتقل کرنیکا اختیار حاصل تہا۔ بہرکیف چونکہ میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ
بحث پیدا کی ہے بہتر ہے کہ ہم اوس پر بہی غور کرین اور جہانتک اس عدالت کو تعلق ہے اوسکا فیصلہ ایک
مرتبہ ہمیشہ کے لئے کردین۔ مین یہہ نہین چاہتا ہون کہ مین اون اسناد پر جو اسبارہ مین ہین زیادہ طوالت
کے ساتہہ بحث کرون اور مین اس امر کو اپنی بہائی ججون مین سے اوسکے لئے ... چہوڑ دونگا جو بہ نسبت میرے
اسناد سے زیادہ واقف ہین لیکن اسبارہ مین مین اپنی اون آرا کو ظاہر کرنا چاہتا ہون جو سننے کے لئے مرتب ظاہر
کی ہین۔ دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص ایسی دفعہ ہے جو میری منکسر راے مین اسلئے وضع کی گئی تہی کہ شخص
کو کسی شخص کو بجز بذریعہ باضابطہ حکمنامہ قانونی کے قبضہ سے بیدخل کرنیسے باز رکہی اور یہہ مقصود تہا کہ جو
دفعہ مذکور کے نالش چہہ مہینہ کے اندر دایر ہونی چاہیے اور شخص بیدخل شدہ بلالحاظ اس امر کے کہ اوسکا کیا استحقاق
ہے قابض کرا دیا جاوے۔ وہ ایسی دفعہ ہے جو اون شخصون کو جو کسی شخص کو بیدخل کرنا چاہتے ہین عدالت مناسب
مین رجوع لیجاوے اور زبردستی اور شخص مذکور کے بیدخل کرنیسے اونکو باز رکہی۔ دفعہ مذکور کو اوس نالش سے
کچہہ تعلق نہین ہے جو بنا استحقاق مقابلت کے ہو۔ خود دفعہ مذکور مین منجملہ اوسکے فقرات کے ایک فقرہ مین
یہہ بیان ہے۔ اس دفعہ مین کوئی امر مانع کسی شخص کا دربارہ ارجاع نالش اثبات اپنی استحقاق نسبت
جایداد مذکور اور اوسکے دخلیابی کے نہوگا۔

دفعہ مذکور محض ایسی ہے جسکے روسے کوئی شخص عدالت مین آسکتا ہے اور پہر دخل پاسکتا ہے جو شخص کہ
اوسکا کوئی استحقاق نہو فی الواقعہ وہ دخیل رہا تہا اور باوجودیکہ دوسرا شخص کچہہ اپنا استحقاق ثابت کرسکے۔ ایہ
... ہی اور یہہ ہے یہہ ایسا نہین ہوتا ہے کہ جس شخص کو استحقاق مقابلت حاصل ہے وہ اپنی نالش کو اوس ...

کے رو سے دایر کرنے پر یا ہرگز نہ دایر کرنے پر مجبور کیا جاوے۔

بہ نسبت استحقاق اوس شخص کے جو قابض تہا دربارہ بحالی قبضہ مذکور کے تاوقتیکہ شخص مذکور بنجانب ۶ ایسے شخص کے بیدخل نکیا جاوے جسکو استحقاق اصلی حاصل ہے مقدمات ملک انگلستان کے متعلق ہین جنمین مقدمات اوسی مضمون کے اس ملک مین ہین اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہت زمانہ قریب مین اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ محض سادہ استحقاق متقابضت کا کیونکہ اور کوی دوسرا استحقاق مطلق نہین ہے اس لئے کافی ہے کہ کوی شخص نالش بمقابلہ ایسے شخص کے قایم رکہہ سکے جسکو کوی بہتر استحقاق حاصل نہین ہے اور یہہ قرین عقل ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے میری راے مین یہہ تجویز کرنا خلاف عدل و انصاف و نیک نیتی اور عقل سلیم کے ہوگا کہ جو شخص مثلاً ساڑہی گیارہ برس تک باطمینان اور بلاخلل اوس اراضی پر قابض رہا ہے جسپر اوسکو بجز استحقاق متقابضت کے اور کچہہ حق نہین ہے اوسکو کوی راہ چلتا شخص اجنبی اوسے بیدخل کرے اور شخص اجنبی کو کسی قسم کا کوئی استحقاق حاصل نہو۔ یہہ کہنا خلاف عقل سلیم کے ہوگا کہ جو شخص اسطرح پر بیدخل کیا جاوے وہ اپنی استحقاق کو ازرجاع نالش ازروے دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے محدود کردیا جاوے۔ اس سے وہ اوس استحقاق سے محروم ہوجاویگا جس سے کل رعایاے ملکہ معظمہ مستفید ہوتے ہین یعنی اپنی استحقاق استحکام حقوق متعلقہ اوس جایداد سے محروم ہوجاویگا جس سے وہ بیجا طور پر بیدخل کردیا گیا ہے۔ درحقیقت مدعاعلیہم مقدمہ ہذا کو جنکو کوی مطلق استحقاق حاصل نہین ہے یہہ کہنے کی مجال نہین ہے کہ آپ کو کوی قانونی استحقاق نہین ہے اور اسلئے مین آپکو بیدخل کرسکتا اور آپکو بیدخل کرچکا ہون۔ یہہ بمنزلہ اس امر کہنے کے ہے کہ جس شخص کو استحقاق متقابضت حاصل ہے اوسکو بالکل شخص اجنبی جسکو مطلق استحقاق حاصل نہین ہے نکال دے سکتا ہے۔ لہذا مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس منجملہ ججون کے اوس ایک جج کی حیثیت سے جو بوجہ اختلاف راے فیمابین ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہای محمود صاحب کے شریک کیا گیا ہے مین چند تحریرات اولاً بہ نسبت حکم و اپسی کے جو ابتداً صادر ہوا تہا جب عذری الیہ جلسہ واحد مین اجلاس کرتے تہے اور ثانیاً بہ نسبت اون تحریرات کے کرنا چاہتا ہون جو اپیل عذری الیہ نے کی ہین اور جسکی رو سے یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جو تعبیر بہ نسبت دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے میرے بہای محمود صاحب نے قایم کی ہے وہ مسلماً ایسی تعبیر ہے جو عموماً نہ صرف کل عدالتہاے ہند نے اختیار کی ہے بلکہ پریوی کونسل نے بہی اختیار کی ہے۔

اسمقدمہ مین جسکو ہم جانتے ہین کہ ماہ مارچ ۱۸۸۶ء مین شروع ہوا تہا ضرور نہین ہے کہ مین اوسکی بحث بہ نسبت شکل صحیح کے کرون کہ جس ٹہیک شکل سے وہ عرضی نالش مین ظاہر کیا گیا ہے۔ میرے لئے صرف

اوس نتیجہ امر پر غور کرنا کافی ہے جو ذیلی جج کے روبرو اپیل مین پیش تہا اور جسپر مسٹر الیٹ نے کامل طور پر غور کیا اور جسکو اونہون نے تجویز کیا تہا۔ امر مذکور یہہ تہا کہ آیا ان مدعا علیہم نے کسی اراضی پر مسجد تعمیر کر کے اوس پر کسیقدر قبضہ کر لیا ہے جسپر مسجد مذکور واقع ہے وہ اراضی دبالی ہے جو بقبض و دخل مدعی کے ماہ جولائی و دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء کے درمیان مین تہی۔ ذیلی چیف جسٹس نے کہا ہے اور مین اوس سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ یہہ بہت سادہ تنقیح ہے۔ مین یہہ خیال کرنا غنیمت جانتا ہون کہ کوئی بحث قرینہ کی ذیلی جج نے اسمقدمہ مین داخل نہین کی ہے۔ جیسا کہ یہہ قرینہ ہے کہ ہندو زمیندار اور اصل اسامی ہندو مدعی نے بغرض مغلوب کرنے اور ضرر پہونچانے مسلمان مدعا علیہم کے سازش کی ہے ویسا ہی یہہ قرینہ ہے کہ ان مسلمانون نے اوس اراضی کے گہیر لینے مین جو اونکی نہین ہے ایک زبردست اور بے خوف فعل کیا ہے۔ لیکن حسن اتفاق سے ان خیالات کو ذیلی جج عدالت ماتحت نے داخل نہین کیا ہے۔ ذیلی جج نے تجویز مقدمہ کی بر بنا ادعا واقعات کے کی ہے یعنی یہہ کہ آیا حسب بیان مدعی کے اوسکی اراضی یا وہ اراضی جو اوسکے دخل مین مابین جولائی اور دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء کے تہی دبالی گئی ہے یا نہین۔ ذیلی جج نے بعبارت صاف و صریح یہہ تجویز کی ہے کہ زمین دبالی گئی ہے اور دیوار قایم کی گئی ہے اور سائبان تعمیر کیا گیا ہے اور جسوقت وہ افعال کئے گئے تہے اراضی مذکور مدعی کے دخل اور تصرف مین تہی۔ البتہ اگر کوئی عدالت اپیل دوم یہہ گوارا کرے کہ تجاویز واقعاتی قلمبند کردہ عدالت اپیل اول کو پسند نکرے تو اوسکے لئے یہہ بہت آسان طریقہ ہوگا کہ مقدمہ کو واپس کر دے اور اوسوقت تک واپس کرتی رہے کہ جب کوئی ایسا جج ملجاوے جو حسب پسند عدالت اپیل دوم کے تجویز صادر کرے۔ مین اکثر تجاویز واقعاتی قلمبند کردہ عدالت اپیل اول سے مطمئن نہین ہوتا ہون لیکن مین ہمیشہ اپنے آپکو اون تجاویز کے قبول کرنیکو مجبور سمجہتا ہون درحالیکہ مسل مین صاف مواد ایسا موجود ہو کہ جس سے جج کوئی نتیجہ اخذ کر سکے یا جبکہ مقدمہ ایسا نہو کہ جسمین کوئی شہادت نہین ہے۔ اسمقدمہ مین غیر ضروری احکام واپسی مقدمہ کا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ ہرگاہ اول مرتبہ مسٹر نکلس صاحب نے صاف و صریح عبارت مین ایک طرح پر تجویز کی تہی پہر بحکم واپسی مقدمہ درمیانی دوسرے جج کے نام پاتے ہین جنہون نے کسیقدر تامل کے ساتہہ جواب دیا ہے اور دوسرا حکم واپسی مقدمہ کا تیسرے جج کے پاس گیا ہے جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اوس جج نے بالکل مخالف رائے قایم کی ہے۔ یہہ کب تک ہوتا رہیگا اور کب کسی عدالت کو مقدمہ ختم کرنیکا موقع ملیگا۔ مین قیاس کرتا ہون کہ اسکی خیال سے یہہ بات ہوئی تہی کہ دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا مرتب کی گئی تہی اور وہ بہت عمدہ حکم قانونی ہے۔

مین بہ تعظیم تمام اپنے بہائی محمود صاحب کے یہہ بات کہتا ہون کہ اگر مین اونکا ہم جلیسہ ہوتا

تو حکم واپسی مقدمہ کے صادر کرنیمین مین اونسے اختلاف کرتا کیونکہ میری راے مین حکم مذکور نہ صرف بالکل غیر ضروری ہے تہا بلکہ خلاف احکام دفعہ ۵۶۲ کے تہا - لہذا مین [illegible] چیف جسٹس سے اس معاملہ مین اتفاق کرتا ہون کہ جو کچہہ مسٹر نکلس صاحب نے قبل صادر ہونے احکام واپسی مقدمہ کے تجویز کیا ہے اوسکو ایسا مواد تصور کرنا چاہیے جسکی بنا پر تجویز اس اپیل کی ہونی چاہیے اور اون تجاویز و واقعات سے جو پہلے بر پیش ہوا ہے آج ہم نہین جا سکتے ہین -

یہہ کہا گیا ہے کہ دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے تعبیر یہی ہے جسکے وہ تعبیر ہے جو میت [illegible] محمود صاحب نے اوسپر قایم کی ہے - تو نتیجہ یہہ ہے کہ جو شخص دس برس کے زمانہ تک بلا مزاحمت و بلا دعوی مخالفانہ قابض رہا ہے وہ کسی اجنبی مطلق اور مداخلت بیجا کنندہ کے دخل جبریہ سے بیدخل کیا جا سکتا ہے اور یہہ اگر وہ اپنی نالش چھہ مہینہ کے اندر دایر نکرے تو واقعہ اوسکے بلا مزاحمت دخل ماقبل کا کوئی شہادت اوسکی استحقاق کی نہین ہے - دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کی کیا ہے - وہ صرف اعادہ اوس قاعدہ کا ہے جسکا یہہ منشا ہے کہ جو شخص ذی استحقاق ہو جس استحقاق بر ضرر پہونچایا گیا ہو وہ مستحق عدالت مین آنے اور اوس استحقاق کے دعوی کرنیکا ہے - اگر میرے بہائی محمود صاحب کے دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کا پڑہنا صحیح ہے تو عملاً اوس مفہوم مد ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت کا ممنوع کرتا ہے - از روے دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے جو کچہہ کہ مقصود ہے اور میری راے مین بہی مقصود ہے وہ یہہ ہے کہ ایک [illegible] فی الفور چارہ کار بتوسط عدالت دیوانی واسطے بازیافت قبضہ کے اوس شخص کے لئے منضبط کر دیا جاوے جسکو کسی شخص نے بیدخل کر دیا ہو اور اون شخصون کو اختیار دیدیا جاوے کہ اپنی اپنی حقوق کے نسبت بشرطیکہ اونکو ایسا مشورہ دیا جاوے مقدمہ لڑین یہہ دفعہ ۹ - اوس حکم قانونی رومن لا کے اعادہ سے زیادہ نہین ہے جسکے روسے پریٹر مستحق اس بات کا تہا کہ قبضہ اوس شخص کا بحال کرا دے جو جایداد سے جبراً بیدخل کر دیا گیا ہو - یہہ خیال کیا گیا تہا اور عقلمندی کے ساتہہ خیال کیا گیا تہا کہ اگر عدالت دیوانی کو فی الفور چارہ کار کے عطا کرنیکا اختیار ندیا جاتا تو نوبت زبردستی کے اور ناقابل برداشت مقامات بیدخلی کے بدین نتیجہ وقوع پذیر ہوتے کہ مداخلت بیجا کنندہ خود جبراً دخل کر کے اپنی انگلیان چٹخاتا اور یہہ کہتا کہ لو مین قابض ہون تم اپنا استحقاق ثابت کرو اور جہانتک برائی کر سکتے ہو کرو - کسی ایسے قاعدہ کا تسلیم کرنا یا برداشت کرنا نہ عدل و انصاف نیک نیتی ہے اور نہ مقتضاے [illegible] ہے اور مین اوسکے تسلیم اور برداشت کرنیسے انکار کرتا ہون - اسی سلسلہ مین مین مقدمہ ڈیولسن بنام جنٹ (لا جرنل ۲۶ - ایکسچکر صفحہ ۱۴۲) کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون - اوس مقدمہ مین بیرن برامول صاحب نے یہہ فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ مدعی کو بمقابلہ غیر فرد کے کوئی استحقاق حاصل ہو اور [illegible]

شہر وغیرہ کو بمقابلہ اوسکے استحقاق حاصل ہو۔ لیکن بہر صورت کوئی فریق مقدمہ ہذا ہنین ہے جس شخص نے مدعی کو بیدخل کیا ہے اوسی پر نالش کی گئی ہے۔ مدعی بخوبی امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین کہ اونکو استحقاق بمقابلہ ایسی خاص شخص کے حاصل ہے۔ تو مدعا علیہ اس بات کے کہنے کا مستحق نہین ہو سکتا ہے کہ اوسکو کوئی حق یا استحقاق بازیافت کا حاصل ہے۔ اوسکو یہہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اوسکو حق یا استحقاق بازیافت کا حاصل ہے اور اوسکو یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکو استحقاق بجواب ثبوت مدعی کی نسبت دخل مقدم کے حاصل ہے۔

یہی رائے مقدمہ الیشہ بنام ونلاک (انڈین لا رپورٹ جلد ۱ پریوی کونسل صفحہ ۱) مین پائی جاتی ہے اور مقدمہ بیتم راج بہوانی رام بنام نراین شیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵) اور کرشن راو یاشو بنام واسدیو اپاجی گہونکر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۷۱) اور ایک فیصلہ عدالت ہذا مین جو زبدۃ الانتظامیر ہفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۲ مین پایا جاتا ہے یعنی محمد یوسف بنام سکہہ ناتہہ مین تسلیم ہوا ہے۔ میرے بھائی محمود صاحب نے حوالہ عبارت فقرہ فیصلہ پریوی کونسل کا نہین دیا ہے جسکا معزز الیہ نے ذکر کیا ہے اور جو مقدمہ وائیر بنام امیر النسا خاتون (لا رپورٹ جلد ۷ اپیل ہند صفحہ ۷۳) مین پایا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ذیعلم چیف جسٹس صاحب بمبئی نے مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ مین خیال کیا ہے کہ جو تحریرات سر بارنس پیکاک صاحب جو وقت صدور فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہین اونکو اوسی خاص مقدمہ کے واقعات کے شمول مین پڑھنا چاہیے۔ مین یہہ تجویز نہین کر سکتا ہوں اور نہ ہر وار کہہ سکتا ہوں کہ طریقہ اسناد کا ہندوستان مین کبھی اس مضمون کے ساتھہ رہا ہے کہ دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کی رو سے وہ شخص جس نے اپنی نالش تاریخ بیدخلی سے چھہ مہینے کے اندر دائر نہین کی ہے شہادت اپنی قبضہ کی بتائید اپنی استحقاق کے دینے سے ممنوع ہو جاتا ہے۔ اندرینحالات مجھے کوئی تامل اسی قسم کا اس امر کے تجویز کرنے مین نہین ہے چونکہ تجویز واقعاتی مسٹر نکلس صاحب کی مقبول ہے لہذا نالش مدعی کی بیحح طور پر ڈگری ہوئی ہے اور مدعی مستحق بیدخل کرنے مدعا علیہم کا ہے اور مزید بران چونکہ اراضی اوسکے قبضہ مین رہی ہے اور چونکہ تعمیرات مذکور مداخلت بیجا کنندہ کی تعمیرات ہین لہذا وہ اونکے دور کرا دینے کا مستحق ہے مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہوں جو ذیعلم چیف جسٹس نے صادر کیا ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس جو کچھہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ناکس صاحب جسٹس مینے چاہا تھا کہ اپنی فیصلہ کے شروع مین ذیعلم جج ضلع کے فیصلہ کے اون چند فقرون کی نقل کرون جنسے مجھے اطمینان ہوا تھا کہ عدالت اپیل ماتحت کے روبرو صاف طور سے پیش

بحث متعلقہ اپیل سکے ہتی اور راے تحکم اخذ کی گئی ہتی جس سے فیصلہ اوس بحث کا ہو جاتا ہے
جن اجزا کے ذکر کرنیکا میرا ارادہ تہا اونکو ذیعلم جیف جسٹس نے اپنی فیصلہ مین جو ممدوح الیہ نے صادر
کیا ہے پورا پورا لکہدیا ہے لہذا مین اونکا اعادہ نہین کرتا ہون - مین صرف یہہ اعادہ کرتا ہون کہ
بعد غور کامل اوپر فیصلہ صدرہ مسٹر نکلس صاحب کے مجہے ان دونون باتون کا اطمینان ہے کہ وہ فاضل
جج مناسب طور پر کل امور پر حاوی ہہو گئے ہتے جو اونکے روبرو اس اپیل مین ظہور پذیر ہوی ہتی اور
مشار الیہ نے اون امور کے نسبت تجاویز صادر کی تہین جنسے اون امور کا فیصلہ ہوا تہا - لہذا مین
یہہ تجویز کرتا ہون کہ عدالت اون تجاویز واقعاتی سکے بہیلے اور نظر کرنا قانونا ممنوع ہے - اور اس اپیل دوم
کے فیصلہ اخذ کرنے مین جس حیثیت پر مین عود کرتا ہون وہ وہ حیثیت ہے کہ جس حیثیت پر مقدمہ قبل
یکم جولائی ۱۸۸۱ء کے قایم تہا - اوس حیثیت پر عود کرکے مجہے کوی امر قانونی متعلق عذرات مندرجہ یادداشت
اپیل مین دستیاب نہین ہوتا ہے اور نہ فی الحقیقت مجہے وہ بحث دستیاب ہوی ہے جو میرے روبرو
اوسوقت ہوی ہتی جب مین اجلاس کامل مین اجلاس کرتا تہا جو بحث مناسب طور پر عذرات مذکور
سے برامد ہوی ہتی یا جسکو صرف اوس امر سے تعلق تہا جو اسمقدمہ مین پیدا ہوا ہے یعنی یہہ کہ اپیلانٹ
نے اپنا استحقاق دخل اور انہدام اون تعمیرات کا جنکے نسبت ثابت ہوا ہے کہ اپیلانٹ نے بیجا طور پر
کی ہین قانونا ثابت کیا ہے یا نہین - لہذا اسکا لحاظ دیکر غور اوس امر کے جو فاضل ججون نے بعد
یکم جولائی ۱۸۸۱ء کے تجویز کیا ہے - مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

ضلع سہارنپور اپیل دوم نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۰ جون

سبری بنام گنیشی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۶ حکم واپسی مقدمہ۔ جس عدالت کے نام حکم واپسی مقدمہ صادر کیا جاوے وہ مجاز نہیں ہے کہ اپنی منصب کو بہ نسبت حکم واپسی مذکور کے کسی دوسرے کو عطا کرے۔

جس صورت میں کہ مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت میں واسطے حاصل کرنے تجاویز بعض تنقیحات کے بھیجا جاوے تو عدالت موصوف مجاز نہیں ہے کہ فیصلہ تنقیحات مذکور کا کسی جج عدالت کے سپرد کرے

واقعات اس مقدمہ کے حسب ذیل ہیں۔

ایک شخص مسمی ہیرالال ۱۸۸۱ء میں ایک بیوہ مسماۃ دربو اور دو لڑکی مسماتان سبری اور گنیشی اور ایک بہو مسماۃ کنور بیوہ پسر متوفی اپنے کے چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ بعد وفات نامبردہ کے اوسکی بیوہ مسماۃ دربو اوسکی جایداد پر قابض ہوئی تھی اور اوسکا نام جایداد مذکور پر کاغذات مال میں درج ہوا تھا۔ مسماۃ دربو ۱۸۸۵ء میں فوت ہوئی اور بعد مسماۃ کنور جایداد پر قابض ہوئی۔ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۵ء کو مسماۃ کنور نے جایداد مسمی روکہا کے ہاتھ بیع کر دی۔ اوسکے بعد مسماۃ سبری نے اوسپر اور اوسکے مشتری پر واسطے منسوخی بیع موقوعہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۵ء اور دخلیابی جایداد کے نالش کی۔ اس نالش میں وہ کامیاب ہوئی اور جایداد پر دخل پایا۔ ۱۰ جنوری ۱۸۸۹ء کو مسماۃ گنیشی نے یہہ نالش بنام مسماۃ سبری بدعوے تہائی قبضہ اوپر جایداد متنازعہ اس بنیاد پر دائر کی کہ وہ شامل تھی اور بہی وسیلہ سے حاصل کیا اوسکی بہن مسماۃ سبری مدعاعلیہا خوشحال ہے مدعا ... مرافع دعوے اور عدالت اپیل ماتحت دونوں نے اس امر کی تجویز کرنے میں اتفاق کیا ہے کہ مدعیہ مستحق کامیابی کی ہے۔ مدعاعلیہا نے ہایکورٹ میں اپیل کیا۔ اپیل مذکور محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور صاحب ممدوح نے ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء کو امور تنقیحی بہ نسبت وسایل استطاعت مدعیہ اور مدعاعلیہا کے واسطے تجویز عدالت اپیل ماتحت کے واپس بھیجے۔ حالات مابعد فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کالوان و موتی لال منجانب اپیلانٹ   امیرالدین و منشی رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ حسب وجوہ مندرجہ حکم مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء کے یہہ مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت میں واسطے صاف تجاویز چند امور تنقیحی مندرجہ حکم مذکور کے واپس کیا گیا تھا۔

ڈسٹرکٹ جج ماتحت سہارنپور نے بحیثیت جج عدالت اپیل ماتحت کے بذریعہ اپنے روبکار مورخہ

۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء کے بتجویز تنقیحات واپس شدہ کی منصف مظفرنگر کو برضامندی فریقین کے سپرد کئی تھی
چنانچہ منصف نے بتجویز تنقیحات مذکور کی کی اور اپنی تجاویز روبکار مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء مین قلمبند کین ۔ بہ نسبت تنقیحات مذکور کے اونہون نے نتایج ذیل اخذکی ہین ۔

یہ بھی راے مین بلحاظ شہادت کے دو نوہین قلیل الاوقات ا، ربے اجماعت ہین ا، ر دو کون مخلص ہین ۔

ظاہر ہوتا ہے کہ منصف کے یہہ تجاویز جج ماتحت کے پاس واپس بہیجی گیئن اور مشار الیہ نے
۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو ۱۳ ماہ مذکور واسطے بحث فریقین بہ نسبت تجاویز مذکور کے مقرر کی تہی ۔

چنانچہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۸ء کو جب تجاویز منصف کے بغرض فیصلہ روبرو جج ماتحت کے پیش ہوئین تو حاکم ممدوح نے صرف یہہ راے ظاہر کرکے خود قناعت کی کہ بہ نسبت تجاویز مندرجہ روبکار مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء بحوالہ بالا کے منصف کی راے سے ہم اتفاق کرتے ہین ۔

منصف کی تجاویز کو اسطرح جبکہ جج ماتحت نے قبول کرلیا تہا اور واضح ہوتا ہے کہ کسی فریق کے وکیل نے اس طریقہ کے نسبت کوئی اعتراض نہین کیا تہا

اوسکے بعد جج ماتحت نے تجاویز منصف کو قبول کرکے اون تجاویز کو عدالت ہذا مین اسطور پر واپس کیا ہے کہ گویا وہ تجاویز اونکی عدالت کے بمنصب عدالت اپیل اول کے ہین کہ جنکی پاس مقدمہ واسطے تجویز چند امور واقعاتی کے بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہیجا گیا تہا ۔

میری یہہ راے ہے کہ یہہ ضابطہ ذیلعلم جج ماتحت کا بالکل غلط تہے اور یہہ کہ از روے حکم عدالت ہذا مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۸ء حکم بنام عدالت اپیل ماتحت کے یہہ تہا کہ خود ہی عدالت تعمیل اوس حکم کی کرے اور یہہ کہ ذیلعلم جج ماتحت نے اپنی منصب کو منصف کے طرف بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء کے منتقل کرنے مین خلاف اختیار اور بلا اختیار عمل کیا ہے ۔

علاوہ اسکے میری یہہ بھی راے ہے کہ جو تجاویز منصف نے اپنی روبکار مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء مین قلمبند کی ہین اونسے تکمیل ضرورت حکم واپسی مقدمہ ہذا مصدرہ عدالت ہذا مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۸ء کی نہین ہوتی جج ماتحت نے خلاف اختیار عمل کیا ہے اور کل کارروائی خلاف قانون اور خلاف اختیار کے ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ۔

اندرینحالات بتقلید یکسان عملدرآمد فیصلجات عدالت ہذا کے مین مجبوراً یہہ تجویز کرتا ہون کہ کوئی تجاویز ایسی نہین ہین جنسے تعمیل حکم واپسی مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۸ء کے ہوئی ہو اور یہہ میرا فرض ہے کہ مقدمہ کو پہر ذیلعلم جج ماتحت کے پاس واسطے صاف تجاویز بہ نسبت تنقیحات متذکرہ میرے حکم مورخہ ۲۵

دوران میں ۱۸۶۱ء ہر لحاظ اون تجویزات کے جو بیشی کی ہین والپس بہیجون -

چنانچہ مین اوسی مطابق حکم صادر کرتا ہون - بر وقت موصول ہونے تجاویز کے فریقین کو دس روز کی مہلت واسطے اعتراض کے دیجاویگی -

---

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۱۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۲ دسمبر — احمد اکبر چیف

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کلیان سنگہ

ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۴۰۶ و ۴۰۹ - خیانت - حسب منشاء دفعہ ۴۰۹ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء کے کوئی امر امانتاً تفویض ہونیکی حد تک پہونچنا ہے -

جب ایک شخص کو ایک محرر نے جسکے اہتمام مین چند مسل دفتری کی سپرد تہین اپنی کام مین مدد لینے کی لئے ضابطہ طور پر نوکر رکھا تہا اور شخص مذکور کے اہتمام مین فی الواقع اوس محرر نے مسلون کا سپرد کرنا اوسکی اتحریر کے غیر حاضری میں بوجہ بیماری کے ہی تہا اور واسطے جسکے اوس پر تمام رکہنے شخص مذکور نے اون سادون سے اظہارون کی چند نقول کین اور حوالہ کین تہیں - یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اون نقول کے عوض میں کچہ روپیہ لیا گیا تہا - تجویز ہوئی کہ بسبب حالات بالا جب شخص نے اسطرح پر نقول کین تہین اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ اگرچہ وہ حسب منشاء دفعہ ۲۱ مجموعہ مذکور ملازم سرکاری قرار پاوے تاہم کوئی ایسی امانت نہیں ہے جو از روے دفعہ ۴۰۹ کے مطلوب ہے -

واقعات اسقدر مسٹر ناکس صاحب جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین -

اسٹن منجانب سایل — گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ناکس صاحب جج - کلیان سنگہ سایل مقدمہ ہذا کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے - جن واقعات پر تجویز ثبوت جرم مبنی ہے اونکو صاحب جج سہارنپور نے جنہون نے اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم کے سماعت کی تہی تحریر کی ہین - مشار الیہ نے ملزم کو اسطرح پر بیان کیا ہے ایک شخص جسکا بظاہر آہت سنگہ تہا ضابطہ طور پر مددگار تنخواہ دار ایک شخص مسمی افتخار الدین محرر مہتمم مسل مقدمات فوجداری عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ نے مقرر کیا تہا - ۲۰ مئی کو عدالت میں افتخار الدین بیمار ہوگیا اور اوسکے کام پر کوئی شخص باضابطہ طور پر مقرر نہین کیا گیا تہا اور بظاہر ملزم کو وہ مسلین بہتہ لگانیکا اختیار دیا گیا تہا - اوس بستہ مین ایک مسل تہی اور اپیلانٹ تسلیم کرتا ہے کہ اوس نے چند اظہارات موجودہ مسل مذکور کی نقل کی تہی اور وہ نقل ایک شخص کے حوالہ کی تہی اور اوسکے اصرار سے اظہار

سبب نہ او سہ ہے کوئی زر نقد کسی شخص کا او ۳ نقد ہے بابت لیا تہا۔ میں کسی ایسے شہادت پر متوجہ نہیں کیا گیا ہون کہ جس سے یہہ ثابت ہوتا ہو کہ کچہہ زر نقد ادا کیا گیا تہا۔ مسٹر جج کے فیصلہ سے اس امر کو استحکام ہوتا ہے کہ سایل کا زر نقد لینا محض قیاس ہے۔ دوران تقریر مین اس عدالت مین یہہ حجت پیش کی گئی تہی کہ اگر یہہ مان ہی لیا جاوے کہ زر نقد کے داد و ستد کا کچہہ ثبوت نہین ہے تاہم نقل اگر معمولی طور پر لی جاتی تو وہ ہے نتیجہ مین سرکار کو اجرت نقل کی وصول ہوتی سو جب کہ وہ بدیانتی سے استعمال مسل کا کیا گیا ہے اس وجہ سے سرکار اوس اجرت نقل سے محروم رہی جس کی پانیکی وہ قانوناً مستحق تہی۔ مجھے بہت عذر شبہہ ہے کہ یہہ تقریر کسی طرح پر اس مقدمہ کے حالات سے جو میرے روبرو پیش ہے متعلق ہے یا نہ اوس بحث لین دین داخل ہونا ضرور ہے منجانب سایل کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ وہ ملازم سرکار نہیں ہے اور یہہ کہ جس مسل کا بددیانتی سے استعمال کرنا اوسکے ذمہ بیان کیا جاتا ہے وہ اوسکو کبھی سپرد نہین ہوئی تہی۔ مسٹر رام پرشاد نے میرے روبرو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پرشاد ۱۱ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد صفحہ ۱۰۲ پر حوالہ دیا ہے لیکن اوس نظیر سے یہہ قاعدہ جو میرے روبرو پیش ہے اس سے زیادہ نہین جاتا ہے کہ اوس سے یہہ واقعہ ثابت ہوتا ہے کہ سایل خود اپنی حیثیت سے ملازم سرکار ہو گیا تہا۔ تشریح دفعہ ۲۱ مجموعہ تعزیرات ہند پر لحاظ کرنے سے کیا وجہ ہے کہ سب منشی وقعہ مذکورہ سایل ملازم سرکار تہا لیکن جو نوبت اس مقدمہ مین مطلوب ہے یعنی ثبوت امانت سپردگی مال یعنی مسل کی ثابت نہین ہوا ہے اور واسطے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے وہ جرم کے سرکاری ملازم ہونیکا ثابت کرنا نہایت ضرور ہے محض مسل کے نسبت مین ہاتہہ لگانیسے از خود امانت سپردگی پیدا نہین ہو سکتی ہے اور نہ ہاتہہ لگانیسے یہہ ثابت ہوگا کہ وہ امانت قبول کر لی گئی تہی۔

لہذا مین درخواست منظور کرتا ہون تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرتا ہون اور سایل کو جرم دفعہ ۴۰۶ کے مجرم نہین تجویز کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ سایل اگر حراست مین ہو رہا کیا جاوے۔ اگر ضمانت پر ہو تو بری کیا جاوے۔

ضلع جالون — نگرانی دیوانی نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۱ نومبر

بہوانی پرساد پانڈے وغیرہ بنام رگہونات پرشاد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ - مدعیان مشترک - اپیل کا ایسے وجوہ پر مبنی ہونا جو سب پر یکسان موثر ہو - منجملہ مدعیان کے ایک مدعی کا نام متروک ہونا - اختیار عدالت اپیل کا بحق کل

مدعیان سے کے ڈگری کرنیکا۔ نگرانی۔

پانچ زمینداروں نے دعوی دلاپانے اقساط ایک آب کا کیا تھا جسمین اونکا بیان تھا کہ سب شرکا حقدار بوجہ اونکے حقیت مالکانہ مشترکہ ایک بازار کے ہین جس سے وہ ابواب پیدا ہوتے ہین۔ منامہ دگان نے ڈگری مشتر اپنی دعوی کی جزو پائی تھی سو اوس ڈگری کے ناراضی سے اونہون نے اپیل کیا لیکن ظاہرا کسی اتفاق سے کیونکہ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ اوس نے اپیل کی شرکت سے انکار کیا تھا منجملہ مدعیان کے ایک مدعی کا نام متروک ہوگیا تھا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے سماعت اپیل کی کی گرگویا کل پانچو اپیلانٹان اوسکے روبرو اپیلانٹ تھے اور اپیل ڈگری کی اور بعد ازان یہہ معلوم کر کے کہ مدعیان مشترک مین اسے ایک مدعی کا نام زمرہ اپیلانٹان مین نہین ہے ایک عبارت مکرر اپنی فیصلہ مین واسطے ترمیم ڈگری بذریعہ ازدیاد نام نامبردہ کے حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اضافہ کردی تھی اون چار ان مدعیان اپیلانٹان نے درخواست نگرانی فیصلہ اپیل بمقابلہ اوس پانچوین مدعی کے گذرانی۔ تجویز ہوئی کہ بلحاظ عدالت اپیل ماتحت کی نسبت یہہ تصور ہونا چاہیئے کہ حسب احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کیا ہے اور بصیغہ نگرانی ڈگری مین دست اندازی کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

شیوچرن لال منجانب سائلان جوگندرناتھ منجانب فریق ثانی

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین مجھسے درخواست نگرانی فیصلہ ڈپٹی کمشنر جالون مورخہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء کے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی ہے۔ پانچ شخص بھوانی پرشاد یانک نسبت چودہری ڈہاکن چودہری و بہوجراج ورگہوناتھ پرشاد نے نالش بنام مدعا علیہم اس بیان سے دایر کی تھی کہ ہم مدعیان بوجہ ہونے زمینداران بازار لورہی کے مستحق پانے بعض رسوم کے از مدعا علیہم ہین جو اپنا کاروبار بازار مذکور مین بطور وزن کشون کے کرتے ہین۔ کل زر متدعویہ بابت حق غیرسودی بابت ۴۲ ماہ کے بقدر ۹۴ روپیہ کے ظاہر کیا گیا تھا۔ دعوی مذکور ایک دعوی مشترکہ منجانب مدعیان بحیثیت زمینداری اس خاص مقام کے اور بہ نسبت ایک ابواب کے کیا گیا تھا جسکے نسبت اونکا بیان تھا کہ اونکو اوسی حیثیت سے واجب الادا ہے۔ جس وجہ پر دعوی مذکور مبنی تھا وہ کل مدعیون کے حق مین یکسان طور پر موثر تھی اور کوئی تفرقہ یا اعتراض باہم اونکی بہ نسبت اونکی حقوق مشترکہ و جداگانہ اوس امر کے نہین تھا۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہہ راے قرار دیکر کہ مدعیان نے صحیح صحیح واقعات بیان نہین کی ہین ڈگری بحق نامبردگان بابت مبلغ ۵۲ روپیہ کی اور بقیہ دعوی ڈسمس کیا۔ بعدہ اپیل منجانب چار مدعیون کے لیکن نہ منجانب رگھوناتھ کے عدالت ڈپٹی کمشنر مین بہ نسبت اوس جزو دعوی کے جو ڈسمس ہوا تھا دایر کی گئی۔ سماعت اپیل کے ذکر کرنیکی مجھے

ضرورت نہین ہے لیکن جو بحث ان چار اپیلانٹان نے اوٹھائی ہتی وہ وہی ٹھیک بحث ہتی جو عرضی اپیل مین پیش کی گئی ہتی اور ایسی بحث ہتی جسمین رگھوناتھ شنکر کا حقدار ہتا۔ یہہ ایسا نہین ہوا ہے کہ اوسنے اپیل مین شریک ہونیسے انکار کیا ہتا لیکن جہانتک کوئی امر میرے روبرو موجود ہے تو اوس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ بات محض اتفاقیہ ہے کہ اوسکا نام اپیل سے فروگذاشت ہوگیا ہتا کیونکہ وہ بہی مستحق اوس جواب کا اوسیطرح ہتا کہ جسطرح دیگر اشخاص ہو سکتے ہین کیونکہ وہ بہی منجملہ زمینداروں کے ایک زمیندار ہے۔ اپیل کی تجویز ہوئی اور اگرچہ رگھوناتھ شریک بہی نہوتا جیسا کہ یادداشت اپیل مین شریک نہین ہتا تاہم عدالت ڈگری اسطور پر مرتب کر سکتی کہ جسمین عدالت موصوف کامل دادرسی مستدعیہ بحق اوسکے معہ دیگر اشخاص کے عطا کر سکتی۔ بعد ملاحظہ فیصلہ عدالت ماتحت کے بخوبی ظاہر ہے کہ ڈسٹرکٹ جج اس خیال مین ہتے کہ اونکی بموجب کل پانچ زمیندار موجود ہین اور یہہ بات بوجہ فروگذاشت نظر کے ہوئی کہ مشار الیہ نے بعبارت صریحی اپنے فیصلہ ابتدائی مین کوئی احکام رگھوناتھ کے مقدمہ کے لئے نہین منضبط کئے کہ جو فی الواقعہ زمرہ اپیلانٹان مین نہین ہتا۔ بعد ملاحظہ اونکے فیصلہ کے مجہے کوئی شبہہ کسی قسم کا اپنے ذہن مین نہین ہے کہ مشار الیہ کا مقصد ہتا کہ احکام دفعہ ۵۴۴ کو متعلق کرین اور یہی بات بعدہ کی گئی اگرچہ اوسمین کوئی شکل بیضابطگی کی پائی جاسکتی ہے تاہم نتیجہ اوسکا اچہے انصاف کا منتج ہے

پس اندرینحالات بحث یہہ ہے کہ آیا مین اختیارات عدالت ہذا محکومہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو استعمال مین لا سکتا ہون یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ نہین۔ مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون لیکن بہ نسبت خرچہ کے کوئی حکم نہین دیتا ہون۔

ضلع علیگڈہ — نگرانی فوجداری نمبر ۶۳۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۳ نومبر

[illegible]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام الکزینڈر ولیم

ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۸ء (ایکٹ اسلحہ) دفعہ ۱۹ – عبارت مسلح ہوکر چلنے کے معنی۔

عبارت مسلح ہوکر چلنا حسب منشاء دفعہ ۱۹ ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۸ء کا یہہ مقصود نہین ہے کہ بعض اسلحہ کا لے جانا [illegible] ہوتا ہو تا وقتیکہ کسی قسم کی نیت اون اسلحہ کے استعمال کرنیکی نہو بشرطیکہ موقع ظہور پذیر ہو۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ علیگڈہ نے [illegible] مقدمہ کے حالات استصواب سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے۔ بموجب احکام [illegible] ضابطہ فوجداری کے ہین از روے تحریر ہذا استحکام ارسال کرنے ایک مقدمہ [illegible]

ے حاصل کرتا ہون جسمین ایک شخص مسمی الگزنڈر ولیم ایک ہندوستانی جوان عیسائی کی نسبت ملشی
عفور رکان مجسٹریٹ درجہ اول نے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۹ ضمن (ہ) ایکٹ اسلحہ ہند ۱۸۷۸ء
کے اور حکم سزاے قید سخت میعادی چھہ ماہ کا صادر کیا ہے۔ مسٹر ہاتھورن سپرنٹنڈنٹ پولیس مرکشت
نے مجھے اطلاع کی ہے کہ یہہ لڑکا نیک چلن ہے اور چند ہی روز پیشتر اوس کیطرف سے ایک درخواست انجاز
شرکت والنٹیر ریزر وسے مجھکو موصول ہوئی تھی۔ شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ بندوق قیدی کی نہین
ہے بلکہ مسٹر ہربرٹ اسمتھ صاحب کے ایک ملازم نے اوسکو عاریتاً دی تھی۔ حسب حالات مقدمہ کے سزا
بالکل جرم سے غیر مناسب ہے اور مین سفارش کرتا ہون کہ وہ تخفیف ہو کر جرمانہ عہ کا قائم کیا جاوے

اس استصواب پر حکم ذیل صادر ہوا تھا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مینے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ سابق مین (مقدمہ لایق رام نگرانی فوجداری
نمبر ۳۸۳ از بریلی) مین بہ تقلید میرے بھائی اسٹریٹ صاحب کے استصواب فوجداری نمبر ۲۱۵ ۱۸۸۹ء
میں یہہ تجویز کیا تھا کہ الفاظ مسلح ہو کر چلنا موقوعہ دفعہ ۱۹ ل۔ ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۸ء کا یہہ مقصود نہین ہے کہ محض
اسلحہ کا لیجانا تعزیری ہے تاوقتیکہ وجہ اس امر کے قیاس کرنیکی نہو کہ اسلحہ مذکور کو بہ نیت استعمال کرنیکے
لیجاتے تھے بشرطیکہ موقع اوسکے اوسطرح پر استعمال کرنیکا پیدا ہو۔ اسمقدمہ مین مجرم الگزنڈر ولیم نے یہہ بیان
کیا تھا کہ اسلحہ کو بغرض اوسکے مرمت کرانیکے لئے جاتا تھا یہہ نہین ثابت ہوا ہے کہ یہہ بیان غلط ہے اور
ذی علم مجسٹریٹ کے فیصلہ سے ثابت ہے کہ ہم قیاس کرتے ہین کہ محض بندوق کا چھونا جرم تعزیری ہے۔
اسمقدمہ مین بہت مناسب طور پر استصواب ہوا ہے۔ مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرتا ہون اور
حکم دیتا ہون کہ اپیلانٹ فوراً رہا کیا جاوے۔

ضلع جونپور منفصلہ ۱۸ نومبر [illegible] انگریزی ۱۸۹۱ء

اپیل اول نمبر ۲۲۴ ۱۸۸۹ء

گوپال جی بنام جگو مصر وغیرہم

خاص حیثیت بیوہ بطور وارث شوہر متوفی کے چچیرے بھائی کے۔ مخالفت۔ اقتضایات
[illegible] مخالفت دعوے ڈگری کے۔

وہ چچیرے بھائی کنہیا لال و بالکرام جو ایک مشترکہ خاندان ہندو سے تعلق رکہتے تھے بطور خاندان مشترکہ [illegible]
[illegible] مین ایک بیوہ مسماۃ سگران دیوی کو جو ایک ہی مکان مین کنہیا لال کے ساتھ رہتی رہی ہے چھوڑ کر فوت
[illegible] کنہیا لال ۱۸۸۸ء مین فوت ہوا تھا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد ایک شخص بینی جی کو بطور پسر متبنی

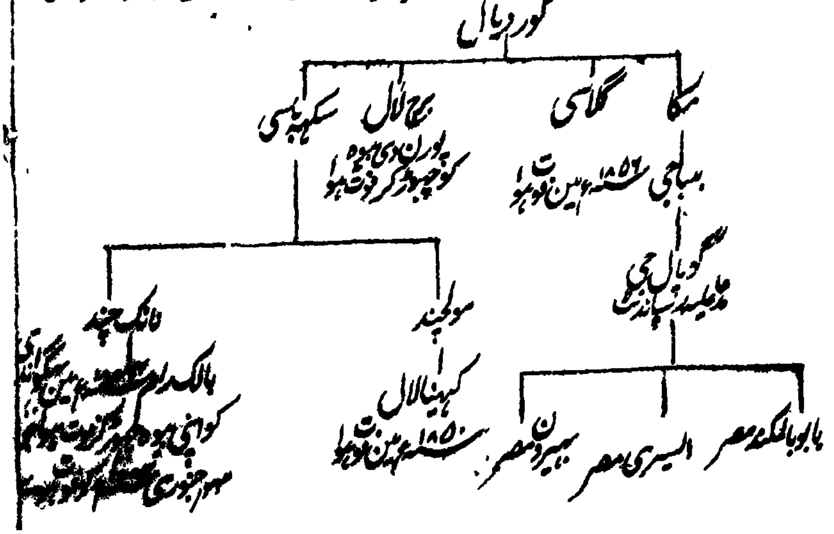
کنہیالال کے پہونچنے ہی بسیاجی سنہ ۱۸۵۲ء مین فوت ہوا اور اوسموقع پر سماۃ سگوان بی نے حکام مال کے حضور مین درخواست کی تہی کہ اوسکا نام بہ نسبت جایداد متروکہ کنہیالال کے درج کیا جاوے۔ اس درخواست میں وہ ناکامیاب رہی تہی اور گوپال جی پسر بسیاجی بطور مالک کے درج ہوا تہا۔ بعدہ سگوان بی نے ایک جز جایداد متنازعہ دیوان چند کے ہاتھ بیع کردیا۔ اور سماۃ مذکورہ اور اوسکا مشتری گوپال جی پر بغرض بازیافت جایداد مذکورہ کے نالش کرنے مین شریک ہوگئے۔ اوکا دعوی عدالت مواضع اولے (صدر امین) سے ڈسمس ہوا تہا لیکن بر طبق اپیل صدر دیوانی نے ڈگری بحق مدعی ۵ اپریل سنہ ۱۸۶۰ء کو صادر کی جس ڈگری کے رو سے یہ استقرار کیا گیا تہا کہ سماۃ سگوان بی بمقابلہ گوپال جی کے مستحق کل جایداد کنہیالال اور اوسکی شاخ خاندان کی ہے۔ از روی ڈگری مذکور کے سماۃ سگوان بی تا وفات اپنی سنہ ۱۸۹۰ء مین واقع ہوئی تہی قابض رہی تہی اور اوسوقت گوپال جی نے منتقل الیہم جایداد متنازعہ پر اس بیان سے نالش کی تہی کہ وہ شاستر حقدار وارث ہے۔

تجویز ہوئی کہ ڈگری صدر دیوانی مورخہ ۵ اپریل سنہ ۱۸۶۲ء مندرجہ بالا غالباً بلحاظ اون قواعد شاستری کے مرتب ہوئی تہی جو اب ہندوستان کے اوس حصہ مین مروج نہین ہین بلکہ جو اب بہی ملک کے بحکم جانب نافذ ہین لیکن اگر وہ ڈگری در اصل غلط تہی سماۃ سگوان بی نے قبل اپنی وفات کے ایسا استحقاق مخالفت حاصل کر لیا تہا کہ جس سے دعوی مدعی حال کا خارج کر سکتی ہے۔ سلوتہالی بابو بہالی کاغی داس سولچند بنام کاشی بائی (الہ آباد) جلد ۷

اپیل ہند صفحہ ۳۳۴) پر حوالہ ہوا۔

اجودھیا ناتہ ورام پرشاد منجانب اپیلانٹ جوالا پرشاد و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ ہذا کے صاف طور پر سمجہنے کے لئے شروع مین شجرہ ذیل کا لکہدینا ضروری ہے



یہہ ایک امر ایسا معلوم ہوتا ہے جسپر مابین فریقین کے کچھہ نزاع نہیں ہے کہ قریب ۱۸۲۶ء سے سکھہ باسی کی اولاد بقیہ خاندان سے جدا گانہ اور علیحدہ رہتی ہے - بدرجہ مساوی یہہ بہی صاف ظاہر ہے کہ سکھہ باسی کی دو پوتے مشترکا رہتے تہے اور بعد وفات اپنی شوہر بالک رام کے جو ۱۸۴۴ء میں واقعہ ہوئی تہی مسماۃ بہگوان دئی اوسی مکان میں رہتی رہی ہے جسمیں کنہیا لال اپنی وفات تک جو ۱۸۵۰ء میں واقعہ ہوئی تہی رہتا تہا - اسمین بہی شبہہ نہیں ہے کہ بعد وفات کنہیا لال کے بنسا جی پدر مدعی اپیلانٹ حال نے دعوی کیا تہا کہ حکام مال اوسکا نام متروکہ کنہیا لال پر بحیثیت پدر متبنّے کرنیوالے اور وارث شخص مذکور کے درج کر دین اور یہہ کہ ۱۸۵۱ء میں اوسیطرح جیسا اوسکا نام درج ہوا تہا اور اوس نے دخل پایا تہا - ۱۸۵۶ء میں بنسا جی فوت ہوگیا اور مسماۃ بہگوان دئی نے تب درخواست ادخال اپنی نام کی بہ نسبت جایداد متروکہ کنہیا لال کے کی لیکن وہ ناکامیاب ہوئی اور مدعی اپیلانٹ حال کا نام درج ہوا تہا - ۷ اگست ۱۸۶۰ء کو مسماۃ بہگوان دئی نے بمعاوضہ مبلغ [illegible] ہزار روپے اور واسطے اخراجات نالش کے جو وہ گوپال جی پر دایر کرنا چاہتی تہی اور واسطے اپنی اغراض خانگی کے حصہ [illegible] موضع [illegible] دیہہ ونجگا پور معہ مواضعات داخلی واقع ضلع جونپور بنام دیوا نجیند کے بیع کر دیا جسکے نسبت بیعنامہ میں لکہا گیا تہا کہ تنہا مکسوبہ اور خریدہ پنڈت کنہیا لال متوفی کے ہین اور مین اوسکی بہاوج یعنی اوسکے چچیرے بہائی کی زوجہ ہون اور بموجب شاستر ہنود کے اوسکی وارث ہون اور اس [illegible] پر اس مقدمہ میں بدری ناتہہ مصر اور جن مصر و گنیش جی مصر مدعا علیہم ریسپانڈنٹان قایمقام ہین - تہوڑے ہی عرصہ بعد نالش متذکرہ بالا مسماۃ بہگوان دئی اور دیوا نجیند نے دایر کی تہی اور اوسکے ذریعہ سے مدعیان دخلیابی موضع [illegible] دیہہ ونجگا پور معہ مواضعات داخلی کے بمقابلہ گوپال جی مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا کے بہ بنیاد خلی نامبردہ مواضعات مذکورہ سے بربناء استحقاق وراثت مالک رام اپنی شوہر و کنہیا لال برادر زادہ شوہر کے چاہتے تہی - اوس نالش کی گوپال جی نے جوابدہی کی تہی اور ۲۰ فروری ۱۸۶۱ء کو صدر امین اعلی نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی تہی کہ جایداد تنہا مکسوبہ کنہیا لال کی ہے اور اوسکی نسبت مسماۃ کو بذریعہ وراثت کے کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے - صدر دیوانی میں اپیل ہوئی تہی اور ۵ اپریل ۱۸۶۲ء کو ڈگری صدر امین اعلی کی منسوخ ہوئی تہی اور دعوی مدعیان کا بوجوہ ذیل ڈگری ہوا تہا - چونکہ ہماری یہہ رائے ہے کہ علیحدگی ہر دو شاخ خاندان کی چند سال قبل وفات کنہیا لال سے بخوبی ثابت ہے اور حق بحیثیت وراثت بہ نسبت جایداد کنہیا لال میں ایک امر مشتبہ شاستر کا متعلق ہے - لہذا ہمنے افسر شاستر عدالت ہذا سے بہ پیوستہ طلب کرنا مناسب سمجہا تہا - اب اوہنون نے یہہ تجویز کیا ہے کہ مالک اس سے کہ جایداد متنازعہ مکسوبہ کنہیا لال متذکرہ بالا کی ہو یا مکسوبہ نامبردہ اور اوسکے چچیرے بہائی بالک رام

کہ وفات کے بعد مدعیہ اپیلانٹ

کے مشترکہ تھا ہو چونکہ وہ تا وفات بالک رام کے مشترکہ رہتی رہی اور چونکہ اوس
اوسکی بیوہ اوسیطرح جیسے رہتی رہی اور حقیقت مشترکہ پر تا وفات اوسکے متصرف رہی لہذا جایداد متنازعہ بموجب
دہرم شاستر کے جایداد متنازعہ مدعیہ اپیلانٹ کو بحروم و جمع مدعا علیہ رسپانڈنٹ کے وراثتاً پہونچی ہے اور
وہ چونکہ خاندان کے اوس شاخ مین جو صرف سے کہنیالال سے علیحدہ ہے لہذا اوسکو کوئی استحقاق قانونی
اوسکی جایداد پر وارث ہونیکا حاصل نہین ہے - جیسا کہ عدالت ماتحت نے مناسب طور پر تجویز کیا ہے کہ یہہ صاف
ظاہر ہے کہ اس ڈگری کے روسے صدر دیوانی عدالت نے استحقاق لا محدود بیوہ بہگوان دی کا بہ نسبت
انتقال نصف جایداد کے جو اوس نے بحق دیوانچند کے کیا ہے تسلیم کر لیا ہے اور ان الفاظ کے کہ گوپال جی
کو کوئی استحقاق قانونی نسبت جایداد کے حاصل نہین ہے صرف ایک ہی معنی ہو سکتی ہین یعنی یہہ کہ
استحقاق کامل بیوہ کا نسبت نصف جایداد کے تسلیم ہوا ہے اور اسمین حجت نہین ہو سکتی ہے جیسا کہ
ہائیکورٹ نے اپنی تجویز مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء ایک مقدمہ مابعد مین تجویز کی ہے کہ از روے ڈگری
عدالت صدر کے جایداد مسماۃ بہگوان دی کو بوراثت کہنیالال کے دیدی گئی تھی - وقت صدور ڈگری
عدالت صدر سے تا وفات بہگوان دی (۲۳ جنوری ۱۸۶۲ء) جایداد متنازعہ بقبضہ و تصرف بہگوان دی
یا اوسکے منتقل الیہم اجرائے جایداد مذکور کے رہی ہین - اپیلانٹ اس بیان سے کہ مسماۃ مذکورہ کو جایداد
مین صرف حق حین حیاتی حاصل تہا اور اسلئے ہبہ نامہ اور بیعنامہ اور انتقالات مابعد جو دستاویزات مذکور
پر مبنی ہین ذرہ بہی مضر استحقاق مدعی نہین ہو سکتے ہین کہ جو بموجب شاستر کے مستحق کل جایداد منسوبہ کہنیالال
کا ہے ایک نالش بصیغہ مفلسی بدعویداری کل جایداد متروکہ کہنیالال کے دائر کی تہی لیکن اس بنیاد پر نالش خارج
ہوا تہا کہ وہ مفلس نہین ہے - اوس نے یہہ نالش عدالت جج ماتحت جونپور مین ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دائر
کی تہی - تجویز مقدمہ کی باحتیاط ہوئی ہے اور فیصلہ ٹہیک اور صاف ہے - عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی
ہے کہ از روے ڈگری عدالت صدر کے بہگوان دی کو استحقاق کامل در دخل کل جایداد کہنیالال پر دیدیا
گیا تہا جسکے نسبت اوسکو کوئی حق از روے شاستر کے جو اوسکے مقدمہ سے متعلق ہے حاصل نہین تہا
اور یہہ کہ وہ خود اور اوسکا مشتری دیوانچند اور اوسکے دیگر مشتریان ۱۸۶۲ء کے بعد سے جایداد پر بمقابلہ
گوپال جی کے جو مقدمہ منفصلہ ۵ اپریل ۱۸۶۲ء مین مدعا علیہ رسپانڈنٹ تہا مخالفانہ قابض چلے آتے ہین
اسموقع پر تجاویز مذکور اور اون وجوہ کو جنپر وہ مبنی ہین مکرر بیان کرنا غیر ضروری ہے تجاویز مذکور کامل طور پر
اور تیز فہمی کے ساتھ اوس فیصلہ مین درج ہین جو ہمارے روبرو پیش ہے -
اس عدالت کے روبرو اپیل مین یہہ حجت ہوئی ہے اور یہی اصل حجت ہے کہ صدر دیوانی عدالت کے

نسبت جوکچہہ خیال ہو سو ہو اوسکا اور کچہہ اثر نہین ہو سکتا ہے اور نہ بجز اسکے کچہہ اور اثر تہا کہ بہگوان دی کو صرف استحقاق عورت ہنود جو وہ اپنی حیثیت مین رکہہ سکتی ہے عطا کیا جاوے یعنی ملکیت محدود عورت کی یا جیسا کہ اپیلانٹ اوسکو قائم کرتا ہے کہ محض حق مین حیاتی حاصل تہا۔ میرے روبرو اس بحث پر بہت اصرار ہوا تہا کہ مجہکو اس امر کے تجویز کرنے مین دقت معلوم ہوی ہے کہ ڈگری قطعی عدالت مجاز کے بنا استحقاق بطور قبضہ مخالفانہ فیمابین اون فریقین متعددہ کے قرار دیجاوے کہ جن فریقین کے درمیان ڈگری مذکور صادر ہوی تہی

مینے اپنے فیصلہ پر غور کرنے کے لئے مہلت لی تہی اور بعد غور کامل کے اب میری یہہ رای ہے کہ راے عدالت ماتحت کی صحیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صدر دیوانی عدالت نے بہگوان دی کو ڈگری اوسکے شوہر کے چہیرے بہائی کے متروکہ پر بربنا کسی قاعدہ شاستر ہنود کے جو فریقین ڈگری صادرہ سنہ ۱۸۶۴ء پر واجب التعمیل ہو صادر نہین کی تہی۔ اور یہہ امر متنازعہ نہین ہے بلکہ وہ پیوستہ صرف جبکہ ڈگری صدر دیوانی عدالت کی مبنی تہی قاعدہ وراثت دہرم شاستر ہنود کے اوس جزو پر مبنی تہا جو مغرب ہند مین مروج ہے۔ اگرچہ ان ممالک مین لامعلوم ہے۔

مقدمہ للو بہائی باپو بہائی کا سیداس مولچند بنام کاسی بائی مندرجہ الہ آباد رپورٹ جلد ۷۔ اپیل ہند صفحہ ۲۱۲ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بلحاظ اون حالات کے جو بہگوان دی دکوپال جی کے حالات کے مشابہ تہی یہہ تجویز کی ہے کہ شاستر وراثت کے روسے جو دراصل مغرب ہند مین مروج ہے استحقاق بیوہ کا دربارہ وراثت بحیثیت گوترج سپنڈا یا الیان خاندان اپنے شوہر کے تسلیم اور منظور ہوا ہے اور اس امر کے تجویز کرنے کی کوئی وجہ کافی نہین ہے کہ قاعدہ اوس تاثیر کا جو اسطرح پر مروج رہا ہے اثر قانونی نہین رکہتا ہے۔ اوس قانون کے روسے استحقاق مرجح وراثت کا زمرہ سپنڈ مین بروی رشتہ مندی خاندان تجویز طلب ہوا ہے یہہ تجویز ہوئی کہ ازروے قانون مذکور کے بیوہ چہیرے بہائی متوفی کے بذریعہ بیاہ کے گوترج سپنڈ متوفی کے ہو جاتی ہے اور مستحق وراثت جایداد کی بنسبت بمقابلہ گوترج سپنڈ ذکور وغیرہ کے ہو جاتی ہے۔

پس اوس مقدمہ مین بیوہ کو استحقاق کامل اور نہ استحقاق مین حیاتی یا کوئی اور حق محدود جایداد مین اوسکے شوہر کے چہیرے بہائی کے حاصل ہوا تہا اور اسیطرح پر اگر قاعدہ مذکرہ بالا ہندوستان کے اس حصہ مین نافذ ہوتا تو بہگوان دی کو استحقاق کامل حاصل ہو جاتا جیسا کہ عدالت ماتحت نے ڈگری کیا ہے اور نہ صرف حق مین حیاتی جیسا کہ اپیلانٹ کے طرف سے حجت کیجاتی تہی در حقیقت اوس جایداد کے نسبت بیوہ کے استحقاق کا ذکر کرنا بیہودہ ہے جو برسون کے تہا قبضہ کے بعد اپنی وفات پر بہگوان دی کے شوہر کے چہیرے بہائی نے چہوڑی ہے۔ یہہ قیاس کر لینا چاہیے کہ جو پیوستہ تہا بنیاد بہگوان دی سے ڈگری کی

ہے وہ اوس قاعدہ کو ہندوستان کے اس حصہ سے غلط طور پر متعلق کر کے صادر کیا گیا ہے جو ان امور کی
بابت ہند کے مغربی حصو مین تسلیم ہوا ہے - یہہ قیاس کرنا خلاف عقل معلوم ہوتا ہے کہ شارعان شاستر
عدالت صدر دیوانی نے دیدہ و دانستہ اپنی قانون کے ہر باکسی قاعدہ مشہور سے بیوستہ بحق مسماۃ بھگوان دی کے
اون الفاظ مین صادر کرنیمین تجاوز کیا ہے کہ جن الفاظ کو اونہون نے اپنی راے مین استعمال کیا ہے - اگر
ایسا ہی ہو تو صدر دیوانی نے بھگوان دی کو نہ صرف استحقاق بصورت یا بیوہ کا عطا کیا تہا بلکہ استحقاق کامل
عطا کیا تہا اور یہہ نالش اپیلانٹ کی ضرور ساقط ہوگی - اگر خلاف اسکے ہے تو بھگوان دی جسکو کوئی
استحقاق بیوہ کا یا کوئی دوسرا حیلہ بطور وارثہ یا جانشینی یا حق مین حیاتی بہ نسبت یا اوپر جایداد کنہیا لال
کے نہین حاصل ہے استحقاق بروے مقابضت بذریعہ اوس دخل کے حاصل کر چکی ہے جو اوس نے
بذریعہ ڈگری سنہ ۱۸۶۳ء کے حاصل کیا تہا اور جسکو اپیلانٹ نے اپنے مقابلہ مین قطعی ہو جانے دیا ہے اور اوسکے
وفات سے کوئی بنا مخاصمت گوپال جی کو حاصل نہین ہوئی ہے - مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرونگا -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے -

۱۸۸۹ء

ضلع سہارنپور — اپیل دوم نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۸۷ء — منفصلہ ۱۰ جنوری — صفحہ ۲۱۱ لکمہ رجسٹری

اشفاق احمد وغیرہم بنام وزیر علی وغیرہم

رہن - رہن اجمالی - انفکاک رہن کل جایداد کا منجانب ایک راہن کے - استحقاق انفکاک شریک راہن کا بمقابلہ دیگر راہنان کے - میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مد ۱۴۸ -

جب منجملہ چند شریک راہنان کے ایک راہن کل رہن انفکاک کرالیتا ہے تو وہ اپنی حیثیت مرتہن کی بہ نسبت اوس جایداد رہونہ کے قایم کر لیتا ہے جو حق حقوق دیگر شریک راہنان کی بابت تعین اور میعاد سماعت جو متعلق ایسے نالش انفکاک رہن مرجوعہ دیگر شریک راہنان کے ہوتی ہے سو وہ میعاد ہے جو مد ۱۴۸ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) سے رو سے معین ہے - میعاد مذکور اوس تاریخ سے شروع ہوتی ہے جب سے اصل رہن قابل انفکاک ہو جاتا ہے اور نہ اوسکے تاریخ انفکاک سے جو منجانب شریک راہن مذکورہ بالا کیطرف سے ہوا ہے - نورا بی بی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۹۵) اور گھوبیر سہاے بنام بنیاد علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۰۰) کی تقلید ہوئی - مجفد سکر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴) سے امتیاز کیا گیا - رام سنگہ بنام طبہ پو سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۹۴۰) کا حوالہ دیا گیا

اس مقدمہ مین ایک شخص مسمی احمد علی مورث اعلی فریقین نے کچھہ جایداد بذریعہ رہن منفعتی کے ۵ جولائی سنہ ۱۸۲۲ء کو رہن کی تہی - سنہ ۱۸۲۵ء مین احمد علی مذکور چار دختر چہوڑکر فوت ہو گیا کہ وہ بہی بعد ازان فوت ہو گئین - بعد اسکے خواجہ بخش شوہر یکی از دختران مذکورہ نے سنہ ۱۸۳۹ء مین کل جایداد کو فک الرہن کرا لیا - ۵ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعیان نے جو قایمقامان یکی از دختران احمد علی کے ہین اپنی نالش بنام مدعا علیہ جو قایمقامان اور تین دختران کے ہین واسطے دلا پانے دخل ایک چہارم حصہ اوس جایداد کے جو خواجہ بخش نے فک الرہن کرائی تہی دایر کی ہے - عدالت مرافعہ اولے نے دعوی مدعیان ڈگری کیا ہے - بعدہ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے اپیل ڈگری کیا اور نالش مدعیان اس بنیاد پر ڈسمس کی کہ وہ خارج المیعاد ہے اور یہہ تجویز کی کہ اگر دعوی مدعیان اس قیاس پر مبنی ہے کہ خواجہ بخش مدعا علیہ قایمقام اصل مرتہن کا ہے تو مد ۱۴۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کی متعلق ہے اور میعاد سماعت تاریخ اصل رہن سنہ ۱۸۲۲ء سے شروع ہوگی اور کسی دوسرے قیاس پر مبنی کرنیسے قبضہ خواجہ بخش اور اوسکے قایمقامان کا مخالفانہ ہو جاویگا اور نالش از روی

مدعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ مذکور کے خارج المیعاد ہوگی۔ مقدمہ اپیل دوم مین محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور معزی الیہ نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۸ء کے یہہ حکم دیا کہ مقدمہ چیف جسٹس صاحب کے اجلاس مین اسغرض سے پیش ہو کہ حکم سپردگی دو دیژن بنچ کا صادر ہو۔ بعدہ برطبق سفارش اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے مقدمہ اوس بنچ مین پیش ہوا جسمین ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس شریک تہے۔

عبد المجید و موتی لال منجانب اپیلانٹان

سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہہ مقدمہ انفکاک رہن کا ہے۔ رہن ابتدائی رہن منفصلی ۱۸۴۶ء کا ہے۔ منجملہ راہنان کے ایک نے کل جایداد ۱۸۶۳ء مین فک الرہن کرالی تھی سنالش اوسکی وارثان کے مقابلہ مین ۵ فروری ۱۸۸۶ء کو دایر ہوی تہی عدالت اپیل ماتحت نے نالش اس بنا پر ڈسمس کی ہے کہ وہ خارج المیعاد ہے۔ میری رائے مین اس قسم کے مقدمہ سے جو میعاد سماعت متعلق ہوتی ہے سو وہ میعاد ہے جو اوسحالت مین متعلق ہوتی کہ اصل مرتہن یا اوسکی وارث مدعاعلیہ نالش انفکاک رہن کے ہوتے یعنی یہہ کہ اگر مد ۱۴۸ ایکٹ میعاد سماعت کی متعلق ہو تو میعاد تاریخ انفکاک رہن کل جایداد منجانب یکے از شریک راہنان کے شروع نہین ہوتی ہے بلکہ اوسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب سے وہ بمقابلہ اصل مرتہن کے شروع ہوتی بشرطیکہ وہ مدعاعلیہ نالش انفکاک رہن کا ہوتا۔ جیسا کہ مین قانون کو سمجھتا ہون جب منجملہ دو یا زیادہ شریک راہنون کے ایک راہن کل جایداد کو فک الرہن کرالیوے تو وہ بہ نسبت اوس جزو جایداد کے جو حق دیگر شریک راہنان کے ہین قایم مقام اوس مرتہن کا ہو جاتا ہے جس سے وہ فک الرہن کراتا ہے اور اوس کے قایمقام ہو جانے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو وہی حقوق حاصل اور اوسپر وہی ذمہ داریان عاید ہو جاتی ہین۔ اگر مد ۱۴۸ متعلق ہے جیسا کہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ متعلق ہے تو یہہ نالش خارج المیعاد ہے۔ اگر فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ عمر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴) صحیح اور جامع ہے تب بہی نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ بارہ برس سے زیادہ تاریخ انفکاک رہن منجانب مورث مدعاعلیہم سے گذر گئے ہین پس ہر دو صورت مین نالش مدعیان ساقط ہوگی۔ فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کی تشریح میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور ٹرل صاحب نے بمقدمہ نورالہی بی بنام جگت نراین

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۹۵) کے کی گئی ہے۔ اوس تشریح سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس کامل کی توجہ اس امر کے طرف متوجہ نہین ہوئی تہی کہ آیا مد ۱۴۴۔ ایکٹ میعاد سماعت کا ایسے ہے جو مقدمہ سے متعلق ہے یا نہین۔ چونکہ اوس مقدمہ مین توجہ اجلاس کامل کی اوسی حد تک محدود تہی جو اونکے روبرو پیش تہا اسوجہ سے جو نتیجہ اوسوقت اخذ کیا گیا تہا وہ یہہ تہا کہ مد ۱۴۴ متعلق قرار دی گئی تہی۔ لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہوگی۔

اسٹورٹ صاحب جسٹس۔ جن واقعات سے یہہ امر مستصواب بہ پیدا ہوا ہے اونکو میرے بہائی محمود صاحب نے اپنی حکم استصواب مین پورے طور پر بیان کیا ہے اور اب اونکا اعادہ کرنا بالکل غیر ضروری ہے۔ ذیعلم چیف جسٹس نے خلاصہ حیثیت فریقین مقدمہ کا جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے یہہ کہکر کیا ہے کہ یہہ نالش منجانب مدعیان اپیلانٹان عدالت ہذا واسطے انفکاک رہن اونکی حصہ واقعہ بعض جایداد مرہونہ ۱۸۲۳ء کے مدعاعلیہم رسپانڈنٹان سے جو قایمقامان ہیکے از اصل راہنان کے جس نے کل جایداد مرہونہ کو [illegible] مین فک الرہن کرایا تہا ہے۔ تین سوالات جو میرے بہائی محمود صاحب نے اپنے حکم استصواب مین بیان کی تہی حسب ذیل ہین۔

(۱) آیا یہہ نالش محکوم مد ۱۴۸ یا مد ۱۴۴۔ ایکٹ میعاد سماعت محکوم ہے۔

(۲) اگر محکوم مد ۱۴۸ ہے تو آیا زمانہ آغاز میعاد سماعت کا تاریخ رہن ۱۸۲۳ء یا تاریخ انفکاک رہن ۱۸۲۶ء ہے۔

(۳) اگر مد ۱۴۴ متعلق ہے تو آیا قبضہ مدعاعلیہم کا جو از روے انفکاک رہن ۱۸۲۶ء کے حاصل کیا گیا ہے اوس تاریخ سے مخالف مدعیان کے تہا یا نہین۔

میرے لئے یہہ قرین آسایش ہوگا کہ بلاتامل اوس صریحی امر کو طے کردون جو میرے بہائی محمود صاحب کے ذہن مین اوسوقت گذر رہا تہا کہ جب اونہون نے ان تینون سوالون کے نسبت بلحاظ متعلق ہونے مد ۱۴۴ کے اون واقعات کی شکل سے جو اسمقدمہ مین ظاہر ہوتی ہین استصواب کیا تہا۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ اونکے ذہن مین جو گذر رہا تہا وہ فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ ۱۸۸۰ء اور مطبوعہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۴) بمقدمہ عظیم النسا بنام محمد یار خان ہے حسب تجویز ذیعلم چیف جسٹس کے مجہکو بشمول میرے بہائی ٹرل صاحب کے بمقدمہ نور الٰہی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۵۹) موقع تشریح کرنے اون حالات کا ملا تہا جن حالات مین وہ خاص مقدمہ اجلاس کامل سے صادر ہوا تہا۔ اوسکی ملاحظہ سے پہر اپنی یادداشت

کو تازہ کرنیکے بعد مجھے یقین کامل ہے کہ میرا یہہ کہنا صحیح تہا کہ کل بحث اجلاس کامل کی اس قیاس پر مبنی ہتی کہ مد ۱۴۸ ۔ ایکٹ میعاد سماعت وہ مد ہے جو اون خاص حالات سے متعلق ہے اور بغرض اسکے کہ مد مذکور متعلق ہے بحث یہہ ہے کہ آیا حسب بیان مندرجہ حکم استصواب اون دو ذیلی ججون کے ایسا قبضہ وقتی تہا جس سے بنیاد تجویز کرنے قبضہ مخالف کے حاصل ہوتی ہے یا نہین ۔ مجھے بخوبی یقین ہے کہ اس اصول قرین سند کا جو اوسوقت تسلیم کیا گیا تہا اور جس کے رو سے ایک شریک راہن جو اپنی شریک راہنون کے طرف سے فک الرہن کراتا ہے وہ بروقت فک الرہن ہو جانے کل جایداد کے مستحق قابض رہنے اونکی حصہ پر بمقابلہ اونکی بطور ضمانت رہن کے ہوتا ہے ۔ ہرگز حوالہ نہین دیا گیا تہا اور نہ اوسکی بحث ہوئی تہی اور نہ اوسوقت کوئی حکم قانونی ایسا نافذ تہا جسپر اجلاس کامل کے ججون کی توجہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مایل کیجاتی کہ مد ۱۴۸ متعلق ہے ۔ لہذا جہانتک کوئی امر اوسمقدمہ مین مخالف اوس حجت کے ہے جو اب پیدا ہوئی ہے وہانتک یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اوسمقدمہ کے رو سے یہہ تجویز نہین ہوئی اور اوسکو بطور سند اس امر کے تجویز کرنیکی تصور نکرنا چاہیے کہ مد ۱۴۸ ایسے واقعات سے متعلق نہین ہوتی ہے جیسے واقعات ہمارے روبرو پیش ہین ۔ لہذا دربارہ تجویز کرنے اون امور کے جنکی نسبت ہمسے استصواب ہوا ہے اوسمقدمہ کو غور سے خارج کر دینا چاہیے ۔

بحث یہہ پیدا ہوئی ہے کہ آیا مد ۱۴۸ متعلق ہے اور اگر متعلق ہے تو کس تاریخ سے شروع ہوگی ۔ آیا وہ تاریخ اصل رہن سے شروع ہوگی یا تاریخ انفکاک رہن کل جایداد کو منجانب یکے از شریک راہنان سے شروع ہوگی ۔ بہ نسبت متعلق ہونے مد ۱۴۸ کے مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے ۔ مین خود یہی رائے مقدمہ نورانی بی بنام جگت نراین انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۴۹۶ مین قایم کر چکا ہون اور چند اور فیصلے بہی اس مضمون کے ہو چکے ہین منجملہ اونکی ایک مندرجہ زبدۃ انتخاب ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۸۰ رگہوبیر سہاے بنام بنیاد علی ہے ۔ علاوہ اسکے قبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد کے بہی مینے یہی رائے قایم کی ہتی کہ جو شریک راہن کل جایداد کو فک الرہن کراتا ہے وہ قایم مقام اصل مرتہن کا ہو جاتا ہے اور مستحق کل حقوق اور لوازم متعلقہ اوسکے حیثیت کا ہو جاتا ہے ۔ جو اصول اسکے تہہ مین ہے وہ یہہ ہے کہ چونکہ اوس نے ذمہ داری راہن کی ادا کر دی ہے لہذا وہ مستحق کل لوازمات متعلقہ کفالت کا اوسطرح پر ہے کہ جسطرح پر مرتہن کے قبضہ مین ہتی یا یون کہو کہ وہ مستحق کل حقوق اور لوازمات متعلقہ رہن کا اوسطرح پر ہے کہ جیسا وہ اوسوقت ہتی کہ جب بقبضہ مرتہن بروقت فک الرہن ہونیکی ہتی منجملہ دیگر امور کے وہ یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ معاملہ رہن کا اوس خاص تاریخ سے شروع ہوا ہے لیکن

اوسکی حیثیت مرتہنی اوسی بنیاد پر قایم ہوتی ہے جیسے کہ اوسمالسمین ہوتی کہ جب اصل مرتہن
نے اپنی حقیت مرتہنی اوس کے نام بذریعہ بیع کے منتقل کردی ہوتی۔ مین صرف یہی نہین خیال کرتا
ہون کہ شریک مدعا علیہ ہین جو کل جایداد کو فک الرہن کرالیتا ہے وہ اصل مرتہن کی حقیت حاصل کرلیتا
ہے بلکہ یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ میعاد اصل رہن کی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ بلاشبہہ یہہ راے
متعلہ اوس راے کے جو چیف جسٹس سابق مسٹر کومر پتہرم صاحب نے مقدمہ رام سنگہ بنام بلدیو
(زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۹۴۲) ظاہر کی تہی بہ نسبت متعلق ہونے مدۃ ۱۴۸ کے اون
واقعات سے جو اوسوقت اونکے روبرو پیش تہے اوس ذیعلم جج کی یہہ بہی راے تہی جو میری راے
ہے لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اونکے روبرو بہ نسبت اس امر کے اہم طور پر بحث ہوی تہی کہ
وہ ٹہیک تاریخ کونسی ہے کہ جب سے میعاد شروع ہوگی۔ مسٹر عبد المجید مستحق اس بات کے ہین کہ اوس
فیصلہ کو جیسا اپنے استعمال کرین اور وہ فیصلہ اوس کل تعظیم کا مستحق ہے جسکے لایق اوس ذیعلم چیف
جسٹس کا ہر کلمہ ہے۔ لیکن مین خود اس راے سے اتفاق نہین کرسکتا ہون کہ میعاد اوس تاریخ سے
شروع ہوگی کہ جس تاریخ کو انفکاک رہن واقع ہوا تہا۔ میری راے مین اوسکو تاریخ رہن اصلی
سے تعلق ہے اور اسکے نسبت مین اپنی وجوہ کے مقدمہ نورابی بی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۹۵) مین تشریح کرچکا ہون۔ مینے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ وہی ہے جو ذیعلم چیف جسٹس
نے اخذ کیا ہے یعنی یہہ کہ یہہ نالش خارج المیعاد ہے اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے۔

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات اسمقدمہ کے اور نیز امور قانونی جو بحث فریقین سے میرے
روبرو جب مقدمہ اول مرتبہ میرے روبرو جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا بید الطولی میرے حکم مورخہ ۱۶ جولائی ۱۸۹۹ء
مین پورے طور پر بیان ہوی ہین اور جو مینے اوسوقت کہا تہا اوسکو مین بطور ایک جزو اپنے فیصلہ
امروزہ کے تصور کرتا ہون۔

اوس حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہر طرح سے یہہ مقدمہ قابل اسکے تہا کہ اوسکا فیصلہ اوس بنچ سے
ہو جسمین ایکسے زیادہ جج شریک ہون اور اسی امر کی وجہ سے یہہ بات ہوی تہی کہ مقدمہ مسٹر بہابی
اسٹریچی صاحب کے اور خود میرے روبرو پیش ہوا تہا اور بذریعہ ہمارے حکم مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۹ء
کے یہہ مقدمہ ذیعلم چیف جسٹس کے روبرو اس امر پر غور کرنیکے لیے پیش ہوا تہا کہ آیا مقدمہ تین
ججون کے بنچ مین پیش ہو سکیگا۔ اوسی امر کی وجہ سے یہہ بات ہوی ہے کہ یہہ تیسرا مرتبہ ہے کہ
عدالت ہذا اس مقدمہ کی سماعت کررہی ہے اور بجز میرے خواہش کے اور کوی وجہ اسبات کی نہین

ہے کہ ایسا مستند فیصلہ نسبت امور پیش آمدہ مقدمہ ہذا کے حاصل کیا جاوے جو عدالت ہذا انکی نسبت صادر کر سکتی ہے۔

جو امور اس مقدمہ مین پیدا ہوئی ہین اونکو ذی علم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے ایسے مکمل طور پر طے کر دیا ہے کہ اگر مین اونہین امور کی بابت بحث کرون یا کسی ایسے توضیح قانون کے اظہار کرنیکی کوشش کرون جس سے مختلف صورتین جو اوس توضیح کے رو سے ظہور پذیر ہون جزوًا جزوًا طے ہو سکین تو اونکی تضیع اوقات کرونگا۔ لیکن جس امر پر اس مقدمہ کے تقدیر کا مدار ہے اوس کے لئے دو امر مطلوب ہین۔ اول یہہ کہ ہمکو یہہ تجویز کر دینا چاہئے کہ دفعہ ۱۴۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کو اسی قسم کے مقدمات سے کچہہ تعلق نہین ہے اور ثانیاً یہہ کہ اس قسم کے مقدمات حکم دفعہ ۱۴۸ کے ہین۔ ان دونون امور کے نسبت مجہکو جو کسی مقدمہ کے طے کرنیمین بلا طے کرنے اوسکی وجوہ کے بہی کبہی قناعت نہین کرتا ہون یعنی بلا طے کرنے اون ضروری مدارج وجوہ کے جس پر فیصلہ مبنی ہوتا ہے قانع نہین ہوتا ہون بہ تعظیم تمام یہہ کہنے مین کچہہ تامل نہین ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ عمر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴) ایسے قیاس قانونی پر نسبت تعلق دفعہ ۱۴۸ کے مبنی ہے کہ جسکا قبول کرنا مجہے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ باوجود اوس صاف تفاوت کے جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے مقدمہ نور الہی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۹۰) نکالا ہے جو کچہہ آج ہمنے تجویز کی ہے اوسکا نتیجہ اس امر کے کہنے کا ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل پر آیندہ واسطے اغراض دریافت کرنے میعاد سماعت نالشات کے حوالہ کرنیکی ضرورت نہین ہے

پہر یہہ بہی صاف ظاہر ہے اور جو کچہہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوسمین مین ایک لفظ بہی اضافہ کرنا نہین چاہتا ہون کہ فیصلہ متذکرہ میرے حکم استصواب کا یعنے فیصلہ مقدمہ رام سنگہ بنام بلدیو سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۹۴) اسکا نا موافق اون وجوہ کے نہین ہو سکتا ہے کہ جن وجوہ پر ہمارا فیصلہ مبنی ہے۔ جیسا کہ مین قانون کو سمجہتا ہون سچ تو یہہ ہے کہ بہت سے ایسے طور و طریقہ ہین جنکے ذریعہ سے کوئی شخص قایمقام مرتہن کا ہو سکتا ہے۔ ایک صورت یہہ ہو سکتی ہے جو منتقل الیہ کی ہوتی ہے یا ایک صورت ایسی ہو سکتی ہے جیسا کہ اوس وسیع اصول عدل سے متعلق ہے جو قانون قائمقامی کے نام سے مشہور ہے۔ جو شریک دعوی انفکاک رہن کل جایداد کا کرتا ہے اور اوسکا انفکاک حاصل کرتا ہے اوسکا قبضہ مالکانہ مخالفانہ نہین ہوتا ہے جو غالباً از روے فیصلہ اجلاس کامل کے لازمی ہے۔ شخص مذکور بذریعہ قائمقامی امین کے اوسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے کہ جس بنیاد پر کوئی معمولی شخص بطور قایمقام مرتہن

سکے یا حق مرتہنی جایداد بمقابلہ اوسکے اوس حصہ دار کے ہوتا ہے جس نے یا تو انفکاک نہین کرایا ہے یا اوسکی بابت نالش نہین کی ہے۔

جب کسی نالش مین یہہ بحث پیدا ہو کہ آیا کوئی شریک حصہ دار اپنا حصہ اوس شریک حصہ دار سے جس نے فک الرہن کرا لیا ہے پا سکتا ہے یا نہین تو میری رای مین مقدمہ ایسے نالش کا ہے جسکا مقصود مد ۱۴۸ مین ہے اور ایسی نالش بحکم میعاد سماعت ساٹہہ سال کی ہوگی — مقدمہ حال مین رہن ایسا پڑا تہا جیسے کہ ۵ جولائی ۱۸۲۳ء ہے اور اپیلانٹ کے ثابت کرنیکی کوئی کوشش نہین ہوئی ہے کہ انفکاک رہن جو ۱۸۳۲ء مین ہوا تہا وہ بجز اوس معمولی انفکاک رہن کے جو معمولی انفکاک رہن بجانب ایک شریک کے دوسرے شریک کے جایداد کا ہوتا ہے مدعا علیہم حال قایمقام حقیت شریک حصہ دار انفکاک رہن کرانیوالے ہین اور وہ اوسی میعاد سماعت پر استدلال کرنیکی مستحق ہین جو از روے مد ۱۴۸ کے مطلوب ہے۔

بہرکیف چونکہ بوجہ میرے استصواب کے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ مقدمہ ہماری روبرو پیش ہوا ہے ایک امر اور ہے جسکو مین اضافہ کرنا چاہتا ہون بلاشبہہ استصواب مذکور متعلق چار جایدادون کے ہی جیسا کہ میرے حکم استصواب مین ذکر ہوا ہے اور جو کچھہ بہ نسبت اوس رہن کے مینے تجویز کیا ہے اوس سے ہمکو دیگر رہن ہاے متذکرہ فیصلہ عدالت ماتحت کے نسبت غور کرنیکی ضرورت نہین رہتی ہے۔ جو رای مینے قایم کی ہے اوس سے کل نالش کو شکست ہوتی ہے۔ نتیجہ ٹہیک وہی ہوتا ہے جو ذیعلم چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس مہامی اشرٹ (؟) صاحب نے کہا ہے یعنی یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی۔

ضلع الہ آباد اپیل اول نمبر ۱۰۹ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۲ فروری صفحہ ۳۱۲ انگریزی

مریم بی بی بنام سکینہ بی بی وغیرہم

عورت پردہ نشین۔ شرایط ضروری واسطے تکمیل جایز دستاویز بجانب عورت مذکور کے۔

جب کوئی دستاویز نوشتہ عورت پردہ نشین کی منسوخی کا دعوی ہو تو جو فریق اوس دستاویز کو قایم رکہنا چاہتا ہو۔ اوسکو اثباتاً یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس معاملہ کی تکمیل کا مقصود اوس دستاویز کے رو سے ہے وہ معقول ہے اور نویسندہ بخوبی اوسکے معنی اور قانونی اور عملی تاثیر سے واقف ہوگئی تہی اور نویسندہ مذکورہ نے اوسکو اپنی رضامندی کامل اور آزادانہ سے تحریر کیا تہا یا یون کہو کہ مسماۃ کو اوس بارہ مین مشورہ بلا دباو دیا گیا تہا اور علاوہ اسکے نہ تہا یعنی یہہ کہ بوجہ ضعف جسمانی یا ذہنی کے یا بوجہ فریب یا جبر کے جو اوس پر کیا گیا ہو وہ معاملہ کی نسبت رضامندی معقول دینے کی ناقابل تہی۔

ایک مسماۃ مریم بی بی پردہ نشین عورت نے جسکی عمر کوئی ۸۰ سال تہی اور کم و بیش نا خواندہ تہی ۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء

کو ایک دستاویز لکہا تہا جسکا یہہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوراً اپنی جایداد سے محروم ہوگئی و نیز اپنے بیٹے مرتضی حسین کے جو گونگا اور ضعیف العقل ہے اور اپنی دختر سکینہ کے جو دستاویز میں زوجہ مرتضی حسین کے نامزد کیگئی ہے اور نیز محمد یعقوب کے جو اوس دختر کا لڑکا ہے منتقل کر دیا ہے۔ محمد یعقوب کے نسبت ایک شخص مسمی فقیر حسین کے دختر کے ساتہہ ہوئی تہی اور سکینہ کے ایک دختر کی شکور الحسن کے ساتہہ ہوئی تہی۔ وہ دونون شخص یعنی فقیر حسین اور شکور الحسن اہل وسیلہ اوس دستاویز متنازعہ کے حاصل کرنیکی تہی۔ دستاویز مذکور کا مسودہ بسبب تشیع کی سے عبارت مین ہوا تہا اور یہہ ثابت نہین ہوا تہا کہ مقرہ نے کبہی اوس کے مضامین اور تاثیر کو سمجہہ لیا تہا۔ علاوہ برین مقرہ بروقت تحریر دستاویز کے بہت بیمار اور بوجہ وفات اپنی پسر محمد حسین کے جو چند ماہ قبل واقع ہوئی تہی مبتلاے رنج دلی تہی۔ دستاویز مذکور اوس شخص کے غیبت مین بہی لکہا گیا تہا جو اوسوقت مسماۃ کا مشیر اور اوسکی جایداد کا مہتمم تہا۔ اخر الامر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ہی مقرہ کو یہہ معلوم ہوا کہ صحیح نوعیت دستاویز کی کیا ہے اور یہہ کہ صیغہ مال مین کارروائی داخل خارج نام کی شروع ہوگئی ہے اوس نے فوراً اپنی ناراضامندی مضامین دستاویز سے اور اپنی ناپسندیدگی اوس کارروائی سے جو اوسکے روسے ہوئی ہے ظاہر کرنیکی کوشش کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ حسب حالات مذکرہ بالا دستاویز متنازعہ کے نسبت یہہ تجویز ہونا چاہیے کہ وہ اون حالات مین تحریر ہوئی ہے جو ایسی صورتون کے لئے ضروری ہین اور منسوخ ہونا چاہیے۔ اصغر علی بنام ولرس بانوبیگم (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۴۲۳) و محمد بخش خان بنام حسین بی بی (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴) و سہارتی لالی بنام حبیبہ بی بی (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۔ صفحہ ۲۶۰) اور کنیز فاطمہ بنام عباس علی (از جریدہ السلطنہ مجریہ ۱۸۸۷ء صفحہ ۴۷) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

سندر لال و غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی ہے کہ ایک دستاویز نوشتہ اوسکی مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء اس بنیاد پر لغو اور کالعدم قرار دیجاوے کہ دستاویز مذکور فریباً تحریر کی گئی ہے جسمین وہ اپنی ارادی اوسکی لکہنیکی ظاہر کرسکے اور اسلئے وہ غیر موثر اور لغو ہے۔ مدعیہ کی شکل مین اوس لڑکی کا لڑکا اور مدعیہ کا لڑکا بالغ جو گونگا اور ضعیف العقل ہے مدعا علیہم مقدمہ ہین۔ نالش ۲۲ فروری ۱۸۹۹ء کو دایر ہوئی تہی اور وجہ مالحت الدعا دینے ۲۰ اگست ۱۸۹۸ء کو نالش مذکور دسمس کی۔ جوابدہی نالش کی یہہ ہوئی تہی کہ دستاویز سے قرار یافتہ اور صحیح بنام مدعا علیہ کے ظاہر ہوتے ہین جو بعلم کامل اوسکے مضامین کے اوسکی رجسٹری اور درخواست داخل خارج نام مدعا علیہم از روے مضامین دستاویز

اور دخلیابی مدعاعلیہم مین بموجب دستاویز مذکور کے شریک ہتی - مدعیہ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ
کی ہے اور ۱۱ ستمبر ۱۸۸۹ء تک خود اپنی استحقاق سے مالک کامل حصہ ۸ موضع رحمانپور واقعہ ضلع الہ آباد معہ
باغات متعلقہ حصہ مذکور اور مکان واقعہ رحمانپور اور نیز حصہ ۳ پائی حقیت معافی موضع امواں ضلع مرزاپور
اور نیز چند ڈگریات اور مطالبہ جات زر نقد قرضہ بلقیمتی اندازی یعنی جملہ جایداد مالیتی تخمیناً ۰۰۰ روپیہ
کے ہتی - منجملہ ۸ حصہ زمینداری رحمانپور کے نصف حصہ پر اوسوقت مرتہن قابض تہا لیکن بقیہ جایداد
پر مدعیہ قابض ہتی اور مدعیہ نے یہہ جایداد نہ بتوسط اپنے شوہر متوفی کے حاصل کی ہتی بلکہ خود اپنی خاندان
سے اور اور طور پر حاصل کی ہتی - اوسکے شوہر متوفی سے اوسکے دو لڑکے پیدا ہوئے ہتے اونمین سے بڑا لڑکا
اب قریب ۵۰ سال کے عمر کا مرتضی حسین عرف چہتر مدعاعلیہ گونگا اور ضعیف العقل ہے جو اپنی مان کے ساتہہ
اور اوسی کے بہروسہ پر رہتا ہے اور چہوٹا لڑکا سید محمد حسین جو فروری ۱۸۸۹ء مین بعمر ۴۵ سال فوت
ہوا اور ایک دختر مدعاعلیہ عورت ہے جسکے نابالغ لڑکے محمد یعقوب مدعاعلیہ کی نسبت فقیر حسین ساکن
شیخ پور کے لڑکی کے ساتہہ قرار پائی ہے کہ جو فقیر حسین دستاویز متنازعہ کے تحریر مین اصل کارکن تہا
اوسکے پسر دوم کے وفات سے جو اپنی مان کے بوڑہاپے کا سہارا اور اوسکے جایداد اور کاروبار کا مہتمم
تہا مدعیہ رنج عظیم مین مبتلا ہوگی اور اگست ۱۸۸۹ء مین وہ سخت بیمار ہوگئی جس سے اوسکو خواہش
ہوئی کہ قبل اپنی وفات کے … کو منتقل کردے - اپنی عرضی نالش مین وہ یہہ بیان کرتی ہے کہ اوسکا
یہہ خیال تہا کہ اپنی ایک ثلث جایداد کو واسطے اغراض مذہبی بنظر اپنی اور اپنی پسر متوفی کے روحانی
فایدہ کے علیحدہ کردے اور بقیہ دو ثلث اپنی دختر سکینہ اور اپنی پسر ضعیف العقل کے نام وصیت کرے
کہ اوسکے وفات کے بعد بلحاظ اپنی حصص بحکومہ شرع محمدی کے قابض ہون - اوسوقت اوسکی لڑکی
اور نابالغ مدعاعلیہ جسکا مقام سکونت ضلع جونپور مین ہے مدعیہ سے ملاقات کرنیکے لئے ائی ہتی - جس نے
حال مین سکینہ کی دختر کی شادی کی گفتگو ایک شخص مسمی شکور الحسن ساکن شیخ پورے کی ہتی اور مسماۃ
سکینہ کے پسر نابالغ یعنی محمد یعقوب مدعاعلیہ کی نسبت نفیر حسن کی دختر سے کہ وہ بہی ساکن شیخ پور ضلع
الہ آباد کلہ سے کی ہتی - مدعیہ کا بیان ہے کہ مہینہ ستمبر ۱۸۸۹ء مین اوسکی لڑکی سکینہ باعانت اس
ظہور الحسن اور فقیر حسین کے اس حیلہ سے مدعیہ کو اس کے مکان واقعہ رحمانپور سے خود اپنی مکان کو جو کوئی
مسافت اٹہہ کوس کے فاصلہ پر ہے لیگئی کہ مدعیہ کے اذن اور ارادون کے تکمیل کے لئے دستاویز تحریر کردیجاوے
اور وہان پہنچاکر اوسکو دستاویز مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۹ء کے تحریر و رجسٹری اور آغاز کارروائی بہم رشتہ
مال مقامی مین جو اوسکے نسبت ہوئی ہتین شریک کردیا - مدعیہ کا یہہ بیان ہے کہ اصل مضمون

اور قانونی اور واقعی تاثیر دستاویز سے وہ بالکل ناواقف تھی اور اوسکو ایسا کوئی خیال نہین تھا کہ یہہ دستاویز ایسی ہے جسکا عملی اثر اوسکی حیات مین ہوسکتا ہے یا ہوگا اور وہ درخواست عدالت مال کی غرض سے بھی ناواقف تھی اور اکتوبر ۱۸۸۸ء تک وہ اسبات سے واقف نہین ہوئی تھی کہ کاغذات حقیقت سرکاری سے اوسکے نام خارج کرائیگی اور اوسکی جایداد الہ آباد سے بیدخل کرنیکی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ دفتر تحصیل پھولپور مین اوس نے فوراً بہ نسبت ردوبدل کاغذات سرکاری کے نسبت اعتراض کیا تھا لیکن ناکامیابی کے ساتھہ اور اسبارہ مین اوسکا اپیل بحضور کمشنر صاحب ۱۱ فروری ۱۸۸۹ء کو نامنظور ہوا تھا۔ ان عذرات مین اوس نے ابتدا سے یہہ بیان کیا تھا کہ رسبانڈنٹان نے اوسکی ضعیف العمری کا فایدہ اوٹھایا ہے اور تحریر اور رجسٹری دستاویز مین اوسپر دغا اور فریب کا استعمال کیا ہے وہ اپنی بنا مخاصمت ان کارروائیون سے نکالتی ہے لیکن اقرار کرتی ہے کہ کوئی تبدیلی فی الواقعہ اوسوقت تک بہ نسبت اوسکی قبضہ استحقاق یا قبضہ جایداد دستے متنازعہ مقدمہ ہذا کے واقعہ نہین ہوئی ہے۔ مسماۃ سکینہ مدعا علیہ خود اور بطور ولیہ اپنی پسر نابالغ محمد یعقوب اور اپنے ضعیف العقل بھائی مرتضی کے بہ تسلیم تحریر و رجسٹری دستاویز مذکور اور ارجاع کارروائی کے اس امر سے انکار کرتی ہے کہ مدعیہ کسی مضمون یا تاثیر دستاویز سے ناواقف تھی اور یہہ بیان کرتی ہے کہ وہ اوسنے واقف کردی گئی ہے اور بعلم و اطلاع و رضامندی کامل کے شریک تھی مدعا علیہم کا یہہ بھی دعوی ہے کہ ازروے دستاویز مذکور کے وہ دخل پاچکے ہین۔

امور تنقیحی تجویز طلب یہہ تھی۔

(۱) بابت دخل کے

(۲) بابت اوس علم اور اطلاع کے جسکے ساتھہ مدعیہ نے دستاویز تحریر کی تھی یعنے یہہ کہ آیا مدعیہ کو علم و اطلاع اور طاقت رضامندی کی نسبت کل مضامین اور اثر قانونی دستاویز کے حاصل تھا یا نہین یا تکمیل اوس کا بذریعہ فریب کے جو مدعیہ کے ساتھہ کیا گیا تھا مدعا علیہم یا اونکی واسطے حاصل کیا گیا ہے عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ دستاویز مذکور مدعیہ نے بعلم کامل اور سمجھکر تحریر کیا ہے کہ جسکا اختیار کامل منتقل کرنیکا اوسوقت حاصل تھا اور اسیوجہ سے مدعا علیہم کو دخل دیدیا گیا ہے۔ چونکہ مقدمہ کی بحث ہمارے روبرو بطوالت ان کل نتیجون کے بابت ہوی ہے لہذا مین بعد ازین اوس شہادت اور وجوہ پر غور کرونگا جن سے عدالت ماتحت کو ان تحریرون کی ترغیب ہوی ہے کہ جو دونون میری راے مین غلط ہین۔ لیکن اصل اور اصلی بحث جو سوال جواب سے پیدا ہوی تھی اوسپر کافی طور پر تجویز

مقدمہ مین مطلق لحاظ نہین ہوا ہے اگرچہ اس قسم کے مقدمات مین دراصل مدار فیصلہ کا واسطے وادرسی کے اثر سے ایسی دستاویز کے ہوتا ہے جو سلمالکھی گئی ہے لیکن بربنا فریب کے دوسرا اعتراض کیا گیا ہے۔ یہہ تنقیح بلاشبہہ یہہ ہے کہ آیا عدالت کو اس امر کے اطمینان کرنیکی وجہ حاصل تھی یا نہین کہ مدعیہ اصالتہً لفظ فریق رضامند کے صحیح اور پوری معنی مین فریق دستاویز مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء کے تھی یا نہین اور یہہ کہ کل فقرات اور مضامین دستاویز کی توضیح کامل مدعیہ کے سامنے کردی گئی تھی اور یہہ کہ وہ نہ صرف اوسی بات کو جانتی تھی جو وہ کررہی تھی بلکہ وہ یہہ بھی جانتی تھی کہ قانونی اور عملی اثر اوس دستاویز کا اوسکے لئے اور اوسکی جایداد کے لئے کیا ہوگا اور شہادت نیک نیتی کامل کی نسبت کل معاہدہ اور کارروائیون کے جو اوسکی وجہ سے ہوئی ہین موجود ہے یا نہین۔ اسبارہ مین جو قانون ہے اوسکی پوری طور پر توضیح بہت سے فیصلون مین حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہوئی ہے خصوصاً مقدمہ اصغر علی بنام دلروس بانو بیگم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۴) مین جسمین بطور قاعدہ عام کے یہہ قرار پایا ہے کہ جب کوئی عدالت کسی ایسے انتقال جایداد کی نسبت تجویز کرتی ہو جو کسی عورت پردہ نشین نے کیا ہے تو عدالت موصوف کو لازم ہے کہ اطمینان اس امر کا کرلیوے کہ معاملہ اوس سے صاف طور پر بیان کردیا گیا ہے اور یہہ کہ جو کچھ وہ کرتی ہے اوسکو وہ جانتی تھی اور اوس صورت مین یہہ بات بالخصوص ہونی چاہیئے ... کہ جب کوئی معاوضہ نہو یا بلا کسی شئے مساوی معاوضہ کے کسی عورت نے کوئی ایسی دستاویز لکھدی ہے جس سے وہ اپنی کل جایداد سے محروم ہوگئی ہے۔

اس فیصلہ کا اور اور فیصلون کا مقدمات بہاری لال بنام حبیبہ بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۳۰) و کنیز فاطمہ بنام عباس علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷) مین حوالہ بالتفصیل دیا گیا اور ان دونون مقدمون مین میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے فیصلہ صادر کیا تھا اور مقدمہ محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴) مین حوالہ دیا گیا ہے جسمین جوڈیشل کمیٹی نے معیار ذیل کو اسطور پر قرار دیا ہے کہ وہ کل مقدمات دستاویزات نوشتہ عورت پردہ نشین مشرق سے متعلق ہین اور وہ ایسے معیار ہین جو زیادہ تر زور کے ساتھہ ایسے مقدمہ سے جیسا کہ مقدمہ حال ہے متعلق ہوتے ہین جسمین کل حالات مدعیہ اور شہادت ڈاکٹری موجودہ مسل سے شکوک ہم اس امر مین پیدا ہوتے ہین کہ مہینہ ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۶ء مین وہ حسب منشاء الفاظ صحت ذہن کے پورے طور پر ہوش و حواس مین واسطے معاملہ متنازعہ کے تھی یا نہین۔ ہمکو یہہ دیکھنا چاہیے کہ آیا انتظامات مندرجہ دستاویز ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء اپنی نوعیت مین دور اندیشی کے ساتھہ تھی یا نہین اور آیا انتظامات مذکورہ نسبت

عورت ضعیفہ مدعیہ کے فایدہ بخش یا نقصان رساں تہی اور اوپر انتظامات مذکور ایسی تہی جنکے لئے ضرورت
یہہ تہی کہ وہ پہلے سے مشورہ بلا تعلق اونکی نسبت حاصل کرلیتی اور کیا منشاء اوس ارادہ کی تہی اتنہ کہ
اون طریقونپر اوسکو عمل کرنیکی ضرورت تہی جو دستاویز کو مین درج ہین - اب دیکہنا چاہیے کہ بحث
یہ نسبت اوسکی صحت ذہنی کے اور قابل قیاس نیک نیتی اون شخصون کے جو اوسکے گرد اوسوقت تہی
عدالت ماتحت نے اون امور مین سے کسی امر پر غور نہین کیا ہے اور بروقت سماعت اپیل کے ذیعلم
کونسل رسپانڈنٹان نے علانیہ تسلیم کیا ہے کہ مسل مین کوئی شہادت یا کوئی مواد واسطے تجویز
دربارہ اعلی بحث مشورہ بلا تعلق کے نہین ہے - ہمارے روبرو ایک مسن نویسندہ دستاویز
... سال سے زیادہ عمر کی اور تندرستی مین کمزور اور زیادہ تر بالخصوص اپنے حواس مین مجبول الوجہ
مصیبت سخت کے جس سے وہ بہت برسون بعد اپنی زندگی مین ہمیشہ بلا تعلق کے اپنی مکان مین بیٹہی تہی
موجود ہے - ظاہرا از درد رنج خستہ دل عورت ہے - وہ ناخواندہ ہے اور اوسکو ایسے لوگ گہیرے ہوئے تہی
جنکو اوسکے جایداد منتقل ہونیمین کچہہ اور مخالف حق حاصل تہی - معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اوسکی خسر سکینہ
بی بی زیادہ تر اپنے شوہر کے ساتہہ ضلع جونپور مین رہتی تہی - تاہم مدعیہ اوسکے کمسن خاندان کی تعلیم
اور تربیت مین بہت مددگار رہتی تہی یعقوب اوسکے نابالغ لڑکے کی مدعیہ کے مکان مین تعلیم اور خبرگیری ہوتی
تہی - یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی مدعا علیہ مدعیہ کے خبرگیری اور پرورش سے ناچار رہا لیکن از روی
شرع محمدی کے سکینہ مدعا علیہا اور اوسکا بہائی مرتضی بعد وفات مدعیہ کے اوسکی جایداد اوسکے تنہا وارث
ہونگے تنہا یا شخص اول الذکر ایک ثلث کی اور شخص آخر الذکر کل کے دو ثلث کے - بعد وفات اوسکی بیٹے
محمد حسین کے ایک شخص یاد علی بہتیجہ مدعیہ کا بجای اوسکے اوسکے کاروبار کا انتظام کرنے لگا تہا اور ہمکو
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی بہن کی شادی مرتضی ضعیف العقل کے ساتہہ ہوئی تہی - مین اوپر لکہہ چکا ہون
کہ سکینہ بی بی کی لڑکیون مین سے ایک لڑکی کی شادی ظہور الحسن کے ساتہہ ہوئی تہی اور اوسکے نابالغ
لڑکے یعقوب کے نسبت نفیر حسین ساکن شیخ پور کے لڑکی سے ہوئی تہی - اسطرح یہہ بات شکور الحسن
اور نفیر حسین کے فایدہ کی ہوگی کہ کوئی شرط سکینہ بی بی کے لڑکے اور لڑکی متذکرہ بالا کے لئے قایم کیجاوے
منجملہ طریقون کے ایک طریقہ اسکے موثر کرنیکا یہہ ہوا کہ حصہ شرعی ضعیف العقل مدعا علیہ کا کاٹ دیا جاوے
اور سکینہ بی بی کا حصہ بڑہا دیا جاوے - یہہ ایسا انتظام ہے جو ظاہرا یاد علی سالہ مرتضی ضعیف العقل کا
کو ناگوار ہوا ہے - پس صریحا یہہ صورت ایسی ہے جسمین مشورہ بلا تعلق کی ضرورت ہے - آگے چلکے
ہم دیکہینگے کہ یہہ شرط کیونکر پوری کیگئی ہے - دیگر اصول متذکرہ بالا کے متعلق کرنیکے لئے اب یہہ قرار

اسانیش ہوگا کہ ہم اوس دستاویز پر نظر کرین دستاویز مذکور اسپلانٹ کے کتاب کے صفحہ ۱۲ پر چہپی ہے اور
نمبر ۵ مسل کا ہے اوسمین یہہ لکہا ہے کہ مریم بی بی بعمر ۶۰ سال اپنی کل جایداد کو اپنی کل اولاد
اور وارثون مین تقسیم کرنا چاہتی ہے اور اونمین سے ہر ایک کو اپنی اپنی حصص اور جایداد پر اپنی حیات
مین قابض کرا دینا چاہتی ہے۔ اسموقع پر مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ دستاویز جو بہت طول ہے اصطلاحی
اور مصنوعی عبارت مین لکہی گئی ہے اور الفاظ مستعملہ اپنی نوعیت مین غیر زبان کے ہین زیادہ تر
عربی زبان مین یعنے ایسی الفاظ مین ہے جو معمولی طور پر یا بدرجہ اقل فوراً کوئی ضعیف کمزور اور
ناخواندہ اوسکو کچہہ بہری صورت نہ سمجہہ سکیگی مثلاً اپنی حیات مین اردو دستاویز مین بجائے اپنے
حالانکہ کوئی شخص مسل مدعیہ کے ہماشبہہ ایسی عبارت استعمال نکریگا بلکہ یہہ کہیگا کہ اپنی زندگی مین
یا جبتک مین زندہ رہون۔ ازروے دستاویز کے جایداد حسب ذیل تقسیم کی گئی ہے۔ اٹہہ آنہ
جایداد اور حمایتپور معہ باغات و مکان مسکونہ میر مرتضی حسین اور محمد یعقوب کو بحصص مساوی فوراً دیجاوے
اور حوالہ کیجاویگی اور مسماۃ سکینہ کو فوراً استحقاق دخل کل جایداد معافی مرزاپور کا اور مدعیہ کی کل ڈگریان
اور قرضہ واقعی نسبت جایداد مذکورہ کے دیا جاویگا۔ اور یہہ کہ نام نویسندہ دستاویز کا فوراً کاغذات
سرکاری سے خارج کیا جاویگا اور اوسوقت سے جایداد کے کسی حصہ پر کوئی دعوے نکرسکیگی مظہرہ یہ برا
مرتضی ضعیف العقل جاہل اور اوسکی جایداد مسماۃ سکینہ بی بی کی ولایت اور حفاظت مین رکہی گئی تہی۔
اسطور پر جبکہ ایک نصف جایداد الہ اباد کی سکینہ بی بی کے لڑکے یعقوب کو دی گئی تہی جو ہرگز وارث
نہین ہے سکینہ بی بی کو کل جایداد معافی مرزاپور کی معہ ڈگری اور دیگر کفالت نامجات متعلقہ جایداد
مذکورہ کے ملی تہی اور بحیثیت ولیہ اپنے نابالغ لڑکے اور ضعیف العقل بہائی کے وہ عملاً نصف جایداد
الہ اباد کی نسبت برسون کیلئے اور مرتضی کی نصف کے لئے اپنے عمر بہر کیلئے مالک ہوگئی ہے دستاویز
مذکور موضع شیخ پور مین جو متصل موضع اور تحصیل پہولپور کے ہے لکہی گئی تہی مدعیہ کا نام اس دستاویز
پر بقلم فقیر حسین ساکن شیخ پور تشدد کربلا کے لکہا گیا اور اوسکی شناخت کی تصدیق محمد حنیف اور محمد اسحاق ساکنان
شیخ پور و وزیر خان ساکن شیخ پور و عبد الغفور ساکن شیخ پور و محمد بخش ساکن شیخ پور نے کی تہی مین ایکبار ظاہر ہوتا کر تحریر
دستاویز کی تصدیق انہین لوگون نے کی تہی۔ آگے بڑہکر یہہ ثابت ہوگا کہ انمین سے کوئی شخص اوسوقت موجود نہین تہا جب
مدعیہ کا نام دستاویز پر لکہا گیا تہا۔ اوسی ۱۱ ستمبر ۱۸۸۰ء کو درمیان تین اور چار بجے کے دستاویز مذکور
کو واسطے رجسٹری کے پہولپور مین فقیر حسین نے پیش کی تہی اور مقبرہ اپنی ڈولی مین عمارت سے باہر
رہی تہی۔ افسر رجسٹری کنندہ نے یہہ تحریر کیا ہے کہ مدعیہ کی شناخت ڈولی سے فقیر حسین اور

عبدالغفور یکی از گواہان تصدیق کنندگان متذکرہ بالا نے کی ہتی اور افسر مذکور نے یہہ لکہا ہے کہ مقر
نے یہہ درخواست کی ہتی کہ دستاویز بعد رجسٹری کے اوسکے رشتہ دار فقیر حسین کے حوالہ کر دیجاوے اور
رجسٹری دستاویز کی اوسی روز کی گئی ہتی - فوراً اوسکے بعد مدعیہ نے بذریعہ اوسی فقیر حسین اور عبدالغفور
کے درخواست نمبری ۳۵ مندرجہ مسل باستدعاے اخراج اپنے نام اور ادخال نام مرتضی حسین و محمد یعقوب
بجاے اپنے نام بہ نسبت ۸ زمینداری رحمانپور کے داخل کی اور بیان کیا کہ محمد یعقوب نابالغ ہے اپنی مان
مسماۃ سکینہ بی بی کے ولایت مین رہیگا - پہر مدعیہ کی شناخت اس دفتر مین اونہین فقیر حسین اور
عبدالغفور نے کی ہتی - اور اوسی دم درخواست جوابی واسطے ادخال نام سکینہ اور مرتضی حسین و محمد یعقوب
کے شکور الحسن داماد سکینہ بی بی نے داخل کی ہتی جبکہ کارروائی اس نوبت تک پہونچی تو مسماۃ اپنے مکان
پر رحمانپور مین پہونچ گئے جہان اوسکا بیان ہے کہ چند ہفتہ بعد بہ حیرت یہہ دریافت ہوا کہ اوس نے ایسی
کارروائی کی بنیاد ڈالی ہے جس سے وہ اپنی کل استحقاق اور دخل اپنی جایداد الہ اباد سے محروم ہو جاویگی
اب ہمکو یہہ دیکہنا چاہیے کہ نوعیت معاملہ کی کیا ہے - مدعیہ کی صورت خیال سے بمشکل معاملہ
راستبازی کا کہا جا سکتا ہے کہ اپنی بوڑہاپے اور ضعیفی مین وہ بالکل اپنی دختر کی نگاہ رحم کی محتاج ہوگی
کہ جس دختر پر بوجہ فرایض نکاح کے لازم ہے کہ وہ زیادہ تر مدعیہ سے دور اپنی شوہر کے گہر ہو میں
رہا کرے اور دیگر اشخاص جسکو اوس نے ہر شے جو اوسکی دنیا مین ہتی منتقل کر دی ہتی ایک بالغ ضعیف العقل
اور ایک کم سن لڑکا تہا - ناصافی معاملہ کی محتاج بیان نہین ہے اور مجہے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال
جایداد مندرجہ دستاویز جہانتک ممکن ہے اون خیالون سے بہت بعید ہے جبکا اوس ضعیف عورت
کے دل پر اوسوقت جاگزین ہونا ظاہر ہوتا ہے جب اوسکا ارادہ دربارہ انتظام جایداد کے بوجہ پیش بینی
اپنے وفات کے پیدا ہوا تہا - مین اوپر کہہ چکا ہون کہ یہہ تسلیم ہو چکا ہے کہ کوئی شہادت کسی قسم
کی نہین ہے کہ مدعیہ کو کوئی بلا تعلق مشورہ دربارہ تحریر دستاویز حاصل ہوا تہا اور خود یہی امر واسطے
منسوخی ڈگری عدالت ماتحت اور عطا کرنے اوس دادرسی کے جسکی اوس نے استدعا کی ہے کافی ہے لیکن
مین مختصراً اوس شہادت پر بہی غور کرونگا جو مقدمہ کی دوسری صورتون سے متعلق ہے - اس امر کا
اثبات کہ ثابت کرنا مدعا علیہم پر لازم ہے جو دستاویز مذکور کو پیش کرتے ہین اور اوسپر استدلال کرتے ہیں
کہ مدعیہ نے بعلم اور فہمید کامل اور اختیار انتقال کار کہکر اوسکو تحریر کیا ہے اور یہہ کل معاملہ کل الزام
قراین سے مبرا ہے جس سے پر تو شبہ یا شک کا اوپر اغاز اور تکمیل اور تعلق دستاویز پر پڑتا ہے
یا دعویٰ جسکی غرض اسمقدمہ مین کماحقہ طور پر مناسب اور جایز قسم کی ہے ان امور کے نسبت معین

اوسکی غرض یکطرفی محدود ہے کہ اوسکو اس امرکے دیکہنے مین اعتراض ہے کہ اوسکا بہنوی مرتقضی حسین اپنی حصہ قانونی جایداد سے جو از روے شرع محمدی کے ہے محروم کردیا جاوے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی یہہ خواہش نہ صرف قدرتی تہی بلکہ مرتقضی حسین کے نا قابلیتون کی نظر سے قابل تعریف کے بہی ہے - یاد علی نے یہہ ثابت کیا ہے کہ اگست وستمبر ۱۹۰۶ء مین قریب زمانہ انتقال جایداد کے وہ مدعیہ کو مشورہ دینے کی بہت قابلیت رکہتا تہا اور اوسوقت وہی ایک شخص تہا جسکو مدعیہ کے پاس امدورفت کا موقع حاصل تہا اوسوقت اوسکی اصلی یہہ خواہش تہی کہ اپنی ایک ثلث جایداد اپنی اور اپنی عزیز بیٹے کے روحانی فایدہ کے واسطے مقرر کردی اور بقیہ جایداد کا انتظام اوسکی وفات کے بعد بموجب عمومی طریقہ شرع محمدی کے عمل پذیر ہو - نامبردہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ ستمبر مین جب تہا مدعیہ کو فقیر حسین کے مکان واقع شیخ پورہ مین لیگئی تہی اوسوقت وہ رحمانپور مین نہین تہا اور قبل اپنے جانیکے مدعیہ نے اوس سے بمواجہ فقیر حسین کے کہا تہا کہ فقیر بخش اوسکے اس خیال سے اتفاق کرتا ہے کہ اوسکی ایک ثلث جایداد مذہبی اغراض کیلئے محفوظ رکہی جاوے اور بقیہ جایداد اوسکی وفات کے بعد سکینہ اور مرتقضی کیلئے چہوڑ دیجاوے - اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اکتوبر مین بذریعہ ایک خط کے جو شیخ پور سے اوس شخص نے بہیجا تہا جو تحصیل پہولپور مین کام کرتا ہے اوسکو دریافت ہوا تہا کہ دراصل مضامین دستاویز کی کیا ہین اور اسیطرح اوس نے کارروائی داخلخارج کا حال بہی سنا تہا تب اوس نے مدعیہ سے کہا کہ دستاویز اوسکی مراد کے موافق نہین لکہی گئی ہے اور اوسمین کوئی ذکر مذہبی کامون کا درج نہین ہوا ہے - اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعیہ نے فوراً اوسکو حکم دیا تہا کہ دستاویز واپس لاوے اور فقیر حسین کو اوسکے پاس لاوے لیکن نہ دستاویز اونکو ملی اور نہ فقیر حسین تہوڑی ہی عرصہ بعد گواہ مذکور نے عذرداری باضابطہ طرف سے اپنے بہنوی اور مدعیہ کے کارروائی داخلخارج مین داخل کی - مدعیہ نے بہی ایسی شہادت ادا کی ہے اور اگرچہ اوسکی شہادت مین امور متناقض اور اختلافات شامل ہین تاہم مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بات اوسکی اوسوقت کی خاص حالت کیوجہ سے ہے جب وہ بیمار و رنجیدہ کمزور و برافروختہ وغضبناک تہی - اوسکی کل شہادت سے ہمارے ذہنون پر ایک قوی خیال اوسکی واقعی صداقت اور راستی کا پیدا ہوا ہے - مدعیہ نے بحلف بیان کیا ہے کہ اگست وستمبر ۱۹۰۶ء مین اوسکی یہہ خواہش تہی کہ کچہ جایداد الله کے نام پر دیدیوے اور اپنے اور اپنے پسر متوفی کے فایدہ عقبیٰ کے لئے مسجد تعمیر کردے اور بقیہ جایداد میری حیات مین میرے گونگے لڑکے اور سکینہ کے نام سے رہے - ان اخیر الفاظ پر ذیلعلم کونسل رسپانڈنٹان

بتائید مضامین دستاویز کے جو مشعر دخیل کردینے سکینہ و مرتضی کے اوپر جزو جایداد و تا حیات ہدایت کے
استدلال کیا ہے - لیکن یہہ وہی بات نہین ہے کہ جو جایداد پر کسی کو دخل مالکانہ دینی سے ہوتی ہے
اور مزید بران یہہ کچہہ ہو سو ہو یہہ بابت مضامین دستاویز سے بالکل خلاف ہے جسکے رو سے
مذہبی کامون کے لئے کچہہ بہی محفوظ نہین رکہا گیا ہے اور جزو جایداد نابالغ مدعا علیہ محمد یعقوب کو دی
گئی ہے مدعیہ نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اوس نے بنیاد مسجد کی ڈالی ہے اور اوسکے تعمیر کے لئے اینٹ
تیار کر رہی ہے - اوس نے بحلف بیان کیا ہے کہ جب مجہکو فقیر حسین کے مکان پر لے گئی تہی اور مجہسے
دستاویز کے لکہنے کو کہا تہا اوسوقت مینے اوسنے یاد علی کو بولانیکو حکم دیا تہا لیکن وہ فقیر حسین نے ملتوی
کردیا تہا جس نے یہہ کہا تہا کہ وہ الہ اباد مین ہے - اوس نے بحلف بیان کیا ہے کہ فقیر حسین نے کبہی
مجہے دستاویز کو نہین سمجہایا نہ مجہے پڑہکر سنایا اور نہ مجہکو وہ دستاویز دی تہی - اوس نے بحلف بیان کیا
ہے کہ مجہسے اور محمد حنیف گواہ التصدیق کنندہ سے کبہی کچہہ گفتگو نہین ہوی تہی اور اس وزیر دوسرے
گواہ تصدیق کنندہ کو مین نے کبہی دیکہا بہی نہین ہے - اوس نے اور بہی بیان کیا ہے اور بحلف بیان
کیا ہے کہ اوس نے شیخ پور مین کسی شخص سے دستاویز پر گواہی کرنیکو کہا تہا - اوس نے یہہ بہی بیان کیا
ہے کہ محمد اسحاق گواہ التصدیق کنندہ سے وہ پردہ رکہتی ہے اور بعد رجسٹری کے تحصیل پہولپور مین مدعی نے اوسکو
کے علم سے کلیتاً انکار ہے - اوس نے فقیر حسین سے جو اوسکے اظہار کے دوران مین موجود تہا یہہ کہا کہ تم میرے اوپر
اہل کمیشن کے روبرو جو اوسکا اظہار لے رہا تہا کہڑے ہو اور کہو کہ مینے کبہی کوئی بات تمہکو سمجہائی تہی -
اوس نے اقرار کیا ہے کہ جہدم مینے مہینہ اکتوبر ۱۸۸۸ء مین سنا کہ میرے اوپر فریب کیا گیا ہے اوسی دن
مینے سکینہ بی بی اور اوسکے خاندان کو اپنے مکان واقعہ رحماپور سے نکالدیا تہا - بمقابلہ اس شہادت کے
مدعا علیہم کی طرف سے مدعیہ کے ایک اظہار پر جو سررشتہ مال مین ۱۰ نومبر ۱۸۸۸ء کو ہوا تہا استدلال کیا گیا ہے
جسکو عدالت ماتحت نے خلاف مدعیہ کے شہادت مین قبول کیا ہے اور جسپر اوس نے کچہہ اعتراض نہین کیا
ہے - اوسوقت اوس نے یہہ بیان کیا تہا - مینے تقسیم نامہ لکہدیا ہے جو بلاشبہہ اوس نے لکہا تہا کیونکہ اوسنے
فقیر حسین کو اختیار دیا تہا کہ اوس کا عذر پر اوسکی دستخط کردی جو تقسیم نامہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کا ہونا مقصود تہا
لیکن اس تسلیم سے رسیا ندشان کو مدد نہین پہونچتی ہے زیادہ تر خصوصاً جب ہم اوسکے ساتہ
یہہ بیان پاتے ہین کہ منظورہ کی یہہ خواہش نہ تہی کہ کوئی رد و بدل کسی قسم کا بہ نسبت اوسکے جایداد اوسکی
زندگی مین کیا جاوے - ظاہرا یاد علی اور مدعیہ کی بیانات کی تائید جو اوسکے اراز دلن کے بابت قبل تحریر دستاویز
کے ہیں بلا تعلق اور معتبر شہادت دلاور حسین گواہ سے باستحکام ہوتی ہے جو گواہ رشتہ دار مدعیہ کا ہے

اور جسکو کوئی غرض اس جھگڑہ مین کسی جانب سے ظاہر انہین معلوم ہوتی ہے ۔ اب مین اوس شہادت
کو جانچونگا جسپر رسپانڈنٹ بہ صحت دستاویز کے استدلال کرتے ہین ۔ البتہ فقیر حسین مسترغنا گواہ
ہے ۔ مین ثابت کر چکا ہون کہ اوسکو محمد یعقوب کے نسبت کوئی خاص ذکر ہونیسے کیونکر تعلق تھا
کہ جس مین محمد یعقوب کو کوئی حق وراثت مدعیہ مین از روی شرع محمدی کے حاصل نہین ہے ۔ اوس نے
بیان کیا ہے کہ مسودہ دستاویز کا مدعیہ کو پڑہکر سنا دیا گیا تھا لیکن اس امر کے کوئی شہادت نہین
ہے ۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ وقت تحریر دستاویز سے مدعاعلیہم جائیداد پر قابض ہین لیکن مین
یقین کرتا ہون کہ یہہ بیان قطعاً غیر صحیح ہے ۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ یہہ خواہش مدعیہ کی تھی
کہ تکمیلہ اس دستاویز کا اوسکے مکان واقع رحمانپور سے علیحدہ کیا جاوے کہ تا دملی کا اعتراض ہو
پاوے ۔ اسکی تائید مین کچھہ نہین ہے بلکہ اس بیان کی تردید مین بہت کچھہ ہے ۔ اوس نے بیان کیا
ہے کہ مینے مدعیہ کا دستخط کر کے دستاویز مدعیہ کے حوالہ کر دی تھی اور معناً اوسکا یہہ بیان ہے کہ یہہ
دستاویز اوسکے ہاتھہ مین رجسٹری ہو جانیکے بعد تک نہین آئی تھی ۔ مین اس بیان کو بموجب اون وجوہ
کے غیر صحیح باور کرتا ہون جو ذیل مین درج ہین ۔ اور آخرکار اس گواہ کو یہہ تسلیم کرنا پڑا تھا کہ وہ مستعدی
پیروی اور مددگاری مقدمہ رسپانڈنٹ مین کرتا ہے اور عطا حسین اونکا مسترغنا گواہ بابت تنقیح متعلقہ
قبضہ کے اوسکا قریبی رشتہ مند بذریعہ نکاح کے ہے ۔ بقیہ گواہان متعلق اوس گروہ کے ہین جسکو صریحاً
تعلق تحریر اور رجسٹری دستاویز سے ہے ۔ محمد حنیف اوسوقت موجود نہ تھا جب دستاویز پر مدعیہ کے دستخط
ہوے تھی ۔ اوسکا بیان ہے کہ اوس سے بعدہ تصدیق کرنیکے لئے کہا گیا تھا اور اوس نے دستخط کر دی تھی
نامبردہ ایک حیرت انگیز بیان کرتا ہے کہ اوس نے اوس ہبہ نامہ کو پڑہ لیا تھا اور بآواز بلند پڑہکر مدعیہ کو
سنا دیا تھا ۔ کل مضامین دستاویز کو مدعیہ نے تسلیم کیا تھا ۔ وہ اس غیر معمولی کارروائی کی کوئی وجہ
نہین بیان کرتا ہے ۔ اوسکی تصدیق یا گواہی جیسی کہ وہ ہے صرف اس امر پر محدود ہے کہ مدعیہ نے
اوس سے کہا تھا کہ مین پہلے دستاویز لکھہ چکی ہون ۔ تو کیا ضرورت یا کیا قرینہ اس بات کا ضرور تھا پڑہنے
اور تسلیم کرنیکا تھا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ بہت برسون بعد پہلی مرتبہ یہہ بات ہوئی تھی کہ اس
قسم کے گواہ کو حاشیہ کے نسبت مینے یہہ سنا ہے کہ اوس سے یہہ امید ہو سکتی ہے یا دار کہا جا سکتا ہی
کہ وہ گویندہ کو دستاویز پڑہکر سنا دیگا ۔ گواہ مذکور رشتہ مند یا قریبی دوست بیعہ کا نہین ہے ۔ وہ اپنی
شریک گواہ محمد اسحاق کا سالہ ہے اوسکو کسیطرح کچھہ تعلق مدعاعلیہم یا فقیر حسین کے ساتھہ نہین
ہے لیکن حلف سے یہہ بیان کر سکتا ہے کہ یہہ دستاویز بمشورہ قاضی پیر بخش و شکور الحسن و فقیر حسین

کے نہین لکہی گئی تہی اور نہ اوسکا مسودہ کیا گیا تہا لیکن اسمین اوسکی تردید صریحی بلا تعلق گواہ
محمد باقر نے کی ہے جس نے دستاویز کو اوس مسودہ سے لکہا ہے جو اوسکے پاس دستخطی مع کاغذی پیشی
دشکور الحسن و فقیر حسین لای تہی۔ وہ کہتا ہے کہ اوسکو خیال نہین ہے کہ جس دستاویز پر اوسنے
گواہی کی تہی وہ کہان اور کب لکہی گئی تہی۔ اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعیہ نے بجز اسموقع کے کبہی اوسکا
مشورہ کسی امر کے بابت نہین لیا تہا اور وہ ایک اور عجیب بیان کرتا ہے کہ اوس ملاقات کے زمانہ
مین اوس کمرہ مین کوئی نہین تہا جب دستاویز اوسکو پڑہکر سنائی جاتی تہی۔ مین اس گواہ کا اعتبار
نہین کرتا ہون۔ اوسکے بعد دوسرا گواہ محمد اسحاق ہے محرر دستاویز کا وہ بہی گواہ نہین ہے
اوسکا بیان ہے کہ مدعیہ نے مجہسے دستخط کرنیکو کہا تہا سو مینے دستخط کر دی تہی۔ قبل میرے گواہی کرنے
دستاویز پر اوسکی دستخط ہو چکے تہے۔ اوس نے دستاویز کو پڑہا نہین تہا لیکن عجیب بات کہتا ہے کہ مدعیہ
نے اوسکی مضامین اوسکو بتلا دی تہی۔ یہہ گواہ بہنوی اوس گواہ کا ہے جسکا ذکر اس سے پہلے ہو چکا
ہے اور شکور الحسن داماد سید نبی رسپانڈنٹ کا بہتیجہ ہے۔ جب گواہ سے پوچہا گیا کہ اوس نے کیونکر
جانا کہ مضامین دستاویز کے مطابق خواہش نویسندہ دستاویز مذکور کے تہی تو اوس نے یہہ بیان کیا
کہ بعد رجسٹری کے اوس نے دستاویز کو پڑہا تہا اور معلوم ہوا کہ جو کچہہ اوس سے مقر دستاویز نے
کہا تہا اوسکے مطابق ہے۔ مین اس گواہ کا اعتبار نہین کرتا ہون۔ ترتیباً دوسرا گواہ وزیر خان
قوال یعنی بہا ند گواہ حاشیہ ہے جسکو فقیر حسین گواہ کہتا ہے کہ وہ اعلیٰ قوم کا ہے۔ وہ ظاہر کرتا
ہے کہ مین مدعیہ کو جانتا ہون اور اوسکے سامنے آتا جاتا ہون جس سے وہ بہ غضب و تنفر انکار کرتی ہے
وہ بیان کرتا ہے کہ مین مدعیہ کے نششت گاہ مین اور قریب اوسکے خوابگاہ کے بولایا گیا تہا اوس نے
دستاویز کو شروع سے اخر تک پڑہا تہا اور تب اوسپر گواہی کی تہی۔ اس ملاقات کے وقت بہی بجز اس
گواہ کے اور کوئی موجود نہین تہا۔ بقیہ گواہان حاشیہ کا اظہار نہین کرایا گیا تہا یا بدرجہ اقل ہمارے
روبرو اونکی شہادت پیش نہین کی گئی تہی اگرچہ منجملہ اونکے ایک گواہ عبد الغفور ہے جسکے نسبت معلوم
ہوتا ہے کہ اوس نے مدعیہ کی شناخت وقت رجسٹری دستاویز کے صیغہ داخلخارج مین کی تہی۔

مجھے یہہ سمجھنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ باعتبار اس شہادت کے جسکے مقابلہ مین شہادت مدعیہ
اور یاد علی اور داور حسین گواہ کی موجود تہی کیونکر عدالت ماتحت کو یہہ ترغیب ہوئی تہی کہ دستاویز
مذکور مدعیہ کے علم کامل اور سمجہنے کے بعد اور بلا فریب اور استفادہ ناجایز کے جو فریق ثانی کیطرف سے مدعیہ
پر ہوا تہا تحریر ہوئی تہی۔ بقیہ شہادت ایک جانب اس امر کے ثابت کرنیکے طرف متعلق ہے کہ مدعیہ

ایک روز کو بہی اپنی جایداد سے بیدخل نہین ہوئی تہی اور بجانب دیگر یہہ کہ مدعاعلیہم نے داخلخارج نام کے بعد سے کل جایداد پر بجز اوس جایداد کے جو زیر رہن ہے دخل حاصل کر لیا تہا اسبارہ مین یہہ کہنا کافی ہے کہ وزن شہادت کا زیادہ تر مفید مدعیہ کے پاتا ہون اور چند خفیف صورتین وصول لگان کی جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ رسپانڈنٹان نے جایداد مزاپور سے وصول کیا ہے صریحاً واسطے اغراض اسمقدمہ کے بنائی گئی ہین اور اگر وقوع پذیر بہی ہوئی ہون تو وہ ایسی نہین ہین جس سے کوئی اصلی یا عملی قبضہ بتر جیح قبضہ مدعیہ کے ثابت ہوتا ہو۔ اب مین مختصراً ان وجوہ کو صرف بیان کرونگا جو عدالت ماتحت پر موثر ہوئی ہین۔ ذیعلم جج ماتحت نے ایک امر خلاف مدعیہ کے فقرہ چہار طرح اسکی عرضیدعوی سے نکالا ہے جسمین اوس نے جو سنی ہے ارادہ قایم کرنے وقف کا واسطے امام باڑہ اور مجلس بہ عذر دو امام کے ظاہر کیا ہے حالانکہ ایسا وقف جایداد کا طرف شیعہ مسلمان کے طرف سے ہو سکتا ہے۔ لیکن خود جج ماتحت نے اس امر پر توجہ کی ہے کہ خود مدعیہ کی شہادت سے اور اوسکی گواہون کی شہادت سے جو ارادہ مدعیہ کا ظاہر ہوا ہے وہ مسجد لتعمیر کر سکتا ہے اور جو مسجد زیر تعمیر تہی جب مقدمہ عدالت ماتحت مین دوران تجویز مین تہا اور امام باڑہ اور مجلس کا اظہار اول مرتبہ عرضیدعوی ہی مین ہوا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مدعیہ کے حق مین نقصان خود اوسکی خواہشات مثبتہ ماہ اگست و دسمبر ۱۹۰۸ء کے کرنا بہ نسبت اسکی کہ بروے رنگا میری خواہشات مذکورہ کے جو عرضیدعوی مین مہینہ فروری ۱۹۰۸ء مین ہوئی ہے کرنا زیادہ تر مناسب ہے اور جس عرضی نالش کا اسکی شیعہ دوست اور کارندہ یاد علی نے مسودہ کیا ہے۔ بہر کیف یہہ جو کچھہ ہو سو ہو دستاویز بدرجہ مساوی اوسکے خواہشات مظہرہ کے خلاف ہے عام اس سے کہ وہ متعلق حقیت مسجد کے ہون یا اغراض امام باڑہ اور مجلس کے متعلق بہی ہون۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ عبارت ظہری رجسٹری مندرجہ دستاویز سے ثابت ہوتا ہے کہ مضامین نولیسندہ دستاویز کو پڑہکر سنا دی گئی تہی۔ برعکس اسکے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مضامین دفعہ ۸۲ ایکٹ ۱۹۰۸ء کے نولیسندہ دستاویز کو سمجہا دی گئی تہی کہ جو بالکل مختلف امر ہے۔ حسب قول عدالت ماتحت کے شہادت محمد حنیف و محمد اسحاق و فقیر حسین سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مضامین دستاویز کی مدعیہ کو پڑہکر سنا دی گئی تہی اور مطلب دستاویز کا بہی اوسکو سمجہا دیا گیا تہا جیسا کہ بیننے اوپر بتلایا ہے فقیر حسین نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ مضامین دستاویز کے نولیسندہ دستاویز کو پڑہکر سنا دیگئی تہی۔ مین بتلا چکا ہون کہ کیون مین یہہ باور نہین کرتا ہون کہ محمد حنیف یا محمد اسحاق نے اوس کاغذ کو مطلقاً پڑہا تہا اور کسی گواہ نے یہہ حیلہ نہین کیا ہے کہ اوس نے یا کسی اور نے دستاویز مدعیہ

کو سمجھا دی تھی - یہہ تحریر ذیلی جج ماتحت کی غلط ہے کہ غرض مدعیہ کی زائل ہو جاتی اگر وہ اوسکو
بجاے ہبہ نامہ کے وصیت نامہ مین درج کرتی کیونکہ وصیت صرف ایک ثلث کے بنسبت موثر ہوتی
ہے کیونکہ مشار الیہ قاعدہ کی حد کو نظر انداز کرتے ہین جو ورثا کی رضامندی کی صورت مین ہوتی ہے
عدالت ماتحت نے ایک اور قیاس خلاف مدعیہ کے اس امر سے پیدا کیا ہے کہ بعد علم ہونے اس امر کے
کہ دستاویز خلاف اوسکے خواہشون کے لکہی گئی ہے وہ بہت عرصہ تک خاموش رہی ہے - لیکن وہ
اسطرح پر خاموش نہین رہی ہے - اکتوبر مین کسیوقت غالباً شروع مہینہ مین یادملی کو واقعات متعدد
کا نقص معلوم ہوا اور اوس نے اپنے آقا سے کہدیا جس نے سکینہ بی بی الہداد سکی خانہ ان کو اپنی مکان
اور صحبت سے نکال کر کے حتی الامکان فوراً کارروائی کی - شیخ پور سے لوٹ کر کے فوراً اوس نے یہہ
کام نہین کیا تہا - جیسا کہ عدالت ماتحت نے خیال کیا ہے بلکہ کچہہ عرصہ بعد جب اوسکو شکوک
بہ نسبت راستی معاملہ کے پیدا ہوئی تہی یہہ کارروائی کی تہی -

بقیہ فیصلہ پر بہ نسبت شکل قانونی قسم اوس قبضہ کے جو واسطے جواز ہبہ کے شرعاً ضروری
ہے غور کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ مجہے اطمینان ہے کہ قبضہ ہرگز منتقل نہین ہوا تہا - حسب وجوہ
مندرجہ بالا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعیہ کو ڈگری ملنا چاہیے تہی نہ صرف اس کافی وجہ کی بنیاد
پر کہ دستاویز مشعر انتقال جایداد کے لکہنے پر حالت مشتبہ مین اور بلا مشورہ بلا تعلق کے تحریر
ہوئی ہے بلکہ اسوجہ سے بہی کہ اوس نے میری راے مین وجوہ معقول اس امر کے تجویز کرنیکے بہم
پہونچائی ہین کہ اپنا نام اوس دستاویز پر لکہنے مین اسکو خیال سے مغالطہ دیا گیا ہے کہ اوسکے مضامین
دراصل خلاف اون مضامین کے ہین جو فی الواقع ہین - بمنظوری اپیل کے مین ڈگری عدالت
ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور دعوی اپیلانٹ معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈگری کرتا ہون -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - مین اپنے بہائی ٹرل صاحب کے فیصلہ سے بالکل اتفاق
کرتا ہون -

ضلع بنارس — نگرانی فوجداری نمبر ۱۳۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۷ نومبر — صفحہ ۲۱۹ انگریزی

بمعاملہ درخواست ہرید اس ویک کس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۲ و ۱۲۳ و ۴۰۶ — ضمانت نیک چلنی — اپیل — کس عدالت سے ایسا اپیل مسموع ہوسکتا ہے۔

جس صورت مین بر طبق عدم تعمیل حکم شرطیہ محکومہ دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی مقدمہ کی سشن جج کے حضور مین حسب دفعہ ۱۲۳ مجموعہ کے اسلئے بہیجی گئی تہی کہ حکم مذکور قطعی کردیا جاوے اور جس صورت مین کہ جج موصوف نے حکم مذکور بشکل ترمیمی قطعی کردیا اور جن شخصون پر حکم مذکور کا اثر پہونچا تہا او نہون نے اپیل کیا — تجویز ہوئی کہ سشن جج مجاز نہ تہی کہ اپیل مذکور کو نسبت سماعت کے مجسٹریٹ ضلع کے سپرد کرے کیونکہ اپیل مذکور دراصل بنظر اصلی حکم سشن جج کے تہا۔

یہہ استصواب مجسٹریٹ ضلع بنارس نے بابت اوس ضابطہ کے کیا ہے جو اونکو اوس اپیل کے طے کرنیکے لیے اختیار کرنا چاہئے جو بنا راضی حکم متعلقہ دفعہ ۱۲۳ کے تہا کہ جو اپیل عدالت سشن جج مین داخل کیا گیا تہا اور مشار الیہ نے واسطے فیصلہ کے مجسٹریٹ ضلع کے پاس منتقل کردیا تہا۔ واقعات مقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

ناکس صاحب جسٹس — ۵ ر اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو ہرید اس و بالگوبند کو بموجب دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حکم ہوا تہا کہ وجہ اسبات کی دیکہلاوین کہ کیون اونمین سے ہر ایک شخص سے اقرار نامہ تعدادی ۰۰۰ ر اور دو ضامن بہ تعداد فی کس ۰۰۰ ر تین برس تک نیک چلن رہنے کے لئے داخل کرایا جاوے۔ اگرچہ مسل اسبارہ مین صاف نہین ہے ظاہرا نامبردگان سے وہ ضمانت داخل نہین کی جو اونسے طلب ہوئی تہی اور بموجب دفعہ ۱۲۳ کے مسل سشن جج کے حضور مین بدین سفارش بہیجدی گئی تہی کہ حکم شرطیہ مصدرہ حسب دفعہ ۱۱۲ قطعی کردیا جاوے۔ سشن جج نے اسقدر اوس حکم کو ترمیم کیا کہ مچلکہ ذاتی مطلوبہ ۰۰۰ ر کو تخفیف کرکے ۰۰ ر اور ضمانت تعدادی ۰۰ ر کو تخفیف کرکے ۵۰ فی کس قایم کیا۔ بعد قطعی ہوجانے حکم مذکور کے ہرید اس اور بالگوبند نے عدالت سشن جج مین اپیل داخل کیا اور جس چہٹی کے ذریعہ سے اسمقدمہ مین استصواب کیا گیا ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سشن جج نے درخواست اپیل کو واسطے فیصلہ کے مجسٹریٹ ضلع کے پاس بہیجدیا تہا۔ اگر یہی ضابطہ اختیار کیا گیا ہے تو وہ بیضابطہ ہے۔ سشن جج کو فیصلہ اوس اپیل کا خود کرنا چاہئے تہا۔ اب مجسٹریٹ ضلع عدالت ہذا سے درخواست ایسے احکام صادر کرنیکی کرتے ہین کہ بہ نسبت اوس اپیل کے اونکو کون ضابطہ

اختیار کرنا چاہئے اور وہ یہہ بہی دیکہلاتے ہین کہ چونکہ وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے ایک حکم سشن جج کا صادر کیا ہوا ہے لہذا مجسٹریٹ موصوف یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ کبہی ایسا مقصود تہا کہ دفعہ ۴۰۶ کو اسطرحپر پڑہنا چاہئے کہ اوسکے روسے مجسٹریٹ ضلع کو اختیار سماعت اپیل بناراضی حکم صادرہ سشن جج کا عطا ہوا ہے - یہہ راے اونکی بلا شبہہ صحیح ہے - جس شخص کو ایک سال سے زیادہ میعاد کی ضمانت داخل کرنیکا حکم ہوا ہو ممکن ہے کہ جو ضمانت اوس سے طلب ہوئی ہے وہ داخل کردے - ایسی صورت مین کارروائیان عدالت سشن مین نہین بہیجی جاوینگی - اور استحقاق اپیل کا مجسٹریٹ ضلع کو حاصل ہوگا - برعکس اسکے جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے کہ وہ ضمانت داخل نکرے تو مسل مقدمہ ضرور عدالت سشن مین بہیجی جاویگی اور حکم صادرہ چاہے جس نوعیت کا ہو ایک حکم صادرہ عدالت سشن ہے اور اسوجہ سے ایسا حکم ہے جس سے دفعہ ۴۰۶ متعلق نہین ہے - بدین جواب مسل مقدمہ واپس بہیجا وے -

---

صفحہ ۲۱۹ انگریزی | ضلع غازیپور | اپیل دوم نمبر ۱۰۳۰ سنہ ۱۸۸۹ء | منفصلہ ۹ نومبر

رادہا پرشاد سنگہ بنام متہرا چوبے

ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۰۹ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۶ء (اشعار ترمیم ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) دفعہ ۵ - لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو - اپیل -

الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو سو قومہ دفعہ ۱۰۹ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) (جیسا کہ ازروے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۶ء سے ترمیم ہوئی ہے) سے وہ شرح لگان کی مراد ہے جو اسامی سے واجب الادا ہے اور نہ محض وہ تعداد زر نقد کی مراد ہے جو کسی وقت معین پر اسامی سے اوسکی زمیندار کو بطور لگان واجب الادا ہوتا ہے - جس صورت مین ایک زمیندار نے اسامی پر نالش دلاپانے لگان بعض اراضی مدیا برامدکے کی اور زر متدعویہ سو روپیہ سے کم تہا اور اسامی نے یہہ عذر کیا تہا کہ موضع میں ایک رواج مروج ہے جسکے روسے لگان اراضی مدیا برامد کے صورت مین صرف جزو اراضی قابل الزراعت کے بابت واجب الادا ہوتا ہے اور سنین متنازعہ مین جسقدر اراضی کے بابت لگان کا دعوے ہے اوس سے کم اراضی قابل الزراعت تہی - تجویز ہوئی کہ ایسی نالش مین شرح لگان متنازعہ ہے اور اس لئے اپیل ہو سکتا ہے - رادہا پرشاد سنگہ بنام پرگاش راے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۳) کی تقلید ہوئی ہے پہاگ ساہو بنام ماتادین (زبدۃ المطالع مفتہ وار ۱۸۸۰ء صفحہ ۶۲) منسوخ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

مدعی اپیلانٹ نے عدالت ڈپٹی کلکٹر مین دعوی دلاپانے مبلغ [illegible] رسپانڈنٹ سے بدین بیان کیا کہ زر مذکور بابت لگان بعض اراضی کے ابتدای ۱۲۹۲ف لغایت ۱۲۹۵ف معہ سود بالا زر مذکور کے واجب ہے۔ مدعا علیہ نے عذر میعاد سماعت کا بہ نسبت ایک سال کے اور بہ نسبت بقیہ کے یہہ عذر کیا کہ اراضی متنازعہ دیارہ ہے اور بموجب رواج مقامی کے لگان صرف جز و اراضی قابل الزراعت پر واجب ہوتا ہے جسکے نسبت اوسکا بیان تہا کہ اون سنون مین جسقدر مدعی نے بیان کیا ہے اوس سے کم تہی۔ ڈپٹی کلکٹر نے یہہ تجویز کی ہی کہ دعوے بہ نسبت ۱۲۹۲ف کے خارج المیعاد ہے اور سود متدعویہ صحیح ہے اور ظاہرا حجت مدعا علیہ بہ نسبت رقبہ کے منظور کرکے دعوی مدعی جزوا ڈگری کیا۔ اوسپر مدعی نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے اپیل اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ مالیت سو روپیہ سے کم ہے۔ کوی تجویز بہ نسبت ملکیت یا شرح لگان واجب الادا کے نہین ہوی ہے۔ تب مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ اپیل مذکور محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور معزی الیہ نے بخیال چند مختلف فیصلجات عدالت کے مقدمہ کو تین ججون کے بنچ مین سپرد کیا تہا۔

اسپینکی منجانب اپیلانٹ

سیمین منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ایک زمیندار نے بنام اپنے اسامی کے واسطے دلاپانے بقایا زر لگان مظہرہ ۲۱ معہ سود تعدادی کے دایر کی تہی۔

جوابدہی کا تیسرا عذر بدین خلاصہ ہے کہ از روے رواج علاقہ اور ایک خاص محال کے اسامی مستحق منہائی لگان کا بابت اوس اراضی کے ہوتا ہے جو تہ آب ہو جاوے یا جسمین بیج نہ جمتا ہو اور یہہ کہ بموجب رواج کے بنظر دریافت کرنے لگان واجب الادا کے پیمایش اراضی کے سالانہ کیجاتی ہے ہمکو اس امر کے نسبت تکلیف کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا فی الواقع کوی ایسا رواج خلاف معاہدہ باہمی زمیندار اور اوسکے اسامی کے ہے یا نہین۔ وہ ایسے امور ہین جو ابتک منجملہ دیگر امور کے عدالت اپیل ماتحت سے تجویز طلب ہین بشرطیکہ اوس عدالت مین اپیل ہو سکتا ہو۔ عدالت اپیل ماتحت مین اپیل دایر کیا گیا تہا اور اپیل مذکور عدالت موصوف نے اس بنیاد پر ڈسمس کیا تہا کہ تعدادیا مالیت شئے متنازعہ کی سو روپیہ سے زیادہ نہین ہے اور لگان ذمگی اسامی کا حسب منشاء دفعہ ۱۸۹ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء کے امر زیر تنقیح نہتا نہ اراضی اوس ڈگری کے مدعی نے یہہ اپیل دوم دایر کیا ہے۔ اپیل کو ۶

واسطے سماعت کے جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا اور جج واحد نے چونکہ اوسکے روبرو اس حجت پر اصلوب دیا
تہا کہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کے فیصلہ مقدمہ پیاگ ساہو وغیرہم بنام ماتادین وغیرہم زیر ہدایت
سیفتہ وار سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۷۰ اور فیصلہ متفق الراے ہمارے بہائی اسٹنلی صاحب اور مسٹر جسٹس
ینگ صاحب ارادہا پرساد سنگہ بنام پرکاش راے انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳۱ صفحہ ۱۹۲
مین اختلاف ہے اپیل مذکور اس بنچ مین سپرد کر دیا ہے۔ جس شکل سے مقدمہ ہمارے روبرو پیش
کیا گیا ہے اوسمین دو بحثین متعلق ہین ایک بہ نسبت تعبیر دفعہ ۱۸۹۔ ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء کے جہانتک
معنی الفاظ لگان واجب الادا کو تعلق ہے اور دوسری بحث یہہ ہے کہ آیا لگان واجب الادا ایک امر
متنازعہ اور بتجویز طلب اس مقدمہ مین حسب منشاء دفعہ مذکور کے تہا یا نہین۔ جس مقدمہ کا ہمنے اخیر مین
ذکر کیا ہے اوسمین یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ الفاظ لگان واجب الادا مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد شرح
لگان ہے اور یہی وہ راے ہے جو ہم اوس دفعہ کے نسبت قایم کرتے ہین۔ ہماری راے مین
لگان واجب الادا مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد شرح لگان واجب الادا ہے اور یہی وہ راے ہے جو
ایک فیصلہ غیر رپورٹ شدہ مین اختیار کی گئی تہی اور جس فیصلہ مین ہم مین سے ایک حاکم مسٹر جسٹس
براڈہرسٹ صاحب کے شریک تہا۔ جب دفعہ ۱۸۹ کی ترمیم ہوئی تہی تو ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین
کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ اون مقدمات لگان مین استحقاق اپیل کا دیا جاوے جنمین صرف
یہہ امر متنازعہ ہے کہ لگان قرار یافتہ مین سے کسقدر ادا ہوا ہے یا نہین بشرطیکہ بموجب دفعہ مذکور
کے سوا یہہ امر متنازعہ ہے۔ بالفاظ دیگر واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہین ہو سکتا تہا کہ اس بحث
پر سلسلہ اپیلون کا ہو جاوے کہ آیا اسامی نے منجملہ لگان مسلمہ کے ادا کیا ہے یا نہین۔ یہہ امر
بالکل مختلف ہے جبکہ بحث شرح لگان کو تعلق ہوتا ہے۔ تجویز بحث شرح لگان کی فریقین پر مسلسل
اسامی اور زمیندار کے بیشمار برسون تک موثر ہو سکتی ہے اور اس لیے ہماری راے مین واضعان
قوانین کا یہہ مقصود رہا ہوگا کہ جب شرح لگان کی متنازعہ ہو اور تجویز طلب ہو تو اپیل ہونا چاہیے۔
جس مقدمہ کا ہمنے اول ذکر کیا ہے اوسمین مسٹر جسٹس ینگ صاحب کی صاف یہہ راے قرار پائی تہی
کہ اگر صرف یہہ بحث ہو کہ واقعی کسقدر روپیہ تعداد ہے جو اوس مقدمہ مین اسامی نے درجہ بیباقی اپنے
لگان کی ادا کی ہے تو بموجب دفعہ ۱۸۹ کے اپیل نہوگا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جسٹس ممدوح نے عبارت
شرح لگان کی بہت تنگ تعبیر کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ خیال کیا تہا کہ شرح لگان
کے دریافت کرنیکے لئے رقبہ اراضی کے دریافت کرنیکی ہرگز ضرورت نہ ہوگی۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ

جب نزاع بہ نسبت شرح لگان کے ہے تو یہہ نزاع بہت مختلف طریقوں سے پیدا ہو سکتی ہے مثلاً جب زمیندار نے شرح لگان سو روپیہ بیان کی ہے اور اسامی اوسکو ۵ سال بیان کرتا ہے تو یہہ ایک نزاع بہ نسبت لگان واجب الادا کے ہے۔ دوسری صورت مین رقبہ اراضی کا اس امر کے دریافت کرنیکے لئے ضروری ہوگا کہ کیا لگان واجب الادا ہے یا کیا شرح لگان کی بابت کسی خاص سنہ کے بموجب شرایط معاہدہ کے یا بموجب رواج مروجہ کے ہے۔ ہماری راے مین اس مقدمہ مین نزاع بہ نسبت شرح لگان کے ہے۔ اسامی نے یہہ کہا تھا کہ بوجہ رواج کے لگان واجب الادا بابت اون خاص سنون کے وہ لگان نہین ہے جو زمیندار نے بیان کیا ہے۔ ہماری راے مین عدالت ماتحت مین اپیل ہو سکتا تھا۔

ہم اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ مقدمہ فہرست مقدمات متدایرہ مین باز بہ نمبر سابق قایم کیا جاوے اور مطابق قانون کے فیصل کیا جاوے۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع علیگڈھ نگرانی دیوانی نمبر ۶۳ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۴ ار نومبر صفحہ ۲۳۰ انگریزی

مٹھو لال بنام محمد احمد و یکس دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷۸ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۳۔ اجراے ڈگری۔ عذر بہ نسبت قرقی کے۔ مرتہن مالجد کا اپنی نام سے زر واجب بروے ڈگری مقدم بنام اپنے راہنان کا عدالت مین ادا کرنا۔

الف اور دیگر شخصون نے جو کسی قسط بندی کے ڈگری کے مدیون ڈگری تہے بقیہ زر ڈگری مذکور کے ادا کرنیکے لئے برہن اوس جایداد کے جسپر ڈگری مذکور موثر تہی روپیہ قرض لیا۔ مرتہن نے وہ زر بقیہ جو از روی ڈگری متذکرہ بالا کے واجب تہا عدالت مین اپنی نام سے لیکن ظاہرا اپنی راہنون کی طرف سے داخل کر دیا اور ڈگریدار کے نام اطلاعنامہ جاری ہوا جس نے اوسمین سے کچھہ روپیہ اوٹہا لیا تہا۔ بعد ازان ڈگریدار نے کچہہ روپیہ اوس روپیہ مین سے جو اسطرحپر عدالت مین ادا کیا گیا تہا دیگر رقمجات کے وصول مین صرف کرنا چاہا جو ڈگری مذکور کے علاوہ واجب تہی اور اوس جایداد کو جسپر ڈگری مذکور موثر تہی اور جو اوسوقت قایقامال مرتہن مذکور کے قبضہ مین تہی قرق اور نیلام کرانا چاہا۔

تجویز ہوی کہ اگر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی جامع بہی ہو اور حسب منشاء دفعہ مذکور

کے مرتہن مستحق عذر کرنے نسبت قرقی جایداد متنازعہ کے نہین ہوتا ہم بحیثیت مرتہن قابض کے مستحق اس امر کی کرنیکا ہے کہ جایداد مذکور بعلت ڈگری مقدمہ مذکور کے قابل قرقی نہین قرار پا سکتی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

سندر لال منجانب سایل حمیداللہ منجانب فریق ثانی

ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ مقدمہ کسیقدر عجیب ہے۔ ایک شخص مسمی اودہو سنگہ باپ اندر سنگہ کا تہا جو بلونت سنگہ کا باپ تہا اودہو سنگہ ایک بیوہ مسماۃ خوشحال کنور کو چہوڑ کر فوت ہو گیا تہا اور اندر سنگہ نے ایک بیوہ دال کنور چہوڑی تہی۔ ۱۹ جنوری ۱۸۸۰ء کو جب بلونت سنگہ نابالغ تہا ایک شخص مسمی کہیم چند نے ڈگری بابت مبلغ ۔۔۔ کے بمقابلہ اودہو سنگہ و نتہو سنگہ اور مسماۃ رکو کے حاصل کی تہی۔ ڈگری مذکور مبنی اوپر ایک صلحنامہ مشعر اس انتظام کے تہی کہ قرضہ بذریعہ قسط بندی کے ادا ہوگا اور قسط بندی کی میعاد کچہہ نو سال سے زیادہ قرار پائی تہی اور بحالت عدم ادای کسی قسط کے زر بقیہ جو از روے ڈگری کے واجب ہو بذریعہ اجراے ڈگری بقرق و نیلام جایداد مکفولہ تمسک مناط نالش کے وصول کیا جاوے۔ کہیم چند فوت ہو گیا اور اوسکا بیٹا مٹہو لال اب ڈگریدار ہے۔ کچہہ عرصہ تک اقساط ڈگری برابر ادا ہوتی رہین۔ ۲۰ جنوری ۱۸۸۳ء کو بلونت سنگہ مذکورہ بالا نے بشمول مسماۃ خوشحال و مسماۃ دال کنور کے جو اوسکی شریک نہین کیونکہ اونکا نام اونکی شوہر متوفی کے جایداد پر داخل ہو گیا تہا ایک تمسک بنام عنایت اللہ بدر رسپانڈنٹ عدالت ہذا کے لکہدیا جسکے روسے بکفالت جایداد خاندانی یا اوسکے ایک جزو کے جو کہیم چند کے یہان مکفول تہی نامبردگان نے ۔۔۔ روپیہ قرض لیا جسمین سے ۔۔۔ روپیہ عنایت اللہ کے پاس اسلئے چہوڑ دیا گیا تہا کہ اوس تاریخ کو جسقدر روپیہ از روے ڈگری مصدرہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۰ء کے مٹہو لال کو باقی ہو اوسکی ادا کرنے مین صرف کیا جاوے۔ عنایت اللہ نے بلا توقف اس ۔۔۔ روپیہ کے رقم کو عدالت جج ماتحت علیگڈہ مین ۔۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو جمع کر دیا اور ظاہرا اوس معاہدہ پر عمل کر کے جو اوسکی مدیونان بلونت سنگہ و مسماتون کے ساتہہ ہوا تہا یہہ استدعا کی کہ عدالت اطلاعنامہ بنام مٹہو لال کے جاری کرے کہ وہ اس روپیہ کو بایفاے کامل اپنی ڈگری کے لے لیوے۔ اس کارروائی سے کہ ہمین ظاہرا عنایت اللہ بطور کارندہ مدیونان ڈگری کے ڈگری قسط بندی مذکور کے تصور کیا گیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عنایت اللہ نے اوسی کارروائی مین جج ماتحت سے قیاسا اپنی مدیونان ڈگری بلونت سنگہ وغیرہ کے یہہ تحریک کی کہ مجوجب

دفعہ ۹۲ ایکٹ انتقال جایداد کے کارروائی کیجاوے۔ جج ماتحت نے اون درخواستون کو منظور کیا اور مطابق درخواست عنایت الله کے اطلاعنامے جاری کئے۔ اور مٹھولال نے زرجمعہ اوسکی عدالت سے کچھہ رقوم وصول کر لین۔

ہمارے روبرو بحث بہ نسبت ان رقوم کے ہے جو مٹھولال نے وصول کر لی ہین۔ اوسکی یہہ خواہش تہی کہ ان رقوم کو جز وا اوس قرضہ کے ختم کرنے مین صرف کرے جو علاوہ اوس قرضہ کے تہی جو از روے ڈگری قسط بندی مذکور کے واجب تہا عنایت الله مرتہن قابض جایداد یا جز و جایداد نے جو کہیم چند کے پاس مکفول تہی اعتراض بہ نسبت درخواست امانت کے جاوس لینے کی تہی بابت ہر قرضہ علاوہ اوس قرضہ کے کیا تہا جو از روے ڈگری کہیم چند کے وجب الادا تہا یہہ امور بذریعہ فیصلہ جج ماتحت سابق و حال علیگڈہ کے طے ہو گئی ہین جنکے نسبت ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے امور تنقیح کو مناسب طور پر طے کر دیا ہے لیکن اسمقدمہ مین بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہم سے یہہ درخواست کیجاتی ہے کہ فیصلہ مشتہرہ ہاے جج ماتحت کا جو ۱۹ جولائی ۱۹۰۸ع کو صادر ہوا تہا الطور بیجا بوجہ عدم اختیار کے منسوخ کر دیا جاوے بیان یہہ ہے کہ عنایت الله کو ان اجراے ڈگری کے کارروائیون مین بموجب دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کچھہ منصب حاصل نہین ہے کیونکہ وہ فریق نالش یا قایمقام کسی فریق کا نہین ہے اور اسطرح وہ اون شخصون کے زمرہ مین نہین ہے جو نسبت قرقی یا نیلام جایداد غیر منقولہ کے حسب دفعہ ۲۷۸ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ مجموعہ کے عذر کر سکتے ہین۔ بہت زور کے ساتھہ یہہ بہی اصرار ہوا ہے کہ وہ یعنی مرتہن چونکہ تہا اور نیز اپنی راہن کے اتفاق راے کے ایماکے بغیر حاضر عدالت ہوا ہے لہذا الطور اوس شخص کے متصور نہین ہو سکتا ہے جسکو اختیار تحریک عدالت کا بموجب دفعہ ۸۰ ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل ہوتا ہے۔ ہمنے فریقین کی بحث کو سماعت کیا ہے اور مقدمہ کے کل حالات پر نظر کر کے ہمکو یہہ اطمینان نہین ہے کہ عدالت ماتحت بلا اختیار تہی بشرطیکہ دفعہ ۲۷۸ کو دفعات ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ کی شعاع مین پڑہا کر یہ نسبت اون اشخاص کے جامع بہی تصور کیا جاوے جو بہ نسبت قرقی جایداد کے عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین بموجب اوس باب کے عذرداری کر سکتے ہین

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص بحیثیت عنایت الله مرتہن قابض جایداد جسکے قرقی و نیلام کا حکم از روے ڈگری کے ہوا ہے مناسب طور پر عدالت سے اس امر کے تجویز کرنیکی تحریک کر سکتا ہے کہ آیا حقیقی راہن بلونت سنگہ کی جایداد پر از روے دستاویز مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۳ع کے قابض

نہین ہے اور اوسکے طرف سے امانتاً قابض نہین ہے بلکہ ایسے حالات مین بشمول اوس روپیہ کے جو بطور امانت کے جو اوس نے جمع کیا تہا اور اوسی مہینہ کے اخیر مین اطلاعنامہ جاری ہوئے تہے وہ بایہ ہے کہ جس سے وہ مستحق ہے کہ عدالت سے یہہ حکم پانے کی درخواست کرے کہ ہیم چند کی اجرا ڈگری مین جایداد قابل قرقی کے نہین ہے۔ چونکہ یہہ کیفیت ہے پس ہم خیال کرتے ہین کہ جو حکم مناسب اسمقدمہ مین ہمارے اختیار امتیازی سے صادر ہونا چاہیے وہ یہہ ہے کہ یہہ درخواست معہ خرچہ کے ڈسمس کیجاوے۔

ضلع میرٹھہ — اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲ دسمبر — صفحہ ۲۲۱ مسٹریری

کشن سہاے بنام الہ داد خان و یک کس دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ضمن (۲) – امر تجویز شدہ – اجرا ڈگری – اصول امر تجویز شدہ کا اجرا ڈگری سے متعلق ہے۔

جس صورت مین کوئی شخص خود اپنی درخواست سے ایک اپیل مین فریق رسپانڈنٹ قایم کیا گیا تہا اور مقدمہ بصیغہ اپیل حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روداد ی کے واپس گیا اوس شخص نے عملاً کوئی تدبیر کسی قسم کی ندارد جوابدہی نالش کے نہین کی۔ تجویز ہوی کہ وہ شخص بعد از ان بطور عذرداری بصیغہ اجرای ڈگری کے ان امور کا عذر نہین کرسکتا ہے جسکو وہ بطور اپنی جز و جوابدہی نالش کے پیش کرسکتا تہا بشرطیکہ وہ جوابدہی نالش کی کرنا پسند کرتا۔ رام کرپال بنام روپ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاملن و سندر لال منجانب اپیلانٹ — عبد الروف منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل مقدمہ اجرا ڈگری سے پیدا ہوا ہے ایک شخص مسمی الہ داد خان نے اپنی نالش بنام اسمعیل خان وغیرہ کے دایر کی تہی جسمین اوس نے دعوے دخل اپنے حصہ کا اپنی باپ کے جایداد سے کیا تہا۔ اوسکی نالش عدالت مرافعہ اولی سے بدین تجویز ڈسمس ہوی تہی کہ وہ غیر صحیح النسب ہے بالاخر نالش مذکور بصیغہ اپیل عدالت ہذا مین آئی۔ الہ داد خان اپیلانٹ تہا اور جب اپیل مذکور عدالت ہذا مین دایر تہا لالہ کشن سہاے نے جو اس اجرا ڈگری کے اپیل کا اپیلانٹ ہے اسی سنہ ۱۸۸۸ء کو اس عدالت مین اس بیان سے درخواست داخل کی تہی کہ وہ خریدار جایداد متنازعہ کا ہے اور مقدمہ مین رسپانڈنٹ بنائے جانیکی درخواست کی کیونکہ مقدمہ اپیل کا تہا۔ اوسی درخواست

عدالت نے ایک حکم بموجب دفعہ ۳۲۷ و ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر ازدیاد نامبردہ بطور
مقدمہ کے صادر کیا۔ نتیجہ اپیل عدالت ہذا کا یہہ ہوا تہا کہ ۶ اپریل ۱۸۸۸ء کو عدالت ہذا نے اپیل
مین تجویز منظور کیا تہا کہ الہ دادخان مدعی صحیح النسب تہا اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے واسطے تجویز روداد کے واپس بہیجا تہا۔ اب دیکہنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین کہ
حکم واپسی مقدمہ کا ۶ اپریل ۱۸۸۸ء کو صادر ہوا تہا۔ اوس حکم واپسی مقدمہ مین کشن سہاے ایک
فریق تہا۔ ۲۹ جنوری ۱۸۸۹ء عدالت ماتحت مین مقرر ہوئی تہی ہم قیاس کرتے ہین کہ واسطے سماعت
مقدمہ کے مقرر ہوئی تہی۔ اور اوس مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو کشن سہاے نے ایک درخواست از سرنو
نمبری ۱۱۱ پیش کی تہی جسمین اوس نے دو مہینہ کی مہلت کی درخواست اس بنیاد پر کی تہی کہ اوسکی
شہادت دستاویزی طیار نہین ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت نے حکم مشعر منظوری مہلت
ایک ماہ بحق کشن سہاے کے صادر کیا اور واسطے سماعت کے ۶ مارچ ۱۸۸۹ء مقرر کی تہی۔ ایک
روز قبل ۶ مارچ کے یعنی ۵ مارچ کو کشن سہاے نے ایک درخواست بدین بیان داخل کی کہ مدعی الہ دادخان کے
جہوٹہہ بیانات سے جایداد اور روپیہ پیشگی دینگی ترغیب ہوئی تہی کہ وہ بطور فریق ثانی کے بموجب
دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کیا جاوے اور جواب دعوی داخل کرنیکی اوسکو اجازت دیجاوے
اور اوسکے تنقیح طلب قایم کیجاوین اور اوسکے مقابلہ مین مقدمہ کی تجویز کیجاوے۔ ۶ مارچ ۱۸۸۹ء کو جج
ماتحت نے صحیح طور پر یہہ تجویز کی تہی کہ چونکہ ہائیکورٹ نے بذریعہ اپنی حکم کے جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے اوسکو
فریق مقدمہ کر دیا ہے لہذا وہ اوسوقت تک فریق مقدمہ متصور ہوگا کہ جسوقت تک اوسکا نام خارج
نکیا جاوے اور یہہ کہ اوسکی محض بطور فریق اپیل کے نہین تہی اور درخواست نامنظور کی۔ اگر وہ
جوابدہی کرنا پسند کرتا تو ۵ مارچ ۱۸۸۹ء کے بہت عرصہ قبل بیان تحریری داخل کر سکتا تہا اور
اوس مین جوابدہی کو پیش کر سکتا تہا جو اوسکو حاصل تہی یا جسکا حاصل ہونا وہ خیال کرتا تہا
اوسکے مقابلہ مین مقدمہ اوسوقت شروع ہوا تہا کہ جسوقت وہ اوسمین فریق بنایا گیا تہا اور اوس امر
کیوجہ سے اگر اوسکا ایسا ارادہ ہوتا تو اپنا بیان تحریری اس عدالت مین اپیل کے دوران مین بہی داخل
کر سکتا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کشن سہاے نے کوئی تدبیر بیان تحریری داخل کرنیکی قبل ۵ مارچ
۱۸۸۹ء کے نہ اس عدالت مین کی اور نہ عدالت ماتحت مین اور یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ جو درخواست
اوس نے اس عدالت مین داخل کی تہی جسپر حکم ۱۱ مئی ۱۸۸۸ء کا صادر ہوا تہا اوسمین اوس نے اپنا
استحقاق محض خریدار دارندہ سرٹیفکیٹ نیلام کا بیان کیا تہا۔ بالآخر وقت تجویز مکرر نالش کے جو مقدمہ

حکم واپسی مقدمہ عدالت ہذا کے ہوی ہتی دعوی دخل مدعی کا ڈگری کیا تہا جب مدعی اوس ڈگری کے عملدرآمد کرانیمین مصروف ہوا تو لالہ کشن سہاے نے عذرات داخل کی جو شمار مین ساکت ہین اور جنمین سے صرف ایک عذر نمبری ۲ پر اس عدالت مین استدلال کیا گیا ہے فی الحقیقت دیگر عذرات مین کچہہ ہی بہی نہین ہے اب بہ نسبت اوسکے یہہ راے ہے کہ لالہ کشن سہاے بطور جوابدہی اوس امر کو جسکا بیان نمبر ۲ مین ہے پیش کر سکتے تہے بشرطیکہ وہ جوابدہی کی حد تک مطلقاً پہونچتا بہی ہو۔ وہ یہہ بات یا تو اس عدالت مین جب مقدمہ بیان ہتا کر سکتا تہا یا بدرجہ اخیر عدالت ماتحت مین وقت مناسب پر کر سکتا تہا۔ اندرینحالات ہماری یہہ راے ہے کہ یہہ مقدمہ ایسا ہے جو اصول تشریح ۲ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے۔ اگرچہ دفعہ ۱۳ عبارتاً متعلق نہو سکے تاہم پریوی کونسل نے ایک ہمشکل مقدمہ مین عدالتہاے ہند کو بتلا دیا ہے کہ اصول قانون جو دفعہ ۱۳ مین ہے کارروائیات متعلقہ اجراے ڈگری سے بہی متعلق ہے۔ جس مقدمہ پر ہم حوالہ کرتے ہین وہ رام کرپال بنام روپ کنوری انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ ہے۔ فی الحقیقت لالہ کشن سہاے نے ظاہراً کسی ایسے جوابدہی کا جو اونکے عذرات کے فقرہ ۲ سے پیدا ہوتا ممکن ہے ذکر تک ایما بہی نہین کیا تہا کہ جس وقت جج ماتحت اوس مقدمہ کے فیصل کرنے پر آمادہ ہو گئے تہے جو ڈگری واپسی کے اونکے روبرو پیش تہا۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع سہارنپور — اپیل اول نمبر ۱۵۴ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۸ نومبر — صفحہ ۲۴۳ مجریہ ذیل

چین سکہہ رام وغیرہ بنام پاربتی وغیرہ

اپیل اول نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۸۹ء

منسا رام وغیرہ بنام سندر وغیرہ

شاستر۔ رواج۔ تبنیت بہانجہ کی۔ بوہرہ برہمنان۔

ممالک مغربی شمالی اضلاع شمالی کے بوہرہ برہمنون مین ایک رواج جایز اور قانونی ہے جسکے

روسے اوس قوم کا کوئی شخص اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی کر سکتا ہے۔

یہہ دو نالشین تہین جو جایداد واحد سے متعلق تہین اور جنمین ایک ہی امر قانونی پیش کیا گیا تہا یعنے نسبت امکان اس امر کے کہ کوئی شخص اوس قوم کا جو بوہرہ برہمن کے نام سے مشہور ہے اپنی بہن کے بیٹے کو جواز متبنی کر سکتا ہے۔ سماعت اپیلون کی یکجائی ایک ساتہہ ہوئی تہی اور ایک ہی فیصلہ دونون مین صادر کیا گیا تہا۔ واقعات ان مقدمون کی جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

راجندر ناتہہ منجانب اپیلانٹان

اجودہیا ناتہہ و کاشی پرشاد و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان — مقدمہ اپیل اول نمبر ۱۵۴

کامن و بنرجی منجانب اپیلانٹان

اجودہیا ناتہہ و کاشی پرشاد و سندر لال و راجندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان — مقدمہ اپیل اول نمبر ۱۴۲

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرل صاحب جسٹس۔ ان دو اپیل ولی مین جنکی سماعت ہمنے کی ہی ہمنے یہہ مناسب سمجہا تہا کہ فیصلہ تحریری صادر کیا جاوے کیونکہ جن امور پر ہماری راے مین ان اپیلون کا مدار ہے وہ ممالک ہندا کے بعض شمالی اضلاع کے جماعت ہنود کے جزو کثیر کے لئے بہت اہم امور ہین۔

جن نالشون سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوی ہین وہ ایسی نالشین ہین جنمین دخلیابی جایداد کا دعوی ہوا تہا۔ اپیل اول نمبر ۱۵۴ سنہ ۱۸۸۹ء بنا راضی ڈگری جج ماتحت سہارنپور مشمولہ مسمی نالش ابتدائی نمبری ۱۵ سنہ ۱۸۸۵ء کے ہے اوس نالش مین مدعیان نے یہہ بیان کیا تہا کہ ایک شخص مسمی پریم سکہہ داس متوفی ازروے وصیتنامہ نوشتہ ملید یو سہاے کے جو مالک جایداد کا تہا مالک اور قابض جایداد مصرحہ عرضی نالش کا ہوا تہا۔ مدعیان نے بیان کیا ہے کہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء کو بوقت وفات پریم سکہہ داس لاولد کے اوسکی جایداد شاستر اور الاد النیشر داس کو پہونچی تہی اور ایک شخص مسمی منگل رام نے جو اولاد مذکور مین سے ایک شخص

ہے بذریعہ دستاویز مورخہ ۳ جولائی ۱۸۶۸ء کے اپنا ایک ثلث حصہ مدعیان کو دیدیا ہے۔ مدعیان نے بذریعہ اپنی نالش کے ایک ثلث حصہ مذکور کو سماۃ پاربتی اور سماۃ سندر مدعاعلیہم سے جو بیوگان بلدیو سہاے کے ہین اور قابض ہین دلاپانیکی درخواست کی ہے۔

اپیل اول نمبر ۱۲۲ ابتدا اصلی ڈگری جج ماتحت سہارنپور کے ہے جسکے روسے نالش ابتدائی نمبر ۳ ۱۸۸۴ء ڈسمس ہوئی تہی۔ نالش اخیر الذکر مین مدعیان نے جو الشیر داس کے اولاد مین سے دو شخص ہین اوسی جایداد کے چند حصص کا جو بلدیو سہاے کی تہی اس بیان سے دعوے کیا ہے کہ پریم سکہہ داس نے وہ جایداد بذریعہ وصیتنامہ بلدیو سہاے مورخہ ۱۸۶۷ء کے پائی تہی اور پریم سکہہ لاولد کی وفات پر ۳ جولائی ۱۸۶۸ء کو جایداد شاستر الشیر داس کی اولاد کو پہونچی تہی۔

مدعیان نالش ابتدائی نمبری ۔۔ ۱۸۸۴ء نے استدعا دلاپانے اون حصص کی جنکی نسبت وہ کہتے ہین کہ وہ مستحق ہین سماۃ پاربتی و سماۃ سندر بیوگان بلدیو سہاے سے کی ہے۔ مدعیان نالش ابتدائی نمبر ۱۷ ۱۸۸۴ء مدعاعلیہم نالش ابتدائی نمبری ۔۔ ۱۸۸۴ء مین بنائے گئے تہے۔

ہر نالش مین واصلات کا دعوی کیا گیا ہے۔

اصل جوابدہی ہر نالش مین جس پر سماۃ پاربتی و سماۃ سندر کو استدلال تہا یہہ تہی کہ پریم سکہہ داس کو بطور بیٹے کے بلدیو سہاے نے ۱۸۶۱ء مین متبنی کیا تہا اور پریم سکہہ داس نے اسطرح پر متبنی ہوکر جایداد پائی تہی اور نہ بذریعہ وصیت ۱۸۶۷ء کے اور جایداد پریم سکہہ داس کی بحیثیت پسر متبنی بلدیو سہاے اوسکی وفات پر کبہی الشیر داس کی اولاد کو نہین پہونچی اور بیوگان بلدیو سہاے کی نہ صرف قابض ہین بلکہ بطور ماں پریم سکہہ داس کے مستحق دخل کل جایداد مستدعویہ کی ہین۔

پریم سکہہ داس بیٹا چہجو رام کا تہا جو الشیر داس کا پوتا تہا پریم سکہہ داس کی ماں بلدیو سہاے کی ایک بہن تہی۔ بلدیو سہاے الشیر داس کی اولاد مین نہین تہا۔ بلدیو سہاے اور چہجو رام بوہرہ برہمن تہے منجانب سماۃ پاربتی اور سماۃ سندر مدعاعلیہم سپاندشان کے یہہ حجت نہین ہوئی تہی کہ بموجب شاستر کے قطع نظر رواج کے بلدیو سہاے جو تہا اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی کرسکتا تہا بلکہ یہہ حجت ہوئی تہی کہ بموجب عام رواج بوہرہ برہمنوں کے جو ملک کے اوس حصہ مین رایج تہا جسمین بلدیو سہاے اور چہجو رام رہتے تہے بوہرہ برہمن اپنی بہن کے بیٹے کو قانوناً اور جوازاً متبنی کرسکتا ہے۔ منجانب مدعیان اپیلانٹان اپیل درخواست نمبر ۱۸۸۴ء کے ہمارے روبرو یہہ حجت ہوئی تہی کہ بلدیو سہاے نے فی الواقع پریم سکہہ داس کو کبہی متبنی نہین کیا تہا اور علاوہ برآن اگر بلدیو سہاے نے فی الواقع پریم سکہہ داس کو متبنی کیا تہا تو رواج

مبنیہ مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کا موجود ہونا ثابت نہین ہوا ہے اگر موجود بھی ہو تو وہ شاستر پر غالب نہین ہو سکتا ہے علاوہ اوسکو تبدیل کر سکتا ہے لہذا تبنیت متنازعہ خلاف قانون اور کالعدم ہے۔

منجانب مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۶۳ سنہ ۱۸۷۰ع کے اس امر پر حجت نہین ہوئی ہے کہ مہدیو سہاے نے پریم سکہہ داس کو متبنی کیا تہا بلکہ یہہ حجت ہوئی ہے کہ کوئی رواج جیسا کہ بیان ہوئی ثابت نہین ہوا ہے یا اگر ثابت ہوا ہے تو وہ شاستر پر غالب نہین ہے اور نہ اوسکو تبدیل کر سکتا ہے لہذا تبنیت مذکور خلاف قانون اور کالعدم ہے۔

منجانب مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے یہہ امر حجت ہوئی ہے کہ بوجہ دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے واقعہ اور جواز تبنیت پریم سکہہ داس پر اب اعتراض نہین ہو سکتا ہے اور اس اخیر حجت کے تائید مین فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ جگدنبا چودہرائن بنام دکہنا موہن (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۳ صفحہ ۸۴ و مقدمہ مذکور مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۸) پر استدلال ہوا ہے۔ چونکہ بموجب اون وجوہ کے جو ابہی آیندہ بیان کیجاوینگی یہہ راے قرار پائی ہے کہ واقعہ تبنیت اور وہ رواج جسپر تائید جواز اوس تبنیت کے استدلال ہوا ہے ثابت ہو چکا ہے اور جو رواج ثابت ہوا ہے وہ جائز رواج ہے لہذا ہم کوئی راے نسبت بحث میعاد سماعت کے یا اون دیگر امور کے ظاہر کرنا نہین چاہتے ہین جنپر غور کرنا ضروری ہوتا بشرطیکہ ہماری یہہ راے قرار پاتی کہ تبنیت فی الواقع نہین ہوئی ہے یا وہ ناجائز ہے۔ یہہ دلیل عام ہے کہ اگر مہدیو سہاے نے جائز طور پر پریم سکہہ داس کو متبنی کیا ہے تو ہر دو اپیل کے مدعیان اپیلانٹان کو کوئی استحقاق نسبت جائداد متنازعہ کے یا اوسمین سے کسی کے نسبت حاصل نہین ہے۔

پہلے ہم اس بحث کو طے کرینگے کہ آیا ایسا رواج جیسا کہ بیان ہوا ہے قانونًا پذیر ہو سکتا ہے اور شاستر متعلقہ تبنیت پر جو برہمنون مین مروج ہے غالب آ سکتا ہے اور اوسکو تبدیل کر سکتا ہے یا نہین۔ منجانب مدعیان اپیلانٹان کے باستحکام یہہ حجت کی گئی ہے کہ از روے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ سندر بنام پاربتی (انڈین لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶) کے یہہ بحث طے ہو چکی ہے اور جسمین حکام عالیمقام نے بصفحہ ۱۹۳ رپورٹ مذکور کے یہہ فرمایا ہے۔ اگر اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہوتا تو حکام عالیمقام کو تامل ہوتا کہ اس راے کے قبول کرنے مین کم دقت ہوتی کہ ہندو برہمن قانونًا خود اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی نہین کر سکتا ہے۔ اوس مقدمہ مین جسمین نالش فیمابین مدعا علیہم رسپانڈنٹان حال مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کے ہتی مسماۃ

سند سے ڈگری تقسیم جائداد متنازعہ حال کے چاہی تھی یہہ بحث حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو
یا اس عدالت کے روبرو جبکہ مقدمہ مذکور اس عدالت کے روبرو بصیغہ اپیل بنا راضی ڈگری مورخہ
۷ ماہ فروری سنہ ۱۸۸۱ع صادرہ ججہ ماتحت سہارنپور کے پیش تھا نہین کی گئی تھی کہ آیا جس رواج کا
بیان ہوا ہے وہ جائز ہو سکتی ہے یا نہین اگرچہ ان اپیلون کی بحث کے دوران مین یہہ بیان کیا گیا
ہے لیکن یہہ بات سچ ہے یا نہین ہمارے روبرو ان مسلون سے ثابت نہین ہوتا ہے کہ مدعی جنہ نے
شہادت اوس مقدمہ مین ججہ ماتحت کے روبرو پیش کی گئی تھی۔ جواز ایسے رواج کا جسکے روسے بہن کا
بیٹا ماما یا پھوپھی کے نام ہر برہمنون مین متبنی کیا جا سکتا ہے اور اوسی قسم کے رواج کا جسکے روسے بیٹی کا بیٹا
تانجور و ترچناپلی و ٹینویلی کے برہمنون مین متبنی کیا جا سکتا ہے ہائیکورٹ مدراس اجلاس
کامل نے مقدمات ایرانجولی السہ ولیتونا سبدرنی بنام ایراجولی السہ کرشنا ماسبدری (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳) اور دیرتادا بنام آپو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)
مین عدالتانہ تسلیم کیا ہے۔ جواز ایسے رواج کا جسکے روسے پنجاب کے بعض برہمنون کی قومون مین بہن
کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا ہے چیف کورٹ پنجاب نے عدالتانہ تسلیم کیا ہے۔ مقدمات متعلقہ پنجاب
عبارات ذیلی متعلقہ صفحات ۳۱ و ۴۲ و ۴۴۴ ہندو شاستر تبنیت مولفہ گلاب چند سرکار مین جمع کئے گئے ہین
(دیکھو ٹیگور لا لکچرس سنہ ۱۸۸۸ع)۔ اور قاعدہ شاستر جو عموماً مسلمہ ہے جسکے روسے دوجنمی قومون مین تبنیت بہن
کے بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی ممنوع ہے ہند کے بہت سے حصون مین تابع رواج ہوگیا ہے یا رواج سے
تبدیل ہوگیا ہے یا اسکا ناگاوسکی کبھی تعمیل نہین ہوتی ہے اون مقدمات سے اخذ کیا جا سکتا ہے جو
عبارات ذیلی متعلقہ فقرہ ۴ ۱۳ و صفحات ۱۳۷ و ۱۳۸ طبع چہارم دہرم شاستر و رواج مولفہ مین صاحب مین جمع
کئے گئے ہین مسٹر مندلک صاحب نے دہرم شاستر کو کہا دیا جاتا وکیل صفحہ ۷۴ و صفحات مابعد مین شکوک عظیم
بہ نسبت صحت اس اصول مطہرہ دہرم شاستر کے پیدا کئے گئے ہین کہ جو شخص متبنی ہو اسکو وہ ایسا ہونا چاہئے
جسکی مان کے ساتھ شادی جائز ہو سکتی جالتقین وہ متبنی کرنیوالے کا صحیح النسب بیٹا ہوتا۔ مسٹر مندلک صاحب
نے اپنی بیش قیمت رسالہ مین یہہ بحث کی ہے کہ اوس اصول کے شاستر پر پیوند کاری ایک نتیجہ غلط
تشبیہات اور بیجا ایک اصول عامہ کے قائم کرنیکا تھا جو اصل کتابون کی غلط ترجمہ پر مبنی ہے صفحہ ۷۴ مین
بمبئی پریزیڈنسی کا ذکر کرکے مندلک صاحب نے یہہ کہا ہے۔ اسی طرح سے اس پریزیڈنسی کے کل قومون
اور فرقون مین تبنیت بہن کے بیٹے کے عام ہے تبنیت دوسرا ایسے بیٹی کے بیٹے کی اس سے بھی زیادہ
عام ہے۔ یہہ بحث کہ آیا راؤ مندلک صاحب کے بہ نسبت اصلیت اور صحت تذکرہ بالا کے صحیح ہے

یا نہیں ہم واسطے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے چھوڑ دینگے۔ حسن اتفاق سے
ان اپیلون مین جو ہمارے روبرو پیش ہین ہمکو کوئی ضرورت اوس بارہ مین رای ظاہر کرنیکی نہین
ہے۔ واسطے اغراض حال کے یہہ فرض کرسکتے ہین کہ جو قاعدہ سدرلینڈ صاحب نے ۱۸۲۱ء مین یہہ
قایم کیا تھا کہ اول اور اصلی اصول یہہ ہے کہ جو شخص متبنی ہو بیٹا ہو وہ ایسا ہونا چاہئے جسکی ماں کے
ساتھ جایز شادی ہو سکے ذریعہ سے وہ متبنی کرنیوالے کا بیٹا نسب ہوتا ہے۔ یہہ قاعدہ شاستر کا ہے جو
مین اعلی اور ادنی ہنود فرقون سے متعلق ہے۔ ہمکو صرف اسقدر کہنا چاہئے کہ بموجب مصنفان
ڈائجسٹ دہرم شاستر ویسٹ و بوہلر صاحبان ہم اتفاق کرتے ہین کہ دہرم شاستر بلا کسی حکم قانونی کے تالیع
ترمیم کا برور رواج کے ہے اور رواج مذکور واسطے جملہ اغراض رسمی کے خود بنا سکتا ہے دہرم شاستر
کے متعدد ہو سکتا ہے۔ پس جب کوئی رواج ثابت ہوتا ہے تو اوسکے روسے عام قاعدہ جہانتک کہ وہ
وسعت پذیر معدوم ہو جاتا ہے لیکن تاہم عام قاعدہ کے روسے اوس کل کا انتظام ہوتا ہے جو حیطہ رواج
مذکور سے خارج رہتا ہے (ڈائجسٹ ہندو لا مولفہ ویسٹ صاحب و بوہلر صاحب طبع سوم جلد ۱ صفحات ۱ و ۲)

حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ شاستر کی تبدیلی ایسے امور اہم
ہین منجملہ دیگر امور کے جیسے کسی خاندان کے نسل مین اور جایداد موروثی کے قابل التقسیم ہونے مین بذریعہ
رواج کے ہو سکتی ہے۔

ہمکو کوئی شبہ نہین ہے کہ بوہرہ برہمنون مین عموماً یا کسی خاص حصہ ملک کے بوہرہ برہمنون
مین یہہ رواج کہ بہن کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ثابت ہو رواج جایز ہے اور متبنیت مذکور کو جایز کرلیگا

اب ہم اس امر کے تجویز کرنیمین مصروف ہونگے کہ آیا ملک کے اوس حصہ مین جسمین اوجسکے گرد و نواح مین ایلدیو
رہا ہے اور چھچو رام متبنی تھا جہانتک بوہرہ برہمنون کو تعلق ہے رواج مذکور ثابت ہوا ہے یا نہین۔

بوہرہ برہمن ممالک مغربی و شمالی کے اضلاع شمالی مین پالی پالی واقع راجپوتانہ سے آئی
ہین وے تاجر برہمنون کے قوم کے ہین جیسا کہ قوم کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ فیلن صاحب کے
ہندوستانی و انگریزی ڈکشنری کے صفحہ ۳۵۲ کے بموجب لفظ بوہرہ کے معنی دیہاتی مہاجن یا زر
نقد کا دینیوالا اور نیز فیلن صاحب کے قول کے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ بوہرا لوگون کی ابتدا گجرات
ہے جہان وے نو مسلم ہوگئے ہین لیکن ممالک وسط اور مغربی ہند مین اور ممالک مغربی و شمالی مین پائے جاتے ہین

اوس جزو مین اسٹیٹسٹکل ڈسکرپٹیو و ہسٹاریکل اکونٹ ممالک مغربی و شمالی دربارہ
حالات پیدایش و ابتدائی و حالات تاریخی واقع ہند کے جو بحکم گورنمنٹ ہند طیار ہوا ہے اور متعلق

ضلع مظفرنگر کے بابت مطبوعہ سنہ ۱۸۹۲ع مین یہہ بیان ملتا ہے کہ رستی یا بوہری بعض مقامات
مین [illegible] عصمت اوسکا [illegible] گوڑ برہمن کے مطابق وال کے ہین مگر وہ جز قصاب ہو گئے ہیں
سے بالکل اسطرح علیحدہ ہو گیا ہے کہ وہ بطور ایک کے مجملہ متفرق فرقون کے جنکی بابند ابرہمنوں
سے منسوب ہوتے ہین اس فرقہ کے اور نام اہبو ہیو در سیر دکاسنا ہین یہہ بوہری باشندے
نکلی گوڑ ہوتے ہین اور اپنی اصلی مقام کے وجہ سے پلی وال کہلاتے ہین اور بڑے سود خور
و صرافت روایہ کے اوپر کے ضعیف ہین ہ

ہمارے روبرو دوران بحث مین ہر نالش مین جو شہادت قلمبند ہوئی تہی اوسکو بطور شہادت
دونون مقدمون کے ان لوگون نے پڑہا تہا جو متفرق فریقون کے طرف سے حاضر ہوے تہے۔ پنڈت
اجودہیا ناتہہ نے جو بجانب مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۹ع مین حاضر ہوے
ہین یہہ بیان کیا تہا اور جو لوگ فریق ثانی کے طرف سے حاضر ہوے ہین اونہون نے اس امر
سے انکار کیا تہا کہ مظفرنگر اور اضلاع گرد نواح مین مینون کے بہروہت بوہرہ برہمن ہوتے ہین
اسبارہ مین ہمارے روبرو کوئی شہادت نہین ہے اور ہم اس بیان کا ذکر محض بطور اوس تشریح
کے کرتے ہین جو اس امر کے کی گئی ہے کہ ان اپیل کے مسلون مین ہمارے روبرو بہت سے شہادت
رواج منجملہ دیگر اقوام کے اوس ملک کے قوم بنیہ کی ہے جسکے روسے بہن کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا

بوہرہ برہمنون مین اس رواج کے وجود کے تائید مین منجملہ دیگر امور کے بہت سے بوہرہ
برہمن گواہ طلب کئے گئے تہے۔ بدرجہ اقل اون بوہرہ برہمن گواہان مین سے دس گواہ ضلع
مظفرنگر اور سات گواہ ضلع میرٹہہ کے تہے اور اوسمین سے دیگر گواہان بلند شہر اور علیگڈہ دہلی
سہارنپور متہرا اٹاوہ اور کانپور کے تہے۔ اون کل گواہون نے رواج موجودہ حال کا بیان کیا
ہے اونمین سے بہت گواہون نے بہن کے بیٹے کے تبنیت کی مثالین بیان کی ہین اور اوسمین سے
بعضون نے یہہ بیان کیا ہے کہ ہمکو ہمارے باپ اور بزرگون نے اطلاع دی تہی کہ رواج موجودہ
جہانتک ہماری یاد [illegible] کی گئی ہے ایسے تبنیت کی فرد و صورتین ہین جسمین یہہ ثابت ہوا ہے
کہ پسر متبنی اوس شخص کی جایداد پر جانشین ہوا تہا جس نے اوسکو متبنی کیا تہا اور اون صورتون
مین سے ایک صورت مین پسر متبنی نے خاندان کے دیگر اہالی سے زندگی پایا تہا۔ ہم نے ماتحت
اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ رواج ثابت ہے۔ ہمکو اس امر کے خیال کرنیکی کوئی وجہ نظر
نہین آتی ہے کہ وہ سب بوہرہ برہمن گواہ مرتکب حلف دروغی کے ہوے ہین۔ ہمارے نزدیک

اس امر پر بہت اصرار ہوا تھا کہ ملید یوسہاے نے ۱۸۶۵ء مین وصیت کی پریم سکہہ داس کہ بتنی و
اوس وقت بہہ محبت کی گئی تہی کہ ملید یوسہاے نے فی الواقع کبہی پریم سکہہ داس کو متبنی نہین کیا
تہا اور اگر فی الواقع اوس نے پریم سکہہ داس کو متبنی کیا تہا تو وہ جانتا تہا کہ تبنیت ناجائز ہے
اور اس اخیر امر کے نسبت شہادت سوالات جرح مسماۃ پاربتی (دستاویز نمبر ۹۴۴) پر جو استدلال کیا
ہے۔ سوالات جرح مین مسماۃ پاربتی نے بیہہ بیان کیا ہے کہ ملید یوسہاے نے پریم سکہہ کے حق مین
وصیت کیون کی تہی بیٹے ملید یوسہاے سے پوچہا تہا کہ وہ کیون وصیت کرتا ہے اور اوس نے مجہہ سے
کہا تہا کہ بہن کے بیٹے کی متبنی کرنیکی شاستر مین اجازت نہین ہے ملید یوسہاے اس خیال مین تہا
کہ شاستر مین بہانجہ کے متبنی کرنیکی اجازت نہین ہے یہہ بہت ممکن ہے کہ ملید یوسہاے کا یہہ خیال ہو
ہو کہ بوجہہ ہندو شاستر کے ایسے تبنیت ناجائز ہو اور بوہرہ برہمنون مین جو رواج ہے وہ عدالتون مین
واسطے جواز تبنیت کے کافی نہ قرار پاوے۔ ایک امر ظاہر ہے وہ یہہ ہے کہ ملید یوسہاے کا یہہ ارادہ
تہا کہ اگر بعد وفات اوسکے بیٹا یا بیٹے پیدا ہون تو پریم سکہہ داس کو بذریعہ اوس کے وصیت کے اوس سے زیادہ
حصہ جایداد کا ملے جو پریم سکہہ داس اندرین حالات بطور پسر متبنی کے پا سکتا۔

ملید یوسہاے کی چالے و شکوک یا اغراض ۱۸۶۵ء مین جوکچہہ رہی ہون سو ہون ہماری
راے مین یہہ امر خارج از شبہہ ہے کہ ملید یوسہاے نے ۱۸۶۱ء مین فی الحقیقت پریم سکہہ داس کو متبنی
کیا تہا اور بحالات شہرت عظیم متبنی کیا تہا۔ اوس تبنیت کے رسم کے شہادت کے لئے بہت سے بوہرہ
برہمن بلائے گئے تہے اور اوسمین سے بہت سے لوگ اوس رسم کے وقت حاضر ہوے ہتی ... اوس تبنیت
کے ہوجانیکا حال بریلی مین اور اوس حصہ ملک کے بوہرہ برہمنون مین بخوبی مشہور تہا جب ملید یو
مر گیا تہا تو داخل خارج نام کا بحق پریم سکہہ داس ہوا تہا اور داخل خارج نام کی کارروائیون مین پریم
سکہہ داس بطور پسر متبنی ملید یوسہاے کے بیان کیا گیا تہا بمقابل گیارہ موضعون کے داخل خارج
کی کارروائیون مین یاد ہتی کاغذات مین وہ اس طرح پر بیان کیا گیا تہا۔ یہہ بات دستاویزات
نمبری ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲
سے ظاہر ہوتی ہے۔

وصیت ۱۸۶۵ء مین کی گئی تہی بعد وصیت ہو جانیکے پریم سکہہ داس بولایت ملید یوسہاے
کے نالش کرتےتہین اوسکی درخواست ... دسمبر ۱۸۶۶ء (دستاویزات نمبر ۸۱۸ و ۸۱۹) مین بطور
پسر متبنی ملید یوسہاے کے بیان ہوا تہا۔ وصیت ۱۸۶۵ء سے شہادت تبنیت کی حاصل ہوتی ہے

ادس مین ایک فقرہ ہے جسکا ہم ترجمہ حسب ذیل ہے۔

[illegible] بموجب اوسکی وصیت کے
پرورش [illegible] تعلیم [illegible] [illegible] منتظر

بنایا ہے اور جو کچہ کہ ہے پس سے ساتہہ تعلیم کے لیے ہے مالک وارث کل جایداد وغیرہ کا ہوگا۔

۱۴ فروری ۱۸۷۶ء کو جج ڈسٹرکٹ سہارنپور نے سرٹیفکیٹ ولایت املاک پریم سکہہ داس کا نسبت

اون دیگر اشخاص کو عطا کیا تہا جو ہی کہنی رام منجملہ مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۹۲ ۱۸۷۹ء

کے ایک مدعی اپیلانٹ ہے اور اوس سرٹیفکیٹ مین پریم سکہہ داس بطور پسر متبنی ملدیو سہاے متوفی

کے بیان کیا گیا ہے۔

ہمارے روبرو اس بات پر اصرار کیا گیا ہے کہ جو نالش فیمابین مسماۃ سندر اور پاربتی کے ہوئی تہی

اوسمین مسماۃ اخر الذکر نے تبنیت سے انکار کیا تہا۔

اوس نالش مین مسماۃ پاربتی جو بڑی بیوہ تہی مسماۃ سندر چہوٹی بیوہ کو جایداد مین حصہ پانے سے

خارج کرنیکی کوشش کرتی تہی اور اوس خیال کی غرض سے اوسوقت کی صورت قانونی حقوق اون

مسماتون کے جو باہم تہی اوسپر تبنیت سے انکار کرنا لازم تہا۔ مسماۃ پاربتی نے اوس نالش مین بیان کیا

تہا کہ وہی تنہا قابض ہے۔ مسماۃ پاربتی کی حجت اوس نالش مین جو کچہ رہی ہو سو ہو اوس سے

پریم سکہہ داس کے حامی [illegible] ۱۸ فروری ۱۸۷۸ء کو بشمول مسماۃ سندر کے ایک درخواست دستاویز نمبر (۱۹) اس نے

داخل کی تہی کہ جایداد تحت کورٹ آف وارڈس ہونے پاوے اور اوس درخواست مین پریم سکہہ داس

کو بطور پسر متبنی بلدیو سہاے کے بیان کیا تہا۔ اوس درخواست مین ان مسماتون نے یہہ بیان کیا

تہا کہ ہمنے لالہ سکہہ لال و کہنی رام حقیقی چچا پریم سکہہ داس اور رگہونا تہہ کو سربراہکار بہتمم مقرر کیا ہے

اور درخواست عطاے سرٹیفکیٹ ولایت بنام نامبردگان داخل کی ہے درخواست مذکور بذریعہ تاراچند

کے جو مختار مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کا تہا داخل ہوئی تہی۔ مختار نامہ تاراچند کا مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۷۸ء

ہے اور دستاویز نمبری ۲۰ ہے۔ اوسپر چمین سکہہ رام نے گواہی کی تہی جو منجملہ مدعیان اپیلانٹان اپیل

اول نمبر ۱۵۴ ۱۸۸۱ء کے ایک مدعی اپیلانٹ ہے اور جسنے ۱۱ فروری ۱۸۷۸ء کو اپنے کو اسطرح پر

بیان کیا تہا چمین سکہہ ملازم پریم سکہہ داس جو فی الواقع وہ تہا

ان دو اپیلون کے مسلون مین اور بہت سے دستاویزات ہین جنسے بطور ضرورت ہم ثابت شدہ

اپنی اس راے کے حوالہ کرتے کہ پریم سکہہ داس کو فی الواقع بلدیو سہاے نے متبنی کیا تہا اور

علاوہ اسکے بطور پسر متبنیٰ بلدیو سہاے کے وہ تصور اور تسلیم کیا گیا تھا۔ ہم ذکر کر چکے ہین کہ پریم سکھ داس کی وفات پر اوسکا کریا کرم ایک شخص چھجو نے کیا تھا جو بلدیو سہاے کے گھر کا تھا اور اسوجہسے اوس کریا کرم کرنے کا مجاز تھا۔ اگر تبنیت پریم سکھ داس کی جایز ہوتی تو اوسکا کریا کرم کوئی شخص چھجو رام کے گھر کا کرتا اور نہ وہ اوس کریا کرم کے کرنے کا مجاز ہوتا۔

بعد ملاحظہ شہادت زبانی اور دستاویزی کے ہمکو کچھ شبہ نہین ہے کہ پریم سکھ داس کو فی الواقع بلدیو داس نے متبنیٰ کیا تھا اور اوسکی تبنیت بوجہ رواج کے ایک جایز اور قانونی تبنیت ہے قبل ختم ہونے ہمارے فیصلہ کے اس امر کا تصفیہ متعلق ہوگا کہ مقدمہ حال کیونکر ظہور پذیر ہوا ۱۸۵۱ء میں بلدیو سہاے نے پریم سکھ داس کو متبنیٰ کیا تھا۔ دسمبر ۱۸۷۵ء مین بلدیو سہاے فوت ہوا تھا۔ بعد وفات بلدیو سہاے کے پریم سکھ داس جایداد پر جانشین ہوا تھا۔ پریم سکھ داس ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء کو فوت ہوا تھا۔ اوسوقت وہ سولہ برس کی عمر کا تھا۔ بعد وفات پریم سکھ داس کے مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر بطور اوسکے ورثاء کے جایداد پر قابض ہوی تہین یہہ ایسا امر ہے جو نہ صرف دیگر شہادت سے ثابت ہے بلکہ بوجہارت ۱۸۲۹ء ف کے کچھہ تحریرات سے بھی ثابت ہے کہ جسمین مسماتان مذکور بطور ماں پریم سکھ داس کے درج ہوی ہین چونکہ بعدہ فیمابین اونکی نزاع پیدا ہوی تھی مسماۃ سندر نے اپنی نالش بنام مسماۃ پاربتی واسطے تقسیم کے دایر کی تھی اوس نالش مین مسماۃ پاربتی نے بیان کیا تھا کہ مین تنہا قابض ہون اور مسماۃ سندر کے ہر استحقاق سے انکار کیا تھا اوس نالش کے اپیل اول مین عدالت نے ۲۲ جون کو یہہ تجویز کی تھی کہ تبنیت پریم سکھ داس کی بوجہ اوسکے جوانجہ ہونے بلدیو سہاے کے ناجایز ہے اور یہہ تجویز کرکے کہ مسماتان کو قانونا کوئی استحقاق نہین ہے اور نالش تقسیم کی محض اسوجہسے قابل پذیرائی کے نہین ہے کہ وہ قابض ہین پس نالش مسماۃ سندر کی ڈسمس کی گئی۔ اب بیان ہوا ہے کہ ۳ جولائی ۱۸۸۱ء کو منگل رام پوتا الشیر داس نے نالش بنام چین سکھ رام و غازی رام مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۴۵ ۱۸۸۲ء جسپر وہ استدلال کرتے ہین لکھدیا تھا۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کو مدعیان اپیلانٹان مذکور نے اپنی نالش دایر کی تھی۔ منگل رام چین سکھ یا غازی رام کا رشتہ دار نہین ہے۔ چین سکھ رام پریم سکھ داس کی ملازمت مین تھا وہ مسماۃ پاربتی کے ایک بہن سے بیاہا ہے اور اوسکا کارندہ تھا اور ہے۔ غازی رام برادر نابالغ مسماۃ پاربتی کا ہے۔ منسا رام اور کہنی رام مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۲۲ ۱۸۸۲ء اور ادولال اپیلانٹ نے اپنی نالش ۸ جنوری ۱۸۸۲ء کو دایر کی تھی۔ مدعیان اپیلانٹان مذکور مین سے کیسکو

کوئی استحقاق نسبت جایداد کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا بشرطیکہ تبنیت پریم سکھ داس کی جائز تبنیت ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ منسارام کبھی رام بانگل رام نے کوئی دعوے نسبت جایداد کے بابت جواز تبنیت پر اعتراض کرنیکا فیصلہ عدالت مورخہ ۲۱ جون ۱۸۸۲ء کے بعد تک نہیں کیا اگرچہ پریم سکھ داس ۳۰ جنوری ۱۹۰۱ء کو مرا تھا۔ ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ اولاد اشیر داس بعد رشتہ داران چھجو رام پدر اصلی پریم سکھ داس نے فیصلہ عدالت تک کبھی نہیں خیال کیا کہ پریم سکھ داس کے تبنیت کے جواز پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

ہم معہ خرچہ جداگانہ مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۲۴۵ سنہ ۱۹۰۹ء کو ڈسمس اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کرتے ہیں اور ہم معہ خرچہ جداگانہ مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۱۰ء کو ڈسمس اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کرتے ہیں۔